Mujallah BAHR-UL-ULOOM Mirpurkhas Sindh

مجلہ بحر العلوم ماہی

میرپورخاص سندھ پاکستان

جامعہ کے طلبہ کا ترجمان

www.KitaboSunnat.com

مفسر قرآن محدث شہیر علامہ سید ابو محمد

بدیع الدین شاہ

الراشدی المکی السندھی

رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمات جلیلہ پر

شیخ العرب والعجم نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

فیہا کتب قیمۃ

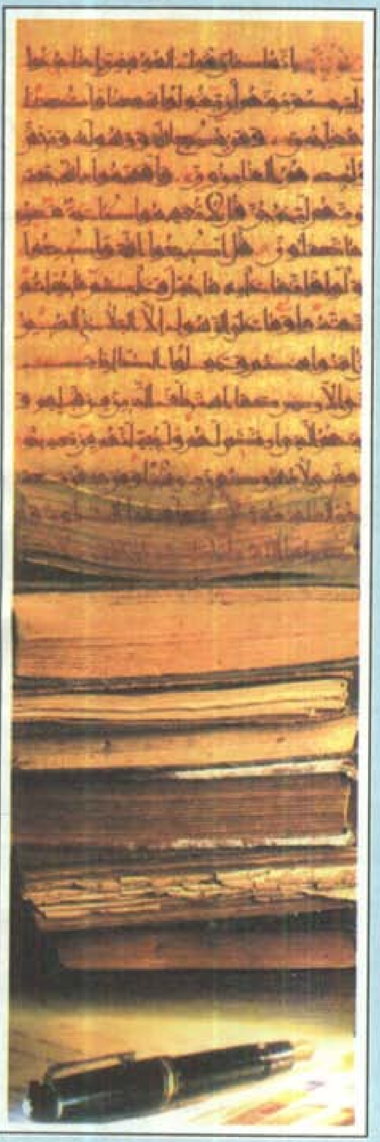

اچھی کتب کے مطالعے کے ساتھ

اپنے دل اور
روح کی دنیا کو
آباد کریں

- آپ کی زندگی کا رخ بدل دینے والی کتب
- تحقیق وطباعت کے بہترین معیار کے ساتھ
- نامور مصنفین آپ کے قدم بقدم
- تفاسیر احادیث سیرۃ النبی فتاوی اور مختلف موضوعات پر بہت سی کتب

صرف کتاب نہیں بلکہ اعلیٰ معیار بھی

www.KitaboSunnat.com

توضیح القرآن

ترجمۃ القرآن

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر

استاذ الاساتذہ مولانا عبدالرشید حفظہ اللہ

نظر ثانی

شیخ الحدیث مفتی محمد عبید اللہ خان عفیف حفظہ اللہ

طباعت کا شاہکار

منہج سلف صالحین کے مطابق تفسیر بالحدیث کا بہترین انداز

تفسیر ابن کثیر، تفسیر طبری، تفسیر ثنائی، فتح القدیر و دیگر تفاسیر کا حسن انتخاب

- احادیث اور اقوال سلف صالحین کی روشنی میں مفصل حواشی
- عقائد باطلہ کا مدلل رد
- علماء اور عوام کے لئے یکساں مفید

WWW.QUDDUSIA.COM

مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور ☎ 7351124

رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد
Ph:041-2640194

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفسر قرآن محدث شہیر علامہ سید ابو محمد

بدیع الدین شاہ

الراشدی المکی السندھی

رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمات جلیلہ پر

شیخ العرب والعجم نمبر

Monthly MUHADDIS Lahore
99-J Model Town, Lahore-5...
Phone ...

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ

اس خاص نمبر کے جملہ حقوق طبع و اشاعت بحق جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص محفوظ ہیں

WARNING

All rights reserved, No part of this "Magazine" shall be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing from the "Jamia Bahr-ul-Uloom As-Salfia Mirpurkhas"

BAHR-UL-ULOOM

مجلہ بحر العلوم

ماہانہ

میر پور خاص سندھ پاکستان

جامعہ کے طلبہ کا ترجمان

2007ء — سلسلہ اشاعت نمبر 9

زیر نگرانی

بقیۃ السلف

فضیلۃ الشیخ

مولانا یوسف الزبیدی

حفظہ اللہ

زیر سرپرستی

مدیر الجامعۃ

محترم محمد اسماعیل میمن حفظہ اللہ

مدیر مالیات

محترم محمد ہاشم میمن حفظہ اللہ

مدیر مجلہ

افتخار احمد تاج الدین

الازہری

0346-2146470

~~0332-2819002~~

نائب مدیر

الشیخ عبداللہ سلیم جونیجو

0333-2984247

انتظامیہ کمیٹی

- محترم جناب محمد رفیق سلفی صاحب
- محترم جناب محمد رمضان رحمانی صاحب
- محترم جناب عبدالسمیع صاحب
- محترم جناب عبدالوحید صاحب
- محترم جناب ظفر الدین شیخ صاحب
- محترم جناب ڈاکٹر محمد سعید مغل صاحب
- محترم جناب پروفیسر عبدالعزیز میمن صاحب
- محترم جناب محمد رمضان غوری صاحب
- محترم جناب عبدالرزاق اکبر صاحب
- محترم جناب عبدالحمید مغل صاحب

مجلس مشاورت

- مولانا محمد عارف اثری صاحب
- مولانا محمد عمر اثری صاحب
- مولانا محمد صابر صاحب
- مولانا محمد انور شر صاحب
- قاری رب نواز صاحب
- مولانا عبدالمتین صاحب
- مولانا قاری ذوالفقار احمد صاحب
- مولانا قاری عبدالحمید صدیقی صاحب
- مولانا ریاض احمد میمن صاحب
- قاری عبدالقہار صاحب

خط و کتابت کیلئے

جامعۃ بحر العلوم السلفیۃ

زیر انتظام: مرکزی جمعیت اہل حدیث میر پور خاص

فون: 0233-861070

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محتویات العدد

تهنیتی پیغام

محترم پروفیسر ساجد میر ﷾ امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان 10

کلمۃ التحریر

شیخ العرب والعجم نمبر جامعہ بحر العلوم السلفیۃ کی ایک عظیم سعادت
اداریہ 11

سوانح

راشدی خاندان کا تعارف اور سندھ میں ان کی دینی خدمات کا جائزہ
مولانا محمد خان محمدی 16
حیات شیخ العرب والعجم امام سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی السندھی ؒ
ابوجبیر محمد اسلم سندھی 40
سید بدیع الدین شاہ راشدی ؒ کے حالات زندگی
محترم محمد اسحاق بھٹی 89
شیخ العرب والعجم امام سید بدیع الدین شاہ راشدی ؒ پیر آف جھنڈا
ابوالقاسم رانا محمد جمیل خان 128
حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی المحمدی المکی ؒ
پروفیسر میاں یوسف سجاد 155

شخصیت

آیۃ من آیات اللہ شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین شاہ راشدی ؒ پیر آف جھنڈا
محترم حافظ صلاح الدین یوسف 180
علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی ؒ عظیم محدث ومحقق
حافظ عبدالمنان نورپوری 187
پیر آف جھنڈا امتیاز عالمِ دین اور عظیم محدث
شیخ محمد رفیق اثری 195

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ العرب والعجم ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ
الشیخ زبیر علی زئی 202
شاہ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ اور ان کی اجازۃ بالروایۃ
افتخار احمد تاج الدین الازہری 211
شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ
الشیخ ابو طاہر حکیم محمد یوسف زبیدی 230
پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ
عبدالرشید عراقی 235
سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ سلفیت کے حقیقی علمبردار
شیخ محمد حسین ظاہری 239
سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ بحیثیتِ داعی و مربی
مولانا عبدالقیوم سندھی 256
آیۃ من آیات اللہ سید راشدی رحمہ اللہ
محمد اسلم توقیر فاضلپوری 268
شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی السندھی رحمہ اللہ
ابو عکاشہ عبدالجبار کھٹی 273
میرے دادا ابو
سید نصرت اللہ شاہ 285
علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ
محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی 287
ترجمة السيد بديع الدين شاه راشدى الحسينى رحمہ اللہ
حافظ عبدالحکیم 291
علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ اور انکے مشاہیر معاصرین علمائے کرام
عبدالرحمٰن میمن 297

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۞ تأثرات

سیدنا وسندنا الشیخ بدیع الدین الشاہ الراشدی رحمہ اللہ بیتے دنوں کی چند یادیں

شیخ الحدیث ارشاد الحق اثری ـ 306

شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ سے چند ملاقاتیں

پروفیسر ڈاکٹر سہیل حسن ـ 329

ایک عظیم محدث کی یاد میں

میاں محمد جمیل ایم۔اے ـ 332

حضرت پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ بھولی بسری یادیں

محمد یوسف انور ـ 337

شاہ صاحب رحمہ اللہ الجامعۃ المحمدیۃ (ٹنڈو غلام علی) سے چند خوشگوار یادیں

حافظ افضل ضیاء ـ 340

ایک روحانی شام کا تذکرہ

ابواز کی محمد عثمان علوی ـ 349

علامہ پیر ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی یاد میں

پروفیسر امیر الدین مہر ـ 352

شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں چند یادگار لمحات

شیخ محبوب الٰہی ـ 355

شاہ صاحب رحمہ اللہ کی جامعہ بحر العلوم السلفیۃ سے جڑی یادیں

افتخار احمد تاج الدین الازہری ـ 358

اسلام آباد سے مکتوب

محمد خالد سیف ـ 360

۞ خدمات

بدیع التفاسیر کے علمی و ادبی محاسن پر نگاہ

پروفیسر مولا بخش محمدی ـ 364

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ العرب والعجم علامہ السید بدیع الدین شاہ الراشدی ﷫ کی تفسیری خدمات
مولانا عبدالرزاق ابراہیمی _ 377

علامہ بدیع الدین شاہ صاحب راشدی المکی ﷫ اوران کی بدیع التفاسیر
ڈاکٹر وفا راشدی _ 391

بدیع التفاسیر کا مختصر اشاریہ (انڈکس)
منیر احمد جونیجو _ 400

ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی ﷫ تصنیفی میدان میں
مولانا محمد عارف اثری _ 421

شیخ بدیع الدین شاہ راشدی ﷫ اوران کی حدیثی خدمات
افتخار احمد تاج الدین الازہری _ 444

المکتبۃ الراشدیۃ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی ﷫ کا ایک عظیم کارنامہ
پروفیسر عبدالعزیز نہڑی _ 442

جمعیۃ اہل حدیث سندھ کا قیام اورعلامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی ﷫ کا کردار
پروفیسر محمد جمن کنبھر _ 482

ضلع تھرپارکر میں شاہ صاحب ﷫ کی دعوتی وتعمیراتی خدمات
پروفیسر حافظ محمد کھٹی _ 489

شیخ بدیع الدین شاہ راشدی ﷫ اوران کی زندگی کے اہم مناظرات اوردلچسپ واقعات
ابوالحسین عبدالرحیم سموں _ 507

شیخ بدیع الدین شاہ راشدی ﷫ کی تقاریر سے اقتباسات
محترم بشیر احمد انصاری ایم۔اے _ 523

شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی ﷫ کی لغتِ عرب میں غیر معمولی مہارت
مولانا شمیم الحق انصاری _ 529

رکوع کی رکعت اورشاہ صاحب ﷫ کا موقف
مولانا محمد ابراہیم طارق _ 537

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ انٹرویوز

✎ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی تھی
پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی 546

✎ جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کے امیر سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ سے بات چیت
ملاقات: محمد رمضان چانڈیو 551

✎ جمعیت اہل حدیث سندھ کے امیر پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ سے بات چیت
ملاقات: یوسف وارثی عباسی 555

❁ فتاویٰ

✎ شاہ صاحب رحمہ اللہ کا ''نماز کے اہم مسائل'' اور ''طلاق ثلاثہ'' کے متعلق اہم فتویٰ
جمع وترتیب: مولانا عبداللہ سلیم 560

❁ علمی خطوط

✎ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے نام دنیا بھر سے علماء و مشائخ کے مکتوبات
جمع وترتیب: مولانا محمد انور 574

❁ نادر تحریریں

✎ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے تحریر کردہ مضامین میں سے چند ایک
جمع وترتیب: مولانا محمد ریاض میمن 590

❁ وفات حسرت آیات

جمع وترتیب: مولانا محمد عمر کھوسہ 599

✎ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کا سفر آخرت
افتخار احمد تاج الدین الازہری 600

✎ جمعیت اہل حدیث پاکستان کا عظیم نقصان
محمد عبدالہادی العمری 604

✎ پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی رحلت
محمد اسلم سیف فیروزپوری 608

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برصغیر کی عظیم علمی وروحانی شخصیت کا انتقال پرملال
مولانا عبداللہ گورداسپوری _ 610

حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے
خلیل الرحمٰن قاضی _ 611

شاہ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال
محمد بشیر الطیب _ 615

علامہ سید بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ کی رحلت
محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی _ 617

شاہ صاحب رحمہ اللہ کی وفات
مولانا عبدالرحمٰن عاجز _ 620

علم وعمل کا چراغ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ
شکیل الرحمٰن ناصر _ 621

حضرت سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ رحلت فرما گئے
حافظ احمد شاکر _ 623

سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ پیر جھنڈا کا سانحہ ارتحال
محمود احمد غضنفر _ 626

وفات حسرت آیات
ادارہ محدث بنارس ہندوستان کا تعزیت نامہ _ 627

شاہ صاحب رحمہ اللہ کی وفات پر
جمعیت اہل حدیث بریڈفورڈ (انگلینڈ) کا تعزیت نامہ _ 628

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی وفات
مولانا عارف جاوید محمدی _ 629

شیخ العرب والعجم کی وفات
ابوالاحتشام حمزہ طور _ 631

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ تعزیت نامے

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی وفات پر دنیا بھر کے مشائخ اور عقیدتمندوں کے تعزیتی خطوط
جمع وترتیب: مولانا ذوالفقار احمد کھوسہ 636

❁ سنڌي مضمون

شاه بديع الدين راشدي رحمه الله ڪجهه يادون ڪجهه ڳالهيون
محمد اسماعيل ميمڻ 644

شاه صاحب رحمه الله ۽ پيري مريدي
مولانا عبدالجبار ڪوري 649

جيءَ جهروڪا
مشتاق احمد منواڻي 659

اسماءُ الرجال جو امام سيد بديع الدين شاه راشدي رحمه الله
امام الدين جوڻيجو 674

توحيد ۽ سنت نبوي ﷺ جي پرچار لاءِ خطيب حرم جي جاکوڙ
مولانا محمد بلال جوڻيجو 678

جنب گذاريم جن سان
سيد عيسن شاهه هاشمي 688

شيخ العرب والعجم جو جنازو اکين ڏٺو احوال
پروفيسر عبدالغفار جوڻيجو 707

آهه علامه پير بديع الدين شاه راشدي رحمه الله
ڊاڪٽر حسين بخش ميمڻ 722

بطل جليل جو وڇوڙو
پروفيسر مولا بخش محمدي 727

علامه سيد بديع الدين شاه راشديءَ رحمه الله جي وڇوڙي ويل هڪ تاثر
منصور ويراڳي 733

❁ اخباری بیانات

جمع وترتیب: قاری عبدالحمید صدیقی 738

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر محترم پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ کا تہنیتی پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(042) 7729933 / 7720656 ☎ (۹۲۴۲) ۷۷۲۹۹۳۳ / ۷۷۲۰۶۵۶

MARKAZI JAMIAT AHL-E-HADITH PAKISTAN

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان

106, Ravi Road, Lahore. ۱۰۶-راوی روڈ-لاہور

DATE ....

REF ....

مدیر مکرم .... سہ ماہی بحر العلوم۔ میرپور خاص

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ جامعہ بحر العلوم میرپور خاص (سندھ) کا موقر مجلہ سہ ماہی "بحر العلوم" برصغیر کے نامور عالم دین، مفسر، محقق، محدث، مناظر، مصنف اور خطیب حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی (پیر آف جھنڈا) رحمہ اللہ کی شخصیت پر ایک عظیم الشان "شیخ العرب والعجم نمبر" اردو، عربی اور سندھی زبان میں شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔ مولانا مرحوم، راشدی خاندان کے گل سرسبد تھے۔ ان کی دعوت و تبلیغ اور درس و تدریس کا دائرہ ملک اور بیرون ملک تک پھیلا ہوا تھا۔ وہ دار الحدیث مکہ مکرمہ اور مسجد الحرم المکی میں بھی درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ سندھ کا کوئی قریہ، کوئی بستی اور کوئی نگر ایسا نہ ہوگا جہاں آپ نے توحید کا پرچار اور شرک وبدعات کا رد نہ کیا ہو۔ بلاشبہ ان کی تدریسی ژرف نگاہی، ان کے وسعت مطالعہ، ان کی دینی بصیرت، علمی تحقیق، زہد و ورع اور تقویٰ و تدین کے اعتبار سے وہ اپنے بہت کم ثانی رکھتے تھے۔ آپ اپنے تبحر فی العلم اور متحضر فی العلوم ہونے کے اعتبار سے علماء کرام کے مرکز و محور تھے۔ ان کی عظیم شخصیت، ان کی دینی خدمات، ان کے تدریسی اور مناظرانہ کارناموں، ان کے قلمی رشحات فکر اور ان کے دینی علوم میں مجتہدانہ بصیرت کا یہ تقاضا ہے کہ ان کے تلامذہ اور ان سے استفادہ کرنے والے علماء ان کی شخصیت کے مختلف گوشوں کو موضوع سخن بنا کر داد تحقیق دیں اور ان کی عظمت کا نہ صرف اعتراف کریں بلکہ ان پر مختلف اور متنوع مضامین لکھ کر ان کی عظیم علمی، دینی، تحقیقی، تدریسی، تبلیغی، اصلاحی، تصنیفی و تالیفی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کریں۔

مرحوم اردو، عربی اور سندھی زبان میں بیسیوں کتابوں کے مصنف اور مولف تھے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کو از سر نو ترتیب دے کر طبع کیا جائے تاکہ لوگ ان کی متنوع اور عظیم تصانیف جو اپنے اسلوب و تاثیر کے اعتبار سے معاشرہ کی اصلاح و رہنمائی کے باب میں بڑا موثر کردار ادا کر سکتی ہیں، استفادہ کر سکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرحوم جس موضوع پر قلم اٹھاتے اس کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہنے دیتے۔

مولانا راشدی مرحوم جب جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر تھے۔ مجھے ان کے ساتھ بطور ناظم اعلیٰ کام کرنے کا موقع ملا۔ حقیقی بات یہ ہے کہ وہ علم و عمل کا پیکر اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اسی لئے عرب کے جلیل القدر علماء نے بھی ان کی علمی، تحقیقی اور مناظرانہ صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے۔

میری دعائیں اور وفائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

(دستخط) ساجد میر

(پروفیسر) ساجد میر

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

Fax:(9242) 7725525
Telex: 46424 KARAM PAK

فیکس: (۹۲۴۲) ۷۷۲۵۵۲۵
ٹیلکس: ۴۶۴۲۴ کرم پاک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كلمة التحرير

شیخ العرب والعجم نمبر

جامعة بحرالعلوم السلفية

کی ایک عظیم سعادت

جامعہ بحرالعلوم السّلفیہ میر پورخاص صوبہ سندھ میں ایک منارۃ العلم ہے جس کی کرنیں سندھ کے اکناف تک پھیلی ہوئی ہیں، جو عرصہ دراز سے دین حنیف کی مختلف شعبوں میں کام سرانجام دے رہا ہے ان شعبوں میں جامعۃ کا ایک شعبہ ''شعبہ نشرو اشاعت'' کا ہے، جس سے اب تک کئی کتابیں اور کتابچے شایع ہوچکے ہیں، گزشتہ تین برسوں سے جامعۃ سے ایک مجلّہ سہ ماہی بنام ''بحرالعلوم'' شائع ہورہا ہے جس کے اب تک الحمدللہ ۸ مختلف موضوعات پر خاص نمبر شایع ہوچکے ہیں۔ ۲۰۰۶ء میں جامعۃ کی انتظامیہ کمیٹی نے فیصلہ کیا آئندہ ہر سال ایک نمبر کسی علمی شخصیت کے لئے خاص کیا جائے تاکہ آنے والی نسل کو ہمارے اسلاف کی خدمات اور ان کی دعوتی وتبلیغی مساعی اور ان کی کاوشوں کا تذکرہ کیا جائے تاکہ ہمارے نوجوان طالب علم اپنی زندگی کو اسی نہج پر ڈھالیں، اور ان کے نقش قدم پر چل کر وہ مرتبہ ومقام حاصل کریں جو ان کو ملا۔

۲۰۰۷ء کو جس شخصیت کا انتخاب کیا ہے وہ ایک ایسی شخصیت ہے جس کو زمانہ یاد کرتا وہ چاہے صوبہ سندھ کا رہنے والا ہو یا پنجاب کا صوبہ سرحد کا باسی ہو یا بلوچستان کا رہائشی، برصغیر کا باشندہ ہو یا ایشیاء کا ساکن، عرب کا شیخ ہو یا عجم کا بسنے والا، یورپ کا انگریز ہو یا افریقہ کا حبشی گویا کسی نے اگر ان کی کتاب پڑھی ہے وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے جس نے آپ کی تقریر سنی وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے، جس نے آپ کی دعوت کی وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے جس کی آپ نے میزبانی کی وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے۔ جس نے آپ کو دیکھا وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے، اور وہ ہے شخصیت راشدی خاندان کے چشم و چراغ اور گل سبد شیخ العرب والعجم ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی المکی رحمہ اللہ کی جو علم وعمل کے بحر ذاخر تھے، ذکاوت وصیانت میں اعلیٰ، تحقیق وتدقیق میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدیم المثال، زہد وتقویٰ کا اعلیٰ نمونہ، تدریس وتالیف میں بے نظیر، تمام علوم وتقابل ادیان و مذاہب میں ماہر و کامل، عظیم مبلغ، داعی کبیر، سلفیت کے حقیقی علمبروار، اخلاص اور بے لوثی کا مظہر مسلک اہلحدیث کا داعی، کانفرنسوں کی رونق بے داغ وکردار کے مالک جن کے چلے جانے کے بعد صوبہ سندھ حقیقی معنوں میں یتیم ہوگیا، جن کے بعد دعوت وتبلیغ کی رزم گائیں اجڑ گئیں بہرحال وہ ایک ایسی شخصیت تھی جو ہر میدان میں ایک قائد کی حیثیت رکھتے تھے۔

جامعۃ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص کی یہ خوش قسمتی ہے کہ وہ ایسی بے مثال شخصیت پر نمبر شائع کر رہا ہے جس پر جتنا بھی فخر کریں وہ کم ہے مجلّہ کے ایڈیٹر ہونے کے ناطے اپنے تمام تر واسطوں کے ذریعہ کوشش کی ہے کہ پاکستان کے نامور اہل قلم، شیوخ الحدیث، ادیب اور عقیدت مندوں سے شاہ صاحب جیسی شخصیت پر مضمون تحریر کرنے کے لئے عرض کروں۔

الحمدللہ جیسا ہی ان کو معلوم چلا انہوں نے اول فرصت میں شاہ صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر مثلاً، سوانح، خاندانی پس منظر، شخصیت خدمات، ان کے علمی کارنامے، ان کی دعوتی وتبلیغی کاوشیں ان کی سماجی وتعمیراتی خدمات، وغیرہ وغیرہ پر اپنی اپنی نگارشات ارسال کی جو اس مجلّہ کی زینت ہیں اب یہ مضامین کیسے ہیں؟ آپ کو کتنی معلومات فراہم کرسکے ہیں؟ اس کا فیصلہ آپ پر ہے۔

ہماری یہ اولین کوشش رہی ہے کہ یہ رسالہ افراط وتفریط اور مبالغہ سے پاک ہو اور تمام واقعات حقیقت پر مبنی ہوں ہم نے اس رسالہ کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور رسالہ کے مضامین اردو سندھی اور عربی زبان پر مشتمل ہے، ہوسکتا ہے قارئین کو بعض جگہ تضاد نظر آئے مثلاً شاہ صاحب کی پیدائش کی تاریخ پر شاہ صاحب رحمہ اللہ نے جو خود لکھی ہے وہ ہے (۱۳۴۳) ذی الحجہ، بعض مضمون نگار ۱۹۲۴، بعض ۱۹۲۶ء اور بعض ۱۹۲۵ لکھ رہے ہیں صحیح ۱۹۲۵ء ہے اسی طرح شاہ صاحب کی تصانیف کی تعداد میں اختلاف ہے کوئی زیادہ لکھ رہا ہے تو کوئی کم اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض حضرات نے شاہ صاحب کی تقاریر کو کتابی شکل دی ہے انہوں نے اس کو کتاب شمار کیا جبکہ کتاب وہ ہوتی ہے جس کو مصنف نے خود لکھی ہو لحاظہ یہ تضاد نہیں ہے اس طرح تفسیر کا کام کہاں تک ہوا تھا کوئی چودہ پارے لکھ رہا ہے تو کوئی تیرہ تو صحیح بات ہے تیرہ مکمل ہیں اور چودھویں کی ابھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتداء ہی کی تھی کہ وقت اجل آ گیا اور علم کا پہاڑ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا آخر میں جامعۃ کے تمام اساتذہ کرام کا شکریہ ادا کروں گا جنھوں نے رات دن میرے ساتھ اس رسالہ کی تیاری میں میرا ساتھ دیا اور عرق ریزی اور جاں فشانی کے ساتھ، ساتھ دیا اسی طرح تمام مضمون نگاروں کا جنھوں نے بڑی محبت اور محنت سے اپنی اپنی نگارشات تحریر کی۔

اسی طرح جن حضرات نے رسالہ کی اشاعت میں گرانقدر تعاون فرمایا اور اسی طرح جامعۃ کی انتظامیہ کمیٹی کا جنھوں نے ہر قسم کا تعاون کیا اور جامعۃ کے شعبہ نشر و اشاعت کا ساتھ دیا۔

فجزاهم الله عنا وعن جميع المسلمين

معزز قارئین!

اس اشاعت خاص میں یقیناً غلطیاں ہوں گی اُمید ہے ہم کو آگاہ کریں گے تاکہ آئندہ کے ایڈیشن میں اس کی کمی کوتاہیاں اور غلطیوں کا ازالہ کیا جائے ہم آپ کی نشاندہی اور اصلاح کو خندہ پیشانی سے قبول کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام
رئیس التحریر

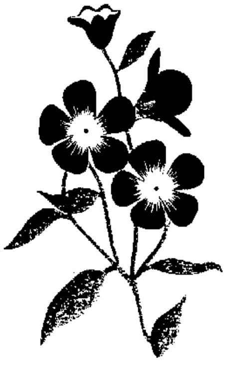

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

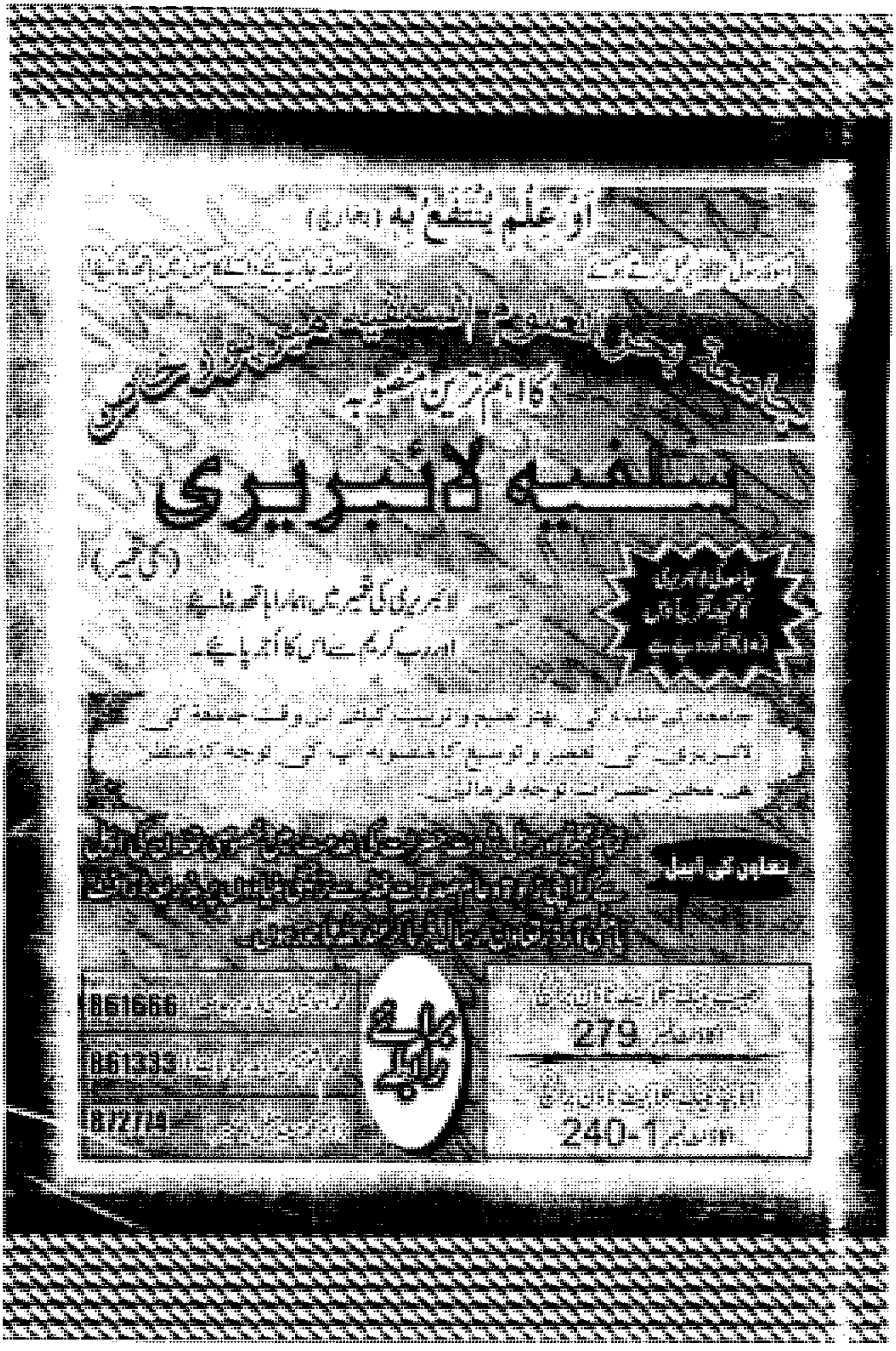

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب وسنت کے اساسی مصادر پر مبنی اور مشتمل دعوت کا فریضہ ہر صدی میں دنیا کے مختلف مقامات کے علمی مراکز میں انجام دیا جاتا رہا ہے۔ اس فریضہ دعوت کو جن اکابر و اعاظم نے انجام دیا' ان کے تذکرے بھی محفوظ رکھے گئے ہیں۔ برصغیر میں وادیٔ سندھ ان خوش بخت علاقوں میں سے ایک ہے جس میں انوار توحید کی بارش پہلی صدی ہجری کے اواخر میں ہوئی اور اس کی روئیدگی اور شادابی سے پورا برصغیر مستفید ہوا۔ اس سلسلے میں سادات حسینی کا ایک قافلہ علم وعمل کی دعوت لے کر کاظمین سے سندھ میں داخل ہوا۔ اس کاروانِ دعوت کے ایک فرزند سید محمد راشد راشدی حسینی تھے' جن کی پانچویں پشت میں دس جولائی ۱۹۲۵ء کو ایک ایسے فرد نے جنم لیا جنہیں آج ہم شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ عرف پیر آف جھنڈا کے نام سے پہچانتے ہیں۔ جن کے عم زادوں میں موجودہ پیر صاحب پگارا بھی شامل ہیں۔

یہ کوئی چار عشرے قبل کی بات ہے کہ مجھے پہلی مرتبہ لاہور میں ان سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ راقم کو اپنے خاندانی کتب خانے ''بیت الحکمت'' کی رعایت سے محترم شاہ صاحب کے کتب خانے کا تعارف تھا مگر آپ سے ملاقات کے بعد عقدہ کھلا کہ شاہ صاحب محترم بذات خود ایک چلتا پھرتا کتب خانہ ہیں۔ انہیں علم حدیث اور اس کے گل سر سبد اسماء الرجال سے ایک خصوصی شغف تھا۔ ان کی شخصیت سراپا علم کے قالب میں ڈھلی ہوئی تھی۔ وہ عقیدۂ توحید میں کسی ملاوٹ یا مفاہمت کے قائل نہ تھے۔ الدین الخالص کے وہ جویا تھے اور اسی کی پیش کش میں انہوں نے اپنی زندگی بسر کی۔ استحضار اور حافظے کا یہ عالم کہ تین ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ان کی شخصیت' لباس' گفتگو اور طرز عمل کو دیکھیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا عہد یاد آئے۔ ان کے اجداد کو تو شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ اور شیخ حسین بن محسن انصاری یمنی رحمہ اللہ جیسے اساطین علم سے استفادے کا موقع ملا۔ خود سید بدیع الدین شاہ صاحب کو بھی مولانا عبدالحق مہاجر مکی' شیخ الاسلام ابوالوفا مولانا ثناء اللہ امرتسری اور حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ جیسے جید اساتذہ سے اکتساب کے مواقع ملے۔ اکیس برس کی عمر میں روس کے جید عالم موسیٰ جار اللہ سے دہلی میں عربی زبان میں دین اسلام کے اہم موضوعات پر گفتگو کی۔ مکہ المکرمۃ اور حرم کعبہ میں تدریس کی فضیلت حاصل کی اور درجنوں اسلامی ممالک کے طلبہ کی ذہنی آبیاری کی۔ وعظ وارشاد' تعلیم وتدریس اور تحریر و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصنیف کے میدان میں عظیم کارہائے نمایاں انجام دیے۔ چھوٹی بڑی تصانیف کا یہ عالم کہ عربی میں ساٹھ' سندھی میں اٹھائیس اور اردو میں انیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں جن میں یورپ' امریکہ' انگلستان اور ڈنمارک بھی شامل ہیں' ہزاروں وعظ کیے۔ ان کی گفتگو میں استدلال اور حوالے کے استناد کی قوت تھی۔ مختلف نوعیت کی مخالفتوں اور آزمائشوں کے باوجود چراغ توحید کے انوار کو بلند کیا۔ قرآن مجید کی سندھی زبان میں عظیم تفسیر ''بدیع التفاسیر'' دس جلدوں میں صرف چودھویں پارے کے ابتدائی رکوع تک لکھ سکے۔ شاہ صاحب کے والد گرامی سید احسان اللہ (م ۱۳/ اکتوبر ۱۹۲۸ء) کا ذاتی کتب خانہ جس میں نادر مخطوطات کی ایک بہت بڑی تعداد بھی شامل تھی' اپنے عہد کا ایک ممتاز مرکز تھا' جس کی تعریف سید سلیمان ندوی نے ''یادرفتگان'' میں کی ہے۔ خود شاہ صاحب بھی اس میں عمر بھر اضافہ کرتے رہے۔ حیدرآباد سندھ کے قریب نیو سعید آباد میں ''مدرسہ محمدیہ'' کے نام سے ایک ادارہ اور کتب خانہ قائم کیا اور دعوت دین کی انہی سرگرمیوں میں مصروف یہ آفتاب علم وعمل ۸ جنوری ۱۹۹۶ء کو ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا مگر اس کی علمی شفق کے جواہر پارے ابھی تک دعوت وتذکیر کا سامان فراہم کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی مساعی کو قبول فرمائے اور وادئ سندھ کے علمی اور عملی افق کو ان کی آرزوؤں کے مطابق تابدار اور تابناک بنائے۔ آمین یارب العٰلمین۔

۲۴ جون ۲۰۰۷ء

پروفیسر عبدالجبار شاکر

ڈائریکٹر بیت الحکمت لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أولئك آبائي فجئني بمثلهم
إذا أجمعتنا يا جرير المجامع

سوانح

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوسفیان محمد خان محمدی حفظہ اللہ ☆

راشدی خاندان کا تعارف

اور سندھ میں انکی دینی خدمات کا جائزہ

برصغیر پاک وہند میں بلاشبہ یہ فخر صرف سندھ کو حاصل ہے کہ اسلام کا روشن سورج جب ملک عرب کے خطہ غیر ذی ذرع اور ریتیلی سرزمین سے طلوع ہوا تو ان کی روشن وشفاف کرنیں سب سے پہلے دیبل (سندھ) کی سرزمین پر جا پڑیں۔ اور اسلام کی روشنی اسی راستہ سے اس ملک میں پھیلی، یہی وہ مقدس سرزمین ہے۔ جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور تبع تابعین کے قدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔ اور ان کے اجسام اطہر اس سرزمین میں مدفون ہیں۔ یہاں لشکر اسلام کے مبارک قدموں کے انمٹ نقوش اب تک قدیم کھنڈرات کی صورت میں دعوت فکر دے رہے ہیں۔ مجاہد اسلام محمد بن قاسم ثقفی رحمہ اللہ (متوفی) کا پہلا جہادی معرکہ سندھ کی سرزمین میں وقوع پذیر ہوا۔ جس کی مناسبت سے سندھ کو باب الاسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسلام کی دعوت وتبلیغ میں سندھ اور سندھی علماء کرام ومشائخ عظام اور محدثین رحمہم اللہ کی بڑی خدمات ہیں۔ سندھ کے ان علماء کرام ومحدثین عظام کے نام اور ان کی کی گئی خدمات اور کاوشوں کو قلمبند کیا جائے تو ایک بہت بڑی اور ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ شخصی یا خاندانی لحاظ سے سندھ کے علماء ومحدثین کی ایک طویل فہرست موجود ہے۔ اسی فہرست میں ''راشدی خاندان'' کو بہت بڑا مقام واہمیت حاصل ہے۔

سرزمین سندھ میں راشدی خاندان کی علمی اور دینی خدمات کسی بھی طرح کم نہیں ہیں۔ اس سلسلہ کا ایک ایک فرد ورشہوار ہوتا آیا ہے۔ سندھ میں دوسرا خاندان شاذ ونادر نظر آئے گا۔ جس نے علم کی اتنی خدمت کی ہو۔ علم وادب کے ہر گوشہ میں اس خاندان نے گوہر پیدا کئے۔ تاریخ، سیرت، رجال، حدیث، فقہ، لغت، حکمت، فلسفہ، ادب وشعر میں مستند اور مانے ہوئے ماہر پیدا ہوئے۔ جنہوں نے علمی آبیاری سے پورے سندھ

☆ مدرس جامعہ شمس العلوم بدین، فارغ التحصیل جامعۃ بحر العلوم السلفیہ ۱۹۹۱ء، مدیر المکتبۃ المحمدیۃ ملکانی ضلع بدین، معروف مضمون نگار، ومترجم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو سیراب کیا۔ اس خاندان کو سید احمد شہید رحمہ اللہ (شہادت ۱۲۴۶ھ) اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ (شہادیت ۱۲۴۶ھ) اور ان کی جماعت مجاہدین کی میزبانی کا اعزاز بھی حاصل رہا ہے۔ (راشدی خاندان کا شجرہ فیض الدین شاہ ص ۱۵-۱۸)

راشدی خاندان کا خاندانی پس منظر

راشدی خاندان اصل میں سید علی مکی رحمہ اللہ کی اولاد میں سے ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں حضرت شاہ صدر کے دادا سید علی مکی جو اکابرین شیوخ اور اولیاء کبار میں سے تھے۔ اپنے ایک سو کے قریب رفقاء و معتقدین کے ساتھ کاظمین سے ہجرت کر کے تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے سندھ میں تشریف لائے، سیوستان ضلع دادو میں بھگے ٹھوڑھے نامی پہاڑ کے دامن میں دریا کے کنارے ایک پرفضا اور خاموش بستی میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہ گاؤں آگے چل کر سید علی مکی کے نام سے ''لک علوی'' کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ان کی اولاد کو لکیاری سادات کہا گیا۔ سادات کا یہ پہلا خانوادہ تھا جو سندھ کے لئے باعث شرف و زینت بنا۔ لکیاری سادات کا خاندان اپنے علم وفضل اور شرافت کے اعتبار سے پورے سندھ میں ممتاز سمجھا جاتا ہے۔ (راشدی خاندان کا شجرہ ص ۲-۳، تذکرہ صوفیائے سندھ، اعجاز الحق قدوسی بحوالہ تذکرہ پیران پاگارہ۔ از تبسم چودھری ص ۸۶) لکیاری سادات خاندان میں سے ''لکی شاہ صدر'' ''درگاہ شریف پیر گوٹھ'' ضلع خیر پور اور ''گوٹھ پیر جھنڈہ'' (ضلع حیدرآباد) علمی و روحانی لحاظ سے بہت اہمیت کے حامل رہے ہیں۔ راشدی خاندان سید خدا بخش شاہ عرف کھٹن شاہ کی پشت میں سے ہے۔ اس بزرگ کی پانچویں نسل میں سید محمد بقا شاہ شہید رحمہ اللہ انتہائی اعلیٰ درجہ کے صالح اور نیک سیرت انسان تھے۔ آپ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ ایک عموی طور پر نیچے زمین کے کھلے فرش پر بیٹھتے تھے۔ جس کے سبب سے آپ کے مرید اور معتقدین آپ کو ''پٹ والے'' کے نام سے یاد کرتے تھے۔

سید محمد بقا شاہ

آپ سید امام شاہ کے ہاں ۱۱۳۵ھ میں پیدا ہوئے۔ چھوٹی عمر ہی میں علم کی طرف مائل تھے۔ آپ نے مختلف اساتذہ کرام سے علم حاصل کیا اور اس میں نام پیدا کیا۔ جب تحصیل علم وحصول کمالات سے فارغ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تو تبلیغ دین اور خلق خدا کی خدمت و اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اصلاح نفس کی تعلیم بھی دیا کرتے تھے۔ آپ کا اصل گاؤں رسول پور شہر تھا جسے عرف عام میں ''تنڈھی سعیدی'' (ضلع خیر پور) کہتے تھے۔ لیکن بعد میں وہاں سے ہجرت کر کے موضع رحیم ڈنہ کلہوڑ دیہہ فرید آباد ضلع خیر پور میں آ گئے۔ آپ کو دینی کتابوں سے بہت محبت تھی ان دنوں چونکہ چھاپہ خانے نہیں ہوتے تھے اور قلمی نسخے بہت نایاب اور گراں ہوتے تھے۔ موصوف نے مختلف جگہوں سے کم یاب و نادر مخطوطات کو حاصل کر کے اپنے ذاتی کتب خانے کی زینت بنایا۔ ذخیرہ کتب میں اضافہ کرنے کا شوق حد سے زیادہ تھا۔ اس شوق کی تکمیل کے لئے مختلف مقامات کا دورہ کیا کرتے تھے۔ آپ اپنی کتابیں ہمیشہ ساتھ رکھتے۔ سفر و حضر میں بھی ساتھ ہوتیں۔ جب کبھی تبلیغ کے لئے کسی اور جگہ جانا ہوتا تو بھی اپنی کتابیں ہمراہ لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ اپنی کتابوں کا ایک گٹھا سر پر رکھے سفر پر جارہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے آپ کو تاکا اور یہ سمجھ کر کہ اس گٹھڑی میں ضرور کوئی چیز ہوگی۔ اور آپ پر حملہ کر دیا دنیا کی لالچ میں آ کر ان ڈاکوؤں نے آپ کو سفاکی سے شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کا یہ واقعہ ۱۱۹۸ھ میں پیش آیا۔ آپ کی عمر اس وقت ۶۳ سال کی تھی۔ آپ کی قبر شیخ طیب ریاست ضلع خیر پور سندھ میں ہے۔ آپ کی اولاد میں سے مشہور چار بیٹے ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ ① سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ الملقب ''روضہ والا'' ② سید عبدالرسول شاہ رحمہ اللہ ③ سید محمد سلیم شاہ ④ سید علی مرتضی شاہ رحمہ اللہ۔ بعض روایات کے مطابق آپ کے کل بیٹوں کی تعداد اٹھارہ بتائی گئی ہے۔ (راشدی خاندان کا شجرہ ص ۲-۳، تذکرہ پیران پاگارہ ص ۹۴-۹۵)

راشدی خاندان کے مورث اعلیٰ سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ

سید محمد بقا شاہ رحمہ اللہ کے آپ سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ یکم رمضان ۱۱۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت گوٹھ رحیم ڈنہ کلہوڑ ضلع خیر پور میں ہوئی جہاں اُس وقت آپ کا سارا خاندان آباد تھا۔ اس گوٹھ کو اب پرانی درگاہ کہتے ہیں۔ (سید پیر علی گوہر شاہ راشدی کے دور میں اس گوٹھ کو دریا کی طغیانی سے خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔ وہاں سے نقل مکانی کر کے موجودہ پیر گوٹھ میں اقامت اختیار کر لی جسے اب نئی درگاہ کہتے ہیں) آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی؛ اس کے بعد ظاہری و باطنی علوم اس دور کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت بڑے عالم محدث اور فقیہ الحاج فقیر اللہ علوی شکارپوری (متوفی ۱۱۹۵ھ) سے حاصل کی۔ مخدوم یار محمد محدث کوٹڑی کبیر والے بھی آپ کے استاد بیان کئے جاتے ہیں۔ آپ نے آخر میں علوم دینیہ کی تکمیل لاڑکانہ سندھ کے گوٹھ آریجا کے ایک عالم مخدوم محمد سے کی۔ علامہ مخدوم محمد محدث استاد الکل کے لقب سے مشہور تھے۔ (سندھ کی اسلامی درسگاہیں، ڈاکٹر محمد جمن تالپر ص ۳۳۶، الرحیم مشاہیر سندھ نمبر ص ۲۳ جولائی ۱۹۸۸ء) دینی علوم سے فراغت کے بعد خاندانی خدمات کو آگے پھیلاتے رہے۔ اپنی کوشش وتبلیغ سے اس وقت مروجہ شرک و بدعت کی رسومات کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنی و خاندانی حیثیت اور تبلیغ اسلام کی وجہ سے مرُدہ سنتوں کا احیاء کیا۔ اور ان پر دوبارہ عمل کرنا شروع ہوگیا۔ سندھ میں سب سے پہلے مغرب نماز سے قبل دو رکعت سنت پڑھنے کا رواج آپ ہی نے ڈالا تھا۔ خود عمل کیا اور لوگوں کو بتلایا کہ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ آپ کے ارشادات وفرامین کو آپ کے عقیدت مندوں نے ملفوظات کی شکل میں جمع کیا ہے۔ اس میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے آپ کی تبلیغ و اصلاح سے لوگوں میں سنت پر عمل کرنے کا ذکر ہے۔ (تذکرہ علماء اہل حدیث، محمد یوسف سجاد ص ۱۶۰، رموز راشدیہ ص ۱۳) اسی طرح ایک مرتبہ آپ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کی ایک جماعت کے ساتھ دریا سندھ کی طرف جارہے تھے، تاکہ مسجد کی چھت کے لئے سرکنڈے کٹوائے جائیں، دوران سفر آپ نے اپنے عقیدت مندوں میں سے ایک کا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ نبی ﷺ اکثر اوقات اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے کر سفر کیا کرتے تھے۔ آؤ آج ہم بھی اس سنت پر عمل کریں یہ ارشاد کرنے کے بعد آپ نے اس شخص کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے تقریباً آدھ کوس تک سفر کیا۔ (ملفوظات روضہ دھنی بحوالہ تذکرہ پیران پاگارہ ص ۱۰۲) آپ ۶۳ سال کی عمر میں یکم شعبان ۱۲۳۳ھ کو فوت ہوئے۔ سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ کے اٹھارہ بیٹے تھے ان میں سے سید صبغت اللہ شاہ راشدی (اول) رحمہ اللہ اور سید محمد یاسین شاہ رحمہ اللہ نے بہت شہرت پائی۔

راشدی خاندان کا دو حصوں میں تقسیم ہونا

سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ نے جب اس دنیائے فانی سے رخت سفر باندھا تو ان کے دو بڑے بیٹے تھے۔ ایک سید صبغت اللہ شاہ اور دوسرے سید محمد یاسین شاہ رحمہ اللہ۔ سید محمد شاہ کی دو نشانیاں تھیں۔ ایک پگڑی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرا جھنڈا۔ یہ دونوں نشانیاں افغانستان کے بادشاہ تیمور شاہ کے بیٹے زمان شاہ نے آپ کی خدمت عالیہ میں سندھ میں دینی خدمات اور تبلیغ اشاعت اسلام کی خاطر ازراہ عقیدت پیش کی تھیں۔ آپ کی وفات کے بعد ان کے عقیدت مندوں نے فیصلہ کیا کہ پگڑی سید صبغت اللہ شاہ کے سر پر باندھ دی جائے اور جھنڈا سید محمد یاسین شاہ کو دے دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور پھر یہ خاندان دو حصوں میں بٹ گیا۔ ایک کی اولاد کو پیر پاگاڑہ کہا جانے لگا جب کہ دوسرے کی اولاد پیر جھنڈہ (صاحب علم) کہلائی۔ (تذکرہ علماء اہل حدیث ص ۵۰ ج ۲ مقدمہ بدیع التفاسیر پیش لفظ از پروفیسر محمد جمن کنبھر ص ۱۱)

راشدی خاندان کی شاخ پیر پگاڑہ کا اجمالی تذکرہ

سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان کے سب سے بڑے بیٹے سید صبغت اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ ۱۱۹۳ھ میں پہلے پیر پگاڑہ کی حیثیت سے اپنے والد ماجد کی مسند عالیہ پر فائز ہوئے۔ آپ نے تعلیم و تربیت گھر میں ہی اپنے والد سید محمد راشد سے حاصل کی یعنی علم آپ کو اپنے خاندان سے میراث کے طور پر حاصل ہوا۔ بچپن سے ہی اللہ کی عبادت، ذکر وفکر اور اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ خاندانی، دینی خدمات اور تبلیغی سرگرمیوں کو جاری رکھا۔ وعظ وارشاد میں مصروف رہے۔ بعض اوقات قرآن و حدیث سے وعظ فرماتے تھے۔ اپنے خاندانی رواج موجب اگرچہ حنفی المذہب تھے مگر اس کے باوجود کئی مسائل میں آپ کا اپنا اجتہاد تھا جو کہ قرآن و حدیث کے موافق ہوتا تھا۔ آپ کے زمانے میں علماء احناف میں اس بات پر اختلاف ظاہر ہوگیا کہ جمعہ کے دن جمعہ نماز کے بعد ظہر کی چار رکعتیں پڑھنی چاہئیں یا نہیں؟ اکثر علماء احناف کا فتویٰ تھا کہ ظہر کی چار رکعتیں پڑھنی چاہئیں، کیونکہ جمعہ نماز کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ بڑا شہر ہو۔ اور اس میں اسلامی حکمران اسلامی قوانین بھی نافذ کرتا ہو۔ تو پھر جمعہ نماز پڑھنا فرض ہوگا۔ اگر بالفرض ایسا نہیں ہے اور پھر بھی جمعہ پڑھا گیا تو اسی مشکوک حالت میں احتیاطاً ظہر کی چار رکعات بھی پڑھی جائیں۔ اس کے مقابل آپ کا فتویٰ تھا کہ خلیفہ یا بادشاہ کی شرط غیر ضروری ہے۔ اس لئے جہاں بھی جمعہ کا وقت ہو جمعہ نماز پڑھ لینی چاہیے۔ آپ کے فتویٰ کی عبادرت درج ذیل ہے۔

”وجبت الجمعة اين ما كان المصر الذى ورد فى شانه انا مدينة العلم وكان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الخليفة التي كافي حقه اني جاعل في الارض خليفه وكان الجماعة موجودا اعني مكان الذى سمى بجمع الجمع (خزينة المعرفت (ملفوظات) بحواله تذكره مشاهير سنده مولانادين محمد وفائي ص۱۰۸ جلد ۲)

پیر صبغت اللہ شاہ راشدی اپنے دور کے بہت بڑے عالم باعمل تھے۔آپ بہت بڑے علمی کتب خانہ کے بھی مالک تھے۔جس میں نادر و نایاب کتابیں جمع کی تھیں۔سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے سید حمید الدین ان کے کتب خانہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ''ان کا کتب خانہ بڑا عجیب وغریب تھا۔سلاطین و امراء کے پاس بھی ایسا کتب خانہ نہ ہوگا۔پندرہ ہزار جلد کتب معتبرہ اس میں موجود ہیں۔ایک سو دیوان فارسی کے ایرانی خط میں مطلا، پینسٹھ جلدیں معتبر تفسیروں کی، شاہنامہ فردوسی کے پانچ نسخے جن میں سے تین مصور ومطلا تھے۔حدیث کی تمام معتبر کتابیں مع شروح، جامع الاصول تیسیر الوصول، احیاء العلوم اور فتوحات مکیہ کے تین تین نسخے اور سب جلدیں شاہانہ ہیں (سیرت احمد شہید از غلام رسول مہر ص ۲۶۰ ششم/اول) حدیث کے ساتھ آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ شاہ فقیر اللہ علوی کی وفات کے بعد ان کے کتب خانہ سے صحیح بخاری کا ایک نسخہ آپ نے تبرکاً منگوایا۔ جب لوگ اس نسخے کو لے کر آئے تو پیر صبغت اللہ شاہ نے اپنے کئی عقیدت مندوں اور مریدوں کے ساتھ اپنے والد کے استاد کے اس نسخے کا استقبال کیا۔اور اس نسخہ کے حصول کو اپنی خوش قسمتی سمجھا۔(تذکرہ صوفیائے سندھ اعجاز الحق قدوسی ص ۲۷۰-۲۷۱، تفسیر بدیع التفاسیر، سید بدیع الدین شاہ ص ۵۱۲ جلد ۲) سید صبغت اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ اہل علم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب سیف بھی تھے۔ آپ نے بیشمار جہادی تحریکوں میں حصہ لینے کی خاطر اپنے عقیدت مندوں کی ایک فوج ظفر موج بھی تیار کی تھی جن کو مقامی زبان میں ''حر'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔متحدہ پنجاب پر سکھوں کا قبضہ اور وہاں کی مسلم آبادی پر جو مظالم کئے جارہے تھے آپ ان سے پوری طرح باخبر تھے، اور یہ خطرہ بھی محسوس ہورہا تھا کہ سکھ آگے بڑھ کر سندھ پر حملہ آور نہ ہوں۔آپ کی ملفوظات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ جہاد کا مصمم ارادہ بھی رکھتے تھے۔سید صاحب اپنے عقیدت مندوں کو جو وعظ وارشاد فرماتے تھے ان میں جہاد کی فضیلت پر زور دیتے تھے۔آپ کے جو عقیدت مند اور مرید دور دراز علاقوں میں رہتے تھے ان کی طرف تحریری طور پر خطوط

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دعوت نامے ارسال کرتے تھے (ملفوظات سید صبغت اللہ شاہ قلمی بملکیت سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد بحوالہ مجلہ الرحیم مشاہیر سندھ نمبر ص ۲۷)

علامہ سید صبغت اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نہ صرف صاحب علم و فضل تھے بلکہ آپ مجاہدانہ عادات و خصائل کے مالک بھی تھے۔ سید احمد شہید و شاہ اسماعیل شہید کے ہم مسلک و رفیق خاص بھی تھے۔ ان کی تحریک جہاد کے معاون اور اہم رکن تھے۔ ''حروں'' کے روحانی پیشوا تھے۔ بلاشبہ ان کے لاکھوں مرید تھے۔ جو ان کے حکم پر جان نچھاور کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ سید حمید الدین رحمہ اللہ آپ کے متعلق لکھتے ہیں ''باشندگان سندھ کے نزدیک سارے ملک میں اس جیسا شیخ و مرشد کوئی نہیں قریباً تین لاکھ بلوچ (سندھی) مرید ہیں۔ رجوع خلق عام ہے۔ جاہ و جلال میں زندگی گزار رہے ہیں۔ جود و کرم اور اخلاص و مروت میں بھی شہرہ آفاق ہیں۔ (سید احمد شہید۔ غلام رسول مہر ص ۲۹۰) سید احمد شہید جب اپنے مجاہدین کے ساتھ صوبہ سرحد کی طرف روانہ ہوئے تو راجھستان کی راہ سے سندھ میں داخل ہوئے۔ کیونکہ یہ راستہ نسبتاً محفوظ تھا اور انہیں حضرت سید صبغت اللہ شاہ (اول) کے افکار و نظریات کی اطلاع پہلے سے ہی مل چکی تھی۔ اس لئے انہوں نے سید صبغت اللہ شاہ راشدی سے ملاقات کی خاطر رانی پور (سندھ) کا ارادہ کیا تاکہ وہاں سے پیر گوٹھ جا سکیں۔ حسن اتفاق ہے کہ انہی دنوں سید صاحب بھی اپنے ایک سو کے قریب عقیدت مندوں کے ہمراہ رانی پور میں تشریف فرما تھے۔ یہیں ان دونوں کی پہلی ملاقات ہوئی۔ آپ نے پیر گوٹھ چلنے کی دعوت دی۔ جسے سید احمد شہید نے بخوشی قبول کیا۔ پیر صاحب کو اس جگہ کسی کام کے لئے مزید ایک دو روز ٹھہرنا تھا۔ اس لئے آپ نے سید احمد شہید اور ان کی جماعت مجاہدین کو اپنے بھائی کے ساتھ پیر گوٹھ بھیج دیا۔ جہاں سید احمد شہید اپنے رفقاء کے ساتھ ۱۸۲۶ء پہنچ گئے۔ سید صبغت اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ اور آپ کے بھائیوں اور مریدوں نے ان غازیوں اور مجاہدین کی مہمان نوازی اور خاطر و مدارت میں کسی قسم کی کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ اسی جہاد کے لئے پیر صاحب نے سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید والوں کی ہر قسم کی امداد کی۔ سید احمد شہید اور ان کی جماعت مجاہدین پیر گوٹھ (سندھ) میں تقریباً تیرہ دن قیام فرمایا۔ اس کے بعد وہاں سے شکار پور کی راہ لی تاکہ بلوچستان اور افغانستان کی حدود کے ساتھ ساتھ پشاور پہنچ سکیں۔ (تذکرہ پیران پگارہ ص

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۹-۱۲۰)

سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید اپنے اہل وعیال سید صبغت اللہ شاہ راشدی کے سپرد کر کے جہاد کے لئے انگریز اور ان کے حلیف رنجیت سنگھ سے لڑنے کے لئے پشاور کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کا حرم (اہل وعیال) ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۲۷ء کو پیر گوٹھ پہنچا۔ (ماہنامہ شریعت سکھر سوانح نمبر ص ۳۹۹) بالآخر علم وعمل کے یہ پیکر جہاد اور مجاہدین کے حامی و ناصر سید صبغت اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے ۱۲۴۶ھ کو اس بزم فانی کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہا۔

سید علی گوہر شاہ راشدی (اول) المعروف ''بنگلہ والے'' پگارہ دوم

سید صبغت اللہ شاہ راشدی کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند سید علی گوہر شاہ راشدی کو سجادہ نشین بنایا گیا۔ سید علی گوہر اپنے والد محترم کے چودھویں فرزند تھے۔ والد صاحب ان کے ساتھ حد سے زیادہ شفقت و محبت کیا کرتے تھے۔ ان کی طرف قلبی میلان بھی تھا۔ آپ کے اوصاف حمیدہ و اطوار جمیلہ کو محسوس کرتے ہوئے خصوصی توجہ عنایت فرماتے تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لئے خاص اہتمام کیا گیا۔ جس کی وجہ سے والد ماجد کی وفات کے بعد آپ کو آپ کے بھائیوں نے اتفاق سے دستار بندی کرائی۔ اور ''پیر پگاڑہ دوم'' کا لقب دیا گیا۔ اس وقت صاحبزادے کی عمر پندرہ سال تھی۔ سید علی گوہر شاہ راشدی ۱۲۳۱ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۲۶۸ھ کو وفات کر گئے۔

سید حزب اللہ شاہ راشدی المعروف ''تخت والے'' پیر پگاڑہ سوم

سید علی گوہر شاہ پگاڑہ دوم کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند سید حزب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کو پیر پگاڑہ سوم کی حیثیت سے مسند پر مقرر کیا گیا۔ آپ ۱۲۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ خاندانی رسوم کے مطابق ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں پیر گوٹھ میں آخوند محمد سے حاصل کی اس کے بعد اس وقت کے مشہور محدث علامہ حاجی عیسیٰ سے علوم دینیہ مکمل کی۔ آپ کو بھی اپنے خاندانی اکابرین کی طرح کتابیں جمع کرنے کا حد سے زیادہ شوق تھا۔ ہندوستان اور ایران سے انتہائی خوشخط اور طلائی منقش کتابیں آپ کی دربار میں فروخت کے لئے پیش ہوتیں۔ مہنگے داموں اور گراں قیمتوں سے وہ کتابیں آپ بڑے شوق سے خریدتے تھے۔ (تذکرہ مشاہیر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سندھ مولانا دین محمد وفائی ص۱۸۲ جلد۱) سید حزب اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ نے شعر و شاعری میں بھی طبع آزمائی فرمائی آپ نے شاعری میں اپنا تخلص ''مسکین'' رکھا۔ آپ کی فارسی شاعری کا مجموعہ ''دیوان مسکین'' کے نام سے مشہور ہے۔ سید حزب اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۸ھ کو فوت ہوئے۔

سید علی گوہر شاہ (ثانی) المعروف ''پالکی والے'' پیر پگاڑہ چہارم

سید حزب اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد خاندانی رسوم کے مطابق ان کے سب سے بڑے بیٹے شمس العلماء سید علی گوہر شاہ (ثانی) پگاڑو چہارم کی حیثیت سے مسند نشین بنے۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ بیمار ہوگئے اور ۱۳۱۴ھ کو فوت ہوگئے۔ آپ بغیر اولاد کے فوت ہوئے۔ (تذکرہ مشاہیر سندھ ص۱۸۵ جلد۱)

سید شاہ مردان شاہ (اول) المعروف ''کوٹ والے'' پیر پگاڑہ پنجم

سید علی گوہر شاہ ثانی کے لاولد فوت ہونے کے بعد آپ کے دوسرے بھائی سید شاہ مردان شاہ (اول) کو پیر پگاڑہ پنجم کی حیثیت سے گدی نشین بنایا گیا۔ سید شاہ مردان شاہ اول ۹ ۱۲۷۷ھ بمطابق ۱۸۶۰ء کو سید حزب اللہ شاہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ اپنے والد کے فرزندوں میں چوتھے نمبر پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی علوم سے نوازا تھا۔ علماء و مشائخ کے قدردان تھے ان کی بڑی عزت اور مالی معاونت بھی فرماتے تھے۔ سید شاہ مردان شاہ راشدی نے اپنے گاؤں پیر گوٹھ (ضلع خیرپور) میں ایک علمی و دینی درسگاہ بنام ''الجامعہ الراشدیہ'' کی بنیاد ڈالی جو علمی و تبلیغی لحاظ سے بہت بڑا کارنامہ ہے۔ سید شاہ مردان شاہ (اول) کو اندرونی اختلافات کی بناء پر زہر دے کر شہید کیا گیا۔ آپ منگل کے دن ۷ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء کو وفات کر گئے۔ (مقدمہ بدیع التفاسیر پیش لفظ از پروفیسر محمد جمن کنبھر ص۱۴)

سید صبغت اللہ شاہ (ثانی) المعروف ''پگڑی والے'' پیر پگاڑہ ششم

سید شاہ مردان شاہ (اول) کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ان کے سب سے چھوٹے بیٹے سید صبغت اللہ شاہ (ثانی) راشدی کو بارہ سال کی عمر میں پیر پگاڑہ ششم کی حیثیت سے مسند نشین بنایا گیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ۱۳۲۷ھ کو سید شاہ مردان شاہ راشدی کی حویلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا لقب "پگ دھنی" (یعنی پگڑی والا) ہے۔ ابتدائی حالات پردہ اخفا میں ہیں۔ اخفا کا پردہ اس لئے پڑا ہوا ہے کہ اس وقت جابر حکمران انگریز کی حکومت تھی۔ ان کے خوف سے کوئی بھی ان کے مخالفین کا تذکرہ علی الاعلان کرنے کی ہمت نہ رکھتا تھا۔ اخبارات تو گویا انگریز سرکار کی ہمنوا اور لطف وکرم سے زندہ تھے۔ اس سلسلہ میں جناب ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب حیات سہ ماہی مہران کی سوانح نمبر میں سید صبغت اللہ شاہ شہید کی سوانح حیات کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ "سندھ کے اس مرد جری کی شخصیت اور کردار پر انگریز حکومت کے یکطرفہ پروپیگنڈہ نے جو پردے چڑھا رکھے ہیں۔ ان کی دبیز تہوں میں سے صرف وطن پرست نگاہیں ہی حقیقت تک پہنچ سکتی ہیں۔ انگریز کے سایۂ عاطفیت میں پرورش پانے اور شایع ہونے والے اخبار اور رسالے اس باغی کے خلاف جو کچھ لکھنا چاہئے تھا جی کھول کر لکھتے رہے۔ دوسری طرف اس شیر وجری کے ابتدائی حالات ویسے بھی کہیں سے دستیاب نہیں ہوسکے۔ جن سے آپ کی شخصیت اور عزائم کا پورا پورا علم ہوتا۔ ہاں آپ کے خاندانی ماحول کے پیش نظر بہت کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ (مہران سوانح نمبر ص ۲۵۳) آزادی وحدیث کی تڑپ آپ کو اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے ورثے میں ملی تھی۔ سید صبغت اللہ شاہ (ثانی) راشدی رحمہ اللہ شروع سے ہی جرأت مند اور مستحکم ارادے کے مالک تھے، اور کسی صورت میں بھی دوسروں کے دباؤ کا اثر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوسکتے تھے۔ اس لئے آپ کے مضبوط اقدام وارادے کو دیکھ کر مفاد پرستوں کی امیدوں پر پانی پھر گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے خلاف دھڑے بندی اور گروپ بندی کا آغاز ہوگیا اور آپ کے کئی قریبی عزیز انگریز حکومت کے کارپردازوں سے مل کر آپ کو زک پہنچانے میں مصروف ہوگئے۔ (تذکرہ پیران پاگارہ ص ۱۶۶)۔ سید صبغت اللہ شاہ (ثانی) راشدی لڑکپن کی عمر میں جب آپ پیر پگاڑو بن چکے تھے۔ اپنے چچا مرحوم پیر علی گوہر شاہ (ثانی) کے نام پر انگریزوں کا دیا ہوا "آفرین نامہ" (سرٹیفکیٹ) بنگلے کی دیوار پر آویزاں دیکھ کر کہا "ہمارے بزرگ بھی کس قدر سادہ لوح تھے۔ خداوند تعالیٰ نے ان لوگوں کو بڑی عزت بخشی تھی۔ لیکن پھر بھی یہ آفرین نامہ موجود ہے۔" اس کے بعد فریم کو توڑ کر آفرین نامہ ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ یہ آپ کی خودداری، عزت نفس، حریت پسندی اور خاندانی وجاہت کا منہ بولتا شاہکار ہے۔ (مہران سوانح نمبر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص ۱۶۶) جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ انگریز کی اس حکومت کا آفرین نامہ ایک نوجوان ٹکڑے کر رہا ہے۔ جس کی حکومت کا سورج کبھی غروب نہ ہوتا تھا۔ تو اس نوجوان بہادر وجری کی خودداری، عزت نفس، حریت پسندی اور عظمت کے لئے ہمارے سر احترام سے جھک جاتے ہیں۔

سید صبغت اللہ شاہ ثانی انگریز سرکار کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک میں نہ صرف خود بھی شریک ہوئے۔ بلکہ آپ کی تیار کردہ فوج جن کو عرف عام میں ''حر'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس نے بھی دستہ اول کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیئے۔ وطن کی آزادی اور اس کی تقدس کی بحالی بھی اس مرد مجاہد وجری انسان کی خدمات وشجاعت کو قلمبند کرنے کے لئے علیحدہ کتاب درکار ہے۔ اس میں شامل ان کی جماعت کی خدمات اور گراں قدر کارہائے نمایاں اور ان میں شامل ہر ایک فرد کا مفصل تعارف تو کجا ذکر وشمار بھی تھکا دینے والا کام ہے۔ انگریز حکومت نے آپ کو پابند سلاسل کیا، بغاوت کے الزام میں مسٹر جارج ششم کے نمائندوں نے جان کی سزا مقرر کی تو حکومت وقت نے اپنے ایک قاصد کے ہاتھوں پیغام بھیجا کہ اگر آپ اپنے اس عمل وعزائم پر نادم و پشیمان ہو، نیز مستقبل میں وفاداری کرنے کا عہد کرو تو آپ کو مع آپ کے عقیدت مندوں کو جان کی امان بخشی جائے گی۔ لیکن پیر صاحب نے وطن کی آزادی کے امام ہونے کے ناتے سے فرنگیوں کی مکارانہ پیشکش کو ٹھکرا دیا بالآخر ۲۰/ مارچ ۱۹۴۳ء کی صبح کو بغاوت کے الزام میں آپ کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ اور شہید کر دیئے گئے۔ (مقدمہ بدیع التفاسیر ص ۱۵)

سید شاہ مردان شاہ (ثانی) راشدی عرف سکندر علی شاہ پیر پگاڑہ ہفتم

سید صبغت اللہ شاہ (ثانی) کی شہادت کے بعد آپ کے فرزند ارجمند سید شاہ مردان شاہ (ثانی) معروف سید سکندر علی شاہ راشدی خاندانی رسم ورواج کے مطابق پیر پگاڑہ ہفتم (ساتویں) کی حیثیت سے گدی نشین ہوئے۔ موصوف بقید حیات ہیں، خاندانی لحاظ سے آج بھی حروں کے مذہبی وروحانی پیشوا کی حیثیت سے ملک بھر میں متعارف ہیں، ملکی سیاست میں آپ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، پورے ملک کے طول و عرض میں خاندانی خدمات کی حیثیت سے انتہائی عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راشدی خاندان کی دوسری شاخ ''پیر جھنڈا'' کے اکابرین کا اجمالی تعارف

تجدید احیائے دین وسنت نبوی کے زندہ کرنے کی کوششوں کے سلسلے میں ہم آپ کی خدمت میں سرزمین سندھ کے ایک ایسے خاندان کی حیثیت سے جو نہ صرف تاریخ اسلام میں بلکہ تاریخ سندھ میں بھی ایک منفرد مقام کا حامل ہے۔ جو بیک وقت مذہبی، روحانی اور عسکری قوتوں کا حسین امتزاج ہونے کے ساتھ ساتھ ایک باقاعدہ تحریک کی صورت میں آج تک زندہ وتابندہ ہے۔ اس خاندان کے فیوضات وانوار کی پہلی کرن آج سے تقریباً ایک ہزار سال پیشتر اس سرزمین پر ضوفگن ہوئی اور اس وقت سے لے کر آج تک علم وعرفان، زہد وتقویٰ، ایثار وقربانی اور عملی جہاد کے چراغ مسلسل روشن کرتی رہی ہے۔ اس خاندان کی داستان کبھی مسجد ومحراب اور مدرسہ کے در ودریچہ کے خوشنما نقوش سے مزین دکھائی دیتی ہے اور کبھی شمشیر وسنان اور دار ورسن کی خونی لکیروں سے منقش نظر آتی ہے۔ یہ خاندان راشدیہ کا وہ جلیل القدر ''جھنڈائی خاندان'' ہے۔ جو سید علی لکیاری کے سندھ میں ورود سے لے کر آج تک اس سرزمین میں روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتا ہے۔ سندھ میں قرآن وحدیث کی دینی اہمیت کو واضح کرنے، مشرکانہ رسومات وبدعات کے خلاف جہاد اور علم کی شمع روشن کرنے میں جھنڈائی خاندان کی مساعی جمیلہ وخدمات کثیرہ ناقابل فراموش ہیں۔ مختصر طور پر اس سلسلہ عالیہ کے اکابرین کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

سید محمد یاسین شاہ راشدی ''پیر جھنڈہ'' والے اول

آپ ۱۲۱۲ھ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد ماجد سید محمد راشد شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، تکمیل تعلیم کے بعد خدمت دین وتبلیغ میں مصروف ہوگئے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں دعوت واصلاح کا کام جاری رکھا، آپ کے خاندان یا جماعت میں جو بدعات، رسومات وخرافات رواج پذیر تھیں، ان کی اصلاح قرآن وحدیث کے ذریعہ اُحسن انداز میں کرتے رہے (تذکرہ مشاہیر سندھ ص ۱۲۶ جلد ۱) آپ نے اپنے ارشادات وفرامین کو ملفوظات میں جمع کیا جس کا نام ''صراط الطالبین'' رکھا، سید محمد یاسین شاہ راشدی نے اپنے آبائی گاؤں پیر گوٹھ سے نقل مکانی کر کے ۱۲۶۸ھ میں موجودہ گاؤں پیر جھنڈو ضلع حیدر آباد میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ ۱۵ر رجب ۱۲۷۵ھ میں لاڑ (موجودہ ضلع بدین) کے سفر کے لئے روانہ ہوئے تحصیل گھونی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے گاؤں راجو خانانی میں فوت ہوگئے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کے فرزند گرامی سید رشید الدین شاہ، سید صدیق رسول شاہ اور حاجی سید ہدایت اللہ شاہ ساتھ تھے۔ انہوں نے آپ کے جسد مبارک کو عارضی طور پر امانتاً یہیں دفن کردیا۔ پھر ایک سال کے بعد آپ کے بڑے بیٹے سید فضل اللہ شاہ راشدی (شہید) نے آپ کے جسد خاکی کو وہاں سے نکلوا کر ٹھہلا شہر (ضلع لاڑکانہ) میں مسجد کے ساتھ دفن کردیا۔ جہاں آپ ہمیشہ کے لئے محو استراحت ہیں۔ (تذکرہ مشاہیر سندھ ص ۲۶۷-۲۶۸ جلد۱)

سید فضل اللہ شاہ راشدی ''پیر جھنڈہ'' والے دوم

سید محمد یاسین شاہ راشدی کی وفات کے بعد ان کے بڑے فرزند پیر سید فضل اللہ شاہ راشدی پیر جھنڈہ دوم کی حیثیت سے سجادہ نشین مقرر ہوئے لیکن خاندانی اختلافات کی وجہ سے حروں کے ہاتھوں شہید کردیئے گئے آپ کی اولاد کوئی بھی نہیں تھی۔ (راشدی خاندان کا شجرہ ص ۵۶)

سید رشید الدین شاہ راشدی المعروف ''پیر سائیں بیعت والے'' پیر جھنڈہ سوم

سید فضل اللہ شاہ راشدی کی وفات کے بعد ۱۲۸۷ھ میں ان کے بھائی سید رشید الدین شاہ راشدی پیر جھنڈو سوم کی حیثیت سے سجادہ نشین مقرر ہوئے، آپ ۱۲۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔ سید رشید الدین شاہ راشدی نے دینی علوم کی تکمیل کے بعد اپنے حلقہ احباب کی اصلاح وتربیت کرکے انہیں شرک وبدعت کے خلاف منظم کیا۔ ان میں توحید وسنت کی بنیاد کو مضبوط ومستحکم کرنے کے لئے ان کی تربیت وتزکیہ نفس کرنا شروع کیا۔ اپنے عقیدت مندوں میں جو شرکیہ افعال اور بدعتی رسومات تھیں ان کو ترک کرنے اور جہاد میں شرکت کرنے کے لئے عملی طرح ان سے بیعت لیتے تھے۔ جس کے سبب سے آپ کو ''پیر سائیں بیعت والے'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ پہلے شخص ہیں، جو خاندان راشدیہ جھنڈائی میں جس نے علی الاعلان مسلک اہل حق کا اظہار کیا۔ فقہ کے مقابلہ میں حدیث شریف کو اہمیت دی، آپ کے مسلک وعقیدہ کے بارے میں مولانا دین محمد وفائی رقم طراز ہیں کہ ''آپ کا مسلک اہل حدیث کے مذہب کے موافق تھا'' (تذکرہ مشاہیر سندھ ص ۲۱۴ جلد۳) مزید لکھتے ہیں کہ ''یہ بزرگ اہل حدیث مسلک والوں کے قول کے مطابق اونٹ کے گوشت کھانے کے بعد وضوء کرتے تھے۔'' فوت شدہ بزرگوں سے مدد لینے کے بھی قائل نہ تھے۔ اپنے مریدوں کو بھی منع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے......(ایضاً)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت آپ ۲۳ برس کے جوان تھے۔ سندھ کے مسلمانوں نے جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا جس کے ردعمل میں انگریزوں نے ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے اور وحشت ناک سزائیں دیں۔ اس وقت دیندار مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ اسلامی تعلیم و تبلیغ سے اتحاد پیدا کر کے لوگوں میں آزادی کی روح پھونکی جائے، اور انہیں جہاد کے لئے تیار کیا جائے۔ اسی خیال وفکر سے پیر صاحب نے اپنے گاؤں پیر جھنڈو میں دینی مدرسہ قائم کیا اور ایک علمی کتب خانہ کی بنیاد ڈالی۔ آپ کی علمی مجالس میں کئی علماء کرام شریک ہوتے تھے، ان مجالس میں مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ بھی امروٹ شریف (ضلع سکھر) سے آ کر شریک ہوتے تھے۔ (مقالہ ''پیر جھنڈو کا کتب خانہ'' مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی۔ ماہنامہ الولی حیدرآباد اپریل، مئی ۱۹۷۸ء) آپ کے متعلق مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''مولانا سید رشید الدین شاہ صاحب العلم الثالث کی صحبت سے مستفید ہوا میں نے ان کی کرامتیں دیکھیں، ذکر اسماء الحسنیٰ میں نے ان ہی سے سیکھا وہ دعوت توحید و جہاد کے مجدد تھے۔ (مولانا عبید اللہ سندھی کی سرگزشت کابل از مولانا عبید اللہ لغاری ص ۹) آپ ۱۳۱۷ھ میں ۶۱ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

سید ابوتراب رشد اللہ شاہ راشدی المعروف ''پیر سائیں شریعت والے'' پیر جھنڈہ چہارم

پیر سید رشید الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کا داعی اجل کو لبیک کہنے کے بعد ان کے عالی قدر صاحبزادے سید ابوتراب رشد اللہ شاہ راشدی ان کی مسند علم وفضیلت کے وارث ہوئے اور پیر جھنڈہ چہارم کی حیثیت سے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ پیر رشد اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ صاحب علم وفضیلت اور حامل زہد وتقویٰ تھے۔ آپ کے حفید سعید علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ''جد امجد عالم ربانی محدث حقانی حامی الشریعۃ قامع البدعۃ مرجع العلماء زین الکملاء ابوتراب السید رشد اللہ شاہ الراشدی...... (عقیدہ توحید اور علماء سلف کی خدمات ص ۱۰۵) آپ کی ولادت ۱۲۱۷ھ میں ہوئی۔ تعلیم وتربیت خاص علمی اور دینی ماحول میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد سید رشید الدین شاہ راشدی نے اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کے لئے معقول انتظام کیا، مشہور عالم قاضی عبدالغنی کھڈھری (المتوفی ۱۲۴۹ھ) قاضی فتح محمد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظامانی قیصرانی اور مولانا عبیداللہ سندھی سے تعلیم حاصل کی۔ آپ نے حدیث کی سند شیخ الکل سید میاں نذیر حسین دہلوی (متوفی ۱۳۲۰ھ) اور امام محمد بن علی شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) کے شاگرد رشید شیخ حسین بن محسن انصاری یمانی سے حاصل کی۔ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنی پوری زندگی اسلام کے لئے وقف کردی، آپ کی علمی وادبی خدمات کا دائرہ نہایت وسیع ہے (ماہنامہ شریعت سکھر سوانح حیات نمبر ص ۴۰۹)

سید رشد اللہ شاہ راشدی کو سندھ میں علمی پسماندگی کا بڑا احساس تھا، اسی لئے جب مولانا عبیداللہ سندھی نے مدرسہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی تو شاہ صاحب فوراً تیار ہوگئے۔ چنانچہ آپ نے سندھ کے لوگوں میں قرآن وحدیث کے علم کی اشاعت وتبلیغ کے لئے ۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۹۰۱ء میں گوٹھ پیر جھنڈہ میں مدرسہ دارالرشاد کی بنیاد رکھی اور علمی مساعی کا آغاز کیا۔ مولانا عبیداللہ سندھی کو صدر مدرس مقرر فرمایا اور دیگر نامور علماء کرام کی خدمات حاصل کیں۔ مدرسہ کے لئے تمام سرمایہ سید رشد اللہ شاہ صاحب خود فراہم کرتے تھے۔ اور اس کے تمام اخراجات کے کفیل بھی تھے۔ سات برس تک مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کامل اختیارات کے ساتھ عملی و انتظامی امور کے سربراہ رہے۔ یہ مدرسہ جلد ہی اپنی کامیابی کی منازل طے کرنے لگا۔ اس مدرسہ میں سندھ کے علاوہ ہندوستان، ایران اور وسطی ایشیا سے طالب علم آتے تھے اور مدرسہ کے ماہر اساتذہ کی تعلیم سے مستفیض ہوکر گوہر نایاب بن کر نکلتے تھے۔ مدرسہ کے معائنے اور سالانہ امتحانات کے موقع پر رفیع المرتبت علماء کرام وفضلاء عظاء کو مدعو کیا جاتا، جن میں علامہ شیخ محسن انصاری یمانی، مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ، مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، مولانا اشرف علی تھانوی ڈاکٹر ضیاء الدین احمد وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی وغیرہم شامل ہیں۔ مدرسہ دارالرشاد کی بدولت اقلیم سندھ میں شمع علم فروزاں ہوئی جس کی کرنوں نے چار دانگ عالم کو منور کیا۔ اس کے خوش نصیب طلباء کرام نے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد خود مسند علم و فضیلت آراستہ کیں۔ مدرسہ دارالرشاد سے جو فضلاء فارغ التحصیل ہوکر مسند علم وفضل کے وارث ہوئے، ان میں مفسر قرآن مولانا احمد علی انصاری، مولانا امید علی سندھی، پیر احسان اللہ شاہ راشدی، سید ضیاء الدین (صاحب العلم الخامس) مولانا سید عبداللہ سربازی، مولانا عبداللہ لغاری سندھی مولانا اکرم انصاری ہالائی، مفتی عبدالقادر سندھی وغیرہم (مدرسہ دارالرشاد پیر جھنڈو "مضمون نگار مولانا عبدالقادر لغاری ماہنامہ "الرحیم"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیدآباد سال ۱۹۶۵ء سندھ کی اسلامی درسگاہیں از ڈاکٹر محمد جمن ٹالپر ص ۴۵۳، ماہنامہ شریعت سکھر سوانح نمبر ص ۴۰۹، اصحاب علم وفضل از تنزیل الصدیقی ص ۳۶-۳۷)

پیر جھنڈو کا کتب خانہ ایک تعارف

خانوادہ راشدی کی وہ اہم خصوصیت جس نے اس خانوادہ عالی مرتبت کو سندھ کے دیگر خاندانوں سے ممتاز کیا ان کا بیش قیمت خزینہ علم وحکمت یعنی کتب خانہ ہے، اس خاندان میں کتابیں جمع کرنے کی ابتداء سید محمد بقا شاہ لکیاری شہید رحمہ اللہ سے ہوئی۔ جو خاندان راشدیہ کے مؤسس اعلیٰ سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ کے والد گرامی تھے۔ موصوف نے مختلف جگہوں سے کمیاب و نادر مخطوطات کو حاصل کر کے اپنے کتب خانہ کی زینت بنایا، ذخیرہ کتب میں اضافہ کیا، ذخیرہ کتب کا از حد شوق تھا۔ اور اس شوق کی تکمیل کے لئے آئے دن مختلف مقامات کا دورہ کیا کرتے تھے۔ مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ چند کتابیں باندھ کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے کتابوں کے اس گٹھے کو مال سمجھ کر لوٹ لیا اور آپ کو بڑی سفا کی سے شہید کر دیا، سید بقا شاہ لکیاری کی شہادت کے بعد یہ کتب خانہ علمیہ کا مختصر خزینہ سید محمد راشد شاہ کی تحویل میں آیا۔ ان کے دور میں کوئی خاص و خاطر خواہ اضافہ نہ ہو سکا۔ لیکن انہوں نے ان کتابوں کی بڑی ذمہ داری سے حفاظت فرمائی۔ سید محمد راشد شاہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد یہ کتب خانہ دو حصوں میں منقسم ہوگیا۔ ایک حصہ پیر پگاڑہ اول سید صبغت اللہ شاہ راشدی کی ملکیت میں آیا اور دوسرا حصہ صاحب العلم الاول (پیر جھنڈہ اول) سید محمد یاسین شاہ راشدی کے زیر تحویل آیا۔ ان دونوں بھائیوں نے اپنے اپنے کتب خانہ کی خوب حفاظت کی اور اس خزینہ علمیہ میں خاطر خواہ اضافہ بھی کیا۔ پیر سید محمد یاسین شاہ راشدی سے کتب خانہ نسل در نسل منتقل ہوتا ہوا صاحب العلم الرابع سید ابوتراب رشد اللہ شاہ راشدی کی تحویل میں آیا۔ سید رشد اللہ شاہ کا دور کتب خانہ کے لئے زریں دور تھا۔ (اصحاب علم وفضل محمد تنزیل الصدیقی الحسینی ص ۳۷-۳۸) موصوف نے کتب خانہ میں توسیع کی اور نہایت علمی کتابیں جمع کیں۔ مختلف ممالک سے نادر و نایاب کتابیں خریدیں اور نقل کرا کے جمع کیں۔ آپ ۱۳۲۳ھ میں جب حج بیت اللہ کی ادائیگی کی غرض سے حرمین شریفین گئے، تو اس سفر شوق میں قاضی فتح محمد نظامانی رحمہ اللہ اور مولوی عنایت اللہ بھی شریک تھے جن کا کام مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے کتب خانوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے حدیث کے فن کی منتخب کتابیں نقل کرنا اور نوادرات کی تلاش تھا۔ مولوی عنایت اللہ بیان کرتے ہیں کہ قیام مکہ معظّمہ کے دوران کسی مکتبہ میں امام محمد بن علی شوکانی ؒ کی ارشاد الفحول کا قلمی نسخہ ہماری نظر سے گذرا۔ مالک مکتبہ سے قیمت دریافت کی گئی تو اس نے دوسو روپے بتائی۔ شاہ صاحب کو جب علم ہوا تو آپ نے اسی قیمت گراں پر اس کتاب کے خریدنے کا حکم دیا۔ بالآخر اسے دوسو روپے میں خریدا گیا۔ بعد ازاں یہ کتاب جب طبع ہوکر آئی تو اس کی قیمت صرف دو روپے تھی۔ اسی طرح بمبئی اور حیدرآباد دکن کی طرف اپنے خاص کاتب بھیج کر مشہور و نادر کتابیں خریدیں اور نقل کروائیں۔ مولانا زین العابدین آروی کے کتب خانہ سے ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا مخطوطہ السنن الکبریٰ للبیہقی دس جلدیں خریدیں سندھ کے قدیم و تاریخی کتب خانہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی ؒ کی کتابیں اور سہون کے قدیم کتب خانہ کی کتابیں لاکر جمع کیں۔ چند سالوں میں پیر جھنڈہ کے کتب خانہ نے وہ شہرت حاصل کی کہ دور دراز کے اسلامی ممالک کے علماء اور دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن والوں نے بھی اس علمی وشہرت یافتہ لائبریری سے کتابیں نقل کروائیں۔ (سندھ کے کتب خانوں کی تاریخ، از ڈاکٹر الہ رکھیو بٹ ص ۳۴، اصحاب علم وفضل از محمد تنزیل الصدیقی ص ۳۸ ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ۷ مارچ ۲۰۰۳ء) اس عظیم کتب خانہ کے متعلق مولانا عبیداللہ سندھی اپنی خودنوشت سوانح میں لکھتے ہیں کہ ''کتب خانہ پیر صاحب العلم الرابع گوٹھ پیر جھنڈہ ضلع حیدرآباد راشدی طریقہ کے پیر ہیں۔ آپ کے پاس علوم دینیہ کا کتب خانہ تھا، میں دوران مطالعہ وہاں جاتا رہا اور کتابیں مستعار بھی لاتا رہا، میرے تکمیل مطالعہ میں اس کتب خانہ کے فیض کا بڑا دخل تھا...... پھر مولانا سید ابوتراب رشد اللہ صاحب العلم الرابع سے علمی صحبتیں بھی رہیں، وہ علم حدیث کے بڑے جید عالم اور صاحب تصانیف تھے'' (مولانا عبداللہ سندھی کی سرگزشت کابل از مولانا عبداللہ لغاری ص ۹) اسی کتب خانہ علمیہ کے متعلق مخدوم امیر احمد فرخ آبادی اپنے ایک مضمون ''سندھ کے دینی کتب خانوں میں سے کتب خانہ پیر رشد اللہ شاہ سندھی'' میں لکھتے ہیں کہ ''یہ کتب خانہ پیر جھنڈو شریف واقع حیدرآباد سندھ میں ہے، پیر صاحب نے یہ کتب خانہ چودھویں صدی ہجری کی ابتداء میں قائم کیا۔ انہوں نے اس کتب خانہ پر بے پناہ روپیہ خرچ کیا، لندن کی لائبریری انڈیا آفس سے کتابوں کی فوٹو کاپیاں منگوائیں، ترکی اور مصر کے کتب خانوں سے نایاب و نادر کتابوں کی نقلیں اپنے اخراجات پر کاتب بھیج کر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرائیں۔قدیم کتب خانوں کو گرانمایہ سرمایہ سے خرید کر شامل کیے اور اسی طرح اس کتب خانہ میں نوادرات کا ایک ذخیرہ جمع کیا۔ (سہ ماہی الزبیر بہاولپور ۱۹۶۷ء ص ۲۰۲ بحوالہ اصحاب علم وفضل ص ۳۹) کتب خانہ راشدیہ کے متعلق حافظ محمد نعیم کراچی والے کا ایک تفصیلی مضمون ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں تین اقساط پر محتوی ہے اور نہایت قیمتی معلومات پر مشتمل ہے۔ جو طباعت پذیر ہو چکا ہے۔ (ملاحظہ ہو الاعتصام ۷-۱۴-۲۱ مارچ ۲۰۰۳ء)

سید ابوتراب رشد اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے تحریک خلافت میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ فروری ۱۹۲۰ء میں لاڑکانہ کی خلافت کانفرنس جس میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالبار فرنگی، مولانا شوکت علی شریک ہوئے تھے۔ اس کانفرنس کی صدارت سید رشد اللہ شاہ راشدی نے کی تھی۔ آپ کا صدارتی خطاب تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کو پابند سلاسل بھی کیا گیا۔ لیکن آپ اپنے عزم وارادہ پر مستمر رہے۔ (کلام رشد اللہ شاہ، ڈاکٹر سید صالح محمد شاہ بخاری ص ۳۶-۳۷، سہ ماہی مہران تحریک آزادی نمبر شمارہ ۱-۲-۵-۱۹۷۵ء) تحریک خلافت میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ جس کی وجہ سے آپ کو پیر صاحب خلافت والے کہا جانے لگا۔ علامہ سید رشد اللہ شاہ راشدی کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ اپنے مطالعہ اور معلومات کو عوام الناس تک پہنچانے کے لئے مختلف علوم وفنون پر سندھی، اردو، عربی اور فارسی میں ۷۰ کے قریب کتابیں تصنیف کیں۔ یہ کتابیں آپ کے ورثاء کے پاس موجود کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔

اقلیم سندھ کے اس جلیل القدر محدث وسیع النظر وظرف، محقق اور کثیر المطالعہ عالم ومجاہد نے ۶/ شعبان ۱۳۴۰ھ بمطابق ۲۳/ اپریل ۱۹۲۳ء کو وفات پائی۔

سید احسان اللہ شاہ راشدی المعروف ’’پیر سائیں سنت والے‘‘ پیر جھنڈہ پنجم

سید رشد اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند سید فضل اللہ شاہ عرف احسان اللہ شاہ راشدی پیر جھنڈہ پنجم کی حیثیت سے اپنے خاندانی سجادگی کی مسند عالیہ پر مقرر ہوئے۔ موصوف سید رشد اللہ شاہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ ۲۷ رجب ۱۳۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے آبائی مدرسہ دارالرشاد میں جید اساتذہ کرام مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا محمد مدنی، مولانا اللہ بخش، مولانا احمد علی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہوری، مولوی خدا بخش اور مولانا محمد اکرم انصاری ہالائی جیسے اصحاب سے تعلیم حاصل کی۔ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے قرآن وحدیث کی خدمت کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس میں ایک نئی روح بھی پھونکی۔ آپ کا حلقہ احباب نہایت وسیع تھا۔ ہندوستان بلکہ اس سے باہر کے کئی علماء سے تعلق خاص تھا خصوصاً سلطان ابن سعود رحمہ اللہ سے خاص دوستی اور خط وکتابت رہتی تھی۔ (ماہنامہ شریعت سکھر سوانح نمبر ص ۴۱۳، مہران سوانح نمبر ص ۱۵۳) سید احسان اللہ شاہ اپنے دور کے جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ پیکر اصلاح وتقویٰ بزرگ بھی تھے۔ اور بہ درجہ غایت متبع سنت تھے۔ سنت رسول ﷺ سے بے پناہ محبت اور انتہائی اتباع کی وجہ سے لوگوں میں آپ ''پیر سائیں سنت والے'' کے نام سے معروف تھے۔ ان کے بارے میں خود ان کے بڑے صاحبزادے علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی بیان کرتے ہیں کہ ان کی تیسری شادی ہمارے سامنے ہوئی شادی کے لئے ایک بہت بڑے پیر سید محبوب اللہ شاہ راشدی کو پیغام پہنچایا گیا۔ جو حنفی المذہب تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر تم رفع الیدین کرنا چھوڑ دو تو میں اپنی بیٹی تمہارے نکاح میں دینے کو تیار ہوں، انہوں نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں ایک عورت کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک نہیں کرسکتا۔ یہ ایک عورت کا معاملہ ہے، میں ہزار عورتوں کو بھی اپنے پیغمبر ﷺ کی سنت پر قربان کرسکتا ہوں۔ (کاروان سلف، محمد اسحاق بھٹی ص ۳۸۵، مہران سوانح نمبر ص ۱۵۴، ماہنامہ صراط مستقیم کراچی مارچ ۱۹۹۵ء ص ۲۷) علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی اپنے والد ماجد سید احسان اللہ شاہ راشدی کے متعلق ایک اور واقعہ میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ ہمارے والد صاحب اپنے جماعتی رفقاء کے ساتھ حیدرآباد سندھ ریلوے اسٹیشن پر بیٹھے ٹرین کا انتظار کر رہے تھے کہ انگریزی لباس میں ملبوس ایک ڈاڑھی منڈے صاحب آرہے تھے، اور انہوں نے والد صاحب کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا، آپ (والد ماجد) اسی طرح بیٹھے بیٹھے ان کی طرف ہاتھ کیا اور مصافحہ کیا ساتھیوں میں سے کسی نے کہا پیر سائیں! یہ سید غلام مرتضٰی شاہ (جی ایم سید) ہیں۔ علاقہ کے مشہور پیر ہیں وڈیرے ہیں۔ ان کے ساتھ کھڑے ہوکر مصافحہ کرنا چاہیے تھا۔ تو آپ نے اسی وقت ان کے سامنے ہی جواب دیا ہمیں کیا معلوم کہ یہ سید ہیں یا ہندوؤں کی کسی ماڈرن فیملی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی وضع وقطع کوئی اسلامی نمونہ پیش نہیں کرتی اور پتا نہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلتا کہ یہ بھی سید ہیں۔ جی ایم سید بولے سائیں کیا کریں اپنے کام وکاج کے لئے انگریزوں سے ملنا جلنا پڑتا ہے۔ ان کے سامنے اگر وضع قطع کا اسلامی نمونہ پیش کریں تو وہ عزت نہیں کرتے اور کوئی کام بھی نہیں کرتے۔ جواب دیا میری وضع قطع آپ کے سامنے ہے۔ دونوں انگریز حاکم کے دفتر میں چلتے ہیں اور اس سے جا کر ملاقات کے لئے وقت طلب کرتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ وہ پہلے آپ سے ملاقات کرتا ہے یا مجھ سے فرمایا عزت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں ہے۔ نہ کہ غیروں کا رنگ ڈھنگ اختیار کرنے میں۔ جی ایم سید نے ان کی اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی اختیار کر لی (ایضاً) سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ علوم دینیہ کے جامع اور احیائے سنن میں بہت زیادہ داعی تھے، علم رجال پر آپ کی نہ صرف خاص نظر تھی بلکہ اس فن میں کمال بھی حاصل تھا مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے آپ کے پاس آ کر چند دن قیام کیا تھا۔ اپنے قیام کے دوران شاہ صاحب سے رجال کے متعلق کافی گفتگو ہوئی۔ مولانا صاحب جب واپس ہوئے تو فرمایا کہ ''آج اگر کوئی اسماء الرجال کا امام ہے تو پیر احسان اللہ شاہ راشدی ہے۔'' (ماہنامہ شریعت سکھر سوانح نمبر ص ۴۱۴) سید سلیمان ندوی موصوف کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''مرحوم حدیث ورجال کے بڑے عالم تھے...... ایک خانقاہ کے سجادہ نشین تھے اور طریق سلف کے متبع اور علم وعمل دونوں میں ممتاز تھے'' (یاد رفتگان ص ۱۸۶) آپ بھی اپنے اکابرین کی طرح کتابوں کے شائق ہی نہیں بلکہ حریص تھے۔ نادر قلمی کتابوں کے حصول میں ہر دم کوشاں رہتے تھے۔ ملک اور بیرون ملک کے اہل علم سے کتابوں کے سلسلے میں خط وکتابت رہتی تھی۔ آپ نے خاندانی مدرسہ دارالرشاد اور مکتبہ پر خاص توجہ دی۔ علم حدیث ودیگر علوم سے اتنا گہرا لگاؤ تھا کہ کئی ممالک مثلاً شام، مصر، مدینہ منورہ مکہ مکرمہ اور ہندوستان کے کئی شہروں سے زر کثیر خرچ کر کے نایاب کتابیں نقل کروائیں۔ اپنے خاص کاتب قاضی لعل محمد اور مولانا قطب الدین ہالیجوی کو حیدرآباد دکن بھیج کر نواب عثمان علی خان کے کتب خانہ سے کئی کتابیں نقل کروائیں۔ آپ دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن کے اراکین میں سے تھے۔ مکتبہ دائرۃ المعارف سے جو بھی کتاب چھپتی تھی وہ آپ کے کتب خانہ عالیہ علمیہ میں بطور اعزاز ملتی تھی۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن والوں نے جب پہلی مرتبہ السنن الکبریٰ للبیہقی اور مستدرک حاکم طبع کروائیں تو اس وقت ان کے پیش نظر جو قلمی نسخے تھے۔ ان میں سے ایک نسخہ پیر احسان اللہ شاہ راشدی کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ کا تھا۔ جیسا کہ انہوں نے دونوں مطبوعہ کتابوں میں ان قلمی نسخوں کے ذکر میں صراحت سے تحریر کیا ہے۔ آپ کے علمی ذوق کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ تاریخ بغداد جو ابھی چھپی ہی نہیں تھی، آپ نے ۱۹۲۸ء میں دارالکتب المصریۃ قاہرہ سے ۱۵-۱۶ سو روپے خرچ کر کے اس کا فوٹو اسٹیٹ حاصل کیا۔ جو کہ کافی عرصہ کے بعد طبع ہوئی۔ امام ابونعیم اصبہانی کی تاریخ اصفہان کا فوٹو اسٹیٹ انڈیا آفس لائبریری لندن سے ڈاکٹر کرنکو لائبریرین کی معرفت سے حاصل کیا۔ کرنکو کی وساطت سے جرمنی حکومت سے صحیح ابن خزیمہ اور دوسری تفاسیر کے لئے بھی کوشاں رہے۔ لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ بہرحال کتب خانہ میں نادر و نایاب کتب کا بڑا ذخیرہ جمع کیا۔ آپ نے مدرسہ دارالرشاد کی ترویج و ترقی میں بھی خصوصی دلچسپی لی۔ آپ کے دور میں ملک کے چپہ چپہ سے طلبہ آکر کتاب و سنت کی تعلیم حاصل کرتے۔ (سہ ماہی مہران سوانح نمبر ص ۱۵۴ مضمون ''سید احسان اللہ شاہ راشدی از پروفیسر مولا بخش محمدی ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور دسمبر ۱۹۷۸ء) سعودی حکومت کے پہلے فرمانروا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے خلاف برصغیر میں جب مخالفین نے قبوں اور مزاروں کے انہدام کے مسئلہ پر شور برپا کیا تو اس وقت سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے سلطان موصوف کے موقف کی حمایت میں ایک مختصر مگر جامع اور دلائل سے بھرپور سندھی زبان میں مضمون قلمبند کیا۔ اور سندھ کے مختلف علاقوں میں تقسیم کیا گیا۔ جس کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ (تذکرہ علماء اہل حدیث پروفیسر محمد یوسف سجاد ص ۱۶۲ جلد ۲) اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی تصنیف و تالیف کا خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ اخیر عمر میں حدیث کی مشہور و معروف کتاب سنن ابن ماجہ کی ایک جامع و مانع شرح بنام ''خیمۃ الزجاجۃ'' لکھ رہے تھے۔ اور بیمار پڑ گئے اتنی فرصت نہ مل سکی کہ آپ اس شرح کو مکمل کر سکیں علم و عمل کے اس پیکر نے صرف ۴۵ برس کی عمر میں ۱۵ر شعبان ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۳ر اکتوبر ۱۹۳۸ء کو وفات پائی۔

علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی پیر جھنڈہ ششم

سید احسان اللہ شاہ راشدی کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطاء کیے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے سب سے بڑے بیٹے علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی کو پیر جھنڈہ ششم کی حیثیت سے خاندانی سجادگی کے منصب پر فائز کیا گیا۔ آپ کی ولادت گوٹھ پیر جھنڈو نیو سعید آباد ضلع حیدر آباد سندھ میں مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۲۱ء مطابق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۹ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مدرسہ دارالرشاد میں حاصل کی جوان کے والد سید احسان اللہ شاہ راشدی کی نگرانی میں جاری تھا۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں حافظ محمد امین متوہ، مولانا ولی محمد کیریو، مولانا محمد اسحاق افغانی، مولانا عبدالوہاب، مولانا حمید الدین مولانا محمد اکرم ہالائی انصاری، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا محمد مدنی، مولانا محمد خلیل، مولانا عبدالحق بہاولپوری ہاشمی مدنی، مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی، مولانا عطاء اللہ حنیف اور آپ کے والد ماجد سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سندھ یونیورسٹی جام شورو حیدرآباد سے فاضل عربی اور شعبہ ثقافت اسلامی و تقابل ادیان میں ایم اے کیا۔ اس کے بعد آپ درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ میں مصروف ہوگئے۔ مدرسہ دارالرشاد کے ساتھ اورینٹیل کالج قائم کیا جو سندھ یونیورسٹی کے ماتحت آٹھ برس تک چلتا رہا۔ آپ کو بھی اپنے خاندان کے اسلاف کی طرح کتابیں جمع کرنے کا بیحد شوق تھا۔ اپنے خاندانی کتب خانہ کی توسیع و ترقی میں خوب حصہ لیا۔ نادر و نایاب کتابوں کے حصول میں زرکثیر خرچ کیا۔ اور آبائی کتب خانہ میں مختلف علوم وفنون کے ہزاروں مخطوطہ و مطبوعہ کتابوں کا اضافہ کیا۔ آپ نے کتابوں کے حصول کے لئے امرتسر اور دہلی کے سفر کئے۔ ترکی کے علمی مرکز استنبول برطانیہ کے اسفار اور حج کے متعدد مواقع پر زیادہ وقت کتابوں کی تلاش و حصول میں مصروف رہے۔ اس لئے آپ کا کتب خانہ المکتبۃ العلمیۃ آج بھی ہزاروں مطبوعات و مخطوعات کا خزینہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ کتابیں جمع کرنے کے ساتھ باقاعدہ مطالعہ و تحقیق میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کو علم تفسیر، حدیث، فقہ، فن رجال، فلسفہ، تاریخ اصول عربی، ادبیات وغیرہ علوم پر گہری نظر و عبور حاصل تھا۔ فن خطابت و تدریس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصنیف و تالیف کا خصوصی ملکہ عطاء کیا تھا۔ علوم حدیث سے قلبی لگاؤ تھا۔ آپ نے عربی اردو اور سندھی میں ۶۰ سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ان کے علاوہ متعدد تحقیقی و علمی مقالات و مضامین اور فتاواجات تحریر فرمائے۔ علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے ۱۹/ شعبان ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۹۵ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے چھوٹے بھائی علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی نے پڑھائی۔ (کاروان سلف محمد اسحاق بھٹی ص ۳۷۹، مقدمہ بدیع التفاسیر، پیش لفظ از محمد جمن کنبھر ص ۲۳، اصحاب علم وفضل از محمد تنزیل الصدیقی ص ۴۳، ماہنامہ دعوت اہل حدیث حیدرآباد اگست ۲۰۰۴ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید محمد یاسین شاہ راشدی حفظہ اللہ پیر جھنڈہ ہفتم

علامہ سید محبّ اللہ شاہ راشدی کی وفات کے بعد ان کے بڑے فرزند سید محمد یاسین شاہ راشدی کو خاندانی رسوم و رواج کے مطابق راشدی خاندان کی شاخ جھنڈائی کی سجادگی کے لئے مورخہ ۲۲/شعبان ۱۴۱۵ھ کو علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی و دیگر اکابرین خاندان راشدیہ نے سب کے اتفاق سے پیر جھنڈہ ہفتم کی حیثیت سے سجادہ نشین مقرر کیا گیا اور دستار پہنائی گئی۔ آپ راشدی خاندان کی پیر جھنڈہ خاندان کے موجودہ سجادہ نشین ہیں۔

مراجع و مصادر

(۱) تذکرہ مشاہیر سندھ (کامل) مولانا دین محمد وفائی سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد

(۲) سہ ماہی مہران سوانح نمبر شمارہ ۳-۴-۱۹۵۷ء

(۳) ماہنامہ شریعت سکھر سوانح نمبر سال ۱۹۸۱ء

(۴) تذکرہ علماء اہل حدیث جلد ۲ محمد یوسف سجاد جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ

(۵) رموز راشدیہ، ترتیب عبدالرحمٰن میمن، مکتبہ الدعوۃ السلفیہ ٹیاری ضلع حیدر آباد

(۶) مقدمہ بدیع التفاسیر۔ پیش لفظ، محمد جمن کنبھر، جمعیت اہل حدیث سندھ

(۷) ماہنامہ الولی حیدر آباد اپریل و مئی سال ۱۹۸۵ء

(۸) ماہنامہ الرحیم حیدر آباد سوانح نمبر

(۹) سہ ماہی مہران تحریک آزادی نمبر سال ۱۹۸۵ء سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد

(۱۰) سندھ کی اسلامی درسگاہیں، محمد جمن ٹالپر، طبع حیدر آباد ۱۹۸۲ء

(۱۱) کلام رشد اللہ شاہ (پیر جھنڈے والے) ڈاکٹر محمد صالح شاہ بخاری سندھی ادبی بورڈ

(۱۲) ماہنامہ صراط مستقیم کراچی شمارہ جولائی ۱۹۹۴ء و مارچ ۱۹۹۵ء

(۱۳) کاروان سلف۔ محمد اسحاق بھٹی مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد ۱۹۹۹ء

(۱۴) مولانا عبیداللہ سندھی کی سرگزشت کابل/ مولانا عبداللہ لغاری دارالکتاب لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵) راشدی خاندان کا شجرہ۔فیض الدین شاہ۔کنگری پریس حیدرآباد

(۱۶) یادرفتگان ۔مولانا سید سلیمان ندوی۔نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۳ء

(۱۷) ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور۔دسمبر ۱۹۷۸ء

(۱۸) سہ ماہی الزبیر بھاولپور۔کتب خانہ نمبر ۱۹۶۷ء

(۱۹) عقیدہ توحید اور علماء سلف کی خدمات۔بدیع الدین شاہ راشدی/مکتبہ الدعوۃ السلفیہ مٹیاری

(۲۰) سیرت سید احمد شہید، مولانا غلام رسول مہر۔شیخ غلام علی سنز لاہور

(۲۱) ماہنامہ دعوت اہلحدیث حیدرآباد اگست ۲۰۰۴ء

(۲۲) اصحاب علم وفضل ۔محمد تنزیل الصدیقی الحسینی۔اصلاح المسلمین پبلشرز کراچی

(۲۳) تذکرہ پیران پاگارہ۔تبسم چودھری، کنگری پریس حیدرآباد

(۲۴) تذکرہ صوفیائے سندھ۔اعجاز الحق قدوسی۔کراچی

(۲۵) ہفتہ روزہ الاعتصام لاہور۔۷-۱۴-۲۱ مارچ ۲۰۰۳ء

(۲۶) سخن اعجاز۔کلام پیر سید محی الدین شاہ عرف اعجاز شاہ سکرنڈ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو جبیر محمد اسلم سندھی ☆

حیات شیخ العرب والعجم امام سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی سندھی رحمۃ اللہ علیہ

کے درخشاں پہلو

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وبعد!

سرزمین سندھ کی تہذیب و ثقافت کو تاریخ انسانیت کی قدیم ترین تہذیب کہا جائے یا اس کی قدیم جغرافیائی حدود کو چین، خراسان اور فارس تک مانا جائے، مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ کیوں کہ یہ چیز میرے لئے باعث ناز و مسرت نہیں، لیکن مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ میرا وطن برصغیر میں سے وہ خوش قسمت بقعہ ہے جہاں خیر القرون کے صاف و شفاف اسلام کی شعاعیں اس وقت نمودار ہوئیں جب مذاہب باطلہ اور فرقہ ضالہ کا وجود نا مسعود بھی نہیں تھا اگر کہیں کسی بدعت کا شرود تھا تو مغلوب تھا۔

بعض محققین کی تحقیق کے مطابق خلیفۂ راشد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت ہی سے لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر مسلمانوں کا سندھ میں ورود جاری تھا۔ جناب عثمان بن ابی العاص ثقفی، حکم بن ابی العاص ثقفی، ربیع بن زیاد حارثی، سہل بن عدی بن مالک خزرجی، صحار بن عباس العبدی وغیرہم رضی اللہ عنہم وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے سندھ میں جہاد کیا اور سندھ کے مغربی علاقے کرمان اور مکران (جو کہ اس وقت حدودِ سندھ کے اندر داخل تھے) وغیرہ میں داخل ہوئے۔ تابعین کرام میں سے کتنے ائمہ کرام سندھ میں داخل ہوئے اور کتنے سندھی مسلمانوں کو تبع تابعی ہونے کا شرف حاصل ہوا یہ بات اہل مطالعہ سے مخفی نہیں ہے۔ کتب رجال میں آپ کو ایسے کئی اعیان ملیں گے جو کہ سندھی تھے اور انہیں تبع تابعی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ تفصیل کے لئے اسد الغابۃ، الاستیعاب، البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، جمہرۃ انساب العرب لابن حزم، معجم البلدان، فتوح البلدان للبلاذری، تہذیب التہذیب، طبقات ابن سعد، رجال السند والہند للقاضی اطہر

☆ معروف مقالہ نگار، فاضل مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث گھسن آباد حیدرآباد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المبارکفوری، العقد الثمین فی فتوح الہند ومن ورد فیہا من الصحابۃ والتابعین للقاضی اطہر المبارکفوری، اور موضوعہ التاریخ الاسلامی والحضارۃ الاسلامیۃ للبلاد السند والبنجاب (۱/۴۵۹۔۵۱۰) وغیرہ دیکھیں۔ واللہ اعلم بالصواب

اس کے بعد جناب محمد بن قاسم الثقفی کی قیادت میں اہل حدیث لشکر نے سندھ کو باقاعدہ فتح کرلیا اور مستقل طور پر اپنا قبضہ برقرار رکھا یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

یہی شفاف اسلام اہل حدیث کا دین ہے۔ جس میں بعد کے باطل نظریات وعقائد کی آمیزش نہیں ہے۔

اور سرزمین سندھ عرصہ دراز تک اہل حدیث کا مرکز رہی ہے۔ چوتھی پانچویں صدی تک مذہب اہل حدیث دیار سندھ میں غالب رہا۔

مؤرخ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر البشاری المقدسی (المتوفی سنۃ ۳۸۰ھ) سنہ ۳۷۵ھ میں سندھ میں آئے۔ انہوں نے اپنی کتاب ''احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم'' میں لکھا ہے۔

اکثرھم اصحاب الحدیث ورأیت القاضی ابا محمد المنصوری داودیا اماماً فی مذھبہ ولہ تدریس وتصانیف قد صنف کتباعدۃ حسنۃ...... وقال...... انھم علیٰ طریقۃ مستقیمۃ ومذاھب محمودۃ وصلاح وعفۃ قد اراحھم اللہ من الغلو والعصبیۃ والھرج والفتنۃ (ص ۳۶۳ وفی النسخۃ الاخریٰ ص ۴۸۱)

یعنی یہاں کے اکثر باشندے اہل حدیث ہیں۔ اور میں نے قاضی ابومحمد منصوری کو دیکھا جو کہ داودی (ظاہری) مذہب کا امام ہے تدریس وتصنیف میں بھی مشغول ہے۔ بہت سے عمدہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ لوگ سیدھے طریقے پر اور بہترین مذہب پر ہیں نیک اور پرہیزگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غلو، تعصب، قتل و غارتگری اور فتنوں سے پناہ میں رکھا ہے۔

سلطان محمود غزنوی (وفات ۴۲۲ھ کشف الظنون ج ۱ ص ۳۲۶) نے ہندوستان کو فتح کیا، ان کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور میں بھی یہاں مذہب اہلحدیث غالب تھا۔ امام ابن حزم (وفات ۴۵٦ھ) لکھتے ہیں:

"ثم افتتح السلطان العادل محمود بن سبكتگين فتوحات متصلات الیٰ ان مات رحمه الله، بلادا عظيمة فی الهند وهی الآن مكونة بالمسلمين معمورة بطلاب الحديث والقرآن والغالب عليها والحمدلله رب العالمين مذهب اصل الظاهر (جمل فتوح الاسلام بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم لابن حزم الملحق مع جوامع السيرة ص ۳۵۰)

یعنی انصاف پسند حاکم محمود غزنوی رحمہ اللہ نے آخر تک لگا تار حملے کر کے ہندوستان کے بڑے علاقے فتح کئے جہاں پر اب مسلمان رہائش پذیر ہیں اور حدیث وقرآن کے طالبان آباد ہیں۔ اور الحمدللہ ان کی اکثریت ظاہری مذہب پر ہے۔

ظاہری مذہب یہ ہے کہ قیاس وتقلید وغیرہ کو رد کر کے فقط قرآن وحدیث کے ظاہر پر عمل کیا جائے اور تاویل سے بچا جائے یہی اہل حدیث کا مذہب ہے۔ (ظاہری مذہب میں اجماع بھی حجت ہے۔ شیخ زبیر علی زئی صاحب)

آمدم برمطلب

بجستان سے لے کر کچھ بھوج، مارواڑ وکاٹھیاواڑ اور جیسلمیر تک اور دیبل سے ملتان تک کے اس خطۂ سرسبد میں بڑے بڑے ائمہ حدیث پیدا ہوئے ہیں۔ کتبِ تاریخ ورجال کا بطن ایسے نفوس صالحہ کے ذکر سے خالی نہیں۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی عصر حاضر کے امام ومحدث سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی سندھی رحمہ اللہ ہیں، جن کے علم وتفقہ کا عرب وعجم میں چرچا ہے۔

ہم اس مختصر مضمون میں علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی حیات نافعہ، خاندانی پس منظر، تعلیم وتربیت، درس وتدریس، اصلاح وتبلیغ اور جہاد وتصنیف پر قلمی طبع آزمائی کریں گے۔ ان شاء اللہ، شاید اللہ تعالیٰ اس سے کسی قلب غافل کو بیدار کر دے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندانی پس منظر

سلسلۂ نسب:

سید بدیع الدین شاہ بن سید احسان اللہ شاہ (الف) بن سید رشد اللہ (ب) شاہ بن سید رشید الدین شاہ (ج) بن سید محمد یاسین شاہ (د) بن سید راشد شاہ الحسینی (جد)

سید بدیع الدین شاہ کی پانچویں پشت میں ان کے جد امجد سید راشد شاہ کی نسبت سے ان کی (یعنی سید راشد شاہ کی) اولاد کو راشدی کہا جاتا ہے۔ بقول شاہ صاحب سید بدیع الدین اور سید فیض الدین شاہ کے

(الف) تاریخ ولادت: ۱۳۱۳ھ وفات ۱۳ر شعبان ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۳/ اکتوبر ۱۹۳۸م

(ب) ولادت ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۰م وفات ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۳م

(ج) ۱۳۱۷ھ ۱۹۰۷م تفسیر مفتاح رشد اللہ کے مصنف قاضی فتح محمد نظامانی نے انہیں چودھویں صدی کا مجدد کہا ہے (ج ۱ ص ۲۴)

(د) وفات رجب ۱۲۷۵ھ

(س) تاریخ ولادت ۱۱۷۰ھ تاریخ وفات بروز جمعہ ا ر شعبان ۱۲۳۳ھ

(جد) سید فیض الدین شاہ شجرہ راشدی خاندان میں اور قاضی فتح محمد نظآمانی نے مفتاح رشد اللہ (ج ۱ ص ۲۴۔۲۷) میں شجرہ نسب اس طرح ذکر کیا ہے۔

”محمد راشد شاہ بن بقا شاہ شہید بن محمد امام شاہ بن شاہ فتح محمد بن شاہ شکر اللہ بن شاہ عثمان بن شاہ کھٹن بن شاہ سنجر بن شاہ بولن بن شاہ حسین بن شاہ میر علی بن شاہ ناصر الدین بن شاہ عباس بن شاہ فضل اللہ بن شاہ شہاب الدین بن شاہ بہاؤ الدین بن شاہ محمود بن شاہ محمد بن شاہ حسین بن شاہ چھکن بن شاہ علی مکی بن شاہ عباس بن شاہ زید بن شاہ اسد اللہ بن شاہ عصر بن شاہ حمزہ بن شاہ ہارون بن شاہ عبداللہ بن حسین بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف (الحسینی العلوی الہاشمی) اس طرح جناب سید بدیع الدین شاہ محدث رحمہ اللہ اپنی چالیسویں پشت میں امام حسین رضی اللہ عنہ سے اکتالیسویں پشت میں امام علی رضی اللہ عنہ سے اور تینتالیسویں پشت میں جناب خاتم النبیین اکرم الاولین والآخرین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ کے آباد و اجداد میں سے سید علی مکی کاظمین (عراق کے ایک شہر) سے بغرض دعوت و تبلیغ، ہجرت کر کے سندھ کے موجودہ ضلع دادو (Dadu) میں لکی شاہ صدر کے مقام پر آ کر مقیم ہوئی۔ ان کی اولاد کو لکیاری سادات کہا جاتا ہے اور لکیاری سادات کا مرکز آج بھی وہی جگہ ہے۔ لکیاری سادات کو سیدنا حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی اولاد کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے علامہ سید بدیع الدین شاہ اور ان کے برادر اکبر علامہ سید ابوالقاسم محبّ اللہ شاہ الراشدی اپنے آپ کو حسینی لکھتے تھے۔ واللہ اعلم۔

سید راشد شاہ کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں میں سے سید صبغت اللہ شاہ کو خاندانی اور جماعتی سرپرستی کی علامت ''پگڑی'' دی گئی اور دوسرے فرزند سید یاسین شاہ کو دعوۃ و تبلیغ کی علامت ''جھنڈا'' دیا گیا جو کہ ان کے خاندان کی تبلیغی خدمات کے عوض انہیں افغانستان کے بادشاہ تیمور شاہ کے فرزند زمان شاہ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا۔ سید صبغت اللہ شاہ کی اولاد کو پیر پگاڑہ خاندان اور سید یاسین شاہ کی اولاد کو پیر جھنڈا خاندان کہا جاتا ہے۔ اور سید راشد شاہ کے دیگر بیٹوں کی اولاد کو فقط راشدی کہا جاتا ہے۔ دور حاضر میں سندھ کی معروف سیاسی شخصیت اور گدی نشین پیر پگاڑہ صاحب اسی پیر پگاڑا خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جب کہ علامہ سید بدیع الدین شاہ پیر جھنڈا خاندان سے ہیں۔

پیر جھنڈا خاندان اور عمل بالحدیث

بقول علامہ سید ابوالقاسم محبّ اللہ شاہ الراشدی رحمہ اللہ اور علامہ سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ کے، ان کا خاندان ہمیشہ سے حدیث پر عامل رہا ہے۔ لیکن بقول سید محبّ اللہ شاہ رحمہ اللہ ہر ایک نے اپنے علم کے مطابق کام کیا ہے۔

سید راشد شاہ اور پیر جھنڈا خاندان کی دیگر معروف شخصیات کی ملفوظات میں آپ کو کئی باتیں عقیدہ سلف صالحین کے خلاف ملیں گی اور اس وقت ہندوستان میں تصوف و صوفیت کا غلبہ تھا تو اس لئے راشدی خاندان میں بھی تصوف کے غلط عقائد ملیں گے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ عصر قریب میں سندھ کے اندر یہی واحد خاندان ہے جس نے تقلید کے جمود کو توڑتے ہوئے صحیح حدیث ملنے پر عمل بالحدیث کو ترجیح دی ہے اور جب بھی پتہ چلا کہ فلاں عقیدہ یا مسئلہ حدیث اور منہج سلف صالحین کے خلاف ہے۔ تو اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کی کئی مثالیں آپ کو راشدی خاندان بالخصوص پیر جھنڈا خاندان کی تاریخ میں ملیں گی۔ سید راشد شاہ کے بعد پانچویں پشت میں علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ کی شکل میں سلفیت کے امام اچانک تیار نہیں ہوئے بلکہ یہ پیر جھنڈا خاندان کی اپنے اندر مسلسل اصلاح اور ترجیح العمل بالحدیث کا نتیجہ ہے۔

پیر جھنڈا خاندان میں سب سے پہلے سید رشید الدین شاہ نے علی الاعلان مسلک اہل حدیث کی تبلیغ کی ان کے بھائی سید ہدایت اللہ شاہ راشدی بھی اہل علم میں سے تھے اور حدیث کی طرف مائل تھے۔ علامہ سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''سید رشید الدین شاہ کے ملفوظات کو ان کی جماعت کے لوگوں نے جمع کیا ہے۔ اس میں جا بجا حدیث کو فقہ حنفی پر ترجیح دی گئی ہے۔ اور عقیدہ ہمہ اوست اور صوفیوں کے لطائف کو رد کیا ہے۔ (رموزِ راشدیہ ص ۳)

ان کے فرزند سید رشد اللہ شاہ رحمہ اللہ سید نذیر حسین دہلوی اور علامہ شوکانی کے تلمیذ رشید علامہ حسین بن محسن الانصاری الیمانی کے شاگرد تھے۔ سید رشد اللہ شاہ نے دو بڑے کام کئے۔ ایک ''دارالرشاد'' کے نام سے مدرسہ قائم کیا جس کا برصغیر کے شہرت یافتہ مدارس میں شمار ہوتا تھا اور دوسرا کارنامہ ''کتب خانہ'' کا قیام تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کا کتب خانہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ سید احسان اللہ شاہ بن رشد اللہ شاہ کو ملا اور دوسرا حصہ سید ضیاء الدین شاہ بن سید رشد اللہ شاہ کو ملا۔ سید ضیاء الدین شاہ کو زیادہ کتب ملیں لیکن ان کی اولاد نے اس کی حفاظت نہیں کی کئی کتابیں ضایع ہوئیں بالآخر انہوں نے وہ کتب خانہ قومی عجائب گھر کراچی والوں کو فروخت کر دیا جہاں پر ان کی کتابوں کو الگ رکھا گیا ہے۔ ان کتابوں میں فقط مخطوطات ۱۲۰۰ کی تعداد میں تھے جو ضائع ہو گئے وہ الگ ہیں۔ علامہ سید رشد اللہ شاہ رحمہ اللہ پکے اہل حدیث تھے۔ انہوں نے مسلک اہل حدیث کی بڑی خدمت کی ہے۔ علامہ فیروز آبادی کی کتاب ''سفر السعادۃ'' کا سندھی زبان میں ''ثمر آخرت'' کے نام سے ترجمہ کیا جس میں مسلک اہل حدیث کے امتیازی مسائل کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔

یہاں پر ہم سید رشد اللہ شاہ کی ان چند تصانیف کا ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے حدیث کے متعلق یا مسلک اہل حدیث کی تائید میں لکھی ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) كشف الاستار عن رجال معاني الآثار (مدینہ منورہ سے بھی عکس طور پر شایع ہوئی ہے، شروع میں ہندوستان میں شائع ہوئی تھی)۔

(۲) تجريد صحيح البخاري کا سندھی زبان میں ترجمہ۔

(۳) رفع الريب في مسئلة علم الغيب (یعنی عالم الغیب ہونا فقط اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ (اصحاب علم وفضل میں اس کا نام "كشف الريب عن مسئلة علم الغيب" لکھا ہوا ہے۔ شیخ زبیر علیزئی)۔

(۴) التقرير معلى في ان حديث افطر الحاجم والمحجوم منسوخ ام لا .

(۵) الاعتناء في مسئلة الاستواء (استواء باری تعالیٰ کو ثابت کیا ہے)۔

(۶) عين المتانة في تكرار الجماعة (جماعت ثانیہ کے جواز پر ہے (اردو) اس میں رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے ایک رسالے کا جواب دیا گیا ہے۔

(۷) درج الدرر في وضع الايدي على الصدر (عربی) یہ رسالہ علامہ مخدوم محمد ہاشم التتوی السندی الحنفی کے رسالہ "درهم الصرة في وضع الايدي تحت السرة" کا رد ہے۔

(۸) القرىٰ لمصلي الجمعة في المدن والقرىٰ (عربی) گاؤں میں جمعہ کے جواز پر ہے۔

سید احسان اللہ شاہ بن سید رشد اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سید احسان اللہ شاہ کے متعلق سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ "وہ اسماء رجال میں امام ہیں، یہی بات سید بدیع الدین شاہ اپنے استاد و شیخ عبدالحق الہاشمی سے اور سید محب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ علامہ ابوالوفاء امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔

علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "اگر کوئی مجھے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان حلف دے کر پوچھے تو میں یہی کہوں گا کہ میں نے ان (سید احسان اللہ شاہ) سے بڑھ کر پاکباز اور صاحب تقویٰ نہیں دیکھا۔ (ولا نزكي على الله احدا)

سید احسان اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک غیرتمند اہل حدیث اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے زبردست محبت کرنے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے تھے۔اسی وجہ سے انہیں ''پیر صاحب سنت والے'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد سید رشد اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ سے کچھ کتابیں ملی تھیں اس کے بعد انہوں نے خود کتابوں کو جمع کیا۔حیدر آباد دکن اور بعض دیگر مقامات پر وہ اپنے کاتبوں کو بھیج کر مخطوطات نقل کرواتے تھے۔اسی طرح مصر اور دیگر عرب ممالک سے زر کثیر خرچ کر کے قلمی مخطوطات نقل کروا کر منگواتے تھے۔ان کے کتب جمع کرنے کے شوق کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس دور میں امام خطیب کی تاریخ بغداد شائع نہیں ہوئی تھی۔انہوں نے چودہ سو (۱۴۰۰) روپے خرچ کر کے مصر سے اس کی فوٹو بنوائی اور جب وہی کتاب شائع ہوئی تو اس کی کل قیمت صرف (۲۸) روپے تھی۔

انہوں نے مسلک اہل حدیث کی تائید میں ایک رسالہ ''مسلک الانصاف'' کے نام سے لکھا ہے۔

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی سندھی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سید بدیع الدین شاہ ایک ثقہ امام، علم وفقہ کے بحر، تقویٰ وورع کے پیکر، ایک عظیم محدث اور عصر حاضر میں محدثین کرام کے صحیح جانشین، بے باک حق گو، کردار وگفتار میں یکساں، اتباع السنۃ اور عقیدۃ السلف کے لئے غیور، ایک عظیم استاد، مصلح اور داعی تھے جن کی محنت وجدوجہد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بے شمار انسانوں کو ہدایت بخشی۔آپ دینی معاملات میں بے جا نرمی اور مداھنت کے مخالف تھے۔تقلید وبدعت کا ان سے بڑھ کر شاید ہی کوئی دشمن ہو۔

حق گوئی ان کا شعار تھا، کبھی کسی منکر سے صرف نظر نہیں کیا۔دنیوی لالچ ان کے قریب بھی نہیں بھٹکتا تھا۔خاص طور پر ان کا اخلاص جو کہ ضرب المثل بن گیا ہے، وہ سندھ کے ایک باعزت اور بڑے بااثر خاندان سے تعلق رکھتے تھے جن کے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں مرید تھے لیکن توحید وسنت کی خاطر انہوں نے سب کچھ قربان کردیا۔وہ ایک جری اور نڈر شخص تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی وڈیروں، پیروں، مشرکوں اور مقلدوں سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور کبھی کسی سے نہیں ڈرے۔

اہل حدیث سے زبردست محبت کرنے والے، خیر خواہ اور کمزوروں کے ہم درد تھے۔ہر شخص یہی سمجھتا کہ شاہ صاحب مجھ سے اوروں سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں۔باوجود قلت المال کے بڑے مہمان نواز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ان کا دستر خوان کشادہ ہوتا تھا۔

آپ نیوسعید آباد میں رہے یا حیدر آباد میں، جہاں بھی ہوتے تھے بڑی رونقیں ہوا کرتی تھیں۔

ذهب الذين يعاش في اكنافهم
بقيت في خلف كجلد الاجرب

اصلاح امت کا درد ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔آپ کے اخلاص اور درد اصلاح کا اندازہ ان کی اس تحریر سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔

"عام طور پر کتنے قاری دنیا کی خاطر قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کرتے ہیں۔کچھ تو گاڑیوں اور بسوں میں تلاوت قرآن کر کے بھیک مانگتے ہیں اور بعض رمضان میں مقررہ اجرت پر تراویح پڑھاتے ہیں تو بعض تقریر کی باقاعدہ فیس مقرر کرتے ہیں۔اس قسم کی تجارت کا بازار محرم کے پہلے عشرے، ربیع الاول اور رجب کے مہینوں میں گرم نظر آتا ہے۔

اسی طرح مرنے والوں کے پیچھے ختم کے وقت، قبروں پر یا (قل و ایصال ثواب کی) محافل میں خوب کمائی ہوتی ہے۔

قرآن کی اس سے بڑھ کر اور کیا اہانت ہوسکتی ہے کہ جو کتاب پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے اسے دنیا کے مال و متاع اور عیش و آرام پر نیلام کیا جائے۔یہی قرآن کی زبردست بے قدری ہے۔

قدر گل بلبل بداند یا بداند عنبری
قدر جوہر شاہ بداند یا بداند جوہری

(مقدمہ بدیع التفاسیر ص ۵۸ ترجمہ از سندھی)

تاریخ ولادت:

سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ ۱۸/ ذوالحجہ ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۰/ جولائی ۱۹۲۵ء کو بمقام گوٹھ (گاؤں) سید فضل اللہ شاہ (قدیم پیر جھنڈا) نزد شہر نیوسعید آباد سابقہ تحصیل ہالا نیو سابقہ ضلع حیدر آباد موجودہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضلع ٹیاری میں پیدا ہوئے، نیوسعید آباد شہر جو کہ اب تحصیل بھی ہے، حیدر آباد شہر سے شمال مشرق میں تقریبا ۷۵ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جبکہ نواب شاہ شہر سے جنوب میں واقع ہے۔

تعلیم وتربیت:

سید بدیع الدین شاہ محدث رحمہ اللہ نے اپنے خاندانی مدرسہ موسوم بہ "دارالرشاد" میں ہی تعلیم مکمل کی۔ ان کے والد علامہ سید احسان اللہ شاہ رحمہ اللہ نے ان کی تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ اور شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اکثر یہی ذکر کیا ہے کہ ان پر خاص طور پر ان کے والد ماجد کی تربیت اثر انداز رہی۔ چنانچہ وہ اپنی عربی زبان میں خودنوشت سوانح حیات میں لکھتے ہیں:

"وكنت بتربية الوالد وقد حبب اليَّ الحديث والسنة وعقيدة السلف" (الفصل الثالث)

یعنی میں اپنے والد کے زیر تربیت تھا انہوں نے مجھے حدیث وسنت اور عقیدہ سلف کے ساتھ محبت کا درس دیا۔

رموز راشدیہ میں وہ کہتے ہیں۔ ایک میرے والد احسان اللہ شاہ تھے، انہوں نے بچپن میں میرے دل ودماغ میں یہ بات پختہ کردی تھی کہ قرآن وحدیث کی بات سب پر مقدم ہے۔ قرآن وحدیث کے علاوہ کوئی بات نہیں مانی (ص ۶۷)

علامہ احسان اللہ شاہ رحمہ اللہ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے استاد بھی تھے۔ چنانچہ جناب سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ اپنی خودنوشت (سوانح حیات) میں لکھتے ہیں:

فأول ماقرأت القرآن الكريم ثم بدأت في الدراسة حسب المنهج فاول ما درست في الحديث كتاب الاربعين للنووى فلما ختمته عرضته على الوالد فرضي عني وامرني بدراسة بلوغ المرام فما وصلت الى النصف الا وجاءه داعي ربه الاعلىٰ فلباه وانا حينئذ ابن نحو من...... ثلاث عشرة سنة (الفصل الثالث)

یعنی سب سے پہلے میں نے قرآن مجید پڑھا پھر نصاب کے مطابق پڑھائی شروع کی اور حدیث میں میں نے سب سے پہلے امام نووی رحمہ اللہ کی اربعین پڑھی جب ختم کر چکا تو جناب والد کو سنائی، والد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب خوش ہوئے اور مجھے بلوغ المرام پڑھنے کا حکم کیا۔ میں ابھی تک اس کی نصف تک ہی نہیں پہنچا تھا کہ خدائے برتر کا داعی آیا اور انہوں نے لبیک کہہ دیا۔ اور اس وقت میں تقریباً ۱۳ سال کا تھا۔

ان کے علاوہ جناب سید بدیع الدین شاہ المحدث نے درج ذیل اساتذہ سے علم حاصل کیا، شیخ محمد اسماعیل بن عبدالخالق سندھی، شیخ ولی محمد بن محمد عامر کیریہ، شیخ محمد سلطان کوریجہ (ہالا)، شیخ شفیع محمد (سکرنڈ سندھ)، شیخ محمد نور عیسیٰ خیل (پنجاب) شیخ عبدالرحمٰن رامپوری، شیخ قطب الدین ہالیجوی، حافظ محمد امین متوہ، (کچھ بھوج گجرات بھارت کا علاقہ جو کہ دراصل سندھ کا حصہ ہے)۔ شیخ بہاؤ الدین جلال آبادی (افغانستان) شیخ محمد ایوب (افغانستان) شیخ محمد احمد (لدھیانوی) شیخ محمد مدنی، شیخ عبداللہ بن عمر بن عبدالغنی کھڈہری (نواب شاہ)، شیخ محمد خلیل بن محمد سلیم لدھیانوی (خیرپور سندھ) وغیرہم

امام السلفیۃ سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ اپنی خودنوشت سوانح حیات میں اپنی تعلیم کے متعلق لکھتے ہیں،

کنت مستمرا فی الدراسة حتیٰ اتممتها فی نحو ثلاث سنین (الفصل الثالث)

یعنی والد ماجد کی وفات کے بعد میں نے تعلیم کو جاری رکھا اور تقریباً تین سال کے (مختصر) عرصہ میں (مدرسہ کا) نصاب مکمل کرلیا۔

انقلاب

معزز قارئین! جناب شاہ صاحب ایک ایسی شخصیت تھے جنہوں نے رب کائنات کی تائید سے تن تنہا بحر شرک وکفر میں توحید کی تلاطم خیز موجیں برپا کردیں ایسی کامل شخصیات بہت کم ہی پیدا ہوتی ہیں۔

سو فیصد نامساعد اور پر مصائب حالات میں جب کوئی بھی ہم سفر نہ ہو اور نہ کوئی رب کائنات کے سوا معین ومؤید ہو باد مخالفت سے ٹکرانا پھر عزم وثبات کے ساتھ اور تحمل وصبر کے ساتھ ڈٹے رہنا لاکھوں انسانوں میں سے کسی ایک شخص کا نصیب ہوتا ہے۔ جس سے رب تعالیٰ ایسا کام لینا چاہتا ہے۔

جناب سید بدیع الدین شاہ المحدث رحمہ اللہ کی تیرہ سال کی عمر میں والد ماجد فوت ہوگئے جو کہ ایک محب حدیث عالم دین تھے جب کہ ان کے بعد بقول شیخ الاسلام علامہ بدیع الدین کے "ماکان یوجد فی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلادنا شیخ ولا استاد یکون علی مذهب السلف (خود نوشت الفصل الثالث) یعنی ہمارے وطن میں کوئی ایسا شیخ اور استاد نہیں تھا جو کہ مذہب سلف پر چلنے والا ہو۔

شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ اپنے استاد شیخ عبداللہ کھڈہری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

ما کانوا یدرسون الحدیث الاربع مشکوٰۃ المصابیح تبرکاً ولا یعرفون فوق ذلک اصلاً (الفصل الثالث من کتاب احوال حیاتی) یعنی حدیث پڑھاتے ہی نہیں تھے فقط مشکوٰۃ المصابیح کا ایک چوتھائی برائے تبرک پڑھایا کرتے تھے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔

بلکہ شیخ معین الدین ٹھٹھوی نے دراسات اللبیب کے اندر لکھا ہے:

''فیحرمون العمل بالحدیث علی خلاف الروایۃ، بل البعض منھم یتکلم فی ذلک بمایخاف علیہ وھجر کتب الحدیث فی بلاد السند والھند وجودا و تمارسا، حتیٰ تجد جماعۃ من طلبۃ العلم بل ممن یدعی الشیخوخۃ والتدریس ماعبروا الا علیٰ جزء من مشکواۃ المصابیح اوکلہ وھو القدوۃ عند نفسہ فی الحدیث (ص ۱۸۳)

یعنی احناف (اپنے مذہب کی) روایت کے خلاف حدیث پر عمل کرنے کو حرام کہتے ہیں، بلکہ ان میں سے بعض اس بابت ایسی باتیں کرتے ہیں کہ ان کے کفر کا خوف رہتا ہے۔ اور حدیث کی کتب کو سندھ و ہند کے اندر ترک کر دیا گیا ہے یعنی نہ کوئی خاص ان کا وجود ہے نہ ان سے تعلق، یہاں تک کہ طلبۃ العلم، بلکہ جو شیخ اور مدرس ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس نے مشکوٰۃ المصابیح کے ایک جزء یا اسی کے علاوہ کچھ نہیں پڑھا ہوگا حالانکہ وہ اپنے آپ کو علم حدیث میں لائق اقتداء سمجھتا ہے ایسا دور جس میں فقط دیار سندھ میں مدرسہ دارالرشاد ہی تھا جس کے نصاب میں کتب حدیث کو داخل کیا گیا تھا وہ بھی پیر جھنڈا خاندان کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے ورنہ اس دور میں اسے استاد وشیوخ ہی نہیں ملتے تھے جو حدیث کو حدیث خاتم النبیین اور اصل من اصول الدین سمجھ کر پڑھاتے ہوں بلکہ کامیاب استاد اسے سمجھا جاتا تھا جو حدیث کو رد کرنے کے لئے زیادہ نکات اور تاویلات و دلائل باطلہ لائے۔ (رموز۱۲)

جناب شاہ صاحب رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے فقط ان کے برادر اکبر علامہ سید محب اللہ شاہ رحمہ اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث تھے جب کہ شیخ محمد اسماعیل بن عبدالخالق افغانی اور شیخ ولی محمد کیریہ پر علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی کا اثر تھا اور تھوڑے بہت مسلک اہل حدیث کی طرف مائل تھے۔ جب کہ باقی سارے اساتذہ متعصب حنفی تھے۔ جن میں سے کچھ نے تو شاہ صاحب کو حدیث پڑھنے سے ہی روکنے کی کوشش کی جب کہ بعض دیگر کے متعلق شاہ صاحب اپنی خودنوشت سوانح حیات میں لکھتے ہیں:

فکان اولئک الشیوخ یاتون بتاویلات تقشعر منها الجلود ولکن مااثرت علی شیئا بل مازلت ازداد حبا الیٰ حبًا للسنة والحدیث (الفصل الثالث)

یعنی وہ اساتذہ حدیث کو رد کرنے کے لئے ایسی تاویلات پیش کرتے تھے کہ جس سے رونگھٹے کھڑے ہوجائیں لیکن ان تاویلات نے مجھ پر کوئی اثر نہیں کیا بلکہ سنت وحدیث کے لئے میری محبت اور بڑھتی گئی۔

ایک ایسا معاشرہ جس میں کوئی بھی عمل بالحدیث کی بات کرنے والا نہ ہو، نہ داعی نہ قائل، تقلید جامد اور تصوف وصوفیت کی بادشاہت کے زمانہ میں علامہ سید بدیع الدین شاہ فقط ۱۴۔۱۵ سال کی عمر میں طالب علمی کی حیثیت سے اپنے اساتذہ سے عمل بالحدیث اور عقیدہ سلف صالحین کے دفاع کے خاطر مناظرہ و بحث شروع کرتے ہیں اور بالآخر ہادیٔ کائنات کی توفیق سے ان غالی اور متعصب شیوخ کو بھی اپنے بعض نظریات سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ یا ہار مان کر چپ ہونا پڑتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیے رموز راشدیہ ص ۱۵۔۱۷۔

قارئین کرام! زمانہ طویل کے بعد سرزمین سندھ پر جناب علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی سندھی رحمہ اللہ محض ۱۴۔۱۵ سال کی عمر ہی سے توحید وسنت کا انقلاب برپا کرنے کی ابتداء کرتے ہیں، جب کوئی ہم نوا و ہم سفر نہیں ہے۔ یہ ایک عظیم شرف ہے کہ بقول شاعر

یہ بلند رتبہ ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارو رسن کہاں
ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمان الٰہی ہے:

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ (الجمعة: ۴)

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ أَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْإِسْلَامِ (الانعام: ۱۲۵)

سلف کی یاد

جناب سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے مدرسہ کا نصاب مکمل کرنے کے بعد درج ذیل علماء اہل حدیث سے اجازہ حاصل کی۔

(۱) شیخ الاسلام علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

(۲) الشیخ المحدث الحافظ عبداللہ روپڑی امرتسری ثم لاھوری

(۳) الشیخ المحدث الکبیر ابوسعید شرف الدین الدہلوی تلمیذ الشیخ الامام المحدث بشیر الدین السہسوانی مصنف کتاب صیانۃ الانسان

(۴) الشیخ الصالح الزاہد المحدث نیک محمد ابواسحاق رحمہ اللہ

(۵) الشیخ ابومحمد عبدالحق بھاولپوری مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

جناب شاہ صاحب اپنے استاد علامہ ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھتے ہیں "مجھے بہت زیادہ علمی فوائد مولانا ثناء اللہ امرتسری سے حاصل ہوئے۔ ان سے کافی صحبت ملی۔ پڑھنے پڑھانے کا طریقہ وہیں سے حاصل ہوا۔

"منجد المستجیز میں انہیں الفاظ سے یاد کرتے ہیں:"شیخنا الاستاذ المفسر المحدث حجة الله علی الارض" رموز راشدیہ میں درج ذیل القاب سے یاد کیا ہے:"شیخ الاسلام مفسر القرآن امام المناظرین علامہ (ص ۱۸) اور شیخ حافظ عبداللہ روپڑی کو ان الفاظ سے یاد کیا ہے:"عمدة العلماء فقیه الوقت علامه"

شیخ ثناء اللہ، حافظ عبداللہ روپڑی اور شیخ ابواسحاق نیک محمد سے شاہ صاحب نے امرتسر پنجاب (مشرقی) میں جا کر سند حاصل کی جب کہ وہ شیخ ابوسعید شرف الدین سے تقسیم ہند سے قبل دہلی میں "پھاٹک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبش خان'' کے مدرسہ میں ملاقات کر چکے تھے اور تقسیم کے بعد جب شیخ ابوسعید شرف الدین پاکستان آئے تو جناب شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں مدرسہ دارالرشاد میں تدریس کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی اور پھر وہاں شاہ صاحب نے ان سے سند اجازہ حاصل کی۔ (رموز ۱۸)

قوت حافظہ

اللہ تعالیٰ نے جناب سید بدیع الدین شاہ السندی المحدث کو زبردست قوت حافظہ سے نوازا تھا انہوں نے محض تین ماہ کے قلیل عرصہ میں قرآن مجید مکمل کیا اس دوران ان کے دیگر تبلیغی اور ذاتی اعمال و مشاغل بھی پہلے کی طرح جاری رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ''میں یہ دعویٰ تو نہیں کرتا کہ میں حافظ ہوں (یعنی جسے محدثین حافظ کہتے تھے) لیکن اللہ تعالیٰ کی اتنی مہربانی ہے کہ زندگی کے اکثر مسائل کے بابت احادیث بمعہ حوالہ کتب معلوم ہیں۔ انکے حافظہ کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تفسیر یا کوئی دوسری کتاب لکھواتے وقت کہتے کہ فلاں کتاب لاؤ اور اس کی فلاں صفحہ نمبر کھولو، غرض زمانہ جوانی کی پڑھی ہوئی کتب کے حوالے بھی بمعہ صفحہ وجلد وغیرہ انہیں یاد ہوتے تھے۔ زمانہ طالب علمی کے پڑھے ہوئے بے شمار اشعار انہیں آخر تک ازبر تھے۔

مطالعہ کتب

شاہ صاحب کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ انہیں تفسیر، علوم القرآن، حدیث، علوم الحدیث یعنی علم المصطلح، تراجم، رجال، شروح الحدیث، اصول الفقہ، کتب فقہ المذاہب الاربعۃ، خلافیات المذاہب، ادب، تاریخ، لغت، علوم اللغۃ العربیہ، شعر، علوم الشعر، عقائد، منطق، معانی بلاغت وغیرہ کی کتب کا زبردست مطالعہ تھا۔

اوران علوم پر ان کی بہت گہری نظر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت ہی سریع الفہم بنایا تھا۔ اور ہر علم پر انہیں دسترس حاصل تھی ہی لیکن خاص طور پر علوم القرآن، تفسیر، حدیث، علوم الحدیث، رجال، اعتقاد السلف الصالحین، اور مذاہب باطلہ وفرق ضالہ پر رد وغیرہ کے ساتھ انہیں خاص شغف تھا۔

اور امام ابن حزم الظاہری الاندلسی صاحب المحلی ①، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اوران کے شاگرد ذی شان

① امام ابن حزم کی کتاب ''طوق الحمامہ'' کو انہوں نے کئی دفعہ پڑھا اور اس پر بہت ہی مفید حواشی لکھے ہیں جن کا میں نے ''سمط السمد انۃ علی طوق الحمامہ'' نام رکھا ہے اور اس کی اصلاح وترتیب جاری ہے۔ (ابوجبیر)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن قیم الجوزیہ، علامہ محمد علی شوکانی، امام الدعوۃ محمد بن عبدالوہاب کی کتب کا انہوں نے بڑے اہتمام اور خاص توجہ کے ساتھ مطالعہ کیا تھا۔ ان کے وسعت مطالعہ کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے عظیم وضخیم مکتبہ کی تقریباً ہر کتاب کو انہوں نے پڑھا ہے اور ایسی بہت کم کتابیں ملیں گی جن پر انہوں نے ابتداء سے لے کر انتہاء تک حواشی یا نوٹ نہ لگائے ہوں، ان کے ان حواشی میں بڑے علمی نکات ہیں جن کو جمع کرنے کی ضرورت ہے۔

ماہنامہ صراط مستقیم کراچی (ج ۱ ش ۱) ۱۹۹۴ء جولائی، کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ''غالباً والدہ کی دعاؤں کا اثر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارا ذہن علم کی طرف لگا دیا۔ اس زمانے میں مطالعہ کا شوق پڑ گیا جب کہ پوری طرح عربی بھی پڑھنی نہیں آتی تھی۔ جو کچھ مجھے حاصل ہوا مطالعہ سے ہی حاصل ہوا۔ (بحوالہ رموز راشدیہ ص ۶۷)

دراصل انہیں مطالعہ کی عادت اس وقت پڑی جب وہ اپنے استاد مولوی خلیل سے مختلف مسائل پر بحث ومناظرہ کررہے تھے (بحوالہ رموز راشدیہ ص ۱۷)

سابقۃ الذکر صراط مستقیم کے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا ''سارا دن مطالعہ ہی کیا کرتا تھا۔ جب دیکھو ہاتھ میں کتاب ہوتی تھی سفر ہو یا حضر (رموز راشدیہ ۶۸)

مطالعہ کے بارے میں انہوں نے کہا کہ ''صرف درس نظامی سے علم نہیں بڑھتا۔ درس نظامی کا مقصد صرف یہ ہے کہ لڑکے میں اتنی قابلیت پیدا ہوجائے کہ وہ کوئی کتاب اٹھا کر پڑھے تو اس کو سمجھ آسکے۔ اگر کوئی مقام مشکل آگیا تو اس کی شرح نکال لے، لغت کی کتابیں نکال کر اس بات کو سمجھ لے یہ صلاحیت اس کے اندر پیدا ہوجائے درس نظامی کا مقصد صرف یہی ہے بس اس سے آگے کچھ نہیں۔ اب علم جو بڑھے گا وہ مطالعہ سے بڑھے گا۔ (رموز راشدیہ ۶۸)

آپ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تصانیف اٹھا کر دیکھ لیں بے شمار کتب کے حوالہ جات سے پر ہیں یہ ان کے قوت حفظ اور وسعت مطالعہ کی واضح دلیل ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت و تبلیغ

جناب قارئین کرام! جس دور میں علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے آنکھ کھولی اس وقت سندھ کے کیا مذہبی حالات تھے اس کا کچھ اندازہ تو اس تفصیل سے لگا سکتے ہیں جو ہم نے ''انقلاب......'' کے عنوان کے تحت گذارش کی ہے۔ مزید برآں معلوم رہے کہ یہ وہ دور تھا کہ جب لوگوں کو قرآن و حدیث سنانے والا کوئی نہیں تھا۔ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے سے لوگوں کو روکا جاتا تھا۔ جمعہ اور عید کے خطبہ میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے بجائے اشعار میں لکھی گئی خطبات جتوئی نامہ کتاب سے چند غزل و اشعار گائے جاتے تھے۔

جہالت اپنے عروج پر تھی۔ مولویوں کی دو قسمیں تھیں۔ ایک وہ جو باقاعدہ مدارس میں عربی کا نصاب پڑھ کر فارغ ہوتے تھے وہ بھی اکثر قبوری و وجودی صوفی ہوا کرتے تھے۔ صوفیت کے معروف سلاسل میں سے کسی سلسلہ سے منسلک ہونا ہر مولوی کے لئے ضروری خیال کیا جاتا تھا۔

اس تصوف نے تو اہل سندھ کا یہاں تک بیڑا غرق کر دیا تھا کہ جن بعض اہل علم نے حدیث کی کسی طرح خدمت کی یا صوفیوں کے بعض غلیظ ترین مسائل کا رد کیا تو وہ بھی اس بحر ظلمات میں ضرور کسی نہ کسی طرح غوطہ زن رہے۔

پڑھے لکھے مولویوں کا خاص کام برسوں سے مروج بدعات، کفریہ یا شرکیہ عقائد کا دفاع کرنا یا انہیں جوں کا توں رکھنا تھا۔ خاص طور پر اعتقاد میں تصوف واشعریت و ماتریدیت کو سنبھالا دینا اور فروع میں حدیث کو رد کرنا اور فقہ حنفی کو پروان چڑھانا تھا۔

دوسرے مولوی وہ تھے جنہوں نے بے قاعدہ طریقے سے قرآن مجید پڑھا اور پڑھایا۔ ان کا کام معاشرے کے رنگ میں رنگ جانا تھا۔ تیجہ، چالیسواں، ختم شریف وغیرہ ان کی محبوب ترین نیکیاں ہوتی تھیں لوگ انہیں ملاں یا آخوند کہتے تھے۔ یہ لوگ عوام کی مرضی کے رسم و رواج اور بدعات میں ان کے معاون ہوتے تھے۔ موضوع اور من گھڑت کتابیں پڑھ کر سنانا ان کا کام تھا۔ عوام الناس کے لئے پیروں اور مولویوں کی باتیں اور کرامات اولیاء کے من گھڑت قصے کہانیاں دین کا درجہ رکھتی تھیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب قارئین کرام! حالت یہ تھی کہ مدارس کے فارغ کتنے مولوی، جفر و رمل اور جادو و کہانت کی کتب تصنیف کرتے اور لکھتے تھے۔ اس دور کے کتنے مولویوں ملاؤں کا کام دن رات لوگوں کو تعویذ دینا، فال نکالنا، غیب دانی کا دعوی کرنا اور بعض سرور قلب کے مجبور محبین کے سنگ دل محبوبوں کو ان کے قدموں میں گرانا تھا۔

ان دنوں جب کوئی شخص کسی مسجد میں سنت نبوی ﷺ کے مطابق نماز ادا کرتا اور رفع الیدین کرتا تو اس مسجد کو دھویا جاتا تھا، کیوں کہ بدعتی ملاؤں کا فتویٰ تھا کہ یہ (اہلحدیث) پلید ہیں۔

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کہتے ہیں "ابتداء میں ہم یہاں اہل حدیث نام کو ترستے تھے، اگر اتفاق سے کوئی اہل حدیث مل گیا تو سارے پروگرام وہیں ختم ہوجاتے تھے اور اس کے ساتھ بیٹھ کر ہمارا پورا دن گذر جاتا۔ (رموزِ راشدیہ ۷۲۔۷۳)

معزز قارئین! چونکہ سرزمین سندھ اس وقت شرک و بدعات کا گڑھ بن چکی تھی۔ ایسے وقت میں خالص توحید وسنت کی دعوت دینا، اور شرک و بدعات کا رد کرنا کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ شاہ صاحب کہتے ہیں "چونکہ ہماری دعوت توحید وسنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید سے شروع ہوئی اور اس موضوع کے لئے وقف تھی اس لئے مخالفت کا سامنا ہونا لازمی تھا۔ ہمارے ملک میں پیری مریدی کا گھیرا تھا اور جگہ جگہ پیروں کی گدیاں آباد تھیں۔ اسی طرح کئی سال سے لوگوں پر تقلید کا جمود طاری تھا۔ ان حالات میں توحید و سنت کی دعوت دینا اور شرک و بدعت کے خلاف آواز اٹھانا کتنا مشکل اور کٹھن کام ہے، یہ محتاج بیان نہیں۔ پیروں نے زور وشور سے مخالفت کی اور برادری والوں نے تو یہ کہا کہ اس نے دیوان حافظ پڑھا ہے، اس لئے اس کا دماغ خراب ہوگیا اور مولوی صاحبان تو آگ بگولہ ہوگئے، کہیں سے فتویٰ لگ رہا ہے اور کہیں سے دھمکیاں آرہی ہیں۔ وفد کی صورت میں لوگوں کے پاس جارہے ہیں کہ اس کی بات نہیں سنو یہ دین سے نکل چکا ہے، خود گمراہ ہے اور تمہیں بھی گمراہ کرے گا میں کسی کی طرف توجہ نہیں دیتا تھا اور ان کے ساتھ کسی قسم کا تعارض کئے بغیر اپنے مشن پر کاربند رہا۔ (رموز راشدیہ ص ۲۳)

جناب علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کو اس سلسلہ میں جو تکالیف ومصائب درپیش آئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے بعض کی تفصیل انہوں نے رموز راشدیہ (ص ۲۳۔۲۷) میں ذکر کی ہے۔

معزز قارئین! ان پُر خطر حالات میں جناب شاہ صاحب نے مسلک حق کی دعوت پیش کی، مشرکوں، مقلدوں اور پیروں سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور شرک و بدعت اور تقلید کی زبردست بیخ کنی کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فن خطابت پر قدرت سے نوازا تھا۔ دوران تقریر ہر مسئلہ کے لئے قرآن سے استدلال کرنا ان کا خاصہ تھا۔ خاص طور پر توحید اور رد شرک کے موضوع پر وہ دو سے چار گھنٹے تک بھی تقریر کرتے۔ کیسا ان کا جذبہ تھا اور کیا اخلاص! ان کے ابتدائی دور کے ساتھیوں سے آپ بیٹھ کر احوال پوچھیں تو آپ کو سلف صالحین کی یاد تازہ ہو جائے گی۔ شاید آپ کو کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جو اہل حدیث ہو اور جناب شاہ صاحب کی تقریر سے اکتایا ہو بلکہ سب کا دل چاہتا کہ شاہ صاحب کچھ دیر اور تقریر کر لیں۔

ان کی تحریک کو رب تعالیٰ نے زبردست کامیابی عطا کی وہی سندھ جس میں اگر کوئی شخص رفع الیدین کر کے کسی مسجد میں نماز پڑھتا تو اسے ڈنڈے مار کر باہر نکالا جاتا اور مسجد کو دھویا جاتا آج اسی سندھ میں آٹھ سو (۸۰۰) کے قریب اہل حدیث مساجد ہیں۔ بے شمار ایسے گاؤں ہیں جو سارے کے سارے اہل حدیث ہیں۔ ان کی تحریک سے دوران تقریر کئی لوگ اہل حدیث ہونے کا اعلان کرتے کتنے مسلک اہل حدیث کی حقانیت کا اعتراف کرتے اور کتنوں کے منہ بند ہو جاتے جو اہل حدیث پر اعتراض کرتے۔

انہوں نے اس تحریک میں شامل اہل حدیث ساتھیوں کو دل دیا ان کے ساتھ خیر خواہی کی حتی المقدور ان کے مسائل حل کیے۔ رات کے اندھیرے میں بھی اگر کوئی اہل حدیث ان سے کوئی مدد لینے آتا تو ضرور اس سے ہمدردی کرتے اس اخلاص، محبت، تقویٰ اور فہم و علم نے ان کی دعوت کو چار چاند لگا دیئے۔

میرے دوستو اور بھائیو! اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچو کیا سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ کا یہ عظیم احسان نہیں ہے کہ اس نے اہل سندھ کو شرک و کفر کے ولدل سے نکال کر قرآن و حدیث اور توحید اور صحیح عقیدہ سے روشناس کرایا ہے کیا ان کی تحریک سے قبل اہل سندھ نے کبھی اس طرح قرآن و حدیث سنا تھا؟

محترم شاہ صاحب نے نہ صرف سندھ بلکہ اس کے علاوہ پنجاب اور ملک سے باہر بھی بہت کام کیا۔ پنجاب کے بڑے جلسوں میں اکثر انہیں بلایا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی انہوں نے پنجاب میں بے شمار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروگرام کیے۔ تقسیم ہند سے قبل بٹالہ ضلع گورداسپور میں سالانہ اہلحدیث کانفرنس کی محض ۲۰ سال کی عمر میں صدارت کی حالانکہ اس وقت وہاں پر کبار علماء کرام موجود تھے۔ اس وقت انہوں نے جو خطبہ صدارت پڑھا جو ان کے علمی مقام کا بڑا ثبوت ہے۔

وہ ۱۹۷۸ء سے قبل غالباً ہر سال حج پر جاتے اور موسم حج میں حرمین شریفین میں روزانہ اردو اور عربی زبان میں ان کے درس ہوتے تھے جس سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا اس کے علاوہ انہوں نے اومان، کویت، متحدہ عرب امارات، بحرین، قطر، بنگلا دیش، آمریکا، برطانیا، ڈنمارک، کناڈا، ہندوستان، افغانستان اور دوسرے کئی ملکوں کے نہایت کامیاب تبلیغی دورے کیے۔

تدریس:

شاہ صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے تدریس میں بھی بڑا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ جامع اور مختصر الفاظ میں مافی الضمیر کو بیان کرنا ان کا ہی خاصہ تھا۔ آپ کی معلمانہ شفقت، شخصی وجاہت و رعب تبحر علمی، قوۃ الاستحضار والاستشہاد اور بے مثل خلوص کے امتزاج سے سکھلائی گئی سالہا سال گذرنے کے باوجود کالنقش فی الحجر رہتی تھی۔

آپ جامع المنقولات والمعقولات تھے، تقریباً ہر علم وفن کا سیر حاصل مطالعہ تھا۔ ہر فن وعلم کے بنیادی اصول، متعلقات اور مذاہب ونظریات پر ان کی گہری نظر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی طالب علم ان سے پڑھنے کے لئے آتا تو یہ نہ پوچھتے کہ کون سی کتاب پڑھو گے بلکہ طالب علم جو بھی کتاب پڑھنا چاہتا آپ بغیر کسی پیشگی مطالعہ کے بروقت پڑھا دیتے۔ آپ ایک اچھے اور کامیاب طبیب بھی تھے۔ بعض طلبہ آپ سے طب کی کتابیں بھی پڑھتے۔

شاہ صاحب کے ایک شاگرد اپنے ایک خط میں آپ کے متعلق یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

ارسل لكم هذه الرسالة من ارض الجزيرة بعد ان يسر الله والتقينابكم وطلبنا العلم علىٰ ايديكم برهة من الزمن بكم بحق خير معلم لطالب العلم وهنا اقل مانقول في شيخ امثلكم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی میں یہ خط جزیرۃ العرب سے آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں، اس سے قبل اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ سے ملاقات ہوئی اور کچھ وقت ہم نے آپ سے علم حاصل کیا۔ بلاشک آپ طالب علم کے لئے بہترین استاد ہیں اور آپ جیسے شیخ اور استاد کے لئے یہ کم سے کم مدح ہے (ورنہ آپ کا مقام اس سے بھی بلند ہے اور آپ اس سے بڑھ کر مدح کے مستحق ہیں) (ابوسفیان سالم بن علی العمر الکویت)

اس طرح کے بہت سے خطوط اور مکتبہ راشدیہ کے "کلمات الزائرین" کی کتاب میں تاثرات موجود ہیں۔

شاہ صاحب نے اپنی طالب علمی کے دور میں بھی بعض طلبہ کو ابتدائی صرف ونحو کی کتب اور حدیث کی بعض کتابیں مثلاً شمائل ترمذی، وغیرہ پڑھائیں اور فارغ ہونے کے بعد بھی جو طلبہ آتے ان کو پڑھاتے۔ جب انہوں نے نیوسعید آباد سے متصل اپنا گاؤں آزاد پیر جھنڈو قائم کیا (جو کہ اب شہر کے اندر آ گیا ہے) تو وہاں پر المدرسۃ المحمدیۃ کے نام سے ایک درس گاہ قائم کی وہاں پر بھی پڑھایا۔

لکھتے ہیں:

وکذا کنت ادرس فی المدرسة المحمدية التی اسستها فی قريتی فدرست الفنون بحسب المنهج ولکن غالب اوقاتی لتدريس الحديث وعلوم من المصطلح وغيره (احوال حياتی الفصل السادس)

یعنی مدرسہ محمدیہ میں میں نے نصاب کے مطابق فنون کی کتب بھی پڑھائیں لیکن اکثر میں حدیث اور علوم الحدیث مثلاً مصطلح (اصول الحدیث) کی کتابیں پڑھاتا تھا۔

اور مزید لکھتے ہیں:

وقد کنت احج بيت الله الحرام کل عام علی الغالب فادرس فی ايام الموسم فی الحرمين الشريفين باللغتين العربية والاردية وطلاب الحرم والحجاج والزوار شاهدون علی ذلک (احوال حياتی الفصل السادس)

یعنی میں غالباً ہر سال حج بیت اللہ کے لئے جاتا اور موسم حج میں روزانہ عربی اور اردو میں درس دیتا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا جس کے حرم شریف کے طلبہ حجاج اور زائرین گواہ ہیں۔

جناب شاہ صاحب غالباً ۱۹۷۴ء میں پاکستان سے ہجرت کر کے مکۃ المکرّمۃ چلے گئے اور وہاں پر ۱۹۷۸ء تک رہے۔ اس دوران روزانہ حرم شریف مکی میں تفسیر ابن کثیر اور صحیح البخاری پڑھاتے شاہ صاحب کا یہ تدریس کے لئے ایک سنہری دور تھا اس دوران دنیا کے طول وعرض سے ہزاروں طلبہ نے ان سے استفادہ کیا عرب ممالک سے بے شمار خاص طور پر ان سے استفادہ کرنے کے لئے مکۃ المکرّمۃ آتے اور ان کے دروس ریکارڈ کرتے اور اس طرح ان کی شہرت دنیا کے اکثر اسلامی ممالک پہنچی۔ اسی لئے انہیں شیخ العرب والعجم کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

مجھے حیرت اس وقت ہوئی جب ۱۹۹۶ء میں میں نے حرم شریف میں افریقی پس ماندہ ریاست مالی کے ایک نوجوان ابومریم سے پوچھا کہ کیا تم شیخ بدیع رحمہ اللہ کو جانتے ہو؟ تو انہوں نے کہا "هل من اهل حديث من لايعرف الشيخ بديع" یعنی وہ کون سا اہل حدیث ہے جو شیخ بدیع کو نہیں جانتا؟

شاہ صاحب نے اس دور کے مجلس القضاء الاعلیٰ کے رئیس اور ممتاز عالم دین علامہ عبداللہ بن حمید رحمہ اللہ کی درخواست پر معہد الحرام المکی میں دو سال پڑھایا۔ اس سے قبل مکۃ المکرّمۃ کی معروف یونیورسٹی دارالحدیث الخیریہ میں ایک سال تک پڑھایا۔ اسی دوران انہوں نے مدینہ یونیورسٹی میں علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کی دعوت پر دو مرتبہ محاضرہ (لیکچر) دیئے۔ پہلی مرتبہ اتباع الکتاب والسنہ اور صوفیت کے رد کے موضوع پر لیکچر دیا اور تصوف کا زبردست رد کیا کیوں کہ اس وقت کے وہاں کے شیخ عطیہ سالم تصوف کے حامی تھے اور ان کے ساتھ دوسرے کچھ اساتذہ بھی تھے۔ شاہ صاحب کے اس لیکچر کے بعد ان اساتذہ کو یونیورسٹی سے خارج کر دیا گیا۔ دوسری مرتبہ انہوں نے خدمات المحدثین فی جمع الحدیث ونشرہ مع الصبر علی ما اصابہم فی سبیل اللہ کے موضوع پر لیکچر دیا۔ پاکستان واپس آنے کے بعد انہوں نے مستقل کہیں نہیں پڑھایا جبکہ ملک اور بیرون ملک سے بے شمار طلبہ آئے اور انہوں نے ان سے مختلف کتابیں پڑھیں۔ (رموزِ راشدیہ ص ۲۱، احوال حیاتی الفصل السادس)

شاہ صاحب رحمہ اللہ منطق پڑھانے کے مخالف تھے ان کا کہنا تھا کہ منطق وہ شخص پڑھے جو عقیدہ و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول اسلام میں رسوخ حاصل کرلے جب کہ وہ مدارس کے موجودہ نصاب کو بھی کوئی زیادہ مفید نہیں سمجھتے تھے اوراس میں تبدیلی کے خواہاں تھے ان کا خیال تھا کہ نصاب میں ایسی کتابیں مقرر کی جائیں جن سے طلبہ میں صلاحیت پیدا ہو۔

تلامذہ:

عرب وعجم میں ان کے ہزاروں شاگرد ہیں، چند معروف تلامیذ کا ذکر کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جنہوں نے آپ سے سند اجازہ حاصل کی ہے۔

(۱) علامہ مقبل بن ہادی الوادعی (عصر حاضر کے عظیم محدث اور داعی تھے۔ یمن کے علاقہ الحریرہ میں سعدہ کے مقام پر ان کی معروف درس گاہ تھی جس میں ان کے پاس ایک ہی وقت میں دو ہزار سے زائد طلبہ صحیح بخاری پڑھتے تھے اس کے علاوہ ان کے ہاں ان کی تیار کردہ استاد کی ٹیم بھی تھی) انہوں نے حدیث پر بڑا کام کیا۔ علم حدیث میں انہوں نے شیخ البانی سے بہت استفادہ کیا تھا۔ صحیح الجامع المسند اور دیگر کئی زبردست تالیفات چھوڑی ہیں۔ وہ منہج میں پکے سلفی تھے۔ جامعۃ الایمان کے شیخ عبدالمجید زندانی (سابق نائب صدر یمن) کے سخت مخالف تھے اور اسی طرح اخوانی منہج کی سخت مخالفت کی اور اپنے علاقہ میں لوگوں کی اور طلبہ کی خالص سلفی منہج پر تربیت کی۔ وہ مدینہ یونیورسٹی کے ابتدائی زمانہ کے طالب تھے۔ شاہ صاحب سے انہوں نے سعودی عرب میں استفادہ کیا اور شاہ صاحب کے بڑے مداح تھے۔ دوران درس شاہ صاحب کے اقوال و مذاہب کو ذکر کرتے اور کہتے اگر تم نے صحیح البخاری پڑھنی ہے تو سندھ میں جا کر شیخ بدیع سے پڑھو، یہ باتیں ان کے کئی تلامذہ نے مجھے بتائی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے خاص شاگرد اور معاون ابو ہارون عوض بن عبداللہ الیمانی کے خطوط ہیں جن میں یہ باتیں مذکور ہیں۔) اس کے علاوہ ان کے تلامیذ میں سے بعض احباب نے ہمیں حرم شریف میں تفصیل بتائیں۔

(۲) شیخ عمر بن محمد بن عبداللہ السبیل رحمہ اللہ سابق امام الحرم المکی

(۳) شیخ عبدالقادر حبیب اللہ السندی رحمہ اللہ سابق استاد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) شیخ عاصم عبداللہ القریوتی سابق استاد الجامعۃ الاسلامیہ

(۵) شیخ حسن حیدر الیمانی الصنعانی (یمن کے مشہور عالم) سنن الترمذی مع الاسانید کے حافظ ہیں۔ انہوں نے نخبۃ الفکر شاہ صاحب سے روزانہ صلاۃ الفجر کے لئے گھر سے حرم تک جاتے وقت پڑھی تھی۔

(۶) شیخ علی عامر الیمنی۔ سابق مدیر دار الحدیث الخیریۃ بمکۃ المکرمۃ

(۷) شیخ حمدی عبدالمجید السلفی العراقی (المعجم الکبیر للطبرانی وغیرہ بہت سی کتب کے محقق ہیں)

(۸) دکتور بشار عواد معروف بغداد/عراق (بہت سی کتب کے محقق ہیں)

(۹) شیخ محمد احمد اسماعیل الاسکندریۃ/مصر

(۱۰) محمد موسیٰ نصر (بحرین)

(۱۱) بدر بن عبداللہ البدر۔ الکویت

(۱۲) شیخ ابو سعید الیربوزی الترکی (کئی کتب کے مصنف ہیں ان کی ایک کتاب ''نماز'' کا اردو ترجمہ شائع ہوا ہے جو عوام میں بہت مقبول ہے۔

(۱۳) شیخ عمر سیف۔ یمن

(۱۴) شیخ سعیدی بن مہدی الہاشمی

(۱۵) دکتور عبدالرحمن بن عبدالجبار الفریوانی الھندی (کئی کتابوں کے محقق ہیں)

(۱۶) شیخ ربیع بن ہادی المدخلی مکۃ المکرمۃ (سعودی عرب کے ممتاز سلفی عالم جنہوں نے اخوانیوں اور خاص طور سید قطب کا بہت زیادہ رد کیا ہے۔)

(۱۷) دکتور عبدالمحسن بن محمد بن عبدالمحسن المصنف استاذ الجامعۃ الاسلامیۃ بالمدینۃ المنورۃ / رئیس اللجنۃ العلمیۃ بکلیہ الشریعۃ

(۱۸) شیخ محمد ناصر العجیمی الکویت

(۱۹) شیخ عایض الصلاح الشدامی الکویت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۰) شیخ عبداللہ السبت الکویت

(۲۱) شیخ جاسم العون الکویت

(۲۲) شیخ وصی اللہ محمد عباس الہندی مکۃ المکرمۃ (کئی کتابوں کے محقق و مصنف اور اس وقت سعودی عرب میں ممتاز علماء کرام میں شمار کئے جاتے ہیں)

(۲۳) شیخ محمد موسیٰ افریقی

(۲۴) شیخ ابوالحارث علی بن حسن الیافی الاردنی

(۲۵) شیخ صلاح الدین مقبول احمد الہندی (کئی کتب کے محقق و مصنف ہیں)

(۲۶) شیخ حکمت الحریری

(۲۷) شیخ ابو ہارون عوض بن عبیداللہ البکاری الیمانی

(۲۸) شیخ یعقوب بن موسیٰ الہوساوی السعودی

(۲۹) شیخ ارشاد الحق الاثری (مایہ ناز اہل حدیث عالم اور محقق ہیں)

(۳۰) شیخ العلامۃ قاطع الشرک والبدعۃ السیف المہند ضد المبتدعۃ شمس الدین بن محمد اشرف الافغانی (ان کے متعلق شیخ حافظ زبیر علی زئی ﷾ لکھتے ہیں "ثقة امام حجة ومن حسناته المآثر بديه" فی ثلاثه مجلدات كبار وكان شديد على المبتدعين. رحمه الله (انوار السبيل فی ميزان الجرح والتعديل ص ٩٦)

(۳۱) شیخ غلام اللہ رحمتی پشاور

(۳۲) شیخ عبدالغفار اعوان پنجاب

(۳۳) ابوعمر عبدالعزیز النورستانی (صوبہ سرحد میں سلفیت کے پرچم لہرانے والے مشہور مناظر مبلغ اور کئی کتب کے مصنف ہیں)

(۳۴) شیخ عبداللہ ناصر رحمانی کراچی

(۳۵) شیخ حافظ زبیر بن مجدد علیزئی حضرو اٹک (مایہ ناز محدث و محقق جنہوں نے بے شمار کتب احادیث کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق کی ہیں ان کی ادارت میں ماہنامہ الحدیث حضرو ضلع اٹک سے نکلتا ہے)

(۳۶) شیخ عبدالرؤف ظفر

(۳۷) شیخ برق توحیدی

(۳۸) شیخ احتشام الحق آسیا آبادی مکران بلوچستان

(۳۹) شیخ عزیز شمس الہندی

(۴۰) شیخ محمد حسین ظاہری اوکاڑوی حفظہ اللہ

(وخلق لا یحصیھم الا اللہ)

تالیفات:

شاہ صاحب تدریس و خطابت کے ساتھ ساتھ میدان تالیف وتصنیف کے بھی شہسوار تھے۔ آپ کے شاگرد شیخ عبدالغنی پیایو صاحب کہتے ہیں کہ شاہ صاحب کے پاس ایک ہی وقت میں دو کاتب مصروف رہتے اور شاہ صاحب سب کو ایک ہی وقت میں لکھواتے رہتے۔

شاہ صاحب کی تصانیف میں کمال یہ ہے کہ وہ بات کو نہایت جامع اور مختصر بیان کرتے ہیں۔ غیر متعلق اور بے فائدہ عبارت سے بالکل اجتناب کرتے ہیں۔

وہ جب کسی پر رد کرتے ہیں تو مخالف کی تصنیف سے اہم اخطاء نقل کر کے اجمالی رد کرتے ہیں پھر تفصیل سے رد کرتے ہیں۔ مخالف کی عبارت سے نہایت باریک اغلاط ثابت کرتے ہیں اور پھر کمال اختصار و جامعیت کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے الزامی، نقلی و عقلی و تحقیقی جوابات دیتے ہیں اور دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں کہ پھر غالباً وہ جواب کی ہمت ہی نہیں کرتا۔ یہی کمال ان کی کتاب "**تمیز الطیب من الخبیث بجواب رسالہ تحفۃ الحدیث**" میں پایا جاتا ہے۔ اور آج ۲۵ برس گذرنے کے باوجود کسی نے اس کا جواب دینے کی ہمت نہیں کی۔ وللہ الحمد

جناب شاہ صاحب نے حدیث کی تحقیق وتخریج اور ترتیب پر کام کیا ہے تو احکام و مسائل پر بے نظیر تصنیفات چھوڑی ہیں۔ اصول وفروع کی کئی کتب پر نہایت مفید حواشی وتعالیق لکھے ہیں تو تراجم بھی کئے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی ادب لغت میں "العجوز بهداية العجوز، الرواذن والرظائن اور سمط السعدانة علی طوق الحمامة"، جیسی لاجواب تصانیف سپرد قلم کی ہیں تو توحید وعقیدہ سلف صالح کے اثبات، ودفاع اور رد شرک و بدعت کے موضوع پر سندھی اردو اور عربی لغات میں عظیم یادگار چھوڑی ہیں خاص طور پر مسئلہ ''علو واستوا'' کے متعلق اردو میں ''توحید خالص'' کے نام سے ایک زبردست کتاب لکھی ہے کہ شاید تاریخ اسلام میں ایسی کتاب کسی نے نہیں لکھی ہوگی۔ (واللہ اعلم)

ان کی اردو عربی اور سندھی میں ۱۵۰ سے زائد تصانیف تھیں جن میں سے کچھ حوادث زمانہ کی نذر ہوگئیں۔ تازہ مطبوعات میں "نقض قواعد فی علوم الحدیث" اور "الطوام المرعشة فی تحریفات اهل الرأی المدهشة" اپنی موضوع پر لاثانی کاوشیں ہیں۔

لیکن سب سے بڑھ کر ان کا عظیم کارنامہ سندھی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر موسوم بنام ''بدیع التفاسیر'' ہے۔

جناب شاہ صاحب کی عربی زبان پر قدرت

اللہ تعالیٰ نے جناب شاہ صاحب کو عربی لغت پر بڑی قدرت عطا فرمائی تھی، ان کی عربی عبارت نہایت جامع و مانع اور بے شمار معارف ونکات سے مزین ہوتی ہے۔

ان کی عربی زبان میں مہارت ان کی غیر منقوط تصنیف "وصول الالهام لاصول الاسلام" سے واضح ہے جس میں سارے الفاظ مہمل ہیں یعنی بغیر نقطوں والے۔

اس کتاب سے چند اقتباس پیش خدمت ہیں:

''اسم الله العلام، اول كلا مرام وكلام، محامد المحمود لاصد لها ولاعد، ومحاكم كلام لارد لها ولاسد، هو الواحد الاحد الملك السلام الحكم العدل الصمد، مالك الملك له الطول والحول وحارس الحرس له الدول والاوّل، امسك السماء وركد الركاء وامطر المسل ورعدع الروح والحمل وكور الساطع والسواد ودور اللوامع ووطد الاوطار"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مقدمہ سے عبارت منقول ہے:

اسلام کے رکن اول یعنی کلمہ شہادت کے متعلق لکھتے ہیں:

اعلموا رحمکم الله، مدار المهام وملک الالهام، امام الکلام، وکلام الامام. (لا اله الا الله محمد رسول الله) وما احررلکم مدلوله واسطرلکم ما اوله رهط الصلحاء وحدوا الهکم، ومحصوا اعمالکم وکلام الله مصرح امامکم الهکم اله واحد لا اله الاهو، والعدمعه صرام کما اصدع الکلام المرسل الامام.

جناب شاہ صاحب کی عربی ادب لطیف پر "العجوز لهداية العجوز" کے نام سے کتاب ان کی عربی لغت پر کلی دسترس کی واضح دلیل ہے۔ دراصل یہ کتاب عربی لغت کے لفظ کی معانی واستعال کے متعلق ہے۔ لکھتے ہیں:

هذا العجوز اسمه العجوز لهداية العجوز، لعجوز العجوز ابی محمد بدیع الدین الشاه رزقه الله العجوز ثم العجوز من العجوز فی العجوز والعجوز فی العجوز.

وهی رسالة تشتمل علی اربعین مقالة کلها فی معانی العجوز.

مناظرات

جناب سید بدیع الدین شاہ محدث رحمہ اللہ ایک کامیاب مناظر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مناظرانہ طبیعت دی تھی۔ انہوں نے مناظرہ کا فن خاص طور پر علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ سے سیکھا۔ اپنی خود نوشت سوانح حیات میں لکھتے ہیں:

وقد تعلمت فن المناظرة من مطالعة کتب اولئک الاساطین الذین عددت اسمائهم، آخرهم شیخنا ابو الوفاء اخذت من درسه طریقة المناظره کثیرا ومن تصانیفه فهو شیخی فی هذا الفن (الفصل الثامن)

یعنی میں نے فن مناظرہ ان ائمہ کرام کی کتب سے حاصل کیا جن کے نام میں پہلے ذکر کر چکا ہوں، ان میں سے آخری امام ہمارے شیخ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری ہیں۔ میں نے مناظرہ کا طریقہ ان کے دروس اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصانیف سے حاصل کیا اس طرح وہ اس فن میں میرے استاد ہیں۔

انہوں نے ملک اور بیرون ملک میں کئی مناظرے کئے جن کی تفصیل ان کے انٹرویو پر مبنی کتاب ''رموز راشدیہ'' میں اور ''تذکرہ علماء اہل حدیث'' میں موجود ہے۔

الحمدللہ جب تک شاہ صاحب زندہ رہے اہل بدعت کو مناظرہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا رعب اہل بدعت کی دلوں میں ڈال دیا تھا۔

وہ اہل باطل کے ساتھ مناظرہ کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے۔ انہوں نے جب سندھ کے اندر توحید و سنت اور رد شرک و بدعت کی تحریک چلائی تو مخالفین کی طرف سے مناظرہ و جدل کرنا لازمی امر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس میدان میں بھی ہر جگہ فتح نصیب کی اور اہل شرک و بدعت کے منہ بند ہو گئے۔

ایک اور عظیم کارنامہ

شاہ صاحب رحمہ اللہ کا نہایت اہم اور عظیم کام مکتبہ راشدیہ کا قیام ہے۔ علامہ سید رشد اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کا بے مثل کتب خانہ ان کے دو فرزندوں سید ضیاء الدین شاہ راشدی اور سید احسان اللہ شاہ راشدی کے درمیان تقسیم ہوا۔ سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے خود بھی بڑی محنت کے ساتھ کتابیں جمع کی تھیں جیسا کہ ہم پہلے صفحات میں ذکر کرتے آئے ہیں۔ سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کے مکتبہ میں سے علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کو چند کتابیں ملی تھیں باقی ساری کتابیں انہوں نے خود نے جمع کی ہیں۔ وہ خود کہتے ہیں ''چند کتب آباء واجداد کے کتب خانہ سے ملی تھیں باقی سب میں نے خود جمع کی ہیں اور کتابوں کی تعداد ۱۵ سے ۲۰ ہزار تک ہوگی۔ (رموز راشدیہ ص ۶۵ خودنوشت ''احوال حیاتی'' میں لکھتے ہیں:

وبدأت في جمع الكتب مع قلة البضاعة وضيق العيش بحسب الوسعة، فما سمعت بكتاب طبع من تلك الفنون الاوسعيت لحصوله وكذا سعيت لنسخ بعض النوادر وتصويرها (الفصل الخامس)

یعنی میں نے کتابیں جمع کرنا شروع کیں، باوجود کم سامانی اور تنگ گذران کے حسب طاقت کتابیں جمع کرنا شروع کیں۔ اور مذکورہ سابقہ فنون کی کتب میں سے کسی بھی کتاب کے بارے میں سنتا کہ وہ طبع ہوئی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پس ضرور اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا اور بعض نادر قلمی نسخہ جات اور ان کی فوٹو حاصل کرنے کی بھی کوشش کی۔

معزز قارئین کرام! کتب جمع کرنے کا شوق شاہ صاحب کو ورثہ میں ملا تھا۔ انہوں نے پیٹ پر پتھر باندھ کر کتابیں جمع کیں۔ یوں سمجھیں کہ انہوں نے دنیا جمع نہیں کی ان کی ساری زندگی کی جمع پونجی یہی مکتبہ راشدیہ ہے۔ ان کے مکتبہ میں اہل تحقیق و مطالعہ کے لئے زبردست مواد ہے۔ مذاہب اسلامیہ فقہیہ، تفاسیر علوم القرآن، متون الحدیث، شروح حدیث، علوم الحدیث، تاریخ اسلام و تاریخ عالم، فتاویٰ، ردود، فقہی مسائل، سیرت النبی ﷺ عقائد، علوم عقلیہ، ادب و شعر، رجال، اصول الفقہ وغیرہ فنون پر نہایت مفید و نادر مطبوعات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ مخطوطات و مصورات کی اچھی تعداد ہے۔ جناب شاہ صاحب محض کتابوں سے الماریاں بھرنے کے بجائے ہر فن کی تمام اہم کتب جمع کرتے۔

اس مکتبہ کی خصوصیت یہی ہے کہ اس میں ایک سے ڈیڑھ صدی پرانی مطبوعات ہیں۔ مصر و ہند کے بہت ہی پرانے مطبوع نسخے ہیں تو تاریخ دمشق ضخیم جیسی کتاب کی تصویر ۱۹ جلدوں میں موجود ہے جو ابھی ۸۵ جلدوں میں چھپی ہے۔ فتح الباری کے پانچ سے زیادہ مختلف طباعتیں ہیں تو نحو و صرف کی بہت نادر اور قدیم مطبوعات ہیں۔

حدیث کے بڑی تعداد میں اجزاء ہیں تو جدید مطبوعات کی بھی اچھی تعداد ہے۔ جناب شاہ صاحب کی وفات کے بعد ان کے پوتے محترم سید ابو محمد نصرت اللہ شاہ راشدی صاحب اس مکتبہ کے نگران ہیں وہ اس میں مزید اضافہ کرتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مکتبہ کے ساتھ قلبی لگاؤ سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں اور دیگر ورثاء شیخ بدیع رحمہ اللہ کو عظیم اور انمول خزانہ کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

منہج

ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ پکے سلفی تھے۔ ان کی دعوت و تبلیغ اور تحریک و تصنیف، توحید و سنت، تردید شرک و بدعت اور اصلاح الناس بما علیہ السلف الصالح کے گرد گھومتی ہے۔ سب سے زیادہ زور توحید، رد شرک و بدعت اور رد تقلید پر دیتے تھے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اپنے آپ کو ظاہری بھی لکھا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ ظاہری مذہب پر عامل تھے بلکہ وہ سلف صالحین ومحدثین کرام کے منہج پر ہی تھے، ہاں وہ تقلید وقیاس کے سخت مخالف تھے۔ اوران کا نظریہ تھا کہ ہر مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت ہوسکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی مسئلہ اگر مجھے سمجھ میں نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ کسی اور کو توفیق دے گا۔ آپ ان کی تقاریر سنیں، تصانیف کا بغور مطالعہ کریں یہی بات نظر آئے گی۔

عباوات میں وہ اس خیال کے تھے کہ ہر چیز قرآن یا مرفوع حدیث سے ثابت ہونی چاہیئے۔ اسی وجہ سے وہ وتر نماز میں دعاء قنوت میں ہاتھ اٹھانے کے قائل نہیں تھے۔ نہ اس کو قنوت نازلہ پر قیاس کرنے کو صحیح سمجھتے تھے نہ ان بعض صحابہ کی موقوف روایات پر عمل کرنے کے قائل تھے جن سے قنوت الوتر میں ہاتھ اٹھانا مروی ہے۔

وہ متفق علیہ اور راجح اصول فقہ کو مانتے تھے۔ اصول حدیث میں محدثین کرام کے منہج پر چلنے والے اوران کا دفاع کرنے والے تھے۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے شیخ ظفر تھانوی حنفی کی کتاب انہاء السکن کا ردلکھا ہے۔ مولوی ظفر تھانوی نے اپنی کتاب (جو کہ اعلاء السنن کا مقدمہ ہے) میں محدثین کے اصولِ حدیث کے مقابلہ میں اپنے اصول پیش کئے ہیں یا محدثین اور اہل الرائ کے اصول کو ملا دیا ہے یا تلبیس سے کام لیا ہے اوراپنے مذہب کے دفاع کے لئے محدثین کے متفقہ اصول حدیث سے عداوت برتی ہے۔ شاہ صاحب نے اس کا زبردست ردلکھا ہے جوکہ ان کے شاگرد شیخ صلاح الدین مقبول احمد الہندی ﷾ نے کویت سے "نقض قواعد فی علوم الحدیث" کے نام سے شایع کیا ہے۔ شاہ صاحب نے اس کا نام إنماء الزکن رکھا تھا بعد میں تھانوی کی کتاب کوثری کے شاگرد ابوغدہ کی تحقیق کے ساتھ عرب دنیا سے قواعد فی علوم الحدیث کے نام سے شائع ہوئی تو شیخ صلاح الدین مقبول احمد نے شاہ صاحب کی کتاب کا نام نقض القواعد فی الحدیث رکھا۔

محترم شاہ صاحب نے مسائل واحکام، قواعد واصول اوراعتقاد میں کوئی شاذ قول اختیار نہیں کیا وہ ہر طرح کے تفردات سے اجتناب کرتے تھے۔ وہ بس یہی کہتے کہ یہ بات سلف کے، محدثین کے مذہب کے خلاف ہے، ضعیف حدیث پر شرائط کے ساتھ بعض مواقع پر عمل کرنے کے قائل تھے۔ اس موضوع پر انہوں نے عربی میں "**القول اللطيف في الاحتجاج بالحديث الضعيف**" کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ ان کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہج ان کی توحید وعقیدہ سے متعلق لکھی گئی کتب، تفسیر اور دیگر تصانیف سے واضح ہوتا ہے۔

سیاسی نظریات

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ موجودہ مروجہ سیاست کو منافقت سمجھتے تھے اور جمہوریت اور الیکشن کے تصور کو غلط کہتے تھے۔

کہتے ہیں ''آج کل وہ سیاست کہلاتی ہے جو ایک منافقت ہے۔ جس میں ہر ناجائز کام کو مصلحت کی بناء پر روا رکھا جاتا ہے۔ یہ ایک حیلہ ہے کرسی حاصل کرنے کا ہم ایسی سیاست سے پناہ مانگتے ہیں۔ (رموز راشدیہ ۶۳۔۶۴)

اور کہتے ہیں ''مروجہ الیکشن کا تصور اسلام میں کہیں نہیں پایا جاتا جس میں رائے کو گنا جاتا ہے تولا نہیں جاتا۔ جب کہ اسلام میں ایسے اہم فریضہ (یعنی حاکم کا انتخاب کرنے) کو عوام کے سپرد نہیں کیا گیا جو شعور تک نہیں رکھتے۔

یہ کام اسلام خواص کے سپرد کرتا ہے جو اسلامی اقدار سے اچھی طرح بہرہ ور ہوں۔ (انٹرویو نوائے وقت روزنامہ ۱۰ر نومبر ۱۹۸۴)

اسلامی ممالک پر لادین حکام کے تسلط کی وجہ بتاتے ہوئے کہتے ہیں ''بھئی اس کی وجہ جمہوریت کی مصیبت جس کو آپ نے اسلام کا نام دے دیا ہے۔ جمہوریت میں تو بدمعاش سے بدمعاش بھی آگے آسکتا ہے۔ (رموز راشدیہ ۷۸)

جب کہ وہ پارٹی سسٹم کو غلط کہتے تھے۔ (سابقہ انٹرویو) اس کے باوجود شاہ صاحب الیکشن میں ایسے افراد کو ووٹ دینے کا مشورہ دیتے تھے جو کم از کم دیگر سے بہتر ہوں یا ان سے جماعت کو فائدہ ہو یا دعوت توحید کے سلسلے میں فائدہ کی امید ہو۔ بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ اگر الیکشن کروانا ہی ہے تو کم از کم امیدوار کے لئے شاہد عدل (یعنی کبائر سے اجتناب) کی شرط لگاؤ۔ (رموز راشدیہ ۷۸)

وہ خاص طور پر سیکولر لادین اور بائیں بازو کی سیاست کے جگری دشمن تھے۔ جب ایک پارٹی نے پاکستان میں سوشلزم کا نظام لانے کی کوشش کی تو شاہ صاحب نے اس کی زبردست مخالفت میں جلسے کئے اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ سعید آباد میں اس پارٹی کے معروف لیڈر کے جلسہ کے سامنے جلسہ کرنے کی کوشش کی لیکن جماعتی ساتھیوں نے بمشکل انہیں ایسا کرنے سے روکا۔ پھر جب وہ پارٹی الیکشن جیت گئی اور پھر ملک دولخت ہوا تو وہی شیخ بدیع الدین رحمہ اللہ جو ساری زندگی بحر عداوت کی تلاطم خیز موجوں سے ٹکراتے رہے مجبور ہو کر ملک سے ہجرت کر کے حرمین شریفین جا بسے۔ وہ اپنی خودنوشت سوانح حیات ''احوال حیاتی'' میں لکھتے ہیں:

ولما نجح الاشتراكيون في الانتخاب ضيقوا علينا العيش فما وجدنا سبيلا الا الهجرة (الفصل العاشر) یعنی جب سوشلسٹ انتخابات میں کامیاب ہوگئے اور ہمارا جینا تنگ کر دیا تو پھر ہمارے لئے ہجرت کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

شاہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ خلافت قائم کی جائے پھر ہی اسلامی نظام نافذ ہوسکتا ہے۔ بلکہ جو بھی حکمران اسلامی نظام نافذ کرنا چاہے کرسکتا ہے اور اس کی حمایت کرنی چاہیئے۔ وہ اس سلسلے میں فوجی حکومت کی بھی حمایت کرتے تھے اور اس مقصد کے لئے مارشل لا (یعنی فوج کی حکومت کو جائز سمجھتے تھے۔ ایک انٹرویو میں کہتے ہیں ''مدینہ منورہ میں موجود مسلمانوں نے جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا پھر جب اختلاف ہوا تو اس وقت ضرورت تھی کہ کوئی طاقت نظام حکومت کو سنبھال لے۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے طاقت سے سنبھال لیا۔ یہ ہے وہ مارشل لا جس سے ہم بدکتے ہیں۔ تمام مسلمان فوجی ہیں اور ہم نے مسلمانوں کے ایک اہم وصف کو چند ہزار میں خاص کر دیا ہے۔ (انٹرویو برائے نوائے وقت)

اسی لئے جب جنرل ضیاء الحق نے اقتدار سنبھالا اور اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کیا تو شاہ صاحب نے اس کی حمایت کی اور اس سلسلے میں جلسے اور پریس کانفرنسیں منعقد کیں۔

ان کا خیال تھا کہ فوجی طاقت سے حاکم شرک و بدعت کو آسانی سے ختم کرسکتا ہے اور ایسے کاموں کے لئے فوج کو استعمال کیا جانا چاہیئے۔ (رموز راشدیہ ۵۹) وہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے حکام کو مجبور کرنے کے لئے پرامن احتجاج کو جائز سمجھتے تھے اور انہوں نے شیخ صوفی محمد کی قیادت میں کئے گئے قبائلی علاقہ جات میں احتجاج کو درست کہا ہے۔ (رموز راشدیہ ۷۹)

شاہ صاحب اسلام میں بادشاہت کے جواز کے بھی قائل تھے۔ بدیع التفاسیر (ج ۶ ص ۲۶۲) میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۴۶ کی تفسیر میں ان لوگوں کی تردید کی ہے جو بادشاہت (ملوکیت) کو ناجائز سمجھتے ہیں وہاں پر انہوں نے جمہوریت کی پھر زبردست تردید کی ہے۔

اسلامی قانون کے نفاذ اور جمہوریت کے متعلق شاہ صاحب کی زبردست تحریر

بدیع التفاسیر (ج۴/۲۴۹۔۲۵۰) میں سورۃ آل عمران کی آیت یعنی

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ ......الیٰ آخرها

کی تفسیر میں لکھتے ہیں ''فصل: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام ﷺ اور حکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین میں اس کے قوانین واحکام کو نافذ کرنے کیلئے اس کے نائب ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ (صٓ: ۲۶)

اور مخلوق اللہ تعالیٰ کے قانون کے تحت پابند رہنے کے لئے مامور ہے۔ اس لئے موجودہ مغربی جمہوریت خود کفریہ عقیدہ ہے۔ کیوں کہ اس میں حکومت عوام کی ہوتی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی، بلکہ خود قانون الٰہی بھی عوام کی منظوری کے بغیر نافذ نہیں ہوسکتا۔ اور اس کو ''اسلامی جمہوریت کہنا دشمنان اسلام کی بڑی چال ہے۔ کیوں کہ ہمیں اسلامی نظام پر چلنے کا حکم ہے۔ اور نظام اسلام اور اسلامی جمہوریت (جیسا کہ دعویٰ کیا جاتا ہے) دونوں میں آسمان اور زمین کا فرق ہے۔ کیوں کہ اسلامی نظام میں اللہ تعالیٰ کا قانون حاکم رہتا ہے اور اس کی بالادستی رہتی ہے۔ یہ کسی چھوٹے بڑے کی منظوری کا محتاج نہیں ہے۔ اور نام نہاد اسلامی جمہوریت میں مخلوق کی قانون پر حکومت اور بالادستی رہتی ہے۔ اگرچہ صریح قرآن کا حکم ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً سود حرام ہے، زانی اور چور کو یہ سزا دو، وغیرہ جمہوری نظام میں ایسا کوئی بھی حکم تب تک قابل نفاذ نہیں ہوتا جب تک عوام اس کی منظوری نہ دے۔ اس طرح واضح کفر سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوسکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ انبیاء کرام خواہ اولیاء کرام اور حکمرانوں پر فرض ہے کہ قانون الٰہی کے نفاذ کے لئے کوشش کریں کیوں کہ وہ خواہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے سارے محکوم اور بندے ہیں۔ حاکم فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ ان کو یہ حق نہیں کہ لوگوں سے اپنی بندگی کروائیں یا انہیں اپنا محکم بنائیں۔ جب ایسی اعلیٰ ہستیوں کو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قانون پر اپنا اختیار چلائیں کہ اس کو نافذ ہونے دیں یا نہ دیں۔ بلکہ انہیں بھی اس قانون الٰہی کے پیچھے چلنا ہے تو پھر (یہ کہ) اللہ تعالیٰ کے قانون پر عمل کیا جائے یا نہیں؟ اس کو اسلامی ملک کا قانون تسلیم کیا جائے یا نہیں اور خود کو اس کا پابند سمجھا جائے یا نہیں۔ اور قانون الٰہی کو ووٹ کے ذریعے سے عوام سے یا کسی اسمبلی یا ایوان سے پاس کروانا خود احکم الحاکمین کے خلاف بغاوت ہے۔

جمہوریت کو انگریزی میں ڈیموکریسی (Democracy) کہتے ہیں جس کا معنیٰ ہے:

Government of the People by the People for the People یعنی عوام کے ذریعے عوام پر حکومت یعنی اللہ کا نام ہی نہیں ہے۔ کیا ایسے نظام کو اسلامی جمہوریت کا نام دیا جاسکتا ہے؟ حاشا وکلا۔ بلکہ اسلامی نظام اور حکومت کا وہی طریقہ ہے جو خلفاء راشدین کا تھا۔ اللہ کا قانون پہلے ہی موجود ہے۔ اس کے بنانے کی نہ کسی کو اجازت ہے نہ کسی کو حق ہے۔ بلکہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ، بادشاہ و رعیت کو اس کے تابع رہنا ہے۔ اور اس پر عمل کے لئے جدوجہد کرنی ہے۔

ایک دفعہ سابق صدر جنرل ضیاء الحق نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں اسلام آباد میں ایک کانفرنس بلوائی تھی اس میں جناب علامہ سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ شاہ صاحب جب وہاں پہنچے تو جنرل ضیاء الحق صاحب نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور کہا کہ ہم اسلامی قانون سازی کر رہے ہیں آپ تعاون کریں تو شاہ صاحب نے برجستہ کہا اسلامی قانون تو اللہ تعالیٰ نے نازل کردیا ہے اس کو بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے بس نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ جنرل صاحب چپ ہوگئے۔ یہ تھی ان کی حق گوئی۔

حکام کے متعلق طرز عمل

شاہ صاحب مسلم ممالک کے حکمرانوں کے خلاف بغاوت کو غلط سمجھتے تھے۔ وہ ان حکام کی تکفیر کے قائل نہیں تھے جو کہ اسلامی نظام نافذ نہیں کرتے۔ اس سلسلے میں ان کی طرف سے جماعت تکفیر اور دیگر جذباتی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی مخالفت مشہور ہے جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

بدیع التفاسیر (ج ۷ ص ۳۸، ۲۳۹) میں سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۴۴

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

کی تفسیر میں کہتے ہیں یہ ساری آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ مسلمان کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا۔ جو (حاکم) حکم الاہی کا اقرار کرتا ہے مگر (کسی مجبوری کی وجہ سے) اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا تو وہ ظالم و فاسق ہے کافر نہیں۔ یہی اہل سنت کا اجتماعی مسئلہ ہے۔ آگے لکھتے ہیں کتنے بے چارے بے سمجھ لوگ جن کے اندر جوش زیادہ ہوتا ہے اور ہوش کم۔ وہ حکمرانوں پر کفر کا فتویٰ لگانے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں، اس طرح جلد بازی کرنا صحیح نہیں۔ ہے۔ کیوں کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض حاکم شرعی حکم کو برحق اور واجب الاتباع سمجھتے ہیں مگر کسی مجبوری کی وجہ سے اس کو نافذ کرنے سے عاجز ہیں۔ حالانکہ وہ غیر شرعی احکام (یعنی نظام) پر یقین نہیں رکھتے مگر مجبوراً انہیں وہ نافذ کرنا پڑتا ہے۔ ان کی نیت پر فوراً حملہ کرنا دانشمندی نہیں ہے۔ اگر چہ وہ شرعی نظام نافذ نہیں کر سکتے مگر مسلمانوں کو دوسرے فوائد دے سکتے ہیں اور دفاع کر سکتے ہیں۔ ان حکمرانوں کو ہٹانے سے دوسرے نقصانات کا اندیشہ ہے اس لئے ہمارے دوستوں کو اس معاملہ میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیئے۔

وہ حکام کو وعظ و نصیحت کے ذریعے سے سمجھانے اور ان کی اصلاح کی کوشش کرنے اور ان کا احترام کرنے کے قائل تھے۔ وہ جب کسی حکمران کے متعلق سنتے کہ وہ کچھ دین کی طرف مائل ہے یا اس کے خیالات اسلام کے متعلق مثبت ہیں تو خوش ہوتے مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ان کے رفیق خاص محترم سید عیسن شاہ ہاشمی صاحب نے ان سے مشرقی اسلامی سلطنت برونائی کے سلطان کے ایک انٹرویو کا ذکر کیا جس میں انہوں نے اسلام کے متعلق اپنے جذبات، عبادت اور کتابوں کے مطالعے کا بیان کیا تھا، تو شاہ صاحب بہت مسرور ہوئے اور کہا کہ ان کو خط لکھ کر ہمت افزائی کی جائے اور خوشی کا اظہار کیا جائے۔

وہ حکمرانوں کے ساتھ "الدین النصیحة" کی بنیاد پر رابطہ رکھتے، لیکن اپنی ذات کے لئے کبھی کوئی مفاد حاصل نہیں کیا۔ خاص طور پر وہ عید پر کئی حکمرانوں کو عید مبارک کا کارڈ ارسال کرتے۔ ان کو بھیجے گئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطوط جس میں کئی حکمرانوں کے جوابی عید کارڈ آج بھی محفوظ ہیں۔ مطلب کہ ان کا اس معاملہ میں طرزِ عمل سنجیدہ اور مثبت ہوتا تھا۔ اور وہ مسلمان حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنے اور ٹکرانے کو بڑی بے وقوفی سمجھتے تھے۔ میں نے ان کے ساتھ ان کی زندگی کے آخری تین سال گذارے ہیں، ان معاملات کے متعلق سوال بھی کئے ہیں، مجھے یہی محسوس ہوا ہے۔

سعودی حکومت کے بابت ان کے خیالات اور ایک بہتان کی تردید

شاہ صاحب رحمہ اللہ سعودی حکومت کی توحید وسنت کے لئے خدمات، شرک و بدعت کے خاتمہ کے لئے کوششوں کے دل و جان سے قدر دان تھی، وہ ایسی حکومت کی بے قدری اور احسان فراموشی کیسے کر سکتے تھے جس نے اپنے ملک میں شرک وکفر کے اڈوں مزاروں اور قبوں اور پکی قبروں تک کو ختم کر دیا ہو، وہ اس حکومت کو مسلمانوں اور اسلام کے لئے ایک عظیم نعمت سمجھتے تھے۔ ہمیں معلوم ہے کہ بعض لوگوں کے ذہنوں میں ۱۹۷۹ء کے حادثہ حرم کے سلسلے میں جناب علامہ سید بدیع الدین شاہ سندھی رحمہ اللہ کے متعلق کچھ شکوک و شبہات ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس مضمون کے ذریعے ان کے شکوک وشبہات کو زائل کیا جائے، اس کے لئے ذیل میں دلائل پیش کرتے ہیں۔

(۱) ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ جناب شاہ صاحب رحمہ اللہ اسلامی ممالک کے حکام کے متعلق مثبت اور اصلاحی خیالات رکھتے تھے وہ نہ ان کی تکفیر کرتے تھے اور نہ خروج وفساد کے قائل تھے بلکہ اس کی مذمت اور مخالفت کرتے تھے۔ اس کا ثبوت پچھلے صفحات میں پیش کر چکے ہیں۔

(۲) جب وہ ان حکمرانوں کے ساتھ راہ ورسم قائم رکھنے اور ان کے اچھے اعمال کی تحسین وحمایت کے قائل تھے جن کے عقیدہ میں شرک و بدعات موجود ہوں، تو ایک ایسی حکومت کے کیوں کر مخالف ہوسکتے ہیں جس نے عصر حاضر میں دنیا میں شرک وکفر کے خاتمہ کے لئے زبردست کردار ادا کیا ہے۔

(۳) وہ سعودی عرب میں اسلامی قوانین کے نفاذ اور امن واستقرار کو ایک عظیم نعمت سمجھتے تھے اس لئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے جب پاکستان میں سوشلسٹس کی حکومت آئی تو سعودی عرب کی طرف ہجرت کرنے کو بہتر سمجھا۔ جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں ان کی خودنوشت سوانح حیات میں سے اقتباس لا کر ثابت کر چکے ہیں۔

(۴) آپ ذرا غور کریں اگر وہ مسلم حکومتوں کے خلاف خروج کرنے کو جائز اور صحیح سمجھتے ہوتے تو سعودی عرب کی طرف ہجرت کرنے کی بجائے پاکستان کی اس دور کی اشتراکی حکومت کے خلاف بغاوت کرتے کہ یہاں پر ان کے ہزاروں کی تعداد میں ساتھی تھے اور یہ کام سعودی عرب کی نسبت آسان بھی ہوتا لیکن وہ حکمرانوں کو گرانے، استعفیٰ کا مطالبہ کرنے کے بجائے ان کی اصلاح کے لئے اچھے مشورے دیتے تھے۔

(۵) وہ سعودی مملکت کے ساتھ اپنی محبت کے متعلق اپنی خودنوشت سوانح حیات میں مستقل فصل قائم کر چکے ہیں۔ لکھتے ہیں: "الفصل التاسع فی ذکر محبتی الممکة العربية السعودية" یعنی مملکت عربیہ سعودیہ کے ساتھ میری محبت کا بیان۔

پھر لکھتے ہیں: "کنت اسمع فی زمان صبائی عن والدی عن الثناء علی المملکة المبارکة ويبالغ فی الثناء علی الملک المغفور عبدالعزيز آل سعود وكان يسميه امام المسلمين وامير المؤمنين وأرىٰ اهل البدع يسبونه واهل النجد ويجعلونه مصداق قرن الشيطان وكنت ارىٰ الوالدينا قشهم وكنت اذ ذاک أُحب المملكة لانی عرفت انها مملكة سنية وحاملة لواء العقيدة السلفيه. ثم لما طالعت كتب امام الدعوة وعرفت اهداف هذه النهضه زدت حبا وكنت دائما افكر ان اها جرا الى المملكة حبا للحرمين وللمملكة المباركة لما فيها الخيرات والبركات.

یعنی میں اپنے بچپن کے زمانے میں اپنے والد صاحب سے مملکت مبارکہ کی تعریف سنتا تھا۔ اور وہ ملک مغفور عبدالعزیز آل سعود کی بڑھ چڑھ کر تعریف کرتے تھے اور انہیں امام المسلمین اور امیر المؤمنین کے القاب سے پکارتے تھے جب کہ میں اہل بدعت کو دیکھتا کہ وہ آنجناب ملک عبدالعزیز اور اہل نجد کو گالیاں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے اور اُسے (صحیح بخاری کی حدیث میں مذکور) قرن الشیطان (یعنی شیطان کے سینگ) کا مصداق بناتے تھے۔ اور میں والد صاحب کو دیکھتا کہ ان سے مناظرہ کرتے اور امام الدعوۃ کی تحریک کا دفاع کرتے۔ میں اس وقت سے ہی مملکت سعودی عرب سے محبت کرتا تھا اس لئے کہ مجھے پتہ تھا کہ یہ ایک سنی اور عقیدہ سلفیہ کا پرچم تھامنے والی مملکت ہے۔ پھر جب میں نے امام الدعوہ کی کتب کا مطالعہ کیا اور ان کی تحریک کے اہداف کو معلوم کیا تو محبت اور بڑھ گئی اور میں ہمیشہ مملکت سعودی عرب کی طرف ہجرت کرنے کا سوچتا۔ بوجہ حرمین شریفین کی محبت کے مملکت مبارکہ سے محبت کی وجہ سے کہ اس میں (امن و ایمان اور توحید کی) بڑی بھلائیاں اور برکتیں ہیں۔

قارئین کرام! جناب شاہ صاحب کی اس عبارت سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(الف) آل سعود کی حکومت کے ساتھ محبت انہیں والد کی تربیت سے ملی تھی۔ جب ملک عبدالعزیز نے شرک و بدعت کے مراکز کو ختم کیا اور سندھ میں دیگر علاقہ جات کی طرح مشرکین و مبتدعین نے ملک عبدالعزیز کی مخالفت کی تو سید بدیع الدین شاہ محدث کے والد علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے ملک عبدالعزیز کی تائید میں ایک رسالہ لکھ کر سندھ کے اندر تقسیم کیا جس سے شور و شرابہ میں کمی واقع ہوئی۔ یہ رسالہ اس وقت کے نامور اہل حدیث عالم دین اور ممتاز ادیب و صحافی مولانا دین محمد وفائی رحمہ اللہ نے اپنے اخبار ''توحید'' میں بھی شائع کیا تھا۔ اس رسالہ کا جناب سید بدیع الدین شاہ محدث رحمہ اللہ سے اپنی خودنوشت سوانح حیات ''احوال حیاتی'' کے الفصل الثانی میں ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ولما قام الامام الملک عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود بهدم القباب والقبور المشرفة فی المملکة وقع ما لایخفی من الناس من المخالفة حتیٰ ان اهل البلاد اکثر والسب واللعن فكتب الوالد رسالة باللغة السندية...... وذكر ان ما فعله امام المسلمين امير المؤمنين هو الحق وواجب علينا مساعدته وحرام مخالفته الخ......"

(ب) مذکورہ بالا متصلہ عبارت میں جناب علامہ سید بدیع الدین شاہ نے ملک عبدالعزیز کو امام المسلمین اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر المؤمنین کے القاب دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے کتاب ''فتح المجید شرح کتاب التوحید'' کے اردو ترجمہ ہدایۃ المستفید پر اپنے عظیم الشان مقدمہ میں ملک عبدالعزیز آل سعود کو امام المسلمین اور امیر المؤمنین کے القاب سے نوازا ہے۔ کیا وہ اس حکومت کے مخالف ہوسکتے ہیں جس کے حاکم کو امیر المؤمنین اور امام المسلمین مانتے ہوں؟

(ت) وہ اس عبارت میں مملکت سعودی عرب کو ایک سنی اور سلفی عقیدہ کی حامل ریاست مانتے ہیں تو کیا اس کے بعد بھی وہ ایسی حکومت کے خلاف انقلاب لانے کی بات کرسکتے ہیں؟

(ث) وہ آل سعود کی حکومت میں امن واستقرار کی برکات کا اعتراف کرتے ہیں اس لئے وہاں کی طرف ہجرت کی سوچ دامن گیر رہتی ہے کیا ایک شخص ایسی نعمت کو دیکھ کر اس کی طرف ہجرت کرتے اور پھر وہاں جا کر انقلاب کی تیاری کرے؟ یہ ہوسکتا ہے؟

یہ عبارت ان لوگوں کی خوب تردید کرتی ہے جو جناب علامہ سید بدیع الدین شاہ صاحب کے متعلق اس طرح کی پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔

(ج) مذکور سوانح حیات انہوں نے مکۃ المکرمہ میں سکونت کے وقت شیخ عبداللہ بن حمید کی درخواست پر لکھی ہے اگر وہ سعودی عرب کو غلط سمجھتے تو اس کی تعریف اور محبت کا اظہار نہ کرتے۔

(٦) وہ حکومت سعودی عرب کے رد شرک و بدعت اور نفاذ حدود کے سلسلے میں احساس ذمہ داری کا اعتراف کرتے ہیں اور ان کے اخلاص اور صداقت کی گواہی دیتے ہیں۔ چنانچہ بدیع التفاسیر (ج۳/ص ۲۹، ۲۳۰) میں آیت **"واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى"** کی تفسیر میں مستقل ایک فصل قائم کر کے لکھتے ہیں'' کہتا ہے راقم الحروف (یعنی شیخ بدیع) کہ کتنے لوگوں کو خود ہم نے اس پتھر (یعنی مقام ابراہیم) کو مس کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ بڑے اعتقاد کے ساتھ اس پتھر کو مس کررہے تھے۔ ہم نے انہیں سمجھایا بھی کہ یہ کام بدعت اور خلاف شرع ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ایسا حکم ثابت نہیں ہے۔

اس پر کچھ لوگ تو سمجھ گئے اور باز آ گئے اور بعض نے ضد سے کام لیا۔ آخر کوشش کر کے علماء اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشائخ کرام کی معرفت سعودی حکومت کو اس طرف توجہ دلائی، جس پر حکومت نے اس پتھر کو ایک پنجرے کے اندر بند کر دیا۔ اس کے چوطرف شیشہ لگا دیا۔ پھر انڈونیشیا کے کتنے لوگوں کو دیکھا وہ اس شیشہ اور لوہے کی درمیانی جگہ سے عورتوں کی تصاویر ڈال رہے ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ یہ درخواست کرتے ہیں کہ مذکورہ عورت کے ساتھ نکاح ہو۔

پھر دوبارہ حکومت کی توجہ میں یہ بات لائی گئی رب تعالیٰ حکومت پر رحمت کی بارش برسائے جس نے اس (پتھر) کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔

معزز قارئین! جناب شاہ صاحب نے یہ تفسیر سعودی عرب سے واپس آنے کے بعد لکھی ہے۔ اگر ان کے دل میں آل سعود کے ساتھ ناراضگی ہوتی یا وہ ان کی حکومت یا نظام سے ناراض ہوتے تو اتنی تعریف نہ لکھتے اور نہ ان کے لئے دعا کرتے۔

(۷) ایک انٹرویو جو کہ انہوں نے سعودی عرب سے آنے کے بعد ۱۹۸۲ء میں دیا ہے اس میں ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں کہ سعودی عرب کا حال تو بہت اچھا ہے۔ (رموز راشدیہ ۷۸)

(۸) وہ ہر سال جناب ملک فہد بن عبدالعزیز آل سعود کو عید کارڈ ارسال کرتے اور پھر شاہی دفتر (الایوان الملکی) سے جوابی عید کارڈ بھیجا جاتا۔ اگر شاہ صاحب رحمہ اللہ حرمین شریفین میں رہائش کے دوران کسی بغاوت کی حمایت کرتے تو نہ وہ سعودی بادشاہ کو عید کارڈ ارسال کرنے کی اخلاقی جرأت کرتے نہ جوابی عید کارڈ ملتا۔

(۹) وہ وقتاً فوقتاً خطبات وغیرہ کے ذریعے سعودی حکومت کی تعریف کرتے رہتے اور ان کے ہر اچھے کام کی تحسین کرتے۔ ہم نے ان سے شاہ فہد کی اسلامی خدمات کی بڑی تعریف سنی۔

(۱۰) پہلی جنگ خلیج کے دوران جب سیکولر صدر صدام حسین نے سعودی عرب اور کویت پر حملہ کیا تو شاہ صاحب نے عراقی صدر کے مذمت اور سعودی حکومت کے موقف کی حمایت میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کی ریکارڈنگ محفوظ ہے۔ اس کے علاوہ جب حکومت پاکستان نے اس جنگ میں سعودی عرب کے دفاع کے لئے پاکستانی فوج بھیجی تو شاہ صاحب نے وزیر اعظم نواز شریف کی اس پالیسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حمایت کرتے ہوئے ٹیلی گرام ارسال کیا۔ جس کے جواب میں نواز شریف نے اظہار تشکر کے لئے لیٹر ارسال کیا جو محفوظ ہے۔

معزز قارئین! ۱۹۷۹ء میں حرم کے اندر جو شرپسندوں نے فساد کیا شاہ صاحب کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فہم اور زیرکی اور دور اندیشی کے بلند رتبہ پر فائز کیا تھا ان سے اس طرح کی حماقت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں۔ ایک دفعہ مجھے کسی عربی شخص نے کچھ لٹریچر دیا جو کہ جماعۃ المسلمین نامی ایک تنظیم کی طرف سے شایع کیا گیا تھا۔ یہ جماعت افغانستان جنگ میں حصہ لینے والے چند تکفیری اور جذباتی نوجوانوں کی طرف سے بنائی گئی تھی۔ جس کا مجھے اس وقت علم نہیں تھا۔ میں نے وہ لٹریچر جب شاہ صاحب کو دیا تو انہوں نے اس کو پڑھا اور میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر کچھ ناراضگی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ ویسے تو وہ ایک بے مثل عالم تھے پر اللہ تعالیٰ نے ان کو نہایت متواضع بنایا تھا جس طرح مخلص علماء منکسر المزاج ہوتے ہیں ایسے ہی وہ تھے۔ ہم ان سے بلا جھجک سوال کرتے اور بحث بھی کرتے تھے وہ نہایت نرمی اور محبت اور کشادہ دلی کے ساتھ جواب دیتے اور سمجھا دیتے۔ میں ابھی پہلی جماعت میں پڑھتا تھا ان دنوں بین السجدتین رفع الیدین کا مسئلہ اٹھا تھا میں نے اس کے متعلق احادیث کی کچھ تخریج کی اور شاہ صاحب کے پاس آیا تو انہوں نے کمال شفقت کے ساتھ سمجھایا جس طرح ایک بڑے طالب علم کو سمجھایا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ یہ بات تمہاری سمجھ سے باہر ہیں اور تمہیں جمعہ سے جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہوئے پڑھتے ہوئے بہرحال بات آگے نکل گئی۔ شاہ صاحب کو میں نے کہا کہ شاہ صاحب! لٹریچر بھیجنے والے بظاہر تو سلفی لگتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں بھئی دیکھے ہیں میں نے تمہارے سلفی عقل چاہیے عقل! کہتے ہیں کہ ایک من علم کے لئے دس من عقل کی ضرورت ہے۔ خالی علم نہیں عقل کی بھی ضرورت ہے۔ یہ سر پھرے ہیں بے وقوف ہیں۔ خدا ان کو ہلاک کرے انہوں نے حرمین شریفین میں ہمارے کام کو بند کروایا کتنا اچھا کام چل رہا تھا آج تک نہ معلوم کہاں تک کام پہنچتا ان کی بے وقوفی کی وجہ سے وہاں پر دعوت وتبلیغ کی آزادی ہمیشہ کے لئے بند ہوگئی۔

جناب قارئین! دراصل جب علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے سعودی عرب میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درس وتدریس کا کام شروع کیا تو ان کی علمیت اور لیاقت کی وجہ سے دوسرے اساتذہ ومشائخ کے شاگردان کو چھوڑ کر جناب شاہ صاحب کے حلقۂ درس میں آگئے اس سے ان کو حسد ہوا۔ پھر کچھ لوگوں نے ان کے خلاف جھوٹی رپورٹیں حکام تک پہنچانا شروع کیں۔ اس طرح جب حرم کا حادثہ ہوا تو شاہ صاحب رحمہ اللہ تو ایک برس قبل پاکستان واپس آگئے تھے لیکن ان دشمنوں نے اپنا پروپیگنڈہ بند نہیں کیا۔ ہم اس مضمون میں شاہ صاحب کی ذات کی اس معاملہ سے برأت ثابت کر چکے ان کے علاوہ جس کسی نے بھی غلطی کی ان سے جناب شاہ صاحب کا کوئی تعلق نہیں وہ ان سب سے بری ہیں۔

مسئلہ جہاد اور علامہ بدیع الدین شاہ الراشدی

جناب شاہ صاحب رحمہ اللہ نے افغان جہاد کی بھرپور حمایت کی انہوں نے بنفس نفیس اس میں حصہ لیا اور جب رشین سرخ ریچھ نے افغانستان پر قبضہ کیا اور پھر دنیا کے کونے کونے سے آنے والے مسلمانوں نے افغانستان کے اندر روسی لشکر سے جنگ کی تو شاہ صاحب اکثر اوقات قنوت نازلہ پڑھتے۔ انہوں نے افغانستان میں قائم اس وقت کے عسکری مراکز کے دورے کئے اور جلال آباد کے محاذ پر اگلے مورچوں تک گئے۔

افغانستان میں صوبہ کنڑ میں اسلامی امارت قائم کرنے والے شیخ جمیل الرحمٰن رحمہ اللہ اور صوبہ نورستان کی سلفی جماعت کے ساتھ شاہ صاحب کے گہرے تعلقات رہے۔

افغان جہاد کے بعد انہوں نے جہاد کشمیر کی بھی کسی حد تک حمایت کی لیکن اس دفعہ ان کا خیال تھا کہ پاکستانی اہل حدیث اپنی تنظیم بنا کر کاروائی کرنے کے بجائے وہاں کی جمعیت اہل حدیث جموں وکشمیر کی مدد کریں اور ان سے مالی واخلاقی تعاون کریں۔ اگر عسکری کاروائی کرنی ہی ہے تو مقامی لوگوں کے ماتحت رہ کر کی جانی چاہیئے۔ البتہ اس دفعہ آخر میں ان کے خیالات کچھ تبدیل ہوگئے تھے اور بذات خود کافی محتاط ہوگئے تھے لیکن انہوں نے اس مسئلہ میں تفرد اختیار کرتے ہوئے کوئی اختلافی موقف ظاہر نہیں کیا، مگر وہاں کی مقامی جماعت اہل حدیث کے ساتھ مالی واخلاقی تعاون کرنے کی بات آخر تک کرتے رہے۔

افغان جہاد کے متعلق ''افغانستان میں بظاہر مجاہدین کا لڑنا اسلام کی سربلندی اور دشمنان اسلام،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمیونسٹوں اور دیگر باطل خیالات ونظریات کے لوگوں کے تسلط سے اسلامی سرزمین کو پاک کرنا معلوم ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کا حامی وناصر ہو۔(رموز راشدیہ ۶۵)

جناب شاہ صاحب نے اپنی تفسیر بدیع التفاسیر میں بھی کئی مواقع پر جہاد کے متعلق تفصیل سے لکھا ہے۔سورۃ البقرۃ کی آیت ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ﴾ الآیۃ کی تفسیر میں جہاد کی فرضیت، فضیلت اور احکام کو (ج ۶ ص) صفحہ ۴۷ سے ۹۰ تک تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ذاتی اخلاق، عادات واطوار اور روزانہ کی زندگی کے معمولات

اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب رحمہ اللہ کو اخلاق حسنہ سے نوازا تھا، آپ سندھ میں ان کے جتنے بھی ساتھی ہیں ان سے پوچھیں گے تو یہی بتایا جائے گا کہ شاہ صاحب میرے ساتھ دیگر ساتھیوں سے بڑھ کر محبت کرتے تھے لوگ پروانوں کی طرح ان کے گرد جمع ہوتے گئے۔ جب کوئی ملنے آتا تو اس کا واپسی کو دل نہ کرتا۔ وہ ہر اہلحدیث فرد کو دل دینے والے تھے۔ یوں نہیں ہوتا کہ ان سے اخلاق سے متنفر ہو کر لوگ بھاگ گئے ہوں۔ جماعت اہلحدیث سندھ کے ساتھ جب نیوسعید آباد میں شاہ صاحب کے مرکز میں آتے ہیں، ان مقامات کو دیکھتے جہاں وہ سارا دن بیٹھ کر لکھتے یا جماعتی احباب کے ساتھ مجلس کرتے تھے" تو ان کی یاد میں آنسو بہا دیتے ہیں یہ جناب شاہ صاحب کے بلند اخلاق کی دلیل ہے۔سندھ کے اہل توحید کے ہاں ان کی حیثیت امام ابن تیمیہ، ابن القیم، اور محمد عبدالوہاب رحمہم اللہ سے کم نہیں رہی۔ بلاشبہ جماعت اہل حدیث کے ہاں ان کے لئے بڑا احترام ہے۔

جناب شاہ صاحب جب کوئی غلطی دیکھتے تو فوراً ٹوکتے نہیں تھے بلکہ مناسب موقع پر نصیحت کرتے۔ زبان پر بڑا کنٹرول تھا، شکوہ شکایت اور غیبت ہم نے ان کی زبان سے نہیں سنی۔خوامخواہ زیادہ بولنے کی عادت نہیں تھی جب سوال کیا جاتا تھا یا ضرورت کے وقت بولتے سوال کا جواب مختصر الفاظ میں دیتے۔

جب کوئی شخص جھک کر انہیں ملنے کی کوشش کرتا تو آپ غم وغصہ سے سرخ ہو جاتے اور نہایت پیار و اخلاق سے فوراً اسے سمجھاتے۔ دوست مجلس میں بیٹھتے تو اخلاق کی حدود کے اندر مذاق بھی کرتے، محترم سید عیسن شاہ ہاشمی آپ سے صاف باتیں کرتے اور کبھی کبھی خوب ہنسی مذاق ہوتا۔ دوران مجلس شاہ صاحب اپنی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کے یادگار واقعات سناتے رہتے۔ ان کی اکثر کوشش ہوتی تھی کہ لوگ کچھ نہ کچھ سیکھیں۔ وہ اسی طرح ساتھیوں کی تربیت کرتے اور اہل بدعت کو کس طرح جواب دیئے جائیں ان کا کس طرح مقابلہ کیا جائے ان کے ساتھیوں نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔ ان کا کہنا تھا کہ اسلام عمل سے ہے وہ لوگوں کی عملی تربیت کرتے اور بے عملی سے انہیں بڑی نفرت تھی۔ ذاتی زندگی میں وہ تقویٰ کے بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ کتنی ہی تنگی کیوں نہ ہو کبھی کسی ساتھی کے ساتھ شکوہ نہیں کیا۔ وہ تنگ حالات میں قرضہ لیتے اور آسانی پر ادا کر دیتے۔ دعوت توحید وسنت کی تحریک میں چندہ کرنے کے بجائے اپنی جیب سے بہت زیادہ خرچ کیا۔ جب بھی کسی پروگرام میں گئے کرایہ وغیرہ کا اپنی زندگی میں کسی سے تقاضا نہیں کیا۔ وہ اس تحریک کی مصروفیت کی وجہ سے کوئی کاروبار وغیرہ نہیں کر سکتے تھے۔ نہ اپنی زمین سنبھال سکتے تھے۔ خود بڑے اچھے طبیب اور ہومیو ڈاکٹر تھے۔ اپنی کلینک تھی جس کے لئے ٹائم نکالنے کی کوشش کرتے۔ اتنے رحم دل کہ مریض کی حالت دیکھ کر اس پر ترس کھاتے اور اگر پیسے نہیں ہوتے تو بھی دوائی سے انکار نہیں کرتے۔ یہ کام ان کا ذریعہ معاش تھا لیکن جب انہیں پتہ چلا کہ ہومیو ادویات میں الکوحل ہے تو خطبہ جمعہ میں اعلان کیا کہ ہومیو ادویات میں شراب ہے لہٰذا انہیں استعمال نہ کرو اور کہا کہ ہم جمعہ کے بعد میرے پاس موجود ہومیو میڈیسن اسٹاک کو ضایع کریں گے۔ لہٰذا انہوں نے ساری ادویات ضائع کر دیں۔

بڑے مہمان نواز تھے، ان کے دسترخوان پر بڑی تعداد میں کھانے والے ہوتے تھے سب کو اپنے گھر سے کھانا کھلاتے تھے۔ نہایت صفائی پسند اور خوش لباس تھے۔ بڑے عابد وزاہد تھے۔ اگر ان کے جلسے رات کو دیر سے ختم ہوتے لیکن تہجد کے مقرر وقت پر بیدار ہونا ان کی زندگی کا جزو لاینفک بن گیا تھا۔ سفر وحضر میں نہایت شیریں آواز کے ساتھ تلاوت کرنا ان کا معمول تھا۔ فجر نماز پڑھ کر کچھ دیر کے لئے سوجاتے پھر اپنی بیٹھک میں آ کر بیٹھتے، وہ کم کھاتے، رات کو ایک روٹی اور دودھ کا گلاس ان کی معمول کی غذا ہوتی تھی۔

سوال کرنے والے کا سوال سنجیدگی سے سنتے اور اعتراض بھی نہایت سکون کے ساتھ سنتے بحث کرنے والے کو آرام کے ساتھ جواب دیتے کوئی بچہ بھی اگر ان پر نکیر کرتا اور حدیث پیش کرتا تو وہ انہیں یہ محسوس نہیں کراتے کہ تم بچہ ہو کر مجھ سے سوال کر رہے ہو، بلکہ ایک دفعہ کسی کم عمر نوجوان نے شاہ صاحب کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی غلطی نوٹ کی اور انہیں حدیث پیش کی تو شاہ صاحب بہت خوش ہوئے اور کہا یہ حدیث میرے ذہن میں نہیں تھی۔ علم و مطالعہ کا شوق رکھنے والے ان کے پاس آتے تو اس کی زبردست مدد کرتے اگرچہ وہ کلین شیو کیوں ہی نہ ہو۔ جناب شاہ صاحب ماہر تیراک تھے اور بہت اچھے نشانہ باز بھی تھے۔ سیر و تفریح کا بھی شوق تھا۔ تھرپارکر سندھ کے تاریخی پہاڑی سلسلہ کارونجھر کی سیر کے لئے گئے تو وہ بہت ہی بلند اور پرخطر پہاڑوں پر چڑھ گئے جب کہ جوان اور نوجوان ہمت ہار کر پیچھے بیٹھ گئے۔

ان کی زندگی کے کئی اچھے پہلو ہیں میں نے سردست جو باتیں ذہن میں آتی ہیں لکھ دی ہیں۔ شاید کوئی اللہ کا بندہ اس سلسلے میں بہتر لکھ سکتا ہے۔

اہل علم و فضل کے جناب علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اقوال

معزز قارئین! جناب شاہ صاحب کا شمار دینا کے صف اول کے مستند اور ممتاز علماء کرام میں ہوتا تھا۔ بعض اہل علم انہیں امام عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد ناصر الدین البانی کے بعد دنیا کی تیسری بڑی علمی شخصیت قرار دیتے تھے۔

جب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا جارہا تھا اس وقت غرباء جماعت اہل حدیث کے امیر حافظ عبدالرحمٰن سلفی صاحب نے کہا آج ہم فقط سید بدیع الدین شاہ صاحب کو نہیں بلکہ علم کے سمندر کو دفن کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہم اہل علم کے ساتھ مل کر شاہ صاحب کے پاس آتے اور ان سے سوال کرتے ہوئے بھی ڈرتے تھے کہ کیا جواب دیں گے یہ ان کا علمی مقام تھا۔

بلاشک اپنے وقت میں وہ اہل توحید کے لئے ایسا مرجع تھے کہ ان کے تحقیقی جواب پر قلبی اطمینان ہوتا ہے۔

معزز قارئین! عرب و عجم جناب شاہ صاحب کے علم، ثقاہت، فقہات اور منہج سلیم کے معترف تھے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اس کے باوجود ہم یہاں پر سلفی علماء کرام

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شاہ صاحب کے متعلق اقوال نقل کرتے ہیں۔

شاہ صاحب نے اپنی نوجوانی کے دور میں ایک کتاب ''المرأۃ لطرق حدیث من کان له امام فقرأۃ الامام له قرأۃ" لکھی تھی، جس پر اس دور کے کبار علماء کرام اور محدثین کی تقاریظ ہیں، ہم ان میں سے چند علماء کرام کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

مولانا ابوالقاسم سیف بناری لکھتے ہیں: فانی اسرعت نظری فی ریاض الرسالة المسماة بالمرأۃ لرأس المحققین العلامة السید بدیع الدین

شیخ علامہ احمد الدین گکھڑوی لکھتے ہیں: ذکر تضعیفها و عللها بالتفصیل وحققها کالبخاری والبیهقی بالدلیل.

ارض الیمن کے ممتاز محدث علامہ مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ کے تاثرات ہم پچھلے صفحات میں ذکر کر چکے ہیں۔

دکتور عبدالمحسن المنیف استاذ الجامعة الاسلامیة بالمدینة المنورة یوں مخاطب ہوتے ہیں: فضیلة الشیخ العلامه المحدث المفسر (خط)

دکتور عاصم عبدالله القریونی سابق استاذ الجامعة الاسلامیه بالمدینه المنوره لکھتے ہیں: شیخنا العلامه (خط)

امام السّلفیہ علامہ شمس الدین الافغانی صاحب الماتریدیۃ لکھتے ہیں: "الشیخ الاجل الوالد العزیز المحدث البدیع ابو السلفیین قاطع اعناق اهل الشرک والبدع" (خط)

علامہ علی الشبل السعودی لکھتے ہیں: "علم من اعلام الحدیث والسنة الشیخ العلامة محدث السند" (جریدہ عکاظ میں مضمون)

علامہ مقتدیٰ حسن ازہری ہندی لکھتے ہیں: "فضیلة الشیخ الموقر العلامة السید بدیع الدین شاہ الراشدی" (خط)

ایک طالب علم ابوالحسن یاسر بن البرزنجی لکھتے ہیں: ''وذلک لما سمعنا من سیرتکم الحسنة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسیرکم علی المنهج السلفی الصحیح وذلک بعد ان حدثنا عنکم علماؤنا ومشائخنا حفظهم الله (خط)

ایک اور تلمیذ اور محقق شیخ حکمت الحریری لکھتے ہیں: "والذی رفعنا لذلک هو ثقتنا لفضیلتکم وما اکرمکم الله به من علم وسعة اطلاع (خط)

ماہنامہ "الحدیث" حضرو کے مدیر اعلیٰ اور ممتاز محقق حافظ زبیر علیزئی صاحب ﷾ کہتے ہیں کہ "اگر کوئی مجھ سے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان حلفاً پوچھے گا تو میں یہی کہوں گا کہ میں نے شیخ بدیع الدین سے بڑھ کر عالم اور فقیہ نہیں دیکھا۔ (الحدیث ش۲ص۴۰)

پنجاب کے نامور عالم دین شیخ عطاء اللہ ثاقب مترجم کتاب "فتح المجید شرح کتاب التوحید" شیخ بدیع رحمہ اللہ کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں۔

ناصر السنة النبوية والعقيدة السلفية قامع البدعة، المجاهد لاعلاء كلمة الله، الصلب في السنة، الملازم للعبادة، العالم، الفاضل، المحدث، الفقيه، رئيس المحققين، العلامة، الشيخ (هداية المستفيد ج ۱)

جمعیت اہل حدیث سندھ کی تاسیس اور مناصب

انہوں نے سندھ میں دعوت توحید کے کام کو منظم طریقے سے چلانے کے لئے جماعت اہل حدیث سندھ کی تنظیم کی جس کا جمعیت اہل حدیث سندھ نام رکھا۔ آپ تاحیات اس کے امیر رہے ابتداء میں مولانا حافظ محمد عمر جونیجو صاحب رحمہ اللہ آپ کے نائب تھے۔ وہ تنظیمی تعصب سے بالاتر تھے۔ خود کہتے ہیں سب اہل حدیث ہمارے بھائی ہیں ہمیں کسی سے اختلاف نہیں ہے۔ (رموز ۸۱)

ایک دفعہ میں نے ان سے سنا کسی نے ان سے پوچھا کہ اہل حدیث جماعتوں میں کون غلط ہے شاہ صاحب نے کہا سارے غلط ہیں۔ تو اس نے سوال کیا پھر حق پر کون ہے؟ کہا سارے حق پر ہیں۔ اس نے کہا شاہ صاحب یہ کیسے؟ آپ نے کہا اہل حدیث ہونے کی وجہ سے سب حق پر ہیں اور اختلاف کی وجہ سے سب غلطی پر ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب شاہ صاحب کچھ عرصہ کے لئے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی امیر بھی رہے۔

وفات

آفتاب علم وعمل، سرتاج اہل حدیث، قاطع الشرک والبدعۃ ناصر السنۃ النبویۃ علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی سندھی حسینی مکی رحمہ اللہ تقریباً ۷۲ برس کی ولولہ خیز اور نہایت کارآمد مصروف زندگی بسر کر کے بشب منگل ۸ رجنوری ۱۹۹۶ء کو کراچی میں فوت ہوئے ان کے جسد خاکی کو رات گئے نیو سعید آباد لایا گیا اور ۹ ر جنوری کو جامع مسجد الفردوس نیو سعید آباد میں ان کی جنازہ نماز پڑھی گئی۔ جس کی امامت مولانا عبداللہ ناصر الرحمانی صاحب نے کروائی۔ اور بغیر کسی اعلان کے باوجود ہزاروں کی تعداد میں اہل حدیث وغیر اہل حدیث مسلمانوں نے ان کا جنازہ پڑھا پھر انہیں ان کے آبائی گاؤں درگاہ شریف لے جایا گیا جہاں پر بعد میں آنے والے کئی لوگوں نے دوبارہ نماز جنازہ پڑھی اور پھر ان کے والد ماجد اور برادر اکبر علامہ سید محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کی پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ
واعذہ من عذاب القبر ومن عذاب النار آمین.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ ☆

سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی

(وفات: جنوری ۱۹۹۶ء)

محترم المقام جناب مولانا افتخار احمد الازہری!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا اور ''بحر العلوم'' کے لئے حضرت مولانا سید بدیع الدین کے حالات میں خصوصی طلب فرمایا۔ حضرت سید صاحب ممدوح بہت بڑے خاندان کے بہت بڑے رکن تھے۔ علم و فضل، تقریر و تحریر، تحقیق و تدقیق اور تقویٰ صالحیت میں ان کا مقام بہت بلند تھا اور اللہ نے ان کو بہت سی خصوصیات سے نوازا تھا۔ نہ صرف پاکستان بلکہ عرب ممالک میں بھی انہیں بے حد احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان کے مبنی بر کتاب و سنت ارشادات کو لائقِ تعمیل گردانا جاتا تھا۔ عربی، اردو، سندھی تینوں زبانوں میں انہوں نے لکھا اور اللہ کے دین کی بہت خدمت کی۔ تفسیر، حدیث، تاریخ، رجال، فقہیات، روزمرہ پیش آنے والے ضروری مسائل سے متعلق ان کی تصانیف ہمارے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ میں نے ان کے حالات ایک طویل مضمون میں بیان کیے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں اس مردِ مجاہد کی مختلف دینی خدمات کی تھوڑی بہت وضاحت کرنے میں کامیاب ہو سکا ہوں یا نہیں۔ بہر حال جو کچھ میری سمجھ میں آیا میں نے عرض کر دیا۔ اگر آپ کو میری گذارشات سے اتفاق ہو تو مجلہ بحر العلوم میں شائع فرما دیجئے۔ میں اس پر آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

اخلاص کیش

محمد اسحاق بھٹی

۱۹۴۸ء کے جولائی میں مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے نام سے (موجودہ پاکستان کی) جماعت اہل حدیث کی تنظیم قائم ہوئی۔ اس تنظیم کا قیام لاہور میں عمل میں آیا تھا۔ اس وقت ڈھائی سو کے لگ بھگ جماعت کے علماء و زعما جمع ہوئے تھے اور قیام پاکستان (آزادی برصغیر) کے بعد لاہور میں ارکانِ جماعت کا یہ پہلا اجتماع تھا جو حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی اور بعض دیگر اکابر جماعت کے باہم مشورے سے طلب کیا گیا تھا۔ مولانا عطاء اللہ حنیف

☆ مصنف، مؤرخ، صحافی، معروف مقالہ نگار، سابق مدیر ''الاعتصام لاہور''، سابق ریسرچ اسکالر ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس زمانے میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام کی مسند شیخ الحدیث پر متمکن تھے اور علمی اعتبار سے مولانا سید محمد داؤد غزنوی ان پر بے حد اعتماد کرتے تھے۔

پاکستان اس وقت مشرقی اور مغربی دو حصوں پر مشتمل تھا۔ مشرقی حصے کو مشرقی پاکستان اور مغربی حصے کو مغربی پاکستان کہا جاتا تھا۔ مشرقی پاکستان، آدھے بنگال اور صوبہ آسام کے ضلع سہلٹ کا نام تھا اور مغربی پاکستان صوبہ سندھ، صوبہ سرحد، صوبہ بلوچستان اور پنجاب کے سترہ اضلاع پر محیط تھا۔ مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان کم وبیش پندرہ سو میل کا فضائی فاصلہ تھا۔

تقسیم ملک کے بعد سب سے پہلے پاکستان میں جماعت اہل حدیث کی تنظیم ''مرکزی جمعیت اہل حدیث مشرقی پاکستان'' کے نام سے معرض وجود میں آئی تھی۔ اس وقت مشرقی پاکستان میں جماعت کے بہت سے ممتاز مشہور علمائے کرام موجود تھے، جن میں مولانا عبداللہ الکافی، مولانا عبداللہ الباقی، مولانا محمد اکرم خان، مولانا عبدالخبیر اور مولانا عبدالرحمٰن کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ یہ حضرات دینی اور اسلامی معاملات کے ساتھ ساتھ سیاسیات میں بھی اپنا مقام رکھتے تھے اور ہر طبقۂ فکر کے لوگوں میں انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ان بزرگانِ عالی مرتبت نے نئے حالات اور نئے ماحول میں جماعت کو منظم کرنے کا عزم کیا۔ چنانچہ انہوں نے ڈھاکہ میں جو مشرقی پاکستان کا دارالحکومت تھا، جماعت کے سرکردہ افراد کی میٹنگ بلائی اور صلاح ومشورے کے بعد جمعیت اہل حدیث مشرقی پاکستان قائم کی۔ اس کے صدر مولانا عبداللہ الکافی کو بنایا گیا اور نظامت علیا کا منصب مولانا عبدالرحمٰن کے سپرد کیا گیا۔ یہ ۱۹۴۸ء کے ابتدائی دنوں کی بات ہے مولانا عبداللہ الکافی اور مولانا عبداللہ الباقی دنوں حقیقی بھائی تھے۔ عبداللہ الکافی بڑے تھے اور عبداللہ الباقی چھوٹے۔! مشرقی پاکستان کی جماعت اہل حدیث کی یہ تنظیم بڑی موثر اور مضبوط تھی۔ اس تنظیم نے بنگلہ زبان میں دو اخبار بھی جاری کر لیے تھے ایک ہفتہ روزہ اور ایک ماہانہ۔

اس تنظیم سے چند مہینے بعد ۲۴/ جولائی ۱۹۴۸ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان قائم کی گئی۔ اس کے صدر حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی کو منتخب کیا گیا تو اور ناظم اعلیٰ پروفیسر عبدالقیوم کو، جو اس وقت گورنمنٹ کالج (لاہور) میں شعبہ عربی کے پروفیسر تھے۔ مرکزی جمعیت کے قیام سے تھوڑا عرصہ بعد مجھے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا ناظم دفتر مقرر کیا گیا تھا۔ اس لیے اگر یہ عرض کروں تو حق بجانب ہوں گا کہ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے تمام معاملات سے آگاہ اور اس کے رموز و اسرار سے باخبر ہوں۔ میرے محترم دوست مولانا عبدالعظیم انصاری بھی جمعیت کے خدوخال کو جانتے ہیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قیام سے ٹھیک تیرہ مہینے بعد ۱۹/ اگست ۱۹۴۹ء کو ہفت روزہ ''الاعتصام'' جاری ہوا، جس کے ایڈیٹر مولانا محمد حنیف ندوی کو بنایا گیا تھا اور پھر جلد ہی اس کے معاون مدیر کی حیثیت سے اس فقیر کا انتخاب کیا گیا۔ یعنی

ع قرعہ فال برمن دیوانہ زدند

مرکزی جمعیت کے قیام کے بعد مختلف مقامات پر جماعت کے علمائے کرام اور زعمائے عظام کے اجتماعات ہونے لگے اور ان کے مرکزی، صوبائی اور ضلعی اجلاسوں کا سلسلہ شروع ہوا جو تیزی کے ساتھ آگے بڑھا۔ تبلیغی جلسوں نے زور باندھا اور باہم میل جول کی خوش گوار فضا پیدا ہوئی۔ پھر اخبار ''الاعتصام'' کے اجراء کے بعد تعلقات میں مزید اضافہ ہوا۔ اس میں اہل علم کے مضامین و مقالات چھپنے لگے۔ اصحابِ قلم سے خط و کتابت ہونے لگی اور ان سے ملاقات کے مواقع میسر آئے۔ اس طرح باہم روابط بڑھے اور وقت نے ایک نئی کروٹ لی جو بے حد حوصلہ افزا اور نہایت باعث مسرت تھی۔

ماہ و سال کا تعین کرنا تو مشکل ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صوبہ سندھ کے ایک بڑے پیر سے اسی زمانے میں ملاقات ہوئی، جو ''پیر'' ہونے کے باوجود نہ لغوی معنوں میں پیر تھے نہ اصطلاحی معنوں میں پیر تھے۔ اس لیے کہ پیروں کے خصائل و خصوصیات سے سخت نالاں اور متنفر تھے۔ ان سے پہلی ملاقات حافظے نے محفوظ نہیں رکھیں۔ حالاں کہ ان کا محفوظ رکھنا ضروری تھا اور اس موضوع کی تاریخ کا بنیادی عنصر۔۔!

حافظے کا بھی عجیب معاملہ ہے۔ بعض دفعہ نہایت ضروری اور انتہائی اہمیت کی حامل چیزوں کی بھی پروا نہیں کرتا اور اپنی حدود اختیار سے اتنی دور پھینک دیتا ہے کہ انہیں تلاش کرنا اور ان کا کھوج لگانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات بالکل غیر اہم اور بے مقصد اشیاء کو اس طرح سینے سے لگا لیتا ہے اور ان کی اس احتیاط سے حفاظت کرتا ہے کہ انہیں بھولنے کی کوشش بھی کریں تو نہیں بھول سکتے۔ وہ ذہن میں اپنا مستقل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھکانا بنالیتی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ وہ بڑے پیر جن سے پہلی ملاقات کے وقت و تاریخ کا سراغ لگانے کے بارے میں حافظے نے مدد کرنے سے انکار کر دیا ہے، کون تھے؟ یہ تھے شاہ بدیع الدین راشدی! سید زادے۔! بڑے عالم اور ایک بڑے علمی خاندان کے بڑے رکن۔۔۔!!!

جس مقام پر انہیں پہلی مرتبہ دیکھا، فقط ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل حدیث کا عوامی جلسہ تھا اور یہ جلسہ لاہور میں منعقد ہوا تھا۔ میں اس وقت ہفت روزہ ''الاعتصام'' کی خدمت ادار پر مامور تھا۔ ایک بزرگ نے جو اسٹیج پر تشریف فرما تھے، حاضرین جلسہ سے شاہ صاحب کا تعارف کچھ اس قسم کے الفاظ میں کرایا:

''اب میں صوبہ سندھ کے بہت بڑے علمی گھرانے کے نوجوان عالم سے آپ کو متعارف کراتا ہوں۔ کئی پشتوں سے اس گھرانے کو علم و فضل کے مرکز کی حیثیت حاصل ہے۔ ان کے والد پیر احسان اللہ شاہ یوں تو تمام علوم مروجہ میں دسترس رکھتے تھے لیکن حدیث و رجال میں انہیں بالخصوص مہارت حاصل تھی۔ یہ نوجوان جو ابھی آپ کے سامنے تقریر کریں گے، اپنے خاندان کا نہایت قیمتی علمی سرمایہ ہیں۔ اپنے مرحوم والد کی طرح حدیث اور رجال حدیث میں یہ خاص طور سے درک رکھتے ہیں، اور مسلک اہل حدیث کے بہت بڑے مبلغ اور خادم ہیں۔ ان کا اسم گرامی ہے پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی۔۔۔!''

اس سے ملتے جلتے اور ہم معنی تعارفی الفاظ کے بعد سید بدیع الدین شاہ صاحب مائیک پر آئے۔ یہ آج سے کم و بیش ۴۵ برس پہلے کی بات ہے۔ کسرتی جسم، گندم گوں، نکلتا ہوا قد، سر پر ٹوپی، ٹخنوں سے اونچی سفید لٹھے کی شلوار، سفید قمیص اور شیروانی پہنے ہوئے۔ گول چہرہ، موٹی موٹی آنکھیں، کھڑی ناک۔ انہوں نے تیکھی اور قدرے بلند آواز سے خطبہ مسنونہ پڑھا اور قرآن مجید کی دو تین آیات کی تلاوت کر کے تقریر شروع کی۔ آواز مقررانہ اور بارعب۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ حلق کی گہرائی سے کھرچ کر الفاظ زبان پر لا رہے ہیں اور پورے زور سے سامعین کے کانوں میں ڈال رہے ہیں۔ وہ مجھے ہوئے اور تجربہ کار مقرر کی طرح اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ ان کے انداز بیان سے نہ ان پر کسی نوع کی جھجک کا احساس ہوا، نہ ان کے چہرے پر کوئی مرعوبیت دکھائی دی، نہ زبان لڑکھڑائی، نہ روانی کلام میں کسی رکاوٹ کا پتا چل سکا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ زور دار اور پرجوش مقرر تھے اور جو بات صحیح سمجھتے تھے اسے لوگوں تک پہنچانا ان کے نزدیک ضروری تھا۔ صاف لہجے اور پورے اعتماد کے ساتھ بولتے تھے۔ دلائل کا انبار ان کے ہم رکاب تھا اور کتاب و سنت کی پشت پناہ۔

جلسے کے بعد ان سے ملاقات ہوئی، کسی صاحب نے تعارف کروایا تو بڑے تپاک سے ملے اور گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد ان سے جو مراسم پیدا ہوئے، وہ ہمیشہ قائم رہے۔ جب بھی ملاقات ہوتی، وہ شفقت آمیز احترام یا احترام آمیز شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ وہ واقعی بڑے خاندان کے بڑے آدمی تھے، اس بڑائی کا اظہار ان کی بات چیت اور میل ملاپ سے ہوتا رہتا تھا۔

آگے بڑھنے سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ ان کا خاندانی پس منظر بیان کر دیا جائے تاکہ خوانندگان محترم کو پتا چل سکے کہ وہ کس دودمان عالی قدر کے فرد تھے اور ان کی علمی اور عملی حیثیت کیا تھی؟

سید بدیع الدین شاہ کا سلسلہ نسب یہ ہے: سید بدیع الدین بن سید احسان اللہ بن سید رشد اللہ بن سید رشید الدین بن سید محمد یاسین بن سید محمد راشد راشدی حسینی......!

راشدی خاندان کے مورث اعلیٰ کا اسم گرامی سید محمد راشد شاہ تھا، جن کا شجرۂ نسب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما تک پہنچتا ہے۔ یہ پورا شجرہ نسب سید بدیع الدین شاہ کے گھر میں محفوظ ہے۔

سید بدیع الدین شاہ کے آباؤ اجداد تبلیغ اسلام کے لیے کاظمین سے ہجرت کر کے علاقہ سندھ میں آئے اور ضلع دادو میں لکی شاہ صدر کے مقام پر سکونت پذیر ہوئے اور پھر جلد ہی یہ لوگ پورے سندھ میں پھیل گئے اور تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کو اپنا مقصد حیات قرار دے لیا۔

اس خاندان کے ایک بزرگ جن کا اسم گرامی اوپر آیا، سید محمد راشد شاہ تھے، جو اپنے دور کے اولیاء اللہ میں سے تھے، اور اپنی صالحیت اور اتقاء کی بنا پر مرجع خلائق تھے۔ اللہ نے انہیں علم کی دولت سے بھی خوب نوازا تھا۔ ان کی پوری زندگی اتباع سنت اور ترویج دین میں گزری۔ لوگوں میں وہ ''روضہ والا'' کے عرف سے معروف تھے۔ انہوں نے اس دنیائے فانی سے رخت سفر باندھا تو ان کے دو بڑے بیٹے تھے۔ ایک سید صبغت اللہ شاہ اور دوسرے سید محمد یاسین شاہ۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید محمد راشد شاہ کی دو نشانیاں تھیں۔ ایک پگڑی اور دوسرا جھنڈا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے عقیدت مندوں نے فیصلہ کیا کہ یہ پگڑی سید صبغت اللہ شاہ کے سر پر باندھ دی جائے اور جھنڈا سید محمد یاسین شاہ کو دے دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور پھر خاندان دو حصوں میں بٹ گیا۔ ایک کی اولاد کو پیر پگاڑا کہا جانے لگا اور ایک پیر جھنڈا (یعنی صاحب علم) کہلائے۔

سید محمد راشد شاہ کے بعد اب تک ان میں چھ پیر آف جھنڈا (یا صاحب العلم) ہو چکے ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ سید محمد یاسین شاہ

۲۔ سید فضل اللہ شاہ شہید

۳۔ سید رشید الدین شاہ انہیں صاحب بیعت بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ یہ جہاد کی بیعت لیتے تھے۔

۴۔ سید رشد اللہ شاہ انہیں صاحب شریعت بھی کہا جاتا ہے۔ انتہائی پابند شریعت اور بہت بڑے مبلغ شریعت محمدی ﷺ تھے۔

۵۔ سید احسان اللہ شاہ یہ ہمارے ممدوح سید بدیع الدین شاہ کے والد مکرم تھے۔

۶۔ سید محب اللہ شاہ یہ سید بدیع الدین شاہ کے بڑے بھائی تھے۔ ۲۱ جنوری ۱۹۹۵ء کو فوت ہوئے۔

۷۔ سید محمد یاسین شاہ یہ سید محب اللہ شاہ کے بڑے صاحب زادے ہیں اور ترتیب کے اعتبار سے ساتویں پیر آف جھنڈا (صاحب علم) ہیں۔

جیسا کہ گزشتہ سطور میں سید بدیع الدین شاہ کے سلسلہ نسب میں ہم پڑھ آئے ہیں ان کے جد امجد سید رشد اللہ شاہ تھے۔ سید رشد اللہ شاہ جلیل القدر عالم اور بہ درجہ غایت متبع سنت تھے۔ انہوں نے حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی اور شیخ حسین بن محسن انصاری یمانی سے علم حدیث حاصل کیا تھا اور تعلیم سے فراغ کے بعد اپنے والد گرامی سید رشید الدین شاہ کے حکم سے اپنے گوٹھ (یعنی گاؤں) میں مدرسہ دار الارشاد قائم کیا تھا۔ اس مدرسے میں دیگر علوم مروجہ کے علاوہ علم حدیث کی خاص طور سے تعلیم دی جاتی تھی۔ سندھ کے مختلف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدارس کے بہت سے اساتذہ اسی مدرسے کے فیض یافتہ ہیں۔ان کا بہت بڑا کتب خانہ تھا جو مختلف عنوانات کی نہایت اہم کتابوں پر مشتمل تھا۔تصنیف وتالیف کا یہ اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اورتحریر وتقریر میں مسلک اہل حدیث کی خوب وضاحت کرتے اور ہر بات کتاب وسنت کی روشنی میں معرض بیان میں لاتے تھے۔ انہوں نے اردو، سندھی اورعربی تینوں زبانوں میں لکھا اور خوب لکھا، جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

۱۔**سفر السعادۃ** کا ترجمہ: یہ علامہ مجد الدین فیروز آبادی کی مشہور تصنیف ہے جو عربی زبان میں ہے۔اس کے مندرجات ومشمولات احادیث پاک سے ماخوذ ہیں۔سید رشد اللہ شاہ نے اس کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا اور اس ترجمے کا نام ''ثمر آخرت'' رکھا۔اس ترجمے سے سندھ کے عوام وخواص نے بے حد استفادہ کیا۔

۲۔**درج الدرر فی وضع الایدی علی الصدر**: یہ کتاب عربی زبان میں ہے، جس میں حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے چاہئیں۔اس سے قبل اس نواح کے معروف عالم مخدوم محمد ہاشم سندھی نے ''**درھم الصرہ فی وضع الایدی تحت السرہ**'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا تھا جس میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی مخالفت کی گئی ہے اور فرمایا ہے کہ نماز میں ناف پر ہاتھ باندھنے چاہئیں۔سید رشد اللہ شاہ نے اپنی اس کتاب میں مخدوم محمد ہاشم سندھی کے موقف سے اختلاف کیا ہے اور حدیث وسنت کی رو سے اصل حقیقت کی وضاحت فرمائی ہے۔

۳۔**القری المصلی الجمعه فی القری**: یہ کتاب بھی عربی زبان میں ہے۔اس میں شاہ صاحب نے ثابت فرمایا ہے کہ حدیث رسول ﷺ کی رو سے دیہات میں جمعہ پڑھنا ضروری ہے۔

۴۔**عین المتانة فی تحقیق تکرار الجماعة**: یہ کتاب اردو زبان میں ہے۔اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ پہلی جماعت ہوجانے کے بعد آنے والے لوگ دوسری جماعت کرا سکتے ہیں۔

۵۔ایک رسالہ انہوں نے اس موضوع پر عربی زبان میں لکھا کہ تین وتر کے درمیان قعدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

۶۔**رفع الریب فی مسئلة علم الغیب**: اس کتاب میں اس حقیقت کی وضاحت کی گئی ہے کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم غیب صرف اللہ کو ہے اور کسی کو نہیں ہے۔ یہ کتاب سندھی زبان میں لکھی گئی ہے۔

۷۔ التنقید المعقول: اس کتاب میں دیہات میں جمعہ پڑھنے کے دلائل دیے گئے ہیں۔ ضمناً اس میں تقلید کی تردید بھی کی گئی ہے۔

سید رشد اللہ شاہ کے والد گرامی سید رشید الدین شاہ تھے، جنہوں نے علاقہ سندھ کے لوگوں سے جہاد کی بیعت لی تھی اور وہ جہاد کو اس زمانے میں ضروری قرار دیتے تھے۔

اس خاندان میں ''پیر آف جھنڈا'' (صاحب علم) کہلانے کا آغاز سید محمد یاسین شاہ سے ہوتا ہے جو انہیں ان کے والد سید محمد راشد شاہ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا۔ اس وقت سے انہوں نے پیری مریدی کا کاروبار ترک کر دیا، بدعات و رسوم کو خیر باد کہا اور غیر شرعی امور سے کنارہ کش ہو کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو اپنا شعار بنا لیا۔ اس کے لیے وہ تین راہوں پر گامزن ہوئے۔

پہلی راہ تقریر کی تھی جو نہایت کامیاب راہ تھی۔ وہ اپنے علاقے کے دیہات و قصبات میں جاتے اور وعظ و تقریر کے ذریعے لوگوں کو احکام دین پر کاربند رہنے کی تلقین و تاکید کرتے۔ لوگ ان کی باتیں سنتے اور ان سے اثر پذیر ہوتے۔

دوسری راہ تحریر یا تصنیف و تالیف کی ہے، جس کی ابتداء سید رشد اللہ شاہ سے ہوئی، جن کی تصنیفات کا ذکر سطور بالا میں کیا گیا ہے۔ نہایت اہم اور بنیادی کام ہے جسے جھنڈا والے سادات نے مرکزِ التفات ٹھہرایا۔

تیسری راہ تدریس کی ہے، جو منزل مقصود تک رسائی کے لیے انتہائی موثر راہ ہے۔ اس کے اثرات نہایت تیزی کے ساتھ ذہنوں میں اپنی جگہ بنا لیتے ہیں اور لوح افکار پر مضبوطی سے مرقم ہو جاتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ان حضرات نے ان تینوں طریقوں سے کام لیا اور اس میں کامیاب رہے۔ ان کی پرخلوص تقریروں اور مواعظ حسنہ نے عوام کے دلوں پر دستک دی اور ان میں اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کا جذبہ ابھرا اور وہ راہِ مستقیم پر قدم فرسا ہوئے۔

ان کی تحریروں نے پڑھے لکھے لوگوں کے قلوب و اذہان کو جھنجھوڑا اور ان میں بیداری کی لہر پیدا کی،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے، اور ان کی کتابیں پڑھ کر ان میں توحید کے داعیے نے کروٹ لی اور ناروا حرکات سے کنارہ کش ہو کر انہوں نے صاف اور سیدھے خطوط کو اپنانے کا عزم کیا۔

ان کی تدریسی مساعی کے فوائد دور دور تک پہنچے۔ اس کی وجہ سے لوگ جہل و نادانی کے دائروں سے باہر نکل کر علم و ادراک کی صاف ستھری وادیوں میں آئے ان کے ذہنوں میں تازگی پیدا ہوئی، خیالات و تصورات کی دنیا بدلی، افکار نے نئی جہت اختیار کی، سوچ بچار میں تغیر رونما ہوا اور فہم و فراست کے زاویوں میں وسعت پیدا ہوئی۔ انہیں اہل علم سے ملاقات کے مواقع میسر آئے اور صحت مندانہ ماحول سے آشنائی کا موقع ملا اور علما سے براہ راست گفتگو کر کے مسائل کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اصل شے علم ہے۔ اگر اس کے حصول کی کوشش کی جائے اور اس کے مختلف گوشوں کو حیطۂ فہم میں لانے کا عزم کر لیا جائے تو لازماً ذہن کی دنیا بدلتی اور غور و فکر کے معیار میں تغیر رونما ہوتا ہے۔ کاروان جماعت نئی منزل کی تلاش کو نکلتا ہے اور قافلۂ افکار جدید جہتوں کا سراغ لگانے کی سعی کرتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ صالحیت شعار لوگوں کی ہم نشینی اور صحبت سے دل میں صالحیت کے جوہر پیدا ہوتے ہیں اور غلط کردار اور بدقماش افراد کی مجلس اختیار کرنا ذہن میں برائی کے جراثیم پیدا کرنے کا باعث ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمارا یہ روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ جو لوگ طلب علم کے لیے علما کے حضور دوزانو ہو کر بیٹھے، وہ بدعات و شرک سے نفور اور توحید و سنت سے متصف ہوئے۔

تبلیغ و اشاعت دین کی ان تینوں طریقوں کے علاوہ اس خاندان کے اکابر میں ایک چوتھا طریقہ بھی تھا جو اپنے اندر بے پناہ اثر رکھتا تھا، اور وہ اب بھی ہے۔ وہ طریقہ تھا ان کے خاندانی اور ذاتی کتب خانوں کا۔ کتب بینی اور مطالعہ کے شائقین ذہنی، فکری اور مسلکی طور پر مخالف ہوں یا موافق، وہ اپنی علمی تشنگی دور کرنے اور ذوق مطالعہ کی تسکین کے لیے کتب خانوں کا رخ کرتے ہیں اور وہاں جا کر اپنی تحقیق و کاوش کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ پیران جھنڈا کو اللہ نے اس نعمت سے نوازا ہے کہ ان کے پاس بڑے بڑے دو کتب خانے ہیں۔ ایک کتب خانہ پیر سید محب اللہ شاہ کا ہے جو ان کے گاؤں میں ہے دوسرا کتب خانہ ان کے چھوٹے بھائی پیر بدیع الدین شاہ کا ہے جو نیو سعید آباد میں قائم ہے۔ تحقیق و کاوش سے دلچسپی رکھنے والے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ ان کتب خانوں کے محتاج ہیں اور وہاں جا کر اپنے ذوق کو سکون کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔

ان کتب خانوں میں آنے والوں سے ہر قسم کی باتیں ہوتی ہیں۔ خالص علمی باتوں کے علاوہ مذہبی اور دینی باتیں بھی ہوتی ہیں۔ مسلکی رجحانات بھی زیر بحث آتے ہیں اور فقہی نوعیت کے مسائل بھی موضوع گفتگو بنتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ سب چیزیں ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہیں اور ذہن کی کیفیت کو منقلب کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔

۱۹۸۲ء کے اکتوبر میں یہ فقیر بھی استاذ محترم حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کی رکاب میں ان حضرات کے کتب خانوں کی زیارت کے لیے حاضر ہوا تھا۔ ہم کراچی سے بذریعہ سڑک نیو سعید آباد آئے۔ سید بدیع الدین شاہ کے دولت کدہ پر گئے تو معلوم ہوا وہ کراچی تشریف لے گئے ہیں۔ کچھ پتا نہیں کب واپس آئیں گے۔ وہاں سے چند میل کے فاصلے پر ان کے برادر کبیر پیر سید محب اللہ شاہ کے مسکن پر گئے تو وہ بھی وہاں نہیں تھے۔ ہم چند منٹ وہاں ٹھہرے اور پھر نواب شاہ چلے گئے۔ نواب شاہ سے لاہور آ گئے۔ افسوس ہے ان کے کتب خانوں کی زیارت نہ ہو سکی۔

ہم گفتگو میں کچھ آگے نکل آئے ہیں۔ سید رشد اللہ شاہ کے تذکرے کے بعد ان کے فرزند ارجمند سید احسان اللہ شاہ کا تذکرہ ہونا چاہیے تھا، جو سید بدیع الدین شاہ کے والد محترم تھے۔ چلیے کوئی بات نہیں، یہ فریضہ اب ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سید احسان اللہ شاہ حدیث کے بہت بڑے عالم، سنت رسول ﷺ کے عاشق صادق، قامع بدعت، متبع احکامِ پیغمبر، داعی توحید اور پر جوش مبلغ اسلام تھے۔ اسماء الرجال کے موضوع پر انہیں سند کی حیثیت حاصل تھی۔ اپنی فضیلتِ علمی اور کمالاتِ بوقلموں کی بنا پر نہ صرف سندھ بلکہ ہندوستان کے تمام دینی حلقوں میں انہیں نہایت اعزاز کا مقام حاصل تھا۔ انہوں نے تحریکِ خلافت میں بھی حصہ لیا اور بعض دوسری تحریکوں میں بھی خدمات سرانجام دیں۔

فتح حجاز کے بعد سلطان عبدالعزیز (ابن سعود) نے ایک خاص حد سے اونچے مشاہد و مزارات کے انہدام کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اس پر متحدہ ہندوستان کے بعض لوگوں نے سلطان کی شدید مخالفت کی تھی لیکن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں کے اہل حدیث علمائے کرام اور مسلک حقہ کے پیروکاروں کی کثیر تعداد نے سلطان کے اس اقدام کو صحیح قرار دیا تھا اور ان کے مخالفین کا سخت مقابلہ کیا تھا۔ سلطان کی حمیت میں ان حضرات نے عوامی جلسوں میں تقریریں کیں، اخبارات میں مضامین شائع کرائے، مختلف زبانوں میں کتابیں لکھیں، اشتہارات چھاپے، چھوٹے بڑے بے شمار رسائل تصنیف کیے، جن میں قرآن وحدیث اور صحابہ وائمہ کے اقوال وارشادات اور اعمال کی روشنی میں سلطان ابن سعود کی سرگرمیوں اور کوششوں کو حق بجانب ثابت کیا۔ اس ضمن میں سندھی زبان میں سید احسان اللہ نے بھی ایک طویل مضمون سپرد قلم کیا اور اسے رسالے کی صورت میں شائع کر کے سندھ کے مختلف علاقوں میں تقسیم کیا۔ انہوں نے دلائل سے ثابت کیا کہ اونچے اونچے مزارات ومشاہد کے انہدام کے بارے میں سلطان کا اقدام عین کتاب وسنت کے مطابق ہے۔ جن مقامات پر شرک وبدعت کے کھلے بندوں ارتکاب ہورہا ہو، لوگ اصحابِ قبور سے استمداد کررہے ہوں اور استعانت کے لیے ہاتھ پھیلا رہے ہوں، جہاں قبوں پر حاضری کو ذریعہ نجات قرار دے دیا گیا ہو، وہاں وہی کچھ کرنا چاہیے، جو ابنِ سعود رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ اس مرض کا اصل اور مؤثر علاج یہی ہے۔

اس موضوع پر جہاں دوسرے حضرات علماء کی مساعی کار آمد ثابت ہوئیں، وہاں سید احسان اللہ شاہ کی کوششوں نے بھی اپنا رنگ دکھایا۔ چونکہ وہ سید تھے اور پیر گھرانے کے جلیل القدر رکن تھے، اس لیے سندھ کے لوگ ان سے بے حد متاثر ہوئے، اور اس معاملے میں انہوں نے شاہ صاحب کی پوری معاونت کی۔ جہاں اور جب ضرورت پڑی وہ اس سید زادے کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوگئے۔

پیر آف جھنڈا کے اس عالم باعمل نے ۱۳/اکتوبر ۱۹۳۸ء کو وفات پائی۔ ان کی وفات پر سید سلیمان ندوی نے ماہنامہ ''معارف'' (اعظم گڑھ) میں تعزیتی شذرہ لکھا جو بعد میں ان کی کتاب ''یادرفتگان'' میں شایع ہوا۔ یہ شذرہ حروف والفاظ کے اعتبار سے بے شک مختصر ہے۔ مگر یہ اختیار اپنے دامن میں بہت سی تفصیلات کو سمیٹے ہوئے ہے اور اس نے تمام ضروری باتوں کا احاطہ کرلیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے ایک سید دوسرے سید کی بارگاہ علم میں کس خلوص اور کس جذبۂ احترام کے ساتھ نذرانۂ عقیدت پیش کرتا ہے۔ عنوان ہے۔ ''پیر احسان اللہ شاہ صاحب''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''علمی حلقوں میں یہ خبر غم وافسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ جھنڈا گوٹھ ضلع حیدرآباد (سندھ) کے مشہور عالم پیر احسان اللہ شاہ صاحب جو قلمی کتابوں کے بڑے عاشق تھے، چوالیس برس کی عمر میں ۱۳/اکتوبر ۱۹۳۸ء کو اس دنیا سے چل بسے۔ مرحوم حدیث و رجال کے بڑے عالم تھے۔ ان کے کتب خانے میں حدیث و تفسیر و رجال کی نایاب قلمی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ ان کے اس شوق کا یہ عالم تھا کہ مشرق و مغرب، مصر و شام، عرب و قسطنطنیہ کے کتب خانوں میں ان کے کاتب و ناسخ نئی قلمی کتابوں کی نقل پر مامور رہتے تھے۔ مرحوم ایک خانقاہ کے سجادہ نشین اور طریق سلف کے متبع اور علم و عمل دونوں میں ممتاز تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم پر اپنے انوار رحمت کی بارش فرمائے......!''

سید احسان اللہ شاہ اپنے علاقے اور زمانے کے اچھے مناظر بھی تھے۔ انہوں نے بدین میں اہل بدعت اور ٹنڈوالہ یار میں قادیانیوں سے مناظرہ کیا اور اللہ نے انہیں کامیابی عطا فرمائی۔

ان کے زمانے میں علاقہ سندھ میں خطبہ جمعہ صرف عربی کے کچھ الفاظ پڑھ لینے کا نام تھا۔ انہوں نے سنت کے مطابق جمعے میں تقریروں کا سلسلہ شروع کیا اور منبر پر حالات کے مطابق ضروری مسائل بیان ہونے لگے۔

پیری مریدی کے باب میں بعض لوگوں میں تصور شیخ کا جو عقیدہ پایا جاتا ہے، اس کی تردید کی اور بتایا کہ یہ عقیدہ سراسر خلاف اسلام ہے اور اس کے ڈانڈے شرک کے ساتھ جا ملتے ہیں۔

''مسلک الانصاف'' کے نام سے سندھی زبان میں ایک کتاب لکھی، جس میں مسلک اہل حدیث وضاحت کے ساتھ بیان کیا اور احادیث صحیحہ و مرفوعہ، اقوال و اعمال صحابہ اور ائمہ حنفیہ کے ارشادات سے ثابت فرمایا کہ نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے، نیز آمین بالجہر پکارنا، رفع الیدین کرنا، اور سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ یہ کتاب چونکہ سندھی زبان میں تھی، اس لیے علاقہ سندھ کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے مطالعہ میں آئی اور ان کے ذہن و فکر میں تبدیلی کا باعث بنی۔

سید بدیع الدین شاہ اسی مرد جلیل کے فرزند ارجمند تھے، جو ۱۰ جولائی ۱۹۲۵ء کو گوٹھ فضل اللہ شاہ (موجودہ گوٹھ قدیم پیر آف جھنڈا) تحصیل ہالا ضلع حیدرآباد (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ شعور کی آنکھیں کھولیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اپنے خاندانی مدرسہ ''دارلارشاد'' میں حصول علم کا آغاز کیا۔ ایک سال میں قرآن مجید پڑھا۔ بعد ازاں دو سال میں سندھی زبان کی کچھ کتابیں پڑھیں۔ یہ ان کی مادری زبان تھی اور گھر میں اور باہر یہی بولی جاتی تھی۔ اس لیے جلد ہی بغیر کسی تکلف اور دقت کے اس کی چند ابتدائی کتابیں پڑھ ڈالیں۔ تقریباً دو سال میں فارسی سے آشنا ہوگئے اور شیخ سعدی کی گلستاں اور بوستاں کے علاوہ بعض اور کتابیں بھی پڑھیں۔ فارسی کی یہ کتابیں اصلاحی اور اخلاقی نوعیت کی تھیں اور اس عہد میں دینی مدارس کے نصاب میں داخل تھیں اور طلبا کو باقاعدہ پڑھائی جاتی تھیں۔ ان کتابوں سے جہاں طلباء کے ذہن وفکر کی اصلاح ہوتی تھی اور ان میں اخلاقی بلندی پیدا ہوتی تھی، وہاں انہیں فارسی نظم ونثر سے تعلق بھی پیدا ہوتا تھا۔

افسوس ہے، اب یہ سلسلہ ختم ہوگیا، ہمارے مدارس میں پہلے کی طرح فارسی نظم ونثر کی کتابیں نہیں پڑھائی جاتیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان مدارس کے طلباء فارسی سے بالکل ناآشنا ہیں۔ فارسی کے ساتھ اردو کا گہرا تعلق ہے، چنانچہ ہم اپنے جماعتی اخبارات ورسائل میں دیکھتے ہیں کہ اردو کے جو مضامین ہمارے علماء و طلباء تحریر فرماتے ہیں ان میں چند دینی مسائل تو ہمیں مل جاتے ہیں، جن سے معلومات میں یقیناً اضافہ ہوتا ہے، لیکن زبان کی چاشنی میسر نہیں آتی اور کوئی ایسا جملہ ہاتھ نہیں آتا جو اردو زبان وادب میں اضافے کا موجب ہوتا ہو۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ فارسی میں ہمارا دینی ذخیرہ بھی ہے۔ معلوم نہیں اسے کیوں نظر انداز کرو یا گیا ہے۔ پھر درس کی متعدد نصابی کتابیں فارسی میں ہیں ان کی جگہ اسی موضوع کی اردو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، یعنی پوری کوشش کی جاتی ہے کہ طلباء فارسی زبان سے شناسا نہ ہوسکیں۔

ہم یہاں درحقیقت عرض یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس کے بعد شاہ بدیع الدین کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ذہانت کا یہ عالم کہ صرف تین مہینے میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ تیرہ برس کو پہنچے تھے کہ والد محترم سید احسان اللہ شاہ چوالیس برس کی جوان عمر میں انتقال کر گئے۔ باپ کی زندگی میں بعض علوم کی کتابیں باپ کی ہدایت اور حکم کے مطابق پڑھی تھیں۔ ان کی وفات کے بعد خود اپنے ذوق اور اساتذہ کے مشورے سے مندرجہ ذیل کتابوں کا انتخاب کیا اور ان کی تکمیل کی۔

قرآنیات کے متعلق، سب سے پہلے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا، پھر تفسیر جلالین اور اس کے بعد تفسیر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیضاوی پڑھی۔

کتب حدیث میں علی الترتیب یہ کتابیں پڑھیں: اربعین نووی، بلوغ المرام، مشکوٰۃ، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، صحیح مسلم، صحیح بخاری، موطا امام مالک، موطا امام محمد، طحاوی کی شرح معانی الآثار کا کچھ حصہ۔

علم فقہ میں قدوری، کنز الدقائق، شرح وقایہ اور شرح ھدایۃ وغیرہ کتابیں پڑھیں۔

اصول فقہ کی اصول شاشی، نور الانوار، تلویح مکمل کیں۔

اصول حدیث میں شرح نخبۃ الفکر، اور مقدمہ ابن الصلاح تک پہنچے۔

عربی ادبیات میں سبعہ معلقات، مفید الطالبین، مقامات جریری اور دیوان متنبّی کا درس لیا۔

علم نحو میں نحو میر سے لے کر شرح جامی تک تمام کتابوں کی تکمیل کی۔

منطق کی شرح تہذیب، اور قطبی وغیرہ درساً درساً پڑھیں۔

علاوہ ازیں عبدالغفور، شرح عقائد نسفی، مختصر المعانی، محیط الدائرہ، شرح چغمینی اور اقلیدس وغیرہ کتابیں پڑھیں۔

شاہ بدیع الدین نے یہ تمام علوم اپنے مدرسے میں پڑھے اور حفظ قرآن سمیت تیئس سال میں ان کی تکمیل کرلی۔ چار سال کی عمر سے لے کر تیرہ سال کی عمر تک بعض علوم کی ابتدائی کتابیں باپ کی زندگی میں پڑھیں۔ ان کی وفات کے بعد دس گیارہ سال میں ابتدائی، متوسط اور انتہائی کتابیں پڑھیں۔

گزشتہ سطور میں ہم اس بات سے تو آگاہ ہو چکے ہیں کہ سید بدیع الدین شاہ صاحب نے تمام درسی کتابیں اپنے ہی مدرسے میں پڑھیں۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ تیئس سال کی عمر میں علوم مروجہ کی تحصیل کر چکے تھے، لیکن اس حقیقت کا انکشاف نہیں ہو سکا کہ کن اساتذہ سے مستفید ہوئے اور کن کے حضور انہوں نے زانوے شاگردی تہہ کیا۔ آیئے اب اس ضروری سوال کا جواب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اساتذہ کی فہرست میں ہمارے سامنے سب سے پہلے مولوی محمد امین کچھی کا نام آتا ہے۔ ان سے انہوں نے بالکل ابتدائی عمر میں بغدادی قاعدہ پڑھا۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہیے کہ حصول علم کا آغاز انہوں نے اسی عالم سے کیا۔ یہ بھی ایک سانحہ ہے کہ اپنے اس لائق شاگرد کو تعلیم کی راہ پر لگانے کے تھوڑا عرصہ بعد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اس دنیا سے رخصت ہوگئے تھے۔

مولوی محمد امین کے بعد ہماری نظر ماسٹر عبدالکریم پر پڑتی ہے، جو نواب شاہ کے رہنے والے تھے۔ ان سے شاہ صاحب نے سندھی زبان کی چند ابتدائی درسی کتابیں پڑھیں۔

جن اساتذہ کرام سے انہوں نے درسی کتابوں کی تکمیل کی، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مولوی محمد اسماعیل بن عبدالخالق افغانی سندھی: مدرسہ دارالارشاد کا اہتمام انہی کے ہاتھ میں تھا، بنیادی طور پر یہ حنفی المسلک تھے، لیکن بدیع الدین کے والد سید احسان اللہ شاہ سے بہت متاثر تھے، لہٰذا متعدد مسائل میں اہل حدیث کے ہم نوا تھے اور ان پر عامل۔

۲۔ مولانا ولی محمد بن محمد عامر قوم کیریہ: یہ بھی حنفی ہونے کے باوجود عمل بالسنۃ میں اہل حدیث کو ترجیح دیتے تھے۔ اس کی وجہ بھی سید احسان اللہ شاہ کی رفاقت اور ان کا تاثر تھا۔

۳۔ مولوی محمد عمر: مسلکاً یہ بھی حنفی تھے، لیکن ان کا ذہن تعصب سے پاک تھا اور عام مسائل میں اہل حدیث کے نقطہ نظر کو مبنی برصحت قرار دیتے تھے۔ نواب شاہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد کا اسم گرامی مولوی عبدالغنی تھا وہ بھی حنفی المسلک تھے لیکن اتباع سنت ان کی زندگی کا لازمی جز تھا۔ حنفی مسلک کے مقابلے میں متعدد فقہی مسائل میں مسلک اہل حدیث کو راجح مانتے تھے۔

۴۔ مولوی محمد خلیل لدھیانوی: اصلاً لدھیانہ (مشرقی پنجاب) سے تعلق رکھتے تھے، لیکن اب خیر پور (سندھ) میں اقامت گزیں تھے۔ ان کے والد گرامی کا نام محمد سلیم تھا۔ مولوی محمد خلیل نہایت متعصب حنفی تھے۔ حدیث رسول ﷺ کی تعلیم کے بارے میں ان کا یہ عجیب طرز عمل تھا کہ جب ان کے شاگرد سید بدیع الدین شاہ حدیث کی کوئی کتاب پڑھنے کا ارادہ کرتے تو یہ انہی روک دیتے۔ فرماتے حدیث بڑا مشکل علم اور نازک فن ہے۔ تم اسے سمجھنے کی سکت نہیں رکھتے۔ کتب حدیث کے علاوہ دوسرے فنون کی کتابیں پڑھو، وہ تمہارے لیے فائدہ مند ثابت ہوں گی۔ مدرسے کے دوسرے اساتذہ کو بھی وہ حدیث پڑھانے سے روکتے تھے۔ لیکن شاہ صاحب کے خاندان کے بزرگوں میں چونکہ حدیث پیغمبر سے محبت و ربط کا ایک قابل رشک سلسلہ چلا آ رہا تھا، اس لیے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اپنے لیے حدیث کی تعلیم کو فرض ٹھہرالیا اور اللہ نے اس میں ان کو کامیابی سے نوازا۔

پھر ایک وقت آیا کہ خود استاد گرامی مولانا محمد خلیل سے ان کے شاگرد (بدیع الدین) کی بعض مسائل سے متعلق طویل گفتگو ہوئی اور لائق شاگرد نے عالی قدر استاذ کی تمام لوازم احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان سے گفتگو کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ استاذ گرامی نے شاگرد کی گزارشات کو لائق اعتنا گردانا اور ان کے نقطۂ نظر کو حدیث وسنت کی روشنی میں صحیح قرار دیا۔

۵۔ مولوی محمد عبداللہ کھڈھڑی: بہت اچھے مدرس اور معروف عالم تھے۔ حنفی تھے لیکن غیر حنفی، تقلید کو سخت الفاظ میں نشانہ تنقید بناتے تھے۔ احناف اور اہل حدیث کے اختلافی مسائل میں اہل حدیث کے موقف کو صحیح سمجھتے تھے۔

۶۔ مولوی شفیع محمد سکرنڈی

۷۔ مولوی عبدالرحمٰن رام پوری

۸۔ حافظ محمد امین منوہ کچھ بھج

۹۔ مولوی محمد ایوب (افغانستانی)

۱۰۔ مولانا محمد مدنی

۱۱۔ مولانا محمد سلطان کوریجہ (ہالا)

۱۲۔ مولوی محمد نور عیسیٰ خیلوی

۱۳۔ مولوی قطب الدین ہالیجوی

۱۴۔ مولوی بہاء الدین جلال آبادی (افغانستان)

۱۵۔ مولوی ولی محمد ماتلی

۱۶۔ مولوی محمود احمد لدھیانوی

۱۷۔ سید محب اللہ شاہ راشدی: سید بدیع الدین شاہ کے برادر کبیر

اندازہ کیجئے یہ کتنا بڑا مدرسہ ہوگا جو سید بدیع الدین شاہ کے اسلاف نے جاری کیا تھا اور جس میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افغانستان تک کے مدرسین خدمتِ تدریس سرانجام دیتے تھے۔ پنجاب کے ذی احترام معلمین بھی اس مدرسے میں طلباء کو پڑھانے پر مامور تھے۔ جس مدرسے میں اٹھارہ بیس مدرس ہوں، ظاہر ہے اس میں طلباء بھی بہت بڑی تعداد میں تحصیل علم کرتے ہوں گے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ معلمین اور طلبا کے تمام اخراجات شاہ صاحب کے اکابر ادا کرتے تھے۔ مدرسین کی خدمت کے ذمے دار بھی وہی تھے اور طالب علموں کے مصارف کا بار بھی وہی برداشت کرتے تھے۔ عربی اور دینی مدارس میں طلبا کے اکل وشرب کا انتظام بھی مدرسہ کرتا ہے، نصابی کتابیں بھی وہی مہیا کرتا ہے اور دوسرے چھوٹے بڑے اخراجات بھی وہی پورے کرتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی سنتے جایے کہ شاہ صاحب نے اپنے زمانہ طالب علمی میں عربی میں ایک رسالہ "الاختلاف رد الاحناف" کے نام سے لکھا تھا، اس رسالے میں جن مسائل کی وضاحت کی گئی تھی وہ تھے۔ فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، وضع الیدین علی الصدر اور ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت کرانا وغیرہ۔ اس رسالے میں ان مسائل سے متعلق معترضین کے اعتراضات کا پورا جائزہ لیا گیا تھا اور ہر بات واضح طور سے مدلل بیان کی گئی تھی۔ افسوس ہے وہ مسودہ گم ہوگیا اور تلاش بسیار کے باوصف مل نہ سکا۔ اس رسالے کی تسوید و تصنیف میں ان کے فاضل استاذ مولانا محمد عبداللہ نے ان کی مدد کی تھی اور بعض مقامات پر عربی عبارات کی تصحیح فرمائی تھی۔

گزشتہ سطور میں شاہ صاحب کے جن اساتذہ کا ذکر کیا گیا ہے، ان سے انہوں نے اپنے خاندانی مدرسہ "دارلارشاد" میں تعلیم حاصل کی تھی، جو چند ایک کے سوا سب حنفی تھے۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے علمائے اہل حدیث کے باب عالی پر دستک دی اور ان سے سند اجازہ سے متفخر ہوئے۔ وہ حضرات مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ حضرت مولانا ابو محمد عبدالحق بہاول پوری: یہ درحقیقت (سابق ریاست) بہالوپر کے مشہور شہر احمد پور شرقیہ کے رہنے والے تھے۔ بہت بڑے عالم تھے، علوم حدیث میں خاص طور سے مہارت رکھتے تھے۔ اپنے وطن سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے تھے، اس لیے انہیں مولانا عبدالحق مہاجر مکی کہا جانے لگا۔ بے شمار طلبا نے ان سے استفادہ کیا۔ اس عالم اجل نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ ہمارے ممدوح شاہ بدیع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدین شاہ صاحب نے ان سے سند حدیث لی۔ یہ بہت بڑا اعزاز تھا جو شاہ صاحب کے حصے میں آیا۔

۲۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری: آزادی برصغیر سے قبل شاہ صاحب نے امرتسر کا قصد بھی کیا۔ وہاں حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے سند حدیث حاصل کی۔

۳۔ حضرت حافظ عبداللہ روپڑی: برصغیر کے علمائے اہل حدیث میں حضرت مولانا حافظ عبداللہ روپڑی نے بڑی شہرت پائی۔ حدیث اور اس سے متعلقہ علوم میں انہیں جو عبور حاصل تھا اس کا ہر اس شخص کو اعتراف ہے، جو علم اور علما سے تھوڑا بہت رابطہ رکھتا ہے۔ حضرت حافظ صاحب روپڑ سے امرتسر تشریف لے گئے تھے۔ شاہ صاحب ان کی خدمت میں گئے اور ان سے حدیث میں حصول سند کی درخواست کی جو انہوں نے از راہ کرم منظور فرمائی اور انہیں سند عطا کی گئی۔ (مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا حافظ عبداللہ روپڑی کے حالات کے لیے اس فقیر کی تازہ تصنیف ''بزم ارجمنداں'' ملاحظہ فرمایئے جو مکتبہ قدوسیہ 'غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور نے شائع کی ہے۔)

۴۔ غزنوی علما نے افغانستان سے امرتسر آکر ایک دینی مدرسہ جاری کیا تھا جس نے مدرسہ غزنویہ سلفیہ کے نام سے شہرت پائی۔ یہ مدرسہ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی، مولانا عبدالجبار غزنوی اور دیگر غزنوی علماء عظام کی یادگار ہے تقسیم ملک کے بعد یہ مدرسہ ''دارالعلوم تقویۃ الاسلامیۃ'' کے نام سے لاہور میں جاری ہے اور اس کی خدمت کی حدیں بڑی وسیع ہیں۔ امرتسر میں جن جلیل القدر علما نے اس میں حصول علم کیا اور پھر اس میں تدریسی خدمات سرانجام دیں، ان میں حضرت مولانا نیک محمد رحمہ اللہ کا اسم گرامی ابھرا ہوا نظر آتا ہے۔ ہمارے ممدوح سید بدیع الدین شاہ صاحب نے ان کی بارگاہ علم کی طرف بھی شد رحال کیا اور ان سے سند حاصل کرنے کے لیے درخواست گزار ہوئے۔ انہوں نے ان کی درخواست کو شرف قبول بخشا۔ پہلے سنن ابی داؤد کی چند حدیثیں سماعت فرمائیں، پھر بہ غرضِ امتحان چند سوالات کیے۔ شاہ صاحب نے ان کے جواب دیے تو حضرت مولانا نے سند عنایت فرمائی۔

۵۔ آزادیٔ برصغیر سے قبل شاہ صاحب ایک مرتبہ عازم دہلی ہوئے تو وہاں حضرت مولانا ابوسعید محمد شرف الدین دہلوی کے آستانہ فیض پر حاضری دی۔ ان کا مدرسہ سعیدیہ پھاٹک حبش خان میں جاری تھا۔ یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقیر بھی ۱۹۴۲ء کے مارچ میں ان کو نیاز مندانہ سلام عرض کرنے کے لیے وہاں حاضر ہوا تھا۔ حضرت مولانا علم واخلاق اور حلم وانکسار کا نہایت دلآویز مجموعہ تھے۔ اللہ نے ان کو حسن صورت سے بھی نوازا تھا اور چھوٹوں پر شفقت وکرم کی نعمت بھی بہت بڑی مقدار میں عطا فرمائی تھی۔ تقسیم ملک کے بعد وہ پاکستان تشریف لے آئے تھے۔

اس وقت سید بدیع الدین شاہ اپنے مدرسے کی مسند اہتمام پر فائز تھے۔ مہتمم کی حیثیت سے انہوں نے حضرت مولانا کی خدمت میں اپنے مدرسے میں سلسلہ تدریس سرانجام دینے کی درخواست کی جو انہوں نے منظور فرمائی، کچھ عرصہ وہ اس مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔ اس اثناء میں ان سے سند حدیث لی۔

شاہ صاحب کے جدامجد سید رشد اللہ شاہ صاحب کے زمانے میں مولانا عبیداللہ سندھی بھی ان کے گاؤں پیر جھنڈا کے مدرسہ ''دارلارشاد'' میں فریضہ تدریس انجام دیتے رہے تھے۔ اس لیے اس مقام اور مدرسے سے انہیں ہمیشہ قلبی لگاؤ رہا۔

مولانا سندھی طویل عرصے کی جلا وطنی کے بعد دہلی آئے تو شاہ بدیع الدین نے ان کو خط لکھا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ ہم لوگ آپ سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ تشریف لائے اور کچھ عرصہ وہاں رہے۔ تدریس قرآن کے سلسلے میں ان کا ایک خاص انداز تھا۔ ان کے حلقہ درس میں شاہ صاحب کے علاوہ ان کے برادر کبیر سید محبّ اللہ شاہ بھی شریک ہوتے تھے۔ کبھی بعض اور حضرات بھی آجاتے تھے۔ یہ مولانا سندھی کی زندگی کا آخری زمانہ تھا۔ قرآن مجید کے آخری پارے کی چند چھوٹی سورتوں کا انہوں نے اپنے انداز خاص میں درس دیا۔ شاہ صاحب چون کہ فن اسماء الرجال سے بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے، اس لیے مولانا سندھی بھی ان سے متاثر ہوئے اور اس فن سے متعلق کچھ باتیں بیان کیں۔ قرآن کی طرح اس باب میں بھی ان کا اپنا خاص اسلوب گفتگو تھا۔ (مولانا عبیداللہ سندھی کے متعلق میں نے ایک طویل مضمون اپنی کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' میں لکھا ہے، یہ کتاب مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور کی طرف سے کچھ عرصہ قبل دوسری دفعہ شائع ہوئی ہے)

شاہ صاحب کی زندگی کے کئی پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔ تصنیف وتالیف کا پہلو، وعظ وتقریر کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلو اور درس وتدریس کا پہلو۔ سب سے پہلے ہم ان کے درس وتدریس کے پہلو کا جائزہ لیں گے۔ بے شک انہوں نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ لیکن یہ ایک محدود سلسلہ تھا اور اس محدودیت میں بھی باقاعدگی نہیں پائی جاتی تھی۔ ان کی طالب علمی کا دور ہمیں بتاتا ہے کہ جب وہ بڑے درجے میں پہنچے تو انہوں نے چھوٹے درجوں کے طلباء کو پڑھانا شروع کردیا تھا۔ بہت سے طلبہا کو انہوں نے صرف ''نحو'' عربی ادبیات اور حدیث وفقہ کی ابتدائی کتابوں کا درس دیا۔ ان کے طریق درس سے طلباء بھی مطمئن تھے اور اساتذہ بھی۔۔۔ا

جب وہ طالب علمی کے دور سے نکلے اور فارغ التحصیل ہوئے تو اپنے آبائی مدرسے دارالارشاد میں مسند تدریس آراستہ کی اور مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھانا شروع کیں۔ لیکن اسی دور میں لوگوں نے ان کے خلاف محاذ قائم کرلیا۔ محاذ قائم کرنے والے کون لوگ تھے؟ وہ تھے اہل بدعت، پیری مریدی سے ربط و علاقہ رکھنے والے، اتباع سنت سے کنارہ کش اور توحید الٰہی سے عملاً دور......!

شاہ صاحب کا نہج اور طریق تبلیغ کچھ ایسا تھا کہ وہ بلند آہنگی اور پوری طاقت کے ساتھ قرآن و حدیث کے حوالے سے بات کرتے تھے اور لوگ ان سے متاثر ہوکر صراطِ مستقیم کو اپناتے اور برائی سے تائب ہوتے تھے۔ یہ بات بدعت شعار گروہ کے سراسر خلاف جاتی تھی۔ اس لیے شاہ صاحب کی مخالفت اور ان سے محاذ آرائی ان کے نزدیک ضروری تھی۔ مسئلہ خالص معاشی اور معاشرتی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ ان کی تبلیغ و تقریر سے جن لوگوں کی معاشی حالت پر زد پڑتی تھی، آمدنی کے ذرائع مسدود ہوتے تھے اور معاشرے میں ان کے غلط احترام اور آؤ بھگت کے سلسلے ختم ہوتے تھے، وہ انہیں ہرگز برداشت نہیں کرسکتے تھے اور نہیں کیا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اپنے آبائی گاؤں کی سکونت ترک کرکے سعید آباد کے قریب نیا گاؤں آباد کیا اور اس کا نام ''نیوسعید آباد'' رکھا۔ یہاں انہوں نے ''مدرسہ محمدیہ'' کے نام سے ایک دارالعلوم قائم کیا، جس میں منتہی طلباء کو تفسیر ابن کثیر اور صحیح بخاری وغیرہ انتہائی کتابوں کی تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا۔ یہاں بھی انہیں شدید مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا، تاہم یہاں ان کا محدود تدریس کا سلسلہ کئی سال جاری رہا اور اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔

یہ محدود و مگر مفید ترین سلسلہ جاری تھا کہ مکہ شریف سے دارالحدیث کے اصحاب انتظام کی طرف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے انہیں کتب حدیث پڑھانے کے لیے دعوت دی گئی جو انہوں نے منظور فرمائی اور وہ دار الحدیث مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے۔ ایک سال وہاں رہے اور متعدد طلباء نے ان سے حدیث کی بعض کتابوں کا درس لیا اور متعلقات حدیث کے سلسلے میں معلومات حاصل کیں۔

بعد ازاں مجلس القضاء الاعلیٰ کے رئیس شیخ عبداللہ بن حمید کی درخواست پر اپنی خدمات معہد الحرام کے سپرد کر دیں۔ کم و بیش دو سال وہاں تدریسی خدمات انجام دیں۔ وہاں سے وطن واپس تشریف لے آئے۔ یہاں آ کر اپنے آپ کو تبلیغی اور تصنیفی خدمات کے لیے وقف کر دیا۔ تدریس کا کام برائے نام تھا۔ کوئی طالب علم حدیث کی کوئی کتاب پڑھنا چاہتا تو اسے پڑھا دیتے۔ مستقل طور پر تدریس نہیں کی۔ واقعہ یہ ہے کہ مستقل طور پر لمبا عرصہ انہوں نے کبھی بھی تدریس نہیں کی۔ بس چند سال کے لیے وہی تدریس کی جس کا ذکر گزشتہ سطور میں کیا گیا ہے۔

ان کی مدت تدریس اگرچہ بہت کم اور بہت محدود ہے تاہم اس محدود اور کم مدت میں بھی ان سے بہت سے علماء وطلباء نے استفادہ کیا، جن میں حجاز کے اہل علم بھی شامل ہیں، نجد، طائف، لیبیا، عراق، کویت، دوبئی، قطر، مصر اور افریقی ملکوں کے شائقین علم کے نام بھی آتے ہیں۔ ان کے شاگردوں میں بعض حضرات مدینہ یونیورسٹی میں خدمت تدریس انجام دینے پر مامور ہوئے۔ بعض کو مکہ مکرمہ، جدہ اور ریاض کی جامعات میں بہ حیثیت استاد متعین کیا گیا۔ پاکستان اور ہندوستان کے طلباعلم نے بھی بڑی تعداد میں ان کے حضور زانوئے شاگردی تہہ کیا۔ جنہوں نے آگے چل کر عمل وحرکت کے مختلف میدانوں میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے۔

آیئے اب سید بدیع الدین کی تبلیغی سرگرمیوں کا پتا کرتے اور ان کے وعظ وتقریر کی طرف آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس میدان میں انہوں نے کیا کارنامے سرانجام دیے؟ کس طرح مخالفین کا مقابلہ کیا اور اس ضمن کیا تکلیفیں برداشت کیں؟ لیکن اس موضوع کی وضاحت کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ سندھ کا علاقہ پیروں سے بھرا پڑا ہے۔ جدھر دیکھو خانقاہیں، جس طرح دھیان کرو، پیروں کے مراکز اور مردوں کے مزار، جس جانب نظر اٹھاؤ بڑی بڑی گدیوں کے پشتینی مالکوں کی محفلیں جمی ہوئیں اور سجادہ نشینوں کے جمگھٹے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عروج پر۔ یہاں کے پیر، پیر بھی ہیں اور وڈیرے بھی۔ کوئی ان سے ہم کلام ہونے اور ان کے حضور زبان سے اونچی آواز نکالنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ ان سے مخاطب ہو کر حق بات کہنا اور ان کی بارگاہ میں برائی کو برائی قرار دینا اور نیکی کو نیکی سے تعبیر کرنا، بسا اوقات ناقابل معافی جرم قرار پاتا ہے۔ پیر کے دربار میں زبان پر خاموشی کی مہر لگا لینا اور لبوں پر سکوت کا قفل چڑھا لینا واجبات میں شامل ہے۔ ایسا نہیں کرو گے تو مجرم ٹھہرائے جاؤ گے۔ ان کے نزدیک برائی وہی ہے جسے وہ برائی قرار دیں اور نیکی وہ ہے جس پر وہ نیکی کی مہر لگائیں۔ اس معاملے میں ''مستند ہے میرا فرمایا ہوا'' کی سی کیفیت ہے۔

اس بے رحم فضا، خدا اور رسول ﷺ کے احکام سے کنارہ کش ماحول میں ہمارے پیر سید بدیع الدین شاہ نے شعور کی دہلیز پر قدم رکھا اور عقل و خرد کی وادی میں داخل ہوئے۔ پھر کتاب و سنت کی تعلیم حاصل کی تو اس کی تبلیغ پر کمربستہ ہوگئے۔ وہ صرف نفی کے واعظ نہیں تھے کہ لوگوں سے کہیں یہ نہ کرو اور یہ نہ کرو۔ فلاں کام کو ترک کردو اور فلاں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ بلکہ ان کے طرق کلام میں اثبات وافر مقدار میں پایا جاتا تھا۔ وہ اعلان کرتے تھے کہ اللہ کے احکام کو مانو اور اللہ کے احکام یہ ہیں اور ان کے ماننے اور ان پر عمل کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو دل و جان سے تسلیم کرو اور ان کے آگے قبول و رضا کی گردن جھکا دو۔

ظاہر ہے جب اثبات کی بات ہوگی تو اس میں نفی بھی آئے گی اور لازماً یہ کہا جائے گا۔ کہ فلاں کام کرو اور فلاں نہ کرو اور اس سے دور ہٹ جاؤ۔ اس طرح نفی کا وعظ ہوگا تو اس میں اثبات کا عنصر بھی جلوہ گر ہوگا، یعنی جب واعظ صدا دے گا کہ فلاں فلاں حرکات سے اپنا دامن عمل بچالو، تو وہ ضمناً یہ آہنگ بھی بلند کرے گا کہ فلاں فلاں عمل کو حرز جاں بنالو اور اس سے وابستگی اختیار کرو۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیے کہ تبلیغ وتقریر کے اسٹیج پر نفی اور اثبات قدم سے قدم ملا کر برابر برابر چلیں گے۔ نہ نفی کو ترک کر کے محض اثبات کو کافی سمجھا جائے گا اور نہ اثبات کو نظر انداز کر کے نفی کو حرف آخر قرار دیا جائے گا۔ اس راہ میں دونوں کی حیثیت مساوی ہوگی۔ یعنی مساوات کا قانون چلے گا اور وہی سکہ رائج الوقت کہلائے گا۔ سب کو معلوم ہے نیگیٹو اور پازیٹو (Negative & Positive) کے ملاپ سے بجلی پیدا ہوتی ہے اور اس کے قمقمے گھروں اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گلیوں میں روشنی پھیلاتے ہیں۔ اکیلا نیگٹو اور تنہا پازیٹو کسی کام میں نہیں آتے۔ اس طرح تبلیغ دین میں دونوں کا اجتماع ہوگا تو انسانی ذہن میں اس کے اثرات پھیلیں گے اور افکار کو منور کریں گے۔ یہاں یہ عجیب فارمولا ہے کہ اجتماع ضدین اثبات کا کام دیتا اور ذہنوں میں نکھار پیدا کرتا ہے۔

بہرحال ہمارے سید بدیع الدین شاہ کو تبلیغ دین کے لیے نہایت سنگلاخ اور انتہائی بجر زمین ملی۔ لیکن انہوں نے اس کی آب یاری کی اور اس میں ہل چلایا۔ بے شک اس میں انہیں بے حد محنت کرنا پڑی۔ اس سے گھاس پھوس نکالنے کی سعی کی، ان خشک اور بے فائدہ چھوٹے بڑے درختوں کو کاٹنے کا عزم کیا جن کی جڑیں دور تک پھیلی ہوئی تھیں اور روز بروز پھیلتی جارہی تھیں۔ ان کے اس اقدام سے صاف ذہن کے لوگ متاثر ہونے لگے اور متاثر ہوئے۔ ان کے دماغوں میں تازہ ہوا کے خوش گوار جھونکے آئے تو انہیں سکون قلب اور اطمینان فکر حاصل ہونے لگا۔

شاہ صاحب نے بڑا اخاذ اور تیز ذہن پایا تھا۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے کیجئے کہ انہوں نے ۱۹۴۸ء میں یعنی تقسیم ملک سے ایک سال بعد صرف تین مہینوں میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔ یہ وہ دور تھا جب وہ تبلیغی دورے بھی کرتے تھے اور بعض دیگر علمی اور گھریلو مصروفیات بھی ساتھ ساتھ چلتی تھیں۔ قرآن مجید کی مختلف سورتیں انہوں نے کس طرح سے یاد کیں؟ سنیے!

☆ پارہ اول پہلے یاد کیا۔

☆ پھر سورہ ہود سے آخر تک تمام سورتیں حفظ کرلیں۔

☆ سورہ نور ایک سفر کے دوران اونٹ پر یاد کی۔

☆ دوسرے پارے سے سورہ یونس کے آخر تک بعض سورتیں تین تین دن میں یاد کیں۔

☆ سورہ مائدہ دو دن میں یاد کی۔

☆ سورہ انعام اور سورہ اعراف تین تین دنوں میں حفظ ہوئیں۔

☆ سورہ انفال ایک دن میں۔

☆ سورہ توبہ ایک دن میں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ سورہ یونس ایک دن میں۔

اس طرح انہوں نے پورا قرآن مجید تمام ضروری مشاغل کے باوصف نہایت مختصر مدت میں حفظ کر لیا۔

اب اس طرف آیئے کہ انہوں نے وعظ و تبلیغ کا آغاز کب کیا اور پھر کس طرح منزل بمنزل یہ سلسلہ آگے بڑھا اور اس کے کیا نتائج نکلے؟

طالب علمی کے زمانے میں ہر جمعرات کو نماز ظہر کے بعد طلباء کو تقریر کی مشق کرائی جاتی تھی تا کہ آئندہ تبلیغ دین کے محاذ پر آ سکیں۔ شاہ صاحب نے بھی ایک مرتبہ سورہ اخلاص کا ترجمہ سنایا تھا لیکن سب سے پہلی تقریر جسے عوامی تقریر کہنا چاہیے تقریباً چودہ سال کی عمر میں کی۔ ہوا یہ کہ نماز جمعہ کے بعد انہیں مجبور کر کے منبر پر کھڑا کر دیا گیا۔ لیکن حاضرین کا ذہن پر اس قدر رعب پڑا کہ زبان سے کوئی لفظ بولنے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی۔ ان کے بڑے بھائی سید محب اللہ شاہ بھی سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی وجہ سے مرعوبیت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ لوگوں کے اصرار پر خطبہ مسنونہ کے بعد سورہ مومنون کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی اور پھر ان کے ترجمہ و تشریح کی طرف آئے۔ جو باتیں کیں وہ جھجک اور مرعوبیت کی حالت میں کیں۔ لیکن حاضری اس سے بہت متاثر ہوئے۔ بالخصوص بڑے بھائی نے نہایت مسرت کا اظہار کیا اور خوب داد دی۔ اس کے بعد تقریروں کا سلسلہ باقاعدہ شروع ہو گیا۔ تبلیغی ضرورت کے پیش نظر آیات و احادیث یاد کر لیں۔ تھوڑے ہی عرصے میں اردگرد کے دیہات اور قصبات و بلاد میں خطبات جمعہ کے لیے آنے جانے لگے تبلیغی ضرورتوں نے وعظ و تقریر کا دائرہ وسیع کر دیا۔

جس علاقے سے ان کا تعلق تھا، اس علاقے میں چونکہ بنیادی کام توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعات کی تردید کا تھا، اس لیے ان کی تقریروں کا زیادہ تر موضوع یہی رہا۔ اسی موضوع کو پھیلا کر انہوں نے لوگوں کو قرآن و حدیث پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی اور معاشرے میں جن رسوم و عوائد سے اخلاق اور شرعی بگاڑ پیدا ہو چکا تھا، ان کی نشان دہی کی اور اس کے مقابلے میں لوگوں کو قرآن و حدیث کے صاف ستھرے اور واضح احکام کی پیروی کی طرف بلایا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر وہاں کے پیروں نے خاص طور پر شاہ صاحب کی مخالفت کی۔ ان کی برادری کے سرکردہ ارکان کو اس طرف توجہ دلائی اور کہا کہ وہ اس قسم کی تقریروں سے انہیں روکیں۔ انہیں دھمکیاں دیں، لڑائی جھگڑے تک معاملہ پہنچانے کی کوشش کی، ان پر فتوے لگائے، وفود کی صورت میں لوگ ان کے پاس آئے اور انہیں وعظ و تقریر کا سلسلہ بند کرنے کے لیے کہا۔ اس موضوع پر نرمی سے بھی گفتگو کی گئی اور سختی کا مظاہر بھی کیا گیا۔ لیکن وہ اپنے موقف پر قائم رہے اور پوری استقامت کا ثبوت بہم پہنچایا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی تقریروں کے اثرات پھیلتے گئے اور انہوں نے اپنی تبلیغی مہم کو ہر صورت میں جاری رکھا۔

مخالفت کا سلسلہ اتنا دراز ہوا کہ اپنے آباؤ اجداد کی جاری کردہ درس گاہ اور خود اپنا آباد کردہ گاؤں چھوڑ کر جب وہ اپنی نئی آبادی نیو سعید آباد میں آئے تو وہاں سے بھی نکالنے کی جدوجہد کی گئی اور اس کے لیے غیر قانونی ذرائع اختیار کر کے انہیں مشکلات میں پھنسانے کا منصوبہ بنایا گیا۔ مگر اللہ نے ان کو تمام مشکلات سے محفوظ رکھا۔ ذہنی کوفت بے شک ہوئی۔ مالی نقصان بھی ہوا، مگر انہوں نے لوگوں سے ڈر کر اور سہم کر نیو سعید آباد کی سکونت ترک نہ کی۔ وہاں رہ کر اپنا تبلیغی سفر جاری رکھا اور جس مقصد کو زندگی کا نصب العین بنالیا تھا، اس پر ہر حال میں قائم رہے۔

قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور پھر خوف زدہ کرنے کے لیے خطوط لکھے گئے، جھوٹے مقدمے قائم کرنے کی سازشیں کی گئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر خوف، ہر دھمکی اور سازش سے ان کی حفاظت فرمائی۔

پھر ایک وقت آیا کہ ظاہری مخالفت ترک کر کے خوشامدی رنگ اختیار کیا گیا اور منت سماجت کے ذریعے ان کی زبان بند کرانے کی تجویزیں سوچی گئیں، لیکن اس کا بھی ان پر کوئی اثر نہیں ہوا، اور وہ بدستور اپنی جدوجہد میں مشغول رہے۔

ایک حربہ استعمال کیا گیا کہ حکومت سے ان کی تقریروں پر پابندی لگانے کی درخواست کی گئی اور کہا گیا کہ ان کی تقریروں سے فرقہ وارانہ فضا مکدر ہونے اور باہمی جھگڑے فساد کا خطرہ ہے لہٰذا انہیں تقریر کرنے سے روکا جائے۔ ضلعی حکام کی طرف سے ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں داخل ہونے کی ممانعت کے احکام جاری کرانے کا سلسلہ بھی زیر غور آیا، اور اس کے لیے متعلقہ حکام سے رابطے پیدا کیے گئے۔ تقریروں کے ٹیپ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدہ کیسٹ منگوا کر ذمہ دارانِ حکومت کو سنائے گئے تاکہ حکومت کو پتا چلے کہ یہ زبان کے کس درجہ سخت ہیں اور ان کی تقریروں کا سلسلہ جاری رہنے سے فرقہ وارانہ فضا کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ لیکن یہ چال بھی کامیابی سے ہم کنار نہ ہو سکی۔ ہر سازش کے مقابلے میں تقریروں کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور ان کے اثرات میں وسعت پیدا ہوتی گئی۔ یعنی ہر مخالفانہ تدبیر، ہر منصوبے اور ہر سازش کے نتیجے میں۔ ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' والا معاملہ ظہور پذیر ہوتا گیا۔

وہ کلمہ حق بلند کرنے اور اپنی آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچانے میں نہایت جری، بہادر، دلیر، بے خوف اور بے باک تھے۔ اس ضمن میں کوئی دھمکی، کوئی حرص، کوئی لالچ اور کوئی منت خوشامد ان کا راستہ نہیں روک سکتی تھی اور نہیں روک سکی۔

سندھ سے باہر سب سے پہلے انہوں نے تقسیم ملک سے دو سال قبل ۱۹۴۵ء میں موجود جغرافیائی اعتبار سے مشرقی پنجاب کے ضلع گورداس پور کے شہر بٹالہ کی جماعت اہل حدیث کی دعوت پر وہاں کے جلسے میں شرکت فرمائی اور اہل حدث کے امتیازی مسائل کے موضوع پر ایک لکھی ہوئی تقریر پڑھی۔ تقریر کا عنوان تھا ''احسن الدلائل علی بعض المسائل'' تقریر اردو میں تھی۔ اس جلسے میں انہیں سندھ سے باہر کے بعض جید علمائے اہل حدیث سے ملاقات کا موقع ملا۔ اس سے اگلے سال یعنی ۱۹۴۶ء کے جلسے میں بھی انہیں بٹالہ کی جماعت اہل حدیث کے جلسے میں شمولیت کی دعوت دی گئی تھی اور وہ شامل ہوئے تھے، لیکن بٹالہ جانے سے قبل وہ علامہ عبدالرحمٰن نو مسلم کی دعوت پر دہلی گئے، دہلی وہ پہلی دفعہ گئے تھے (اور شاید یہ آخری دفعہ بھی تھی) وہاں وہ دس روز رہے اور مختلف علمائے کرام سے ملاقات کیں۔ ان کی ملاقات وہاں علامہ موسیٰ جار اللہ سے بھی ہوئی جو روس کے ممتاز و مشہور عالم تھے اور ان دنوں دہلی میں قیام فرما تھے۔ ان سے شاہ صاحب کی تین گھنٹے عربی زبان میں گفتگو ہوئی۔ اس لیے کہ وہ اردو نہیں جانتے تھے۔ اثنائے گفتگو میں کئی اصولی اور فروعی مسائل زیر بحث آئے۔ اس وقت شاہ صاحب کی عمر صرف اکیس برس تھی۔

دہلی سے وہ امرتسر پہنچے اور مولانا ثناء اللہ کے مہمان رہے۔ اس اثناء میں متعدد مسائل میں ان سے استفادہ کیا۔ وہاں کے دیگر علمائے کرام سے بھی ملاقاتیں ہوئیں اور بعض امور میں ان سے بات چیت کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مواقع میسر آئے۔

امرتسر سے وہ بٹالہ آئے اور وہاں کے اجتماع میں شرکت فرمائی۔ اس اجتماع کے ایک اجلاس کی صدارت بھی کی اور فرقہ ناجیہ کے موضوع پر مختصر سی تقریر بھی ارشاد فرمائی۔ جلسے کے اصحاب انتظام کے اصرار پر ''مسلک اہل حدیث کی حقانیت'' سے متعلق سندھی زبان میں بھی چند منٹ تقریر کی۔ اس جلسے میں حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ مولانا نے حاضرین جلسہ سے ان کا اور ان کے اسلاف کا تعارف کرایا جس میں ان کی علمی اور تحقیقی صلاحیتوں کی وضاحت فرمائی۔

اب چند باتیں سید بدیع الدین شاہ کے حج بیت اللہ کے بارے میں......!

اس عالم اجل کو اللہ تعالیٰ نے کئی بار حج بیت اللہ کی سعادت سے نوازا۔ حج کے مبارک ترین مواقع پر انہوں نے بیت اللہ شریف، مسجد نبوی، مدینہ یونیورسٹی اور بعض دیگر مقامات پر تقریریں کیں، عربی میں بھی اور اردو میں بھی۔ ان کی بعض تقریروں میں عوام کے علاوہ عالم عرب کے بہت سے بڑے بڑے علماء وزعما بھی شریک ہوتے رہے۔ ان کی زیادہ تر تقریریں اتباع سنت کے موضوع پر ہوتی تھیں۔ ان کا اصل موضوع یہی تھا اور واقعہ یہ ہے کہ مسلمان کا سرمایہ حیات درحقیقت یہی موضوع ہے۔ جس مسلمان نے اتباع سنت اور اطاعت پیغمبر کو اپنا مشغلہ قرار دے لیا، اپنے شب وروز کو اس کے لیے وقف کر دیا اور اس کی سرگرمیوں کا محور یہی جذبہ قرار پایا گیا، وہ دنیا و آخرت میں ہر قسم کی فلاح وفوز کا مستحق ہوگیا۔ اور ہمارے سید بدیع الدین شاہ اس جذبے سے سرشار تھے۔ اس کے مقابلے میں ان کے سامنے دنیا اور اس کی تمام چیزیں ہیچ تھیں۔ وہ طویل عرصے تک حرمین شریفین میں رہے اور لوگوں کو یہی درس دیتے رہے۔ ان کی اس موضوع کی سرگرمیوں کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اس مختصر متن میں اس کی پوری تشریح آ جاتی ہے۔

جس طرح سندھ کے بعض مقامات پر ایک خاص حلقے کی طرف سے ان کی تقریروں کی مخالفت کی گئی اور انہیں مبتلائے تکلیف کرنے کی کوششیں کی گئیں، اسی طرح حرمین شریفین میں بھی سندھ کے بعض حاجیوں نے ان کی مخالفت کی اور ان کے نقطۂ نظر کو ہدف تنقید ٹھہرایا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس قسم کا رویہ ہمیشہ ہر حق گو کے خلاف اختیار کیا گیا اور اختیار کیا جاتا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ان کے غیر ملکی تبلیغی اسفار کی ایک جھلک......!

شاہ صاحب نے اسلام کی تبلیغ کے لیے جو تکالیف اٹھائیں، جس نہج سے اس باب میں جدوجہد کی اور جس طرح اپنے ذاتی کام ترک کر کے اس کے لیے زندگی وقف کر دی اس کی اچھی خاصی تفصیل گزشتہ صفحات میں ہمارے مطالعے میں آچکی ہے۔ یہاں ہم چند الفاظ میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ اپنے آبائی علاقے اور صوبے میں اشاعت دین کے لیے کوشاں ہوئے اسی طرح انہوں نے غیر ممالک کا عزم کیا اور اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے لیے ساعی ہوئے۔ عرب ممالک میں سے انہوں نے سعودی عرب، کویت، مصر، شام، سوڈان، عمان، دوبئ، ابوظہبی، شارجہ، بنگلہ دیش اور افغانستان وغیرہ کے دورے کیے۔

شاہ صاحب نے ایک دفعہ ریاست عمان کا دورہ کیا اور مختلف مساجد میں عربی اور اردو میں تقریریں کیں۔ ''مطرح'' کے کپڑے کے بازار کی مسجد میں جمعہ پڑھایا اور وہاں کے قاضیوں، بعض دیگر حکام اور کئی دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ وہاں کا سرکاری مذہب اباضیہ (یعنی خوارج) ہے اور انہی لوگوں کی وہاں اکثریت ہے۔ اس لیے سرکاری مسجد میں تقریر کی اجازت نہیں ملی۔ عمان میں بعض احناف رہتے ہیں۔ اہل حدیث بھی ہیں، انہی کی دعوت پر وہ وہاں گئے تھے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں دوبئ میں وزارت اوقاف کے دفتر میں ایک فلسطینی نوجوان سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ یہاں جو ہندوستانی اور پاکستانی مسلمان رہتے ہیں ان میں سے اکثر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے۔ اس کی کیا وجہ ہے جب کہ حدیث میں واضح الفاظ میں فرمایا گیا ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

شاہ صاحب نے جواب دیا وہ حنفی ہیں اس لیے نہیں پڑھتے۔

اس نے کہا: حنفی ہیں تو کیا ہوا، حنفی ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ حدیث رسول ﷺ پر عمل نہ کرو۔ میں خود حنفی ہوں اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرا مذہب وہی ہے جو صحیح حدیث سے ثابت ہے، اور سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے اس لیے پڑھنی چاہیے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ممالک میں سے شاہ صاحب نے یورپ، امریکہ، انگلستان، ڈنمارک وغیرہ کا رخ کیا اور لوگوں کو راہ حق دکھانے اور اس پر گامزن رہنے کی تلقین کی۔ اس سلسلے میں وہ ان تھک عالم دین اور نہایت مستعد مبلغ اسلام تھے۔ اللہ ہی انہیں اس کا بدلہ دینے والا ہے اور وہ ضرور بدلہ دے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

اب شاہ صاحب کی دو باتیں تبلیغی جماعت کے بارے میں۔۔۔!

ان سطور کا راقم ہر مسلمان اور اسلام کی تبلیغ کرنے والی ہر جماعت کو احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تبلیغی جماعت سے تعلق رکھنے والوں کی بھی تکریم کرتا ہے۔ یہ لوگ بوریا بستر کندھوں پر اٹھائے، ہاتھ میں لوٹا مصلیٰ پکڑے اور لوٹے کی ٹوٹیوں کے ساتھ مسواکیں باندھے شہر شہر، گاؤں گاؤں اور گلی گلے گھومتے ، اور لوگوں کو ان کے گھر جا کر انہیں کلمہ پڑھاتے ہیں۔ راتیں مسجدوں میں گزارتے ہیں، اپنا کھاتے اور اپنا پیتے ہیں، کسی پر بوجھ نہیں بنتے۔ یہ اچھے لوگ ہیں۔ ایک دن جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے ہمارے ایک دوست نے ان کے بارے میں اس فقیر سے گفتگو کرتے ہوئے ان کو ایک عجیب خطاب دیا۔ ان کے انداز تبلیغ کا تجزیہ بھی کیا، جس کا یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔

ایک دفعہ یہ حضرات نماز مغرب سے تھوڑی دیر پہلے ہماری گلی میں آ گئے۔ میرے سامنے کے مکان میں ایک دوست رہتے ہیں، رئیس حسین...... تبلیغی جماعت والوں نے رئیس صاحب کا دروازہ کھٹکھٹایا، وہ باہر نکلے تو ان حضرات نے حسب عادت ان کو کلمہ پڑھانے کی کوشش کی۔ انہوں نے ان سے پیچھا چھڑانے کے لئے جواب دیا:

میں تو عیسائی ہوں (میرے مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا) یہاں بھٹی صاحب رہتے ہیں، وہ مسلمان ہیں، لیکن نماز نہیں پڑھتے۔ میں نے ان کو بہت سمجھایا، یہ میری بات نہیں مانتے۔ انہیں آپ نماز کی تاکید کریں۔

اب وہ بھلے لوگ جتھے کی صورت میں میرے دروازے پر آ کھڑے ہوئے، دستک دی، میں باہر آیا اور السلام علیکم کہہ کر عرض کیا: فرمائیے کیا ارشاد ہے۔

ادھر رئیس صاحب اپنے دروازے پر کھڑے ہیں اور پکار پکار کر انہیں کہہ رہے ہیں، یہی بھٹی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب ہیں جو نماز نہیں پڑھتے۔ میں ان کو نماز کی تاکید کرتے کرتے تھک گیا ہوں۔ میں عیسائی ہوں اور ہر اتوار کو ان کے سامنے گرجے جاتا ہوں۔ یہ مسلمان ہیں ان پر میری عبادت کا کوئی اثر نہیں ہوتا، آپ انہیں نماز پڑھنے کی تلقین کیجئے!

اب وہ باجماعت کھڑے ہیں اور مجھے کلمہ پڑھا رہے ہیں، ساتھ ہی نماز کی تلقین اور تاکید فرما رہے ہیں۔ میں ان کے سامنے مجرموں کی طرح کھڑا ان کا جبری وعظ شریف سن رہا ہوں اور جو بات وہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں اس کے جواب میں "ٹھیک ہے حضور، ٹھیک ہے حضور" کہنے کے سوا کوئی چھٹکارے کی راہ اپنے سامنے نہیں پاتا۔

بڑی مشکل سے ان سے پیچھا چھڑایا۔ تبلیغ کا ثواب تو انہیں مل ہی گیا ہوگا، لیکن تبلیغ کا یہ طریقہ بڑا عجیب وغریب ہے۔

رئیس صاحب کا نام آیا ہے تو ان کے بارے میں ایک اور بات بھی سنتے جایئے! ہماری گلی کے ساتھ کی گلی میں میو برادری کے لوگ رہتے ہیں۔ انہوں نے ایک چھوٹی سی مسجد بنائی ہے۔ میں نے اس مسجد میں فجر کی نماز پڑھنا شروع کردی اور نماز کے بعد درس قرآن کا بھی آغاز کردیا۔

یہاں یہ عرض کردوں کہ چھوٹی عمر ہی سے میری یہ عادت ہے کہ فجر کی نماز سے گھنٹا ڈیڑھ گھنٹا پہلے اٹھ جاتا ہوں۔ دیگر معمولات کے علاوہ اس وقت کا ایک معمول یہ ہے کہ قرآن مجید ضرور پڑھتا ہوں۔ میری عمر ابھی چھ سال کی نہیں ہوئی تھی کہ قرآن مجید گھر میں اپنے دادا مرحوم سے پڑھ لیا تھا۔ اس وقت سے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ نماز فجر سے قبل روزانہ ترتیب کے ساتھ کم سے کم آدھے پارے کی تلاوت کرتا ہوں۔ قرآن پڑھے بغیر گھر سے نکلنا میرے لیے بہت مشکل ہے۔ بالعموم سفر میں بھی یہ عادت میرے ساتھ رہتی ہے۔ اگر کسی مجبوری کی بنا پر کسی دن قرآن پڑھے بغیر گھر سے باہر نکلنا پڑے تو ذہن میں یہ وہم سا رہتا ہے کہ خدا خیر کرے معلوم نہیں آج دن کسطرح گزرے گا۔ پھر اسی دن کسی وقت قرآن پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ اس فقیر کا یہ معمول تاحیات قائم رہے اور اللہ اسے قبول فرمائے، آمین۔

میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ میرے پڑوسی دوست رئیس حسین صاحب نے بھی میوؤں کی مسجد میں نماز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنا شروع کردی اور وہ بھی صبح صبح جاگنے لگے۔ پھر مسجد میں اذان بھی کہنا شروع کردی اور چھوٹی چھوٹی داڑھی بھی رکھ لی۔ گلی محلے کے لوگ حیران بھی تھے اور خوش بھی کہ بھٹی صاحب نے رئیس کو اپنی راہ پر لگالیا ہے۔ وہ مجھ سے بعض کتابیں لے لیتے اور ان کا مطالعہ کرتے۔ نماز کی دعاؤں وغیرہ کی بھی چند کتابیں انہوں نے حاصل کرلیں یا مجھ سے لے کر پڑھیں۔ اذان بھی کہنا شروع کردی، لیکن اذان سے پہلے صلاۃ وسلام نہیں پڑھتے تھے۔ بعض لوگ انہیں صلاۃ وسلام پڑھنے کے لیے کہتے تو وہ جواب دیتے کہ اس کا نماز کی کسی کتاب میں ذکر نہیں ہے، اس لیے میں نہیں پڑھوں گا۔ بعض حضرات نے یہ بھی کہا کہ صلاۃ وسلام ہم پڑھ لیتے ہیں، اذان آپ کہہ دیں۔ اس پر بھی وہ رضا مند نہ ہوئے۔ بس یہی کہتے رہے کہ اذان میں ہی کہوں گا، لیکن اذان سے پہلے یہ لفظ کہیں نہیں لکھے، لہٰذا ان کے کہنے کی ضرورت نہیں۔

ایک صاحب نے ایک روز جب صلاۃ وسلام کہنے پر زیادہ ہی اصرار کیا تو رئیس صاحب نے نماز بھی چھوڑ دی اور داڑھی کے جو چند بال کچھ بڑھا لیے تھے ان کا بھی صفایا کردیا۔

ہمارے سید بدیع الدین شاہ صاحب کے ضمن میں تبلیغی جماعت کا ذکر آیا تو درمیان میں رئیس حسین کا واقعہ یاد آ گیا۔

میرے ساتھ کی گلی میں تبلیغی جماعت کے ایک بزرگ بابا حسن رہتے تھے جو میو برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ صبح مسجد میں جاتے ہوئے مجھے آواز دیتے: ''بھٹی صاحب مہجت میں آ جاؤ'' (مسجد کو یہ لوگ ''مہجت'' کہتے ہیں)

اب تبلیغی جماعت کی وہ دو باتیں سنیے جو سید بدیع الدین شاہ صاحب سے تعلق رکھتی ہیں۔

پہلی بات شاہ صاحب یہ فرماتے ہیں کہ حرم مکہ میں ان کی تبلیغ وتقریر کے لیے سب سے زیادہ رکاوٹ تبلیغی جماعت والے ڈالتے تھے۔

یہ کیوں؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ شاہ صاحب ان کے طریقہ تبلیغ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ صرف لفظی کلمہ پڑھنا پڑھانا کافی نہیں، ضروری ہے کہ توحید وسنت کو اجاگر کیا جائے اور شرک و بدعت کی نشان دہی کی جائے۔ لیکن یہ صحیح بات تبلیغی جماعت والوں کو جچتی نہ تھی۔ ان کے نزدیک خود کلمہ پڑھنا اور دوسروں کو پڑھانا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافی ہے۔ مبلغ کو اس سے آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے اسلام کے سارے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ شارجہ کی وزارت اوقاف کی طرف سے شاہ صاحب کو وعظ و تقریر کا عام اجازت نامہ حاصل ہو چکا تھا۔ وہاں کی ایک مسجد میں تبلیغی جماعت والے رہتے تھے۔ انہوں نے اس مسجد میں ان کو تقریر نہیں کرنے دی۔ علاوہ ازیں شاہ صاحب یہ بھی فرماتے رہے کہ جس طرح پاکستان اور ہندوستان کے حضرات احناف اہل حدیث کے خلاف تعصب بلکہ بسا اوقات عناد کا اظہار کرتے ہیں، وہاں کے احناف نہیں کرتے۔ وہ اہل حدیث علماء و عوام کا احترام کرتے ہیں اور دلچسپی اور شوق سے اہل حدیث مقررین کی تقریریں سنتے اور ان سے مستفید ہوتے ہیں۔

شاہ صاحب بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ ان میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ وہ بہت بڑے مناظر اور حاضر جواب تھے۔ انہیں اپنے مسلک کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے مختلف مقامات میں مناظرے کرنے کا موقع ملا۔ مثلاً وہاڑی، شہداد کوٹ (ضلع لاڑکانہ) دریا خان، مری (ضلع نواب شاہ) نوڈیرو (ضلع لاڑکانہ) کراچی اور دوسرے کئی مقامات میں انہوں نے مناظرے کیے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور حجاز اور متحدہ عرب امارت میں بھی بعض علمائے عرب سے چند مسائل کے متعلق ان کے مباحثے ہوئے۔

شاہ صاحب اللہ کے فضل سے بہت اچھے مصنف بھی تھے۔ وہ بسیار نویس اور تیز نویس مصنف تھے۔ عربی، اردو، سندھی تینوں زبانوں میں بے تکلفی سے بولتے اور بے تکلفی سے لکھتے تھے۔ ان کی تصانیف کی تعداد سو سے زیادہ ہے۔ جن میں تینوں زبانوں کی تصانیف شامل ہیں۔ ان کا حافظہ بڑا تیز تھا، مطالعہ وسیع تھا۔ مسائل مستحضر تھے۔ کتب خانہ اپنا تھا جو ہزاروں کتابوں پر مشتمل تھا، اور اس کا نام المکتبۃ الراشدیہ تھا۔ کسی معاملے میں کسی کے دست نگر اور محتاج نہ تھے۔ صرف لکھنے پڑھنے اور وعظ و تقریر سے دلچسپی رکھتے تھے۔ اور اس میں کامیاب تھے۔ بدیع التفاسیر کے نام سے انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی۔ ان کی سندھی زبان کی کتابوں کے اردو ترجمے ہوئے اور شاید اردو کتابوں کو بھی سندھی میں منتقل کیا گیا ہو۔

انہوں نے کتابی صورت میں جو سرمایہ تحقیق اپنے پیچھے چھوڑا ہے وہ ہماری معلومات کے مطابق ایک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سو آٹھ کتابوں پر مشتمل ہے اور واقعہ یہ ہے کہ یہ بہت بڑا سرمایہ ہے۔ ان میں ساٹھ کتابیں عربی میں، ستائیس سندھی زبان میں، انیس اردو میں اور ایک کتاب وہ ہے جو عربی، اردو، سندھی تینوں زبانوں میں ہے۔ یہ کتاب ان کے فتوؤں پر مشتمل ہے جو مختلف اوقات میں انہوں نے مختلف حضرات کو دیے۔ اس کا نام ''الفتاویٰ البدیعیہ'' فتاویٰ کے اس مجموعے کے علاوہ ان کے اور بھی بہت سے فتوے ہیں۔

اب آئیے! ان کتابوں کی تفصیل پر نگاہ ڈالیے۔۔۔ پہلے عربی، پھر سندھی اس کے بعد اردو۔

عربی کتب

١. السمط الابریز حاشیه مسند عمر بن عبدالعزیز

٢. اظهار البرأة عن حدیث من كان له امام فقرأة الامام له قرأة

٣. المعقبات المرضية للتعقبات الغير المرضية

٤. تهذيب الاقوال فيمن له ترجمة في اظهار البرأة من الرجال

٥. التجويب للتعقيب التهذيب

٦. القنديل المشعول في تحقيق حديث اقتلوا الفاعل والمفعول

٧. زجاجة القنديل

٨. التذييل القنديل

٩. التكميل لتذييل القنديل

١٠. خير المشرب في سنية الركعتين قبل المغرب

١١. عين الشين بترك رفع اليدين

١٢. العجوز لهداية العجوز

١٣. تحقيق الدعاء برفع اليدين و ما قيل في اسلام الابوين

١٤. وصول الالهام لاصول الاسلام (غير منقوط)

١٥. المعاني المصطلحة لما في وصول الالهام من الفاظ المشكلة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶. زیادة الخشوع بوضع الیدین فی القیام بعد الرکوع
۱۷. التحقیق المقطوع فی اثبات وضع الیدین علی الشمال بعد الرکوع
۱۸. منجد المستجیز لروایة السنة والکتاب العزیز
۱۹. جزء منظوم فی اسماء المدلسین
۲۰. التعلیق المنصور علی فتح الغفور فی تحقیق وضع الیدین علی الصدور
۲۱. جلاء العینین بتخریج روایات البخاری فی جزء رفع الیدین
۲۲. توفیق الباری فی ترتیب جزء رفع الیدین للبخاری
۲۳. غایة المرام فی تخریج جزء القرأة خلف الامام
۲۴. کحل العینین لمن یرید تحقیق مناظرة الامام ابی حنیفة مع الاوزاعی فی رفع الیدین
۲۵. منیة الاشارات فی جلسات الصلوات
۲۶. القول اللطیف فی الاحتجاج بالحدیث الضعیف
۲۷. رفع الإرتیاب عن حکم الاصحاب
۲۸. ازهار الحدائق فی تذکار من جمع احادیث خیر الخلائق
۲۹. صریخ المهمد فی وصل تعلیقات موطا امام محمد
۳۰. الا بانة مع الاصابة فی ترتیب احادیث البیهقی علی مسانید الصحابة
۳۱. التبویب لاحادیث تاریخ الخطیب
۳۲. السمح فی ایام الذبح
۳۳. التعلیقات الراشدیة علی شرح اربعین النوویة لمحمد حیات السندی
۳۴. الجواب الوقیع عن تعقب المنیع
۳۵. اللمعة فی ان مدرکا للرکوع لیس مدرکا للرکعة
۳۶. الرواذن والرظائن
۳۷. تحفة الاحباب فی تخریج احادیث قول الترمذی وفی الباب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۸. البرق السماوی علی السارق الدنیاوی

۳۹. ایفاء اللهی علی اعفاء اللحی

۴۰. کشف المحو شرح هدایة النحو

۴۱. انمأ الزکن فی تنفید انهاء السکن

۴۲. شیوخ الامام البیهقی

۴۳. الاربعینات فی الدینیات

۴۴. حاشیه انتقاض الاعتراض لابن حجر

۴۵. احسن الجواب عما کتبه بعض الاحباب فی مسئله ام الکتاب

۴۶. الجواب الدلات عن الأسئلة الثلاث

۴۷. شهادت الاحناف فی مسئلة علم الغیب علی سبیل الانصاف

۴۸. کشف الاختلاف فی رد الاحناف

۴۹. تحصیل الجواز والصلات فی نقض دعوی عدم الجهر بالبسملة فی الصلوٰة

۵۰. شرح کتاب التوحید (صغیر) لابن خزیمة

۵۱. فهرسة احادیث تاریخ مدینة السلام علی بتبویب المسائل وترتیب الاحکام.

۵۲. تفسیر القرآن الکریم المُسمّٰی بالاستنباط العجیب فی اثبات التوحید من جمیع آیات الکتاب النجیب

۵۳. الذیل علی رفع الارتیاب عن حکم الاصحاب

۵۴. غایة المطلوب فی حکم الماء المغلوب

۵۵. الخبر الصفا فی النهی عن حلق القضا

۵۶. خیر المسالک فی احکام المناسک

۵۷. النصیحة البدیعة لاخیه

۵۸. سیف الملک الدیان علی رأس مفتی سلیمان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۹۔ رفع الستر عن احکام الوتر

۶۰۔ الطوام المرعشه فی بیان تحریفات اهل الرأی المدهشة

سندھی کتب

۶۱۔ ضرب الیدین علی منکر رفع الیدین

۶۲۔ ضرب الفاس علی رأس بعض الخناس

۶۳۔ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا

۶۴۔ نماز کی مسنون دعائیں۔

۶۵۔ نماز نبوی

۶۶۔ الوسیق فی جواب الوثیق

۶۷۔ قادیانی وجھنڈائی خاندان بینھما برزخ لا یبغیان

۶۸۔ حجۃ الوداع

۶۹۔ مقدمہ تفسیر بدیع التفاسیر

۷۰۔ بیان بے نظیر قرآن کی تفسیر

۷۱۔ تقریر ا اجواب

۷۲۔ عوام کی عدالت

۷۳۔ التنقید المضبوط فی تسوید تحریر الملبوط

۷۴۔ قال اقول فی تسوید تحریر المجهول

۷۵۔ الاجوبة الفاضلة للاسئلة العشرة الكاملة

۷۶۔ سینہ پر ہاتھ باندھنا

۷۷۔ سنت قبل المغرب

۷۸۔ تمیز الطیب من الخبیث بجواب تحفة الحدیث

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٧٩۔ ترجمه كتاب الرد على ابى حنيفة للامام ابن ابى شيبة

٨٠۔ التفصيل الجليل فى ابطال التأويل العليل

٨١۔ المبسوط المضبوط فى جواب المخطوط المهبوط

٨٢۔ الاحراق بجواب الاشراق

٨٣۔ مولوی الهٰدنہ جمارانی کی کتاب پر تبصرہ

٨٤۔ مولوی عبداللہ اور مولوی خوشی محمد کی تحریروں پر فیصلہ (بابت تراویح)

٨٥۔ توحید ربانی یعنی سچی مسلمانی حصہ اول ودوم

٨٦۔ الاربعين فى الجهر بالتامين

٨٧۔ خطبہ صدارت (نیوسعید آباد کانفرنس)

٨٨۔ تقریر دلپذیر بنام براۃ اہل حدیث

اردو کتب

٨٩۔ زيادة الخشوع بوضع اليدين على الشمال بعد الركوع

٩٠۔ الدليل التام على ان سنة المصلى الوضع كلما قام

٩١۔ الاعلام بجواب رفع الابهام

٩٢۔ السكات الجزوع فى جواب مابعد الركوع

٩٣۔ توحید خالص

٩٤۔ اتباع سنت

٩٥۔ تنقيد سديد بر رساله اجتهاد و تقليد

٩٦۔ نشاط العبد بجهر ربنا ولك الحمد

٩٧۔ تاریخ اہل حدیث

٩٨۔ رکوع کی رکعت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۹۔ الضرب الشديد على القول السديد فى اثبات التقليد

۱۰۰۔ رفع الاختلاف فی مسائل الخلاف

۱۰۱۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث اور مسئلہ وضع الیدین فی القیام بعد الرکوع

۱۰۲۔ شرعی طلاق

۱۰۳۔ الاھی عتاب بر سیاہ خضاب

۱۰۴۔ امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے۔

۱۰۵۔ مسلک اہل حدیث اور تقلید

۱۰۶۔ القنوط واليأس لاهل الارسال من نيل الأماني وحصول الآمال

۱۰۷۔ تواتر عملی یا حیلہ جدلی

عربی۔اردو۔سندھی

۱۰۸۔ الفتاوی البدیعیة

ان کا بہت بڑا تصنیفی کارنامہ ان کی تفسیر قرآن مجید ہے جو"بدیع التفاسیر" کے نام سے لکھی گئی ہے اور سندھی زبان میں ہے۔ یہ ایک مفصل اور مکمل تفسیر ہے جو بہت سی خصوصیات کی حامل ہے۔اس کی چند خصوصیات یہ ہیں۔

☆ ہر آیت کا شان نزول

☆ ہر آیت کا دوسری آیات سے ربط

☆ لغات القرآن سے متعلق تفصیلی بحث

☆ ہر موقعہ پر احادیث واقوال سلف کو پیش نگاہ رکھا گیا ہے۔

☆ قدیم مفسرین کے منہج کا تتبع

☆ عام فہم

☆ عربی کا تمام قدیم تفاسیر کا نچوڑ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی خصوصیات کے اعتبار سے اس تفسیر کو قرآنی شاہ کار سے تعبیر کرنا چاہیے۔

شاہ صاحب کے عقیدت منداہل علم اور ان کے ورثائے عالی مقام سے ہم توقع رکھتے ہیں کہ ان کی تمام تصنیفات کو تینوں زبانوں (عربی، سندھی اور اردو) میں منتقل کیا جائے گا۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان سے استفادہ کرسکیں، یا کم از کم عربی اور سندھی تصنیفات کا اردو میں اور اردو تصنیفات کو سندھی کے قالب میں ڈھالا جائے گا۔

شاہ صاحب بڑے صابر وضابط بھی تھے۔ اس کی ایک مثال مولانا عبدالہادی عمری نے بیان کی ہے جو ''رموز راشدیہ'' میں مرقوم ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ شاہ صاحب ''اسلامی دعوتی کانفرنس'' میں برطانیہ تشریف لائے۔ جمعیت اہل حدیث کے دفتر (برمنگھم) میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نیوسعید آباد سے ان کو ٹیلی فون آیا۔ ٹیلی فون سنا اور رکھ دیا۔ پھر بار بار یہی کہتے رہے اللہ خیر کرے گا، اللہ فضل کرے گا۔ یہ کہتے ہوئے ان کے چہرے پر غم اور تشویش کے آثار ابھر آئے تھے۔ پوچھنے پر بھی یہی فرماتے رہے، اللہ فضل کرے گا، اللہ خیر کرے گا۔ اس دن پروگرام کے مطابق انہیں وطن جانا تھا۔ امام کعبہ بھی تشریف لائے تھے، شاہ صاحب لوگوں کے ساتھ دفتر سے اٹھے اور کانفرنس ہال میں پہنچے، تقریر کی اور دعوتی معاملات پر امام کعبہ سے گفتگو فرمائی لیکن چہرہ غم گین تھا۔ کانفرنس سے فارغ ہوکر پروگرام کے مطابق سیدھے ایئرپورٹ پہنچے، کسی کو کچھ نہیں بتایا کہ ٹیلی فون کس کا تھا اور اس میں کیا بتایا گیا تھا۔ وہ پاکستان پہنچ گئے بعد میں وہاں سے ٹیلی فون آیا کہ ان کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوگیا تھا اور ٹیلی فون میں انہیں یہی اطلاع دی گئی تھی۔ ان کے جنازے کے متعلق طے کرنا مقصود تھا۔ یہ ان کے صبر وضبط کی بہت بڑی مثال ہے۔

شاہ صاحب کے چار بیٹے تھے۔ ۱۔ محمد شاہ ۲۔ نوراللہ شاہ۔ ۳۔ رشداللہ شاہ۔ ۴۔ ابراہیم خلیل اللہ شاہ افسوس ہے۔ محمد شاہ ۹؍ مارچ ۱۹۹۹ء کو انتقال کرگئے۔

سید بدیع الدین شاہ صاحب کے یہ مختصر مگر نہایت ضروری حالات تھے جو گزشتہ سطور میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس عالم شہیر نے ۸؍ جنوری ۱۹۹۶ء کو وفات پائی اور ان کو آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔

اللھم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو القاسم رانا محمد جمیل خاں حفظہ اللہ ☆

شیخ العرب والعجم

امام سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ پیر جھنڈا

قدیم دور سے اب تک ساداتِ راشدیہ کا عظیم خاندان، دینی، سیاسی، مذہبی اور علمی لحاظ سے عالمِ اسلام میں بالعموم اور وادیٔ سندھ میں بالخصوص خاصا مشہور ہے ہمارے زمانے میں اس خاندان سے دو افراد بہت مشہور ہیں ایک سیاست میں سید علی مردان شاہ راشدی المعروف بہ پیر پگاڑا جو سندھ میں حروں کے روحانی پیشوا ہیں اور فنکشنل مسلم لیگ پاکستان کے سربراہ ہیں جن کے سیاسی مزاح کا زمانہ معترف ہے اور اس سے محظوظ بھی ہے اور مسرور بھی جو بیک وقت سیاست اور پیری مریدی دونوں کے مزے اڑا رہے ہیں۔ اور دوسرے علم میں ہمارے ممدوح امام سید بدیع الدین شاہ راشدی المعروف بہ پیر جھنڈا جن کے علم و خطابت کا زمانہ معترف ہے جنھوں نے وادیٔ علم وحق میں قدم رکھ کر، کانٹوں کو اپنا بستر بنایا، پھولوں کی سیج کو نہیں اور ان دونوں کا سلسلۂ نسب، چھٹی پشت میں، پیر سید محمد راشد شاہ الحسینی سے مل جاتا ہے اور اسی نسبت سے یہ دونوں خاندان، راشدی کہلاتے ہیں۔

امام سید بدیع الدین راشدی، اس خاندان کے ایک ایسے ممتاز، منفرد اور عظیم فرد تھے اس طویل اور پرفتن دور میں، جن کے توحیدی نغموں، علمی ہمہموں اور خطابتی طنطنوں سے، عرب وعجم کے طویل وعریض فاصلے، نصف صدی تک گونجتے رہے اور جن کی صدائے حق سے، بیت اللہ الحرام اور مسجدِ نبوی ﷺ سے لے کر، برصغیر پاک و ہند کی مساجد و مدارس تک قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی پاکیزہ فضائیں، معطر اور مظفر رہیں اور آپ اہل ایمان کے دلوں کو گرماتے رہے تڑپاتے رہے اور حق کے پیاسوں کی پیاس بجھاتے رہے۔

☆ فاضل دار العلوم اوڈانوالہ فیصل آباد، فاضل جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ، فاضل وفاق المدارس السلفیہ پاکستان، فاضل عربی، فاضل علوم شرقیہ، مدرس وخطیب جامع مسجد سلانوالی سرگودھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مجھ پر اللہ کا فضل ہے اور یہ میری سعادت ہے کہ کاروانِ سلف کے تین آخری چراغوں اور قافلۂ حق کے آخری تین ھُدی خوانوں کے بارے میں، اپنے رشحاتِ فکر کو قلم و قرطاس کی زینت بنانا، میرے نصیب میں آیا جن کو میں نے اپنی جوانی کے قیمتی ایام میں قریب سے دیکھا تھا نہایت قریب سے والحمدللہ علی ذلک۔ چنانچہ اس سلسلہ میں میرا پہلا مضمون، امام حافظ محمد گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء) کے بارے میں ہفت روزہ اہل حدیث لاہور مجریہ اکتوبر ۱۹۸۵ء میں چھپا اور دوسرا مضمون امام المناظرین علامہ حافظ عبدالقادر روپڑی (م ۱۹۹۹ء) محترم بھائی مفتی حافظ عبدالوہاب صاحب روپڑی کی خواہش اور اجازت سے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور مجریہ مارچ ۲۰۰۶ء میں چھپا اللہ ان لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے تنہائی کی گمنامی میں میرے جیسے بے نوا کی ان کے بارے میں تحریروں کو چھاپ کر میرے اجڑے دل میں حوصلہ افزائی کی روح بھر دی اور میرے دل کو شاداب و شادمان بنایا اور میرا یہ مضمون اس سفرِ مقدس کی تیسری کڑی ہے۔

شیخ العرب والعجم امام سید بدیع الدین راشدی کی شخصیت ایسی دلکش تھی اپنی گوناگوں صفات کی بنا پر کہ آپ کو فوت ہوئے دس سال کا طویل عرصہ گزر گیا لیکن زمانہ ابھی تک آپ کو یاد کرتا ہے جس نے آپ کا خطاب سنا ہے وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے جس نے آپ کی کوئی کتاب پڑھی وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے جس نے آپ کی گفتگو سنی وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے جس نے آپ کو دیکھا وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے جس نے آپ کے بارے میں کسی سے سنا وہ بھی آپ کو یاد کرتا ہے کیونکہ آپ کی شخصیت نے لوگوں کے قلوب و اذہان پر بڑے گہرے دینی و علمی اثرات چھوڑے ہیں میں نے گوشۂ گمنامی میں، کئی بار آپ کے بارے میں لوگوں سے سنا۔

تجھے روئے گا زمانہ برسوں

آپ کا خطاب، علماء کے لئے بھی مفید ہوتا تھا اور عوام کے لئے بھی...... آپ اپنے خطاب میں، علماء اور عوام کی ذہنی استعداد کا گہرا ادراک رکھتے تھے اور بہت خیال رکھتے تھے غرضیکہ خَاطِبُوا النَّاسَ عَلٰی عُقُولِهِمْ (لوگوں سے ان کی عقل و سمجھ کے مطابق خطاب کرو) کا عمدہ نمونہ تھے۔

آپ نے عرب وعجم میں لوگوں کو، اپنے زورِ علم سے مسحور کیا اور جید علماء کی کثیر تعداد، اپنے پیچھے چھوڑ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے اور شیخ العرب والعجم کے لقب سے اپنی زندگی میں مشہور ہوئے اور اسی طرح عرب وعجم میں آپ نے لوگوں کو اپنے زور خطابت سے مسحور کیا محظوظ کیا، مسرور کیا اور خطیب العرب والعجم کے لقب سے اپنی زندگی میں مشہور ہوئے میں نے آپ کے خطاب پر لوگوں کو عش عش کرتے دیکھا چاہے، آپ کا وہ خطاب اردو زبان میں ہو چاہے سندھی زبان میں سامعین میں آپ کے خطاب سے علماء اور عوام یکساں محظوظ ہوتے تھے اور میں نے اپنی طالب علمی کے دوران، ۸۳،۱۹۸۲ء میں کئی بار، سعودی جامعات کے بعض پاکستانی طلباء سے سنا وہ کہتے تھے کہ عرب لوگ مکہ مکرمہ میں اور مدینہ منورہ میں، آپ کا عربی خطاب ایسے شوق سے سنتے ہیں کہ وہ آپ کے اردو خطاب میں بھی اسے نہ سمجھنے کے باوجود بیٹھتے ہیں۔

آپ کے خطاب میں، فصاحت و بلاغت ہوتی، زورِ بیان ہوتا، روانی ہوتی، قرآن وحدیث کے دلائل کی بارش ہوتی، علمی وفقہی نکات ہوتے اسماء الرجال پر بحث ہوتی گمراہیوں کا رد ہوتا، دینی و مذہبی نصرت وحمیت ہوتی، دینی و مذہبی غیرت ومحبت ہوتی اور آپ کی زبان میں، بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک ہوتی اور آپ کی آواز گھنٹی کی طرح گونجتی تھی غرضیکہ آپ کا خطاب ایسا ہوتا کہ دلوں کو گرما دیتا تھا اور لوگوں کو مسحور کر دیتا تھا اور جو لوگ علمی بحث کو سمجھ نہ پاتے وہ بھی آپ کے خطاب کی داد دیے بغیر نہ رہ سکتے اور آپ کے خطاب میں جوش بھی ہوتا اور ہوش بھی...... بڑھاپے میں، بہت بڑھاپے میں......

میں نے اپنی آنکھوں سے کئی علماء عظام دیکھے کہ جن کی مجالس ومحافل، علماء وطلباء سے بھرپور ہوا کرتی تھیں امام حافظ محمد گوندلوی، استاذ الاساتذہ تلاء للقرآن الکریم علامہ حافظ عبداللہ بڈھیمالوی، علامہ عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی، امام المناظرین علامہ حافظ عبدالقادر روپڑی، علامہ حافظ سید محب اللہ شاہ راشدی صاحب اللواء السادس اور مفتی حافظ عبدالقہار دہلوی کی مجالس ومحافل کو وہ لوگ نہیں بھول سکتے جنہوں نے ان کی مجالس ومحافل سے علمی وروحانی فائدہ اٹھایا ہے لیکن آپ کی مجالس و محافل، ایک الگ شان لیے ہوئے ہوتی تھیں ان کی مجالس ومحافل میں اکثر جمال ہوتا جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچا کرتا تھا اور آپ کی مجالس ومحافل میں اکثر جلال ہوتا اور جلال بھی ایسا جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچا کرتا تھا۔ رحمہم اللہ اجمعین۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی تعارف:

میں نے دسویں جماعت میں تعلیم کے دوران، قرآن و حدیث کے طویل تحقیقی مطالعہ کے بعد، وسط جون ۱۹۷۶ء میں مذہبِ بریلوی چھوڑ دیا تھا اور مذہب اہل حدیث قبول کرلیا تھا اس لیے ان دنوں مجھے علماء اہل حدیث سے تعارف کا بہت شوق تھا مجلاتِ اہل حدیث میں سے، پندرہ روزہ صحیفۂ اہل حدیث کراچی، ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ہفت روزہ الاعتصام لاہور اور ہفت روزہ الاسلام گوجرانوالہ پڑھنے کو کچھ دن مجھے ملے ان میں علمی مضامین سے فائدہ اٹھاتا اور ان میں علماء اہل حدیث کے نام پڑھتا تو وہ مجھے یاد ہوجاتے اس لیے جن علماء اہل حدیث کو میں نے نہیں دیکھا تھا ان کا تعارف، ان مجلّات و رسائل کے ذریعہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہوگیا تھا اور ان علماء کرام میں سے تعارف میں ایک آپ کی ذاتِ گرامی تھی۔

آل پاکستان اہل حدیث کانفرنس منعقدہ لاہور اور اس میں آپ کے خطاب کی پہلی بار سماع

اس عظیم کانفرنس کے سارے پروگرام، مینارِ پاکستان کے سایہ تلے، میں نے اپنے کانوں سے سنے اور اپنی آنکھوں سے دیکھے یہ کانفرنس اوائل اپریل ۱۹۷۹ء میں منعقد ہوئی تھی اور اس سے چند دن پہلے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دلوائی تھی اس لئے اس کے رد عمل میں، پیپلز پارٹی پاکستان کی طرف سے اس کانفرنس کو نقصان پہنچنے کا خطرہ تھا لیکن نقصان نہ ہوا۔

دن کا وقت تھا کہ کانفرنس کے وسیع و عریض اسٹیج سے مناظرِ اسلام حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری رحمہ اللہ نے اعلان کیا کہ اب آپ کے سامنے شیخ العرب والعجم پیر سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی پیر آف جھنڈا خطاب فرمائیں گے اس موقع پر میں نے آپ کو پہلی بار دیکھا کہ آپ، اپنے سر پر ٹوپی اور عربی رومال اور اپنے بدن پر عربی چغہ پہنے ہوئے تھے آپ کی داڑھی سرخ تھی اور چہرے پر رُعب و دبدبہ ہویدا تھا اسٹیج، فوٹو گرافروں سے بھرا ہوا تھا آپ چونکہ جاندار تصویر کے مخالف تھے اس لیے آپ کے مائیکروفون کے پاس تشریف لاتے ہی یہ اسٹیج فوٹو گرافروں سے خالی ہوگیا صاف ہوگیا اس تین روزہ عالمی کانفرنس میں بہت سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء وخطباء میں سے دو ہی عالم وخطیب ایسے تھے جن کے خطاب سے پہلے فوٹوگرافر، اسٹیج سے نیچے اتر آئے اور فوٹو اترنے بند ہوگئے ان میں سے ایک امام المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی تھے اور دوسرے شیخ العرب والعجم امام سید بدیع الدین شاہ راشدی تھے آپ نے اس موقع پر لوگوں سے بھرے وسیع وعریض پنڈال میں توحیدِ الٰہی پر جاندار خطاب فرمایا۔

جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں صحیح البخاری کی آخری حدیث پر آپ کا عالمانہ اور خطیبانہ درس اور خطبۂ جمعۃ المبارک

آپ نے شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں منتظمین جامعہ ہٰذا کی دعوت پر یہاں صحیح البخاری کی آخری حدیث پر محدثانہ، فقیہانہ اور خطیبانہ درس دیا اور جامعہ ہٰذا کی طرف سے اس درس کے بڑے بڑے اشتہار چھپ چکے تھے میں دارالعلوم اوڈانوالہ میں تیسرے سال کی کتابیں پڑھ چکا تھا۔ مدرسہ ہٰذا کے بہت سے طلباء نے اکٹھے ہوکر، استاذی المحترم شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد یعقوب صاحب ملہوی (م ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) رحمہ اللہ سے اس درس کو سننے کی اجازت لی آپ سے اجازت ملتے ہی، بہت سے طلباء تیزی سے پیدل ہی قافلوں کی صورت میں اور تن تنہا، جامعہ میں پہنچ گئے اس تقریب میں آپ کا درس سننے کے لئے، قریب و بعید سے بہت سے علماء کرام میں سے لاہور سے تشریف لائے ہوئے، امام المناظرین علامہ حافظ عبدالقادر روپڑی، علامہ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب التعلیقات السّلفیہ علیٰ سنن النسائی، علامہ عطاء اللہ ثاقب مترجم فتح المجید شرح کتاب التوحید بنام ہدایۃ المستفید اور علامہ محمد سلیمان انصاری مفت روزہ الاعتصام لاہور بھی اس درس میں موجود تھے۔

ایک طالب علم نے حدیث کی قرأت کی اور اس کی شرح میں آپ کا درس شروع ہوا درس میں علماء اور عوام، آپ کے علم اور آپ کی خطابت سے محظوظ ہو رہے تھے کہ دورانِ درس ہی علامہ حافظ محمد بنیامین صاحب طور شیخ الجامعہ نے اور بعض طلباء نے آپ پر سوالات کی بوچھاڑ کردی اور آپ نے مناظرانہ اور پرمزاح انداز میں ان کے مسکت جوابات دیے کہ سامعین، ہنس پڑے اور محفل، کشتِ زعفران بن گئی ایک صاحب نے سوال کیا کہ جنوب کی طرف سے علامہ عطاء اللہ بھوجیانی رحمہ اللہ اُٹھے اور گرج دار آواز میں بولے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ درس کا تسلسل جاری رہنا چاہئے درس کے بعد سوال کیجئے پس مجمع میں سناٹا طاری ہوگیا آپ نے صحیح البخاری کی آخری حدیث پر مفصل درس دیا اختتامِ درس پر میں ہال سے باہر نکل آیا اور میں نے علماء اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ آپ کے درس سے خوش تھے بہت ہی خوش۔ اس موقع پر میں نے پہلی بار صلوٰۃ ظہر اور صلوٰۃ عصر آپ کی اقتداء میں ادا کیں جن کا روحانی لطف آج بھی اپنے سینے میں پاتا ہوں اور اسی موقع پر میں نے پہلی بار ہال اور دار الضیوف (مہمان خانہ) کے درمیان آپ سے سلام ومصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

اگلے روز آپ نے یہیں جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمایا میں نے اس جمعۃ المبارک کا خطبہ اڈامرید والہ کے پاس بستی اوڈ میں دیا اس کے بعد میں آپ کی زیارت کے اشتیاق میں جامعہ ہٰذا میں دوبارہ آ گیا اور میں نے علماء وطلباء سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت پیر صاحب نے اتباعِ سنت اور ردِ تقلید میں علمی اور طویل خطبہ ارشاد فرمایا ہے آپ کے ساتھ آپ کے ایک محبّ خصوصی بھی تھے جو سندھ سے آئے تھے وہ ریڈیو پاکستان حیدر آباد سے گانے گایا کرتے تھے اب وہ توبہ کر چکے تھے شیخ العرب والعجم رحمہ اللہ نے عصر کی نماز شاہ شہید ہال میں پڑھائی اور اس کے بعد لوگوں کی فرمائش پر آپ کے ساتھی نے سندھی زبان میں حمدِ باری تعالیٰ اور نعتِ رسول ﷺ پیش کی سامعین میں جامعہ کے چند طلباء سندھی تھے جو اس کلام کو سمجھ رہے تھے جو نہیں سمجھ رہے تھے وہ بھی بیٹھے خوشی سے سن رہے تھے اس کے بعد آپ اپنے ساتھی کے ساتھ جامعہ کے مہمان خانہ میں تشریف لے آئے۔

جامعۂ ابی بکر الاسلامیہ کراچی میں، خبرِ واحد کی حجیت پر آپ کا تین دن بے مثال اور مفصل خطاب

رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء میں آپ نے جامعۂ ہٰذا کے منتظمین کی دعوت پر یہاں درجۃ التخصص فی مصطلح الحدیث کے کثیر طلباء سے خبرِ واحد کی حجیت پر، تین دن بعد نماز عشاء صحن کے مشرقی حصہ میں مفصل خطاب فرمایا اور آپ ہر روز، اس موضوع پر، یہاں قرآن وحدیث کے دلائل کے انبار پیش فرماتے اور منکرین کا رد فرماتے جامعہ ہٰذا میں حنفی طلباء نے جب اس مسئلہ میں، اپنے مذہب کا کذب و بطلان دیکھا تو انہوں نے بذریعہ رقعہ آپ کی طرف سوالات بھیجے جن کے آپ نے مُسکت جواب دیے کہ وہ خاموش ہوگئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مقدس موضوع پر، میں نے اتنا بے مثال اور مفصل خطاب، اپنی ساری زندگی میں کبھی نہیں سنا۔

افسوس! جامعۂ ہٰذا میں میرے ایک ماہی قیام کے دوران حنفی طلباء کے ضد وتعصب اور اہل حدیث طلباء کی جہالت وحماقت نے جامعہ کے تعلیمی ماحول کو برباد کردیا اور نوبت شدید باہمی رنجشوں اور لڑائی جھگڑے تک پہنچ گئی جس سے بعض طلباء شدید زخمی ہوگئے اور کراچی کی آب وہوا کے ناموافق ہونے کی وجہ سے میں شدید مرض میں مبتلا ہوگیا اور میرے پاس کتاب بھی نہ تھی جس سے میری پڑھائی کا زبردست نقصان ہوا تھا ہم نے جامعہ کے بہترین مکتبہ سے خوب علمی استفادہ کیا جس کی بہترین یادیں آج بھی میرے سینے میں بسی ہوئی ہیں۔

آپ کے ہاں پہلا تین روزہ قیام اور علمی استفادہ

اس جامعہ میں قیام کے دوران، مجھے اس کے طالب علم محترم حافظ ثناء اللہ صاحب نے جامع مسجد موتی ڈینسو ہال بندر روڈ کراچی میں خطبہ جمعۃ المبارک کے لئے کہا اور اسی دن عیدالفطر تھی کیونکہ وہ عید کے لیے پنجاب آنا چاہتے تھے اور وہ اس مسجد کے خطیب تھے اور میرے آئندہ عزم سے آگاہ تھے میں نے مسجد مذکورہ میں خطبۂ جمعہ دیا شیخ عبدالغفار صاحب تالے والے اور دیگر سامعین نے میری خوب حوصلہ افزائی کی ایک دو دن قیام کے بعد میں جامعہ ہٰذا سے آپ کی طرف سفر کے لئے براستہ سپر ہائی وے عازم ہوا مغرب کے بعد کافی اندھیرا ہوچکا تھا جب میں نیو سعید آباد پہنچا میں سندھی زبان نہیں جانتا تھا اور یہاں بہت سے لوگ اردو زبان نہیں جانتے تھے میں نے بس سے اترتے ہی ایک سواری سے امام راشدی رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا کیونکہ میں نے اس سے اردو میں بات کرتے دیکھا تھا تو اس نے مجھے آپ کے بارے میں بڑی خوشی سے اردو زبان میں بتلایا اور پوچھنے پر مجھے بتلایا کہ میں راجپوت ہوں۔ میری قوم کا اور میری زبان کا۔ اس کے بعد میں نے ایک اور شخص سے آپ کے بارے میں پوچھا جس کا نام محمد شریف تھا اس نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا چک ۱۲۷ شمالی سلانوالی سرگودھا سے اس نے کہا کہ وہ وہاں میرے رشتہ دار ہیں میں نے کہا وہ کون سے؟ اس نے مجھے بتلادیا غرضیکہ تعارف کا ایک طویل سلسلہ چل پڑا اور وہ مجھے بڑے اخلاق سے آپ کے پاس لے آیا آپ سے یہ شفقت بھری پہلی ملاقات، میرے لیے زندگی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا عظیم سرمایہ ہے جسے میں کبھی نہ بھول سکوں گا آپ سے پہلی ملاقات ہی میں میری سفری تھکان اور طویل پریشانی دور ہو چکی تھی اور طویل بیماری بھول چکی تھی نماز عشاء پڑھی آپ نے میرے کھانے کا انتظام کروایا اور مکتبہ کے سامنے، سونے اور آرام کرنے کا بھی......

اس تین روزہ قیام کے دوران، آپ سے کئی دینی مسائل میں راہنمائی لی آپ کے عظیم اور تاریخی مکتبہ میں دینی علمی کتابوں اور دینی قلمی مسوّدوں سے جی بھر کر علمی فائدہ اٹھایا اور حقیقت تو یہ ہے کہ آپ ان سب باتوں میں، حاتم طائی ثابت ہوئے انہی دنوں میں، آپ کے بڑے بھائی اور استاذ ماہر اسماء الرجال علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ سے جامعہ دارالرشاد درگاہ شریف پیر جھنڈا میں پیدل چل کر، ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ان کے عظیم اور تاریخی مکتبہ میں دینی علمی کتابوں اور دینی قلمی مسوّدوں سے جی بھر کر علمی فائدہ اٹھایا شیخ العرب والعجم رحمہ اللہ بھی اپنے مکتبہ میں، کتابوں سے استفادہ میں راہنمائی فرماتے تھے اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے پنجاب کی طرف آتے ہوئے آپ نے مجھے اپنی تالیف کردہ مفصل علمی کتاب توحید خالص اور دیگر رسائل تحفہ میں دیے جو آج تک میرے پاس محفوظ ہیں۔اور آپ کی یہ ضخیم علمی کتاب عقیدۂ حلول اور عقیدۂ وحدت الوجود کے کذب و بطلان میں بے مثال کتاب ہے۔

ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں آپ کی رائے

ان دنوں ڈاکٹر عثمانی کی دعوت وتحریک ملک میں بالعموم اور کراچی میں بالخصوص زوروں پر تھی عیدالفطر کے بعد میں ان سے ان کے وسیع وعریض کلینک میں مریضوں کے جم غفیر میں ملا اور انہوں نے میری خوب عزت کی اور میری خوب مہمان نوازی کی اور مجھے کیاڑی کراچی میں واقع اپنے دفتر میں اپنی قدیم وجدید کتابوں کا پیکٹ دیا جس میں سے ایک کا نام، وفات النبی ﷺ تھا دورانِ گفتگو انہوں نے مجھے اپنی اس کتاب سے دکھاتے ہوئے کہا کہ آپ اہل حدیث ہیں اور نماز میں رفع الیدین پر بہت زور دیتے ہیں اور آپ کے علماء، مشرک ہیں اور اس کتاب سے علماء اہل حدیث کے نام اور ان کی کتابوں کے حوالے دکھائے شیخ الکل میاں سید نذیر حسین دہلوی، علامہ نواب وحید الزماں حیدرآبادی اور پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی پیر جھنڈا اور کہنے لگے کہ مشرک کی نماز قبول نہیں اس کی بخشش نہیں بھئی! اس کی فکر کرو میں صحیح مسلم پڑھ چکا تھا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ان مسائل میں نہ مجھے پختگی تھی اور نہ مجھے علم۔ کیونکہ ان دنوں مدارسِ اہل حدیث میں قابل و ماہر اساتذہ تو تھے لیکن چند ایک کے سوا، جدید مسائل اور جدید فتنوں سے ناواقف تھے اس لیے علم و تحقیق کے نہ ہونے کی وجہ سے میں وہاں خاموش رہا اور سلام و مصافحہ کے بعد واپس چلا آیا۔

میں نے عصر کی نماز، جامع مسجد کیماڑی کراچی میں پروفیسر کمال عثمانی کے پیچھے ادا کی اور اس کے بعد ان سے ڈاکٹر عثمانی سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا اور مذکورہ واقعہ سنایا وہاں مجھے بہت سے لوگ ملے پروفیسر کمال عثمانی نے میری بات، خاموشی اور توجہ سے سنی اور مسکراتے ہوئے کہا، اس دنیا میں صرف ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں اور باقی سب کافر ہیں اس لیے آپ ان سے کہتے کہ ڈاکٹر صاحب! آپ تو رفع الیدین کی سنت پر عمل کرلیا کریں۔

میں نے امام راشدی رحمہ اللہ سے ملاقات میں مذکورہ سارا واقعہ سنایا آپ نے خاموشی اور توجہ سے سنا اور مجھ سے فرمانے لگے، بھئی! اس دنیا میں صرف تین مسلمان ہیں اور باقی سب کافر اور مشرک ہیں۔ (۱) امام ابوحنیفہ (۲) امام بخاری اور (۳) ڈاکٹر مسعود عثمانی اور مسکرائے امام راشدی رحمہ اللہ کے اس مزاح اور طنز میں حقیقت میں، عثمانی علمِ کلام کا خلاصہ تھا تفصیل کا یہ موقع نہیں پھر آپ نے فرمایا: بھئی! پروفیسر کمال عثمانی صاحب اچھے دوست ہیں لیکن ابھی تک ان میں حنفیت ہے اور آپ نے مجھ سے اس حوالہ سے ان کے نمازِ جمعہ کا مروّجہ حنفی طریقہ کا ذکر کیا۔

اواخر دسمبر ۱۹۸۷ء میں پنڈی، اٹک، مردان، اور پشاور میں تبلیغی سفر کے دوران پچاس ساٹھ افراد پر مشتمل، پروفیسر کمال عثمانی کے قافلہ میں شامل تھا اور انہی کے حکم پر، میں نے اس سفر کے دوران جامع مسجد اہل حدیث شیریں محل مردان میں بعد نماز فجر، قرآن و حدیث کا درس دیا تھا۔ اور یہی سفر، میرا ان سے آخری ملاقات ثابت ہوا طویل عرصہ گزر گیا میں نہیں جانتا کہ اب ان میں حنفیت کا اثر ہے یا نہیں؟

جناب سید مسعود احمد بی ایس سی کے بارے میں آپ کی رائے

اسی ملاقات میں، میں نے امام راشدی رحمہ اللہ سے ان سے کراچی میں اپنی ملاقات کا واقعہ ذکر کیا آپ نے سنا اور میری راہنمائی فرمائی اور فرمایا کہ یہ خارجی ہیں اور جناب سید مسعود احمد بی ایس سی، نئی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت، نئے فرقہ جماعۃ المسلمین، رجسٹرڈ کے بانی تھے۔

آپ کے ہاں دوسرا تین روزہ قیام اور علمی استفادہ:

طویل عرصہ گزر چکا تھا علماء کرام سے علمی استفادہ کرتے ہوئے لیکن میری علمی پیاس نہ بجھی تھی جرائد اہل حدیث میں، دورۂ تفسیر قرآن مجید کے بارے میں منعقدہ جامعۂ اہل حدیث کراچی کورٹ روڈ اشتہار چھپا اور اس دورۂ کے استاذ، التلاء للقرآن الکریم البکاء من خشیۃ اللہ علامہ حافظ عبداللہ بڈھیمالوی رحمہ اللہ (م ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء) تھے میں نے سوچا کہ شیخ مذکور سے دوبارہ تفسیر قرآن میں فائدہ اٹھاؤں اور واپسی پر امام راشدی سے بھی، دین وعلم میں فائدہ اٹھاؤں۔

میں اواخر شعبان ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء میں جامعہ مذکورہ میں پہنچ گیا یہاں ایک دفعہ امام راشدی اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ تھوڑی دیر کے لئے تشریف لائے اور میں نے لوگوں کے جم غفیر میں آپ اور آپ کے ساتھیوں سے ملاقات کی اس حالت میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو میرا علم ہی نہ ہوا اس دورہ سے فراغت کے بعد، میں کراچی میں ہی ٹھہر گیا کیونکہ مجھے امام راشدی سے ملاقات کا شوق تڑپاتا تھا عید الفطر کے بعد میں نے مرکزی جامع مسجد اہل حدیث دہلی کالونی کراچی میں ایک بار بعد نماز عصر اور دو بار بعد نمازِ مغرب، درسِ قرآن وحدیث میں نمازیوں سے خطاب کیا اور میرا یہ قیام کراچی میں آخری قیام ثابت ہوا۔

امام راشدی کی زیارت کے انتہائی شوق میں، میں کراچی سے براستہ سپر ہائی وے نیوسعید آباد روانہ ہوگیا نماز عشاء کی جماعت کے بعد میں مرکزی جامع مسجد اہل حدیث نیوسعید آباد پہنچا آپ نماز کے نوافل گھر پر ادا کیا کرتے تھے تو آپ سے مسجد ہٰذا کے جنوبی دروازہ میں ہی سے نکلتے ہوئے ملاقات ہوگئی میں نے آپ سے مصافحہ کیا اور آپ نے مجھ سے معانقہ کیا اس ملاقات میں آپ مجھ سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا: آپ تین سال پہلے بھی یہاں آئے تھے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: مجھے یاد ہے میں حیران تھا کہ بڑھاپے میں آپ کا یہ حافظہ۔ آپ نے کھڑے کھڑے مجھ سے فرمایا: کل بعد نماز عشاء اسی مسجد میں آپ کا خطاب ہوگا میں گھبرایا اور شرمندہ ہوا کہاں آپ کی معروف اور عظیم شخصیت اور کہاں میں گمنام اور کمترین؟ آپ نے محبت وشفقت بھرے لہجے میں مسکراتے ہوئے پھر فرمایا: آپ کا خطاب ضرور ہوگا میں نے کہا: جی!

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھیک ہے آپ نے اسی وقت مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر ایک جوان سے میرے خطاب کا اعلان کروادیا جس کی مجھے اپنے نام کے سوا، کسی سندھی لفظ کی سمجھ بھی نہ تھی بس نام کے سیاق وسباق سے ہی سمجھا آپ نے اپنے ساتھیوں سے میرے کھانے اور میرے آرام کرنے کے انتظام کے لئے کہا اور کھانا کھانے کے بعد میں مکتبہ کے جنوب مشرق جانب کھلے صحن میں سو گیا۔

نمازِ فجر میں آپ کی لمبی اور پر سوز قرأت:

سارے دن کے سفر کا تھکا مارا تھا اس لئے میں نیند میں مست ہو گیا اذانِ فجر کی کوئی خبر نہ ہوئی اور نہ ہی مجھے کسی نے جگایا پس جب آپ نے نمازِ فجر کے پہلے قیام میں سورۃ فاتحہ کی قرأت کی تو میں پریشانی اور شرمندگی میں اٹھا اور بول و براز کے لئے دور کھیت میں چلا گیا استنجاء و وضوء کے بعد میں نے پہلا قیام پالیا آپ کی قرأت کیا تھی؟ سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی۔ دل کرتا تھا کہ آپ بس قرآن کریم کی قرأت کریں اور رکوع میں نہ جائیں اور لوگ بھی ایسے کہ اس سوز و گداز میں مست...... میں نے اپنی جوانی کے انہی ایام میں بڑے بڑے علماء کی امامت میں نماز ادا کی لیکن آپ کی امامت میں، جو نمازیں ادا کیں، ان کا روحانی لطف کبھی نہ بھلا سکوں گا۔

نمازِ عشاء میری امامت میں اور میرا خطاب:

دوبارہ بھی میرے خطاب کے لئے، آپ کی مسجد میں اعلان ہوا گرمی کا موسم تھا میرا خطاب سننے کے لئے بہت سے لوگ مسجد میں آگئے تھے جماعت کا وقت ہوا آپ نے مجھے دور سے کھڑے کھڑے امامت کے لئے اپنے مصلّٰی پر کھڑا ہونے کے لئے فرمایا میں نے شرماتے ہوئے انکار کیا لیکن آپ نے اس پر اصرار فرمایا جماعت ونوافل کے بعد میں نے توحید کے فوائد اور شرک کے نقصانات پر تقریباً پون گھنٹہ اردو زبان میں خطاب کیا اور سب لوگ خاموشی اور سکون سے اپنی جگہوں پر بیٹھے میرا خطاب سنتے رہے خطاب کے بعد، آپ رحمہ اللہ نے میری بہت حوصلہ افزائی فرمائی جو میرے لیے بہت بڑا اعزاز واکرام اور میرے لیے بہت بڑی یادگار ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی کتابوں کا تحفہ:

آپ نے اسی قیام کے دوران، مجھے اپنی دو عظیم کتابیں، تحفہ کے طور پر، اپنے مبارک ہاتھوں سے عطا فرمائیں، ان میں سے ایک جلاء العینین فی تخریج احادیث رفع الیدین للامام البخاری رحمہ اللہ تھی جو عربی زبان میں بے مثال تخریج و تحقیق ہے جسے ادارۂ علومِ اثریہ فیصل آباد نے چھپوایا تھا اور دوسری کتاب تنقیدِ سدید بہ رسالۂ اجتہاد وتقلید تھی جو مولوی محمد ادریس کاندھلوی حنفی کی کتاب اجتہاد وتقلید کا منہ توڑ جواب تھی یہ کتاب مجھے جامعۂ اہل حدیث کراچی میں انعام کے طور پر مل چکی تھی اس لیے میں یہ دوسری کتاب آپ کو یہ عذر پیش کرتے ہوئے واپس کردی تھی۔

آپ کا چارپائی کی پائندی پر باصرار بیٹھنا

اسی قیام کے دوران میں مکتبۂ راشدیہ کے جنوب مشرقی جانب میں نمازِ مغرب کے بعد، اندھیرے میں چارپائی پر لیٹا ہوا تھا آپ میرے پاس تشریف لائے میں آپ کے ادب واحترام کے لئے جلدی میں چارپائی سے اٹھا تاکہ آپ چارپائی کے سرہانے بیٹھ جائیں لیکن آپ نے مجھے باصرار اور بشدّت چارپائی کے سرہانے کی طرف بٹھایا اور خود اس کی پائندی پر بیٹھ گئے آپ کی عاجزی وانکساری کی انتہاء تھی اور میری شرمندگی کی انتہاء تھی اور آپ نے بڑی محبت وشفقت اور بڑی حوصلہ افزائی اور دریا دلی سے مجھ سے باتیں کیں اور میری باتیں سنیں۔

ایک دیوبندی عالم سے میرے طویل مناظرے کی روئیداد اور آپ کا اسے سن کر مسکراتے ہوئے جواب دینا۔

اسی قیام کے دوران رات کے وقت میں نے آپ کو ایک دیوبندی عالم مفتی عزیز الرحمٰن شیخ الحدیث دارالعلوم کورنگی کراچی سے اپنا طویل مناظرہ سنایا جو عیدالفطر کے بعد اسی مدرسہ میں بلاقصد وارادہ ہوگیا کیونکہ میں نے مفتی محمد تقی عثمانی سابق جسٹس وفاقی شرعی عدالت کراچی کے بعض مضامین مذہب اہل حدیث کے ترجمان جریدہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں پڑھے تھے اور میں نے کراچی میں آمد کی وجہ سے مفتی مذکور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب سے بھی علمی فائدہ اٹھانا چاہا جمعۃ المبارک کا دن تھا مفتی محمد تقی عثمانی تو ابھی اس مدرسہ میں تشریف نہ لائے تھے کہ مفتی عزیز الرحمٰن اوران کے تین ساتھیوں سے سامنا ہوگیا میں نے ان سے سلام کے بعد مصافحہ کیا جب مفتی عزیز الرحمٰن سے مصافحہ کرنے لگا تو انہوں نے کہا: اپنا دوسرا ہاتھ بھی ملایئے میں نے کہا: جناب! کیا یہ قرآن وحدیث میں ہے؟ انہوں نے کہا: کیا آپ غیر مقلد ہیں؟ میں نے کہا: آپ مقلد اور غیر مقلد کی بحث چھوڑیئے قرآن وحدیث سے ثابت کیجئے انہوں نے کہا: اگر دوسرا ہاتھ ملالیا تو کیا ہوجائے گا؟ میں نے کہا: مصافحہ، صَفْحٌ سے مشتق ہے جس کا معنیٰ اردو زبان میں ہتھیلی ہے اور مصافحہ، باب مفاعلہ سے ہے اور اس کا معنیٰ ہے ایک ہتھیلی کا دوسری ہتھیلی سے ملنا اور میں نے اپنی ہتھیلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: علامہ صاحب! یہ ہتھیلی ہے اور اس کی پشت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہتھیلی نہیں ہے اور جب ہتھیلی اس پشت سے ملے گی تو یہ مصافحہ نہیں ہے انہوں نے کہا: اگر مل گیا تو کیا ہوجائے گا؟ میں نے کہا: یہ مصافحہ نہیں ہے۔ مفتی صاحب گورے اور سرخ تو تھے ہی غصہ میں اور سرخ ہوگئے اور کرسی سے اٹھے اور خاموش ہوکر مغرب کی طرف چل دیے اور میں ان کی طرف دیکھتا رہا اتنے میں ایک اور بوڑھے مولوی صاحب آگئے اور کرسی پر بیٹھ گئے اور پہلے دو دیوبندی مولویوں میں سے ایک غصہ میں آگیا اور مجھ سے کہنے لگا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے کہا: سلانوالی سرگودھا سے اس نے نہایت غصہ میں گرجتے ہوئے کہا، آپ نہیں جانتے یہ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ہیں جو اس دار العلوم کے شیخ الحدیث ہیں آپ نے مفتی صاحب سے گستاخی اور بدتمیزی کی ہے اگر کوئی اور ہوتا تو وہ آپ کو جوتے مارتا میں نے کہا: میں جاہل آدمی ہوں میں نے مفتی صاحب سے کوئی گستاخی اور بدتمیزی نہیں کی میں نے تو یہی کہا کہ مصافحہ، صفح سے ہے جس کا معنیٰ ایک ہتھیلی کا دوسری ہتھیلی سے ملنا ہے اور یہ باب مفاعلہ سے ہے وہ غصہ میں خاموش ہوگیا اور بوڑھے مولوی صاحب نے کہا: جاہل آدمی تو اس طرح کی علمی بات نہیں کرسکتا جو آپ نے کی ہے میں نے بات کرنا چاہی اس نے کہا ہنستے ہوئے اب بس کرو اچھا! آپ یہ بتلایئے وہی سلانوالی جہاں مولویوں نے کوا کھایا تھا میں نے کہا: جی ہاں! مدرسہ حسینیہ حنفیہ میں جو دیوبندیوں کا مدرسہ ہے پھر وہ ہنستے ہوئے خاموش ہوگیا اور وہ اپنے ساتھیوں سے اسی بارے میں باتوں میں مشغول ہوگیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام راشدی رحمہ اللہ نے یہ سارا واقعہ خاموشی سے سنا اور مجھ سے فرمایا: بھئی! مقلد کے پاس جواب نہیں ہوتا کیونکہ اس کے پاس قرآن وحدیث کا علم نہیں ہوتا وہ آپ کی بات کا کیسے جواب دیتا؟ میں نے عرض کیا: جناب شاہ صاحب! کیا سلام کے وقت، دونوں ہاتھوں کو ملانے کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! ہاں بات کے دوران دونوں ہاتھوں کے ملانے کا ذکر، صحیح البخاری میں ہے پھر میں نے صحیح البخاری میں یہ ثبوت دیکھ لیا۔

قارئین کرام! اس واقعہ کو بائیس سال کا طویل عرصہ گزر گیا میں نے یادداشت کے طور پر اس واقعہ کو کاغذ پر لکھ لیا تھا امام راشدی رحمہ اللہ کے بارے میں مضمون لکھتے وقت آپ کے علمی استفادہ کے لئے یہ خوبصورت واقعہ بھی لکھ دیا تاکہ جو نہیں جانتے وہ جان لیں کہ دیوبندی مقلدین کے مدارس کے شیوخ الحدیث کا اخلاق کیسا ہے؟ ان کا علمی مقام کیا ہے؟ پچھلے دنوں سرحد اسمبلی میں ایم ایم اے حکومت کے پیش کردہ بعض بلوں کے دوران مفتی عزیز الرحمٰن کا نام پڑھا تھا تو وہی شخصیت یاد آ گئی جب اساتذہ میں یہ فقہی جمود وتعصب ہے تو ان کے شاگردوں کے کمالات کا کیا کہنا (ہائے اسلام کی غربت) اور کوا کھانے والوں میں اور اسے پکڑنے والوں میں اور اسے ذبح کرنے والوں میں سے بعض عظیم شخصیتیں، ابھی تک زندہ ہیں اور شہر سلانوالی میں دینی اور سیاسی میدان میں زینت بنی ہوئی ہیں اور مجھے بھی اپنے نادان دوستوں کے ساتھ ساتھ، گمنامی کی تنہائی کی طرف دھکیلنے میں اور دینی تعلیم وتدریس میں روڑے اٹکانے میں اور میرے خلاف اُکسانے اور بھڑکانے میں انہی جرنیلوں کا کردار نمایاں ہے اور وہ کوّا کھانے کی ساری کہانی بڑے مزے سے سناتے ہیں اور اسی طرح ان کا مجھے اہل حدیث بنانے میں بھی بنیادی کردار ہے کیونکہ اگر وہ کوّا نہ کھاتے تو میں ان دنوں مذہب دیوبند قبول کر لیتا مذہب اہل حدیث قبول نہ کرتا اور بریلوی مذہب نہ چھوڑتا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

دارالعلوم کراچی میں مفتی عزیز الرحمٰن سے دوران گفتگو میں کھڑا رہا نہ انہوں نے مجھے بٹھایا اور نہ میں بیٹھا اور وہ اور ان کے ساتھی کرسیوں پر بڑی شان وشوکت سے بیٹھے رہے اور نہ ہی مفتی صاحب نے مجھ سے مصافحہ کیا اور اور نہ ہی مجھے قران وحدیث سے کوئی ثبوت دیا، چوری بھی اور سینہ زوری بھی۔ جب مساجد و مدارس کے فرقہ وارانہ جمود، تعصب اور نفرت کا یہ حال ہے تو امت محمدیہ کیسے ایک ہو؟ پاکستان میں اسلام کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفاذ کیسے ہو؟ میں اس سلوک پر مزید لکھنا نہیں چاہتا کہ کہیں آبگینے ٹوٹ نہ جائیں، کہ کہیں ان آبگینوں کو ٹھیس نہ لگ جائے۔

ایک سندھی گروہ کا آپ کے سامنے آپ کے بارے میں غلو اور آپ اور آپ کے ساتھیوں کی غصہ میں اس پر ڈانٹ اور اس سے روک:

قریب و بعید کے لوگ تو آپ سے ملنے کے لئے ہر روز انفرادی اور اجتماعی طور پر آپ کے پاس آتے ہی رہتے تھے صوبۂ سندھ میں قبیلۂ سادات کا لوگوں کے دلوں میں بہت ادب و احترام ہے لیکن میں نے کئی بار دیکھا کہ اکثر لوگ اس معاملہ میں غلوّ میں مبتلا تھے اور ادب و احترام میں شرعی حدود و احکام کا خیال نہیں رکھتے تھے اور وہ یہ سب کچھ بزعم خود، ان سے محبت و عقیدت میں کرتے تھے۔

اس قبیل کے واقعات تو میں نے کئی بار دیکھے لیکن ایک واقعہ ذکر کیے دیتا ہوں وہ یہ کہ امام راشدی سوائے جمعۃ المبارک کے ہر روز، اپنے مکتبہ کے جنوبی طرف برآمدہ میں دروازہ کے پاس گدے پر تشریف فرما ہوتے تھے جناب مولوی عبدالعزیز صاحب اور مولوی عبدالغفار صاحب جونیجو، آپ کو حسبِ ضرورت، تالیف کتاب اور تحقیق مسئلہ میں حوالہ کے لئے کتابیں لاکر دیتے اور پھر آپ ان سے عبارت اور حوالہ لکھواتے۔

ایک دفعہ جب آپ یہیں تشریف فرما تھے تو آپ کے سامنے سے آٹھ نو افراد پر مشتمل گروہ نمودار ہوا اور وہ آپ کو دور سے دیکھتے ہی زمین سے قریب نہایت جھکتے ہوئے آپ کی طرف آ رہے تھے آپ نے انہیں اس حالت میں آتے دیکھا تو ان پہ نہایت غصہ ہوئے آپ اور آپ کے ساتھیوں نے بھی انہیں اس عمل سے روکا اور کہا کہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے حرام ہے یہاں تک کہ آپ کے ساتھیوں نے انہیں اپنے ہاتھوں سے روکا لیکن وہ اپنے اس عمل سے باز نہ آئے اور گرتے پڑتے قریب آ کر تو وہ سجدہ میں گر گئے آپ نے انہیں روکا لیکن بھلا وہ رکنے والے کہاں تھے؟ پھر وہ سیدھے ہوکر ادب سے آپ کے پاس بیٹھ گئے اور ان سب نے آپ کے سامنے سندھی زبان میں کوئی مسئلہ یا کوئی جھگڑا پیش کیا جسے میں نہیں سمجھتا تھا آپ نے فیصلہ فرمایا اور پھر نا معلوم! کس بات پر آپ ان پر سخت ناراض ہوئے اور سخت غصہ میں انہیں پاس سے نکل جانے کو کہا وہ پچھلے پاؤں واپس جانے لگے تا کہ آپ کی طرف ان کی پیٹھ نہ ہو آپ اور آپ کے ساتھیوں نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عمل سے بھی انہیں روکا لیکن وہ حسب سابق باز نہ آئے اور گرتے پڑتے دور جا کر، دروازے سے باہر نکل گئے اور سیدھے ہو کر چلنے لگے۔

آپ سے اجازت اور آپ کے بڑے بھائی علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی کی زیارت:

اس مختصر قیام میں میں نے آپ سے اپنے گھر آنے کی اجازت لی اور آپ کے بڑے بھائی اور استاذ علامہ سید محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ سے ملاقات کے بعد، بذریعہ ریل براستہ نواب شاہ خانیوال، جھنگ، سلانوالی اپنے گھر پہنچا۔

اس قیام کے دوران بھی میں نے آپ کے بڑے بھائی اور استاد ماہر اسماء الرجال، شاعر اسلام علامہ سید محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ سے ملاقات کی اور نیوسعید آباد سے درگاہ شریف پیر جھنڈا پیدل ہی روانہ ہوگیا تین میل کی مسافت ہوگی گرمی کا موسم تھا جامعہ دارالرشاد کے پاس میں نے ایک آدمی سے آپ کے بارے میں پوچھا تو اس نے مجھے بتلایا کہ پیر سائیں کار میں بیٹھے ہیں اور اپنے ایک بیٹے کے ساتھ کراچی جانے والے ہیں میں پسینے میں شرابور تھا اور میری پرانی جوتی، گرد وغبار سے اٹی پڑی تھی اور میرا چہرہ بھی پسینہ اور گرد وغبار سے اٹا پڑا تھا میں نے اس آدمی سے کہا کہ آپ پیر سائیں سے کہو کہ پنجاب سے آپ کا مہمان آیا ہے اور میں ابھی منہ ہاتھ اور پاؤں دھو کر آپ کے پاس آیا میں وضو خانے میں اپنے منہ ہاتھ اور پاؤں دھوتا رہا اس نے مجھے کہا جلدی آؤ پیر سائیں جانے والے ہیں میں نے کہا میں ابھی آیا میں وضو خانہ سے نکلا مسجد کے شمال میں کھلی جگہ پر آپ کار میں سوار تھے آپ نے مجھے دیکھا تو مسکراتے ہوئے کار سے باہر نکلے بڑھاپے کی حالت میں میں نے سلام کیا مصافحہ کیا اور آپ نے مجھ سے معانقہ فرمایا اور دوسروں سے بھی میں نے مصافحہ کیا سخت دھوپ میں کھڑے کھڑے مختصر بات ہوئی میرے اور آپ کے درمیان پھر آپ نے فرمایا میں کراچی جانے والا ہوں اور مجھے دیر ہوگئی ہے آپ نے اپنے خادم بابا جمالی کو حکم دیا کہ یہ مہمان پنجاب سے آیا ہے اسے ٹھہراؤ، مکتبہ دکھاؤ، اور آپ سلام ومصافحہ کے بعد کراچی روانہ ہوگئے اور میں ایک رات قیام کے بعد، اپنے وطن کی طرف روانہ ہوگیا اور اس مختصر قیام میں، میں نے آپ کے کتب خانے سے ہلکا سا استفادہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، دونوں بھائیوں کی شکل میں بہت مشابہت تھی دونوں کی داڑھی بڑی بڑی، سر کے بال، کان کی لو تک، مونچھیں کٹی ہوئی، اور داڑھی سے ملی ہوئی، سر پر سندھی ٹوپی، شلوار قمیص میں ملبوس، رات کے وقت، تہبند پہنتے تھے نظر صحیح، ناک پتلی اور لمبی، تیز نقش، خوبصورت لگتے تھے لیکن رنگ اور قد میں فرق تھا بڑے بھائی کا رنگ گورا اور داڑھی اور سر کے بال سفید تھے مہندی وغیرہ سے رنگے ہوئے کبھی نہ دیکھے، اور بھاری قد اور چھوٹے بھائی کا رنگ سانولا اور قد پتلا اور داڑھی اور سر کے بال، مہندی وغیرہ سے رنگے ہوتے تھے اور سرخ اور پیلے ہوتے تھے اس کے باوجود مجھے ہمیشہ دونوں بھائیوں کی شکل میں مشابہت نظر آئی۔

آخری ملاقات:

مارچ ۱۹۸۹ء میں، میں سالانہ اجتماع بونگہ بلوچاں بھائی پھیرو (پھول نگر) قصور میں گیا وہاں آپ کا طویل خطبۂ جمعۃ المبارک سنا مسجد سامعین سے بھری پڑی تھی خطبہ میں جوش اور دلائل، دیدنی تھا اس کے بعد آپ سے ملاقات تو نہ ہوسکی لیکن اگلے روز نماز فجر کے بعد بقیۃ السلف مولانا حافظ محمد یحییٰ صاحب میر محمدی رحمہ اللہ سے طویل ملاقات کی سعادت بڑے خوشگوار ماحول میں حاصل ہوئی آپ بڑی شفقت و محبت سے ملے اور مجھے رخصت فرمایا میں مسجد سے نکلا تو مسجد کے شمال میں میرے سامنے امام راشدی کھڑے تھے میں ان سے ملا آپ حسب سابق بڑی محبت و شفقت سے ملے اور مجھ سے معانقہ فرمایا اور مجھے پہچان گئے مختصر وقت میں میری آپ سے بہت سی باتیں ہوئیں دورانِ ملاقات گوجرانوالہ کے ایک ماسٹر صاحب نے میری تصدیق کے بغیر مجھ سے منسوب ایک جھوٹی بات کے بارے میں شرعی لحاظ سے پوچھا آپ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور مجھ سے فرمایا کہ ہمیں مدرس و خطیب کی ضرورت ہے آپ ہمارے پاس آجایئے میں نے عرض کیا؟ جناب! میں تو اس وقت مدرس ہوں خطیب ہوں آپ نے فرمایا: آپ اسے چھوڑ دیجئے اور ہمارے پاس آجایئے میں نے عرض کیا جناب! میرے لیے چھوڑنا بہت مشکل ہے اور میرے حالات بھی خراب ہیں آپ نے فرمایا ہم آپ سے تعاون کریں گے گھبرایئے نہیں اس گفتگو کے دوران ایک کار آپ کے پاس آ کر رکی اور پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب امیر مرکز الدعوۃ والارشاد پاکستان موجودہ امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان نے آپ سے کہا شیخ صاحب! کار میں بیٹھئے اور وہ کار سے باہر آگئے اور بڑے ادب و احترام سے آپ کو کار میں بٹھایا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے سلام و مصافحہ کے بعد بیٹھتے ہوئے میری طرف اپنا چہرۂ مبارک کر کے بلند آواز سے فرمایا آپ ہمارے پاس آجایئے کارروانہ ہوگئی اور میں حسرت بھری نگاہوں سے آپ کی طرف دیکھتا رہا مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ میری آپ سے آخری ملاقات ہے اس کے بعد، آپ نے اپنی زندگی کے چھ سال گزارے لیکن افسوس! مجھے آپ سے ملاقات کا ایک مقدس موقع میسّر نہ آیا۔

آپ سے آخری خط وکتابت:

رمضان المبارک کا مہینہ گزر گیا اور میرے خطوط کے جواب میں، مجھے آپ کی طرف سے تین خطوط، آپ کے لیٹر پیڈ پر موصول ہوئے جن میں آپ نے مجھے اپنے ہاں آنے کا حکم فرمایا اور میں ہر خط کے جواب میں اپنے عذر اور اپنی مجبوریاں ذکر کرتا رہا، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ میرے حالات بھی ایسے تھے کہ میں آپ کے پاس نہ جاسکتا تھا آپ کے یہ تین خطوط اور ان میں آپ کی یہ نیک پیش کش، میرے لیے عظیم اعزاز واکرام ہے۔

آپ کا آخری تحفہ:

اس کے بعد دو تین بار جناب محمد شریف نیو سعید آباد مجھے ملنے کے لئے میرے گھر آئے میں نے واقعہ سنایا اور کہا: پیر سائیں مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں اس نے کہا پیر سائیں آپ سے ناراض نہیں ہیں میں اس کے ذریعہ آپ کی طرف اپنا سلام زبانی طور پر پہنچادیتا اور آپ میری طرف اپنا سلام اس کے ذریعہ پہنچادیتے۔

اس شخص نے ایک دفعہ مجھے بتلایا کہ پیر سائیں نیو سعید آباد میں دریائے سندھ کے پاس چند لوگوں کے مالی تعاون سے ایک بڑا دینی مدرسہ بنوار ہے ہیں نا معلوم! یہ مدرسہ بنا ہے یا نہیں؟

اور اسی طرح اس شخص نے ایک دفعہ مجھے بتلایا کہ پیر سائیں نے سندھی زبان میں قرآن کریم میں سے سورۃ البقرۃ کی تفسیر لکھی ہے وہ چھپ چکی ہے میں پیر سائین سے وہ آپ کو لا کر دوں گا میں سندھی زبان تو نہیں جانتا تھا اس کے بعد وسط جولائی ۱۹۹۱ء میں، میں جہلم، پنڈی، واہ، اسلام آباد، آزاد کشمیر، ناران، ایبٹ آباد، ہری پور کے تیئس روزہ طویل دعوتی وتبلیغی دورے پر روانہ ہوگیا اسی دورہ کے دوران ہی اس نے یہ تفسیر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیر سائیں سے لاکر، میرے گھر میں میرے بھائی کو دے دی جو بدیع التفاسیر کے نام سے معروف ہے اور سورۃ البقرۃ کی تفسیر کا نام ہے۔ بشری البررۃ فی تفسیر سورۃ البقرۃ۔

اس تفسیر کی قدر و منزلت تو صحیح معنوں میں سندھی زبان کو جاننے والے متلاشیانِ حق ہی جانتے ہیں لیکن قرآن وحدیث، فقہ، لغت، اقوال کی عربی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تفسیر قرآن میں امام تھے جیسا کہ آپ حدیث، فقہ، عقائد اور مذاہب میں امام تھے اور آپ کو تحریر و تقریر اور کلام و مناظرہ میں ان سب کو بیان کرنے پر یکساں عبور حاصل تھا۔

اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ

آپ اس حدیث کی زندہ تصویر تھے میں نے آپ کے ہاں قیام کے دوران، آپ کو دیکھا کہ آپ اپنے ایک بیٹے سے نہیں بولتے اور میں نے وہاں لوگوں سے سنا کہتے تھے کہ پیر سائیں اپنے اس بیٹے سے داڑھی منڈھوانے اور نماز نہ پڑھنے پر ناراض ہیں اور اس سے بات نہیں کرتے میں جب وہاں گیا تو وہ جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے تو مسجد میں آیا کرتا تھا اور وہ مجھ سے اچھے اخلاق سے ملا لیکن ابھی تک وہ داڑھی مونڈھتا تھا اس لئے آپ اس سے ناراض تھے۔

اور اسی طرح اس قیام کے دوران میں نے لوگوں سے سنا کہ آپ کے ایک بھائی ہیں ان کا نام پیر سید محی الدین شاہ راشدی ہے وہ وحدت الوجود صوفی ہیں اور ان کے قوالی کی محفل ہوتی ہے آپ اسے ان باتوں سے روکتے ہیں اور اس سے ناراض ہیں۔

پیر پگاڑا کے سیاسی جلسہ میں آپ کا کلمۂ حق:

میں شروع میں بتلا چکا ہوں کہ امام راشدی اور پیر پگاڑا ایک ہی خاندان کے دو فرد ہیں اس تعلق کے بارے میں کچھ تاریخی باتیں، مجھے آپ کے بڑے بھائی علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے پہلی ملاقات میں تفصیل سے بتلائی تھیں جن کا ذکر باعثِ طوالت ہے اور تاریخ کی یہ امانت، اب تک میرے سینے میں محفوظ ہے۔

جیسے یہاں لوگوں نے بتلایا کہ ۱۹۷۷ء میں آپ کے چچا زاد پیر پگاڑو، آپ کے پاس نیو سعید آباد میں انتخابی جلسہ میں تقریر کی دعوت دینے کے لئے تشریف لائے تو آپ نے جواب میں فرمایا میں تو جمہوریت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مخالف ہوں اس لیے میں تقریر نہیں کروں گا پیر پگاڑو نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا میں لوگوں سے یہ کہوں گا کہ آپ بھٹو کو ووٹ نہ دیں اور یہ نہیں کہوں گا کہ وہ آپ کو ووٹ دیں پس آپ نے اس انتخابی جلسہ میں خطاب فرمایا اور آپ نے اپنے خطاب میں توحید باری تعالیٰ پر خوب بولے اور اس میں شرک اور مروّجہ پیری مریدی کے خلاف بھی خوب بولے پیر پگاڑو صاحب نے خاموشی اور توجہ سے آپ کا خطاب سنا اور اختتام خطاب پر اس نے اپنے خطاب میں آپ کی بہت تعریف کی۔

دعوت و تبلیغ:

اعلاء کلمۃ اللہ میں آپ اللہ کی ننگی تلوار تھے اور آپ نے اللہ کی راہ میں دعوت و تبلیغ کے لئے قریب و بعید کے بہت سے سفر کیے عربی ممالک کے، یورپی ممالک کے، افریقی ممالک کے اور تقسیم ہند کے بعد تو پاکستان میں، لاہور کی رونقوں سے لے کر چمن کے چمنستانوں تک اور کیماڑی کی ترائیوں سے لے کر کوہ ہمالیہ کی چوٹیوں تک آپ کی خطابت سے گونجتے رہے عرب بھی گونجے اور عجم بھی۔ ایک دفعہ مجھے اپنے علاقہ میں برطانیہ سے آئے ہوئے ایک شخص نے بتلایا کہ پیر بدیع الدین شاہ صاحب لندن یا برمنگھم میں ایک مذہبی جلسہ میں خطاب کے لئے اسٹیج پر تشریف لائے فوٹو گرافر، تصویر کے لئے آگے بڑھے تو آپ نے انہیں اس سختی کے ساتھ روک دیا اور انہیں اپنی تصویر نہ اتروانے دی۔

میں نے ایک بار اپنے دوسرے قیام میں آپ کی مسجد میں آپ کا خطاب سندھی زبان میں سنا مسجد کا بڑا ہال، لوگوں سے بھرا ہوا تھا اور آپ کے خطاب سے لوگوں پر وجد طاری تھا جمعۃ المبارک کے بعد مکتبہ کے شمال میں لوگوں کے کھانے کا اچھا انتظام تھا اور کھانے میں گوشت اور روٹی تھی، اور اسی طرح میں نے نیو سعید آباد میں سپر ہائی وے کے مشرقی جانب واقع مسجد اہل حدیث میں بعد نماز عشاء آپ کا سندھی زبان میں خطاب سنا آپ کے خطاب سے لوگوں پر وجد طاری تھا اس کے بعد یہاں کے نمازیوں نے کھانے کا پُر تکلف انتظام کر رکھا تھا۔

اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کبھی کبھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ، دعوت و تبلیغ کے لئے قرب و جوار کے دیہاتوں میں تشریف لے جاتے اور اپنا کھانا، اپنے ساتھ لے جاتے اور وہاں جا کر کھاتے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا اخلاق رذیلہ سے اجتناب

میں نے دو بار آپ کے ہاں تین تین روز کے لئے قیام کیا آپ کی مجالس و محافل سے خوب استفادہ کیا اور ملک میں دیگر مقامات پر بھی بعض دفعہ آپ سے علمی و روحانی استفادہ کیا اور آپ کو نہایت قریب سے دیکھا لیکن نہ تو آپ سے غیبت سنی نہ کہ آپ میں حسد دیکھا نہ آپ کو کبھی ٹوہ لگاتے دیکھا نہ کبھی آپ سے گالی سنی نہ کبھی فحش گوئی سنی نہ آپ کو کبھی بدگمانی کرتے پایا نہ کبھی کسی کو ذلیل و بے عزت کرتے پایا آپ ان سب اخلاقی امراض سے بچے ہوئے تھے جن میں، میں نے پنجاب اور کراچی میں کئی علماء کو بھی مبتلا پایا ہے اور یہی امراض، امت محمدیہ کے درمیان بغض و نفرت کے بہت سے اسباب میں سے اسباب ہیں اور ستم پر ستم تو یہ ہے کہ انہی اخلاقِ رذیلہ کو بعض علماء تو دینِ اسلام اور مذہب اہل حدیث کی خدمت باور کراتے ہیں اور جاہل لوگوں کا تو کیا کہنا؟ تاہم میں نے وہ لوگ بھی دیکھے ہیں جو ہیں تو ان پڑھ اور جاہل لیکن وہ ان اخلاقِ رذیلہ سے بچے ہوئے ہیں اور یہی وہ اخلاق رذیلہ ہیں جن کی وجہ سے امت، گمراہی اور برائی کی طرف جارہی ہے اور قرآن و حدیث کی پاکیزہ تعلیمات سے دور ہوتی جارہی ہے اور اسی طرح میں نے مساجد و مدارس میں اکتیس سال سے دیکھا ہے کہ علماء اور لوگ، نماز و روزہ کے پابند ہیں اور کچھ نیکیوں کے بھی لیکن ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے ہیں اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ میں کھلے اور چھپے رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں لیکن میں نے امام راشدی کو دیکھا کہ آپ نیکی کے کام میں حوصلہ افزائی فرماتے تھے اور لوگوں سے عزت کرواتے تھے لیکن ہمارے ہاں علماء کو ان باتوں میں فکر کرنے کی اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ان کا گزارہ ہو رہا ہے۔ افسوس صد افسوس!

اتحادِ امّت کی خواہش و کوشش

آپ اس نیک خواہش اور کوشش میں مخلص تھے اسی لیے مذکورہ اخلاقِ رذیلہ سے بچے ہوئے تھے اور قرآن و حدیث کی طرف دعوت دیتے تھے اس پرفتن دور میں جو دینِ اسلام کے دو اصول ہیں اور جن پر صحابۂ کرام، تابعینِ کرام، تبع تابعین کرام اور ائمہ کرام کاربند رہے اور انہوں نے امت کو باہمی اجتہادی اختلافات کے باوجود، فرقہ بندی سے دور رکھا، بچائے رکھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۸۳ء یا اس سے پہلے امام راشدی رحمہ اللہ نے جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں جمعۃ المبارک کا درد بھرا خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور آپ کا یہ خطبہ، اتحاد امت اور اتحادِ مذہب اہل حدیث کے موضوع پر تھا تھوڑا عرصہ پہلے شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ بانی جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ اور خطیب ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر کی ولولہ انگیز قیادت میں، مولانا معین الدین لکھوی اور میاں فضل الحق سے اختلاف شدید کی وجہ سے جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نام سے ایک نیا گروہ وجود میں آچکا تھا آپ نے اس اختلاف پر اپنے خطبہ میں شدید نالہ و ماتم کیا مجھے خطبہ کے پروگرام کا علم نہ تھا لیکن میں نے بعض علماء سے سنا کہتے تھے کہ آپ کا یہ خطاب اس قدر پرزور اور پراثر تھا کہ آپ کی آنکھوں سے اور لوگوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری تھی اور آپ کا یہ خطاب الہامی معلوم ہوتا تھا۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ استاذ محترم، امام حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء کے بقول، دونوں گروہ آپس کے اختلاف میں حق اور باطل کو نہیں دیکھتے۔

آپ مروّجہ پیری مریدی کے مخالف تھے

اس بارے میں میں ایک وہ واقعہ ذکر کر چکا ہوں کہ جس میں آپ نے پیر پگاڑا کی دعوت پر ان کی موجودگی میں اپنے خطاب کے دوران اس کا رد فرمایا اور لوگ آپ کے اعلیٰ حسب ونسب کی وجہ سے آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور آپ کو پیر صاحب یا پیر سائیں کہہ کر پکارتے تھے لیکن آپ کو اس لفظ اور اس لقب سے چڑ تھی اس لیے بعض علماء آپ کو شیخ صاحب کہہ کر پکارتے تھے جو سید نہیں ہیں انہوں نے بھی اس لقب سے بہت دولت کمائی، بہت عزت بنائی اور بہت شہرت پائی لیکن امام راشدی کی زندگی سادہ تھی۔

ایک دفعہ ۱۹۸۵ء سے پہلے صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے اسلام آباد میں بلائے ہوئے اجلاس میں میاں فضل الحق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے خطاب کے دوران کہا تھا کہ اہل حدیث میں بھی پیر ہیں اور ان میں سے پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی ہیں اس کے رد میں آپ کا بیان کراچی سے روزنامہ جنگ میں چھپا جسے بعد میں ایک اہل حدیث جریدے نے شائع کیا۔

مجتہد العصر مفتی حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ارسال الیدین میں آپ کے بارے میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا کہ وضع الیدین بعد الرکوع فی الصلوٰۃ کی مخالفت کرتے ہوئے کہ جب پیر کا یہ حال ہے تو مریدوں کا کیا حال ہوگا؟ یہ آپ پر زبردست طنز وطعن تھا لیکن آپ نے مسئلہ وضع الیدین کی تائید میں رسالہ مذکورہ کا جواب دیتے ہوئے اس کا رد کیا۔

آپ اٰیَةٌ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ تھے

اس مضمون میں، میں نے امام راشدی رحمہ اللہ کے حالات و واقعات میں آپ کے جن صفات و عادات کا ذکر بالاختصار کیا ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ، بیک وقت عالم تھے، مفسر تھے، محدث تھے، فقیہ تھے، مفتی تھے، خطیب تھے، ادیب تھے، مخلص تھے، عاجزی و انکساری کے خوگر تھے، زاہد تھے، عامل تھے، متقی تھے امر بالمعروف تھے، ناہی عن المنکر تھے، مجاہد تھے، غیور تھے، شریف تھے، باحیا تھے، باوفا تھے، اخلاقِ رذیلہ سے بچنے والے تھے، اللہ کے ڈر سے رونے والے تھے نماز کی مختلف حالتوں میں ہوں یا کسی بھی حالت میں اللہ کا خوف آپ کے چہرے سے ہویدا تھا اللہ کے خوف کی وجہ سے، آپ کی آواز میں، تلاوتِ قرآن کے وقت یا کوئی مسئلہ بیان کرتے وقت ایسا سوز و گداز ہوتا کہ ایسے لگتا کہ آپ کے سینہ میں ہنڈیا ابل رہی ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے اللہ نے آپ میں وہ سب نیک صفات جمع کردی تھیں جو ایک نیک انسان میں پائی جاتی ہیں اللہ کے دین کی نصرت وحمیت کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا غرضیکہ آپ اس بدترین اور پرفتن دور میں اٰیَةٌ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ (اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی) تھے۔

آپ کی تالیفات پر ایک نظر:

آپ نے اپنی پاکیزہ زندگی میں پرانے اور نئے فتنے دیکھے شرک کا فتنہ، بدعت کا فتنہ، مرزائیت کا فتنہ، رافضیت کا فتنہ، ناصبیت کا فتنہ، خارجیت کا فتنہ، دیوبندیت کا فتنہ، بریلویت کا فتنہ، انکارِ حدیث کا فتنہ، تاویلِ حدیث کا فتنہ، تحریفِ قرآن کا فتنہ، تحریفِ حدیث کا فتنہ، مسعود احمد بی ایس سی کا فتنہ، ڈاکٹر مسعود عثمانی کا فتنہ، جمہوریت کا فتنہ، سوشلزم کا فتنہ، کمیونزم کا فتنہ، مودودیت کا فتنہ، کفر والحاد کا فتنہ اور گروہ بندی کا فتنہ۔ اور آپ نے ان سب فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کے رد میں اپنی زبان کے ذریعہ جہاد کیا اور اپنے بدن کے ذریعہ بھی اور اپنے قلم کے ذریعہ بھی اور آپ نے ان کے رد و بطلان میں قرآن کریم میں سے اور حدیثِ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوی ﷺ میں سے دلائل قاطعہ کو اس زور سے اور اس طریق سے پیش فرمایا کہ مخالفین کے پاس خاموشی یا فرار کے سوا، کوئی چارہ نہ تھا اور اس طرح حق اور باطل واضح ہوگیا۔

جن لوگوں نے آپ کے خطاب کو سنا آپ کے کلام کو سنا وہ تو اس حقیقت کو جانتے ہیں اور جنہوں نے نہیں سنا وہ آڈیو کیسٹوں اور آڈیو سی ڈیز سن کر اس حقیقت کو پاسکتے ہیں اور اسی طرح آپ نے مذکورہ سب فتنوں اور گمراہیوں کے رد میں کتابیں تالیف کیں اور حقیقت میں نہ آپ کے خطابات کسی تبصرے کے محتاج ہیں اور نہ ہی آپ کی تالیفات کسی تبصرے کی محتاج ہیں بس ان کے تعارف کی ضرورت ہے تاکہ علماء اور لوگ ان سے استفادہ کرسکیں اور آپ کی چھوٹی بڑی کتابیں ایک سوتیس سے زیادہ ہیں اور ان میں سے عربی زبان میں بھی ہیں اور اردو زبان میں بھی ہیں اور سندھی زبان میں بھی۔

امام راشدی کبار علماء کی نظر میں

ماہِ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء میں، میں مدرسہ اہل حدیث ستیانہ فیصل آباد میں، دورۂ تفسیر القرآن الکریم میں ستر اسی طلباء میں سے ایک تھا میں نے امام راشدی کے ہاں پہلی بار تیس روز قیام کیا تو میں اس وقت ارسال الیدین بعد الرکوع فی الصلوٰۃ (نماز میں رکوع کے بعد دونوں ہاتھوں کو چھوڑنا) پر عامل تھا لیکن اس قیام کے دوران آپ نے مجھ سے ایک بار بھی وضع الیدین بعد الرکوع فی الصلوٰۃ (نماز میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا) کے لئے نہیں کہا اور نہ ہی میں نے اس پر عمل کیا لیکن میں نے اپنے طور پر، خاموشی سے اس کی تحقیق کی تو میں وہاں سے کوچ کے بعد، راستہ میں اس کا قائل و عامل ہوگیا اس لیے تعلیم کے آخری سال مجھے دار العلوم اوڈانوالہ میں اس عمل کی وجہ سے بڑی پریشانی ہوئی یہاں سے فراغت کے بعد، دورۂ تفسیر کے دوران ایک بوڑھا شخص مجھے کئی بار بہت شفقت و محبت سے ملا اس کی گفتگو سے مجھے معلوم ہوتا تھا کہ اس کی جوانی بھی دینی و مذہبی تھی اور اسے علماء کرام سے بڑی محبت تھی وہ ہر روز تفسیر قرآن کریم سننے کے لئے مدرسہ میں آیا کرتا تھا پہلے پارے کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بیان ہوچکی تھی اس کے بعد شیخ المحترم محدث العصر مفسر قرآن مفتی حافظ عبداللہ بڈھیمالوی نے بقیہ انتیس پاروں کا تالی اور اس کا اردو مترجم، مذکورہ مسئلہ میں بعض طلباء سے اختلاف کے باوجود، مجھے باصرار تاکید مقرر فرمادیا اور وہ بوڑھا شخص تلاوت قران اور اس کے اردو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ میں مجھے داد دیا کرتا تھا ایک دفعہ اس نے مجھ سے کہا کہ قیامِ پاکستان سے پہلے ہمارے ہاں امرتسر میں جلسہ تھا امام المناظرین علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (م ۱۹۴۸ء) اسٹیج پر تشریف فرما تھے پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی خطاب کے لئے آئے تو امام المناظرین رحمہ اللہ نے اٹھ کر لوگوں کے مجمع میں آپ کے بارے میں بتلایا کہ لوگو! یہ جوان عالم ہے امام المناظرین کی اپنے بڑھاپے میں آپ کے بارے میں یہ رائے اس وقت تھی جب امام راشدی جوان تھے نیز اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ امام المناظرین میں خلوص، محبت، شفقت اور حوصلہ افزائی کی صفات کس قدر پائی جاتی تھیں۔ امام المناظرین کی یہ رائے ہی، امام راشدی کے لئے کافی ہیں۔

اسی دورہ کے ابتدائی دنوں میں، شیخ الحدیث والتفسیر تلاء للقرآن الکریم حافظ عبداللہ بڈھیمالوی سابق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد (م ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء) رحمہ اللہ سے بھی بعض طلباء اور بعض لوگوں نے اس مسئلہ میں زبانی استفسار کیا اور کئی بار لیکن آپ نے، امام راشدی سے اس مسئلہ میں اختلاف کے باوجود ہر بار آپ کا زبانی احترام کیا اور آپ کو زبردست عالم قرار دیا حالانکہ آپ عمر میں امام راشدی سے بڑے تھے اور میں طلباء میں تنہا تھا جسے آپ نے اس دورہ کے دوران، اختلاف کے باوجود اصرار کئی نمازوں کا امام بنایا کبھی کسی نماز میں اور کبھی کسی نماز میں۔

۸۴،۱۹۸۳ء کے دوران میں امام حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ (م ۱۹۸۵ء) کے پاس صحیح البخاری پڑھنے کے لئے آپ کے گھر گوجرانوالہ شہر میں جایا کرتا تھا ایک دفعہ طلباء نے درس سے فراغت کے بعد مسئلہ وضع الیدین بعد الرکوع فی الصلوٰۃ (نماز میں رکوع کے بعد دونوں ہاتھ باندھنے) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے امام راشدی رحمہ اللہ سے بیت اللہ الحرام میں اپنی ملاقات اور گفتگو کا ذکر فرمایا تھا اور آپ کے بارے میں کوئی نازیبا یا دل آزار لفظ نہیں کہا۔

۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء میں جامعہ محمدیہ اہل حدیث جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں آخری جماعت میں تعلیم کے دوران بعض مقامی لوگوں نے اور بعض طلباء نے مسئلہ مذکورہ میں اختلاف کو فتنہ کی شکل دینے کی کوشش کی میں نے اسی موقع پر استاذ محترم مفتی عبدالحمید صاحب ہزاروی شیخ الجامعہ سے اس مسئلہ میں بحث کی اور میں نے سنا آپ نے فرمایا کہ علماء کا خیال ہے کہ پاکستان میں حضرت حافظ صاحب کے بعد، تحقیق و مطالعہ میں پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی صاحب ہیں اور یہاں حضرت حافظ صاحب سے مراد، امام حافظ محمد گوندلوی ہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس امام حافظ محمد گوندلوی کی وفات کے بعد تو تقابل کی یہ بحث بھی ختم ہوگئی تھی اور آپ کبار علماء میں بھی منفرد اور ممتاز حیثیت کے حامل قرار پائے۔

آپ کا علماء میں مقام ومرتبہ

۱۹۷۵ء اور ۱۹۸۵ء کے دوران کبار عرب علماء میں سے علامہ امام عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور امام محمد ناصر الدین البانی نے تحریر وتقریر میں عالمی شہرت پائی اور پاکستانی کبار علماء میں سے حافظ امام محمد گوندلوی، امام المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی، تلاء للقرآن الکریم حافظ عبداللہ بڈھیمالوی، علامہ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب التعلیقات السّلفیہ علی سنن النسائی، امام سید بدیع الدین شاہ راشدی اور آپ کے بڑے بھائی علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی نے علمی حلقوں میں عالمی شہرت پائی اور یہ بات واضح ہے کہ علم اور خطاب کی یکساں اور یکجا صلاحیتیں، آپ جیسی ان میں سے آپ کے سوا کسی میں نہ تھیں جو علم میں آپ کے ہم پایہ تھے وہ خطابت میں آپ کے ہم پایہ نہ تھے اور جو خطابت میں آپ کے ہم پایہ تھے وہ علم میں آپ کے ہم پایہ نہ تھے۔

آپ کے القابات:

امام سید بدیع الدین شاہ راشدی نے ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح المجید کا طویل مقدمہ لکھا تھا جو چھیاسی صفحات پر مشتمل ہے یہ مقدمہ، بے مثال ہے مترجم نے اس کے شروع میں آپ کو مندرجہ ذیل القابات سے یاد کیا تھا۔

۱۔ ناصر السنۃ النبویہ۔ ۲۔ ناصر العقیدۃ السّلفیہ ۳۔ قامع البدعۃ ۴۔ المجاہد لاعلاء کلمۃ اللہ ۵۔ الصلب فی السنۃ ۶۔ الملازم للعبادۃ۔ ۷۔ العالم ۸۔ الفاضل۔ ۹۔ المحدث۔ ۱۰۔ الفقیہ ۱۱۔ رئیس المحققین ۱۲۔ العلامہ ۱۳۔ الشیخ السید بدیع الدین شاہ السندی الراشدی۔ یہ کتاب مجھے اس کے مترجم علامہ عطاء اللہ ثاقب رحمہ اللہ نے ۱۹۸۰ء میں لاہور میں تحفہ کے طور پر دی تھی۔ یہ کتاب شاہ فیصل شہید بن شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے چھپوائی تھی۔

آپ کی بے نظیر تفسیر قرآن مجید میں سے پہلے پارے کی تفسیر جس کا نام بشری البررۃ فی تفسیر سورۃ البقرۃ ہے کے ٹائٹل پر ناشر نے آپ کو مندرجہ ذیل القابات سے یاد کیا ہے۔

۱۔ شیخ العرب والعجم۔ ۲۔ رئیس المحققین۔ ۳۔ سلطان المحدثین۔ ۴۔ استاذ التفسیر والحدیث ۵۔ قاطع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشرک والبدعۃ ۶۔ ناصر السنۃ النبویۃ علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی السندی المکی صدر جمعیت اہل حدیث سندھ۔

اور وضع الیدین کے مسئلہ میں آپ کی ایک کتاب کے ٹائٹل پر ناشر نے آپ کا لقب خطیب العرب والعجم لکھا ہے۔

امام راشدی کی وفات پر آپ کے بڑے بیٹے کے نام میرا تعزیتی مکتوب

مجھے جب مذہبی رسائل و جرائد کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ آپ کراچی میں وفات پاگئے ہیں تو میں نے آپ کے بڑے بیٹے علامہ سید محمد شاہ راشدی کے نام، تعزیتی خط لکھا اور اس میں میں نے اپنے گہرے غم وحزن کا اظہار کیا تھا جو ایک بڑے عالم تھے اور آپ کی علمی مسند کے وارث تھے آپ سے بھی میری ملاقات ہوئی تھی اور امام راشدی کی کنیت آپ کے بیٹے کے نام کی مناسبت سے تھی اور آپ کے بیٹے سے بھی ملاقات ہوئی تھی یعنی امام راشدی کے پوتے سے بھی جو اپنے مدرسہ میں درجہ کتب کے طالب علم تھے۔

افسوس کہ آپ کا یہ بڑا بیٹا بھی اپنے عظیم باپ کی دفات کے تھوڑے عرصہ بعد ہی وفات پاگیا میں نہیں جانتا تھا کہ اس کے بعد آپ کا علمی جانشین کون ہے؟ اس لیے اس کی وفات پر میں نے مدرسہ کی معرفت تعزیتی خط ارسال کیا تھا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا وَعَافِهِمَا وَاعْفُ عَنْهُمَا......

آپ کی علمی باقیات کی حفاظت کے بارے میں التماس

امام راشدی رحمہ اللہ نے بھر پور دینی، علمی، تصنیفی، دعوتی اور تبلیغی زندگی گزاری آپ کے بڑھاپے میں آپ کی قوتِ حافظہ اور آپ کے عمل کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ سلف صالحین رحمہم اللہ کی یادگار ہیں آیۃ من آیات اللہ ہیں آپ کی جو تصنیفات نہیں چھپیں ان کو چھپنا چاہیئے تا کہ آپ کی باقیات علمیہ اور آثار دینیہ سے آنے والی نسلیں، دین و مذہب میں راہنمائی حاصل کر سکیں اور ان سب کاموں کی انجام دہی کے لئے آپ کے نام سے باقاعدہ اور مستقل ادارے کا قیام، ضروری اور مفید ہے میں اس وقت تعلیم وتدریس، دعوت وتبلیغ اور تصنیف و تالیف میں مصروف نہ ہوتا تو میں یہ نیک کام ضرور کرتا اور اس کیلئے وقت اور سرمایہ کی اشد ضرورت ہے اور وقت کٹھن ہے اور دور پرفتن ہے آئے روز نئے اور مختلف فتنے، تسلسل کے ساتھ آندھی کی سی تیزی سے آتے ہیں اور طوفان کی سی تیزی سے گزر جاتے ہیں۔ نامعلوم! یہ سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے؟

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر میاں یوسف سجاد ☆

حضرت مولانا سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

المحمدی المکی

ولدیت:

السید احسان اللہ شاہ راشدی

ولادت:

۱۲/مئی ۱۹۲۶ء بمطابق ۱۳۴۲ھ بمقام گوٹھ فضل اللہ شاہ (سابق گوٹھ پیر جھنڈا) نزد نیوسعید آباد تحصیل ہالہ ضلع حیدر آباد (سندھ)

سندھ کا دینی پس منظر:

تاریخی شواہد کے مطابق ۹۴ھ تک پورے سندھ میں اسلام غالب آ چکا تھا۔ اس خطہ میں اسلام کی آمد ہی سے مسلک اہلحدیث کا دور دورہ ہوا۔ مشہور مورّخ وسیّاح علامہ ابوعبداللہ شمس الدین البشاری المقدسی نے چوتھی صدی ہجری کے آخر میں سندھ کا دورہ کیا۔ وہ اپنے سفر نامہ موسوم احسن التقاسیم، بمعرفۃ الأقالیم میں لکھتے ہیں...... سندھ کے مشہور شہر منصورہ کے ذمی بُت پرست لوگ ہیں اور مسلمانوں کی اکثریت اہلِ حدیث لوگوں کی ہے۔ (تاریخ سندھ ج ۲ ص ۱۲۴ از مولانا غلام رسول مہر)

ایسی ہی حقیقت کا اعتراف مشہور محقق ڈاکٹر عبدالمجید سندھی نے اپنے ایک مضمون مطبوعہ روزنامہ جنگ مڈویک ایڈیشن ۲۷/اکتوبر ۱۹۸۲ء میں کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سندھ میں قدیم زمانہ سے ہی علماء اہل حدیث چلے آئے ہیں۔ جن کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

☆ استاد شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ، ایم۔اے اسلامیات عربی، مؤلف ''تذکرہ علماء اہلحدیث''، وفاق المدارس السّلفیہ کی سند کو ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اسلام آباد نے منظور کیا جس کے منظور کروانے میں پروفیسر میاں سجاد صاحب کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ مکحول بن عبداللہ ۲۔ ابومعشر نجیح بن عبدالرحمان ۳۔ امام ابوداؤد سجستانی مؤلف سنن ابی داؤد (م۲۷۵ھ) ۷۔ ابوبکر عبداللہ بن ابوداؤد ۸۔ خلف بن سالم ابومحمد (م۲۳۱ھ) ۹۔ ابوالعباس احمد بن عبداللہ الدیبلی (م۳۴۳ھ) ۱۰۔ امام ابوالفوارس الصابونی (م۳۹۵) ۱۱۔ ابونصر سنجری (م۴۴۳ھ) ۱۲۔ امام ابوعثمان الصابونی (م ۴۴۹ھ)، مؤلف کتاب عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث ۱۳۔ احمد بن السندی۔ ۱۴۔ عبدالحمید السندی اُستاذ امام ابونعیم اصبھانی (م۲۵۳ھ) ۱۴۔ عبداللہ بن حسین ابن السندی (م۳۳۵ھ) ۱۵۔ محمد بن احمد السندی اُستاذ امام ابن حبان ۱۷۔ علامہ ابوالحسن محمد بن عبدالهادی السندی الکبیر محشی بخاری، مسلم نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد۔

انہوں نے عمر کا آخری حصہ حرم شریف مدنی میں گزارا۔ اور یہاں درسِ حدیث ارشاد فرماتے رہے۔ آپ بہت عاملِ سنت تھے۔ آپ کے بعد آپ کی مسند درس پر آپ کے تلمیذِ رشید علامہ محمد حیات سندھی متمکن ہوئے۔ ان کے بہت سے شاگرد تھے جن میں سے شیخ الاسلام امام الدعوۃ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ اور شیخ الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ علامہ مخدوم محمد معین ٹھٹھوی اور علامہ محمد عابد سندھی بھی آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔

خاندانِ راشدی کے علماءِ اہل حدیث

ان کے بعد کے علماءِ اہل حدیث میں سے حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی کے جدِّ امجد علامہ سیّد ابوتراب رشد اللہ شاہ راشدی جھنڈے والے چہارم ہیں جنہوں نے عربی، سندھی اور اردو میں کئی قابلِ قدر کتب لکھ کر مسلک اہل حدیث کی ترجمانی کی۔ انہوں نے سندھ میں دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی اور علمی کتب کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا۔ جناب مولانا ابوتراب، علامہ قدرت اللہ اور مولانا محمد یہ تینوں بزرگ شیخ الکل فی الکل میاں سیّد نذیر حسین دہلوی کے تلامذہ تھے۔ انہوں نے مسلک اہلحدیث کی بڑی خدمت کی علامہ مجد الدین فیروز آبادی کی کتاب ''سفر السعادۃ'' کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا۔ اور جملہ مسائل کی تحقیق کر کے انہیں احادیث سے ثابت کیا۔ آپ فاتحہ خلف الامام کے زبردست قائل اور اس درجہ اس پر عمل پیرا تھے کہ اسے فرض جانتے تھے۔ مدرکِ رکوع کی رکعت کے قائل نہیں تھے۔ ان کی مندرجہ ذیل کتب بہت مشہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئیں۔

۱۔ **درج الدُرر فی وضع الایدی علی الصدر (عربی)**

یہ کتاب مخدوم ہاشم سندھی کے رسالے، دراہم الصرۃ فی وضع الایدی تحت السرّۃ کی تردید میں لکھی گئی ہے۔اور بالتفصیل ثابت کیا گیا ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنا ہی سنت ہے۔

۲۔ **القری المصلی الجمعۃ فی القریٰ (عربی)**

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے۔

۳۔ **التنقید المعقول**

یہ کتاب بھی مذکورہ مسئلہ پر لکھی گئی ہے اور ساتھ ہی ضمناً تقلید کا بھی رد کیا گیا ہے۔

۴۔ **عین المتانۃ فی تحقیق تکرار الجماعۃ (اُردو)**

اس کتاب میں جماعتِ ثانیہ کی صحت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

۵۔ تین وتر کے درمیان قعدہ نہ کرنے پر بھی ایک عربی رسالہ تحریر کیا۔

۶۔ **رفع الریب فی مسئلہ علم الغیب (سندھی)**

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ علم الغیب صرف اللہ ہی کی خاص صفت ہے۔

ان کتب کے علاوہ وحدت الوجود کے ردّ میں آپ کے متعدد رسائل ہیں۔اسی طرح مسئلہ استواء اور مذہب سلف پر بھی ایک رسالہ ہے۔

رشد اللہ شاہ کے والد سید رشید الدین شاہ نے سندھ میں جہاد پر بیعت لی تھی۔فضل اللہ شاہ شہید ان کے بھائی تھے۔ان دونوں کے والد سید محمد یاسین شاہ تھے یہ صاحب اللواء الاول تھے۔ان کے والد سید محمد راشد شاہ تھے۔پورا خاندان انہی کی وجہ سے راشدی کہلایا۔دوسری شاخ سید حزب اللہ شاہ پیر پگاڑو والی ہے۔

خاندانی تعارف:

اس لحاظ سے سید بدیع الدین شاہ راشدی کا نسب نامہ مندرجہ ذیل ہے: سید بدیع الدین شاہ راشدی بن سید احسان اللہ شاہ بن رشد اللہ شاہ بن رشید الدین شاہ بن محمد یاسین شاہ بن محمد راشد شاہ الراشدی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحسینی۔

شاہ صاحب کے جدِ امجد کاظمین سے ہجرت کر کے تبلیغ اسلام کے لئے لکی شاہ صدر کے مقام پر جو ضلع دادو (سندھ) میں ہے مقیم ہوئے۔ اور اس طرح سے تبلیغ دین کے لئے آپ کی اولاد پورے سندھ میں پھیل گئی اور سید بدیع الدین شاہ کے بزرگوں میں سے سید محمد راشد شاہ ایک ولی اللہ شخصیت تھے۔ انہوں نے پوری زندگی خدمتِ اسلام کے لئے وقف کردی تھی۔ آپ کے مختلف ملفوظات کو آپ کے پیروکاروں نے جمع کیا ہے۔ ان میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے ان کے مسلک کا پتہ چلتا ہے۔ نماز مغرب کی جماعت سے پہلے دو رکعت سنت کا رواج سندھ میں سب سے پہلے آپ ہی سے شروع ہوا۔ اسی طرح آپ کے جدِ اعلیٰ سوم سید رشید الدین شاہ صاحب البیعۃ کے ملفوظات بھی جمع کئے گئے ہیں۔ اس میں جا بجا ہر مسئلے میں حدیث کو فقہ پر ترجیح دینے کی ہدایت مذکور ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مسائل مثلاً ہمہ اوست اور صوفیوں کے لطائف کی تردید موجود ہے۔ پھر فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، رفع الیدین۔ اونٹ کے گوشت سے وضو کا ٹوٹنا اور مسِ ذکر کو ناقض وضو کہنا وغیرہ جیسے مسائل موجود ہیں۔

جب آپ وفات پا گئے تو احباب جماعت نے آپ کے دو بڑے صاحبزادوں کے لئے یہ فیصلہ کیا کہ سید محمد راشد شاہ کی دو نشانیوں میں سے پگڑی سید حزب اللہ شاہ کے سر پر رہے اور دوسری نشانی جھنڈا سید محمد یاسین کے پاس رہے۔ لہٰذا اس طرح یہ خاندان دو شاخوں کے حوالے سے پیر پگاڑا اور پیر جھنڈا کے نام سے متعارف ہوا۔

اصحاب جھنڈا:

اصحاب جھنڈا کی ترتیب یہ ہے:

۱۔ سید محمد یٰسین شاہ جھنڈا والے اوّل

۲۔ سید فضل اللہ شاہ (شہید) جھنڈا والے دوم۔ ان کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ لہٰذا ان کے بھائی خلف الرشید ہوئے۔

۳۔ سید رشید الدین شاہ جھنڈا والے سوم۔ آپ کو بیعت والے بھی کہتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ سید رشد اللہ شاہ جھنڈا والے چہارم۔ آپ کا لقب ابوتراب ہے اور آپ کو شریعت والے کہتے ہیں۔

۵۔ سید احسان اللہ شاہ جھنڈا والے پنجم۔ آپ سید بدیع الدین شاہ کے والد محترم ہیں اور آپ کو سنت والے کہا جاتا ہے۔

۶۔ سید محبّ اللہ شاہ جھنڈا والے ششم۔ برادر بزرگ شاہ صاحب

خاندانی بزرگوں اور علماء کی دینی خدمات

شاہ صاحب کے جدِ اعلیٰ سید محمد راشد شاہ سے لے کر آپ کے والد محترم سید احسان اللہ شاہ تک سب بزرگ سندھ میں توحید وسنت کے داعی رہے۔ اور اس خاندان میں جو غیر اسلامی رسوم چلی آرہی تھیں انہیں ختم کرنے کا سلسلہ جھنڈے والے اوّل سید محمد یٰسین شاہ کے دور سے شروع ہوا۔ پیری مریدی، کئی ایسی رسومات جو محض بدعت اور شریعتِ ظاہرہ کے خلاف تھیں۔ انہیں ختم کردیا گیا۔ اور جھنڈا والے سوم نے مجاہدین کی ایک جماعت تشکیل دی اور ان سے جہاد اور احکامِ شریعت کی پابندی کرنے پر بیعت لی۔ جس کی وجہ سے وہ ''صاحب البیعت'' مشہور ہوئے۔

انہی کے حکم سے ان کے فرزند سید رشد اللہ شاہ جھنڈا والے چہارم نے اپنی گوٹھ میں مدرسہ ''دارالرشاد'' کی بنیاد ڈالی۔ جس میں علم حدیث کی تدریس پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ سندھ کے اکثر اساتذۂ حدیث اسی مدرسہ کے تلامذہ رہے ہیں۔ ان میں شاہ صاحب کو شیخ الکل محدث العصر حضرت سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ اور شیخ حسن بن محسن الانصاری یمانی اور دیگر علماء حدیث سے سندِ حدیث حاصل ہوئی۔ ان کی سندھی، عربی اور اُردو کتب سے سندھ کے لوگ مسلک اہل حدیث سے متعارف ہوئے۔ ان کے بعد سید بدیع الدین شاہ کے والد محترم سید احسان اللہ شاہ نے بڑے زور وشور سے سنّت کی اطاعت اور بدعت کا استیصال کیا۔ قولاً فعلاً سنتِ نبوی ﷺ کی طرف دعوت عام دی۔

حفظِ قرآن کے ساتھ علمِ حدیث میں دسترس کاملہ رکھتے تھے۔ اسماء الرّجال میں امامِ وقت تھے۔ ان کے تبحر علمی اور علم اسماء الرجال میں مہارت کا ذکر علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے ''یادِ رفتگاں'' میں کیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔علامہ شیخ عبدالحق بہاولپوری المہاجر المکی اور ان کے دیگر معاصرین بھی آپ کے علمی مقام کے معترف تھے۔سعودی حکومت کے پہلے فرمانروا عبدالعزیز کے خلاف برصغیر میں جب مخالفین نے قبوں کے انہدام کے مسئلہ پر شور برپا کیا تو اس وقت سید احسان اللہ شاہ رحمہ اللہ نے سلطان موصوف کے مؤقف کی حمایت میں ایک مختصر مگر دلائل سے بھرپور سندھی زبان میں مضمون قلمبند کیا اور سندھ کے مختلف علاقوں میں تقسیم کیا۔جس کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے۔پھر انہوں نے اپنے خاندانی قائم کردہ مدرسہ کو جماعت کے تعاون سے جاری کیا۔اور خاندانی کتب خانے کی پوری پوری حفاظت کی۔جو ان کے والد محترم نے جمع کیا تھا۔انہوں نے کئی ایک نادر کتابوں کا اضافہ کیا۔اور مختلف ممالک سے نایاب کتب کے عکس حاصل کئے۔ان دینی و تبلیغی خدمات کے علاوہ تحریکِ خلافت کے دوران اس خاندان کی قربانیاں ضرب المثل ہیں۔

حضرت شاہ صاحب والد ماجد کے سفر وحضر میں آپ کے ساتھ رہتے تھے۔آپ نے ان کے کئی ایک مناظرے دیکھے ہیں۔جن میں ٹنڈو الہ یار میں ایک قادیانی سے اور بدین میں اہلِ بدعت کے ساتھ مناظرے قابلِ ذکر ہیں۔

خطبہ جمعہ کی اصلاح آپ کے زمانے ہی میں ہوئی آپ لکھے ہوئے خطبات کی بجائے قرآن و حدیث کے حوالے سے تقریر فرمایا کرتے تھے۔آپ کے دور ہی میں صفوں کی درستگی کا انتظام ہوا۔آپ نے پیری مریدی کے مسئلہ تصورِ شیخ کو شرک کہہ کر اس کا بھرپور رد کیا۔حضرت کی یادگار تصنیف "مسلک الانصاف" ہے جو سندھی زبان میں لکھی گئی۔اس کتاب میں آپ نے احادیثِ مرفوعہ، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوالِ فقہاء حنفیہ سے ثابت کیا ہے کہ فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر اور سینہ پر ہاتھ باندھنا سنت ہے۔اس رسالہ کی وجہ سے بہت سے لوگ عاملین سنت ہوئے سندھ میں اونچی آمین کہنے سے آپ کی جماعت پہچانی جاتی تھی۔

بدیع الدین شاہ صاحب نے رفع الیدین اور وتر کا طریقہ بچپن میں آپ ہی سے سیکھا تھا۔

بدیع الدین شاہ صاحب

حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی المحمدی اسی مؤخر الذکر نابغۂ عصر شخصیت کے فرزند ارجمند اور سندھ کے اس راشدی گھرانے کے گل سر سبد ہیں۔آپ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت موصوف عصرِ حاضر میں محدثینِ کرام کے صحیح معنوں میں وارث و جانشین ہیں۔ آپ علم و عمل کے جامع، خداداد علم و تفقہ، نور بصیرت اور انتہائی مضبوط قوتِ حافظہ سے مالا مال ہیں۔ دین کی سربلندی اور اس کی نشر و اشاعت کو آپ نے اپنے زندگی کا مقصد و محور قرار دے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلاف جیسی بے پایاں خوبیوں اور نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس لحاظ سے آپ اپنے اقران و اماثل میں ایک نمایاں مقام اور انفرادی و امتیازی حیثیت کے حامل ہیں۔

آپ نیو سعید آباد سے ۲ میل آگے شمال کی سمت نزد بنت العرب پیر جھنڈو نامی بستی میں ۱۲ر مئی ۱۹۲۶ء کو تولد ہوئے۔ پھر آپ کے والد یہاں سے نقل مکانی کر کے درگاہ شریف میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہ نئی بستی انہوں نے خود آباد کی تھی اور یہاں انہوں نے ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا۔

تعلیم و تربیت:

حضرت شاہ صاحب نے شروع سے آخر تک تعلیم اپنے خاندانی مدرسہ ''دارالرشاد'' ہی سے حاصل کی۔ ایک سال میں ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ پھر دو سال سندھی زبان کی کتابیں پڑھیں۔ دو سال کے عرصہ میں فارسی زبان سیکھی اور گلستان و بوستان وغیرہ کتب پڑھیں۔ پھر عربی علوم کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے تین ماہ کے عرصہ میں قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔ ابتداء میں عربی کتب اپنے والد محترم کی ہدایات کے مطابق پڑھیں۔ ان کی رحلت کے بعد کتابوں کا انتخاب کچھ اپنے ذوق سے اور کچھ اپنے اساتذہ کے مشورہ سے کیا۔ قرآن مجید کا ترجمہ، تفسیر جلالین، اور تفسیرِ بیضاوی۔ حدیث میں اربعین نووی۔ بلوغ المرام، مشکوٰۃ اور صحاح ستہ، مؤطا امام مالک رحمہ اللہ، مؤطا امام محمد اور شرح معانی الآثار للطحاوی کا کچھ حصہ پڑھا۔ فقہ میں ہدایۃ تک اور اصولِ فقہ میں تلویح تک نحو میں شرح جامی تک اور تھوڑا حصہ عبدالغفور کا بھی پڑھا۔ صرف میں تمام درسی کتب پڑھیں۔ ادب میں مفید الطالبین سے لے کر مقامات حریری، سبعہ معلقات اور دیوانِ متنبی، تہذیب۔ قطبی، شرح عقائد نسفیہ، مختصر المعانی، محیط الدائرہ اور اقلیدس کا کچھ حصہ پڑھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ کرام

یہاں آپ کے مندرجہ ذیل اساتذہ کرام تھے جن سے آپ نے کسبِ فیض کیا۔

۱۔ شیخ محمد اسماعیل بن عبدالخالق الافغانی سندھی۔ یہ مدرسہ کے مہتمم تھے۔

۲۔ شیخ محمد امین کچھی۔ سب سے پہلے شاہ صاحب نے ان سے بغدادی قاعدہ کا سبق لیا۔ تھوڑے عرصہ بعد یہ فوت ہوگئے۔

۳۔ شیخ ولی محمد بن محمد عامر کیریہ
۴۔ شیخ محمد سلطان کوریجہ ہالا
۵۔ شیخ شفیع محمد سکرنڈ
۶۔ شیخ محمد نور عیسیٰ جیلوی
۷۔ شیخ عبدالرحمان رامپوری
۸۔ شیخ قطب الدین ہالیجوی
۹۔ حافظ محمد امین متوہ (کچھ بھج)
۱۰۔ شیخ بہاؤ الدین جلال آبادی (افغانستان)
۱۱۔ شیخ محمد ایوب (افغانستان)
۱۲۔ شیخ محمود احمد لدھیانوی
۱۳۔ شیخ محمد مدنی
۱۴۔ شیخ محمد عبداللہ کڈھری
۱۵۔ شیخ محمد عمر بن شیخ عبدالغنی کڈھری (نواب شاہ)
۱۶۔ شیخ محمد خلیل بن محمد سلیم لدھیانوی خیر پور (سندھ)
۱۷۔ ماسٹر عبدالکریم نواب شاہی (سندھی زبان کے استاد)
۱۸۔ شیخ ولی محمد ماتلی
۱۹۔ سید محب اللہ شاہ راشدی (برادرِ بزرگ)

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سارے اساتذہ باستثناء سید محب اللہ شاہ راشدی حنفی المذہب تھے۔ صرف شیخ محمد اسماعیل افغانی مہتمم مدرسہ و شیخ ولی محمد پر آپ کے والد محترم کی وجہ سے مسلک اہلحدیث کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ شیخ محمد عمر (نواب شاہ) اور شیخ محمد خلیل (خیر پور سندھ) کے متعلق کچھ ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ شیخ عبداللہ خاصی علمیت رکھنے والے بزرگ تھے۔ باوجود حنفی ہونے کے متعصب بالکل نہ تھے۔ مسلک اہلحدیث کو بہت اچھا سمجھتے تھے۔ اور بہت سے مسائل میں اہلحدیث کی موافقت کرتے تھے۔ تقلید شخصی کے سخت مخالف تھے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہی دنوں جناب شاہ صاحب نے اس وقت کی علمی استعداد کے مطابق کشف الاختلاف کی ردّ الاحناف کے نام سے عربی میں ایک رسالہ لکھا جس میں فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، وضع الیدین علی الصدر اور جماعتِ ثانیہ وغیرہم پر دلائل اور مخالفین کے سوالات و اعتراضات کے جوابات جمع کئے تھے۔ اس رسالہ کی تصنیف میں آپ کے ان استاذِ محترم نے آپ کی کافی رہنمائی کی۔ اور عبارت کے بعض مقامات کی تصحیح کی۔ افسوس ہے کہ حضرت شاہ صاحب سے بچپن کی اس یادگار کا مسوّدہ کہیں ضائع ہوگیا۔ شیخ موصوف کو ذوق تحقیق اپنے آباء سے ورثے میں ملا تھا۔ ان کے والد بہت بڑے حنفی تھے۔ اس کے باوجود کئی مسائل میں اہلحدیث کے ہمنوا تھے۔ انہوں نے ''احسن الدلائل علی بعض المسائل'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں مسلک اہلِ حدیث کو ترجیح دی ہے۔ ان کے دادا شیخ عبدالغنی نے بھی ایک رسالہ بنام ''نہج الاحکام'' تصنیف کیا تھا جس میں تقلیدِ شخصی کا رد کیا گیا تھا۔ دوسرے شیخ خلیل انتہائی متعصب تھے۔ حدیث پڑھنے میں سب سے زیادہ رکاوٹیں ان کی طرف سے ڈالی گئیں۔ جب شاہ صاحب حدیث کی کوئی کتاب پڑھنے کا ارادہ کرتے تو یہ کہتے تھے کہ حدیث بہت زیادہ مشکل فن ہے۔ تم نہیں سمجھ سکو گے اس کے علاوہ دوسرے اساتذہ کو بھی آپ کو حدیث پڑھانے سے منع کرتے تھے۔ لیکن ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن آپ کا حدیث پڑھنا مشیّتِ الٰہی تھی۔ آپ نے استاذ محترم کو فاتحہ خلف الامام اور گاؤں میں جمعہ پڑھنے پر دلائل سے قائل کرلیا۔ انہی اساتذہ کے دور میں آپ کی تعلیم مکمل ہوئی۔

ممتاز اہلحدیث اساتذہ

کچھ عرصہ کے بعد جب علمِ حدیث کے ساتھ آپ کا لگاؤ بڑھا تو علماء اہلحدیث سے سند و اجازت لینے کا شوق ہوا۔ علامہ شیخ ابومحمد عبدالحق بہاول پوری المہاجر المکی سے سندِ حدیث حاصل کی۔ اور پھر تقسیم ہند سے قبل امرتسر چلے گئے۔ وہاں آپ نے شیخ الاسلام، مفسر القرآن، امام المناظرین حضرت مولانا علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ عمدۃ العلماء فقیہ الوقت علامہ حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی سے اسنادِ حدیث حاصل کیں۔ بعد ازاں آپ نے مدرسہ سلفیہ غزنویہ میں شیخ الحدیث علامہ ابواسحاق نیک محمد رحمہ اللہ کے سامنے شیخ محمد حسین مہتمم مدرسہ کی موجودگی میں سنن ابوداؤد کی کچھ حدیثیں پڑھیں۔ شیخ موصوف رحمہ اللہ نے امتحان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے طور پر آپ سے کچھ سوالات کیے۔ حضرت شاہ صاحب نے جوابات عرض کیے اور سند حاصل کی۔

کچھ سالوں کے بعد محدث دوران فقیہ الوقت علامہ ابوسعید شرف الدین دہلوی، آپ کے مدرسہ میں استاذ بن کر آئے۔ تقسیم ملک سے پہلے آپ دہلی میں پھاٹک حبش خاں کے مدرسہ میں مدرّس تھے۔ شاہ صاحب کی ان سے یہیں ملاقات ہوئی۔ تقسیم کے بعد پاکستان تشریف لے آئے۔ اس وقت شاہ صاحب مدرسہ کے مہتمم تھے۔ سابقہ تعارف کے بنا پر آپ نے ان کو اپنے مدرسہ میں تدریس کی درخواست کی۔ لہٰذا آپ یہاں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ یہاں حضرت شاہ صاحب نے آپ سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ آپ نے دیگر چند ساتھیوں سمیت اپنے گاؤں پیر جھنڈا میں شیخ عبیداللہ سندھی سے پارہ عم کی کچھ سورتوں کا درس لیا۔ اور فن اسماء الرجال میں کچھ رہنمائی حاصل کی۔ جناب شیخ سندھی آپ کے جدامجد سید رشد اللہ شاہ کے زمانے میں گاؤں پیر جھنڈا کے مدرسہ دارلرشاد کے مدرس بھی رہ چکے تھے۔

المدرستہ المحمدیہ کا قیام اور درس و تدریس

طالب علمی کے زمانے میں بھی آپ بہت سے طلباء کو ابتدائی صرف ونحو اور حدیث کی کچھ کتابیں، مثلاً شمائلِ ترمذی وغیرہ پڑھاتے رہے۔ فارغ ہونے کے بعد بھی متعدد طلباء آپ کے پاس آتے رہے۔ اور آپ ان کو مختلف علوم وفنون کی کتب کا درس دیتے رہے۔ کسی خاص مدرسہ میں مدرس بن کر نہیں رہے۔ البتہ جب اپنے آبائی گاؤں میں مخالفین کی معاندانہ ومخالفانہ سرگرمیاں عروج پر پہنچ گئیں تو آپ نے سعید آباد کے قریب نیا گاؤں آباد کیا۔ اور یہاں المدرستہ المحمدیہ کے نام سے ایک درسگاہ قائم کی جس میں چند سال آخری جماعت کے طلباء کو تفسیر ابن کثیر اور صحیح بخاری کا درس دیتے رہے۔ اسی اثناء میں دارالحدیث مکہ کی خواہش پر تقریباً ایک سال وہاں درس کا سلسلہ جاری رہا۔ اور دورۂ حدیث پڑھاتے رہے۔ پھر شیخ عبداللہ بن حمید رئیس مجلس القضاء الاعلیٰ کی درخواست پر معہد الحرام میں تقریباً دو سال تک مدرس رہے۔ وطن واپسی پر تبلیغی و تصنیفی مصروفیات کی بنا پر مستقل تدریس تو نہیں لیکن برآنے والے کو باوجود مصروفیات کے پڑھا دیتے تھے۔ اور علمی راہنمائی فرماتے رہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلامذہ

پاکستان کی ایک کثیر تعداد کے علاوہ دیگر کئی بلاد و امصار کے متعدد طلباء نے آپ کے خرمنِ علم کی خوشہ چینی کی۔ تمام طلباء کے ناموں کا احصاء تو ناممکن ہے۔ البتہ مندرجہ ذیل نام، زیادہ نمایاں ہیں۔

۱۔ شیخ علی عامر یمنی مدیر دارالحدیث مکۃ المکرّمہ

۲۔ شیخ عمر بن محمد بن عبداللہ بن سبیل (امام کعبہ)

۳۔ شیخ عبدالقادر بن حبیب اللہ السندھی استاز جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

۴۔ شیخ حافظ فتحی محمد رحمہ اللہ

۵۔ شیخ عبدالرب بن فیض اللہ الباکستانی استاذ دارالحدیث مکۃ المکرّمہ حدیث کے بہت بڑے عالم ہیں۔

۶۔ شیخ حمدی عبدالمجید السّلفی عراقی۔ آپ ان دنوں المعجم الکبیر للطبرانی کی تخریج و تحقیق میں مصروف ہیں۔

۷۔ شیخ بشار عواد معروف بغداد (عراق)

۸۔ شیخ محمد شکور بن حاجی امریہ السوری

۹۔ شیخ عمر احمد سیف یمن

۱۰۔ شیخ مقبل بن ہادی الوادعی یمن

۱۱۔ شیخ محمد ابوسعید الیربوزی الترکی بیلجیم

۱۲۔ شیخ عاصم عبداللہ القریوتی الاردنی اُستاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

۱۳۔ شیخ ابوالحارث علی بن حسن الباقی الاردنی

۱۴۔ شیخ وصی اللہ ندوی استاذ دارالحدیث مکہ المکرّمہ

۱۵۔ شیخ یعقوب بن موسیٰ الہوساوی

۱۶۔ شیخ محمد موسیٰ الافریقی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷۔ شیخ سعیدی بن مہدی الہاشمی البغدادی استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

۱۸۔ شیخ عبداللہ بن محمد الحربی

۱۹۔ شیخ الحسن القماری السعودی

۲۰۔ شیخ ابوالحسن علی بن حسن الاردنی

۲۱۔ شیخ اسلام بن محمد الاردنی

۲۲۔ شیخ سیف الرحمان بن مصطفیٰ المکی

۲۳۔ شیخ نور اللہ بن شہباز الہندی

۲۴۔ شیخ محمد بن بشار عواد بغداد

۲۵۔ شیخ ربیع بن الہادی السعودی

۲۶۔ شیخ عبدالعزیز النورستانی جامعہ اثریہ پشاور

۲۷۔ مولانا محمد صالح گوپانگ استاذ گوٹھ آرائیں ضلع سکھر (سندھ)

۲۸۔ مولانا عبدالعزیز بن محمد صالح گوپانگ استاذ گوٹھ آرائیں ضلع سکھر (سندھ)

۲۹۔ مولانا محمد عالم گوپانگ خطیب و مدرس گوٹھ حاجی محمد عالم ٹنڈوالہ یار

۳۰۔ مولانا محمد قاسم مدرس مدرسہ محمدیہ آزاد پیر جھنڈا۔

۳۱۔ مولانا محمد اسحاق خاصخیلی نواب شاہ

۳۲۔ مولانا محمد قاسم خاصخیلی مدرس مدرسہ محمدیہ آزاد پیر جھنڈو

۳۳۔ مولانا محمد عبداللہ سومرو جیکب آباد

۳۴۔ مولانا حکیم عزیز اللہ بگھیو نیوسعید آباد

۳۵۔ مولانا عبداللہ ریگستانی سابقہ استاذ مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث حیدرآباد

۳۶۔ مولانا عبدالغنی مدرس دارالحدیث والقرآن ڈیپلو سندھ

۳۷۔ مولانا محمد ریگستانی...... ۳۸۔ مولانا فیض اللہ خارانی لاڑکانہ...... ۳۹۔ مولانا محمد حیات لاشاری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیکب آباد......۴۰۔مولانا عبدالرزاق سیال خطیب نیوسعید آباد عربی ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول کھپرو......۴۱۔شیخ محمد ابراہیم النورستانی......۴۲۔شیخ محمد موسیٰ حال مدرس افریقہ......۴۳۔مولانا محمد عیسیٰ بن مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ رتوڈیرو (لاڑکانہ)

۴۴۔مولانا سید محمد شاہ راشدی

۴۵۔مولانا سید نوراللہ شاہ راشدی فرزندان حضرت شاہ صاحب

۴۶۔مولانا سید رشداللہ شاہ راشدی

دعوت کتاب وسنت، تردید شرک و بدعت، پیش آمدہ مشکلات

حضرت شاہ صاحب نے اپنی دعوت اور تقریر کا آغاز توحید وسنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید سے کیا، اس کی مخالفت ہونا لازمی تھا۔ سندھ میں پیری مریدی کا دور دورہ تھا۔ جگہ جگہ پیروں کی گدیاں آباد تھیں۔ آستانے خلاف سنت اُمور کی آماجگاہ بن چکے تھے۔ لوگوں پر کئی سالوں سے تقلید و جمود نے گرفت کر رکھی تھی۔ ان حالات میں شاہ صاحب نے توحید وسنت کا آواز بلند کیا۔ اور شرک و بدعت کے خلاف آواز اٹھائی پھر کیا تھا۔ پیروں کی طرف سے مخالفت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اس نے دیوانِ حافظ پڑھا ہے۔ گمراہ ہوگیا ہے۔ مولوی صاحبان نے آگ بگولہ ہوکر کفر کے فتوے جاری فرمائے۔ کہیں سے لالچ کی ڈالیاں اور کہیں سے خطرناک نتائج کی دھمکیاں روزانہ کا معمول بن گئیں۔ کچھ لوگ وفد بن بن کر عوام کو سمجھاتے کہ اس کی تقریر نہ سنو کہ یہ خود بھی گمراہ ہو چکا ہے۔ اور تمہیں بھی گمراہ کرے گا۔ اس تمام سلسلہ ترہیب وترغیب کے باوجود شاہ صاحب نے ان لوگوں کی اور ان کی باتوں کی قطعاً پرواہ نہ کی۔ اور بغیر ان سے تعارض کیے سلسلہ تبلیغ جاری وساری رکھا۔ ان میں سے جو کوئی آپ کے پاس آتا آپ اُسے دلائل سے قائل کرتے۔ بہرحال جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ شاہ صاحب نے ان لوگوں کے بغض وعناد، ہٹ دھرمی اور تکالیف و مصائب کی بنا پر اپنا آبائی گاؤں چھوڑ دیا۔ اور دوسرا نیا گاؤں آباد کیا۔ اس ہجرت کے دوران آپ کو جن آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا وہ بذاتِ خود ایک الگ داستان ہے۔ آپ کو اس نو آباد کردہ گاؤں سے نکالنے کی بھی بھرپور کوشش کی گئی۔ قانونی وغیر قانونی حربے استعمال کیے گئے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاندار اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمایاں کامیابیاں نصیب فرمائیں۔ جس سے مخالفین کی آنکھیں کھل گئیں۔ وللہ الحمد آپ کی تبلیغی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات آپ کی جاں گسل اور انتھک کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

۱۔ آج سے تقریباً بارہ تیرہ سال پہلے کی بات ہے کہ میہڑ ضلع دادو میں صرف ایک اہلحدیث آدمی تھا۔ شاہ صاحب ضلع لاڑکانہ کے دورے پر تھے کہ اس شخص نے آپ کو میہڑ تشریف لانے کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ وہاں پہنچے۔ رات کو تقریر شروع ہوئی تقریر کا موضوع توحیدِ خالص اور ردِ وسیلہ تھا۔ ابھی آپ کو تقریر کرتے ایک گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ شہر کا چیئرمین غصے سے دانت پیستا ہوا سیدھا شاہ صاحب کے پاس آیا۔ اور لاؤڈ اسپیکر بند کر دیا اور اعلان کیا کہ یہاں کوئی جلسہ نہیں ہوسکتا۔ شاہ صاحب نے اور ان کے ساتھی صبر اور خاموشی کے سوا کیا کر سکتے تھے؟ اللہ تعالیٰ کی نصرت وانتصار کے منتظر تھے چند ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے ان سے انتقام لیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اسے ایک گھناؤنے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ اس طرح سے وہ کافی عرصہ جیل میں محبوس رہا۔ وہ ملاقاتیوں کے روبرو اعتراف واقرار کرتا رہا کہ میں نے شاہ صاحب کو جو تقریر سے روکا تھا جس میں وہ صرف قرآن ہی پڑھ رہے تھے یہ مجھے اس کی سزا ملی ہے۔

۲۔ ٹنڈو الہٰ یار ضلع حیدرآباد کے قریب ایک مزار ہے جو گاڑھو (سرخ) صدر کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں بہت بڑا میلہ لگتا ہے بہت زیادہ عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ خوب پوجا پاٹ ہوتی ہے۔ اس مزار کے نزدیک ایک گاؤں میں ایک وڈیرے نے مسلک اہلحدیث اختیار کیا تو شاہ صاحب کو وہاں دو تین بار خطاب کرنے کا موقع ملا۔ ان جلسوں میں اس مزار والے گاؤں کے چند لوگ بھی شریک ہوتے۔ ایک دفعہ گاؤں کے لوگوں کو خیال آیا کہ مزار والے گاؤں میں بھی حضرت کا خطاب ہونا چاہئے۔ مزار والے گاؤں کے لوگوں نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا۔ آخر مزار پر سالانہ میلہ ہونے کے دن آپ کے خطاب کا پروگرام بنایا گیا۔ مجاورانِ مزار اور وڈیروں کی طرف سے کافی دھمکیاں دی گئیں۔ اور انہوں نے مسلح ہو کر حاضرین جلسہ پر حملہ کا پروگرام بھی طے کر لیا۔ آپ کا خطاب شروع ہوا تو کسی کو حملہ کرنے کی جراٴت نہ ہوئی بلکہ وہی لوگ دیوار کے پیچھے بیٹھ کر خاموشی سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا وعظ و ارشاد سنتے رہے۔ اور آپ کی واپسی کے بعد ان لوگوں کے تاثرات یہ تھے کہ حق یہی ہے جو شاہ صاحب نے بیان فرمایا ہے۔

۳۔ ٹنڈو مٹھا خان ضلع سانگھڑ کے قریب ''مہر جی بھٹ'' کے نام سے ایک مشہور گاؤں ہے۔ اس ٹیلہ پر ایک شخص نے ایک جعلی قبر بنا ڈالی کہنے لگا مجھے یہاں ایک ولی اللہ کی موجودگی کا اشارہ ہوا ہے۔ یہاں پوجا کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ اور یہاں ہفتہ وار اجتماع ہونے لگا۔ حضرت شاہ صاحب وہاں تشریف لے گئے اور اس شخص کو بہت سمجھایا۔ لیکن وہ باز نہ آیا۔ آپ نے اس سے مخاطب ہوکر یہ آیات پڑھیں۔

وَانظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ إِنَّمَا إِلَٰهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ (طٰہٰ: ۹۷، ۹۸)

اور آپ کے ساتھیوں نے اس جعلی قبر کو مسمار کر دیا۔ آپ کے آنے کے بعد اس نے بعض با اثر اہل بدعت لوگوں کی مدد سے آپ کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ لیکن وہ لوگ اس قبر کو حقیقی قبر ثابت نہ کر سکے۔ اور آپ کے ایک بارسوخ موحد دوست کی کوششوں سے یہ کیس بھی ختم ہوگیا۔ اور یہ تمام کاروبار جعلی ثابت ہوگیا۔

۴۔ اسی طرح آپ کے گاؤں کے قریب ایک مزار ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ کسی شاہ عبدالرحمان نامی بزرگ کا مزار ہے۔ وہاں ہر مہینہ کی چودھویں رات کو میلہ لگتا تھا۔ جن نکلوانے کے لئے بہت سی عورتیں حاضری بھرتی تھیں۔ اجتماع والی رات حضرت اپنے طلباء کے ساتھ وہاں پہنچے اور اجازت لینے کے بعد وہاں آپ نے تقریباً دو گھنٹے تقریر فرمائی جس میں آپ نے توحید، شرک و بدعت اور رسومات ولغویات میلہ پر خوب روشنی ڈالی۔ اس اجتماع کے منتظم نے سخت مزاحمت کی۔ بلکہ آپ کو انتہائی فحش گالیاں دیں۔ آپ خاموشی سے سنتے رہے اور اسے مسائل سمجھاتے رہے۔ بالآخر وہ اپنے ساتھیوں سمیت آمادۂ پیکار ہوا۔ لیکن جب اس نے شاہ صاحب اور آپ کے ساتھیوں کو سینہ سپر پایا تو وہ اتنا مرعوب ہوگیا کہ لڑنے کی ہمت نہ رہی۔

صدق اللہ سبحانہ و تعالیٰ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَکُوا بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہِ سُلْطَانًا

(آل عمران: ۱۵۱)

اور شاہ صاحب کی تقریر دلپذیر کا اتنا اثر ہوا کہ اس مزاحم آدمی کا بڑا ساتھی جو ہر چودھویں تاریخ کو ذبح کرنے کے لئے گائے بطور نذرانہ پیش کرتا تھا اس نے بالکل توبہ کرلی۔ اور گائے وغیرہ پیش کرنے سے مستقلاً انکار کردیا۔ اس وقت سے آج تک ۲۵ سال ہونے کے ہیں۔ پھر وہاں کوئی اجتماع نہیں ہوا۔ اور اس ظالم لڑنے والے کو اللہ نے ایسا پکڑا کہ الامان والحفیظ۔ وہ ایسا مبتلاء عذاب ہوا کہ جس کو یاد کرتے ہوئے بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

۵۔ آپ کے گاؤں سے پانچ سات میل دور جمالی بلوچ کا گاؤں ہے۔ وہاں محمد عثمان جمالی صوبیدار و دیگر کچھ اہل حدیث احباب رہتے تھے۔ ان کی خواہش پر آپ وہاں تقریر کرنے پہنچے گاؤں کی مسجد میں پروگرام تھا۔ لیکن گاؤں میں اہلِ بدعت کی اکثریت نے آپ کو مسجد میں تقریر کرنے سے منع کردیا۔ اہلحدیث لوگوں نے اصرار کیا تو وہ لڑنے کو تیار ہوگئے۔ لاٹھیاں اور کلہاڑیاں لے کر مسجد میں جمع ہوگئے۔ اہل حدیث کہہ رہے تھے کہ ہم لڑیں گے اور تقریر ضرور کروائیں گے۔ آج ہماری قربانی کا دن ہے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو ایسا کرنے سے منع کیا اور صبر کی تلقین کی۔ اور انہیں سمجھایا بجھایا کہ ہمارا کام دعوت دینا ہے۔ لڑنے سے ہمارے مشن کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس پر ایک شخص حاجی خان محمد نے اپنا گھر خالی کروا کر وہاں تقریر فرمانے کی درخواست کی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے وہاں ایسی تقریر فرمائی کہ مخالفین کی آنکھیں کھل گئیں۔ مخالفت کا سارا زور ٹوٹ گیا۔ اور اب اس گاؤں میں کئی بار آپ جلسوں میں شرکت فرما چکے ہیں۔

۶۔ ضلع سانگھڑ میں ایک مقام پر سندھ کے کسی بڑے پیر نے اپنے مریدوں کو زیارت کروائی۔ مریدوں نے اس مقام کے گرد خاردار باڑ لگادی۔ مرید وہاں جمع ہوکر نفل پڑھتے، دعائیں مانگتے اور اس جگہ کو قبولیت دعا کا سبب جانتے تھے۔ شاہ صاحب کا اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے گزر ہوا۔ پوچھنے پر حقیقت حال معلوم ہوئی۔ آپ نے اس باڑ کو جلانے کا حکم دیا۔ اسے جب جلادیا گیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ پیر صاحب اور مرید بہت بگڑے لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس پیر صاحب اور اُن کے مریدوں کو حضرت شاہ صاحب سے تعاون لینا پڑا۔ اس لئے یہ مخالفت بھی ختم ہوگئی۔

۷۔ لاڑکانہ میں جب پہلا اجلاس کرنے کا اعلان ہوا۔ تو اس وقت یہاں احباب جماعت بہت قلیل تعداد میں تھے۔ اس وقت کے تمام پیروں اور گدی نشینوں نے اپنے مریدوں کو جلسہ میں شرکت سے منع کیا اور کہا کہ یہ معاذ اللہ گستاخِ رسول ﷺ ہیں۔ اور اولیاء اللہ کے دشمن ہیں۔ ان کی تقریر سنو گے تو کافر ہو جاؤ گے۔ جب شاہ صاحب لاڑکانہ پہنچے تو مخالفین کے شدید پروپیگنڈہ کی وجہ سے احباب جماعت کو بہت مایوس پایا کہ شاید لوگوں کی حاضری کم ہو آپ نے ان کو تسلی دی کہ انشاءاللہ معاملہ اس کے برعکس ہوگا۔ اس پروپیگنڈہ کی بنا پر لوگوں کی زیادہ تعداد شامل ہوگئی کہ دیکھیں کہ کس قسم کی گستاخیاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جائے جلسہ والا باغ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کئی لوگ حقیقت حال سے آگاہ ہوئے اور غلط متعصبانہ پروپگنڈہ کی قلعی کھل جانے پر اس کی مذمت کرتے دیکھے سنے گئے۔

اسفار اور وعظ وارشاد

شاہ صاحب کا تقسیم ہند سے پہلے ہندوستان کے بعض شہروں میں جانا ہوا۔ ۱۹۴۵ء میں بٹالہ ضلع گورداسپور میں کانفرنس منعقد ہوئی آپ نے اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر ایک مقالہ احسن الدلائل علیٰ بعض المسائل پڑھا۔ اس سے اگلے سال آپ نے بٹالہ کانفرنس کی صدارت کی اور فرقہ ناجیہ کے موضوع پر ایک مختصر تقریر کی۔ اس کانفرنس میں دیگر علماء کے علاوہ مشہور مفسر ومحدث جلسہ میں اراکین جلسہ کے اصرار پر آپ نے سندھی زبان میں ''حقانیت مسلک اہلحدیث'' پر تقریر فرمائی۔ اسی سال دہلی چلے گئے۔ اور وہاں دس دن تک قیام کیا۔ اور علماء سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ علامہ عبدالرحمان صاحب نومسلم (جو آج کل کراچی میں آباد ہیں) کی دعوت پر ان کی مسجد میں خطبہ جمعہ دیا۔ اسی اثناء میں علامہ موسیٰ جار اللہ بھی تشریف فرماتھے۔ اُن سے ملاقات ہوئی۔ اور تقریباً تین گھنٹے تک عربی زبان میں سلسلہ گفتگو جاری رہا۔ کیونکہ علامہ صاحب موصوف اردو بالکل نہیں جانتے تھے۔ دہلی کے بعد امرتسر پہنچے۔ اور شیخ الاسلام حضرت علامہ امرتسری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان ہوئے۔ اور آپ سے کئی مسائل میں استفادہ کیا۔ اسی دوران چند مرتبہ احمد پور جانے کا اتفاق ہوا۔ یہاں آپ علامہ محدث ابو محمد عبدالحق بہاولپوری المہاجر المکی کے ہاں مہمان رہے۔ اور کئی مرتبہ ان کی مسجد عباسیہ میں تقریریں کیں۔ تقسیم ملک کے بعد پھر ہندوستان جانے کا اتفاق نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو متعدد بار حج پر جانے کی سعادت بخشی۔ اور حرمین شریفین میں سلسلۂ تقاریر سے خلق خدا کو مستفید کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ایک دفعہ دارالحدیث مکہ المکرمہ میں طلباء و اساتذہ کے سامنے اتباع سنت پر محاضرہ دیا۔ طلباء اور دیگر اساتذہ کے علاوہ فضیلۃ الشیخ علامہ ناصر الدین الالبانی بھی موجود تھے۔ چونکہ کچھ اساتذہ نے تصوف کی حمایت میں کچھ بیانات دیئے تھے۔ لہٰذا حضرت شاہ صاحب نے اس تقریر میں تصوف کی خوب تردید کی۔ اور اس کی حقیقت کو طشت از بام کیا۔ جس پر بعض صوفی اساتذہ جو اپنے آپ کو چھپائے رکھتے تھے۔ وہ ظاہر ہوئے بالآخر ان کو مدینہ یونیورسٹی سے نکال دیا گیا۔

دوسرے محاضرہ میں آپ نے محدثین کی خدمات، علمِ حدیث کے حصول اور نشر میں ان کے مصائب کا ذکر کیا۔ یہ دونوں محاضر سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی دعوت پر دیئے گئے۔ شیخ موصوف اس وقت مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔ علاوہ ازیں آپ مدینہ کے قریب بستی جرف میں بھی جاتے رہے۔ اور مساجد میں تقاریر ہوتی رہیں۔

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں مخالفین نے ایک غنڈہ کو شاہ صاحب پر قاتلانہ حملہ کے لئے تیار کیا۔ نماز مغرب کے بعد جب آپ تقریر فرما رہے تھے تو وہ شخص مجمع میں گھس آیا اور آلتی پالتی مار کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کو مشتبہ ضرور سمجھا لیکن تقریر جاری رکھی تھوڑی دیر کے بعد اس شخص کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پھر اس نے اپنے بھیجنے والوں کو بتایا کہ مجھے مذموم ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کی جرأت نہ ہوسکی۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مدینہ منورہ میں دورانِ تقریر ایک سندھی نے کچھ اعتراضات کئے اور کچھ بدکلامی کرنے کے بعد بڑبڑاتا ہوا باہر چلا گیا۔ اسی سال شاہ صاحب مکہ مکرمہ پہنچے اور حسب عادت بعد نماز مغرب حرم شریف میں تقریر شروع کی۔ وہی سندھی کسی ایک کونے میں آ بیٹھا اور پھر وہی اعتراضات اور بدکلامی شروع کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غیبی امداد پہنچی کہ اچانک ایک شخص جو پہلے وہاں مجلس میں موجود

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں تھا نہ معلوم وہاں کیسے آن پہنچا۔ اس نے اس معترض بدکلام کو پکڑا اور جوتوں سے اس کی خوب پٹائی کی۔ شاہ صاحب حیران رہ گئے اور آپ نے حاضرین سے درخواست کی کہ اس غریب کو چھڑاؤ۔ لیکن وہ مارنے والا شخص اچانک وہاں سے غائب ہوگیا۔

حج کے موقعہ پر ایک مہینے تک حکومت کی طرف سے روزانہ مختلف زبانوں میں تقریروں کا انتظام ہوتا تھا۔ بعض شیعہ لوگ شرارت کرتے تھے اور ہر سال پاکستانی و ہندوستانی محرم کے دنوں میں اماموں کے ناموں کی کئی سبیلیں لگاتے تھے۔ مقررین کو حکومت کی طرف سے ہدایات ملیں کہ خلافت راشدہ بیان کریں۔ اور سبیلوں کی تردید کریں۔ شاہ صاحب نے مسلسل دو راتوں میں اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی جس کا اثر یہ ہوا کہ کسی ایک آدھ کے علاوہ کوئی سبیل نہ لگائی گئی۔ اسی طرح ''منیٰ'' میں مصر کے رئیس انصار السنۃ شیخ رشاد شافعی اور ان کی جماعت کی دعوت پر ان کے خیمہ میں گئے۔ وہاں آپ نے توحید و اتباعِ سنت پر تقریر کی اور دو مسائل یعنی ڈاڑھی منڈھانا جو کہ مصریوں کا عام رواج ہے۔ اور فتنہ انکارِ حدیث پر بڑی بصیرت افروز گفتگو کی بعض حاضرین نے حدیث کی بابت اپنے کچھ اعتراضات پیش کئے جن میں سے اُن کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ قرآن حکیم میں کافروں کا قول ہے ان تتبعون الا رجلا مسحورا اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا۔ اس میں تعارض ہے اور قرآن کریم آپ کو معصوم بھی بتاتا ہے۔ آپ نے معترضین سے سوال کیا کہ یہ عصمت سب انبیاء کے لئے ہے یا صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص ہے تو انہوں نے کہا کہ سب کے لئے ہے۔ آپ نے سورۃ طٰہٰ کی یہ آیات پڑھیں ﴿فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ﴾ اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام پر سحر کا اثر ہوا۔ اور اگر یہ وجہ حدیث پر اعتراض کرنے کی ہے تو یہی اعتراض قرآن پر بھی وارد ہوسکتا ہے۔ اس پر وہ خاموش ہوگئے۔ آپ نے انہیں مزید سمجھایا کہ نبی اکرم ﷺ چونکہ انسان اور بشر تھے۔ انسانوں کے جسم پر جادو کا اثر ہوجاتا ہے اور کئی جسمانی تکالیف ہوسکتی ہیں۔ اس بات میں آپ انسانوں میں سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ لیکن رسول اور نبی ﷺ ہونے کی حیثیت سے آپ کی دعوت و تبلیغ اور وحی الٰہی بیان کرنے پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور نہ آپ سے کوئی غلط یا خلاف حق بات سرزد ہوئی۔ اور یہی آپ کی عصمت کے لئے بڑی دلیل ہے کہ جسم اطہر پر اثر ہونے کے باوجود کوئی حکم الٰہی نہ بھولے اور نہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلطی سے اُسے بدلا۔ اس پر سب لوگ مطمئن اور خاموش ہو گئے۔

اسی طرح مدینہ منورہ میں کچھ لوگوں نے حکام سے آپ کی شکایت کی کہ یہ لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ اس کو تقریر کرنے سے روکا جائے۔ چنانچہ حکومت کی طرف سے کئی آدمی آکر آپ کی تقریر سنتے۔ اور شکایت کنندگان کو یہ جواب ملتا۔ کہ آپ جو بات کہتے ہیں وہ بادلیل ہوتی ہے۔ لہٰذا پابندی وغیرہ عائد نہیں کی جاسکتی۔ اور اسی سال مسجد نبوی ﷺ میں روزانہ نماز عصر کے بعد لاؤڈ اسپیکر پر تقریر کرنے کے لئے آپ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ حج کے موقع پر بھی یہی معمول رہتا تھا۔ جب چند سال تک آپ کو مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر ہوئے تو یہ سلسلہ باقاعدہ اہتمام سے جاری رہا۔ حرمین کے علاوہ دوسرے کئی شہروں میں بھی آپ کے خطابات ہوئے وہاں تدریس کے علاوہ فجر کی نماز کے بعد سنن ابی داؤد، اصول حدیث اور اسماء الرجال کے دروس ہوتے تھے۔ مغرب کے بعد ایک رات صحیح بخاری اور ایک رات تفسیر ابن کثیر کا درس ہوتا تھا۔ یہ درس عربی زبان میں ہوتے تھے۔ جن میں مختلف عرب ممالک مثلاً کویت، مصر، شام اور سوڈان کے کثیر تعداد میں لوگ حاضر ہوتے تھے اور کیسٹیں تیار کر کے اپنے اپنے ملک میں لے جاتے تھے۔ ہر جمعرات کو اردو میں عام تقریر ہوتی تھی۔ حج کے دنوں میں منیٰ میں تقریروں کا سلسلہ جاری رہتا تھا حرم المکی میں آپ کی تقریر و تبلیغ کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ تبلیغی جماعت تھی۔ کیونکہ آپ ان کے طریقۂ کار پر تنقید کرتے۔ آپ کہتے تھے کہ صرف کلمہ پڑھنا ہی کافی نہیں۔ بلکہ توحید و سنت کو اجاگر کرنا۔ شرک کی تردید اور بدعت کی نشاندہی کرنا ضروری ہے۔ اور آپ نے ان کے چلے وغیرہ کو بدعت کہا۔ جس پر وہ بہت برہم ہوتے اور شکایتیں کرتے مگر بحمداللہ وہ کامیاب نہ ہو سکے۔

آپ نے ریاست عمان کا بھی دورہ کیا۔ یہاں کا سرکاری مذہب ''اباضیہ'' یعنی خوارج ہے۔ انہی لوگوں کی اکثریت ہے۔ اس لئے آپ کو سرکاری مسجد میں تقریر کرنے کی اجازت نہ ملی۔ کچھ دیوبندی احباب ہیں۔ اہل حدیث بالکل تھوڑے ہیں۔ انہی لوگوں کی دعوت پر آپ وہاں تشریف لے گئے، مختلف مساجد میں عربی و اردو میں تقریر فرمائیں۔ مطرح کلاتھ مارکیٹ کی مسجد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ وہاں کے قضاۃ حضرات اور بعض دیگر حکام سے ملاقات ہوئی۔ الامارات المتحدہ العربیۃ (گلف) کے دورے میں آپ نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شارجہ، دبئی، ابوظہبی، خورفقان، عجمان شہروں میں تقاریر فرمائیں۔ ریاست العجمان کی سرکاری مسجد میں جمعہ پڑھایا، شارجہ کی ایک مسجد میں دو خطبات دیئے۔ شارجہ اور عجمان کے سرکاری نشر و اشاعت کے اداروں میں کئی محاضرات دیئے۔ چونکہ وزارۃ الاوقاف کی طرف سے آپ کو تقاریر کرنے کے لئے عام اجازت نامہ حاصل تھا۔ لہٰذا آپ نے وہاں خوب تبلیغ دین کی۔

سرزمین حجاز میں محاضرہ

کچھ سالوں کی بات ہے کہ راشدی صاحب حج کے لئے گئے۔ اس وقت فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ (مدینہ یونیورسٹی) میں نائب رئیس (وائس چانسلر) تھے۔ ان دنوں علامہ احسان الٰہی ظہیر وہاں زیر تعلیم تھے۔ قاعدہ یہ تھا کہ ہفتہ عشرہ میں ایک نادی قائم ہوتی تھی جس میں طلباء کی تقریریں اور مباحثے ہوتے تھے۔ یہ اجتماع مغرب کے بعد منعقد ہوتا تھا۔ ایک اجتماع میں شیخ عطیہ سالم (جو جامعہ میں مدرّس تھے) کے اصرار پر شاہ صاحب بھی ایک اجتماع میں شریک ہوئے۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد جانے کا ارادہ کیا تو فضیلۃ الشیخ ناصر الدین الالبانی نے آپ سے کہا کہ آپ ابھی نہ جائیں۔ کیونکہ شیخ عطیہ سالم تصوف پر ایک مقالہ پیش کرنے والے ہیں۔ لہٰذا آپ کی یہاں موجودگی انتہائی ضروری ہے۔ آپ بیٹھ گئے۔ شیخ عطیہ سالم کی باری آئی۔ تو انہوں نے اپنے مقالہ میں تصوف کی تائید و ترویج کے ساتھ اس کی حقانیت پر بڑا زور دیا۔ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی عبارات اس انداز سے نقل کیں کہ ان کے اصل مفہوم و مراد سے ہٹ کر ماقبل اور مابعد سے اعراض کرتے ہوئے اپنے مطلب کی باتیں جو کہ فی الحقیقت ناتمام عبارتیں تھیں پیش کیں۔ بعد میں اس مقالہ پر شیخ محمد امان اور شیخ الالبانی نے تنقیدی تقریریں کیں۔ آپ خاموش سنتے رہے۔ طلباء میں ہیجان کی سی کیفیت تھی۔ شیخ ابن باز ریاض گئے ہوئے تھے۔ ان کی واپس تشریف آوری پر ان سے شکایت کی گئی۔ شیخ موصوف نے تنہائی میں شاہ صاحب سے حقیقت حال کی وضاحت چاہی۔ شاہ صاحب نے انہیں بتایا کہ واقعی عطیہ سالم نے بڑے زور و شور سے تصوف کی تائید کی ہے۔ اور دونوں بزرگوں (ابن تیمیہ، ابن قیم رحمہما اللہ) کی عبارتیں بار بار پڑھیں۔ لیکن اس انداز سے اختلس لااقتبس۔ فضیلۃ الشیخ فوراً سمجھ گئے۔ چند دنوں کے بعد شاہ صاحب کو جامعہ میں محاضرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے دعوت دی گئی۔ چنانچہ وقت مقرر پر آپ وہاں پہنچے۔ طلباء کے علاوہ جامعہ کے جملہ اساتذہ شیخ الالبانی و دیگر شیوخ موجود تھے۔ محاضرہ کا موضوع اتباع الکتاب والسنۃ مقرر ہوا۔ چونکہ شیخ عطیہ اس سے پہلے نادیہ کے اجتماع والی رات کے اجلاس شروع ہونے سے پہلے آپ کے ساتھ تصوف کے بارے میں نجی گفتگو کر چکے تھے۔ انہوں نے آپ سے تصوف کے بارے میں رائے پوچھی تو آپ نے کہا کہ دراصل یہ برہموں کا طریقہ ہے جس کو عربی زبان میں ترجمہ کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے ان میں رائج کیا گیا ہے۔ اور کئی لوگ محض حسن ظن کی بنا پر اس کو اپنانے لگے۔ مگر کشفِ حقیقت کے بعد کئی ایماندار لوگ تصوف سے دست کش ہو کر تائب ہوئے۔ اور کئی ایسے تھے جو ہمیشہ کے لئے اس میں غرق ہو گئے اس گفتگو سے شیخ عطیہ سالم نے اندازہ کر لیا تھا کہ شاہ صاحب تصوف کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اور انہیں یہ بھی خطرہ تھا، کہ شاہ صاحب کہیں اپنے محاضر میں تصوف کی تردید نہ کر دیں۔ لہٰذا انہوں نے مسجّل (ٹیپ ریکارڈ) کو جان بوجھ کر خراب کر دیا۔ تاکہ محاضرہ کی تسجیل نہ ہو سکے۔ افسوس ہے کہ وہ ایک علمی محاضرہ تھا جس کو آج تک وہاں کے لوگ یاد کرتے ہیں۔ وہ محفوظ نہ رہ سکا۔

آپ نے اس محاضرہ میں کتاب وسنت کی اتباع، تقلید و مذاہب کی تردید، قرآن وحدیث، اقوال سلف صالحین و آئمہ اربعہ سے بیان کی۔ اور تصوف کی قلعی کھول ڈالی۔ آپ نے تصوف کی تردید میں نتیجتاً فرمایا کہ جتنے بھی صوفی ہیں ان کو مندرجہ ذیل تین گرہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ وہ صوفی جو کئی قسم کی منکرات میں مبتلا ہیں۔ اور اپنے مؤقف کی تائید میں احادیث گھڑتے ہیں۔ مثلاً انا حمد بلا میم. انا عرب بلا عین. النظر الیٰ وجه الامرأة عبادة، انظروا الیٰ حسان الوجوه فانها تزید في المروة وغیرها اور ساتھ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم یہ اچھا کام کرتے ہیں۔ اور ثواب کی اُمید رکھتے ہیں۔

اس لئے کہ دین کی ترغیب دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ نہیں بولتے بلکہ ان کے لئے بولتے ہیں۔ جیسے سیوطی رحمہ اللہ نے الفیہ الحدیث میں کہا ہے۔

وشرهم صوفیة قد وضعوا محتسبین الاجر فیما یدعوا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی اکثریت منشیات اور اغلام بازی کی شکار ہوتی ہے۔

۲۔ دوسری قسم کے صوفی وہ ہیں جو اکثر بدعات میں مبتلا ہیں۔ مثلاً مسنون طریقہ سے زیادہ وظائف اور پھر ان کے لطائف۔ پھر مراقبہ۔ اس قسم کی کئی شطحیات ہیں۔ پھر ان کی خلوت جن میں کئی منکرات ہوتی ہیں۔

۳۔ تیسری قسم اُن صوفیوں کی ہے جن میں مذکورہ دو صفتیں تو نہیں پائی جاتیں البتہ وہ رسومات میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کئی بار ان کو دیکھا گیا ہے کہ بار بار وضو کرتے اور نماز دہراتے ہیں۔ کئی بار یہ بھی دیکھا ہے کہ وضو کو ختم کرنے والے ہوتے ہیں تو پھر از سرِ نو وضو کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

اس بیان کے بعد شاہ صاحب کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوگئے۔ **وھذا القسم اھونھم** یعنی یہ تینوں اقسام میں سے ہلکی قسم ہے تو پورے ہال سے آوازیں آنے لگیں **لاھؤلاء اشدھم** یعنی نہیں یہ ان سب میں بڑے سخت ہیں۔

محاضرہ ختم ہونے کے بعد شیخ ابن باز نے اس پر بہترین تعلیق وتقریظ چڑھائی اور تعریف کی۔ اس کے بعد شیخ عطیہ نے شیخ صاحب موصوف سے کچھ کہنے کی اجازت چاہی اور جو کچھ کہا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

دراصل پہلے صوفی نہایت نیک بزرگ اور متقی تھے۔ لیکن یہ چیزیں اُن میں بعد میں در آئیں۔ شاہ صاحب فوراً اٹھے اور فرمایا کہ اگر ہم شیخ عطیہ کی یہ بات تسلیم کرلیں تو چچ بتائیں کہ اگر ہم تصوف کا یہ دروازہ نہ کھولتے تو یہ منکرات ہمارے اسلام میں جگہ پکڑ سکتی تھیں تو پورے ہال سے لا لا لا کی آوازیں آنے لگیں اور بس پر یہ محاضرہ ختم ہوا۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ جامعہ اسلامیہ سے گیارہ صوفی اساتذہ کو فارغ کر دیا گیا۔

کُتب خانہ:

آپ کے پاس نادر و نایاب قیمتی کتب کا ایک بہت بڑا کتب خانہ ہے جو المکتبۃ الراشدیہ کے نام سے تشنگانِ علم کے لئے منبع فیض بنا ہوا ہے۔ اس میں دس ہزار کے قریب کتب موجود ہیں۔ اس میں غیر مذاہب کی کتابوں کے علاوہ ہر فن کی کتاب موجود ہے۔ یہ کتب خانہ درحقیقت آپ کے دادا محترم نے جمع کیا تھا۔ ان کی وفات کے بعد تقسیم ہوگیا۔ کچھ والد محترم کے حصہ میں آیا اور کچھ چچاؤں کے پاس چلا گیا۔ ان کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات پر چچا زاد بھائیوں نے کتب بیچ دیں۔

حضرت شاہ صاحب کو اپنے والد محترم کی طرف سے چند کتابیں ملیں۔ پوری ایک الماری بھی نہ تھی۔ باقی کتب آپ نے خود جمع کی ہیں جو کچھ گزر اوقات سے بچتا ہے ان سے کتابیں خرید لیتے ہیں۔ چندہ سے کبھی کوئی کتاب نہیں خریدی۔ اب موجودہ جگہ نیو سعید آباد میں عرصہ ۲۰ سال سے رہ رہے ہیں۔ اور یہاں چشمۂ فیض جاری کیے ہوئے ہیں۔

آپ کے نزدیک مولانا سید محبّ اللہ شاہ، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف اور مولانا شمس الحق ملتانی کے کتب خانے بہت وقیع ہیں۔

تصانیف وتالیفات:

حضرت سید بدیع الدین شاہ صاحب بڑے زود اور بسیار نویس ہیں۔ بڑے سے بڑے اوراق سے ادق موضوع پر بڑی سلاست و روانی سے عالمانہ و فاضلانہ اور محققانہ طور پر قلم اٹھاتے ہیں کہ موضوع کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ کوئی پہلو تشنۂ تکمیل نہیں رہتا۔ اب تک آپ نے عربی میں ۶۰ اردو میں ۳۰ سے زائد اور سندھی زبان میں ۴۰ سے زائد تحریر کیں ہیں۔

اولاد و احفاد:

شاہ صاحب کے چار فرزند ارجمند اور تین بیٹیاں ہیں۔

۱۔ محمد شاہ راشدی جن کا ۱۹۹۹ھ کو انتقال ہو گیا تھا۔ ۲۔ نور اللہ شاہ راشدی شاہ صاحب کا گم شدہ بیٹا
۳۔ رشد اللہ شاہ راشدی عرف شہزادہ ۴۔ ابراہیم خلیل اللہ عرف حاکم

وفات:

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۸/جنوری ۱۹۹۶ء کو کراچی کے علاقہ موسیٰ لین میں ہوئی اور رات ہی کو ان کی نعش نیو سعید آباد لائی گئی اور دوسرے دن فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر الرحمانی صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعد میں ان کو ان کے آبائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ

(ماخوذ تذکرہ علماء اہلحدیث بتصرف قلیل)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھ سا مشتاق نہ پاؤ گے جہاں میں
ڈھونڈو گے گر چراغ رخ زیبا لے کر

شخصیت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف☆

آیۃٌ من آیاتِ اللہ شیخ العرب والعجم

سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ پیر آف جھنڈا

عمرہا در کعبہ و بُت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

جنوری ۱۹۹۵ء میں سید محب اللہ شاہ راشدی صاحب اللواء السادس کے انتقال پر ملال کا سانحہ عظیمہ پیش آیا تھا اور ان کی وفات کے ایک سال بعد ان کے برادرِ اصغر سید بدیع الدین شاہ پیر جھنڈا بھی راہیٔ ملک بقا ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. ان للہ مااخذ ولہ ما اعطی ولا نقول الا مایرضی بہ ربنا تبارک وتعالیٰ

پیر صاحب کا انتقال ۸؍جنوری ۱۹۹۶ء (۱۶ شعبان ۱۴۱۵ھ) کو اپنے برادر اکبر کی وفات کے پورے ایک سال بعد ہوا۔ اس اعتبار سے ۱۹۹۵ء کا سال بھی ہمارے لئے عام الحزن تھا کہ پیر محب اللہ جیسی پاکباز اور علم وفضل کے ذروۂ علیا پر فائز شخصیت سے ہم محروم ہوگئے اور ۱۹۹۶ء کا سال بھی غم وحزن کا سال ہے کہ اس کے آغاز ہی میں ہمیں شیخ العرب والعجم، محدث ومفسر اور عظیم مبلغ وداعی کبیر سید بدیع الدین پیر آف جھنڈا کی دائمی جدائی کا صدمہ سہنا پڑا۔ پیر صاحب کی تاریخ ولادت ۱۸؍ذوالحجہ ۱۳۴۳ھ ہے۔ اس حساب سے ۷۳ سال اور شمسی حساب سے ۷۵ سال کی عمر میں حضرت پیر صاحب نے وفات پائی۔

ع خدا مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے خاندانی شرف ووجاہت کے علاوہ علم وفضل کی خوبیوں، تفقہ اور استنباط کی بہترین صلاحیتوں، دعوت وتبلیغ کے ولولوں اور جذبوں، تصنیف وتالیف کے سلیقے اور نقد وتحقیق کی اعلیٰ ذوق، قوتِ حافظہ اور اخلاق وکردار کی رفعتوں سے نوازا تھا۔ ان خوبیوں نے انہیں مجموعۂ صفات اور مجمع

☆ مدیر شعبہ تحقیق وتصنیف دار السلام لاہور، سابق مدیر ہفت روزہ ''الاعتصام لاہور'' مفسر وشارح مصنف کتب کثیرہ، معروف مقالہ نگار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمالات بنادیا تھا۔

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

وہ سندھ کے راشدی خاندان کے چشم و چراغ بلکہ اس کے گلِ سرسبد تھے جو سندھ کا ایک ممتاز خاندان ہے۔ اس کی دو شاخیں ہیں۔ ایک پیر پگاڑا اور دوسری پیر جھنڈا کہلاتی ہے۔ اس کی ضروری تفصیل راقم اپنے اس مضمون میں بیان کر چکا ہے جو پیر محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ پر تحریر کیا تھا اور جو الاعتصام (جلد ۴۷ شمارہ ۱۴) میں چھپ چکا ہے۔

پیر صاحب نے جن اساتذہ سے کسبِ فیض کیا تھا، وہ تقریباً سب حنفی تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں تقلیدی جمود سے محفوظ رکھا، اس میں جہاں ان کے والدین کی تربیت اور اتباع سنت کے اس ماحول نے مؤثر کردار ادا کیا۔ جو انہیں ان کے گھر کے اندر ملا۔ وہاں ان کے ذوقِ تحقیق کا بھی اس میں بہت دخل ہے۔ مبدر فیض کی کرم گستری نے نقد و تحقیق کا بہت اعلیٰ ذوق انہیں ودیعت کیا۔ وہ ہر بات کو خوب پرکھتے، جانچتے اور اسے دلائل کی میزان میں تولتے، ذہن اخاذ تھا اور تفقہ و استنباط کی اعلیٰ صلاحیتوں سے مالا مال، مطالعے کی وسعت اور گہرائی و گیرائی اس پر مستزاد اور علاوہ ازیں نقد و تحقیق کی محدثانہ اصول اور رجالِ حدیث پر بھی ان کی نظر وسیع اور گہری تھی۔ تمام ذخیرۂ حدیث اور فقہ اسلامی، کھلی کتاب کی طرح، ان کے سامنے تھی، حتیٰ کہ مجموعۂ حدیث کی قلمی نسخوں پر بھی ان کی نظر تھی۔ اس لیے بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ پاک و ہند ہی نہیں پورے عالمِ اسلامی میں وسعتِ مطالعہ و امعانِ نظر اور نقد و تحقیق کی بے پناہ صلاحیتوں کے اعتبار سے پیر صاحب جیسے عالم، محدث اور محقق چند ایک ہی ہوں گے۔ رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ نے قوتِ حافظہ سے بھی خوب خوب نوازا تھا، اور اس اعتبار سے بھی ان کی شخصیت آیۃ من آیات اللہ کا مصداق تھی جن لوگوں کو ان کے مواعظ و خطبات سننے کا زیادہ اتفاق ہوا ہے وہ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ پیر صاحب کا حافظہ دیکھ کر ان محدثین کا نقشہ سامنے آجاتا تھا، جن کے حفظ و ضبط کے محیر العقول واقعات ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں۔

ان کے ذوقِ نقد و تحقیق کی کئی علمی یادگاریں کتابوں اور تعلیقات و حواشی کی صورت میں ہمارے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس موجود ہیں جن میں بعض مطبوعہ ہیں اور بعض غیر مطبوعہ۔ ان سے ان کی حدیث وفقہ میں مہارت کا، عللِ حدیث اور اسماء الرجال سے گہری واقفیت کا اور قوتِ استدلال وملکہ استنباط واستخراج کا بھی پتہ چلتا ہے۔

ان کی لائبریری بھی بہت وسیع ہے جسے عالمی شہرت حاصل ہے، اس میں حدیث و فقہ، اُصولِ حدیث و اصولِ فقہ، اسماء الرجال، تفسیر اور تاریخ و سیر سے متعلقہ بیشتر مطبوعہ کتابیں اور بہت سی غیر مطبوعہ کتابیں موجود ہیں۔ پوری دنیا سے محققین، اہلِ علم اور اہل قلم اس لائبریری سے استفادے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

ان کا اپنا ایک مدرسہ بھی تھا جس میں دوسرے مدرسین کے علاوہ خود بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ ان کی اپنی عظیم شخصیت کی وجہ سے بعض عرب ممالک کے طلباء بھی ان سے استفادے اور ان کے خوانِ علم کے ریزہ چینی کے لئے ان کے پاس آتے اور کئی کئی سال ان کے پاس مقیم رہتے۔ ان کے سرچشمۂ علم سے فیض یاب ہوتے۔ آج سے ۱۵، ۱۶ سال قبل حضرت پیر صاحب سندھ سے ہجرت کر کے مکہ المکرمہ تشریف لے گئے تھے اور وہیں اقامت اختیار کر لی تھی۔ اس طرح کئی سال حرم مقدس میں قرآن وحدیث کا درس دیا اور وہاں ہزاروں تشنگانِ علم آپ سے سیراب ہوئے، جن میں سعودی، یمنی، مصری، وشامی اور افریقی ممالک وغیرہ کے طلباء واصحابِ علم شامل ہیں۔ اسی لئے آپ بجا طور پر شیخ العرب والعجم کے لقبِ جلیل سے ملقب ہوئے۔ غفر اللہ لہٗ

حدیث وفقہ کی علاوہ قرآن کریم کے ساتھ بھی آپ کا تعلق نہایت گہرا اور والہانہ تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت نہایت پُرسوز آواز میں فرماتے، جو والہانہ پن کی غماز بھی ہوتی اور وجد آفرین بھی۔ اسی طرح قرآن کریم کے حقائق و معارف اور لطائف پر بھی آپ کی نظر تھی۔ قدیم وجدید تمام تفاسیر سے آپ آگاہ تھے۔ قرآن کے نام پر جو گمراہیاں لوگ پھیلاتے ہیں، ان سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ نے سندھی زبان میں قرآن کریم کی تفسیر کا بیڑا اٹھایا، تاکہ ایک صحیح سلفی تفسیر مرتب ہو اور اس میں فکری گمراہیوں کی مدلل تردید بھی ہو۔ اس کی دس جلدیں بدیع التفاسیر کے نام سے چھپ بھی چکی ہیں۔ لیکن ابھی یہ نصف قرآن تک بھی نہیں پہنچی ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ پیر صاحب کہاں تک لکھ چکے تھے۔ یہ تفسیر مکمل ہو جاتی تو اپنی مثال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ہوتی۔ پیر صاحب کا خیال تھا کہ اس تفسیر کو وہ خود عربی میں منتقل کریں گے اور پھر کسی سے اُردو ترجمہ بھی کروائیں گے لیکن، ماشاءَ الله کان ومالم یشألم یکن. وکان امر الله قدراً مقدوراً.

پیر صاحب کی مادری زبان تو سندھی تھی، لیکن عربی زبان پر بھی پورا عبور تھا، اور اس میں انشاء کا ملکہ بھی حاصل، چنانچہ عربی میں بھی آپ نے متعدد کتابیں یا تعلیقات وحواشی تحریر فرمائے ہیں، جنہیں شائع کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ اسی طرح قومی زبان اُردو میں بھی آپ کو خوب دسترس تھی۔ یہی وجہ ہے کہ تینوں زبانوں میں آپ کی کتابیں موجود ہیں، سندھی، اُردو اور عربی میں۔ بیک وقت کئی زبانوں پر عبور اور انشاء و بیان کی استعداد وصلاحیت بھی بہت کم اہل علم واہلِ کمال کو حاصل ہوتی ہے۔ ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء.

عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اونچے درجے کے اہلِ علم و تحقیق، اصحابِ درس و افتاء، مفسر ومحدث اور مصنف و مؤلف، دعوت وتبلیغ کے محاذ پر زیادہ سرگرم ہوتے ہیں اور نہ اس کی استعداد وصلاحیت سے بہرہ ور ہی، لیکن حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی ایک انفرادی شان یہ بھی تھی کہ جہاں وہ ایک عظیم محقق، بے مثال محدث، مایۂ ناز مفسّر اور نامور مصنف ومولف تھے۔ وہاں وہ ایک عظیم مبلغ اور داعیٔ کبیر بھی تھے۔ فرق باطلہ کے لئے وہ ایک گرزِ ابرز شکن اور شرک و بدعت کی تردید میں ایک سیف برہنہ اور مسلکِ حقہ، کے اثبات اور توحیدِ الٰہی کی توضیح کے لئے حجتِ قاطع، برہانِ ساطع اور قندیل ربانی تھے۔ ایک طرف وہ بزم افتاء وتدریس کے صدر نشین تھے تو دوسری طرف تبلیغی اجتماعات اور دعوتی کانفرنسوں کی رونق اور رُوحِ رواں۔ ایسے عوامی اجتماعات میں بھی ان کی تقریریں جوش وولولے کی مظہر، قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین اور زبان و بیان اور استدلال کی قوت سے بھرپور ہوتیں۔ گویا بیان اور استدلال کا بحرِ تلاطم خیز موجزن ہوتا جس میں فریقِ مخالف کے دلائل خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتے۔ قرآن وحدیث کی ایسی روشنی ہوتی جس سے شرک و بدعت کی تاریکیاں دور ہوجاتیں اور حقائق و معارف کا ایک دریا ہوتا جو سامعین کو اپنے ساتھ بہالے جاتا۔ ایک عوامی مقرر، شعلہ بیان خطیب اور سحر انگیز واعظ کی حیثیت سے وہ لاکھوں دلوں کی دھڑکن، ان کے محبوب راہنما اور عظیم قائد تھے۔ اور اپنی انہی خوبیوں کی وجہ سے وہ شرک و بدعت کی تاریکیوں میں ایک مینارۂ نور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، الحاد و زندقہ کے جھکڑوں میں ایمان کی باد بہاری تھے اور قافلۂ حق کے سالار اور حدی خواں تھے۔ لاکھوں اہل توحید ان کے ایمان افروز خطاب سے اپنے دلوں کی کشتِ ویراں کو سیراب کرتے تھے، ہزاروں اہل شرک و بدعت کو ان کی تقریروں سے توحید وسنت کی روشنی نصیب ہوئی۔ اور بہت سے گم گشتگانِ ضلالت کو ہدایت کی صراطِ مستقیم اختیار کرنے کی سعادت ملی۔

ان کی وفات سے بزمِ تحقیق ہی سونی نہیں ہوئی تبلیغ و دعوت کی رزم گاہیں بھی اجڑ گئی ہیں۔ افتاء و تدریس کی مسند ہی اپنے صدر نشین سے محروم نہیں ہوئی۔ وعظ و خطابت کی مجلسوں کو گرمانے والا بھی چلا گیا۔ علمی محفلوں کو آباد کرنے والا ہی راہیِ ملکِ عدم نہیں ہوا۔ مساجد و مدارس کے اجتماعات بھی بے رونق ہو گئے، سچ ہے۔ ؎

وما كان قيس هلكه هلك واحد
ولكنه بنيان قوم تهدما

ایسی ہمہ صفت موصوف شخصیتیں روز روز پیدا نہیں ہوتیں، ماہ و سال کی ہزاروں گردشوں کے بعد ہی پردۂ عدم سے نکل کر سامنے آتی ہیں۔ وہ یقیناً اس اردو شعر کا بھی صحیح مصداق تھے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اور اس فارسی شعر کا بھی اطلاق ان پر ہوتا ہے۔

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

ان تمام خوبیوں اور کمالات کے ساتھ، اخلاق و کردار کی بھی بلندیوں پر فائز تھے۔ ان کی زبان اپنے ہم عصروں کی غیبت اور بدگوئی سے پاک تھی۔ ان کا دل حسد، بغض و عناد اور تکبر کی آلائشوں سے صاف تھا۔ مزاج و طبیعت میں سادگی اور انکساری تھی۔ اہل علم و فضل کے قدر دان اور چھوٹوں پر رحم و شفقت فرمانے والے تھے۔ ہر چھوٹے بڑے سے بڑے تپاک، محبت اور سرگرمی سے ملتے۔ حق گوئی اور صاف گوئی میں کوئی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُو رعایت نہیں کرتے۔ زہر ہلاہل کو انہوں نے کبھی قند نہیں کیا۔ اور اس معاملے میں وہ اپنوں کی خفگی اور بیگانوں کی ناخوشی کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے۔ جماعت کی دھڑے بندی سے وہ سخت ملول اور رنجیدہ رہتے تھے۔ اسی لئے وہ کسی ایک دھڑے کے ساتھ وابستہ رہنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ جو بھی ان کو بلاتا وہ حاضر ہو جاتے۔ اور دھڑوں کے مفادات سے بالا ہو کر مسلک کی تبلیغ واشاعت میں حصہ لیتے اور کلمۂ حق کی ادائیگی اور اس کی پشتیبانی کرتے۔

حضرت الأستاذ مولانا عطاء اللہ حنیف نور اللہ مرقدہ سے وہ خصوصی ربط وتعلق اور ارادت رکھتے تھے۔ حضرت الاستاذ کی بھی حضرت پیر صاحب کی طرح حدیث ورجال پر گہری نظر تھی اور مطالعہ بھی بڑا وسیع تھا اور کتب خانہ بھی وسیع تر۔ علاوہ ازیں مسلکِ سلف سے گہری وابستگی اور اس کی نشر واشاعت کا جذبہ بھی دونوں کے درمیان قدرِ مشترک تھا۔ حضرت الأستاذ بھی حضرت پیر صاحب اور ان کے برادرِ اکبر پیر محب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں سے ان کے علم وفضل اور مذکورہ اقدارِ مشترکہ کی وجہ سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ غفر اللہ لہم۔

حضرت پیر صاحب راقم پر بھی شفقت فرماتے تھے اور راقم کے مضامین پر حوصلہ افزائی فرماتے۔ اگست ۱۹۹۴ء کے اوائل میں، جب ان کی آنکھوں کا آپریشن ہوا تھا۔ اور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے کالی موری (حیدر آباد) والے مکان پر تشریف فرما تھے۔ راقم اپنے محبّ ومشفق جناب عبدالکبیر گزور کی معیت میں مزاج پرسی اور زیارت کے لئے پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو ''الاعتصام'' سے علیحدگی پر بعض اور اہلِ علم کی طرح، اپنے رنج وملال کا اظہار فرمایا۔ یہ راقم کی ان سے آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ آہ، کیا معلوم تھا کہ یہ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آخری ملاقات ہے۔

۵/ جنوری ۱۹۹۵ء کا خطبہ جمعہ مسجد قدس اہل حدیث چوک دالگراں لاہور میں مولانا عبداللہ ناصر رحمانی صاحب (کراچی) نے پڑھایا۔ جمعہ کے بعد راقم نے ان سے ملاقات کی اور اپنی مختصر تفسیر ''احسن البیان'' کے دو نسخے انہیں پیش کئے ایک ان کے اپنے لئے اور ایک پیر صاحب کے لئے تو شیخ عبداللہ ناصر نے فرمایا کہ کل پیر صاحب خود تشریف لا رہے ہیں۔ سن کر بڑی مسرت ہوئی اور انہیں تاکید کی کہ پیر صاحب کے لئے تفسیر مذکور کا نسخہ تو آپ رکھ لیں۔ تاہم اگر وہ آجائیں تو فون پر مجھے ضرور اطلاع کرنا۔ تاکہ ملاقات کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرف حاصل کرلیا جائے لیکن ہفتے کو شیخ موصوف کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی، جس سے یہ اندازہ تو ہوگیا کہ حضرت پیر صاحب شاید تشریف نہیں لائے اور اس کے دو روز بعد حضرت پیر صاحب ہی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اور ۹ر جنوری منگل کے اخبارات میں ان کی اچانک انتقال کی خبر پڑھ کر معلوم ہوا کہ ان کے تو سفرِ آخرت کا وقت آگیا تھا، اب دنیا کے کسی اور خطے کا سفر ان کے مقدر میں کہاں رہ گیا تھا؟

بہرحال ان کی وفات سے علم وفکر کی دنیا میں اور دعوت وتبلیغ کے میدان میں جو زبردست خلا پیدا ہوا ہے، بظاہر اس کی پر ہونے کی امید نہیں۔ جماعت ایک عظیم علمی سرمائے سے محروم ہوگئی ہے جس پر مدتوں ماتم کیا جاتا رہے گا۔ صحرائے علم کے مجنوں کا مسلک سلف کے بے باک ترجمان اور پاسبان کا، نقد ونظر کے بادشاہ کا، حدیث وتفسیر کے امام کا، ایک مفکر ومتکلم اسلام کا۔ پیکر تقویٰ وعمل کا، حسنِ اخلاق وکردار کے مرقع جمیل کا اور ایک عظیم مبلغ وداعی کبیر کا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

غفر اللہ لہ وارحمہ رحمۃ واسعۃ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبدالمنان نورپوری حفظہ اللہ ☆

علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ عظیم محدث و محقق

شہیر مفسر، عظیم محدث، فخیم متکلم، نامور اصولی، محقق مؤلف و مصنف اور فصیح و بلیغ خطیب و مبلغ ابومحمد بدیع الدین شاہ صاحب راشدی رحمۃ اللہ رحمۃ کثیرۃ واسعۃ۔ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ عرب و عجم میں مشہور و معروف ہیں۔ جماعتی و تبلیغی امور کے سلسلہ میں وقتاً فوقتاً پنجاب آتے تو ملاقات ہوجاتی۔ بالخصوص جب کبھی شاہ صاحب شیخین۔ استاذی المکرّم مولانا ابوالخیر محمد اسماعیل صاحب سلفی محدث وزیر آبادی امیر مرکزی اور استاذی المکرّم مولانا ابوعبدالرحمٰن محمد عبداللہ صاحب خطیب محدث گجراتی امیر مرکزی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ کے پاس تشریف لاتے تو ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوجاتا۔ ایک دفعہ شاہ صاحب نے مجھے اور حافظ عبدالسلام صاحب بھٹوی حفظہ اللہ کو سعید آباد میں سالانہ کانفرنس کے موقع پر دعوت دی چنانچہ ہم دونوں وہاں حاضر ہوئے اور دو دن ان کے پاس رہے اس وقت ان کا عظیم کتب خانہ بھی دیکھا۔

گوناگوں مصروفیات کے باوصف چھوٹی موٹی کثیر کتب و تصنیفات شاہ صاحب کے قلم رشد و ہدایت سے نکلیں اور انہوں نے خواص و عوام میں مقبولیت و پذیرائی حاصل کی ان کتب کثیرہ سے ان کی کتاب مستطاب ''جلاء العینین'' بھی ہے اس میں امیر المؤمنین فی الحدیث سید الفقہاء والمحدثین اور عمدۃ المجتہدین امام بخاری رحمہ اللہ الباری۔ کی کتاب ''جزء رفع الیدین'' کی روایات کی تخریج، اس میں مذکور ائمہ، رجال اور رواۃ کے تراجم مختصر حالات اور مسئلہ رفع الیدین کی تحقیق ہے تفصیل تو ''جلاء العینین'' ہی میں دیکھی جاسکتی ہے سرِ دست بطور نمونہ ''جلاء العینین'' سے دو حدیثوں کی تخریج اور نفس مسئلہ کی تحقیق پیش کی جاتی ہے۔

دو حدیثوں کی تخریج

۱۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وکذلک یروی عن عبداللہ بن عمر بن الخطاب

☆ مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ پاکستان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أخبرنا علي بن عبدالله حدثنا سفيان حدثنا الزهري عن سالم بن عبدالله عن أبيه قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يرفع يديه إذا كبر، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع ولا يفعل ذلك بين السجدتين. قال علي بن عبدالله. وكان أعلم زمانه: رفع الأيدي حق على المسلمين بما روى الزهري عن سالم عن أبيه." (۳۶-۳۸)

شاہ صاحب "جلاء العینین" میں اس کی تخریج کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔"هو حديث مشهور أخرجه عامة أهل الحديث، وأذكر منهم من رأيته في كتابه، فإمام دار الهجرة مالك بن أنس، ومحمد بن الحسن الشيباني في موطأيهما، وابن بكير، وأبو مصعب الزهري، وسويد بن سعيد الحدثاني في موطأهم، والغافقي في مسند الموطأ، وعبدالرزاق، وابن أبي شيبة في مصنفيهما، وأصحاب الكتب الستة، وابن الجارود في المنتقى، وابن خزيمة، وابن حبان، وأبو عوانة، والدارمي، والدارقطني، والبيهقي في سننه، وكذا في معرفة السنن والآثار، والخلافيات، وأصحاب المسانيد كالشافعي وأحمد، والحميدي، وأبي يعلى، ثم الطبراني في معجمه الصغير، والأوسط، ومسند الشاميين، وابن المنذر في الأوسط، والطحاوي في شرح معاني الآثار، وأبو القاسم حمزة السهمي في تاريخ جرجان، وأبو نعيم في تاريخ أصبهان، وحلية الأولياء، والحافظ أبو القاسم تمام الرازي في فوائده، والخطيب في التاريخ والموضح، والبغوي في شرح السنة، وابن عبدالبر في التمهيد والاستذكار، وابن حزم في المحلى، وأبو طاهر السلفي في معجم السفر، وابن الأبار في معجم أصحاب أبي علي الصدفي، والحافظ أبو عبدالله الجوزقاني في الأباطيل (۲: ۱۲) وغيرهم كلهم من طريق الزهري عن سالم عن ابن عمر، لكن رواه الطبراني في معجمه الكبير والصغير (۷: ۱۴۱) عن الزهري وصفوان بن سليم عن سالم به، وأبو نعيم في أخبار أصبهان من طريق نافع عن ابن عمر، وقد أخرجه المصنف، أي البخاري، رحمه الله من ثلاث طرق، وهذه إحداها، والثانية طريق نافع عن ابن عمر، والثالثة طريق محارب بن دثار عن ابن عمر، وسيأتي تخريجهما في

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محلهما إن شاء الله تعالىٰ.

ومن شأن هذا السند أن كلامن رواته كانوا يرفعون أيديهم، فعلي هو ابن المديني وقد مر ذكره، وسفيان هو ابن عيينة، وقدروى عنه المصنف في آخر الكتاب أنه كان يرفع والزهري، وسالم، وأبوه فذكر آثارهم، ولهذا قدم هذا السند بعد ذكر أسماء رواة الرفع، فما أدق النظر، وما أحسن الفكر، وقدو ردت فيه زيادة يأتي ذكرها عند تخريج طريق نافع إن شاء الله تعالىٰ.

وقال ابن المديني: لم أزل اعمل به، وأناصبي، وبه نأخذ. وقال أبوالحسن: وبه نأخذ وقال الحاكم: وبه نأخذ. وقال البيهقي: وبه نأخذ. انتهى من المواهب اللطيفة شرح مسند أبي حنيفة لمحمد عابد السندي (١: ٢٦١) المصور.

وقال الشافعي: لايحل ترك الرفع لمن سمعه كما تقدم كلامه في المقدم"، وذلك لأنه حديث مشهور قال الترمذي (٢: ٣٧) بعد ما ساق حديث ابن عمر: حسن صحيح وقال ابن عبدالبر في الاستذكار (٧: ١٢٥) وهو حديث لامطعن لأحدفيه. وقال الحافظ الإمام الثبت أبوبكر أحمد بن هارون بن روح البرديجي (ت ٣٠١): أجمع أهل النقل على صحة حديث الزهري عن سالم عن أبيه. حكاه ابن حجر في النكت على ابن الصلاح، والعراقي (١: ٢٦١-٢٦٢) وقال ابن خزيمة في صحيحه (١: ٢٩٤) بعد ما ساقه: سمعت المخزومي. وهو سعيد بن عبدالرحمن يقول: أي إسناد أصح من هذا؟ وقال: سمعت محمد بن يحي يحكي عن علي بن عبدالله قال: قال سفيان: هذا إسناد مثل هذه الأسطوانة. وحكى ابن عساكر في تاريخه عن الإمامين إسحاق بن راهويه، وأحمد بن حنبل أنه أصح الأسانيد، كذا ذكره ابن بدران في تهذيب التاريخ (٦: ٥١٤) وعده الخليلي في الإرشاد ١٠ : ١٥٧) من الصحيح المتفق عليه الذي كل من يجده يحكم بالصحة، وإن لم يكن ممن له معرفة بالحديث" (٣٦-٣٨)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲-امام بخاری فرماتے ہیں: "ویروی عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن ابن الأسود عن علقمة قال: قال ابن مسعود: ألاأصلی بکم صلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم، فصلی، ولم یرفع یدیه إلامرة" (۷۹)

شاہ صاحب "جلاء العینین" میں اس کی تخریج کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وصله ابن أبی شیبة (۱: ۲۳۶) وأحمد فی المسند (۱: ۴۲۱) والعلل (۱: ۱۱۶) قالا: حدثنا وکیع عن سفیان به، ولفظ أحمد فی المسند: فرفع یدیه أول مرة، وأخرجه النسائی (۲: ۱۹۵) وأبوداؤد (۷۴۸) والترمذی (۱: ۲۲) والطحاوی (۱: ۲۲۴) والبیهقی (۲: ۷۸) من طرق عن وکیع عن سفیان به، وتابع وکیعا ابن المبارک قال النسائی (۲: ۱۸۲) أخبرنا سوید بن نصر قال: أنبأنا عبدالله ابن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب به."

امام بخاری فرماتے ہیں: "وقال أحمد بن حنبل عن یحیی بن آدم: نظرت فی کتاب عبدالله ابن إدریس عن عاصم بن کلیب لیس فیه: ثم لم یعد." (۷۹-۸۰)

شاہ صاحب "جلاء العینین" میں لکھتے ہیں "قاله فی العلل ومعرفة الرجال (۱: ۱۱۶-۱۱۷) وفیه بعدما ساقه: حدثنا وکیع مرة أخری بإسناده سواء، فقال: قال عبدالله: أصلی بکم صلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم، فرفع یدیه فی أول حدثنا أبوعبدالرحمن الضریر قال: کان وکیع ربما قال یعنی: ثم لایعود. وقال الأشجعی: فرفع یدیه فی أول شیٔ. وفی (۱: ۱۱۷) حدیث عاصم بن کلیب رواه ابن إدریس، فلم یقل: ثم لایعود، حدثنا یحیی بن آدم قال: أملاه علی عبدالله بن إدریس من کتابه، فذکره، وهکذا فی مسائل الإمام أحمد لابنه عبدالله (۷۱۲) وقال ابن أبی حاتم فی علل الحدیث (۱: ۹۶): سألت أبی عن حدیث رواه سفیان الثوری عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الأسود عن علقمة عن عبدالله أن النبی صلی الله علیه وسلم صلی، فکبر، فرفع یدیه، ثم لم یعد؟ فقال أبی: هذا خطأ یقال: وهم الثوری، فقد رواه جماعة عن عاصم، وقالوا کلهم: إن النبی صلی الله علیه وسلم افتتح، فرفع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یدیہ، ثم رکع، فطبق، وجعلهما بین الرکبتین، ولم یقل أحد ماروی الثوری، وکذلک جعل محمد بن نصر المروزی، والدارقطنی فی العلل (۱: ۳۴۶) وابن القطان هذه الزیادة خطأ کما حکاه فی نصب الرایة (۱: ۳۹۵) وقال أبوداود (۷۴۸) هذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس هو بصحیح علی هذا اللفظ، وهذا هو نفس تعلیل المصنف والمراد من الحدیث الطویل هو حدیث عبدالله بن إدریس الذی أورده المصنف کمابینه صاحب عون المعبود، وسیأتی تخریجه إن شاءَ الله تعالیٰ، وقال ابن حبان فی الصلاة: هذا أحسن خبر روی لأهل الکوفة فی نفی رفع الیدین فی الصلاة عندالرکوع، وعند الرفع منه، وهو فی الحقیقة أضعف شئ یعول علیه لان له عللا تبطله. کذا فی التلخیص (۱: ۲۲۲) الخ

امام بخاری فرماتے ہیں: "فهذا أصح لأن الکتاب أحفظ عند أهل العلم لأن الرجل ربما حدث بِشَیْءٍ، ثم یرفع إلی الکتاب، فیکون کما فی الکتاب" (۸۲)

شاہ صاحب "جلاء العینین" میں لکھتے ہیں: "قال الحازمی فی الاعتبار (ص۱۵، ۱۶) عند ذکر وجوه الترجیح: الوجه الرابع والعشرون أن یکون راوی أحد الحدیثین مع حفظه صاحب کتاب یرجع إلیه، والراوی الآخر حافظ غیر أنه لایرجع إلی کتاب، فالحدیث الأول أولی أن یکون محفوظا لأن الخاطر قدیخون أحیانا. وقال علی بن المدینی: قال لی سیدی أحمد بن حنبل: لاتحدثن إلا من کتاب. قول ابن المدینی هذا أسنده ابن الجوزی فی مناقب الإمام أحمد (۷۸، ۱۰۹) وقال الخطیب فی الکفایة (۲۳۲): باب فی أن سیئی الحفظ لایعتد من حدیثه إلا بما رواه من أصل کتابه. فذکر فیه آثار السلف بما یدل علی أن الکتاب أصح، والحمدلله تعالیٰ"

امام بخاری فرماتے ہیں: "حدثنا الحسن بن الربیع حدثنا ابن إدریس عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الأسود حدثنا علقمة أن عبدالله رضی الله عنه قال: علمنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الصلاة، فقال فکبر ورفع یدیه، ثم رکع فطبق یدیه جعلهما بین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکبتیہ، فبلغ ذلک سعدا، فقال: صدق أخی قد کنا نفعل ذلک فی أول الإسلام، ثم أمرنا بھذا. وھذا المحفوظ عند أھل النظر من حدیث عبداللہ بن مسعود" (۸۳)

شاہ صاحب "جلاء العینین" میں لکھتے ہیں: "أخرجہ أحمد فی العلل (۱: ۱۱۷) قال: حدثنا عثمان أنبانا ابن إدریس بہ، وقال ابن أبی شیبۃ (۱: ۲۴۲) حدثنا ابن إدریس عن عاصم بن کلیب فذکرہ، وأخرجہ أحمد فی مسندہ (۱: ۴۱۸) عن یحیی بن آدم، وأبوداود (۷۴۷) عن عثمان بن أبی شیبۃ، والنسائی (۲: ۱۸۴) عن نوح بن حبیب، وابن خزیمۃ (۱: ۳۰۱) عن محمد بن أبان، وابن الجارود (۱۹۶) عن علی بن خشرم کلھم عن ابن إدریس، وأخرجہ الدارقطنی (۱: ۳۳۹) عن أبی سعید الأشج وعن أبی کریب کلاھما عن ابن إدریس بہ، وأخرجہ البیھقی (۲: ۷۸) عن أبی داود."

نفس مسئلہ کی تحقیق

امام بخاری فرماتے ہیں: "الرد علی من أنکر رفع الأیدی فی الصلاۃ عند الرکوع" (۱۷)

شاہ صاحب "جلاء العینین" میں لکھتے ہیں: "بل قد تفوہ بعضھم بفساد الصلاۃ بالرفع، وقد صنف فی ذلک رسالۃ أبوحنیفۃ أمیر کاتب بن أمیر الإتقانی (ت ۷۵۸ھ) ذکرہ فی کشف الظنون (۱: ۸۶۸) وقبلہ مکحول النسفی صاحب کتاب الشعاع روی فیہ عن الإمام أبی حنیفۃ أن من رفع یدیہ عند الرکوع، وعند الرفع منہ فسدت صلاتہ کما ذکرہ العلامۃ اللکھنوی الحنفی فی الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ (ص ۲۱۶) والحافظ ابن حجر فی الدرر الکامنۃ فی ترجمۃ الأمیر.

وقد رد علیہ اللکھنوی، وأخبر أن تقی الدین السبکی رد علی رسالۃ الاتقانی أحسن رد، وکذارد علیہ اللکھنوی فی غیث الغمام (ص ۳۵) وقال اللکھنوی فی التعلیقات السنیۃ علی الفوائد البھیۃ (ص ۵۰) بعد ذکر کلام الاتقانی وروایۃ النسفی قلت: ما أقبح کلامہ،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومـاأفسـده، أتـفسـد الصلاة بما تواتر فعله عن رسول الله صلى الله عليه وأصحابه؟ أما علم أن الـصـحـابة منهم من كان يرفع، ومنهم من كان لايرفع وكان لايقتدى أحدهما بالآخر، ولم يرو عـن أحـدمنهم ما تفوه به؟!! أمافهم أن إماما وإن لم يأخذ بأحاديث الرفع، ورجح عليها أخبار تـرك الـرفـع لـكـن لـم يشـدد في ذلك كما تشدد هو فيما هنالك؟ أما تدبر أن مكحولا الـراوى لـرواية الفساد من هو؟ وكيف هو؟ وهل تقبل روايته مرسلة أم ترد عليه منتقضة؟ أما تـفـكـر أن مشـائـخـنا الثقات، وفقهائنا الأثبات قد صرحوا بعدم الفساد، ولم يتعبر أحدمنهم رواية الفساد؟ أفلايكون إعراضهم موجبا لهجران تلك الرواية، أفلايكون ذلك دليلا على أنهـا خـلاف الـدراية؟ وبـالـجـمـلـة فـمقاصد التعصب، وعدم التدبر لاتعد، والبشرله ذنوب وأخطاء لاتعتد. ١ه.

قال أبومحمد أى السيد بديع الدين الراشدى؛ في العبارة بعض الملاحظات

فـمـنهـا قـولـه: ومـنـهم من كان لايرفع. وقال في التعليق الممجد (ص ٤٧): ورواة التـرك جـماعة قليلة مع عدم صحة الطرق إليهم إلاعن ابن مسعود، وكذلك ثبت الترك عن ابن مسـعود، وأصـحابه بأسـانيـد محتجة بها. ١ هه

والـحق أنه لم يثبت عن ابن مسعود أيضالا مرفوعا، ولا موقوفا، وسيأتى الكلام على مـاروى عـنـه، وقـد أثبـت الـمـصـنف. رحمه الله. أنه لم يثبت عن أحد من الصحابة أصلاكما سيأتى إن شاء الله تعالىٰ في محله.

ومـنها قوله: ورجح عليها أخبارالترك، ففيه كلام من وجوه الأول أنه لم يثبت خبر واحـد فـي الـتـرك فـضـلا عـن الأخـبـار كما سيأتى إن شاء الله تعالىٰ: والثانى من أين ثبت أن الإمـام رجـحـهـا، وبـأى وجه رجحها؟ وأما المناظرة المنسوبة إليه مع الأوزاعى في أنه راجح رواية ابـن مسـعـود عـلـى رواية ابـن عمر من حيث الفقه في قصة مكذوبة أوردها الموفق بن أحـمـد الـمـكى في مناقب الإمام أبى حنيفة (١ : ١٣٠) بسنده من طريق أبى محمد الحارثى

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أنبأنا محمد بن إبراهيم الرازى أنبأنا سليمان الشاذكونى سمعت سفيان بن عيينة يقول: اجتمع أبو حنيفة والأوزاعى فى دار الحناطين، فساقها. وهذه سلسلة الكذب، الحارثى اسمه عبدالله بن محمد ابن يعقوب الأستاذ السيذمونى وشيخهٔ، فشيخه كلهم من الكذابين لهم تراجم فى الميزان، واللسان، والضعفاء لابن الجوزى، وغيرها من كتب هذا الشأن، فالاعتماد على تلك الرواية لايجوز، ثم فيها من النكارة، وقدبينت ذلك فى رسالتى "كحل العينين"، وهوا لوجه الثالث. والرابع لوسلمنا ثبوت الأمرين كليهما فالترجيح بالعكس لأمور الأول: إن اللكهنوى نفسه لم يرض بترجيح إمامه كما نقله عنه حيث قال فى التعليق الممجد (ص ۹۱): إلا أن ثبوته عن النبى صلى الله عليه وسلم أكثر وأرجح وثانيا: إنه أقربكون أحاديث الرفع بالتواتر، وقال: لم يثبت الترك إلاعن ابن مسعود. كما مركلامه، فهل يترجح هذا القدر على المتواتر؟ ياليت قومى يعلمون. وثالثا: إن المثبت مقدم على النافى، فافهم." الخ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ محمد رفیق اثری ﷾☆

پیر آف جھنڈا

ممتاز عالم دین اور عظیم محدث

یوں تو برصغیر ہندو پاک میں اسلامی ثقافت محفوظ کرنے کا کام ہر دور میں مختلف خاندانوں کے حصہ میں آتا رہا ہے۔

سندھ میں خصوصیت سے جن لوگوں کا کردار مثالی رہا ہے ان میں سندھ کے خاندان راشدیہ کا نام بہت معروف ہے۔ اس خاندان کے فرزند علامہ بدیع الدین شاہ راشدی سے راقم کی ملاقات بہت پہلے ملتان عام خاص میں منعقدہ جماعت اہل حدیث کی ایک عظیم کانفرنس کی موقع پر ہوئی۔ اس وقت وہ عالم جوانی میں تھے۔ گفتگو میں بہت تیز و طرار، کتاب و سنت کے حوالہ جات پیش کرنے میں ماہر، بدعی اور شرکی عقائد و رسومات کے توڑنے میں قاطع تلوار، اتباع سنت کے جذبہ سے معمور و شاداب۔ انجمن اہل حدیث جلال پور کے سیکریٹری محمد رمضان صاحب ایک جہاندیدہ اور تبلیغی مقاصد کے لئے عوام کے نبض شناس تھے انہوں نے ایک اجلاس میں فرمایا ہمارے علاقے میں پیر پرستی عام ہے لوگ اس حوالے سے بات سننے کے دھنی ہیں، شہرت یہ کی جاتی ہے کہ اہل حدیث میں رشد و ہدایت کے پیر نہیں ہیں۔ میرا مشورہ ہے پیر آف جھنڈا شاہ بدیع الدین کو سالانہ جلسہ میں دعوت دی جائے۔

علاقہ میں پیر آف جھنڈا سندھ کے حوالے سے اعلانات کئے گئے تو بہت بڑا مجمع سالانہ اجتماع میں ان کے سننے کے لئے موجود تھا۔

پیر صاحب تشریف لائے اور شرک و بدعات کے خلاف زور دار تقریر فرمائی۔ اور بہت سوں کا بھلا ہوا۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً پیر صاحب جلالپور میں دعوتی و تبلیغی اجتماعات کے لئے تشریف لاتے رہے، ایک موقع

☆ شیخ الحدیث دارالحدیث المحمدیہ جلالپور پیروالہ، شارح مؤطا امام مالک۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر لائبریری دیکھنے کا شوق ظاہر فرمایا۔ راقم الحروف نے مکتبہ دارالحدیث محمدیہ کا دروازہ کھولا۔ کتابیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ کتب احادیث و اسماء الرجال سے خصوصی دلچسپی ظاہر کی۔ دیکھتے دیکھتے فتح الباری طبع دہلی کے دو نسخے اچھی حالت میں ملاحظہ فرمائے۔ اور بے ساختہ کہا آپ کی لائبریری میں ایک ہی طبع کے دو نسخے ہیں، بہت خوب، میں نے عرض کی آپ کے پاس یہ نسخہ نہیں ہے فرمایا نہیں۔ کچھ وقفہ سے راقم نے فضیلۃ الشیخ العالی محدث جلال پوری سے عرض کی کہ شاہ صاحب کے پاس فتح الباری کا نسخہ دہلی نہیں ہے اور ہمارے پاس دو نسخے ہیں۔ پیر صاحب نے خصوصی دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے، شیخ محترم نے فرمایا شاہ صاحب کو ہماری طرف سے نسخہ تحفتاً دے دو۔ کتاب پیش کی تو شاہ صاحب کی خوشی دیدنی تھی۔ ادارہ کے لئے بہت سی دعائیں دیں۔ اور یہ تعلق ان کی وفات تک بارہا قائم رہا۔ تأثرات کی کتاب میں لکھا۔ اس میں ان کے انداز نگارش کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج بتاریخ ۷، ربیع الاول ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱/ نومبر ۱۹۸۶ء مدرسہ دارالحدیث جلال پور پیر والا ضلع ملتان کی زیارت نصیب ہوئی بحمد اللہ بہترین انتظام پایا۔ دیکھ کر انتہائی مسرت ہوئی یہ سب علامہ فضیلۃ الشیخ سلطان محمود صاحب ﷾ اور جملہ اساتذہ مدرسہ ہٰذا کے خلوص اور بہترین محنت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ ماشاء اللہ مسجد کافی وسیع ہوگئی ہے اور مدرسہ کے کچھ کمرے جو کہ اساتذہ کے لئے تدریس کے واسطے بنائے گئے ہیں ان کو دیکھا ابھی کافی کام باقی ہے۔ جماعتی افراد جہاں کہیں ہوں ان کا فرض ہے کہ اس کے تعاون میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں تاکہ یہ مشروع جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچے۔ اور کتب خانہ بھی اچھے انداز میں موجود ہے جس میں درسی کتابوں کے علاوہ اور بھی کافی کتابیں ہیں جن سے اساتذہ و دیگر علماء و زائرین استفادہ کر رہے ہیں مگر افسوس کہ ان کے لئے جگہ ناکافی ہے جماعت کو اور اہل ثروت کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم شیخ موصوف اور دیگر اساتذہ کو ضرور توفیق بخشے اور علماء و طلباء کو خلوص کے ساتھ اس ادارہ کو جاری رکھنے کی توفیق بخشے اور عام مسلمانوں اور طلباء خصوصی (طور پر) تادیر مستفید ہوتے رہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویرحم اللہ عبدا قال آمنا. ابومحمد بدیع الدین شاہ الراشدی المکی غفرلہ ولوالدیہ"

چند ماہ بعد مکہ مکرمہ سے علماء واکابرین کا ایک گروپ شیخ محترم محدث جلال پوری کی ملاقات کے لئے تشریف لائے اور لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم بحمدللہ قد وجدنا باحسن ماکتب الشیخ ابو محمد بدیع الدین من المدرسة وأهله القائمين عليه فجزاهم الله تعالىٰ خيرا فی الدارین آمین ثم آمین.

کتبہ ابوبصیر محمد عطاء اللہ المدرس بدار الحدیث الخیریة مکة المکرمة الشیخ محمد حسیب چراغ الدین مکہ مکرمہ عبدالرب بن فیض اللہ المدرس بدار الحدیث الخیریة بمکة المکرمة

۲۸/۵/۱۴۰۷ھ"

حاضر جوابی اور موقعہ محل کی مناسبت سے خوبصورت لطیفے بیان کرنے میں ماہر تھے۔ رحمانی مسجد اہل حدیث جلال پور میں بدعات کے رد اور اتباع سنت کے موضوع پر ان کی تقریر جاری تھی اور ایک بھاری مجمع استفادے کے لئے مشغول اور ہمہ تن گوش تھا۔ بدعات کے رسیا ایک شخص نے ایک مقامی عالم پر طنز کے لئے جس کا پیر صاحب کو بھی بخوبی علم تھا ایک رقعہ بھیج دیا کہ تعویذ لکھنے والوں کے لئے آپ کا کیا فتویٰ ہے؟ اس سوال سے شاہ صاحب کی تقریر کو سبوتاژ کرنا بھی مقصود تھا بڑے خوبصورت انداز میں برجستہ جواب فرمایا میں تعویذ دیتا نہیں اور جو دیتے ہیں ان سے دلیل پوچھو۔ اور پھر اسی طرح خطاب جاری رہا۔

حافظ عبدالمنعم رحمۃ اللہ علیہ ملتانی کے پاس ان کے کتب خانہ میں پیر صاحب کو کئی بار کتابیں دیکھتے، پسند کرتے اور خریدتے دیکھا۔ جب نئی کتاب دیکھتے عش عش کر اٹھتے۔ لائبریریوں سے بعض بے سمجھ لوگوں کی کتاب چوری کا تذکرہ بھی بڑے افسوس کے ساتھ کرتے۔ حافظ عبدالمنعم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ایک موقعہ پر شاہ صاحب نے فرمایا میں نے اپنی لائبریری کے بارے میں ساتھیوں کو کہہ رکھا ہے کہ ایک معمولی کاغذ بھی باہر نہیں جانے دینا چاہیے اس کے باوجود بعض لوگ کتابیں چوری کر لیتے ہیں۔ اس سلسلے کا ایک واقعہ سنایا کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک کتاب فروش کی کتابیں دیکھ رہا تھا ان میں میری لائبریری کی ایک کتاب موجود تھی جس پر میرے دستخط بھی تھے۔ اس سے کہا کہ یہ کتاب میری ہے اس پر میرے دستخط ثبت ہیں کتاب فروش نے کہا یہ مجھے فلاں مولوی اتنے روپے میں دے گیا ہے۔ شاہ صاحب نے وہ روپے ادا کئے اور اپنی کتاب ساتھ لے گئے۔ حافظ عبدالمنعم رحمۃ اللہ علیہ ایک سفر میں شاہ صاحب کے ساتھ تھے رات کا سفر تھا پچھلی رات سڑک کے کنارے ایک مسجد نظر آئی تو شاہ صاحب نے ڈرائیور کو کار روکنے کا حکم دیا۔ مسجد میں تہجد و وظائف ادا کئے اور پھر سفر شروع کیا۔ بقول حافظ عبدالمنعم رحمۃ اللہ علیہ شاہ صاحب روزانہ دو پارے لازماً پڑھنے کے عادی تھے۔ اس رات بھی کار میں ہی تلاوت قرآن فرماتے رہے۔

مولانا محمد شریف چنگوانی نے بتایا کہ ڈیرہ غازی خان تشریف لاتے تو شوق ظاہر فرمایا کہ سخی سرور کا مقبرہ دیکھنا ہے، ہم وہاں گئے جب منزل پر پہنچے تو میں نے محسوس کیا کہ یہاں خلاف شرع امور ہو رہے ہیں۔ پیر صاحب اپنی عادت مستمرہ کے مطابق اس پر نقد فرمائیں گے۔ اور یہاں کے پیر پرست غالی لوگ بدتمیزی پر نہ اتر آئیں۔ میں نے شاہ صاحب سے عرض کی آپ باہر ٹھہریں میں پہلے اندر ہو آتا ہوں۔

چنانچہ میں نے اندر جا کر مقبرہ پر حاضرین اور شرک و بدعات میں مبتلا لوگوں سے کہا ایک طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ پیر آف جھنڈا سندھ سے تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ سب لوگ ایک طرف ہو گئے اور شاہ صاحب اپنے معروف انداز سے شرکی امور پر نقد فرماتے اور مقبرہ پر تاریخی حیثیت سے فقرے کستے رہے اور ہم بخیر و عافیت وہاں سے واپس ہوئے۔ ان کا یہ سفر سیاحت ارضی اور تاریخی احوال میں معلومات کی تحصیل کے انداز سے تھا۔

۱۹۷۷ء میں ملتان شہر میں اللہ جل جلالہ کے عرش پر ہونے یا بذاتہ ہر جگہ ہونے اور دعا میں انبیاء و صالحین کے وسیلہ پر بہت بحثیں ہوتی رہی ہیں۔ حافظ عبدالمنعم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دونوں مسائل شاہ صاحب کی خدمت میں جواب کے لئے پیش کئے شاہ صاحب نے اس موضوع پر ایک شاہکار کتاب ''توحید خالص'' لکھ دی جس میں توحید کے بارے میں عقیدہ سلف صالحین کی توضیح کی اور اس پر قرآن و حدیث سے دلائل کثیرہ تحریر کئے ہیں اور ۴۴۸ صفحات تک یہ معلومات کا ایک خوبصورت ذخیرہ ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا حصہ ''توحید خالص'' دعا کا صحیح ترین طریقہ اور مسئلہ توسل پر ہے اس میں وقیع معلومات اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ پوری کتاب ۶۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

کتاب اردو میں ہے مگر نصف تقریباً عربی عبارات پر مشتمل ہے راقم الحروف نے ان کا سلیس اردو میں ترجمہ کیا ہے جس سے کتاب کی افادی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے کہ اردو دان طبقہ بھی کماحقہٗ اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ مکتبہ فاروقی ملتان نے اسے طبع کیا ہے۔ شاہ صاحب نے مختلف مسائل پر کتابیں عربی، اردو اور سندھی میں تالیف کی ہیں جن سے ان کی معلومات کی وسعت اور مضبوط قوت حافظہ کی نشان دہی ہوتی ہے۔ الشریف نور اللہ الراشدی کا بیان ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چار ماہ سے کم مدت میں قرآن پاک حفظ کیا جب کہ وہ ۲۳ سال کی عمر میں تھے۔

شاہ صاحب عربی زبان کے ماہر تھے جس طرح وہ تالیف کتب میں عربی زبان پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ اسی طرح عربی تقریر میں بھی انہیں پورا ادراک حاصل تھا۔ ۱۹۷۷ء میں راقم عمرہ اور حج کے لئے مکہ مکرمہ میں مقیم تھا شاہ صاحب صحیح بخاری کی کتاب الایمان پر ان دنوں عربی زبان میں درس دیتے تھے۔ ایمان کے بارے میں محدثین کے نقطہ نظر کا مدلل انداز میں اثبات فرما رہے تھے۔ اور معتزلہ، جہمیہ، معطلۃ، مشبہ، اور مرجیہ کا زور دار انداز میں رد کیا۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں بھی فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز آل باز کے دور میں بھی جب کہ وہ نائب مدیر جامعہ تھے لیکچر دیتے رہے تبلیغی ساتھی میں مداہنت کے قائل نہیں تھے جسے حق سمجھتے اور جانتے برملا اس کا اظہار کرتے۔

اظہار توحید کے لئے بعض خطرناک مقامات پر شاہ صاحب تشریف لے گئے اور ڈنکے کی چوٹ پر حق بات کہی۔ ان کے فرزند نور اللہ شاہ لکھتے ہیں۔ وہ ایک بستی ''کاروصدر'' جو ٹنڈو الہیار کے قریب ہے ایک قبر پر منعقد میلہ کے موقع پر وہاں چلے گئے اور کتاب وسنت کی روشنی میں لوگوں کو سمجھایا۔ بہت سے لوگ لڑنے پر تیار ہو گئے اور شاہ صاحب کے قتل پر آمادہ ہوئے۔ مگر شاہ صاحب اور ان کے ساتھی ڈٹے رہے اور اللہ تعالیٰ نے مخالفین کو بھگا دیا۔ (ترجمۃ المؤلف منہ ص ۵)

علماء راسخین ہمیشہ سند کی اہمیت کے قائل رہے ہیں، اور سلسلہ سند میں عالی کی تلاش ایک پسندیدہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشغلہ رہا ہے۔ شاہ صاحب کو کتب احادیث وقرآن مقدس کی اسانید کثیرہ حاصل ہیں۔ جن کا مفصل تذکرہ انہوں نے محررہ ثبت "منجد المستجيز لرواية السنة والكتاب العزيز" میں کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ انہیں ایک سو انسٹھ ائمہ سے اتصال سند حاصل ہے لکھتے ہیں۔

قال ابو محمد فهؤلاء مأة وتسع وخمسون نفسا من الائمه وقد اتصلت بى السند اليهم وغالب الدواوين الاسلامية مذكور فى اثباتهم و مروياتهم ومسموعاتهم والحمدلله تعالىٰ وهناك ائمه سواهم لهم فها رس وشيوخ وروايات واسانيد "ومايعلم جنود ربك الاهو" "واحاط بما لديهم واحصى كل شيءٍ عددا" ويكفى عن التقصير هذا القدر الاقل كالجنة ان لم يصبها وابل فطل والانسان متعذر فى حقه الاحتواءِ والاحاطة ولكن بحمدالله مافاتنى الجل ومالايدرك كله لايترك الكل سبحانك لاعلم لنا الا ماعلمتنا انك انت العليم الحكيم.

اس کتاب کی ابتداء شاہ صاحب رحمہ اللہ حمد وثناء سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمدلله الذى انزل الى رسولهٖ الكتاب مع الحكمة واجاز لكل من يتلوهما بصدق القلب والسداد حيث امره ان يقول واوحى الى هذا القرآن لا نذركم به ومن بلغ فى جميع الاطراف والاكناف لكل من الافراد والآحاد نزل به الروح الامين يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا ليعلم ان قدا بلغوا رسالات ربهم ولديه العدد والاحصا فلا ينقص فيه ولايزاد. اخذ منه رسوله وعنه اصحابه وعنهم اتباعهم وهلم جرا الى عصرنا وهذا هوا الاسناد.

رسالہ کے آخر میں اجازة الروایۃ حاصل کرنے والوں کو وصیتیں تحریر کی ہیں علماء وطالبین علم حدیث کو چاہیے انہیں پڑھیں اور عمل کی سعی کریں۔

پیر صاحب رحمہ اللہ کی یہ پوری سند جو انہوں نے خود چھپوائی تھی اور جو کہ چھوٹے سائز کے ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے راقم نے اپنی کتاب "مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری" کے ساتھ چھاپ دی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے پاس اس کا نسخہ شاہ صاحب کا دستخط شدہ جو انہوں نے حافظ عبدالمنعم رحمہ اللہ مالک فاروقی کتب خانہ ملتان کو مرحمت فرمایا تھا موجود ہے۔

شاہ صاحب کو اکابر محدثین سے اجازۃ الروایۃ حاصل ہے جن میں مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، محدث ابوسعید شرف الدین دہلوی، محدث عبداللہ روپڑی، الشیخ الصالح محدث نیک محمد امرتسری، محدث حرم مکی الشیخ عبدالحق الہاشمی اور شیخ محمد خلیل بن محمد سلیم خیر پوری ایسے افاضل بھی شامل ہیں۔

شاہ صاحب سے علماء وفضلاء کی جس جماعت نے اجازۃ الروایۃ حاصل کی ہے ان میں ملکی اور عرب ممالک کے اساتذہ کی ایک بڑی جماعت ہے۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ☆

شیخ العرب والعجم بدیع الدین شاہ الراشدی حفظہ اللہ

اس مختصر مضمون میں شیخ العرب والعجم امام حافظ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی السندھی رحمہ اللہ کے بارے میں بعض معلومات پیشِ خدمت ہیں:

نام ونسب:

ابو محمد بدیع الدین شاہ بن سید احسان اللہ شاہ راشدی بن سید ابو تراب رشد اللہ شاہ بن پیر رشید الدین شاہ بن پیر محمد یٰسین شاہ پیر جھنڈ واول بن پیر محمد راشد شاہ الراشدی الحسینی السندھی رحمہ اللہ

ولادت:

آپ ۱۰ جولائی ۱۹۲۵ء بمطابق ۱۳۴۲ھ بمقام گوٹھ فضل اللہ شاہ (سابق گوٹھ پیر جھنڈا) نزد نیو سعید آباد تحصیل ہالا ضلع حیدر آباد سندھ میں پیدا ہوئے۔

رموزِ راشدیہ (ص ۱۱) میں پیدائش ۱۰ جولائی ۱۹۲۵ء مذکور ہے اور محمد اسحاق بھٹی صاحب نے بھی اسے اختیار کیا ہے۔ دیکھئے برصغیر کے اہلِ حدیث خدامِ قرآن (ص ۱۰۲) لیکن شاہ صاحب کے صاحبزادے نور اللہ الراشدی نے ۲/۳/۱۳۹۸ھ میں آپ کی پیدائش ۱۲ مئی ۱۹۲۶ء لکھی ہے۔ (دیکھئے ترجمۃ المؤلف/توحید خالص ص ۳) پروفیسر محمد یوسف سجاد صاحب نے اسی تاریخ پر اعتماد کیا ہے۔

(دیکھئے تذکرہ علماء اہلِ حدیث ج ۲ ص ۱۵۶)

محمد تنزیل الصدیقی الحسینی صاحب نے تاریخ پیدائش ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۴۳ھ ۱۰ جولائی ۱۹۲۴ء لکھی ہے۔

(اصحابِ علم وفضل ص ۴۴)

اس سلسلے میں شاہ صاحب کے پوتے محترم نصرت اللہ شاہ صاحب سے رابطہ کیا تو انھوں نے بتایا

☆ معروف محقق، مدیر ماہنامہ ''الحدیث'' حضرو اٹک۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ ۱۰ جولائی ۱۹۲۴ء بمطابق ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۴۳ھ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات تقریباً تین بجے پیدا ہوئے۔

اساتذۂ کرام:

آپ کے چند مشہور اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:

ابو محمد عبدالحق بن عبدالواحد الہاشمی بہاولپوری مہاجر مکی، ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری فاتح قادیان، حافظ عبداللہ روپڑی، ابواسحاق نیک محمد امرتسری، محبّ اللہ شاہ راشدی اور بیہقی زمان ابوسعید شرف الدین دہلوی وغیرہم۔

تصانیف:

سید ابو محمد بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ کی عظیم الشان تصانیف میں سے بعض کا ذکر و تعارف درج ذیل ہے:

عربی تصانیف:

۱: الطوام المرعشة في بيان تحريفات أهل الرأى المدهشة.

اس کتاب میں شاہ صاحب نے تقلیدی حضرات کی تحریفات اور اکاذیب کا پردہ چاک کیا ہے تاکہ عامۃ المسلمین ان لوگوں کے شر سے محفوظ رہیں۔ یہ کتاب عظیم محقق مولانا صلاح الدین مقبول احمد حفظہ اللہ کی تحقیق سے کویت سے چھپ چکی ہے۔ میرے پاس اس کتاب کا قلمی مصور نسخہ بھی موجود ہے۔ والحمدللہ

۲: عين الشين بترك رفع اليدين.

یہ کتاب ۱۱۲ سے زیادہ صفحات پر مطبوع ہے جس میں ہاشم ٹھٹھوی تقلیدی کا بہترین رد کیا گیا ہے۔

۳: جلاء العينين بتخريج روايات البخاري في جزء رفع اليدين.

۱۹۲ سے زیادہ صفحات والی یہ کتاب کئی دفعہ چھپ چکی ہے۔ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ اور استاذِ محترم مولانا فیض الرحمٰن ثوری نے بہترین حواشی کے ساتھ اس کتاب کی مراجعت فرمائی ہے۔ شاہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے اس جلیل القدر کتاب میں امام بخاری کی مشہور و ثابت کتاب جزء رفع الیدین کی تحقیق و تخریج کر کے منکرینِ رفع الیدین کو شکست فاش دے دی ہے۔

٤: التعليق المنصور على فتح الغفور في تحقيق و ضع اليدين على الصدور.

یہ شیخ محمد حیات السندھی رحمہ اللہ کے رسالے کی تحقیق و تخریج ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نماز میں (مردوں اور عورتوں کو) سینے پر ہاتھ باندھنے چاہئیں۔

۱۳۶ صفحات میں اس کی کمپوزنگ ہو چکی ہے جسے برادر محترم ذوالفقار بن ابراہیم الاثری حفظہ اللہ نے مدینہ طیبہ سے راقم الحروف کے پاس برائے مراجعت بھیجا ہے۔ میرے پاس برادرِ محترم عبدالعزیز السّلفی (کاتب) کے لکھے ہوئے قلمی نسخے کی فوٹوسٹیٹ بھی موجود ہے جس کے ۶۸ صفحات ہیں۔

٥: السمط الإبريز حاشية مسند عمر بن عبدالعزيز تاليف ابن الباغندي.

یہ کتاب مولانا عبدالتواب ملتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۶ھ) کے حاشیے کے ساتھ قدیم خطی انداز میں ۴۷ صفحات پر مطبوع ہے۔ اس کتاب میں محدث ابن الباغندی البغدادی نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی مرویات کو اپنی اسانید کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ یہ کتاب ایک متروک و مبتدع محمد عوامہ کی تخریج و تعلیق سے بھی مطبوع ہے۔ دونوں کتابوں کے موازنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عوامہ مذکور نے شاہ صاحب کی تحقیقات و تعلیقات کو جا بجا چرایا ہے۔ مثلاً:

عبداللہ بن محمد بن ابی اسامہ الحلبی نے "**ثنا أبي عن مبشر بن إسماعيل عن نوفل**" کی سند سے رفع یدین کی ایک حدیث بیان کی ہے۔ (مسند عمر بن عبدالعزیز: ۱۰، ۱۱، نسخہ محمد عوامہ: ۱۱، ۱۲، معجم شیوخ ابن الاعرابی ۲/۳۵۰ ح ۶۷ ۲۰، شعار اصحاب الحدیث لابی احمد الحاکم: ۵۱، الارشاد للخلیلی ۲/۴۸۰)

عبداللہ بن محمد بن ابی اسامہ الحلبی سے طبرانی، دولابی، ابوعوانہ الاسفرائنی، ابن ابی حاتم، ابن صاعد اور ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم وغیرہ متاخرین نے روایت بیان کی ہے۔

تاریخ دمشق لابن عساکر (۳۴/۱۱۵، ۱۱۶) الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث للخلیلی (۲/۴۸۰) اور تاریخ الاسلام للذہبی (۲۱/۲۰۹ وفیات ۲۸۱ھ تا ۲۹۰ھ) میں اس کے حالات موجود ہیں۔ محدث خلیلی نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا: ''صاحب غرائب ، روى عنه ابن صاعد و أقرانه وأبو نعيم الجرجاني و آخر من روى عنه الطبراني وهو ثقة'' صاحب غرائب ہے، اس سے ابن صاعد، ان کے معاصرین اور ابونعیم الجرجانی نے روایت بیان کی ہے اور سب سے آخر میں اس سے روایت کرنے والے طبرانی تھے اور وہ ثقہ ہے۔ (الارشاد ۴۸۰/۲)

ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اس سے روایت بیان کی۔ (المسند المستخرج طبعہ جدیدۃ ۶۱/۴ ح ۵۸۶۰)

حاکم نے اس کی ایک حدیث کو صحیح کہا۔ (المستدرک ۳۲۳/۳ ح ۵۴۰۵)

معلوم ہوا کہ تیسری صدی ہجری کا یہ راوی کم از کم صدوق وحسن الحدیث ہے۔

تنبیہ:

کتاب الجرح والتعدیل میں ایک راوی عبداللہ بن اسامہ ابواسامہ الحلبی کا ذکر موجود ہے جس کے بارے میں ابن ابی حاتم نے کہا: ''كتبت عنه مع أبي وهو ثقة صدوق'' (۱۰/۵ ت ۴۶) واللہ اعلم

شیخ بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ نے ابن ابی اسامہ الحلبی کے بارے میں حافظ ابن حبان کی کتاب المجروحین (۵۰/۲) سے جرح نقل کی کہ وہ حدیثیں گھڑتا تھا اور (امام) بخاری اس پر شدید جرح کرتے تھے۔ (السمط الابریز ص ۱۸)

حالانکہ یہ مجروح راوی الحلبی نہیں بلکہ الأسامی ہے اور الحلبی کے مقابلے میں متقدمین میں سے ہے۔ یہ دو علیحدہ علیحدہ راوی ہیں۔

ابن ابی اسامہ کا والد محمد بن (بہلول) ابی اسامہ الحلبی بھی موثق ہے۔ اس سے ابو زرعۃ الدمشقی، یعقوب بن سفیان الفارسی (المعرفۃ والتاریخ ۳۶۴/۲) اور محمد بن عوف الحمصی وغیرہ نے روایت بیان کی ہے اور ابوحاتم الرازی نے کہا: ليس به باس (الجرح والتعدیل ۲۰۹/۷)

معلوم ہوا کہ یہ راوی ثقہ وصدوق ہے لیکن شاہ صاحب نے محمد بن اسامہ (مدنی) کے بارے میں میزان الاعتدال سے نقل کیا کہ ''لا أعرفه'' (السمط الابریز ص ۱۸)

حالانکہ یہ راوی اور ہے اور مدنی اور ہے۔ مدنی اور حلبی دو مختلف راوی ہیں۔ محمد عوامہ تقلیدی نے شاہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کی تقلید کرتے ہوئے عبداللہ بن محمد بن ابی اسامہ الحلبی پر جرح کر دی ہے اور محمد بن ابی اسامہ کے بارے میں لکھا ہے: "ینظر القول فیہ" (مسند عمر بن عبدالعزیز ص ۵۵)

۶: انماء الزکن في تنقید انهاء السکن .

اس کتاب میں شاہ صاحب نے ظفر احمد تھانوی دیوبندی کی کتاب "انہاء السکن" کا رد کیا ہے اور یہ کتاب کویت سے "نقض قواعد فی علوم الحدیث" کے نام سے ۴۷۸ صفحات میں مطبوع ہے لیکن مطبوعہ میں کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کی غلطیاں کثرت سے ہیں جن سے شاہ صاحب بری ہیں۔

۷: زیادة الخشوع بوضع الیدین فی القیام بعد الرکوع.

رکوع کے بعد قیام میں ہاتھ باندھنے چاہئیں؟ یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور دونوں طرح عمل جائز ہے اگرچہ ہاتھ چھوڑنا بہتر ہے۔ شاہ صاحب نے اس رسالے میں اول الذکر کو ترجیح دی ہے جبکہ آپ کے بڑے بھائی مولانا محب اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ ثانی الذکر کو ترجیح دیتے تھے۔

اس رسالے کا جواب مبلغِ اہلِ حدیث مولانا عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹۱ء) کی طرف سے "مایجوز فی القیام بعد الرکوع وضع الیدین أم ارسال الیدین" کے نام سے مطبوع ہے۔

۸: منجد المستجیز لروایة السنة والکتاب العزیز .

یہ رسالہ شاہ صاحب کی اسانید کا مجموعہ ہے جو آپ اپنے شاگردوں اور مستجیزین کو مرحمت فرماتے تھے۔ آپ نے اپنے دستخطوں اور مہر کے ساتھ ۸/۷/۱۴۰۶ھ کو یہ اجازت نامہ مجھے بھی عطا فرمایا تھا۔ اس میں ایک مقام پر آپ نے اپنی صحیح بخاری کی سند درج ذیل الفاظ میں رقم کی:

" فأخبرني الشیخ عبدالحق الهاشمي قال: أخبرنا أحمد بن عبدالله بن سالم البغدادي عن عبدالرحمن بن حسن بن محمد بن عبدالوهاب عن جده شیخ الإسلام عن عبدلله بن إبراهیم المدني عن عبدالقادر التغلبي عن عبدالباقي عن أحمد الوفائي عن موسی الحجازي عن أحمد الشویکی عن العسکري عن الحافظ شمس الدین ابن القیم عن شیخ الإسلام الحافظ تقي الدین أبی العباس ابن تیمیة عن الفحز ابن البخاري عن أبی ذرالهروي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن شيوخه الثلاثة السرخسي والمستملي والكشميهني عن محمد بن يوسف الفربري عن امام الدنيا أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري " (منجد المستجیز ص۱۰،۱۱)

اس سند میں نہ شاہ ولی اللہ دہلوی ہیں اور نہ شاہ عبدالعزیز ومحمد بن اسحاق۔!

۹: القنديل المشعول في تحقيق حديث ((اقتلو الفاعل والمفعول))

میرے علم کے مطابق یہ غیر مطبوع ہے۔ ان کے علاوہ شاہ صاحب کی اور بھی بہت سی عربی کتابیں ہیں مثلاً وصول الالهام لاصول الاسلام (یہ ساری کتاب غیر منقوط ہے یعنی اس میں نقطوں والا کوئی حرف استعمال نہیں ہوا)

جزء منظوم فی أسماء المدلسین (یہ الفتح المبین کے آخر میں میری مراجعت سے مطبوع ہے) توفیق الباری بترتیب جزء رفع الیدین للبخاری (اس کے آخر میں شاہ صاحب نے لکھا ہے: العبد ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی المکی)

مخطوطے کے کل صفحات ۲۱ ہیں۔

العجوز لهداية العجوز (بڑی عجیب وغریب کتاب ہے)

اظهار البراءة عن حديث من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے بعض کا ذکر پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد کی کتاب تذکرہ علماء اہل حدیث (ج ۲ ص ۲۱۲-۲۱۵) میں ہے۔

اردو تصانیف:

۱: توحید خالص

اپنے موضوع پر یہ عظیم الشان کتاب ہے، جو تقریباً ۶۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ عقیدے پر معلومات کا بہترین خزانہ ہے۔

۲: امام صحیح العقیدہ ہونا چاہئے۔

۳: تنقید سدید بر رسالہ اجتہاد وتقلید

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۱۲ صفحات کی یہ لاجواب ومفید ترین کتاب محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی تقلیدی کے جواب میں لکھی گئی جس کے جواب الجواب سے (میرے علم کے مطابق) آلِ تقلید عاجز رہے۔

٤: تواتر عملی یا حیلہ جدلی

یہ مسعود احمد بی ایس سی (تکفیری) کا رد ہے۔

٥: الٰہی عتاب بر سیاہ خضاب

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں دیکھئے تذکرہ علماءِ اہل حدیث (ج ۲ ص ۲۱۶، ۲۱۷)

سندھی تصانیف

۱: بدیع التفاسیر

سندھی زبان میں شاہ صاحب نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں سے بدیع التفاسیر آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ افسوس ہے کہ یہ کتاب صرف چودھویں پارے تک لکھی جاسکی اور آپ فوت ہوگئے۔

۲: تمییز الطیّب من الخبیث بجواب رسالة تحفة الحدیث .

سندھی زبان میں بڑے سائز اور باریک خط پر ۵۲۶ صفحات کی یہ کتاب مسلکِ اہلِ حدیث کی فتح اور آلِ تقلید کی تباہی کی روشن دلیل ہے۔ اگر اس کتاب کا اردو ترجمہ ہوجائے تو اردو دان طبقہ کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہوگی۔

۳: التنقید المضبوط فی تسوید تحریر الملبوط (فقه و حدیث)

اس کتاب کا کچھ حصہ اردو میں چھپ گیا ہے۔

٤: الأربعین فی الجهر بالتأمین .

٥: تقریر دلپذیر بنام براءت اہل حدیث

آپ نے ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتبِ مفیدہ تصنیف فرمائیں۔ مثلاً الفتاویٰ البدیعیہ وغیرہ

شاہ صاحب کے تلامذہ: آپ کے بعض تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

ا: شیخ عبدالقادر بن حبیب اللہ السندھی المدنی رحمہ اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری ملاقات شیخ عبدالقادر سے مدینہ منورہ میں آپ کے گھر میں ہوئی تھی۔نحیف جسم کے انتہائی علم دوست عالم تھے۔آپ نے عربی زبان میں بہت سی مفید کتابیں لکھی ہیں۔

۲: حافظ فتحی محمد رحمہ اللہ

۳: حمدی عبدالمجید السّلفی العراقی

۴: بشار عواد معروف

۵: شیخ مقبل بن ہادی الوادعی الیمنی رحمہ اللہ

۶: ابوسعید الیربوزی الترکی

۷: الشیخ الصالح عاصم بن عبداللہ القریوتی

۸: الشیخ الصالح الامام وصی اللہ بن عباس المدنی المکی حفظہ اللہ

۹: ربیع بن ہادی المدخلی

۱۰: شیخ عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ

۱۱: حافظ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

ان کے علاوہ شاہ صاحب کے بے شمار تلامیذ تھے اور ہیں جن میں سے مولانا ابوخزیمہ محمد حسین ظاہری اور راقم الحروف کو بھی شرف تلمذ حاصل ہے۔

پروفیسر میاں محمد یوسف صاحب نے شاہ صاحب کے بہت سے مناظروں کا تفصیلی ذکر لکھا ہے۔

شاہ صاحب علمائے حق کی نظر میں

التعلیقات السّلفیہ کے مصنف مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت کے فاضل محقق اور سندھ کے نامور راشدی خاندان کے گل سرسبد''

(تصدیر تنقید سدید ص ۷، ۹ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۸۲ء)

شاہ صاحب کی تعریف وتوثیق پر تمام علمائے حق کا اتفاق ہے اور آپ فی الحقیقت ثقہ امام متقن تھے۔مولانا محب اللہ شاہ راشدی نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: ''ثقة''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد صدیق بن عبدالعزیز سرگودھوی نے فرمایا: ''عالم محقق'' میں نے مدینہ میں محمد بن ہادی المدخلی سے ان کے گھر میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ما نسمع عنه إلا خيرًا'' ہم ان کے بارے میں خیر ہی سنتے ہیں۔ فالح بن نافع الحربی المدنی نے کہا: ''صاحب سنة من أهل الحديث ونفع الله به'' آپ اہلِ حدیث میں سے، صاحبِ سنت تھے اور اللہ نے آپ کے ذریعے (لوگوں کو) نفع پہنچایا ہے۔ (انوار السبیل فی میزان الجرح والتعدیل ص ۲۶)

چند یادداشتیں:

شاہ صاحب تصنیف وتالیف (بطورِ خاص تفسیرِ قرآن) میں مصروفیت کے باوجود طالب علموں کے لئے وقت نکالتے تھے۔ جو کتاب بھی پڑھاتے ایسا معلوم ہوتا کہ زبردست تیاری کے بعد پڑھا رہے ہیں حالانکہ یہ آپ کے حافظے کا کمال تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا تھا۔ مشکل سے مشکل عبارات آپ کی زبان پر موم ہوجاتی تھیں اور کسی قسم کا اشکال باقی نہیں رہتا تھا۔ آپ خوارج وتکفیریوں کے سخت مخالف تھے اور مسلکِ اہلِ سنت (اہلِ حدیث) پر مضبوطی سے گامزن تھے۔ شاہ صاحب کی ہر نماز انتہائی خشوع وخضوع والی ہوتی تھی، یہی محسوس ہوتا تھا کہ یہ آپ کی آخری نماز ہے۔

راقم الحروف سے آپ کا رویہ شفقت سے لبریز تھا۔ ایک دفعہ آپ ایک پروگرام میں راولپنڈی تشریف لائے تو کافی دیر تک مجھے سینے سے لگائے رکھا۔

آپ بدیع التفاسیر لکھاتے وقت کاتبوں کو فی البدیہ کہتے کہ فلاں کتاب لاؤ اور فلاں جگہ سے لے کر فلاں جگہ تک والا حوالہ لکھو۔ عربیت کے تو آپ امام تھے جس کا ایک واضح ثبوت آپ کی احکام والی کتاب وصول الالہام ہے۔

وفات:

آپ ۸ جنوری ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۶ شعبان ۱۴۱۶ھ بروز منگل رات تقریباً ۹ بجے مسجد راشدی کے قریب کراچی میں ۷۱ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور (پیر جھنڈا) نیو سعید آباد میں دفن کئے گئے۔ رحمه الله رحمة واسعة آمین۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افتخار أحمد تاج الدين الازهری حفظہ اللہ ☆

شاہ بدیع الدین راشدی رحمۃ اللہ علیہ اور اُنکی اجازۃ بالروایۃ

اُستاد سے علم حاصل کرنے کے آٹھ مختلف طرق ہوتے ہیں ہر طالب علم اپنے لئے ان طرق سے کوئی نہ کوئی طریقہ اپناتا ہے اور علم کی تشنگی دور کرتا ہے ان طرق میں سے ایک طریقہ ہے ''اجازۃ'' عُلماء اصول حدیث نے اجازہ کی تعریف اس طرح کی ہے: جس کا خلاصہ یہ ہے:

"أن يقول الشيخ لأحد طلابه" اجزْتُ لکَ ان تروی عنی مسموعاتی"

(تدریب الراوی)

یعنی استاد شاگرد کو اس بات کی اجازت دے دے کہ وہ اس کی مسموعات (شنیدہ روایات) یا مؤلفات (جمع کردہ کتب) کو روایت کرے۔

جمہور محدثین کے نزدیک اس کی یہ صورت بلا شک وشبہ مقبول ہے کہ ایک محدث کسی ایک شخص یا اشخاص کو ایک خاص کتاب یا متعدد کتب کے روایات کرنے کی اجازت دے دے۔ صدیوں سے محدثین نے اس طریقہ کو اپنایا ہوا ہے اور ہر محدث اپنے شاگرد رشید کو اجازۃ بالروایۃ سے نوازتا ہے جس کو حاصل کرنے کے بعد طالب علم کو دلی سکون اور راحت محسوس ہوتی ہے اور کئی شاگرد تو سند عالی حاصل کرنے کے لئے ہزاروں میلوں کا رخت سفر باندھتے ہیں کیونکہ جس قدر عالی ہوگی اسی قدر خطا اور علت کے شائبہ سے پاک ہوگی امام ابوعبداللہ الحاکم فرماتے ہیں:

"طلب الأسناد العالی سنة صحيحة" اسناد عالی تلاش کرنا (سلف) کی سنت ہے۔

محدثین عظام نے سلف کی اس سنت کو صرف اس لئے جاری ساری رکھا کیوں کہ اسلام میں سند کی

☆ ایم۔اے، ایم۔فل، جامعۃ الازہر قاہرہ مصر، شیخ الحدیث جامعۃ بحر العلوم السّلفیہ میر پور خاص، لیکچرار گورنمنٹ ڈگری کالج کھپرو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت زیادہ اہمیت ہے سنی سنائی بات کی اسلام میں کوئی قیمت و وقعت نہیں ہے۔ بالخصوص جب اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف جائے تو ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من حدث عني بحديث يرى أنه كذب فهو أحد الكاذبين" (مقدمه صحيح مسلم)

"جس شخص نے میری طرف سے حدیث بیان کی یہ جانتے ہوئے کہ وہ موضوع ہے سو بیان کرنے والا بھی جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔"

اسی حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حدیث کو بیان کرنے میں بہت احتیاط ملحوظ خاطر رکھا بغیر تحقیق وتمحیص کے آگے ہرگز بیان نہ کیا اور اس طرح ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا مؤقف تھا۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا معروف قول ہے فرماتے ہیں کہ:

"الإسناد من الدين لولا الإسناد لقال من شاء ماشاء" (مقدمه صحيح مسلم)

سندیں دین کا حصہ ہے اگر سندوں کا اہتمام نہ ہوتا تو دین کے بارے میں جو کسی کے جی میں آتا کہہ دیتا۔

شاہ بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ کا شمار بھی ان محدثین عظام میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے سند عالی حاصل کرنے کے لئے سفر کی مشقتیں برداشت کیں اور ہزاروں میل کا سفر کر کے ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے معروف شہر امرتسر میں حاضری دی اور اس دور کے مشہور مشہور اساتذہ حدیث سے اجازۃ بالروایۃ کی سند حدیث حاصل کی جو اپنے دور کے سلطان المحدثین تھے اگر یوں کہا جائے کہ مرجع الحدیث تھے تو بہتر ہوگا۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ کے حدیث میں اساتذہ

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ۱۹۴۸ء

شیخ الاسلام مفسر قرآن سلطان المحدثین امام المناظرین ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ان کی پیدائش ۱۸۶۸ء کو امرتسر میں ہوئی ابتدائی تعلیم مدرسہ تائید الاسلام امرتسر سے حاصل کی اور علوم الٰہیہ وعالیہ مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی سے حاصل کی اور اس کے بعد دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شیخ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی سے حدیث کی سند واجازت حاصل کی اور بعد میں مدرسہ تائید الاسلام امرتسر میں حدیث کی تدریس میں مامور ہوئے مولانا صاحب کے دور میں تین گروہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف برسر پیکار تھے اور وہ تھے (۱) عیسائی (۲) آریہ (۳) قادیانی

مولانا نے تینوں باطلہ فرقوں کی بیخ کنی کی اور ان کا علمی طور پر رد کامل کیا۔ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً مختلف فنون میں ۱۸۹ کتب تصنیف کیں اور ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

شاہ بدیع الدین راشدی ان کی علمی استعداد سے بہت متاثر ہوئے تھے اور علم حدیث کے حصول کے لئے انہوں نے امرتسر شہر کے لئے رخت سفر باندھا اور سیدھا جا کر مولانا صاحب کی صحبت کی سعادت حاصل کی اور ان سے سند حدیث حاصل کرنے کا اعزاز حاصل کیا اور راشدی صاحب کو ایک دو کانفرنسوں میں مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے تقریر کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ قرآن پاک کی ایک سندھی زبان میں تفسیر تحریر کر رہے تھے لیکن مکمل نہ ہوسکی اس تفسیر میں شاہ صاحب نے قرآن پاک کا اپنا ترجمہ نہیں کیا بلکہ اپنے استاد محترم ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ثنائی والے ترجمہ کا سندھی ترجمہ کیا جس سے شاہ صاحب کے نزدیک مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا برملا اعتراف تھا۔

حافظ عبداللہ روپڑی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۶۴ء

قدوۃ المحدثین حضرت العلام فضیلۃ الشیخ حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان علماء حدیث میں ہوتا ہے جو اپنے علم وفضل ذوق تحقیق قوت استحضار اور وسعت مطالعہ میں بے مثال تھے۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۱۸۹۴ء کو ضلع امرتسر کے قصبہ کمیر پور میں ہوئی اور مدرسہ غزنویہ میں تفسیر حدیث اور فنون کی دیگر کتب پڑھیں اور ۱۹۱۴ء میں مدرسہ عالیہ سے سند فراغت حاصل کی تکمیل کے بعد حافظ صاحب نے دارالحدیث، کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ۱۹۳۸ء تک اس میں درس تدریس فرماتے رہے اور آخر ۲۰ اگست ۱۹۶۴ء کو انتقال فرما گئے۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ صاحب سے مسجد مبارک میں بخاری شریف کی دو تین حدیثیں سنا کر اجازۃ بالروایۃ حاصل کی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو سعید شرف الدین دھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۶۱ء

فضیلۃ الشیخ المحدث المدرس مولانا ابو سعید محمد شرف الدین الدھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ان عظیم محدثین میں شمار ہوتا ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی اپنے آپ کو علوم دینیہ کی تعلیم و تدریس کے لئے وقف کئے رکھا تھا۔

آپ کی پیدائش چودھویں صدی ہجری کے آخر میں گجرات میں ہوئی۔ دہلوی صاحب نے ابتدائی تعلیم ''شاہ پور'' میں حاصل کی اس کے بعد دہلی چلے گئے اور وہاں جا کر اَجلاء محدثین سے تعلیم حاصل کی اور شیخ الکل سید نذیر حسین الدھلوی سے سند حدیث حاصل کی۔

قیام پاکستان سے کچھ عرصہ بعد پاکستان تشریف لے آئے اور مختلف مدارس اسلامیہ میں تدریس فرماتے رہے چنانچہ شاہ بدیع الدین الراشدی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر اور ان کے آباؤ اجداد کے مدرسہ میں درس و تدریس بھی کرتے رہے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قیام پاکستان سے قبل اس عظیم محدث سے دہلی میں ''پھاٹک حبش خان'' کے مدرسہ میں ملاقات کی تھی اور قیام پاکستان کے بعد ان کو اپنے مدرسہ میں تدریس کے لئے دعوت دی جو انہوں ں ے قبول کی اسی اثناء میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے سند اجازۃ بالروایۃ حاصل کی۔

شیخ الحدیث مولانا نیک محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء شیخ الأتقیاء شرف المحدثین و محققین حضرت مولانا نیک محمد حسن کی کنیت اَبو اسحاق تھی ان کی پیدائش موضع سنکیاں ون (ریاست جموں و کشمیر) ۱۸۸۰م یا ۱۸۸۵ انیسویں صدی کے درمیان ہوئی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی اس کے بعد ضلع میانوالی کے گاؤں چکڑالہ میں حاصل کی بعد میں وزیر آباد جا کر حضرت الإمام الشیخ سید عبدالجبار غزنوی کی صحبت باسعادت میں رہ کر درس نظامی کی تکمیل کی اور پھر اپنے استاد محترم کی خداخوفی تعلق باللہ اور پارسائی کے اتنے متاثر ہوئے کہ مستقل سکونت اور قیام کا فیصلہ کرلیا۔

سید عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد آپ کے شاگرد رشید مولانا نیک محمد کو ان کی مسند تدریس کے جانشین بن کر حدیث کی خدمت کرتے رہے اور انہوں سے ہزاروں تلامیذ نے حدیث کا فیض حاصل کیا، انہی تلامیذ اجلاء میں سے ایک شاگرد شیخ بدیع الدین الراشدی رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہوں نے مدرسہ سلفیہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزنویہ میں شیخ الحدیث ابواسحاق نیک محمد کے سامنے شیخ محمد حسین مہتمم مدرسہ کی موجودگی میں سنن أبی داؤد کی ابتدائی کچھ حدیثیں پڑھیں شیخ صاحب نے امتحان کے طور پر کچھ سوالات کئے جن کے جوابات راشدی صاحب رحمہ اللہ نے دیئے جس سے شیخ صاحب بہت متاثر ہوئے اوران کوسند اجازۃ بروایۃ عنایت کی۔

اس کے علاوہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ''ثبت الاسانید'' میں ایک کتاب بنام ''منجد المستجیز لروایۃ السنة والکتاب العزیز'' تحریر کی ہے جس میں شاہ صاحب نے ۱۵۹ ایک سوانسٹھ ائمہ کرام و محدثین عظام تک سلسلہ اسناد پہنچایا اور ثابت کیا ہے۔

ان محدثین عظام کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) شیخ المشائخ شیخ الکل سید نذیر حسین الدهلوی رحمہ اللہ تک مندرجہ ذیل اساتذہ کرام کے واسطے سے پہنچتی ہے۔

① شیخ المفسرین والمحدثین حجة الله على الارض ابو الوفا ثناء الله الامرتسری رحمہ اللہ /عن شیخ الکل

② الشیخ الفاضل المحدث ابوسعید شرف الدین الدهلوی، عن الشیخ المحدث محمد بشیر السهوانی عنه

③ الشیخ المحدث العلامه الحافظ عبدالله الروبری، عن استاذ العلماء مسند وقته شیخ عبدالمنان وزیرآبادی عنه

④ الشیخ الصالح التقی النقی ابواسحاق نیک محمد الأمرتسری. عن الامام عبدالجبار الغزنوی عنه.

⑤ الشیخ المحدث الشهیر فی العرب والعجم الفاضل ابومحمد عبدالحق بن عبدالواحد البهاولفوری.

(۲) الشیخ المحدث العلامة الشاہ عبدالغنی بن أبی سعید العمری الدهلوی.

① الشیخ محمد خلیل بن محمد سلیم الخیرپوری کے واسطے سے.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) الامام المحدث الجهبذ القاضی ابوعلی محمد بن علی بن عبدالله الشوکانی الیمانی رحمہ اللہ۔

① ابو اسحاق نیک محمد المحدث رحمہ اللہ۔

② الشیخ ابو محمد عبدالحق الهاشمی کے واسطے سے۔

(۴) الشیخ المحقق المحدث الفقیه الامام محمد عابد بن أحمد علی السندی رحمہ اللہ۔

① شیخ الکل بالسند إلی شیخ الکل والی الشریف محمد الحازمی کے واسطے سے۔

(۵) الشیخ الامام المجدد المحدث الفقیه المجاهد فی سبیل الله وامام الدعوة إلی العقیدة السلفیه محمد بن عبدالوهاب بن سلیمان النجدی التمیمی۔

① الشیخ عبدالحق الهاشمی البهاولفوری کے واسطے سے۔

(۶) امام الهند الشیخ الأجل الفاضل الأکمل السید أحمد المولوی ولی الله بن السید أبی الفیض عبدالرحیم الدهلوی رحمہ اللہ۔

① بالسند إلی شیخ الکل عن الشاه المعروف۔

② بالسند الی الشاه عبدالغنی عن الشاه محمد اسحاق به۔

(۷) الإمام الحافظ مسند الدنیا ابوعبدالله محمد بن علاؤ الدین البابلی القاهری۔

بواسطة شاه ولی الله۔

(۸) الإمام الحافظ المتقن المحقق ابومکتوم عیسی بن محمد المغربی الهاشمی

بواسطة شاه ولی الله۔

(۹) الامام الحافظ شیخ الحدیث جامع الفنون محمد بن محمد بن سلیمان الروانی المکی رحمہ اللہ۔

بواسطة شاه ولی الله۔

(۱۰) الإمام شیخ الحدیث والفقه برهان الدین ابراهیم بن الحسن بن شهاب الدین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الكردى.

بواسطة شاه ولى الله.

(۱۱) الإمام الضابط شيخ الحديث أبو الأسرار حسن بن على العجيمى المكى.

بواسطة شاه ولى الله.

(۱۲) الإمام الشيخ الصالح المتقن ابو العباس أحمد بن محمد بن أحمد بن على النخلى المكى.

بواسطة شاه ولى الله.

(۱۳) الإمام حافظ عصره المحدث المحقق النقاد الشيخ عبدالله بن سالم البصرى.

بواسطة شاه ولى الله.

(۱۴) الإمام البارع المتقن الشيخ المحدث محمد بن محمد بن سنة العمرى المعمر الفلانى.

① بواسطة شيخ الكل.

② بواسطة الشيخ عابد عن شيخه الحافظ المحدث صالح بن محمد العمرى عنه.

(۱۵) الإمام الشيخ المحقق المحدث صالح بن محمد بن نوح العمرى.

بواسطة الشيخ عابد السندهى.

(۱۶) الإمام الكبير الشيخ عبدالرحمن بن سليمان بن يحمى الأهدل اليمانى.

بواسطة شيخ الكل عنه.

(۱۷) القاضى العالم ابراهيم بن يحيى بن محمد بن صلاح الشجرى الصنعانى.

بواسطة الإمام الشوكانى.

(۱۸) الإمام الشيخ عبدالرحمن بن محمد بن عبدالرحمن زين العابدين الكريزى.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بواسطة شيخ الكل عنه.

(١٩) الشيخ الإمام عالم الدنيا ابوعبادالله محمد بن أحمد بن غازى العثمانى.

بواسطة الشيخ أحمد النخلى.

(٢٠) الإمام فريد الوقت علم الأئمة الحافظ ابن حجر ابوالفضل أحمد بن على العسقلانى.

بواسطة، الامام البابلى، والشوكانى، محمد عابد السندى، وغيره.

(٢١) الامام الحافظ الإسلام زين الدين زكريا بن محمد بن أحمد بن زكريا الأنصارى.

بواسطة أحمد النخلى رحمه الله.

(٢٢) الإمام الحافظ جلال الدين السيوطى رحمه الله.

بواسطة الامام البابلى والزين.

(٢٣) الامام الحافظ شمس الدين محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن أبى بكر بن عثمان السخاوى رحمه الله.

بواسطة الإمام الكردى والبصرى والشوكانى.

(٢٤) الإمام الحافظ سراج الدين أبوحفص عمر بن الإمام النحوى المعروف ابن الملقن.

بواسطة الشوكانى عن الشيخ الكل.

(٢٥) الإمام الحافظ قدوة المحدثين أمير الحفاظ شمس الدين ابوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان الدمشقى المعروف بالذهبى.

بواسطة عن طريق حافظ ابن حجر رحمه الله.

(٢٦) شيخ الحرم الامام الحافظ العالم الفاضل العارف بالآثار محب الدين ابوالعباس احمد بن عبدالله بن محمد الطبرى المكى.

(٢٧) الشيخ العالم المحدث المفيد ابوالعباس احمد بن على البغدادى القلانسى.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۸) الامام المحدث الفقیه الحافظ ابوالعباس احمد بن محمد بن انجب بن الکسار الواسطی ثم البغدادی.

(۲۹) الامام الفقیه ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی القاسم الدمیاطی.

(۳۰) الامام المقری المجود الشیخ جمال الدین ابواسحق ابراهیم بن داؤد بن ظافر بن ربیعة العسقلانی ثم الدمشقی الفاضلی.

(۳۱) الامام المحدث القدوة ابواسحق ابراهیم بن عبدالعزیز بن یحییٰ بن علی اللودی.

(۳۲) الامام القدوة شیخ الاسلام علم العاملین تقی الدین ابواسحق ابراهیمی بن علی بن احمد بن فضل الله الواسطی الصالحی.

(۳۳) الامام المحدث الحافظ المتقن مؤرخ الشام علی الدین القاسم بن محمد بن یوسف ابن الحافظ زکی الدین محمد بن یوسف البرزالی الاسبیلی.

(۳۴) العالم المحدث الفقیه ابوالامانة جبرئیل بن ابی الحسن العسقلانی المصری.

(۳۵) الشیخ العارف بالحدیث الفقیه ذوالفنون شهاب الدین محمد بن احمد بن خلیل بن سعادة الخوینی ثم الدمشقی.

(۳۶) الامام المفتی القدوة جمال الدین ابوزکریا یحییٰ بن منصور بن ابی الفتح الجیشی الحرانی ابن الصیرفی.

(۳۷) الامام الفقیه اللغوی کمال الدین ابو محمد عبدالله بن علی بن سرندک الکوکری.

(۳۸) الامام الادیب مسند المغرب فی زمانه ابومحمد عبدالله بن محمد بن هارون بن محمد بن عبدالعزیز بن اسماعیل الطائی.

(۳۹) الامام المحدث المتقن جمال الدین ابو محمد عبدالله بن یحییٰ بن ابی بکر بن یوسف بن حیون الغسانی المغربی الجزائری من اعیان الطلبة.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴۰) الشيخ الامام الرحال المحدث ابن المحدث شمش الدين ابو الفرج عبدالرحمن بن الزين احمد بن عبدالملک بن عثمان المقدسی.

(۴۱) الامام المفتی المخلص القانت المحدث فخر الدين ابو محمد عبدالرحمن بن يوسف بن محمد بن نصر البعلبکی نزيل دمشق.

(۴۲) الامام المحدث الفاضل ابو محمد عبدالقادر بن محمد بن علی الصبعی المصری.

(۴۳) الامام المحدث الحافظ بقية السلف قطب الدين ابو علی عبدالکريم بن عبدالنور بن منير الحلبی ثم المصری.

(۴۴) الامام المؤرخ ظهير الدين علی بن محمد بن محمود الکازرونی ثم البغدادی المعدل.

(۴۵) الامام الفاضل المحدث المعمر فخر الدين ابو حفص عمر بن يحيیٰ بن عمر بن احمد الکرجی ثم الدمشقی خادم حافظ ابن الصلاح.

(۴۶) العالم الفاضل المحدث نجم الدين ابو عبدالله محمد بن محمد بن يحيیٰ الکبی البستی المعدل نزيل دمشق.

(۴۷) الامام البارع المتقن الاديب المحدث الفقيه ابو الفتح محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن سيد الناس الحافظ اليعمری المصری.

(۴۸) الامام المحدث المسند الرحلة بقية السلف الاخيار رشيد الدين ابوعبدالله محمد بن ابی قاسم عبدالله بن عمر بن ابی القاسم البغدادی.

(۴۹) الامام المحدث الزاهد محمد بن علی بن محمد بن عبدالله بن ابوعبدالله بن قطران الاندلسی هولآء لهم مرويات.

(۵۰) الامام الکبير الرکن الدين بيبرس ابو احمد القيصری الظاهری.

(۵۱) الشيخ القاضی القضاة نجم الدين ابو العباس احمد بن الصدر عماد الدين محمد بن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العدل امین الدین سالم بن الحافظ الحجة ابی المواهب الحسن بن هبة الله بن محفوظ بن مصری التغلبی الدمشقی.

(۵۲) الشیخ العالم المسند الفخر الدین ابن عساکر اسماعیل بن نصر الله.

(۵۳) الفقیه الصالح الزاهد ابو البرکات شعبان بن ابی بکر ابن عمر الاربلی القادری.

(۵۴) الامام الفقیه الزاهد المحدث بقیة السلف علاء الدین ابو الحسن علی بن ابراهیم بن داؤد العطار الدمتی.

(۵۵) الامام شیخ الاسلام فرید العصر ابوالحسن علی بن اسماعیل بن یوسف القونوی.

(۵۶) الامام الفقیه المحدث الرحلة بقیة المشائخ تاج الدین ابوالحسن علی بن احمد بن عبدالحسن بن احمد القدسی العلوی الحسینی العراقی ثم الا سکندرانی.

(۵۷) الشیخ الزاهد المقرئ العالم ابوعبدالله محمد بن احمد بن ابی بکر بن محمد الحرانی ابن القزاز وابن اخت المحدث سراج الدین بن سجانة.

(۵۸) العالم الراویة مسند الوقت شمس الدین محمد بن احمد بن ابی الهیجاء بن معالی بن الرذاز الصالحی.

(۵۹) الشیخ المقری الزاهد بن المقیر ابو جعفر عبدالرحمن بن عبدالله بن الشیخ المعمر ابی الحسن بن المقیر الارجی الخیاط الدمشقی.

(۶۰) الإمام الحافظ شیخ الأئمة فی الحدیث شرف الدین أبومحمد عبدالمؤمن بن خلف بن ابی الحسن الدمیاطی.

امام الذہبی کے واسطے سے۔

(۶۱) الإمام الحافظ الحجة شهاب الدین ابوالفرج بن رجب عبدالرحمن الدمشقی رحمہ اللہ، شیخ عبدالوهاب النجدی کے واسطے سے۔

(۶۲) مسند العصر الحافظ ابوحفص عمر بن حسین ابن أمیلة.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ زین الأنصاری رحمہ اللہ کے واسطے سے۔

(۲۳) مسند عصرہ المحب للحدیث الحافظ صلاح الدین ابن أبی عمر ابن قدامة رحمہ اللہ.

حافظ ابن حجر کے واسطے سے۔

(۲۴) امام الرحلة مرجع الأسانید الحافظ ابو الحسن فخر الدین المعروف بابن البخاری رحمہ اللہ.

امام الذهبی کے واسطے سے۔

(۲۵) سند العصر تاج الدین ابو الیمن زید بن الحسن البغدادی المقرئی.

امام الذهبی رحمہ اللہ کے واسطے سے۔

(۲۶) الإمام مسند العصر ابو حفص مؤفق الدین عمر بن محمد بن معمر ابن طبرزد.

حافظ ابن حجر کے واسطے سے۔

(۲۷) الإمام مسند الوقت الشیخ عبداللہ بن عمر بن زید الحریمی القزاز.

امام السیوطی رحمہ اللہ کے واسطے سے۔

(۲۸) الإمام مسند الشام المحدث زین الدین أحمد بن عبدالدائم المقدسی رحمہ اللہ.

امام الذهبی کے واسطے سے۔

(۲۹) الشیخ العلامة المفسر فخر الدین ابو عبداللہ محمد بن عمر الرازی القرشی.

الشیخ تقی الدین بن فهد.

اور شیخ عابد السندھی کے واسطے سے۔

(۷۰) الحافظ المورخ تقی الدین أبو الطیب محمد بن أحمد الفاسی المکی رحمہ اللہ.

الحافظ ابی القاسم عمر بن فهد کے واسطے سے۔

(۷۱) شیخ العارفین وقدوة أهل التوحید ابو حفص عمر بن محمد التیمی البکری.

امام الذهبی اور امام الحافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے واسطوں سے۔

(۷۲) الإمام المحدث المشهور الثقة ابن الثقة ابو منصور ابن أبی الحسن القزاز امام

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الذہبی رحمہ اللہ کے واسطے سے۔

(۷۳ الإمام الحافظ القاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی الأنصاری البغدادی.

الشیخ عمر بن طبرزد کے واسطے سے۔

(۷۴ الشیخ المنفرد ابوبکر وجیہ بن طاہر بن محمد الشحامی اخوزاھر.

شیخ فلانی رحمہ اللہ کے واسطے سے۔

(۷۵ الشیخ الثقة ابوالخیر محمد بن أحمد بن محمد الباغبان الأصبهانی.

شیخ الفلانی رحمہ اللہ کے واسطے سے۔

(۷۶ الشیخ سند العصر ابو الفرج مسعود بن الحسن الثقفی الأصبهانی.

شیخ البابلی رحمہ اللہ کے واسطے سے۔

(۷۷ فخر النساء المسندة الکاتبة بنت أبی نصر أحمد بن الفرج الدینوری.

امام السیوطی رحمہ اللہ کے واسطے سے۔

(۷۸ الشیخ مسند بغداد بوالحسین محمد بن أحمد ابن حسنون الترسی رحمہ اللہ.

شیخ حرانی کے واسطے سے۔

(۷۹ الشیخ الصالح المحدث الفقیہ ابوطالب محمد بن علی بن الفتح الحربی المشاری.

امام السیوطی کے واسطے سے۔

(۸۰ مسند العراق ابوغالب بن البنا أحمد بن أبی علی الحسن البغدادی.

امام السیوطی کے واسطے سے۔

(۸۱ الإمام الحافظ المحدث ابو محمد الحسن بن علی الجوہری الشیرازی البغدادی.

ابوغالب ابن البنا کے واسطے سے۔

(۸۲ الحافظ الصحیح مسند العراق ابوعلی بن شاذان البغدادی.

امام السیوطی کے واسطے سے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸۳) الإمام الحافظ ابوالفضل عياض بن موسىٰ عياض اليحصبي القاضي رحمۃ اللہ علیہ.
الحافظ ابن حجر، امام السخاوی و دیگر محدثین کے واسطے سے۔

(۸۴) الشیخ مسند الدیار المصریہ نجیب الدین ابوالفرج عبداللطیف بن عبدالمنعم الحرانی رحمۃ اللہ علیہ.
امام السیوطی کے واسطے سے۔

(۸۵) مسند المغرب الإمام الحافظ المتقن المقری المحدث ابوبکر محمد بن خیر الأمری الأشبیلی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ عابد السندھی کے واسطے سے۔

(۸۶) الشیخ الفقیہ المشاور ابوالحسن یونس بن محمد بن مغیث.

(۸۷) الشیخ الوزیر ابو عبداللہ جعفر بن محمد بن مکی بن ابی طالب القیسی.

(۸۸) الشیخ القاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی اندلسی.

(۸۹) الشیخ الادیب ابوعبداللہ محمد بن سلیمان بن احمد النفزی.

(۹۰) الشیخ ابو عبدالرحمن محمد بن عتاب بن محسن.

(۹۱) الشیخ الفقیہ ابو الولید احمد بن عبداللہ بن احمد بن عبداللہ بن طریف.

(۹۲) المحدث الفقیہ ابوبحر سفیان بن احمد.

(۹۳) الشیخ ابوالحسن علی بن محمد بن ھذیل.

(۹۴) الشیخ ابوبکر یحییٰ بن موسیٰ بن عبداللہ.

(۹۵) الشیخ الفقیہ ابوالقاسم خلف بن عبدالملک بن بشکوال القرطبی الانصاری.

(۹۶) الفقیہ المشاور ابومروان عبدالملک بن سرۃ بن عزیز الجعبی.

(۹۷) الفقیہ المقری ابوعباس احمد بن علی بن احمد بن زدقون الجزیری.

(۹۸) المحدث الفقیہ ابوالحسین عبدالملک بن محمد بن ھشام القیسی المعروف بابن الطلاء.

(۹۹) الشیخ الفقیہ ابو الحکم عبدالرحمن بن عبدالملک بن غشلیان الانصاری.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۰) الشیخ الحاج ابو الحسن طارق بن موسیٰ بن یحییٰ المخرمی.

(۱۰۱) الفقیہ القاضی الشھید ابو عبداللہ بن محمد بن احمد بن خلف بن ابراھیم اللجبی بن الحاج.

(۱۰۲) الشیخ الامام ابو عمر احمد بن عبداللہ بن صلح الازدی.

(۱۰۳) الشیخ الامام ابو الحسن علی بن محمد بن لب القیسی المقری.

(۱۰۴) الشیخ الامام ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن محمد النفزی.

(۱۰۵) الشیخ ابو الحسن عباد بن صرجان بن مسلم المعافری.

(۱۰۶) الامام الحافظ الفقیہ ابو جعفر احمد بن عبدالرحمن ابن محمد بن عبدالباری.

(۱۰۷) الشیخ الروایۃ ابو الحسن علی بن عبداللہ بن محمد بن موھب الجذامی.

(۱۰۸) الفقیہ عبداللہ بن محمد بن نجاح الذھبی القرطبی.

(۱۰۹) الاستاذ الخطیب ابوبکر محمد بن ابراھیم بن غالب القرشی الشلبی.

(۱۱۰) الشیخ الامام ابو محمد عبدالحق بن احمد بن عبداللہ بن سری الفاقی الکبتوری.

(۱۱۱) الشیخ الفقیہ القاضی ابو محمد عبدالحق بن غالب بن عطیہ المحاربی المزی.

(۱۱۲) المحدث الفقیہ المقری الحافظ ابو جعفر احمد بن علی بن احمد بن خلف الانصاری.

(۱۱۳) الفقیہ ابوبکر عیسیٰ بن محمد ابن الرزق.

(۱۱۴) الفقیہ ابو القاسم احمد بن عبداللہ بن محمد بن مسعود القنطری.

(۱۱۵) الشیخ ابوبکر عتیق بن عیسیٰ بن احمد بن موسیٰ القرطبی.

(۱۱۶) الشیخ الفقیہ ابو علی حسین بن محمد بن احمد الغسانی ثم الجیانی.

(۱۱۷) الشیخ الفقیہ الروایۃ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن علی اللخمی البابی.

(۱۱۸) الفقیہ ابو عمر احمد بن ابی محمد عبداللہ بن محمد بن علی الباجی.

(۱۱۹) الشیخ الفقیہ المقریٔ ابو عبداللہ محمد بن شریح بن احمد الرعینی.

(۱۲۰) الشیخ الادیب ابو محمد غانم بن ولید بن عمر المخزومی.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲۱) الشیخ الفقیه ابوعبدالله محمد بن عتاب بن محسن.

(۱۲۲) ابو عبدالله محمد بن عبدالله بن عبدالرحمن الخولانی.

(۱۲۳) الشیخ الحافظ ابوذر عبد بن احمد الهروی.

(۱۲۴) الشیخ الحافظ ابوعمرو عثمان بن سعید المقرئ الدانی.

(۱۲۵) الشیخ الفقیه ابوداؤد سلیمان بن نجاح المقرئی.

(۱۲۶) الشیخ الفقیه الحافظ ابو محمد مکی بن ابی طالب القیسی المقری.

(۱۲۷) الامام الفقیه الحافظ الشهیر ابوعمر یوسف بن عبدالله بن عبدالبر المزی.

(۱۲۸) الفقیه الحافظ ابو الولید سلیمان بن خلف بن سعد بن وارث التیجی البابی.

(۱۲۹) فخر الاندلس الامام الفقیه المحدث الکبیر ابو محمد علی بن احمد سعید بن حزم الفارسی.

(۱۳۰) الشیخ الوزیر ابوبکر محمد هشام بن محمد بن هشام المصحفی.

(۱۳۱) الشیخ ابوالحسن علی بن ابراهیم التبریزی.

(۱۳۲) الفقیه ابوالعباس احمد بن عمر بن انس العذری ثم الدلائی.

(۱۳۳) الامام الحافظ ابو علی حسین بن محمد بن فیرة الصدفی.

(۱۳۴) الامام الحافظ الثبت الحجة المتقن مسند العصر ابوطاهر احمد بن محمد السلفی الاصبهانی.

(۱۳۵) الفقیه الحافظ المحدث ابو عمر احمد بن محمد المقرئ الطلمسنکی.

(۱۳۶) الفقیه ابوعبدالله ابن فرج المشهور ابن الطلاع.

(۱۳۷) الامام القاضی الوزیر ابوالولید یونس بن عبدالله بن مخیث.

(۱۳۸) الشیخ الفقیه ابوالقاسم حاتم بن محمد الطرابلسی.

(۱۳۹) الشیخ الوزیر الادیب ابو مروان عبدالملک بن سراج.

(۱۴۰) الشیخ الاستاذ ابوالحجاج سلیمان بن عیسیٰ النحوی.

(۱۴۱) الشیخ الفقیه ابو محمد عبدالله بن اسماعیل بن محمد بن خزرج اللخمی.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴۲) الشیخ الفقیہ ابو محمد عبداللہ بن الولید ابن سعد بن بکر المالکی۔

(۱۴۳) الشیخ الفقیہ ابوبکر خازم بن محمد ابن خازم۔

(۱۴۴) الشیخ الصالح الفقیہ ابو محمد عبداللہ بن سعید بن لباج الشنتجالی۔

(۱۴۵) الشیخ ابو حفص عمر بن خطاب بن یوسف بن ھلال الماردی۔

(۱۴۶) الشیخ الاستاذ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن السید البطلیوسی النحوی۔

(۱۴۷) الشیخ ابو علی البغدادی فقال حدثنی بھا ابو عبداللہ محمد بن سلیمان بن احمد النفزی احمد بن ابان بن سید عن ابی علی البغدادی۔

(۱۴۸) الشیخ ابو عبداللہ محمد بن منصور جیکان۔

(۱۴۹) الشیخ الفقیہ ابو عبداللہ محمد بن سعدون بن علی القیروانی۔

(۱۵۰) الشیخ الفقیہ ابوبکر محمد بن مروان بن زھر الایادی۔

(۱۵۱) الشیخ الفقیہ ابوبکر عباس بن اصبغ الحجازی۔

(۱۵۲) الشیخ الوزیر الفقیہ القاضی ابو عمر احمد بن محمد بن یحییٰ بن الحزاء التمیمی ابوالحسن یونس بن محمد بن مغیث۔

(۱۵۳) الشیخ ابو عمر و عثمان بن ابوبکر بن حمود السفاقی۔

(۱۵۴) الشیخ الفقیہ الزاھد ابوالحسن علی بن خلف بن ذی النون العسبی المقری۔

(۱۵۵) الشیخ ابو عمر احمد بن عبدالرحمن بن مروان بن عبدالقاھر بن حی بن عبدالملک الاسبیحی۔

(۱۵۶) الشیخ ابوالمطرف عبدالرحمن بن مروان بن عبدالرحمن القنازعی۔

(۱۵۷) الشیخ الحافظ المحدث الفقیہ ابو الولید یوسف بن عبدالعزیز بن یوسف اللخمی المعروف بابن الدباغ۔

(۱۵۸) الفقیہ الحافظ ابوالاصبغ عیسیٰ بن سہل بن عبداللہ الأسدی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۵۹) الامام الحافظ الحجة ابو یوسف یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی العنوی.

شیخ ابو علی بن شاذان کے واسطے سے۔

کتاب کے آخر میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فهٰؤلاء مائة وتسع وخمسون نفساً من الأئمة قد اتصلت بي السند اليهم وهناك ائمة سواهم"

فرمایا یہ ۱۵۹ وہ ائمہ ہیں جن سے میں نے اپنی سند (حدیث) کو ان تک متصل بیان کیا ہے اور ان کے علاوہ اور بھی ائمہ ہیں جن تک میرا سلسلہ سند پہنچتا ہے، وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ (المدثر) وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَداً (الجن)

مضمون کے آخر میں ایک حدیث بطور مثال شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسلسل بالسماع نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک سند اور متن ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ شاہ بدیع الدین الراشدی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۹۶ء محدث نے روایت کیا اپنے شیخ

۲۔ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری سے ۱۹۴۸ء انہوں نے بیان کیا اپنے شیخ

۳۔ شیخ الکل السید محمد نذیر حسین المحدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۰ھ وہ روایت کرتے ہیں اپنے شیخ

۴۔ شاہ محمد اسحاق محدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۶۲ھ سے انہوں نے بیان کیا اپنے شیخ

۵۔ شاہ عبدالعزیز محدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳۹ھ سے انہوں نے اپنے شیخ ووالد

۶۔ شاہ ولی اللہ أحمد بن عبدالرحیم المحدث الدہلوی ۱۱۷۶ھ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے شیخ

۷۔ ابوطاہر محمد بن ابراہیم الکردی ۱۱۴۵ھ سے اور وہ اپنے استاذ

۸۔ الشیخ ابراہیم الکردی ۱۱۰۱ھ سے وہ اپنے استاذ

۹۔ الشیخ أحمد القشاشی ۱۰۷۱ھ سے وہ اپنے استاذ

۱۰۔ الشیخ أحمد الشناوی ۱۰۲۸ھ سے وہ اپنے استاذ

۱۱۔ الشیخ محمد بن أحمد الرملی ۱۰۰۴ھ سے وہ اپنے استاذ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ الشیخ ابو یحیٰ ذکریا بن محمد الأنصاری ۹۲۵ھ وہ اپنے استاذ

۱۳۔ حافظ أحمد بن علی بن حجر العسقلانی ۸۵۲ھ وہ روایت کرتے ہیں اپنے استاذ

۱۴۔ الشیخ ابراہیم بن محمد التنوخی ۸۰۰ھ سے وہ اپنے استاذ

۱۵۔ الشیخ أحمد بن أبی طالب الحجار ۷۳۰ھ سے وہ اپنے استاذ

۱۶۔ الشیخ حسین بن مبارک الزبیدی الحنبلی ۶۳۱ھ سے وہ اپنے استاذ

۱۷۔ الشیخ عبدالأول بن عیسیٰ السجزی ۵۵۳ھ سے وہ اپنے استاذ

۱۸۔ الشیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن مظفر الراودی البوشجی ۴۶۷ھ سے وہ اپنے استاذ

۱۹۔ الشیخ عبداللہ بن أحمد الحموی السرخسی ۳۸۱ھ سے وہ اپنے استاذ

۲۰۔ الشیخ محمد بن یوسف الفریدی ۳۲۰ھ سے وہ اپنے استاذ

۲۱۔ أمیر المؤمنین فی الحدیث الإمام أبی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی ۲۵۶ھ وہ اپنے استاذ

۲۲۔ الشیخ مکی بن ابراہیم ۲۱۵ھ وہ اپنے استاذ

۲۳۔ الشیخ یزید بن أبی عبید ۱۴۷ھ وہ اپنے استاذ عظیم صحابی رسول اللہ ﷺ

۲۴۔ سیدنا سلمة بن الاکوع رضی اللہ عنہ ۷۴ھ اور وہ

۲۵۔ إمام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے

آپ ﷺ نے فرمایا:

"من یقل علی مالم أقل فلیتبوأ مقعده من النار"

(صحیح مسلم)

جس شخص نے میرے متعلق ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں ڈھونڈ لے۔

شاہ بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ اور نبی ﷺ تک چوبیس واسطے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ ابو الطاہر حکیم محمد یوسف زبیدی ☆

شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

امابعد! یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اس بار مجلّہ ''بحر العلوم'' دنیائے اسلام کے عظیم مفکر اور قرآن حکیم کے ممتاز مفسر خطیب العصر حضرت علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی السندھی المکی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر مجلّہ موصوف کا (شیخ العرب والعجم نمبر) شایع فرمارہے ہیں۔ اس نمبر میں مجھے بھی کچھ رقم کرنے کا آپ نے فرمایا ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میری ملاقات اور تعلقات ذرا تفصیل طلب ہیں۔ جنہیں عرض کرنا واقعات کی روشنی میں عرض خدمت ہے حضرت العلام جناب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میری ملاقات قیام پاکستان سے پہلے سے تھی جو درج واقعات سے سامنے آئے گی۔ قیام پاکستان سے پہلے کنری شہر میں میرا یونانی دواخانہ بنام ''کوثر دواخانہ'' تھا کنری شہر میں صرف ایک مسجد تھی جو ریلوے اسٹیشن کے قریب تھی اور میں اس کا اعزازی خطیب تھا۔ شہر میں ملکیت کے لحاظ سے ہندوؤں اور قادیانیوں کا مرکز تھا۔ قادیانیوں کا کنری میں کپاس کا ایک کارخانہ بھی تھا۔ قادیانی تبلیغی طور پر بہت سرگرم تھے۔ وہ مختلف ہتھکنڈوں سے تبلیغی کام کرتے تھے۔ غرباء کو لالچ اور دیگر لوگوں سے دوستیاں پیدا کر کے کام کرتے تھے۔ شہر میں ایک قادیانی ڈاکٹر تھا جو اپنے آپ کو مرزا قادیانی کا صحابی کہتا تھا اُس کا نام ڈاکٹر احمد دین تھا۔ وہی قادیانیوں کا امیر بھی تھا۔ مجھ سے بھی بحث مباحثہ شروع کر کے مجھے رام کرنے کی کوشش کی ان کا ایک ٹولا باقاعدہ ایک ہفتہ تک روزانہ مجھ سے بحث کرتا جب مایوس ہوگیا تو اپنی ایک کتاب (احمدیہ پاکٹ بک) مجھے دے کر چلا گیا۔ میں نے جواب میں اُن کو (محمدیہ پاکٹ بک) دی وہ جان چھڑا کر بھاگ گیا۔ قادیانی ایک تحریک کی طرح کام کرتے ہیں اور کسی تحریک سے کوئی تحریک ہی نپٹ سکتی ہے۔ الحمدللہ جماعت اہل حدیث بھی ایک تحریک ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ

☆ امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث میرپور خاص سندھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں میری محترم شاہ صاحب سے قیام پاکستان سے تقریباً پانچ سال پہلے ملاقات ہوئی جب وہ نئے نئے عالم دین فارغ التحصیل ہوئے تھے۔ کنری میں بریلوی مسلک کے ایک مولوی عبدالرحیم صاحب قبیلہ ''دل'' سے تعلق رکھتے تھے ان کی شہر میں کپڑے کی دکان تھی میں نے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ ہم مل کر سیرت خاتم النبیین ﷺ مہم سے قادیانی فتنہ سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ وہ آمادہ ہوئے تو میں نے ان سے کہا تم اپنا کوئی عالم دین منگوا لیا کرو اور میں بھی کچھ ساتھیوں کو دعوت دوں گا۔ چنانچہ ہم نے کنری میں سیرت خاتم المرسلین سے کانفرنس کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ میں نے ریاست بہاولپور سے مولانا عبدالحق صاحب محدث احمد پور شرقیہ اور مولانا عبدالعزیز صاحب ملتانی، حضرت شاہ بدیع الدین شاہ راشدی اور حضرت شاہ صاحب کے استاد گرامی حضرت مولانا عبداللہ صاحب رتو ڈیرو والے ان سے رابطہ کر کے کانفرنس رکھی الحمدللہ نتیجہ بہت اچھا سامنے آیا۔ اس کے علاوہ خطبہ جمعہ درس قرآن و درس حدیث بھی جاری رکھا اس کے علاوہ مولانا الیاس برنی رحمہ اللہ کی کتاب ''مقدمہ قادیانی'' بڑا سیٹ منگوا کر پڑھے لکھے لوگوں میں تقسیم کیا۔

حضرت شاہ صاحب سے قیام پاکستان تک قریبی ملاقات رہی۔ تین سال تک کانفرنس کے بعد بریلوی مسلک کے علماء نے محسوس کیا کہ قادیانیوں کا قلع قمع تو ہو رہا ہے لیکن لوگ وہابیت سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اور ہم سے برگشتہ۔

چنانچہ بریلوی علماء نے آپس میں مشورہ کر کے ایک ہینڈ بل شائع کر دیا کہ قادیانی، وہابی، شیعہ وغیرہ یہ لوگ دین اسلام کے مخالف ہیں بلکہ دین کے بھیڑیے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ہم ان کو مناظرہ کا چیلنج کرتے ہیں شیعہ تو کنری میں تھے ہی نہیں چنانچہ قادیانیوں نے بریلویوں کا چیلنج منظور کر لیا۔ میں نے کافی سمجھایا بریلوی مولوی نہ سمجھ سکا شاہ صاحب سے مشورہ کے بعد ہم نے بھی چیلنج منظور کر لیا اب بریلوی سخت پریشان انہوں نے مناظرے کے لئے دو وفد ترتیب دیئے ایک وفد مناظر تلاش کرنے کے لئے دہلی بھیجا اور دوسرا لاہور، دہلی سے انہیں کوئی ایسا مناظر نہ ملا جو بیک وقت اہل حدیث اور قادیانیوں سے مناظرہ کر سکے۔

مایوس ہو کر وہی مولوی عبدالرحیم میرے پاس آیا اور کہنے لگا ہم نے آپ کو دعوتِ مناظرہ دے کر غلطی کی ہے۔ (حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے اختلاف امتی رحمت) میں نے کہا آپ کو اب یاد آیا جب کہ آپ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اشتہار میں چیلنج کیا ہے۔اب میرے پاس زمینداروں کی سفارشیں لانا شروع کیں ہم واپس اعلان کرتے ہیں۔اب ہم مل کر قادیانیوں سے مناظرہ کا انتظام کریں مجھے فوراً ایک سو ۱۰۰ روپے دیئے کہ آپ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ سے رابطہ کرکے ان کو کرایہ بھیجیں وہ قادیانیوں سے مناظرہ کریں۔ میں نے ساتھیوں سے مشورہ کے بعد حضرت شیخ الاسلام جناب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ سے مشورہ کیا (واضح رہے کہ اس زمانہ میں ایک سو روپے آج کے دس ہزار روپے کے برابر تھے۔حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے مجھے فرمایا میں اپنے شاگرد (مولانا عبداللہ معمار صاحب کو) بھیج رہا ہوں۔ اور معمار صاحب کی آمد کا سن کر قادیانی پریشان ہوگئے۔ بہرحال تاریخ مناظرہ سے ایک دن پہلے بریلویوں کا لاہور والا وفد لاہور سے مولوی عمر اچھروی کو لے کر پہنچا۔اس کے آنے سے بریلوی پھر برگشتہ ہوگئے اور وعدہ توڑ دیا اور کہا کہ اب ہمارا زبردست مولوی آ گیا ہے اب ہم تم سے بھی مناظرہ کریں گے۔ ہمارے سارے ساتھی علماء حضرت شاہ صاحب سمیت تشریف لا چکے تھے ہمیں بریلویوں کی عہد شکنی کا افسوس ہوا۔ میں نے ساتھیوں کے مشورہ سے عمر اچھروی سے مسائل مناظرہ اور شرائط مناظرہ طے کرنے چلا گیا۔ یاد رہے کہ عمر اچھروی صاحب سے اہل حدیث کے دو مناظرے پہلے پنجاب میں ہوچکے تھے ایک مناظرہ ایک ہفتہ تک رہا اور طے تھا کہ جب تک ہر متنازعہ مسئلہ کا ثالث تحریری فیصلہ نہ دے اور مسائل حل نہ ہوجائیں مناظرہ جاری رہے گا۔ اسی مناظرہ میں ثالث نے تحریری طور پر اہل حدیث کو غالب اور کامیاب اور سچے قرار دیا تھا۔ ہمارے مناظر صاحب مولانا عبدالرحیم شاہ صاحب ضلع فیروز پور والے تھے جو جناب محبوب شاہ صاحب کے فرزند ارجمند اور مشہور عالم دین اور مناظر تھے عمر اچھروی صاحب اتنے عاجز آئے کہ تحریری لکھ کر دے دیا کہ میرے پاس ان دلائل کا جواب نہیں ہے۔ پھر جب تک عبدالرحیم شاہ صاحب زندہ رہے عمر اچھروی صاحب کا کہیں پتہ نہیں تھا۔

جناب شاہ صاحب کی وفات کے بعد عمر اچھروی پھر حرکت میں آنے لگے۔ دوسرا مناظرہ خود ہمارے گاؤں میں ہوا تھا میں ان دونوں مناظروں میں موجود تھا۔اب جو اچھروی صاحب سندھ تشریف لائے تو مسائل پر مناظرہ سے انکار کردیا۔ بلکہ یہ کہا کہ تم تو مولوی ثناء اللہ صاحب سے وجود میں آئے ہو۔ پہلے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدیوں تک اسلامی تاریخ میں کہیں اہل حدیث کا وجود ہی نہیں تھا تم تو آج مولوی ثناء اللہ سے شروع ہوئے ہو اور ہم زمانہ قدیم ابتدائے اسلام سے ہیں۔

تم پہلے وجود ثابت کرو۔ تم ہم سے کیا بات کرو گے۔ عمر اچھروی صاحب مجھے نہیں جانتے تھے اور میں ان کے گھر کا بھیدی تھا۔ اور عجب یہ تھا کہ اچھروی صاحب ہمارے گاؤں کے ایک امام مسجد (میاں شریف الدین) کے داماد تھے۔ میں ان کے گھر کے افراد تک سے واقف تھا۔ میں نے ان سے کہا اب تو ہم آپ کے سامنے موجود ہیں ہمارے جو اختلافی مسائل ہیں مثلاً فاتحہ خلف الامام۔ بلند آواز سے امام کے پیچھے آمین کہنا۔ میت کا سوئم (تیجہ) ساتواں، چالیسواں، نذر لغیر اللہ (پیر صاحب کے نام کی گیارویں شریف وغیرہ تمام مسائل پر مناظرہ ہوگا مگر اچھروی صاحب آمادہ نہ ہوئے کیونکہ وہ ان مسائل پر اہلحدیث سے پہلے ہی شکست فاش کھا چکے تھے۔ وہ دوسرے مناظرہ میں بھی بری طرح ہارے تھے ان کا موضوع بھی یہی تھا کہ تم آج مولوی ثناء اللہ سے شروع ہوئے ہو اور ہم زمانہ قدیم سے ہیں۔

میں نے واضح کیا جب ہم آپ کے سامنے موجود ہیں تو ہماری ذات سے آپ کو جو اختلافات ہیں وہ سامنے لائیں۔ فیصلہ ہو جائے گا۔ لیکن عمر اچھروی صاحب آمادہ نہ ہوئے۔ اور اہل حدیث کے سامنے ہونے کے باوجود نفی کرتے رہے ان کے بہت سے ساتھی بھی مسائل کا سامنا کرنے سے گریزاں رہے۔ جب وہ کسی طرح آمادہ نہ ہوئے تو مناظرہ اس بات پر ٹھہرا کہ اہلحدیث اپنا حضور سے وجود ثابت کریں۔ میں نے شرائط مناظرہ طے کر کے اپنے ساتھیوں کو صورت حال سے آگاہ کیا۔

بریلوی دوسرے دن مناظرے میں بری طرح شکست کھا گئے۔ ہماری طرف سے مناظر ''مولانا عبدالعزیز ملتانی'' تھے جو سرائیکی زبان میں دلائل پیش کر رہے تھے، ہمارے مناظر نے ''غنیۃ الطالبین'' نکالی اور اچھروی صاحب سے کہا کہ کیا آپ کے پاس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غنیۃ الطالبین ہے یا میں بھیجوں اچھروی صاحب نے کہا کہ میرے پاس کتاب ہے۔ مولانا عبدالعزیز صاحب نے فرمایا کہ اچھروی صاحب کتاب کا فلاں صفحہ کھولئے۔ وہاں لکھا ہے۔

''الذین یرفعون ایدیهم فی الصلواة ویؤمنون خلف امامهم هم اهلحدیث''

اچھروی صاحب! حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ''ہمارے مناظر نے پوچھا؟'' کتنے سو سال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکے ہیں جو کہ ایک ہزار سال سے کم نہیں ہیں۔ ہم ان کے زمانے میں موجود تھے جس کا حوالہ خود پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دے رہیں۔ اور وہ خود بھی اسی عقیدے وسنت اور عمل کے قائل تھے۔

عمر اچھروی صاحب نے اپنی باری پر اٹھتے ہی انکار کر دیا میں عبدالقادر جیلانی کو نہیں مانتا۔

بس پھر کیا تھا اچھروی صاحب کے ساتھیوں سمیت سب حیرانی میں ڈوب گئے کہ یہ ہمارے مولوی صاحب پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر کو ماننے سے انکار کر رہا ہے ہمارے مناظر نے کہا لوگو سن لیا آپ لوگوں نے آپ کا مولوی صاحب پیرانِ پیر سے انکار کر رہا ہے جب کہ سندھ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پیر بادشاہ کہا جاتا ہے۔ ہمارے مناظر نے واضح طور پر سرائیکی زبان میں لوگوں کو خطاب کر کے کہا لوگو دیکھو تمہارا مولوی پیر بادشاہ کو ماننے سے انکار کر رہا ہے۔ اور اچھروی صاحب سے کہا کہ عمر صاحب لکھ کر دیجئے کہ میں نہیں مانتا۔ اچھروی صاحب اتنے متذبذب ہوئے کہ نہ نگلتے بنے نہ اگلتے بنے۔ اور ٹالتے۔ مختلف الزامات کہ تم میں یہ ہے اور وہ ہے ملتانی صاحب نے کہا ان پر الگ سے مناظرہ رکھ لو پہلے لکھ کر دو میں پیر بادشاہ کو نہیں مانتا ہم مانتے ہیں وہ ہر بار اپنی باری میں ٹالنے کی کوشش کرتا مگر ملتانی چھوڑنے والی نہیں تھے۔

آخر عمر اچھروی نے لکھ کر دیا کہ غنیۃ الطالبین حنفی مذہب کی کتاب ہی نہیں ہے اور میں اسے نہیں مانتا۔ جس پر مناظرہ اسی پر ختم ہوگیا اور اچھروی صاحب بری شکست سے دوچار ہوئے۔ یہ تحریر کئی سال تک میرے پاس محفوظ رہی۔ (جو آج لکھ رہا ہوں)

اہل حدیث غالب اور فاتح رہے۔ قیام پاکستان کے بعد میں میرپور خاص منتقل ہوگیا۔ یہاں سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ رہا ہم مختلف مواقع پر راشدی صاحب کو دعوت دیتے تھے میرپور خاص میں شاہ صاحب کے علاوہ کامونکی کے مولانا حضرت شاہ عبدالغنی صاحب۔ مولانا قاری عبدالخالق رحمانی صاحب مولانا علی محمد صمصام اور کئی بار مولانا نور حسین صاحب گھر جاکھی اور کئی دوسرے علمائے کرام تشریف لایا کرتے تھے کبھی ہیرآباد محمدی مسجد کے پاس کبھی گوردوارہ چوک میونسپلٹی کے سامنے اور ایک بار ایک بہت بڑا جلسہ گوردوارہ بلڈنگ کے اوپر کھلے میدان میں حضرت پیر شاہ بدیع الدین صاحب کا بہت بڑا جلسہ ہوا تھا۔

تاآنکہ جامعہ بحر العلوم السّلفیہ کا افتتاح ہوا ۱۹۸۳ء میں حضرت سید بدیع الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے ہوا تھا اور ان سے ہمیشہ رابطہ رہا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرشید عراقی ﷾☆

پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی المعروف پیر آف جھنڈا کا شمار اُن علمائے اہلحدیث میں ہوتا ہے۔ جو اپنے ذوق مطالعہ، تبحر علمی اور وسعت معلومات میں بے نظیر اور بے مثال تھے، پیر صاحب ایک بلند پایہ مفسر، محدث، عظیم الشان مورخ و محقق، عربی، فارسی، سندھی اور اُردو کے مایہ ناز ادیب و دانشور، معلم و متکلم، نقاد و مبصر، خطیب و مقرر، فلسفی اور چار زبانوں (عربی، فارسی، سندھی، اردو) کے مایہ ناز مصنف تھے۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کی یکساں نظر تھی۔ فقہ مذاہب اربعہ پر ان کو عبور کامل تھا۔ تفسیر، حدیث، فقہ الحدیث اور دوسرے علوم متعلقہ حدیث پر ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔

فتویٰ نویسی اسلامی شریعت کی ایک اہم اصطلاح ہے۔ جو کسی معاملہ پر شریعت کی فیصلہ کن رہنمائی اور واجب العمل حکم نامہ کا مفہوم رکھتی ہے۔ ایک مسلمان کے لئے فتویٰ کی قدر و قیمت دنیاوی معاملات سے کسی ٹریبونل کے ایوارڈ یا ہائی کورٹ کے ججمنٹ سے بھی کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے فتویٰ صادر کرنے والی شخصیت کا مقام و منصب بھی بہت اعلیٰ وارفع ہوتا ہے۔ فتویٰ صادر کرنے کے لئے کسی عالم دین کو کتاب اللہ، حدیث نبوی ﷺ اور فقہ اسلامی پر بڑی وسیع نظر، دینی احکام، فروع و مباویات سے کما حقہ واقفیت، شریعت اسلامیہ سے مکمل آگاہی ہونا بہت ضروری ہے۔ حضرت پیر آف جھنڈا کا شمار اُن مفتیان کرام میں ہوتا تھا۔ جو تمام علوم اسلامیہ پر وسیع نظر رکھتے تھے۔ اس لئے ان کا فتویٰ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہوتا تھا۔ اور کوئی دوسرا عالم دین ان کے فتویٰ کا تعاقب نہیں کرسکتا تھا۔

حضرت پیر صاحب علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ رکھنے کے باوجود ملکی معاملات سے بھی پوری طرح باخبر تھے۔ برصغیر پاک و ہند کی تمام قومی و ملی، دینی و علمی اور ادبی و سیاسی تحریکات سے مکمل واقفیت رکھتے تھے۔ عالم اسلام کی تمام تحریکات سے بھی اُن کو مکمل آگاہی تھی۔ پیر صاحب کو نہ صرف واقفیت تھی، بلکہ ہر تحریک کے

☆ مصنف، مؤلف و معروف مضمون نگار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں خواہ وہ ملکی تحریک ہو یا عالم اسلام کی ہو۔ اُس کے قیام اور اُس کے پس منظر سے پوری طرح آگاہ تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہر تحریک کے بارے میں اپنی ایک ناقدانہ رائے رکھتے تھے۔

پیر صاحب کا انداز توضیح، طرز شرح بیان، انتہائی موثر اور قوت استدلال بڑا جامع ہوتا تھا۔ قرآن و حدیث، لغت و بیان، علم کلام، اور عقائد کی دقیق سے دقیق بحثوں سے گوہر مُراد نکالنے میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔

اختلافی مسائل میں اپنا نقطہ نظر مدلل اور موزوں انداز بیان میں واضح فرماتے تھے۔ حضرت پیر صاحب اپنے مسلک اہلحدیث میں بہت زیادہ متشدد تھے۔ قرآن اور حدیث کے مقابلہ میں فقہ کو اہمیت نہیں دیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔

"جس سوال کا حل قرآن و حدیث سے مل جائے، اس کے بعد
پھر کسی دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ تقلید شخصی نے
دین اسلام کو فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ نقصان ہی پہنچایا ہے۔"

حضرت پیر صاحب صرف برصغیر (پاک و ہند) میں قدر و منزلت کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے تھے۔ بلکہ عالم اسلام (خصوصاً سعودی عرب) میں ان کا بہت احترام تھا۔ سعودی عرب کے جلیل القدر علمائے کرام ان کے علمی تبحر اور علم و فضل کے معترف تھے، آپ نے کئی سال تک مسجد حرام میں درس قرآن و حدیث دیا۔ سعودی علماء آپ کے درس قرآن سے مستفیض ہوتے تھے۔

حضرت پیر صاحب شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، حضرت العلام مجتہد العصر حافظ عبداللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت العلما حافظ محمد محدث گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کے بہت معترف تھے، مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سے تو آپ کو شرف تلمذ بھی حاصل تھا۔

حضرت پیر صاحب کی زندگی گونا گوں مشاغل سے معمور رہی اپنے آبائی مدرسہ المحمدیہ میں تدریس، سندھ اور بیرون سندھ تقاریر، تصنیف و تالیف اور فتویٰ نویسی وغیرہ کی خدمات انجام دیں۔

پیر صاحب خوش بیان مقرر تھے، ان کی تقریر لوگ بڑے ذوق و شوق سے سنتے تھے، ان کی تقاریر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی جامع اور قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین ہوتی تھیں۔ آج کل دوران تقریر نعروں کا بڑا رواج ہو گیا ہے۔ مگر پیر صاحب اپنی تقریر کے دوران نعرہ لگانے کی بالکل اجازت نہ دیتے تھے۔ اگر کوئی شخص نعرہ لگا دیتا۔ تو سختی سے منع کر دیتے تھے۔

حضرت پیر صاحب اپنی گوناگوں خصوصیات اور علمی و دینی خدمات کی وجہ سے برصغیر (پاک و ہند) میں جماعت اہلحدیث کے مقتدر اور پیشوا مانے جاتے تھے۔ اور ان کی دینی و علمی خدمات کی وجہ سے محقق کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا مقام جنت الفردوس میں بنائے گا۔ (ان شاء اللہ)

راقم سے پیر صاحب سے پہلی ملاقات صحیح سن یاد نہیں رہا غالباً ۱۹۶۰ء میں یا ۱۹۶۱ء اپنے آبائی قصبہ سوہدرہ (ضلع گوجرانوالہ) میں ہوئی ہماری مسجد اہلحدیث گلے زباں میں ایک پروگرام کے سلسلے میں تشریف لائے۔ رات کو تقریر کی۔ اور صبح درس قرآن بھی دیا۔ درس قرآن کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ بعد میں پیر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ تعارف کرایا۔ بڑی محبت سے مصافحہ کیا دوسری بار بھی پیر صاحب سے سوہدرہ میں ملاقات ہوئی۔ اور یہ ملاقات غالباً ۱۹۶۶ء یا ۱۹۶۷ء کا واقعہ ہے، اس پانچ چھ سال کے عرصہ میں میرے کئی ایک مضامین ہفت روزہ الاعتصام میں شائع ہو چکے تھے۔ تعارف کرایا۔ تو بغلگیر ہوئے اور دعائیں دیں۔ فرمایا آپ کے مضامین بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ شخصیات پر آپ کا تعارف بڑا عمدہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد ۱۹۸۴ء میں محترم ضیاء اللہ کھوکھر صاحب (گوجرانوالہ) کی دوکان پر ملاقات ہوئی۔ تو بڑی خندہ پیشانی سے ملے اور مصافحہ کیا۔ فرمایا اب تو آپ کے مضامین میں بہت زیادہ پختگی آ گئی ہے۔ اور فرمایا مطالعہ زیادہ رکھا کرو۔ مطالعہ ہی سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا اونچے مذہبی رسائل اور اونچی کتابوں کا مطالعہ علم میں اضافہ اور پختگی پیدا کرتا ہے۔

حضرت پیر صاحب عربی، اردو اور سندھی زبانوں کے مصنف تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد (۱۰۸) ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

عربی کتب	=	۶۰
سندھی کتب	=	۲۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اردو کتب = ۱۹

عربی اردو سندھی = ۱

حضرت پیر صاحب کی تصانیف میں ''جلاء العینین بتخریج روایات البخاری فی جزء رفع الیدین'' (عربی) بڑی معروف کتاب ہے۔ اس کتاب کے بارے میں محقق اہلحدیث مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"جلاء العینین بتخریج روایات البخاری فی جزء رفع الیدین" مولفہ شیخ العرب والعجم الشیخ السید بدیع الدین الراشدی راقم ہی نے اس مسودہ کو صاف کیا، حوالوں کی مراجعت کی اور مولانا فیض الرحمان الثوری رحمہ اللہ کی ''تعلیقات علی جز رفع الیدین'' سے مزید فوائد کا اضافہ کیا۔ اور بعض مقامات پر راقم نے ضروری امور کی وضاحت بھی کی۔ اور بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ رفع الیدین کے موضوع پر عربی میں یہ سب سے جامع کتاب ہے۔ جو ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹۸۳ء دار العلوم الاثریہ فیصل آباد کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔

حضرت پیر صاحب نے ۸ جنوری ۱۹۹۶ء کو کراچی میں رحلت فرمائی۔

اور اپنے گوٹھ نیو سعید آباد میں مدفون ہوئے۔ اللھم اغفرلہٗ وارحمہٗ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد حسین ظاہری حفظہ اللہ ☆

سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

سلفیت کے حقیقی علمبردار

میرے والدین رحمہما اللہ ۱۹۷۴ء کے آخر میں بذریعہ بحری جہاز سفر حج پر گئے اور چار ماہ کا طویل عرصہ گذار کر ۱۹۷۵ء میں واپس تشریف لائے اس سفر میں میرے والد محترم رحمہ اللہ نے ہمارے لئے خصوصی طور پر ہدایت کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ۱۹۷۶ء کے آخر میں مجھے اور میرے بڑے بھائی فقیر محمد رحمہ اللہ کو دین حنیف اور مسلک اہل حدیث کی رہنمائی فرمائی۔ میں نے علی الاعلان سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نماز ادا کرنا شروع کر دی ① اور اس کے ساتھ ساتھ اُستاذ محترم مولانا حافظ محمد عبداللہ اصغر حفظہ اللہ سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنا شروع کر دیا ایک دن اتفاقاً صبح کے وقت میں حسب معمول ترجمہ قرآن پڑھ رہا تھا کہ دو بزرگ مسجد مبارک لالہ زار کالونی میں تشریف لائے انہوں نے مجھے دیکھا تو اُستاذ محترم کو بلا کر پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے انہوں نے بتایا کہ یہ چوہدری ولی محمد سائیکلوں والے کا صاحبزادہ ہے کچھ دن ہوئے مسلک اہل حدیث قبول کیا ہے چونکہ والد صاحب کا اوکاڑہ میں کاروباری اعتبار سے ایک نام تھا اس لئے انہوں نے مجھ سے ملاقات کی اور میری حوصلہ افزائی کی۔ اُستاذ محترم نے تعارف کروایا کہ یہ ہماری جماعت کے بزرگ ہیں اور مرکزی جمعیت اہل حدیث اوکاڑہ کے ذمہ داران ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ چوہدری عبدالحق صاحب امیر جمعیت ہیں اور دوسرے بزرگ حاجی اللہ دتہ رحمہ اللہ صاحب مجلس عاملہ اور شوریٰ کے رکن ہیں۔ چونکہ چوہدری عبدالحق صاحب اور ان کے والد صاحب

☆ رئیس معہد القرآن ومرکز البحوث العلمیہ والدراسات الاسلامیہ، لالہ زار کالونی اوکاڑہ، معروف خطیب، مصنف جن کی دعوت وتبلیغ سے سینکڑوں افراد نے مسلک حقہ کو قبول کیا۔ الحمدللہ علیٰ ذلک

① اس کے بعد والد صاحب رحمہ اللہ نے شدید مخالفت شروع کر دی چونکہ وہ دیوبندی تھے اور نہایت متشدد حنفی مقلد بھی تھے، آخر میں الحمدللہ صحیح العقیدہ مسلم (اہل حدیث عقائد پر) دنیا سے جمعہ کی رات ۱۲ جنوری ۲۰۰۷ء کو دنیا سے کوچ کر گئے اور دیوبندی حنفی مذہب سے برأت کا اظہار کر چکے تھے۔ کسی دوسرے وقت میں وہ تمام تفصیلات لکھوں گا کہ اہل حدیث بننے کے بعد کیا دکھ، تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ (ظاہری)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے والد گرامی کے قریبی دوست تھے اس لئے ان کو نہایت خوشی ہوئی اور مجھے دعوت دی کہ میں ان سے میل جول رکھوں اگر کوئی حاجت اور ضرورت ہو تو ان سے رابطہ کروں بہرحال قصہ مختصر کہ میری اور ان کی آپس میں اس قدر دوستی اور محبت ہوگئی کہ یہی بزرگ شیخ العرب والعجم، مفسر کبیر، محدث شہیر، فقیہ زماں، امام العصر، قاطع شرک و بدعت، حامی توحید وسنت، رئیس المحققین علامہ وفہامہ سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی رحمہ اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کے تعارف کا سبب بنے چونکہ مسلک اہل حدیث کے ساتھ والہانہ محبت و عقیدت کی بناء پر شیخ العرب والعجم کا اکثر و بیشتر تذکرہ ہوتا انہوں نے یہ بھی بتایا کہ شیخ العرب والعجم سعودیہ میں مقیم ہیں البتہ ضیاء الحق کے دور حکومت میں جب ۱۹۷۸ء میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے مینار پاکستان کانفرنس کا انعقاد کیا تو پہلی دفعہ شیخ العرب والعجم کا خطاب سننے کا موقعہ ملا اور جب آندھی وطوفان کی وجہ سے کانفرنس بادشاہی مسجد میں منتقل ہوئی تو وہاں ان سے مصافحہ کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے بعد میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں نمونہ سلف حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب شرقپوری رحمہ اللہ ① کی وساطت سے داخلہ لیا اس دوران میں اُستاذ محترم اور میری اہلیہ کے حقیقی ماموں مولانا عبداللہ یوسف صاحب موجودہ ناظم مدرسہ دارالحدیث اوکاڑہ ② نے بذریعہ اشتہار اطلاع دی کہ شیخ العرب والعجم مدرسہ کے جلسہ میں تشریف لا رہے ہیں۔ جونہی اطلاع ملی میں نے فوراً اوکاڑہ کے لئے رخت سفر باندھا اور جلسہ گاہ میں پہنچ گیا وہاں میرے محسن ومربی اور انتہائی واجب الاحترام بزرگ و دوست چوہدری عبدالحق صاحب حفظہ اللہ بھی تشریف فرما تھے ملاقات اور سلام وکلام کے بعد فرمانے لگے "تو پہنچ گیا" میں نے عرض کیا کہ شیخ العرب والعجم کی آمد اور وہ بھی ہمارے شہر اوکاڑہ میں اس کے باوجود اگر میں حاضری نہ دوں تو اس سے بڑھ کر کیا محرومی وشومی قسمت ہوگی۔ آخر ہماری محبوب کا نام پکارا گیا آپ تشریف لائے اور اپنے مخصوص انداز میں توحید وسنت پر خطاب کیا لیکن اس وقت محسوس ہو رہا تھا کہ چند ماہ پیشتر والی گرج چمک نہیں ہے اور پہلے جیسا جوش وپ جذبہ

---

① ان بزرگوں کے ساتھ بھی عرصہ دراز تک بہت گہرے تعلقات رہے اور ان کے زیر امارت تبلیغی جماعت (اہل حدیث) میں کام کرنے کا موقع ملا ان پر بھی ایک مضمون لکھ رہا ہوں۔ (ظاہری)

② ان دنوں میں یہ قائم مقام ناظم تھے جب کہ ان کے والد محترم حضرت مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ ناظم تھے موصوف امام العصر علامہ محمد ابراہیم سیالکوٹی اور قاضی عبدالاحد خانپوری کے شاگرد رشید تھے ان کا درس قرآن بہت شہرت کا حامل تھا نہایت خوش اخلاق اور ملنسار تھے پوری زندگی مثالی گذاری۔ اکثر لوگ ان کے شاگرد تھے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں ہے۔ خطاب سے فارغ ہو کر موصوف تو ایک الگ جگہ جہاں شعبہ حفظ کام چل رہا تھا آج کل وہ ہمارے ماموں قاری عبداللہ یونس① رحمہ اللہ کی رہائش ہے جو کہ مدرسہ دارالحدیث میں مدرس ہیں تشریف فرما تھے میں چوہدری عبدالحق صاحب سے عرض کیا کہ جناب شاہ صاحب سے ملاقات کی جائے تو انہوں نے فرمایا کہ کیسے ملاقات کی جائے؟ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب تو بہت لینڈ لارڈ ہیں معلوم نہیں کہ ہمیں کچھ اہمیت دیں میں نے کہا کہ چلیں ملاقات کرتے ہیں تو انہوں نے کہا بات کیسے شروع کی جائے اور کیا بات کی جائے میں نے کہا میں آپ کا تعارف کروادوں گا کہ یہ ہمارے شہر کی مرکزی جمعیت کے امیر ہیں اور آپ میرا تعارف کروا دینا کہ یہ نوجوان نیا اہل حدیث ہوا ہے۔ جب ہم نے جا کر کے ملاقات کی تو ہماری توقع کے خلاف شیخ العرب والعجم رحمہ اللہ نے چار پائی سے اٹھ کر نہایت محبت اور پرتپاک طریقہ سے مصافحہ کیا② کہ ان کا انداز اور اخلاق دیکھ کر ہم دونوں اس دن سے آج تک ان کے گرویدہ ہیں اس کے بعد میں نے موصوف سے خط و کتابت کے لئے ایڈریس مانگا انہوں نے فرمایا میرا نام لکھ کر نیو سعید آباد سندھ لکھ دینا پروانہ پہنچ جائے گا میں نے درخواست کی کہ ہم آپ کے پاس سندھ ملاقات و زیارت کے لئے آنا چاہتے ہیں فرمانے لگے جب پروگرام بنے بذریعہ خط پیشگی اطلاع دینا تاکہ آپ کو فارغ ایام کا شیڈول بتا دیا جائے ایسا نہ ہو کہ آپ آئیں اور میں کسی تبلیغی دورہ کے لئے گھر یا ملک سے باہر سفر پر ہوں تو آپ کو پریشانی ہوگی۔ میں نے پروگرام معلوم کرنے کے لئے سب سے پہلا عریضہ ارسال کیا آپ کی جانب سے فوراً جواب دے دیا گیا لیکن عجیب اتفاق کہ میں ان دنوں جامعہ سلفیہ میں زیر تعلیم تھا کہ والدہ محترمہ رحمہا اللہ نے یہ نامہ اپنے خیال سے سنبھال کر میز پوش کے نیچے رکھ دیا جو کہ تقریباً چار ماہ اسی طرح پڑا رہا میں گھر رخصت پر آیا ہوا تھا تو والدہ محترمہ رحمہا اللہ نے کہا کہ میز پوش اتار کر دو اسے دھو دوں جب میں نے میز پوش اٹھایا تو نیچے سے موصوف کا مکتوب گرامی ملا میں نے فوراً کھول کر پڑھا آپ نے تو مجھے وقت بتایا تھا کہ ان دنوں میں پنجاب کے دورے پر آرہا ہوں لہٰذا

① قاری صاحب موصوف مولانا عبداللہ یوسف ناظم مدرسہ دارالحدیث کے چھوٹے بھائی ہیں اور میری اہلیہ کے حقیقی ماموں ہیں۔ (ظاہری)

② جیسا کہ کعب بن مالک اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: فقام طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه يهرول حتى صافحني وهنانى متفق عليه. پس طلحہ بن عبداللہ لپکتے ہوئے کھڑے ہوئے حتی کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد پیش کی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاں شہر میں ملاقات کرلیں اور پروگرام بتا کر تشریف لے آئیں میں نے والدہ صاحبہ سے پوچھا تو فرمانے لگیں بیٹا میں تو بھول ہی گئی خیر اس کے بعد دوبارہ خط بھیجا آپ نے جواب دیا کہ میں ۲۹/ مارچ ۱۹۷۹ء ساہیوال جلسہ پر آرہا ہوں آپ ملاقات کر کے پروگرام طے کرلیں میں ساہیوال گیا جہاں آپ نے قیام کیا تھا ملاقات کی آپ بہت اخلاق اور محبت سے پیش آئے اور فرمایا کہ آپ کب آ سکتے ہیں میں نے چوہدری عبدالحق صاحب کی مصروفیات کے پیش نظر کہ گندم کی کٹائی کے ایام میں اور وہ آخر اپریل تک فارغ ہوجائیں گے جیسا کہ انہوں نے کہا تھا یکم مئی کا پروگرام بنالیا موصوف نے شفقت کرتے ہوئے جواب دیا کہ میں ان دنوں نیوسعید آباد میں ہوں خیر اس کے بعد جلسہ سنا اور پہلی مرتبہ ان کی زبانی یہ بات معلوم ہوئی کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی وفات کے ۳۰ سال بعد ان کی قبر کھود کر ان کی ہڈیاں دریائے دجلہ میں بہادی گئیں اور حوالہ کے لئے امام ابوشامہ کی کتاب تراجم رجال القرنین ص ۱۲ بتایا۔ تقریر کے اختتام پر سلام عرض کیا اور اجازت لے کر اوکاڑہ آ گیا اب دن گننے شروع کئے آخر کار وہ دن بھی آیا جب سندھ کی تیاری تھی چوہدری صاحب عین وقت پر ڈھیلے پڑگئے اور سفر کا ارادہ بعض وجوہات سے ملتوی کردیا ہم نے اللہ کی توفیق سے سفر شروع کیا بذریعہ ٹرین نواب شاہ سے نیوسعید آباد کے بجائے گوٹھ پیر جھنڈو میں اتر گئے مسجد میں جاکر خادم سے پوچھا کہ پیر سائیں حضرت شاہ صاحب کب تشریف لائیں گے تو انہوں نے فرمایا نماز ظہر پر آئیں گے ہم سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے لیٹے تو نیند آ گئی آنکھ کھلی تو تقریباً ڈیڑھ بجے کا ٹائم تھا پوچھا پیر صاحب کب آئیں گے تو خادم نے کہا نماز کے وقت حیرانگی ہوئی کہ نماز تو عام طور پر ڈیڑھ بجے ہی ہوتی ہے لیکن یہاں اذان وغیرہ اور نمازی حضرات کا کوئی نام ونشان نہیں پھر پوچھا اس نے کہا ابھی اذان کا وقت قریب ہے پیر سائیں نماز کے لئے آئیں گے اسی شش و پنج میں کہ کسی اور جگہ آ گئے ہیں یا کیا ماجرا ہے؟ شیخ العرب والعجم کے ہاں نماز میں اس قدر تاخیر!۔ آخر کار دو بجے اذان ہوئی سوا دو بجے جناب پیر ① صاحب تشریف لائے آتے ہی تکبیر ہوئی انہوں نے نماز پڑھائی شروع کردی نماز سے فارغ ہوکر پوچھا کہ جناب ہم پیر بدیع الدین شاہ صاحب سے ملنے کے لئے پنجاب سے آئے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ بھائی وہ تو نیوسعید آباد میں

---

① یہ پیر عبدالوہاب شاہ صاحب تھے جو کہ شیخ العرب والعجم کے چچازاد بھائی تھے اور باقاعدہ پیری مریدی کرتے تھے، حنفی مذہب کے پیروکار اور باقاعدہ پیر صاحب تھے۔ (ظاہری)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہائش رکھتے ہیں آپ وہاں جائیں اب یہاں سے بھاگے اور اللہ اللہ کر کے نیوسعید آباد پہنچے تو نماز عصر کا وقت قریب تھا جب نماز کی تیاری کر کے مسجد فردوس جو کہ شیخ العرب والعجم نے تعمیر کروائی تھی اور اس کا سنگ بنیاد بھی خود ہی رکھا میں پہنچے تو موصوف تشریف لائے نماز سے فراغت کے بعد ملاقات کی اور حال سنایا تو بہت ہنسے اور فرمانے لگے اچھا ہوا آپ نے پیر صاحب بھی دیکھ لئے۔ ہمارے لئے بوتلیں منگوائیں اس کے بعد کھانے کا اہتمام کیا گیا۔

پروگرام تو صرف ایک ہفتہ کا لے کر آئے کہ نیوسعید آباد حیدر آباد، کراچی کا چکر لگا کر واپس لوٹ جائیں گے لیکن شیخ العرب والعجم جناب شاہ صاحب رحمہ اللہ کی شفقت، محبت، اخلاق کریمانہ نے مکمل طور پر اپنی گرفت میں لے لیا ایک ہفتہ تو ان کے ساتھ نیوسعید آباد اور دو تین تبلیغی پروگراموں میں ہی گذر گیا اس کے بعد حیدر آباد اور کراچی میں تقریباً پانچ دن مختلف تفریحی و تاریخی مقامات دیکھنے میں گزر گئے اس دوران کراچی میں بھی علماء کرام سے ملاقاتیں کیں ① اس کے بعد دوبارہ نیوسعید آباد واپس آئے اور چھ دن شیخ العرب والعجم کی معیت وصحبت میں گذار کر ان کی رفاقت میں ملتان آئے وہاں سے ڈیرہ غازی خان جلسہ میں شرکت کی یوں تقریباً تین ہفتے اس سفر میں گزر گئے رخصت ہوتے وقت میں نے موصوف سے درخواست کی کہ اگر آئندہ پنجاب کا پروگرام بنے تو مجھے ضرور اطلاع دیں۔ شاہ صاحب کی محبت وشفقت دیکھئے کہ تقریباً پانچ ماہ بعد ملتان جلسہ میں تشریف لائے مجھے بذریعہ مراسلہ اطلاع دی ہم جناب چوہدری عبدالحق صاحب کے ساتھ ملتان ان کی خدمت میں حاجی مقبول ② احمد انصاری رحمہ اللہ کی رہائش پر حاضر ہوئے دو تین دن ان کی معیت میں ملتان میں قیام کیا جب موصوف واپس چلے گئے ہم واپس اوکاڑہ آ گئے۔ خط و کتابت کا سلسلہ

---

① ان میں سے بطور خاص مشہور عالم دین قاری عبدالخالق رحمانی رحمہ اللہ اور مولانا کرم دین سلفی رحمہ اللہ ان دونوں سے اوکاڑہ کے حوالے ملاقات کی قاری صاحب کے والد گرامی شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمہ اللہ مدرسہ دارالحدیث اوکاڑہ میں فرائض تدریس دیتے رہے یہیں ان کی وفات ہوئی جب کہ مولانا کرم دین سلفی رحمہ اللہ بھی دوبئی سے پاکستان اوکاڑہ میں ہی فوت ہوئے اور یہاں دفن کئے گئے یہ مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ کے داماد تھے اور میری اہلیہ کے خالو تھے۔ ظاہری

② یہ شیخ محترم کے انتہائی مخلص دوست تھے جس قدر ان میں اخلاص اور محبت دیکھی وہ کسی اور میں نظر نہیں آئی۔ ان کی محبت کے کئی ایک واقعات میرے سامنے پیش ائے جو کہ آج بھی مجھے یاد ہیں۔ (ظاہری)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری تھا کہ میں نے شیخ صاحب سے اجازت طلب کی کہ میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر زانوئے تلمذ طے کرنا چاہتا ہوں انہوں نے بخوشی اجازت دے دی میں ۱۹۸۰ء میں حاضر خدمت ہوا انہوں نے اس قدر شفقت فرمائی کہ اس کے بعد میں اس قدر ان سے محبت کرنے لگا کہ اس کے نتیجہ میں انہوں نے مجھے اپنا پانچواں بیٹا کہنا شروع کردیا ان سے میں نے تقریباً ایک سال کے دوران صرف عربی کا معلم حصہ اول ہی پڑھا لیکن اس کے برعکس جس قدر مجھے استفادہ کا موقع ملا یا جس قدر علم کے ساتھ والہانہ شغف ہوا وہ شیخ صاحب کا افتاء اِملاء کروانا تھا اس دوران مجھے مختلف کتب کے حوالے تلاش کرنے کا حکم دیتے میں حوالے تلاش کرتا پھر انہیں نقل کرنے کا حکم دیتے اس طرح سے مختلف کتابوں کا تعارف اور مختلف علوم وفنون سے واقفیت ہوئی فرصت کے وقت شیخ صاحب کے معتمد خاص اور دستِ راز مولانا محمد قاسم خاصخیلی سے کتاب الصرف اور کتاب النحو کا سبق پڑھتا یہ شاہ صاحب سے بے پناہ محبت و عقیدت رکھتے تھے اور جب سے تعلیم کی غرض سے آئے اور شیخ موصوف کے ساتھ ابتداء سے انتہاء تک درس نظامی کی تعلیم حاصل کی اس وقت سے لے کر آخری وقت تک ساتھ رہے۔

شاہ صاحب نے مارکیٹ روڈ حیدرآباد میں تین روزہ کانفرنس کا آغاز کیا پنجاب سے بھی علماء و خطباء کو دعوت دی گئی، ریکارڈنگ کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی اس موقعہ پر علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ سے پہلی ملاقات ہوئی وہ دیکھتے ہی بھانپ گئے کہ میں پنجابی ہوں پوچھا کہاں رہتے ہو میں نے عرض کیا کہ اوکاڑہ فرمایا یہاں کیا کرتے ہو میں نے عرض کیا شیخ العرب والعجم سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں نیو سعید آباد میں مقیم ہوں فرمایا جب پنجاب آؤ تو مجھ سے ملاقات کرنا میں نے عرض کیا ٹھیک ہے۔ ① اس کانفرنس میں علامہ صاحب رحمہ اللہ کا تاریخی خطاب ہوا۔

اسی دوران شاہ صاحب رحمہ اللہ کو عرب امارات کے دورہ کی دعوت دی گئی آپ نے اسے قبول فرمالیا اور ایک ماہ کے دورہ پر عرب امارات روانہ ہوگئے وہاں سے مجھے خطوط لکھتے اور یہاں کے احوال معلوم کرتے میں حکم کی تعمیل کرتے ہوئے عریضہ ارسال کرتا۔ اس دوران کئی ایک اہم واقعات پیش آئے جنہیں

① اس کے بعد علامہ صاحب رحمہ اللہ سے میل جول شروع ہوا اور آخرکار ان کے کئے سالہ اصرار پر ان کے ادارہ ترجمان السنہ لاہور میں ان کے ساتھ کام کرتا رہا اور یہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے اللہ ان کی شہادت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی دوسرے وقت کے لئے چھوڑ رہا ہوں۔

تقریباً ایک سال بعد میں واپس پنجاب آ گیا اور مدرسہ دارالحدیث میں باضابطہ تعلیم کا آغاز کیا کیونکہ اس عرصہ میں مجھے شدت سے احساس ہوا کہ شیخ العرب والعجم کے پاس تعلیم مکمل کر کے جانا زیادہ بہتر ہے جب تک میں دارالحدیث میں زیر تعلیم رہا علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اصرار کرتے رہے کہ میرے پاس آ جاؤ کام بھی کرو اور علم بھی حاصل کرو۔ تقریباً چھ سال پنجاب میں گزارے اس دورانیہ میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی پنجاب کے دورہ پر تشریف لاتے مجھے ضرور اطلاع دیتے اور میں ان کی خدمت عالیہ میں حاضری دیتا جب تک پنجاب میں رہتے میں ان کے ساتھ رہتا۔

۱۹۸۲ء میں فضیلۃ الشیخ حافظ فتح محمد المعروف فتحی ① جب پاکستان تشریف لائے تو شیخ کے پاس بھی کچھ دن قیام کیا اور پنجاب کے دورہ کے لئے پروگرام طے کیا کہ ۲۲ مارچ کو اوکاڑہ سے اکٹھے مختلف شہروں کے دورہ پر روانہ ہوں گے مجھے بذریعہ مکتوب گرامی حکم دیا کہ اس دورہ میں آپ ہمارے ساتھ رہو گے میں نے اپنے محسن و مربی چوہدری عبدالحق صاحب کو ترغیب دلائی لہٰذا وہ بھی اس دورہ میں اپنی گاڑی سمیت تیار ہو گئے ۲۳/ مارچ کو مسجد مبارک لالہ زار کالونی میں شیخین کا خطاب تھا ہمارے شیخ نے وسیلہ کے موضوع پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ خطاب کیا جو کہ آج بھی لوگوں میں مشہور ہے۔

یہاں سے لاہور کے لئے روانہ ہوئے تو الاعتصام کے ''ادارہ'' دارالدعوۃ السلفیہ میں غالباً تین چار دن مقیم رہے محدث حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ محشی ''سنن نسائی'' بانی ہفت روزہ الاعتصام و دارالدعوۃ السلفیہ کی رہائش پر کھانے کی دعوت پر اکٹھے ہوئے فقہی مسائل پر گفتگو چھڑ گئی حافظ فتحی صاحب حنبلی بن کر بحث کرتے شاہ صاحب رد کرتے سامعین بمعہ مولانا عطاء اللہ حنیف خوب محظوظ ہوئے۔

لاہور سے گوجرانوالہ گئے تقریباً ایک ہفتہ دونوں بزرگوں نے قیام کیا اس دوران روزانہ ہی شیخین کی تقاریر ہوتیں فجر کے بعد درس ہوتا یہ تمام ریکارڈ میرے پاس محفوظ ہے۔ **الحمد للہ علی ذلک.**

شیخ العرب والعجم کی خصوصیت تھی کہ جہاں بھی جاتے علماء وشیوخ اور طلباء کا ایک جم غفیر آپ کے

---

① موصوف مکہ مکرمہ میں مقیم تھے جب شاہ صاحب بیت اللہ میں مدرس تھے اس وقت ان کی آپس میں دوستی ہوئی اور شاہ صاحب سے بہت محبت کرتے تھے۔ ظاہری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اردگرد جمع ہوتا۔ تمام لوگ مؤدبانہ انداز میں آپ کی مجلس میں بیٹھتے اگر کسی شاعر کا تعارف کروایا جاتا تو فرماتے کہ بھئی اپنا کلام سناؤ اور سن کر محظوظ ہوتے۔

تمام علماء جن کو میں جانتا ہوں جب آپ کی مجلس میں نہایت ادب و احترام سے بیٹھتے یوں محسوس ہوتا کہ سب آپ کے شاگرد ہیں۔

جب علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ نے ۸۰ء میں تحریک اہل حدیث بنائی اور جامع مسجد قدس چوک دالگراں لاہور میں بروز جمعرات بعد نماز عشاء کانفرنس منعقد کی تو شاہ صاحب کو بطور خاص دعوت دی میں بھی آپ کا رفیق سفر تھا رات کا خطاب بھی عظیم الشان تھا لیکن اگلے دن خطبہ جمعہ تو تاریخی اہمیت کا حامل تھا کہ مناظر اسلام حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ دو خطبوں کے درمیانی وقفہ میں کھڑے ہوکر جذبات کا اظہار کرتے ہوئے رونے لگے اور فرمایا آج مجھے اپنا چچا حافظ عبداللہ یاد آ گیا ہے۔①

مسجد اندر باہر سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اور تل دھرنے کو جگہ نہ تھی نماز جمعہ کے بعد حضرت حافظ روپڑی رحمہ اللہ نے شاہ صاحب رحمہ اللہ سے درخواست کی کہ جب بھی لاہور تشریف لائیں ہمیں خدمت کا موقع عنایت فرمائیں کیونکہ شاہ صاحب نے محدث روپڑی سے سند اجازہ حاصل کی تھی اس اعتبار سے بھی ان کے ساتھ ایک خصوصی تعلق تھا۔

جن دنوں حافظ فتحی رحمہ اللہ اور شاہ صاحب دورۂ پنجاب میں مختلف شہروں میں گئے تو ان ایام میں شیخوپورہ میں شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ کا جامع میں بھی تقریباً ایک دن اور ایک رات قیام کیا قاضی محمد اسلم سیف رحمہ اللہ اسٹیج سیکریٹری تھے انہوں نے فرمایا میں نے شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی رحمہ اللہ کی بیسیوں سے زائد تقاریر سنی ہیں جب بھی کسی موضوع پر اظہار خیال کرتے فی البدیہہ گفتگو فرماتے کئی ایک موضوعات پر بارہا سنا دلائل ہمیشہ مختلف ہوتے اس دورہ میں جب فیصل آباد منڈی گلی مسجد میں خطاب کیا اس موقع پر معروف عالم دین مولانا قدرت اللہ فوق رحمہ اللہ اور نمونہ سلف حافظ مسعود

---

① یاد رہے کہ حافظ عبداللہ روپڑی محدث رحمہ اللہ کے وقت میں جامع مسجد قدس اسی طرح آباد تھی جیسا کہ آج کل جامعہ اہل حدیث قائم ہونے کے بعد آباد ہے اس میں بطور خاص مفتی پاکستان حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ اور ڈاکٹر عبدالرشید اظہر کی سعی جمیلہ کا دخل ہے اس کے بعد شیخ حافظ عبدالغفار روپڑی اور مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی کی کوشش کو بھی بنیادی اہمیت حاصل ہے اللہ تعالیٰ اس ادارہ کے جملہ متعلقین کو سعی کو مقبول و منظور فرمائے۔ آمین۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم بن مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ بھی موجود تھے۔ سورۃ العصر کی تفسیر اس اچھوتے انداز میں بیان کی کہ بعد از خطاب ان دونوں بزرگوں نے فرمایا کہ قرآن مجید ہم بھی پڑھتے ہیں لیکن جو استدلال آپ کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔

اس سورت کی تفسیر میں جہاں ''خسر'' کا معنیٰ ومفہوم اہل ایمان کی صفات کا تفصیلی تذکرہ کیا وہاں ساتھ ہی مرجیہ (یعنی حنفی دیوبندی، بریلوی) کا بھی رد کیا جن کا عقیدہ ہے کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں جب کہ اہل سنت (اہل حدیث) کا عقیدہ ہے کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں۔ جس کے بیسیوں دلائل کتاب و سنت میں موجود ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے ہمارے شیخ محترم کا فتویٰ ''امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیئے'' کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا۔

ان دونوں بزرگوں میں قدر مشترک یہ تھی کہ دونوں بزرگ کتابوں کے بے حد شوقین تھے ہم وقت کی نئی کتاب کے متلاشی رہتے بطور خاص علمائے سلف کی کتب حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ تگ و دو کرتے۔ ہمارے شیخ تو اکثر وبیشتر صاحب مکتبات کے مقروض رہتے۔

ایک دفعہ میرے سامنے کتابوں کی محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرمانے لگے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دن کے لئے ساری دنیا کی حکومت عطا کردے تو ہم ساری دنیا کی کتب اپنے ہاں جمع کر کے حکومت چھوڑ دیں پھر فرمانے لگے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کرینگے کہ جو کتابیں دنیا میں نہیں دیکھ سکے وہ جنت میں دکھا دے۔

ان کی مکتبہ میں شعر آویزاں ہے کہ

ألا یا مستعیر الکتب منی   فإن إعارتی للکتب عار
ومحبوبی من الدنیا کتاب   فهل أبصرت محبوبا یعار

اس دورہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب امجد چھتوی حفظہ اللہ① سے ملاقات ہوئی انہوں نے ہمارے شیخ صاحب رحمہ اللہ کو بتایا کہ خلافیات بیہقی فقیہ والی میں کسی آدمی کے پاس موجود ہے شاہ صاحب کے مکتبہ میں اس کا قلمی نسخہ فقط حصہ دوم (جلد ثانی) موجود ہے آپ نے جب یہ بات سنی تو مجھے بتایا کہ میں نے

① شیخ الحدیث عبداللہ چھتوی صاحب اس وقت ستیانہ بنگلہ میں مرکز السلفیہ میں بطور شیخ الحدیث فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ راقم کے استاذ ہیں۔ (ظاہری)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھتوی صاحب سے یہ بات سنی ہے میں نے عرض کیا کہ ہارون آباد میرے ننھیال کا علاقہ ہے میرا وہاں آنا جانا رہتا ہے لہٰذا میں نہیں سمجھتا کہ وہاں ایسی کوئی مقتدر شخصیت موجود ہو جس کے پاس خلافیات بیہقی کا قلمی نسخہ موجود ہو بہرحال ہم فیصل آباد سے مختلف شہروں کی طرف روانہ ہوئے تو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے راستہ ملتان گئے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ کا اصرار بڑھا کہ فقیر والی ضرور جانا ہے اور یہ کتاب ڈھونڈنی ہے میں ہر چند درخواست کی کہ وہاں یہ کتاب موجود نہیں لیکن انہوں نے فرمایا بھائی چھتوی صاحب نے بتایا ہے اور کتابوں سے شغف رکھتے ہیں میں نے عرض کیا کہ اگر آپ ضرور جانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی انکار اور عذر نہیں ہے میرے محسن اور شاہ صاحب رحمہ اللہ کے محبّ صادق جناب چوہدری عبدالحق صاحب اپنی گاڑی سمیت ساتھ ہم ملتان سے فقیر والی روانہ ہوئے جب مدرسہ فقیر والی پہنچے تو جماعتی احباب کی خوشی کی انتہاء نہ رہی جب انہیں معلوم ہوا کہ کتاب کے سلسلہ میں تشریف لائے ہیں علماء سے رابطہ کیا آدمی مختلف علاقوں میں بھیجے گئے تقریباً تین دن وہاں قیام کیا اسی دوران میں نے عرض کیا۔ یہاں دیوبندی حضرات کا مدرسہ قاسم العلوم ہے اس میں بھی کچھ مصور کتابیں موجود ہیں۔

ہماری خبر پر مدرسہ قاسم العلوم تشریف لے گئے جب مکتبہ کے دروازہ سے داخل ہوئے سب سے پہلے جو کتاب زیارت کے لئے رکھی نظر آئی وہ سکھوں کی گرنتھ صاحب تھی۔ ①

لائبریرین نے بڑے شوق سے تمہید ابن عبدالبر کے قلمی نسخہ کا فوٹو دکھایا شیخ العرب والعجم نے چند ایک صفحات پر حاشیہ دکھایا اور پوچھا کہ یہ لکھنے والا ''ابو محمد'' کون ہے؟ وہ حیران پریشان تھا میں نے اسے بتایا بھائی یہ کتاب تو ہمارے شیخ کی ہے اس سے فوٹو کاپی کروائی گئی ہے اور ابو محمد ہمارے شیخ العرب والعجم استاذ محترم کی کنیت ہے۔

اس کے بعد ہم نے مہتمم مدرسہ سے معلوم کیا کہ آپ کی طبع کتب ورسائل دستیاب ہیں انہوں نے کہا کہ موجود ہیں لیکن رسالہ تحقیق مسئلہ رفع الیدین اس وقت ختم ہو چکا ہے ہم نے باقی کتب ورسائل کے چھ چھ سیٹ طلب کئے مہتمم صاحب تو کسی کام سے باہر چلے گئے ہم نے لائبریرین سے معلوم کیا کہ رسالہ تحقیق

---

① یہ بات دل چسپی سے خالی نہ ہوگی کہ دیوبندی بزرگوں کے نزدیک بابا گرونانک مسلمان تھا جیسا کہ تذکرۃ الرشید ص ۲۳۸ میں جناب رشید احمد گنگوہی کا قول ہے۔ ظاہری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ رفع الیدین موجود ہے انہوں نے کہا تقریباً ۱۵۰ نسخہ موجود ہیں ہم نے محض اس نسخہ کے حصول کے لئے چھ سیٹ خریدے تھے ان سے کہا اس کے بھی چھ نسخے عنایت کریں انہوں نے اس رسالہ کے چھ نسخے بھی دے دیئے اور ہم سے رقم وصول کر لی جب مہتمم صاحب واپس تشریف لائے تو دیکھ کر نہایت پریشان ہوئے کہ انہوں نے یہ رسالہ بھی ہمارے ہاتھ فروخت کر دیا تو انہیں الگ لے جا کر خوب ڈانٹ پلائی اور کہا کہ یہ رسالہ ان کے ہاتھ فروخت نہیں کرنا تھا بہر حال ہم نے جلد ہی مدرسہ سے نکلنے کی کوشش کی اس رسالہ میں مصنف مناظر حنفیت وکیل دیوبندیت محمد امین صفدر اوکاڑوی نے صفحہ نمبر ۶ پر قرآن مجید کی آیت میں تحریف کی ہے۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

ان ایام میں پوری جماعت کی محنت وکوشش کے بعد معلوم ہوا کہ اصل ماجرا یہ ہے کہ کچھ والد کے دوست "جناب مولانا عبدالشکور شاہ صاحب سے ملاقات کے لئے سانگلہ ہل گئے ان کی مسجد کے ہال کی دیوار کے باہر یہ حدیث کنداں تھی۔ فما زالت تلک صلوته حتی لقی اللہ (تلخیص الحبیر) ان دوستوں نے یہ کتاب (چونکہ شاہ صاحب نے شائع کی تھی) سے خرید کی اور لوگوں کو بتایا کہ ہمارے پاس موجود کتاب میں یہ روایت موجود ہے کسی طرح سے حضرت چھتوی تک بات پہنچی تو خبر کی حقیقت ہی بدل گئی اس کے بعد ہم وہاں سے واپس آئے۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب یادرفتگاں میں شیخ العرب والعجم رحمہ اللہ کے والد گرامی قدر سید احسان اللہ شاہ صاحب راشدی رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے اور شیخ الاسلام فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ سید احسان اللہ صاحب اسماء الرجال کے امام تھے۔

اس کتاب کے حصول کے لئے بہت محنت کی آخر کار راقم کو حکم دیا کہ معلوم ہوا کہ قاضی محمد اسلم سیف رحمہ اللہ کے پاس یہ کتاب موجود ہے ان سے اس کی فوٹو کاپی کروا کر بھیجیں میں نے اس کی فوٹو کاپی یاد نہیں کہاں سے کروائی تھی اور جناب کی خدمت اقدس میں پیش کی تھی۔

اسی طرح جب میں نے کویت کا ویزہ بھیجا اور دعوت دی آپ کویت تشریف لائے جس قدر بھی آپ کے پاس پیسے تھے سب کتابوں پر صرف کر دیئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے چچا حضرات نے پیر جھنڈو والا مکتبہ کراچی میوزیم کو فروخت کر دیا تھا اس کی خاص کتب کی فوٹو حاصل کرنے اور میوزیم کے مخطوطات کی چھان پھٹک کے لئے ایک ہفتہ کراچی میں گزارا صبح یہاں آتے اور جب میوزیم کا ٹائم ختم ہوتا واپس جاتے ہمارے ہمراہ مشہور محدث ومحقق عالم دین مولانا فیض الرحمٰن ثوری رحمہ اللہ ① بھی تھے۔

میوزیم کے ڈائریکٹر نے آپ کی بہت عزت کی اور آپ کے مطالبہ پر ان سب کتابوں کی فوٹو کاپی عنایت کی جن کی آپ نے خواہش ظاہر کی تھی۔

آپ کے اس شوق کے پیش نظر امام کعبہ عبداللہ ابن السبیل جب ضیاء دور میں پاکستان تشریف لائے تو کراچی سے نیوسعید آباد ملاقات کے لئے تشریف لائے اور آپ کے لئے قیمتی ہدیہ لے کر آئے وہ امام احمد بن حنبل کے بیٹے امام صالح کی کتاب "مسائل احمد للإمام صالح" کے مخطوط کی فوٹو کاپی جو کہ بڑے سائز کے تقریباً ۹۰ صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب کو ایک ہی نشست میں پڑھ کر نوٹ لگا دیئے۔ اب یہ کتاب انڈیا سے تین جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔

جب ۱۹۹۴ء میں کویت کے دورہ پر تشریف لائے تو ایک ماہ قیام کیا اس دوران منطقہ کیفان میں ایک کویتی کے دیوانیہ میں بعد نماز فجر صحیح بخاری کا درس کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة سے آخر تک دیا ایک دن دوران درس حدیث میں ایک عربی جملہ کا تمام حاضرینِ درس سے معنیٰ پوچھا کوئی ایک بھی جواب نہ دے سکا۔ ان میں شیخ محمد عثمان جیسی اہم شخصیت بھی موجود تھی، اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ تقریباً تمام کا درس مدینہ یونیورسٹی کے فضلاء ومتخرجین تھے آخر ہمارے شیخ العرب والعجم نے جب اس جملہ کا معنیٰ ومفہوم بتلایا تو جمعیۃ إحیاء التراث الاسلامی کی نہایت اہم شخصیت "شیخ عبدالوہاب السنین" جو کہ باقاعدہ درس میں شریک ہوتے تھے بے ساختہ وفی البدیہ پکار اٹھے۔ "یا شیخ أنت العرب ونحن العجم" ② جبکہ موصوف بھی جامعہ

---

① یہ بزرگ ان دنوں شاہ صاحب کی زیرنگرانی الجوہر النقی لابن الترکمانی کا رد لکھ رہے تھے نیوسعید آباد میں تقریباً دو جلدوں پر کام مکمل ہوا تھا بعد میں جامعہ اثریہ جہلم میں الشیخ الأصولی المدقق حافظ ثناء اللہ زاہدی بانی جامعہ اسلامیہ صادق آباد کی تحریک پر مکمل کیا۔ میں نے ان سے سند اجازہ لی ہے نیوسعید آباد میں سال سے زیادہ عرصہ ان کی رفاقت رہی۔ (ظاہری)

② یہ لغۃ محلیہ ہے۔ (ظاہری)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامیہ مدینہ طیبہ کے خریج ہیں۔

۱۹۸۷ء، ۱۹۸۸ء میں جب میں شیخ العرب والعجم کے ہاں حصول تعلیم کے لئے مقیم تھا اور اس دوران نواب شاہ کی مرکزی مسجد اور حیدر آباد کی جامع مسجد محمدی پکا قلعہ دروازہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتا رہا انہی ایام میں شیخ العرب والعجم تین مرتبہ امریکہ اور یورپ کے دورے پر گئے اس کے اصل محرک محدث العصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی رحمہ اللہ تھے۔ موصوف کو جب عرب باشندوں نے امریکہ کے دورہ پر بلایا تو محدث العصر رحمہ اللہ نے انہیں مشورہ دیا کہ آئندہ شیخ العرب والعجم کو دعوت دیں مجھے دوبارہ زحمت نہ دی جائے۔

کویت میں دورانِ درس میں نے یہ مسئلہ بیان کیا کہ تارک صلاۃ مخرج عن الملۃ ہے ایک صاحب جنہیں طلباء و علماء کا ہیڈ ماسٹر بننے کا نہایت شوق ہے اس سے شدید اختلاف کیا کیونکہ ان کے بھائی اور اہل خانہ میں یہ کمزوری تھی لہٰذا انہوں نے مولانا احمد اللہ مبارکپوری ① جب انڈیا رخصت پر جانے لگے تو بطور تاکید کہا کہ محدث شہیر فضیلۃ الشیخ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری ② سے یہ مسئلہ دریافت کریں موصوف نے فرمایا یہ مسئلہ شیخ بدیع الدین شاہ صاحب راشدی رحمہ اللہ سے دریافت کریں حسنِ اتفاق کہ تقریباً ایک سال بعد شاہ صاحب رحمہ اللہ کویت تشریف لائے ان سے جب دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ تارک صلاۃ مخرج عن الاسلام ہے چونکہ راقم نے شیخ کا ہی مؤقف بیان کیا تھا۔

موصوف نہایت مہمان نواز تھے ان کی خاندانی و موروثی روایت کے مطابق آج بھی نماز جمعہ کے بعد بیرونی احباب کے لئے کھانے کا انتظام ہوتا ہے فرمایا کرتے تھے رحمہ اللہ

لابخل فی الموجود ولا تتکلف فی المفقود.

ایک مرتبہ ہمارے بزرگ اور محسن چوہدری عبدالحق صاحب بھی شیخ موصوف سے ملاقات کے لئے گئے نواب شاہ اسٹیشن پر اترے تو ظہر کا وقت ہو چکا تھا خیال کیا کہ نماز ظہر ادا کر کے دوپہر کا کھانا ہوٹل سے کھا کر نیو سعید آباد جائیں تاکہ شیخ صاحب کو تکلیف نہ ہو کیونکہ نماز ظہر کے بعد قیلولہ کرنا آپ کا معمول تھا ہم کھانا

① یہ ڈاکٹر رضاء اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ کے بڑے بھائی ہیں اور لجنۃ الہندیہ کویت میں بطور سیکریٹری کے کام کرتے تھے۔ (ظاہری)

② شیخ کی مشہور زمانہ تصنیف مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ہے اگر یہ مکمل ہو جاتی تو مشکاۃ کی شرح کا حق ادا ہو جاتا۔ (ظاہری)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھا کر کے عصر سے پہلے نیوسعید آباد پہنچے تو آپ کے کاتبین ① نے فوراً آپ کو اطلاع دی آپ اسی وقت مکتبہ میں تشریف لے آئے نماز عصر کے بعد تقریباً ۵ بجے کھانا لگا دیا گیا اور دعوت دی گئی کہ کھانا تناول فرمائیں ہم نے عرض کیا کہ آپ نے پوچھا ہی نہیں فرمانے لگے ہم مہمان سے یہ نہیں پوچھتے کہ کھانا کھاؤ گے بلکہ کھانا پیش کرتے ہیں مہمان کو جس قدر طلب ہوگی وہ کھالے گا چوہدری صاحب نے ہمارے ساتھ ناراضگی کا اظہار کیا کہ آپ لوگوں نے ہوٹل سے کھانا کیوں کھایا ہم نے عرض کیا اس مشورہ میں آپ شامل تھے اور اتفاق رائے سے یہ کام ہوا اب دوبارہ اتفاق رائے سے ہی شاہ صاحب کی دعوت کو قبول کیا جائے جو کر لی گئی۔

آپ اپنے مہمان اور میزبان کے ساتھ مل بیٹھ کر کھانا پسند کرتے تھے اگر کوئی میزبان موصوف کے ساتھ کھانے سے گریز کرتا تو فرماتے ہمیں کیا معلوم کہ آپ ہمیں کیا کھلا رہے ہیں لہٰذا میزبان مجبور ہو جاتا اور ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا موصوف میں عفو و درگذر کی صفت بھی نہایت نمایاں تھی آپ کے بڑے بھائی محدث، محقق، علامہ فضیلۃ الشیخ سید محب اللہ شاہ صاحب راشدی رحمہ اللہ ② کو بعض لوگوں نے کہا کہ زمین کی تقسیم نہیں ہوگی اور نہ ہی یہ وراثت ہے لیکن جب آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا آپ نے کاغذ کے پرزے پر لکھ کر بھیجا کہ اس زمین میں آپ کا برابر کا حصہ ہے چاہے وصول کر لیں چاہے معاف کر دیں آپ نے فراخدلی سے اسی پرزے پر نیچے لکھ دیا کہ میں نے آپ کو یہ زمین معاف کر دی اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ مجھے روزِ قیامت معاف کرے اس کے بعد کبھی اس کا تقاضا نہیں کیا۔

مجھ سے نہایت قیمتی شیشہ ٹوٹ گیا میں نے عرض کیا کہ مجھ سے بہت بڑا نقصان ہو گیا ہے اور دل میں ڈر رہا تھا کہ کہیں ناراض نہ ہوں پوچھا کیا نقصان ہوا میں نے بتایا تو صرف یہی فرمایا کہ اب یہ کیسے حاصل کریں گے کوئی ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی۔

اپنے حاسدین کے متعلق ہمیشہ خاموشی اختیار کرتے کوئی خبر پہنچتی تو کوئی تبصرہ نہ کرتے۔ آپ کے

---

① اس سے مراد عبدالعزیز نہڑیو اور عبدالغفار جونیجو ہیں جو کہ اس وقت شیخ العرب والعجم پر پی۔ایچ۔ڈی کا الگ الگ عنوان پر مقالہ لکھ رہے ہیں۔ اللہ کرے جلد منظر عام پر آئے۔ (ظاہری)

② حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے مجھے ترمذی پڑھنے کا شرف حاصل ہے اور آپ سے سند اجازہ بھی لی ہے نیز آپ کے مدرسہ کی سند بھی موجود ہے۔ موصوف نہایت عابد، زاہد، منکسر المزاج، خوش اخلاق اور محبت کرنیوالے تھے۔ (ظاہری)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفین بھی آپ کے سامنے مؤدب اور دوزانو ہو کر بیٹھتے۔

۱۸/ مارچ ۱۹۸۷ء کو علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ نے اپنی رہائش گاہ واقع ۵۷۴ شادمان لاہور میں کبار علماء کا اجلاس بلایا جس میں حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ اور حافظ عبدالسلام بھٹوی موجودہ (حافظ عبدالسلام بن محمد) حفظہ اللہ بھی شریک تھے اس کی صدارت شیخ العرب والعجم نے کی۔

۲۳/ مارچ کو علامہ صاحب کے جلسہ میں بم دھماکہ ہوا تو اس وقت آپ بذریعہ ٹرین (عوام ایکسپریس) لاہور سے حیدرآباد جا رہے تھے حیدرآباد پہنچ کر ۲۴ مارچ کی صبح علامہ صاحب کے بھائی شیخ محبوب الٰہی ① نے خبر دی تو اگلے دن ہی ۲۵ مارچ بذریعہ طیارہ لاہور پہنچے اور مجھے شاہ صاحب کا پیغام حافظ محمد ادریس② صاحب نے بذریعہ ٹیلی فون پہنچایا کہ آپ لاہور ایئرپورٹ پہنچ جائیں میں نے ایئرپورٹ پر ان کا استقبال کیا اور وہاں سے سیدھے ہسپتال علامہ صاحب کی عیادت کے لئے گئے ہسپتال میں سردار عبدالقیوم سے ملاقات ہوگئی جو کہ اس وقت غالباً آزاد کشمیر کے صدر تھے اپنے ساتھ لے گئے اور رات گئے واپس قدس مسجد چوک دالگراں میں چھوڑ گئے۔

اگلے دن ان تمام مقتولین کے گھروں میں تعزیت کے لئے گئے جو اس حادثہ میں انتقال فرما گئے تھے اللہ تعالیٰ ان سب کو شہداء کا ساتھ نصیب فرمائے اور ان کی موت کو شہادت بنائے۔ آمین ثم آمین۔

ان احباب میں میرے اُستاذ محترم مؤرخ اہل حدیث فاضل اَجل مولانا عبدالخالق قدوسی رحمہ اللہ③ بھی شامل تھے موصوف ایک سال تک میری وجہ سے دارالحدیث چینیانوالی لاہور میں تدریس کے لئے اپنے جیب خرچ پر آتے رہے اس کے بعد انتظامیہ نے درخواست کی تو فرمانے لگے ظاہری کی وجہ سے پڑھانے آتا تھا وہ فارغ ہوگیا اب معذرت خواہ ہوں۔

۱۹۷۹ء میں فجر کی نماز کم از کم ۴۰ منٹ کی پڑھاتے تھے ہم تو تھک جاتے لیکن آپ کے ساتھ

---

① جو کہ کاروباری سلسلہ میں حیدرآباد میں مقیم تھے۔ (ظاہری)

② موصوف نہایت متقی پرہیزگار انسان تھے لیکن طبیعت میں قدرے سختی تھی جس کی بناء پر راقم اور ہمارے شیخ سے بھی اختلاف ہوا کویت روانگی سے پہلے میں نے جماعت سے صلح کی اور ہمارے مطالبہ پر ان سے استعفیٰ بھی لیا گیا۔

③ صاحب مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور اب ان کے صاحبزادگان ابوبکر قدوسی اور عمر فاروق قدوسی نہایت اعلیٰ معیار پر طباعت کا کام کر رہے ہیں۔ اللھم زدفزد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوڑھے حضرات اس قدر لمبی نماز ادا کرنے کے عادی ہو چکے تھے جب ۸۱، یا ۸۲ میں فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار حماد صاحب ① بھی رفیق سفر ہوئے تو ایک دن شاہ صاحب کسی کام سے نیوسعید آباد سے باہر گئے تو نماز پڑھانے کی ذمہ داری انہیں سونپ دی یہ بہت زیادہ تکلف کر کے لمبی نماز پڑھاتے اس کے باوجود جب نماز مغرب شروع کی تو ہم وضو خانہ میں وضو کر رہے تھے تو بوڑھے سندھی بزرگوں نے کہا جلدی وضو کرو یہ پنجابی مولانا صاحب نماز بہت چھوٹی اور مختصر پڑھاتے ہیں ہم نے یہ بات حافظ صاحب سے عرض کی تو فرمانے لگے انہیں نماز پڑھانا ہمارے بس کی بات نہیں۔

دورانِ سفر بطور خاص قرآن مجید کی تلاوت فرماتے جب تھک جاتے تو سو جاتے اور بیدار ہونے پر حدیث کی کتاب جو کہ سفر میں ساتھ ہوتی اس کا مطالعہ کرتے اور ضروری نوٹ بھی لگاتے اسانید پر اس قدر گہری نظر تھی کہ مختلف رواۃ کے اسماء پر " " یہ نشان لگاتے جس کا مطلب ہوتا کہ یہ راوی ضعیف یا متکلم فیہ ہے۔ قرآن مجید صرف ۴ ماہ میں حفظ کیا اور وہ بھی تقریباً ۱۶ سال کی عمر میں قرآن مجید کے ساتھ اس قدر شغف تھا کہ کئی ایک منزلیں ایک ہی وقت میں پڑھتے تھے جیسا کہ میں نے مشاہدہ کیا مثلاً تہجد میں ایک منزل الگ۔ نماز فجر سے پہلے مصحف سے بالترتیب قرآن پڑھتے اور نماز فجر میں الگ سے بالترتیب اسی طرح نماز فجر اور درس قرآن سے فارغ ہو کر مکتبہ کے باہر لان میں دورانِ چہل قدمی الگ سے بالترتیب نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب نماز عشاء میں الگ الگ منزل پڑھتے۔

نماز فجر کے بعد باقاعدگی سے درس دیتے حتیٰ کہ جمعہ کے دن بھی ناغہ نہ کرتے اور قرآن مجید کھولتے جہاں سے کھل جاتا وہیں سے درس قرآن شروع کر دیتے یہ ہمیشہ کا معمول تھا کبھی مخصوص مقام اور سورت یا آیت کا درس دینے کا اہتمام نہیں کیا جب درس دیتے تو اس قدر آیت اس کی مناسبت سے پڑھتے اور استنباط فرماتے احادیث نقل کرتے یوں محسوس ہوتا کہ شاید آج اس آیت اور مقام پر مکمل تیاری کر کے آئے ہیں اور یہی معاملہ خطبہ جمعہ کا ہوتا کبھی اس کے لئے الگ سے تیاری نہیں کی جس موضوع اور جو آیت

① مدینہ یونیورسٹی سے سند فراغت پائی۔ ایم۔ اے کی ڈگری بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان سے حاصل کی سعودیہ کی طرف سے مبعوث ہیں کئی ایک کتب کے اردو میں ترجمے کئے اور اپنے مرکز الدراسات الاسلامیہ میاں چنوں سے شائع کئے آج کل اخبار اہل حدیث میں سوالوں کے جوابات دیتے ہیں اور ان کا فتاویٰ اصحاب الحدیث ایک ضخیم جلد میں چھپ چکا ہے۔ (ظاہری)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلاوت کر کے گفتگو شروع کرتے علم کے دریا بہادیتے۔ موضوع کی مناسبت سے واقعات بیان کرنا مختلف نکات ذکر کرنا آپ کا معمول تھا۔

ہمیشہ یوں محسوس ہوتا کہ آپ نے اس پر خصوصی مواد جمع کر کے مکمل تیاری سے درس یا خطبہ وتقریر کی ہے۔ زیادہ تر عربی کتب کا مطالعہ کرتے تھے فرق اور اُدیان کی اسپیشلسٹ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی زبان سے بارہا میں نے خود یہ الفاظ سنے کہ شاہ صاحب فرق اور اُدیان کے بہت بڑے عالم ہیں اور پاکستان میں سب سے زیادہ انکی معلومات اور مطالعہ ہے جب بھی انہیں خط لکھتے تو "الوالد الکریم" لکھا کرتے تھے۔

۱۹۹۹ء میں آخری مرتبہ شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی رحمہ اللہ کی طرف سے میں نے حج بدل کیا اس کے بعد خواب میں ملاقات ہوئی تو نہایت خوش تھے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا تو نماز پڑھ رہے تھے۔ "الحمدللہ علی ذلک"

قلتِ وقت اور عدیم الفرصتی کی بناء پر اس پر ہی اکتفا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کی حسنات کو قبول عام بخشے اوران کے صدقہ جاریہ کو دوام بخشے۔ آمین ثم آمین۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالقیوم السندی ☆

سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

بحیثیت داعی ومربی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دنیا میں آنا درحقیقت آخرت کی طرف رخت سفر باندھنے کی تمہید ہے اس عالمِ رنگ و بو میں آنے والے ہر نفس نے بالآخر موت کے جام کو پینا اور قبر کے دروازہ سے داخل ہونا ہے یہ ایک ایسا اٹل قانون قدرت ہے جس سے کسی کو اختلاف نہیں یہ حقیقت روز روشن سے زیادہ واضح ہے اور ہم روز اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ یہ دنیا اور یہ تمام چمک دمک محض ایک جلوہ سراب ہے لیکن اس کے باوجود ہم دنیا اور اس کی رنگینیوں میں اس قدر کھو چکے کہ باید وشاید۔ آج نگاہوں کو خیرہ کرنے والے شان وشکوہ کے قصر زرنگار مال و دولت کے انبار مئے و مینا شاہد وشراب ہی انسان کا منتہائے مقصود ہو کر رہ گئے ہیں اور عاقبت کو فراموش کر دیا گیا ہے۔ اکبر الہٰ آبادی نے کہا تھا ۔

موت کو بھول گیا دیکھ کر جینے کی بہار
دل نے پیش نظر انجام کو رہنے دیا

اگر ہم اس دنیا کا بغور جائزہ لیں تو یہ ہمیں ایک مرقع عبرت افسانہ حسرت اور آئینہ حیرت کے روپ میں نظر آئے گی دنیا کی سطح پر جن عظیم بادشاہوں نے جاہ وجلال کے جلوے دکھائے وہ بھی چل بسے جن لوگوں نے دنیا کے آرائش و زیبائش کو چار چاند لگائے وہ بھی نہ رہے وہ اہل کمال جن سے استفادہ اور کسب فیض کرنے کے لیے ایک دنیا ان کے پاس آتی تھی وہ بھی رخصت ہو گئے اور اس زمین کے تختہ پر اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے انسان انبیاء کرام بھی چل بسے۔ لیکن ان جانے والوں میں کچھ انسان ایسے بھی ہوتے ہیں

☆ مدیر و مدرس مدرسہ نور الاسلام المحمدیہ اہلحدیث سینھری کھوئی تھرپارکر، فاضل دار الحدیث المحمدیہ جلالپور پیروالہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کے متعلق کہنا پڑتا ہے۔

پی گئی کتنوں کا لہو تیری یاد
غم تیرا کتنے کلیجے کھا گیا

ان نہ بھولنے والی شخصیتوں میں سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ کی شخصیت بھی ایک ہے سید بدیع الدین الراشدی کسی شخصیت کی تعارف کی محتاج نہیں لیکن مشتے از خروارے شاید کہ یوسف کے خریداروں میں نام آجائے کچھ لکھنے کی جسارت کرتا ہوں۔

راشدی خاندان کے اس مایہ ناز فرزند کی ولادت اپنے آبائی گاؤں فضل اللہ شاہ (قدیم جھنڈہ والا) تحصیل ہالا ضلع حیدرآباد میں ایک علمی خاندان کی عظیم شخصیت سید احسان اللہ شاہ بن رشد اللہ شاہ بن رشید الدین شاہ بن سید یاسین شاہ بن راشد شاہ الراشدی کے گھر میں ۱۰ر جولائی ۱۹۲۵ء کو ہوئی۔

سید یاسین شاہ صاحب کو اپنے بڑوں سے کابل کے حکمرانوں کی طرف سے ملا ہوا اسلامی جھنڈا وراثت میں ملا تھا اس لیے انہیں پیر سائیں جھنڈہ والا کہتے تھے اس وقت سے راشدی خاندان کی اس شاخ کو جھنڈے والے پیر کہا جاتا ہے۔ اس خاندان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہونے کی بناء پر انتہا درجہ کی علمی شخصیات پیدا ہوئیں حدیث مبارک میں آیا ہے:

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (صحیح بخاری)

جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے انہیں دین کی سمجھ دیتا ہے۔ (کتاب العلم رقم ۷۱)

آپ کے پڑدادے سید محمد راشد شاہ جو کہ چھٹی پشت میں ہیں جنہیں روضہ دھنی کہا جاتا تھا اس وقت سے پشت در پشت آپ کے خاندان میں عالم فاضل اہل اللہ پیدا ہوئے شاہ صاحب کے دادا رشید اللہ شاہ نے اپنے گوٹھ میں دارالرشاد کی بنیاد ڈالی جس میں دوسرے علوم کے علاوہ علم حدیث کی خصوصی تعلیم دی جاتی تھی جو کہ آج تک قائم ہے آپ کا مکتبہ برصغیر کے عظیم مکتبوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

ہمارے شیخ بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ کو علمی خاندان میں آنکھ کھولنے کی وجہ سے علم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں بڑا موقعہ ملا جس کے نتیجہ میں آپ نے تحریر و تقریر خواہ مناظرہ میں انتہائی کمال حاصل کیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت میں آپ کے ایک پہلو سید بدیع الدین شاہ صاحب بحیثیت داعی ومربی پر روشنی ڈالوں گا۔

داعی کی حیثیت واھمیت

داعی اور مبلغ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا قدر و قیمت اور کیا شان و رفعت ہے اس کا اندازہ قرآن مجید کی اس آیت سے لگائیں:

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

(حمٰ السجدہ: ۳۳)

اس شخص سے اچھا کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

خیبر کے دن رسول اکرم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَوَاللهِ لَانْ يَهْدِىَ اللهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خیبر رقم الحدیث ۴۲۱۰ صحیح مسلم باب فضائل علی بن ابی طالب رقم ۲۴۰۶)

اے علی سیدھے جا کر پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا حقوق اللہ سے آگاہ کرنا اللہ کی قسم اگر تیری اس داعیانہ کوشش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک بندے کو ہدایت دے دے یہ تیرے لئے سرخ رنگ کے اونٹوں کے حصول سے زیادہ بہتر ہے۔

تو داعی کی قرآن وحدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے اور جب سے یہ عالم رنگ و بو وجود میں آیا ہے تب سے داعی و مربی کا سلسلہ اس کے ساتھ جزو لاینفک کی طرح جڑا ہوا ہے اور اس فانی دنیا کے خاتمے تک جاری وساری رہے گا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ابتدائی آفرینش سے لے کر آخری پیغمبر کی آمد سے قبل تک ہر دور میں مختلف علاقوں میں اپنے داعی پیغمبروں کی شکل میں بھیجے تا کہ دنیا والوں کو ان کی زندگی کا مقصد اور دنیا میں رہنے کے لائحہ عمل کی یاددھانی کرواتے رہیں جس کا وعدہ کر کے انسان دنیا میں آیا ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دنیا والوں کے لئے سب سے پہلے داعی جناب آدم علیہ السلام تھے آخری داعی جناب خاتم النبیین ﷺ تھے جن کے بعد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے داعیوں کو پیغمبروں کی صورت میں بھیجنا بند کر دیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دنیا والوں کو بتادیا اب کوئی نبی نہیں آئے گا ہاں البتہ اس کی روشن وشفاف اور پاکیزہ تعلیمات کے حامل اور عامل علمائے امت محمدیہ آخری رسول کے وارث ہوں گے۔ العلماء ورثة الانبياء (ترمذی کتاب العلم رقم ۲۶۸۲) کی سند حاصل کرنے کے بعد اب لوگ داعی بن کر اس ورثے کو امت میں ہر فرد کے پاس پہنچائیں گے۔

رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد پیغمبر آخر الزماں کے تیار کردہ داعی دعوت و جہاد کا علم اٹھا کر پوری دنیا میں پھیل گئے انہوں نے پوری دنیا میں جہاد کے ساتھ داعوت الی اللہ کے فریضے کا حق اس طرح ادا کیا جس طرح ادا کرنے کا حق تھا نتیجتاً دیکھتے ہی دیکھتے اسلام کا پرچم چہار دانگ عالم چھا گیا۔

باب الاسلام سندھ کی سرزمین کو بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ پہلی صدی ہجری سے ہی مسلمانوں نے اس سرزمین پر قدم رکھا اسلام کے امن اور سلامتی کا جھنڈا لہرایا یہ وہ سرزمین ہے جس نے علم وفضل کے وہ ستارے پیدا کیے جو اندھیروں میں بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتے تھے سندھ کے علماء فضلاء محدثین ومفسرین کی تفصیل میں جانے کے لیے دفاتر درکار ہیں ان عظیم شخصیتوں میں سید بدیع الدین شاہ الراشدی نور اللہ مرقدہ کی شخصیت صف اول میں نظر آتی ہے جنہوں نے اپنے کامل واعیانہ مربیانہ اوصاف کے ذریعے وہ کاوش و جدوجہد کی کہ ان کی دعوت کے ذریعے کتنے ہی گمراہی کے گڑھوں میں گرے ہوئے انسان ہدایت کے راستہ پر آگئے ان کی محنت سے داعیوں اور مربیوں کی ایک خالص موحد جماعت تیار ہوگئی جو تاقیامت ان کے لیے صدقہ جاریہ کا موجب بنی رہے گی۔ ان شاءاللہ۔

آپ کی دعوت کو دو حصوں سے منسلک کیا جاسکتا ہے۔ ایک جہاد باللسان اور دوسرا جہاد بالقلم

جهاد باللسان

اپنے بھی خفا مجھ سے بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

جیسا کہ شاہ صاحب کے خاندان اور بزرگوں کا شعار تھا اور اعلائے کلمۃ الحق سنت رسول اللہ ﷺ کا احیاء شرک و بدعت کی بیخ کنی اسلام کی سربلندی وتبلیغ آپ نے بھی اسی کو اختیار کرتے ہوئے اس کا پورا حق ادا کیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت میں اعتقادات کی کمزوری اور شرک و بدعت کا زور کیسا تھا اس کی تصویر کچھ اس طرح تھی کہ اس معاشرتی اور اخلاقی پستی سے زیادہ خطرناک اور اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محروم حقیقی طاقت سے عاری کرنے والی خرابی ضعیف الاعتقادی مسلم معاشرہ میں بدعات کا زور ہندوؤں اور شیعوں کے بہت سے عادات و رسوم کی تقلید تھی شرک جلی کی ایسی متعدد صورتیں پائی جاتی تھیں جن کی کوئی علمی توجیہ ممکن نہیں کھلی ہوئی قبر پرستی مشائخ کی سجدہ تعظیمی اور مزارات کا حرم کی طرح احترام قبروں پر چادریں چڑھانا منتیں ماننا بزرگوں کے نام پر قربانیاں کرنا میلہ لگانا فحاشی عریانی تقلید شخصی وغیرہ ان تمام برائیوں کے خلاف شاہ صاحب نے جرأت و ہمت اور حکیمانہ طریقہ سے بڑا مقابلہ کیا یہ مانتے ہیں کہ کلی طور پر ان برائیوں کا خاتمہ کرنا تو ان کے بس کی بات نہیں لیکن یہ ضرور تھے کہ آپ کی محنت سے ایک ایسی منظم جماعت تیار ہوگئی ہے جو ان برائیوں سے نہ صرف نفرت کرتی ہے بلکہ ان سیاہ کاریوں کے خلاف ہر وقت جہاد باللسان اور جہاد بالقلم کے ذریعہ ہمہ تن مصروف ہے۔

آپ کی تبلیغ وخطابت میں اللہ تعالیٰ نے وہ اثر رکھا تھا کہ جہاں ایک دفعہ آپ جاتے وہاں کے ہر فرد کی یہ تمنا ہوتی ایک دفعہ اور آپ کی تقریر سننے کا موقع مل جائے تا کہ اپنے دل کو ایمان کے نور سے منور کرسکوں۔

دلوں کو کرتی تھی تسخیر گفتگو اس کی
ہر ایک شخص کو رہتی تھی آرزو اس کی

یہ اثر فقط اخلاص کی وجہ سے للٰہیت کی وجہ سے تھا آپ کسی غیر شرعی کام کو دیکھ کر تڑپ جاتے تھے بے باکانہ دلیری سے فوراً اسی جگہ پر ٹوکتے تھے اور: لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ کی زندہ تصویر بن جاتے تھے اور بعینہ اس حدیث کا مصداق بن جاتے تھے جس میں آیا ہے کہ نبی ﷺ جب خطبہ فرماتے آپ کی صورت اس طرح ہو جاتی

كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ صَبَّحَكُمْ أَوْمَسَّاكُمْ گویا آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں کہ صبح کو یا شام تم پر وہ لشکر حملہ آور ہو سکتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۸۴)

شاہ صاحب رحمہ اللہ بعینہ اسی طرح اپنے سامعین کو نبی اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ڈرایا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے عمل میں کوتاہی پر دکھ کا اظہار فرماتے ہوئے سامعین کو تڑپا دیتے تھے مجھے وہ شاہ صاحب کی کیسٹ سے سنے ہوئے الفاظ یاد آتے ہیں سیالکوٹ کی ایک کانفرنس کے موقعہ پر فرمایا میرے جتنے بھی بیٹے ہیں سب مرجائیں مجھے اتنا دکھ نہ ہوتا جتنا آج مجھے اہل حدیث کی کانفرنس میں اس تصویر سازی پر ہوا ہے۔ وہ تمام اوصاف جو ایک داعی کے لیے ضروری ہوتے ہیں وہ تمام اوصاف بدرجہ اتم سید بدیع الدین کے اندر موجود تھیں سب سے پہلی بات جو ایک داعی کے لیے ضروری ہے وہ ہے

داعی کی پہلی صفت علم

کتاب اللہ اور سنت صحیحہ کے مطابق علم پر کما حقہ حاوی ہونا کیونکہ بلا علم دعوت دینا جہالت کی دعوت دینا ہے اور جہالت کی دعوت کا نقصان اس کے نفع سے بڑھ کر ہے علم کے بغیر دعوت دینا نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کے طریقہ کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ هَـٰذِهِ سَبِيلِىٓ أَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِى (یوسف: ۱۰۸)

تو جب داعی الی اللہ کا زاد راہ صحیح علم ہوگا جو کہ کتاب اللہ اور سنت رسول پر مبنی ہو تو یہی بات شرعی نصوص کی رو سے مطلوب و مقصود ہے اور یہی بات واضح عقلی دلائل کی جان ہے کیونکہ اس میں شبہات و شہوات کی آمیزش نہیں ہوتی۔

شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے کامل علوم پر دسترس عطا فرمائی تھی خصوصاً قرآن و حدیث اسماء الرجال اور ان کے متعلقہ علوم پر اللہ تعالیٰ نے وہ فوقیت عطا فرمائی تھی کہ بڑے بڑے علماء محدث ان کے سامنے زانوئے تلمذ ہونے کو اپنے لیے شرف سمجھتے تھے۔ بحوالہ بدیع التفاسیر ج ۱۰ از اسلم سندھی ایک دفعہ حرم شریف میں آفریقہ کے پسماندہ ریاست مالی کے شہری دوست ابو مریم سے پوچھا کیا آپ شیخ بدیع الدین کو جانتے ہو جواب دیا وہ کون سا اہلحدیث ہے جو شیخ بدیع الدین کو نہ جانتا ہو اس وقت مجھے اور زیادہ حیرت ہوئی جب ایک یمنی دوست سے سنا کہ علامہ مقبل بن ہادی الوداعی الیمانی رحمہ اللہ نے کتنی دفعہ ارادہ کیا کہ وہ جائیں اور شیخ بدیع سے صحیح بخاری کے کچھ مشکل ابواب اور کچھ چیزیں پڑھ کر آئیں جب کہ اُس وقت شیخ مقبل کے پاس دو ہزار طالب علم پڑھا کرتے تھے جن میں اکثر بخاری کے طالب علم تھے۔ (بدیع التفاسیر ج ۱۰)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد عبدالہادی العمری اپنا مشاہدہ فرماتے ہیں کہ برمنگھم کے ایک اجتماع میں شیخ محمد بن اسماعیل جو مصر کے مشہور سلفی تنظیم انصار سلنۃ المحمدیہ کے روح رواں ہیں وہ اور مختلف اہل علم عرب حضرات جمع تھے وہ شاہ صاحب کے سامنے اس طرح بیٹھے مسائل دریافت کررہے تھے جیسے ایک بارعب استاد کے روبرو عقیدتمند شاگرد بیٹھے ہوئے ہوں اور نماز کا وقت آگیا تو کیا مجال کہ شاہ صاحب کی موجودگی میں کوئی امامت کرائے اور برمنگھم میں منعقد ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے جب شاہ صاحب کانفرنس ہال میں داخل ہوئے تو امام کعبہ شیخ ڈاکٹر صالح بن حمید نے کھڑے ہوکر ان کے لئے اپنے قریب جگہ بنائی اور کہتے رہے ایک زیادہ علم والے کے سامنے میں کیا ہوں یوں تو شاہ صاحب کے عرب وعجم میں شاگردوں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے جن میں بعض کو اللہ تعالیٰ نے بڑے اونچے مقام پر فائز کیا ہے جن میں ائمہ حرم میں شیخ عمر السبیل شاہ صاحب کے براہ راست شاگرد ہیں اور مدینہ یونیورسٹی کے کچھ اساتذہ نے شاہ صاحب سے روایت حدیث کی اجازت حاصل کی ہے۔(رموز راشدیہ ص ۸ منقول از صراط مستقیم برمنگھم)

تو آپ کے علم معرفت دانشمندی پر سوچتے ہوئے بے اختیار زبان پر یہ لفظ آجاتے ہیں۔

نفاست کا تھا پیکر علم و حکمت کا خزانہ تھا
وہ اپنی ہر ادا میں منفرد تھا یگانہ تھا

داعی کی دوسری صفت صبر

دعوت کے میدان میں ہر داعی کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کے آگے رکاوٹوں جھگڑوں مشکلات کے پہاڑ کھڑے کردیئے جاتے ہیں اپنوں کی مخالفت غیروں کی دل آزاری مالی مشکلات سفری مشکلات کے مصائب غرض ہر طرح کے مصائب آتے ہیں ان تمام مصائب پر صبر کرتے ہوئے دعوت الی اللہ پر ڈٹا رہنا انبیاء کی سنت ہے۔

دعوت کے میدان میں انبیاء پر بڑی تکالیف آئیں کہیں نوح علیہ السلام کے بارے میں کہا جارہا ہے:

قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ (الشعراء: ۱۱۶)

اے نوح اگر تم تبلیغ سے باز نہ آئے تو پھر سنگسار کردیئے جاؤ گے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کہا جا رہا ہے:

حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ (الانبياء: ٦٨)

قوم کے لوگوں نے کہا اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو اس ابراہیم کو آگ میں جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔

کہیں فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دے رہا ہے۔

ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَى وَلْيَدْعُ رَبَّهُ (الغافر: ٢٦)

چھوڑو مجھے میں اس موسیٰ کو قتل کیے دیتا ہوں اور پکار دیکھے یہ اپنے رب کو۔

ادھر انبیاء کے امام خاتم الرسل بنی آدم کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں فرمایا:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (الانفال: ٣٠)

اور اے رسول اس وقت کو یاد کیجئے جب کافر آپ کے لئے خفیہ تدبیریں کر رہے تھے یا تو آپ کو قید کردیں یا قتل کردیں یا جلا وطن کردیں وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

انبیاء کی سنت پر عمل کرتے ہوئے شاہ صاحب نے دعوت کے میدان میں آنے والے ہر مصائب و آزمائش پر صبر کا مظاہرہ کیا اور دعوت کے میدان میں ڈٹے رہے بلاشبہ آپ کی ہمت و جفاکشی کو سلام کیا جاسکتا ہے۔ ذیل میں چند واقعات درج ہیں جن سے شاہ صاحب کی محنت کا اندازہ اور آنے والی تکالیف میں صبر کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

شاہ صاحب نے خود ہی اپنے انٹرویو میں ان واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے:

① آج سے پہلے دس بارہ سال کی بات ہے کہ میہڑ ضلع دادو میں صرف ایک اہل حدیث تھا ہم ضلع لاڑکانہ کے دورے پر تھے کہ اس وقت ایک جماعتی نے مطالبہ کیا کہ ہم میہڑ جائیں پھر ہم وہاں پہنچے رات کو تقریر شروع ہوئی جو خالص توحید پر اور وسیلہ کے رد میں تھی ابھی ایک گھنٹہ ہی گزارا کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سید جو شہر کا چیئرمین تھا بڑبڑاتا ہوا سیدھا میرے پاس آیا پہلے مجھے دبایا پھر آگے سے لاؤڈ اسپیکر بند کر دیا اور اعلان کیا کہ یہاں کوئی جلسہ نہیں ہوسکتا ہمارے پاس سوائے خاموشی کے کوئی چارہ نہ تھا چند ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے اس سے انتقام لیا ایک بڑے جرم میں گرفتار ہوکر جیل چلا گیا اور اقرار کرتا رہا کہ میں نے تقریر سے روکا جس میں قرآن پڑھا جارہا تھا اس کی مجھے سزا ملی ہے۔

دعوتی سفر

دعوت کے میدان میں پاکستان کو چھوڑ کر کتنے ہی غیر ممالک کا آپ نے دورہ کیا آپ کو کئی دفعہ حج کی سعادت نصیب ہوئی جب بھی آپ اس سفر خیر میں گئے مکۃ المکرمۃ اور مدینہ منورہ میں مخصوص آپ کے پروگرام رکھے جاتے تھے حرمین کے علاوہ سعودی عرب کے کتنے ہی شہروں گوٹھوں کا دورہ ہوا جدہ نخیل شقہ حائل وغیرہ شہروں میں پروگرام ہوئے اس کے علاوہ کویت مصر شام سوڈان سے جماعتیں پروگرام میں آتی تھیں ریاست عمان کا دورہ کیا شارجہ دوبئی ابوظہبی خورفقان عجمان شہروں میں تقریریں کی یورپ میں بھی اور انگلینڈ میں ڈربی شائر میں ایک بڑا گرجا گھر مسلمانوں نے خرید کیا وہاں خطبہ دیا بڑا جلسہ ہوا۔ ہندوستان کا بھی دورہ کیا۔ (اقتباسات از رموز راشدیہ)

پاکستان کے تو چپہ چپہ پر آپ نے تبلیغ کے دورے کیے ہر شخص کی یہ تمنا رہتی تھی کہ شاہ صاحب ہمیں ٹائم دیں جہاں کے لئے آپ نے ٹائم دے دیا وہاں منتظمین کو یہ یقین رہتا تھا شاہ صاحب ضرور آئیں گے کیا کچھ ہوجائے وعدہ ضرور پورا کریں گے آج کل کے علماء کی طرح نہیں جو آخر وقت تک منتظمین کو یہ ڈر رہتا ہے نہ معلوم فلاں مقرر نہ پہنچے پورا پروگرام خراب ہوجائے شاہ صاحب وعدہ پر ضرور پہنچتے تھے ہمارا علاقہ تھرپارکر جو آج کل تو سفری لحاظ سے کچھ سہولتیں پاچکا ہے لیکن شاہ صاحب کے وقت میں سفر کے لحاظ سے یہ علاقہ اتنا مشکل تھا کہ معمولی منزل پر پہنچنے کے لیے بھی دو تین دن قربان کرنے پڑتے تھے دورانِ سفر اگر کسی جنگل میں فور ویل گاڑی خراب ہوجاتی تو ڈرائیور اور کلینڈر پر تو ویسے ہی مصیبت آجاتی تھی کہ اس کا ٹائر خراب ہوگیا تو وہ اگر کوئی اور پرزہ خراب ہوجاتا تو وہ کندھے پر اٹھا کر شہر کو جاتے بنا کر واپس ایک دن بعد آکر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگاتے تب تلک مسافروں کا بیڑہ غرق ہوجاتا تھا کئی دفعہ کتنے ہی مریض ڈاکٹر تک نہ پہنچنے کی وجہ سے اجل کا شکار ہوگئے۔

ان سفری مشکلات کے باوجود شاہ صاحب کی تھرپارکر کے باشندوں پر خاص نظر عنایت تھی کافی جگہوں پر پروگرام کیے چھاچھرو تحصیل کے گاؤں چھور میں اُس وقت ایک اہل حدیث تھا اس نے شاہ صاحب کو دعوت دی وہاں آپ پہنچے کنواں بھی دیا مسجد بھی منظور کرگئے آج اس گاؤں کی اکثریت اہل حدیث ہے یہ گاؤں اتنا دور ہے کہ ہم تھر میں رہنے والے بھی کافی دفعہ دعوت ملنے کے باوجود فقط ایک دو دفعہ شریک ہوسکے ہیں اس کے علاوہ وہ تھر کے گاؤں گاؤں میں پہنچے ہیں ہمارے گاؤں سینھری کھوئی تھرپارکر میں بھی شاہ صاحب دو دفعہ جلسہ کے سلسلہ میں اور ایک دفعہ میری اور بھائی عبدالرزاق کی شادی کی دعوت پرتشریف لائے تھے آج تک اپنے دوستوں میں اس سعادت پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارا نکاح شاہ صاحب نے پڑھایا تھا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

ہمارے گاؤں سینھری کھوئی میں مدرسہ نورالاسلام چھوٹے پیانے پر تو والد صاحب مرحوم نے شروع کیا تو الیکن باقاعدہ طور پر درس نظامی حفظ و ناظرہ کی ترتیب کے ساتھ اجراء یقیناً شاہ صاحب کے مرہون منت ہے جس سے آج تک ۲۵ حفاظ کرام اور ۱۹ علمائے کرام سند فراغت حاصل کر کے مختلف علاقوں میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں یقیناً ہم سب کے لئے خصوصاً شاہ صاحب مرحوم اور والد صاحب مرحوم کے لیے صدقہ جاریہ کا سبب بنے ہوئے ہیں ان شاءاللہ۔

تھرپارکر کے سفر کے سلسلہ میں شاہ صاحب کے ایک سفر کا ذکر نہ کرنا یقیناً ناانصافی ہوگی ہمارے ضلع تھرپارکر کے امیر محترم حافظ محمد کھٹی صاحب حفظہ اللہ نے جو کہ ڈیپلو شہر میں رہائش پذیر ہیں شاہ صاحب کو اپنے بیٹے کی شادی کی دعوت دی ہمیں بھی دعوت ملی ہمارے گاؤں اور ڈیپلو شہر کا فاصلہ ۲۸ اٹھائیس کلومیٹر ہے اچانک دعوت کے دن اتنی بارش ہوئی کہ ہمارے لیے نکلنا بڑا مشکل ہوگیا جب کہ ہم فقط اٹھائیس کلومیٹر پر تھے لیکن شاہ صاحب اس بارش میں سعید آباد سے نوں کوٹ تک پہنچتے ہیں شہر کے دوسرے کنارے حافظ صاحب کی گاڑی کھڑی تھی لیکن درمیان میں اتنا پانی تھا کہ کار کا نکلنا مشکل تھا آخر کار ایک بڑا ٹیکٹر الایا گیا اس پر چڑھ کر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی سے گذرتے ہوئے دوسری طرف پہنچتے ہیں وہاں سے حافظ صاحب کی گاڑی میں چڑھ کر وعدہ کے مطابق شادی میں پہنچتے ہیں۔

اولئک آبائی فجئنی بمثلهم اذا جئتنا یا جریر المجامع

جهاد بالقلم

تقریر کے ہنگام اُمڈتا ہوا دریا
تحریر کے دوراں صد قلزم ذخّار

شاہ صاحب جہاں بڑے دینی سماجی مصلح تھے شعلہ بیان مقرر و واعظ وخطیب تھے تو دوسری طرف بڑے عالم فاضل ممتاز مصنف اور عربی فارسی کے صاحب طرز ادیب بھی تھے آپ کی تصانیف کی تعداد دوصد کے لگ بھگ پہنچتی ہے۔ جن میں پچاس کے قریب عربی کی تصانیف ہیں باقی اردو اور سندھی میں تصانیف ہیں ان تمام تصانیف میں سندھی میں تفسیر بدیع التفاسیر بڑی اہمیت کی حامل ہے جس میں ہر مسئلہ کو کھول کر تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ صحیح احادیث کا التزام کیا گیا ہے آیات مبارکہ پر کیے گئے اعتراضات کا بھرپور جواب دیا گیا ہے مثلاً سوامی دیانند تال پرکاش اسی طرح عیسائیوں نے اعتراضات کئے ہیں ان اعتراضات کو بیان کر کے تفصیل کے ساتھ جواب دیئے گئے ہیں تو یہ ایک عظیم تصنیف ہے لیکن افسوس کہ آپ اسے مکمل نہ کر سکے کہ پیغامِ اجل آ پہنچا دعا ہے اللہ تعالیٰ ایسا مرد مجاہد پیدا کرے جو اسی طرز پر اس تفسیر کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین۔

رحلت

موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں بو علی سینا ایسے حکیم کو بھی کہنا پڑا۔

از قعرِ گل سیاہ تا اوج زحل — کر دم ہمہ مشکلاتِ گیتی راحل
بیروں جستم زقیدِ ہر مکر و حیل — ہر بند کشادہ شد مگر بند اجل

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ اس ازلی وابدی قانون کے تحت گلشن اہل حدیث کے یہ پھول موجودہ دور کے ولی کامل موجودہ دور کے امام بخاری و امام ابن تیمیہ عالم اسلام کی یہ عظیم ہستی اپنے ہزاروں شاگردوں اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاکھوں معتقدین کو داغ مفارقت دے کر ۸ر آٹھ جنوری ۱۹۹۶ء کو داعی اجل کو لبیک کہہ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

نَوَّرَ اللهُ مَرْقَدَهُ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ

چاک کے تقدیر کو ممکن نہیں کرنا رفو
سوزنِ تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

آپ کی وفات کی خبر بجلی کی طرح پاک و ہند اور پوری دنیا میں پھیل گئی آپ کی فوتگی کی اطلاع جس جس نے سنی سراسیمہ رہ گیا آپ کے مخالفین واعداء نے بھی رنج وافسوس کا اظہار کیا سچ ہے مَوْتُ العالِم مَوْتُ العالَم ایک عالم اسلام کی موت سارے جہاں کی موت ہوتی ہے عالم بھی ایسا جو باعمل سنت نبوی کا شیدائی جس نے نصف صدی سے زائد عرصہ تک دین مقدس ملت حنیف کی خدمت کی تمام عالم اسلام اس کے لیے کیوں سوگوار نہ ہوتا۔ آہ!

قوم کا اک چراغ تھا نہ رہا
ایک عالی دماغ تھا نہ رہا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد اشرف توقیر فاضلپوری ☆

آیۃ من آیات اللہ سید راشدی رحمۃ اللہ علیہ

کئی ایسی خوش نصیب خوش قسمت نیک نام نیک بخت ہستیاں ہوتی ہیں کہ جب وہ جہان فانی سے کوچ کر کے جہان دائمی میں جاتی ہیں اور وہ موت العالم موت العالم کے مصداق ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان عظیم ہستیوں میں سے اس دور کی ایک عظیم ہستی شیخ العرب والعجم مفسر قرآن محدث الکبیر عالم شہیر حضرت علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ سید احسان اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ۱۰؍ جولائی ۱۹۲۵ء، ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۴۳ھ کو گوٹھ فضل اللہ شاہ موجودہ گوٹھ قدیم پیر آف جھنڈا تحصیل ہالا ضلع حیدر آباد سندھ میں پیدا ہونے والے گوہر نایاب، فرزند ارجمند نے اپنی پوری زندگی کو علم دین کے حصول اور پھر اس کی اشاعت میں کھپا دیا۔ تادم حیات دنیا سے مستغنی رہے اور خالصتاً لوجہ اللہ دین اسلام کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ آپ

إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

کی حقیقی تصویر تھے۔ علمی میدان میں آپ نے جو کام کیا وہ اہل علم کے سامنے ریت میں کندن کی طرح عیاں ہے۔ آپ مسلک اہل حدیث کے ترجمان تھے۔ چنانچہ جس نے بھی مسلک حقہ کے خلاف زبان یا قلم کو استعمال کیا تو آپ نے حکمت اور موعظہ حسنہ سے دفاع کیا اور معاندین ومخالفین کو تحریری وتقریری طور پر عالمانہ محدثانہ انداز میں عقل ونقل سے ایسے مسکت ومدلل جوابات دیئے کہ مسلک اہل حدیث کی حقانیت واضح ہوگئی اور فریق مخالف میں جواب دینے کی سکت نہ رہی یا اٹھائے گئے نکات کے صحیح طریق سے جوابات نہ دے سکے اور ملاں آں باشد کے چپ نہ شود کے مصداق بن گئے۔ اگر کسی کو شک وتردد ہو تو موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کر کے حق وحقیقت کو اپنی بصارت وبصیرت کی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ جو بھی انصاف پسند اور تعصب سے ہٹ کر ان کتابوں کا مطالعہ کرے گا وہ نہ صرف حضرت راشدی رحمۃ اللہ علیہ کی تبحر علمی کا ہی معترف نہیں ہوگا بلکہ مخالفین کی خیانتوں کا بھی معترف ہوگا اور پورے مسلک اہل حدیث کی

☆ منڈیالہ تیگہ ضلع گوجرانوالہ کے معروف ادیب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقانیت اور صحت کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء لیکن یہ علم وعمل کا آفتاب و ماہتاب سرزمین سندھ نیو سعید آباد میں ۸رجنوری ۱۹۹۶ء، ۱۶ شعبان ۱۴۱۶ھ کو اکہتر برس کی عمر میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔

كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذوالجلال والاكرام

حضرت شاہ رحمہ اللہ سندھ کے ایک ممتاز ومحترم راشدی خاندان کے چشم و چراغ بلکہ اس کے گل سرسبد تھے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو خاندانی شرف و وجاہت عطا فرمائی تھی۔ وہاں علم وفضل کی خوبیوں تفقہ اور استنباط کی بہترین صلاحیتوں، دعوت وتبلیغ کے ولولوں اور جذبوں تصنیف وتالیف کے سلیقے، نقد وتحقیق کے اعلیٰ ذوق، قوت حافظہ اور اخلاق کردار کی رفعتوں سے بھی نوازا تھا۔ ان خوبیوں نے انہیں مجموعہ صفات اور مجمع کمالات بنا دیا تھا۔

اسی لئے تو بڑے بڑے جید علمائے کرام رحمہم اللہ آپ کی علمی شان اور قدر ومنزلت کے معترف تھے۔ چنانچہ ۱۹۴۵ء میں بٹالہ ضلع گورداسپور کی مرکزی کانفرنس کے موقعہ پر امام المناظرین فاتح مذاہب باطلہ شیر پنجاب سیف بے نیام بزگردن دشمنانان اسلام شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے برملا اس بات کا اظہار فرمایا تھا کہ آج وہ ایک ایسے اجتماع سے مخاطب ہیں جس کی صدارت ایک ایسا نوجوان عالم کر رہا ہے۔ جو کہ فن رجال اور جرح وتعدیل کا امام ہے۔ ہمارے علاقے میں بریلویوں کے ایک بہت بڑے عالم اور مناظر کہا کرتے تھے کہ اگر کسی نے اہل حدیثوں میں علم وعمل کا پہاڑ دیکھنا ہے تو سید پیر بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کو دیکھ لے۔ یقیناً حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ محدث زماں تھے مگر فخر وریا سے مبرا۔ امام العصر تھے اور بوریا نشین۔

ذکاوت وصیانت میں اعلیٰ، سادہ ومطہر، متانت وامانت کے پیکر، علم وعمل کے بحر، نمود ونمائش سے الگ ہر چھوٹے بڑے پر مشفق۔ شرافت ونجابت میں مجسم جمیل، تمام علوم وتقابل ادیان میں ماہر وکامل۔ اخلاص اور بے لوثی کے مظہر، تدریس وتالیف میں بے نظیر، تحقیق وتدقیق میں عدیم المثال۔ زہد وتقویٰ کا اعلیٰ نمونہ بے داغ کردار کے مالک، نورانی وقار کے مالک۔ مصفّٰی سیرت کے صاحب۔ شیوخ الحدیث کے شیخ،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاملوں کے استاد، امامت وعدالت کا مرقعہ، نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو، رزم ہو یا بزم پاک دل و پاک باز بقیۃ السلف واقعتاً آیۃ من آیات اللہ۔ لایوجد فی قلبہ الا اللہ کی کامل تصویر۔

علم کا بے کنار سمندر کبھی امام ابن حجر رحمہ اللہ کی طرح مشکلات بخاری کی گتھیاں سلجھاتے ہیں، کبھی رواۃ حدیث کے اسماء ونسب طبقات ومراتب سیر وحالات اور واقعات بیان کرتے ہیں کبھی لطائف حدیث کی کلیاں نچھاور کرتے ہیں۔ کبھی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی طرح احکام اسلام کے اسرار ورموز سمجھاتے ہیں۔ کبھی امام دارمی رحمہ اللہ وآلوسی رحمہ اللہ کے انداز میں علمی نکات بیان کرتے ہیں۔ کبھی راغب رحمہ اللہ وابن اثیر رحمہ اللہ کی طرح غریب القرآن والحدیث کی توضیح فرمارہے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی وسعت نظر، امام ابن قیم رحمہ اللہ کی سلامت فکر۔ امام ابن ہمام رحمہ اللہ کی قوت استدلال۔ امام سیوطی رحمہ اللہ کی تجر وتوسع علمی کی جھلک تھی۔

آپ کو علم تفسیر، اصول تفسیر، علم حدیث، اصول حدیث، علم فقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ بلاغت و معانی، علم عروض قوافی، علم صرف ونحو، تاریخ وسیر لغت وعقائد، ادب وعلم الفرائض، تجوید وقرأت وغیر ذلک سب پر ایک قدرے دسترس وکمال حاصل تھا۔ الغرض آپ ہر میدان کے شہسوار تھے۔

علمی میدان میں آپ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ ایسے اوصاف حمیدہ اور فضائل کریمہ سے متصف تھے جو کم ہی لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ باطنی حسن کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری حسن سے بھی نوازا تھا باوقار لمبا قد، خوبصورت گندم گول گول چہرہ، بارعب موٹی موٹی آنکھیں، کھڑی ناک، گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح ذکر واذکار کرتے ہوئے سرخ ہونٹ، چہرے پر لمبی سرخ مہندی لگی ہوئی نرم و نازک ریش۔ سر پر ٹوپی، ٹخنوں سے اونچی شلوار قمیص پر شیروانی، مقررانہ آواز مگر مدلل گفتار جسم کی نظافت وطہارت میں والرجز فاهجر کی تصویر، وثیابک فطهر کی عملی تعبیر، خوش پوش۔ خوش خوراک، خوشبو بھی شوق سے استعمال فرماتے تھی۔

اگر آپ علم کے سمندر تھے تو عمل میں بھی کم نہ تھے۔ اتباع سنت رسول ﷺ کے جذبہ سے سرشار تھے۔ نماز ہمیشہ اوّل وقت میں باجماعت ادا فرماتے۔ سنن ونوافل کا احسن انداز میں اہتمام کرتے۔ اکثر روزہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حالت میں ہوتے۔عمرہ و حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی بہرہ ور تھے۔عبادت میں ایسا حسن پیدا کرتے جو حدیث جبریل علیہ السلام میں مذکور ہے گویا کہ ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک کا عملی نمونہ تھے۔شب بیداری و تہجد آپ کی زندگی کا جزو لاینفک تھی۔ذکر و فکر میں اکثر مشغول رہتے۔وقت کی پابندی آپ کا طرہ امتیاز تھا۔

آپ ایک عظیم مبلغ اور داعی کبیر بھی تھے۔فرق باطلہ کے لیے وہ ایک گرز ابرز شکن شرک و بدعت کی تردید میں ایک سیف برہنہ اور مسلک اہلحدیث کے اثبات اور توحید الٰہی کی توضیح کے لیے حجت قاطع برہان ساطع اور قندیل زبانی تھے۔ایک طرف وہ بزم افتاء و تدریس کے صدر نشین تھے تو دوسری طرف تبلیغی اجتماعات اور دعوتی کانفرنسوں کی رونق اور رُوحِ رواں ایسے عوامی اجتماعات میں بھی ان کی تقریریں جوش و ولولے کی مظہر، قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین اور زبان و بیان اور استدلال کی قوت سے بھرپور ہوتیں۔گویا بیان اور استدلال کا بحر تلاطم خیز موجزن ہوتا جس مین فریق مخالف کے دلائل خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتے۔ قرآن و حدیث کی ایسی روشنی ہوتی جس سے شرک و بدعت کی تاریکیاں دور ہوجاتی اور حقائق و معارف کا ایک دریا ہوتا جو سامعین کو اپنے ساتھ بہالے جاتا۔ایک عوامی مقرر، شعلہ بیان خطیب اور سحر انگیز واعظ کی حیثیت سے وہ لاکھوں دلوں کی دھڑکن۔ان کے محبوب راہنما اور عظیم قائد تھے۔اور اپنی انہی خوبیوں کی وجہ سے وہ شرک و بدعت کی تاریکیوں میں ایک مینارۂ نور تھے۔الحاد و زندقہ کے جھکڑوں میں ایمان کی باد بہاری تھے اور قافلۂ حق کے سالار اور حدی خواں تھے لاکھوں اہل توحید ان کے ایمان افروز خطاب سے اپنے دلوں کی کشت ویراں کو سیراب کرتے تھے۔ہزاروں اہل شرک و بدعت کو ان کی تقریروں سے توحید و سنت کی روشنی نصیب ہوتی۔اور بہت سے گم گشتگانِ ضلالت کو ہدایت کی صراطِ مستقیم اختیار کرنے کی سعادت ملی۔

ان کے چلے جانے سے بزم تحقیق ہی سونی نہیں ہوئی۔تبلیغ و دعوت کی رزم گاہیں بھی اجڑ گئیں۔ افتاء و تدریس کی مسند ہی اپنے صدر نشین سے محروم نہیں ہوئی وعظ و خطابت کی مجلسوں کو گرمانے والا بھی چلا گیا۔علمی محفلوں کو آباد کرنے والا ہی راہیٔ ملک عدم نہیں ہوا مساجد و مدارس کے اجتماعات بھی بے رونق ہوگئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی ہمہ صفت موصوف شخصیتیں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے۔
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ان تمام خوبیوں اور کمالات کے ساتھ ساتھ اخلاق و کردار کی بلندیوں پر فائز تھے۔ان کی زبان اپنے ہم عصروں کی غیبت اور بدگوئی سے پاک تھی۔ان کا دل حسد، بغض وعناد کینہ کدورت اور تکبر کی آلائشوں سے صاف وشفاف تھا۔مزاج اور طبیعت میں سادگی اور انکساری تھی۔اہل علم وفضل کے قدردان اور چھوٹوں پر رحم وشفقت فرمانے والے تھے۔ہر چھوٹے بڑے سے بڑے تپاک محبت اور سرگرمی سے ملتے۔حق گوئی اور صاف گوئی میں کوئی رو رعایت نہیں کرتے تھے۔زہر ہلاہل کو انہوں نے کبھی بھی قند نہیں کیا۔اور اس معاملے میں وہ اپنوں کی خفگی اور بیگانوں کی ناخوشی کی قطعاً پرواہ نہ کرتے تھے۔کلمۂ حق کی ادائیگی اور اس کی پشتیبانی کرتے تھے۔

بہرحال کتاب وسنت کا ترجمان، مسلک حقہ کا پاسبان، نقد ونظر کا بادشاہ، حدیث وتفسیر کا امام، مفکر ومتکلم اسلام پیکر، تقویٰ وعمل، حسن اخلاق وکردار کا مرقع جمیل۔ایک عظیم مبلغ وداعی کبیر، ہم جیسے لاکھوں روحانی فرزندوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داغ مفارقت دے کر اپنے اللہ کے ہاں مہمان بن گئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے۔حسنات کو شرف قبولیت فرما کر ذریعہ نجات بنائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین۔یا رب العالمین۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو عکاشہ عبدالجبار سلیمان السندی حفظہ اللہ☆

شیخ العرب والعجم

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی السندی رحمہ اللہ

الحمدللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ

اما بعد:

مجدد الدعوۃ الاسلامیہ شیخ الاسلام امام محمد بن عبدالوہاب النجدی رحمہ اللہ نے عوام الناس کو توحید ربانی سمجھانے کے لئے ''کتاب التوحید'' تالیف فرمائی۔ اس کتاب کی شرح شیخ محترم کے پوتے علامہ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ نے لکھی جو ''فتح المجید'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب کے اردو ترجمہ کی سعادت مولانا عطاء اللہ ثاقب رحمہ اللہ کے حصہ میں آئی جو ''ہدایۃ المستفید'' کے نام سے معروف ہے۔

''ھدایۃ المستفید'' پر ایک علمی اور بسیط مقدمہ لکھنے کی سعادت ہمارے شیخ اور محسن شیخ العرب والعجم علامہ السید بدیع الدین شاہ الراشدی السندی رحمہ اللہ کے حصہ میں آئی۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارو رسن کہاں

اس مقدمہ کے سرورق پر شاہ صاحب رحمہ اللہ کو ان القاب سے یاد کیا گیا ہے۔

☆ ناصر السنۃ النبویۃ ☆ ناصر العقیدۃ السلفیۃ
☆ قامع البدعۃ ☆ المجاھد لاعلاء کلمۃ اللہ
☆ الصلب فی السنۃ ☆ الملازم للعبادۃ
☆ العالم الفاضل ☆ المحدث الفقیہ

☆ تلمیذ شیخ العرب والعجم امام وخطیب جامع محمدی مسجد اہلحدیث ٹنڈو کوٹ ضلع میرپورخاص سندھ، فارغ التحصیل مدرسہ دارالحدیث والقرآن ڈیپلو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ رئیس المحققین ☆ العلامة الشیخ

السید بدیع الدین شاہ الراشدی السندی رحمہ اللہ

آیئے ان القاب کی روشنی میں شاہ صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت کا مطالعہ کریں۔

ناصر السنة النبوية

شاہ صاحب رحمہ اللہ سنت نبوی کے عامل داعی و ناصر تھے۔ آپ کی پوری زندگی سنت نبوی سے عبارت تھی۔ آپ ہر معاملہ میں سنت نبوی کو پیش نظر رکھتے تھے۔

جن لوگوں نے شاہ صاحب رحمہ اللہ کو قریب سے دیکھا ہے ان کو معلوم ہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ سنت نبوی پر کتنی سختی سے عمل کرتے تھے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عبادت ہو یا معاملات رفتار ہو یا گفتار اٹھنا ہو یا بیٹھنا حضر ہو یا سفر تمام کام سنت کے مطابق ہی ہوتے تھی۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ پوری زندگی سنت نبوی پر عامل رہتے ہوئے اس کی دعوت دیتے رہے۔ ایک وقت تھا کہ پورے حیدرآباد سندھ میں صرف ایک مسجد اہلحدیث تھی (حیدرآباد سندھ میں ایک مسجد اہلحدیث تھی تو باقی سندھ میں کیا حال ہوگا یہ کسی سے بھی مخفی نہ ہوگا) اس سے اندازہ لگایئے کہ عاملین سنت کی تعداد کتنی تھی۔ لیکن شاہ صاحب رحمہ اللہ کے شب و روز جہد و محنت و دعوت کا نتیجہ ہے کہ آج الحمدللہ ہر شہر ہر بستی و قریہ بلکہ ہر محلّہ میں مسجد اہلحدیث نظر آتی ہے۔ اور عاملین سنت کی کثیر تعداد ہر جگہ موجود ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کتاب و سنت کا پیغام پہنچانے کے لئے تقریباً ہر جگہ گئے۔ صحرائے تھر جو وطن عزیز کا انتہائی پسماندہ علاقہ ہے، جس وقت شاہ صاحب رحمہ اللہ یہ پیغام لے کر نکلے اس وقت تھر کا سفر نہایت مشکل تھا وہ سفری سہولیات جو آج میسر ہیں بلکل نہ تھیں۔ تھر کا کٹھن اور مشکل سفر شاہ صاحب رحمہ اللہ نے کیا۔ آپ عوام تک سنت نبویہ کا پیغام پہنچانے کے لئے کہیں پا پیادہ کہیں اونٹ پر سوار ہوئے اور کسی جگہ تھر میں چلنے والی گاڑی، چھکڑا پر سفر کیا رات دن ایک کر کے کتاب و سنت کا پیغام پہنچاتے رہے یہ ہی وجہ ہے کہ تھر میں کثیر تعداد میں عاملین سنت اہلحدیث کی تعداد موجود ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذالک۔

نہ رہا چمنستان توحید کا گل تھا
اڑ گیا گلستان سنت میں بلبل تھا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناصر العقیدۃ السلفیۃ:

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس طرح سنت نبوی کے ناصر تھے اسی طرح عقیدہ سلف صالحین کے بھی ناصر تھے آپ اپنی پوری زندگی عقیدہ سلف کے ترجمان تھے اور صحیح عقیدہ کو بغیر خوف لومۃ لائم بیان کرتے رہے آپ نے صحیح عقیدہ کو بڑے زور سے بیان کیا مثلاً

۱۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں یکتا وواحد ہے اس کا کوئی مثل ونظیر نہیں۔

۲۔ وسیلہ کی ممنوع قسم شرک ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ عرش عظیم پر مستوی ہے۔

۴۔ قرآن مجید کلام اللہ ہے مخلوق نہیں۔

۵۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔

چنانچہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح عقیدہ سمجھانے کے لئے ملک کے طول وعرض میں بے شمار سفر کئے کئی ایک کامیاب مناظرے کئے آپ کے خطبات وتقاریر سن کر کئی لوگوں نے غلط عقیدہ سے توبہ کی اور صحیح عقیدہ کو اختیار کیا۔

مسئلہ وسیلہ:

وسیلہ کی دو قسم ہے۔

مشروع وممنوع

اہل علم اس کی تفصیل جانتے ہیں لیکن عوام الناس وسیلہ کی ممنوع قسم بھی اپنائے ہوئے ہیں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سلف صالحین کی طرح عقیدہ کی اس خرابی کو بھی واضح کیا چنانچہ آپ نے اپنی کتاب ''توحید خالص'' حصہ دوم میں اس مسئلہ کو بڑی وضاحت سے بیان کیا اس کے علاوہ آپ نے تقاریر میں بھی اس مسئلہ کو بیان کیا کہ خالق ومخلوق کے درمیان واسطہ اور وسیلہ کی کوئی حاجت وضرورت نہیں۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں پر ایک واقعہ کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔

یہ کوئی ۱۹۶۷ء کی بات ہے نوکوٹ شہر میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تبلیغی پروگرام تھا والد محترم حفظہ اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحباب جماعت نے یہ پروگرام جامع مسجد حنفیہ میں رکھا تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ شاہ صاحب کی تقریر سے مستفید ہوسکیں۔ چنانچہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتظار میں بیٹھے لوگوں کو روکے رکھنے کے لئے اہل مسجد حنفیہ نے ایک حنفی مولوی کو تقریر کے لئے کھڑا کیا اس مولوی نے وسیلہ کی ممنوع قسم کو حق ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی اپنی تقریر کے اختتام پر بھی وسیلہ ممنوع کو اختیار کیا چنانچہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پہنچی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوا دو گھنٹہ وسیلہ کی تردید میں ایسی مدلل اور زوردار تقریر کی کہ حنفی مولوی کی تقریر کا غبار لوگوں کے ذہن سے صاف ہوگیا اور اپنے کیا غیر بھی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ اہل توحید کو مدت مزید گزرنے کے باوجود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر دل پزیر یاد ہے۔

خطابت ہی نہیں سیاست کا ہمرکاب تھا
گفتگو کا شاہ وہ حاضر جواب تھا

اللہ تعالیٰ عرش عظیم پر مستوی ہے:

قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ سات آسمانوں کے اوپر عرش عظیم پر مستوی ہے لیکن لوگوں کی ایک بڑی تعداد میں یہ عقیدہ رواج پا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''توحید خالص'' حصہ اول میں بڑے احسن انداز سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش عظیم پر مستوی ہے۔ ہر جگہ اللہ موجود ہے والا عقیدہ غلط ہے چنانچہ آپ نے اپنی کتاب میں قرآن وحدیث سے اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کے بے شمار دلائل دیئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ ائمہ اربعہ اور سلف صالحین کا عقیدہ بھی یہ ہی ہے اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

قرآن مجید کلام اللہ ہے مخلوق نہیں۔

سلف سے خلف تک یہ ہی عقیدہ ہے لیکن معتزلہ نے اس کے خلاف عقیدہ اختیار کیا اور قرآن مجید کو مخلوق کہا صحیح عقیدہ رکھنے والے اہل علم کو تختہ مشق بنایا بہت سے علماء نے جان کی قربانی دی خصوصاً امام اہل سنت امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو سخت ترین مشکلات وآزمائش سے دوچار کیا گیا لیکن امام صاحب کے پایۂ استقلال میں فرق نہ آیا مارنے والے مار مار کر تھک گئے لیکن امام صاحب اعلان کرتے رہے کہ ''القرآن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلام اللہ غیر مخلوق'' شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی ''بدیع التفاسیر'' میں اس مسئلہ کو خوب خوب بیان کیا ہے۔ خصوصاً مقدمہ بدیع التفاسیر میں بڑی تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ کا ذکر کیا کیوں نہ کرتے وہ جو عقیدہ سلفیہ کے ناصر تھے۔

غیرت دین میں وہ رہتا گرم تھا
اپنوں کی ہو محفل تو ہوتا نرم تھا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں

امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ سیدنا محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں سلف سے خلف تک یہ ہی عقیدہ ہے آج تک دو مسلمانوں کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف پیدا نہیں ہوا امت مسلمہ کے تمام فرق اس عقیدہ پر متفق ہیں۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ کے بعد ایسے کذاب و دجال پیدا ہوئے جنھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا امت مسلمہ نے ان کا مقابلہ کیا اور علماء اسلام عوام الناس کو ان کے دجل وفریب سے باخبر کرتے رہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی عقیدہ ختم نبوت کو خوب خوب بیان کیا اور سمجھایا ماضی قریب کے کذاب و دجال ومفتری قادیانی نبی غلام احمد نے دعویٰ نبوت کیا تو علماء کرام نے اُس کا مقابلہ کیا اور قادیانی نبی کو اس کے انجام تک پہنچایا۔ جب تحریک ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم چلی تو شاہ صاحب رحمہ اللہ پیش پیش رہے اور قلمی طور پر بھی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان کا رد کیا شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بدیع التفاسیر میں موقع بموقع عقیدہ ختم نبوت کا ذکر کیا اور قادیانی نبی اور اس کے خلیفہ کی لاعلمی و جہالت اور دجل وفریب کا پردہ چاک کیا۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالعزیز قادیانی نے ایک رسالہ بنام ''نزول ابن مریم علیہ السلام اور حقیقت دجال'' لکھا تھا اس رسالہ کے صفحہ ۵۸ پر لکھتا ہے۔ ''حضرت صاحب کی لاکھوں نے بیعت کی اور زمانہ کے اقطاب واولیاء نے بھی ہر ملک سے بیعت کی چنانچہ ہماری سندھ کے مشہور ولی اللہ حضرت پیر رشید الدین شاہ صاحب جھنڈے والے بھی حضرت صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ڈاکٹر عبدالعزیز قادیانی کے اس کذب اور جھوٹ کا ایسا مسکت جواب دیا کہ آج تک پھر کسی قادیانی کو لب کشائی یا قلم کو حرکت دینے کی ہمت نہ ہوئی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کا نام ہی ایسا رکھا جس نام ہی نے قادیانی جھوٹ وفریب کو عیاں وظاہر کردیا۔شاہ صاحب رحمہ اللہ نے کتاب کا نام ”قادیانی و جهنڈائی خاندان بینهما برزخ لایبغیان“ رکھا۔ واضح رہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے بڑے بھائی اور فن اسماء الرجال کے ماہر علامہ ابوالقاسم السید محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے بھی اس جھوٹی قادیانی دعویٰ کا جواب دیا۔ علامہ سید محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے اس رسالہ کا نام ”القواطع الرحمانية لافتراءِ الفرقة القاديانية“ رکھا۔

کاش ہماری جماعت کے جرائد علامہ سید محبّ اللہ شاہ صاحب العلم السادس رحمہ اللہ کے خدمات جلیلہ کو عیاں وظاہر کرنے کے لئے خاص نمبر کا اہتمام کرتے تاکہ ان کی خدمات ہم طلبۃ العلم کے لئے مشعل راہ بن سکیں۔ اللهم اغفرله وارحمه

حفظ دین کو گویا قدرت نے پالا تھا
کشت دین کا وہ یکتا گل لالہ تھا

قامع البدعة:

شاہ صاحب رحمہ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کی طرح کتاب وسنت کو کافی سمجھتے تھے اور ہر اس چیز کو جو دین میں داخل کی گئی ہے اور اس کی دلیل کتاب وسنت سے نہیں جس کو شرعی اصطلاح میں بدعت کہا جاتا ہے سخت مخالف تھے آپ نے اپنی تالیفات وخطبات وتقاریر میں بدعت کی خوب خوب تردید کی اور یہ درس دیا کہ عمل کے لئے کتاب وسنت کافی ہیں بدعت کی کوئی حاجت نہیں اور بدعت کی تقسیم حسنہ وسیۂ کے بھی شاہ صاحب رحمہ اللہ مخالف تھے شاہ صاحب رحمہ اللہ بدعت و بدعتیوں کی بڑی بے باکی سے تردید کرتے رہے اس سلسلہ میں شاہ صاحب رحمہ اللہ کو کافی تکالیف دیکھنی پڑیں لیکن چونکہ شاہ صاحب رحمہ اللہ ناصر السنۃ ومحب السنۃ تھے بڑی خندہ پیشانی سے ان تکالیف کو برداشت کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب رحمہ اللہ کو مخالفین ومعاندین کے مقابلہ میں ایک بہت بڑا حلقہ عطا کیا اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں شاہ صاحب رحمہ اللہ کے چاہنے والے پیدا کیے۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ کی یہ بہت بڑی دینی خدمت ہے کہ آپ نے خالص کتاب وسنت کا پیغام پہنچایا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بدعت کی تردید کی اور بدعتیوں کا بے باک و بے خوف ہو کر مقابلہ کیا اور بدعتی ملاؤں کا راستہ تنگ کیا اور ان کو بھاگنے پر مجبور کیا۔ فللّٰہ الحمد۔

بدعت و تقلید کو ابن حزم تھا
ہوتا کیوں نہ ایسا وہ صاحب علم تھا

المجاهد لاعلاء كلمة الله

شاہ صاحب رحمہ اللہ مرد مجاہد بھی تھے وہ پوری زندگی کوشش کرتے رہے کہ اللہ کا کلمہ بلند و بالا ہو۔ اس سلسلہ میں بھی آپ کو کافی تکالیف دیکھنی پڑیں چنانچہ ہجرت پر مجبور ہوئے۔ ڈرایا اور دھمکایا گیا بائیکاٹ کیا گیا بُرے القاب سے یاد کیا گیا، لیکن شاہ صاحب رحمہ اللہ کے پایۂ استقلال میں سرمو فرق نہ آیا۔ جس روز سے مخالفت کی گئی اس سے بڑھ کر شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لئے شرک و شرک کے اقسام، بدعت و رسم و رواج کی تردید شروع کی شاہ صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی کامیابی عطاء فرمائی چنانچہ میں یہاں پر چند ایک واقعات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کتنے بڑے مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔

پہلا واقعہ:

پنگریو ضلع بدین سندھ کا ایسا شہر ہے جس میں چند اہل حدیث تھے وہ بھی مالی و سیاسی اعتبار سے بلکل کمزور چنانچہ ان ساتھیوں کی قلت و کمزوری دیکھ کر نوکوٹ و ملکانی شہر کے احباب جماعت نے پنگریو میں شاہ صاحب رحمہ اللہ کا تبلیغی پروگرام رکھا شاہ صاحب رحمہ اللہ اس پروگرام میں تشریف لائے اور بڑے خوش نظر آرہے تھے کہ اس شہر میں توحید بیان کرنے کا موقع ملا، پنگریو ایسا شہر ہے جس سے تقریباً ۲ میل کے فاصلے پر ایک درگاہ سمن شاہ ہے جس پر ہر سال بہت بڑا میلہ لگتا ہے اور ہر جمعہ کی رات لوگ حاضری دیتے ہیں چنانچہ پروگرام کے اشتہار تو پہلے ہی شہر کی دیواروں پر لگ چکے تھے شاہ صاحب رحمہ اللہ کے پہنچنے پر اعلان بھی کر دیا گیا بعد از صلاۃ العشاء شاہ صاحب رحمہ اللہ نے تقریر شروع کی پروگرام سننے کے لئے اہل توحید و اہل شرک کا ہجوم تھا جب شاہ صاحب رحمہ اللہ نے شرک پر ضرب لگائی تو اہل شرک نے نعرے بازی شروع کر دی اور جلسہ میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدمزگی پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد کا ایسا نظارہ دیکھنے میں آیا کہ الیوم نختم علیٰ افواہھم ان کی نعرے بازی بند ہوگئی اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کی توحید کو بیان کیا اور شرک کی تردید بڑے زوردار الفاظ میں کی کہ اہل توحید اپنے رب کی توحید سن کر خوش ہوئے اور اہل شرک پر سکتہ طاری ہوگیا یہ بہت بڑی ہمت کا کام تھا جو اس مرد مجاہد نے انجام دیا۔

دوسرا واقعہ:

ضلع تھرپارکر چار تحصیلوں پر مشتمل ہے جن میں ڈیپلو، مٹھی، چھاچھرو اور ننگر پارکر ہیں اول الذکر دونوں تحصیلوں میں بڑی تعداد میں اہل حدیث موجود ہیں۔ فللہ الحمد

لیکن آخر الذکر دونوں تحصیلوں میں اہل حدیث نہیں صرف تحصیل چھاچھرو کے گوٹھ چھومورا میں ایک شخص شیر محمد مورو اہل حدیث تھا چنانچہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ چھاچھرو سلفی افراد سے خالی ہے آپ نے فرمایا کہ چھاچھرو تبلیغی پروگرام کے لئے چلنا ہے کسی نے بتایا کہ حضرت وہاں پروگرام کرنا کوئی آسان کام نہیں کیونکہ وہاں کے لوگ اہل حدیث کو سننا تو دور کی بات لیکن دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے جواباً آپ نے فرمایا ایسی جگہ پروگرام کرنا تو ہمارا مشن ہے چنانچہ چھومورا میں پروگرام رکھا گیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پہنچ گئے لیکن اہل قریہ نے اعلان کر رکھا تھا کہ بدیع الدین شاہ یہاں پر تقریر نہیں کرسکتے۔ اگر زبردستی کی گئی تو مقابلہ ہوگا لیکن اللہ کے فضل واحسان سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر شروع کردی اہل قریہ جنہوں نے مرنے اور مارنے کا اعلان کیا تھا غور سے تقریر سننے لگے اللہ کے فضل سے آج چالیس سے زیادہ اہل حدیث مذکورہ قریہ میں موجود ہیں۔ عالیشان اہل حدیث مسجد و مدرسہ دین حق کی خدمت میں شب و روز مشغول ہیں۔ یہ اس مرد مجاہد کی کوشش و محنت کا نتیجہ ہے پروگرام سے واپسی پر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایسے پروگرام کیا کرو اس پروگرام سے بڑی خوشی ہوئی ہے۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھر کے تحصیل ننگر پارکر بھی پہنچے جہاں پر کوئی اہل حدیث نہیں تھا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہل ننگر پارکر کو بڑے احسن انداز میں رب کی توحید اور اتباع سنت کا درس دیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوری زندگی ایک مجاہد کے طور پر بسر کی اللہ تعالیٰ اس مرد مجاہد کو اجر عظیم عطاء فرمائے۔ اللّٰھم آمین۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصلب فی السنة:

شاہ صاحب رحمہ اللہ سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ پر بڑی سختی سے عمل کرتے تھے اور عمل کی دعوت دیتے تھے جو چیز احادیث صحیحہ سے ثابت ہوجائے شاہ صاحب رحمہ اللہ اس کے مقابلہ میں اگرچہ مگر چہ ہرگز برداشت نہ کرتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چاہے آج کل وہ متروک ہو کر رہ گئی ہو لیکن شاہ صاحب رحمہ اللہ اس پر بھی عامل تھے چنانچہ نماز مغرب سے قبل دو رکعت پڑھنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے آپ خود بھی عمل کرتے تھے اور ایک رسالہ بنام ''تحفۃ نماز مغرب'' لکھ کر اس سنت پر عمل کی دعوت دی اس طرح داڑھی جو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حکم ہے لیکن بہت سے لوگ داڑھی صاف کرواتے ہیں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے رسالہ ''اسلام میں داڑھی کا مقام'' لکھ کر لوگوں کو اس حکم وسنت پر عمل کی دعوت دی شاہ صاحب رحمہ اللہ خود بھی سنت پر سختی سے عمل کرتے تھے اور سنت پر عمل کی تاکید وتلقین کرتے تھے۔

رحمت کرے اللہ عجب مرد آزاد تھا
توحید و سنت کی وہ بلند آواز تھا

الملازم للعبادة:

احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا طریقہ بتایا گیا ہے شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عبادت بھی نبوی طریقہ پر تھی جو شخص آپ کو نماز پڑھتے دیکھتا اس کے سامنے نماز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ آجاتا آپ بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کرتے تھے شاہ صاحب رحمہ اللہ اکثر اوقات قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے خصوصاً جب سفر میں ہوتے تو گاڑی میں کلام لاریب کی تلاوت میں مشغول رہتے اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا کہ ساتھ بیٹھے ہوئے لوگ ادھر ادھر کی باتوں کو چھوڑ کر تسبیح وتحمید میں مشغول رہتے۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ حضر میں ہوں یا سفر میں تہجد نماز بڑی پابندی سے ادا فرماتے اسی طرح نفلی نماز کے دوسرے اقسام کی بھی پابندی کرتے تھے۔

ذکر الٰہی سے وہ رطب اللسان تھا
فرصت میں پڑھتے پایا قرآن تھا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العالم الفاضل:

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم فاضل تھے لیکن عاجزی کا یہ عالم تھا کہ فرمایا کرتے تھے کہ میں طالب العلم ہوں حالانکہ آپ شیخ الشیوخ تھے شیخ العرب والعجم تھے فقیہ الامت تھے مفکر دین وملت تھے امام المناظرین تھے اورفن اسماء الرجال کے ماہر تھے سب سے بڑی بات کہ آپ عالم باعمل تھے یہ ہی وجہ ہے کہ آپ کی زبان میں چاشنی اور آپ کی تقریر پُر تاثیر ہوتی تھی۔ اس عالم باعمل کی تقریریں وخطبات سن کر کئی اللہ کے بندوں نے اپنے عقیدہ کی اصلاح کی اور بدعت سے توبہ کی آپ صحیح معنیٰ میں عالم ربانی تھے۔

المحدث الفقیہ:

روایات اسلام کا وہ نشان تھا
فقیہ و محدث حافظ قرآن تھا

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ حافظ الحدیث بھی تھے فرمایا کرتے تھے کہ قرآن وحدیث میں تمام مسائل کا حل موجود ہے مشکل سے مشکل مسائل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کئے جاتے آپ فوراً ان مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی میں حل کردیتے جو سائل گھوم پھر کر تھک جاتا تھا وہ جواب سن کر حیران رہ جاتا اور یقین کرلیتا کہ واقعی آپ محدث وفقیہ ہیں محدث وفقیہ ہونے کی جتنی شرائط ہیں وہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں بحمد اللہ اتم موجود تھیں۔

چنانچہ جس وقت آپ کی عمر بمشکل ۲۰ سال ہوگی اس وقت آپ نے متحدہ ہندوستان کے شہر بٹالہ ضلع گورداسپور میں مرکزی کانفرنس کی صدارت کی تھی اس صغر سنی ہی میں علمی حلقے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمی شان وقدر ومنزلت کے معترف تھے چنانچہ اس کانفرنس میں سردار اہلحدیث فاتح قادیان علامہ ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر اپنے خطاب میں فخر کا اظہار فرمایا کہ آج وہ ایسے اجتماع سے مخاطب ہیں جس کی صدارت ایک ایسا نوجوان عالم کررہا ہے کہ جوفن رجال اور جرح وتعدیل کا امام ہے۔

حدیث کا حافظ حامل کتاب مبین تھا
دور بدعت میں وہ حارس دین تھا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رئیس المحققین:

اہل حدیث محقق ہوتا ہے مقلد نہیں ہوتا وہ ہر مسئلے میں تحقیق کو ترجیح دیتا ہے شاہ صاحب رحمہ اللہ اس میدان میں بھی رئیس تھے آپ کی تحقیق بڑی عمیق ہوا کرتی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بڑا عالم بنایا تھا تو آپ اس میدان میں بھی بڑے تھے چنانچہ جو بات بھی کہتے یا لکھتے بڑی تحقیق کے بعد کرتے چنانچہ آپ کی تالیف کردہ کتب اس بات کا ثبوت ہیں آپ نے ہر بات باحوالہ تحریر کی آپ بدیع التفاسیر کو دیکھ لیجئے تحقیق کے دریا بہائے گئے ہیں ہر بات باحوالہ اور دلیل کے ساتھ کرتے تفسیر اور دیگر کتب کا پڑھنے والا اس بات کا یقین کر لیتا ہے کہ یہ لقب کوئی مبالغہ نہیں واقعی آپ اس لقب کے لائق تھے۔

کتب خانہ ان کا تو خزانہ علم تھا
خود وہ بھی تو صاحب لسان و قلم تھا
مفسر بھی اور مناظر بھی لاجواب تھا
بلا کا حافظ گویا کھلی کتاب تھا

العلامة الشیخ:

ہم لکھ آئے ہیں کہ آپ شیخ العرب والعجم تھے بے شمار عربی وعجمی آپ کے شاگرد ہوئے آپ کو مسجد حرام مکۃ المشرفۃ میں درس دینے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

شرق و غرب سے آتا ہر پروانہ علم تھا
سعادت ہے اس کو وہ مدرس حرم تھا

لیکن ایک بات ایک شرف جو شاہ صاحب رحمہ اللہ کو حاصل ہے شاید ہی کسی کو حاصل ہوا ہو چنانچہ دوران تعلیم ایک مرتبہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے کمال محبت و شفقت سے ہم طلبۃ العلم کو سمجھایا اور تاکید کی کہ دوران تعلیم و بعد از فراغت اساتذہ کا ادب واحترام کریں اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا میں نے جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان میں سے بعض پھر میرے پاس پڑھنے آئے پہلے میں ان کا شاگرد وہ میرے استاد تھے پھر میں ان کا استاد اور وہ میرے شاگرد ہوئے لیکن چونکہ وہ میرے استاد رہ چکے تھے اس لئے میں ان کی عزت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحترام وہ ہی کرتا ہوں جو عزت واحترام ایک لائق شاگرد اپنے استاد کا کرتا ہے۔ میں ان کو شاگرد نہیں استاد ہی سمجھتا ہوں۔

یہ بہت بڑا شرف ہے جو آپ کو ملا کہ آپ کے اساتذہ آپ کے شاگرد ہوئے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔ بہرحال شاہ صاحب رحمہ اللہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔

عجب اوصاف کا حامل انسان تھا
ہمدرد بہت طالبوں پہ مہربان تھا
شاہین نظر و بلند پرواز تھا
مخصوص ہر ادا میں رکھتا انداز تھا

مبارک باد کے مستحق ہیں ہمارے فاضل دوست الشیخ افتخار احمد تاج الدین السّلفی الازہری حفظہ اللہ وانتظامیہ جامعہ بحر العلوم السّلفیہ جنہوں نے شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عظیم شخصیت پر خصوصی نمبر کا اہتمام فرمایا۔ جزاھم اللہ خیراً

رب کریم سے دعا ہے کہ وہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی حسنات کو قبول فرمائے، ان کی بشری کوتاہیوں سے درگذر کرے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

اور انتظامیہ جامعہ بحر العلوم کی اس محنت وکوشش کو بھی قبول فرمائے اور جامعہ کو تا قیامت قائم دائم رکھے اور ہر قسم کی مشکلات ومصائب سے محفوظ رکھے۔ اللّٰھم آمین۔

دل شاد بامراد رہیں سب مہربان میرے
آباد حشر تک رہیں سب قدر دان میرے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید نصرۃ اللہ شاہ ☆

میرے دادا ابو

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وبعد!

جناب جدامجد علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی سندھی رحمہ اللہ کی خصال حسنہ پر لکھنے کے لئے بڑے وقت وعلم کی ضرورت ہے، اہل قلم اس پر طبع آزمائی کر رہے ہیں، ان کی زندگی کے کئی عظیم پہلو ہیں، ان کا منہج سلیم، عقیدہ سلف صالح کے ساتھ تمسک، حق گوئی، تقویٰ، عمل، علم، حافظہ، قوۃ الاستحضار، تفقہ، قوۃ الاستدلال، حاضر جوابی، دانائی، جذبہ قربانی، انتھک جدوجہد اور صبر غرض اللہ تعالیٰ نے بے شمار قابل اقتدا خصال صالحہ سے نوازا تھا۔ ان کی تحریک دعوۃ توحید واتباع سنۃ اور علمی ومنہجی خدمات پر اہل علم وقلم کام کر رہے ہیں اور کرتے رہینگے اور اپنے عظیم محسنین کی ان کی زندگی اور بعد وفات قدردانی کرنا ہمارا اخلاقی ودینی فریضہ ہے۔ اس سے انسانوں کی اصلاح بھی ہوتی ہے اور دورِ جدید کے مادی وفکری فتن سے بچاؤ بھی ہوتا ہے۔

ہم نے جناب جدامجد علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کو ان کی خارجی زندگی کی طرح گھر کے اندر بھی ایک عظیم مصلح پایا۔ بموجب حدیث ”خیر کم خیر کم لاھلہ“ یعنی تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہے۔ سو شاہ صاحب اپنے اہل واولاد اور گھر کے دیگر افراد کے ساتھ نہایت بلند اخلاق کا مظاہرہ کرتے۔ ان کی صبح وشام یہی کوشش ہوتی کہ ہر ایک کی اصلاح ہو۔ آپ نماز کے متعلق بڑی سختی کرتے ویسے بھی شاہ صاحب جہاں پیار ومحبت کے ساتھ سمجھاتے وہاں غلطی پر تادیباً سزا بھی دیتے۔ اگر نماز کا وقت ہونے والا ہوتا ہم بچوں میں سے بھی کوئی مسجد کی طرف نہیں گیا تو بس یہی کہتے ”ابھی تک نماز کی تیاری نہیں کی اچھا میں آتا ہوں دیکھتا ہوں تمہیں۔“

کوئی دوسری غلطی دیکھتے تو کہتے ”تم ابھی تک سدھرے نہیں ہو“؟ بچپن میں کبھی کسی کی چوری وغیرہ کرتے تو آپ اس کی سزا دیتے اور ایک حد تک مارتے بھی تھے۔ روزانہ صبح سویرے آ کر اس بات کی تسلی کرتے کہ لڑکے مدرسہ میں پڑھنے کے لئے گئے ہیں یا نہیں؟ نہ جانے کی صورت میں سزا بھی دیتے اور

☆ مدیر المکتبۃ الراشدیۃ آزاد پیر جھنڈو نیو سعید آباد، شاہ صاحب کے پوتے اور محمد شاہ رحمہ اللہ کے بیٹے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیحت بھی کرتے۔اس بات پر بڑا زور دیتے۔

گھر کے اندر آتے تو باوجود اس کے کہ گھر کے افراد ان کے بیٹے، بیٹیاں، پوتے پوتیاں اور بہوئیں ہوتی تھیں، لیکن اس کے باوجود اپنے کمرے کی طرف آتے تو نظریں جھکا کر آتے اور نظریں جھکا کر ہی جاتے تھے۔گھر کے اندر سارا وقت تلاوت کرتے یا مطالعہ کرتے یا نوافل پڑھتے رہتے۔مغرب کے بعد اگر مہمان نہ ہوتا تو گھر کے افراد کے ساتھ مجلس کے لئے وقت نکالتے پھر مسائل و احکام پر بات کرتے تو ہر طرح سے اصلاح کرتے۔اپنی زندگی کے کئی یادگار واقعات کی تفصیل بیان کرتے۔حدیث، سیرت و تاریخ اسلام سے سبق آموز نکات و واقعات سناتے۔گھر والوں سے اکثر خیر و عافیت معلوم کرتے۔فجر کے بعد اکثر گھر کے اندر یا مکتبہ کے سامنے پارک کے اندر چہل قدمی کرتے اور ورزش بھی کرتے۔تلاوت قرآن پاک جاری رہتی تو بعض اوقات نصیحت آموز اور یادگار اشعار ردھم کے ساتھ پڑھتے رہتے۔رات کو کتنے ہی تھکے ہوئے کیوں نہ ہوتے تہجد کے لئے ضرور اٹھتے اور آخری عمر میں جب شدید تکلیف تھی اس وقت بھی تہجد نہیں چھوڑتے۔فجر نماز کے لئے اول فرصت میں جاتے اور اس وقت دیکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔فجر کے بعد کچھ وقت کے لئے سو جاتے۔ان کی زندگی کے شب و روز عملی اصلاح اور دعوت و توحید و سنت کا نمونہ تھے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اخلاص و عمل صالح اور علم نافع کی نعمت عطا فرمائے۔آمین۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی ☆

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

ایک عظیم شخصیت

ممتاز عالم دین علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی ایک گوہر آبدار ہیں جن کے وفور علم اور قلم گہربار نے صفحہ قرطاس پر علم وفن اپنی پیاس بجھائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جس نے اپنی پوری زندگی دین کی خدمت اور اس کی آبیاری میں صرف کی وہ صوبہ سندھ میں ۱۰ جولائی ۱۹۲۵ء کو پیر جھنڈو نامی بستی میں پیدا ہوئے جو مدتوں سے علماء کا مرکز اور صلحاء کا مخزن رہا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد میں سید محمد راشد شاہ ایک نہایت ولی اللہ بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے ساری زندگی اسلام کی تبلیغ اور خدمت میں گزاری۔ ان کی وفات کے بعد ان کی پگڑی ان کے بیٹے سید حزب اللہ شاہ کو دے دی گئی اور جھنڈا دوسرے بیٹے سید محمد یٰسین کو اسی نسبت سے اس خاندان کی دو شاخیں معروف ہوگئیں۔ پیر آف پگاڑو اور پیر آف جھنڈو سید یٰسین شاہ سے سید احسان اللہ شاہ صاحب کے والد قرآن وحدیث کی تعلیمات کی تبلیغ وتدریس میں معروف رہے۔

سید احسان اللہ شاہ کے تین بیٹوں سید محب اللہ شاہ سید بدیع الدین شاہ سید محی الدین شاہ میں سے یہ منجھلے بیٹے تھے آپ کا نسب نامہ یوں ہوا۔ علامہ شیخ العرب والعجم پیر بدیع الدین شاہ بن سید احسان اللہ شاہ بن رشد اللہ شاہ بن رشید الدین شاہ بن محمد یٰسین شاہ بن محمد راشد اللہ الحسینی۔ یہ خاندان صوبہ سندھ میں ذی علم اور رشد وہدایت کے مرکز کے طور پر معروف ہے۔ کیونکہ عمل بالحدیث کا رواج اور تعارف اس خاندان پیر آف جھنڈو کا رہین منت ہے۔ سید محمد راشد شاہ ولی اللہ خدا ترس متقی انسان تھے۔ انہوں نے نماز مغرب کی جماعت سے قبل دو رکعت سنت کا احیا کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ صاحب کے والد سید احسان اللہ شاہ کا لقب ہی ''سنت والا'' معروف ہوگیا تھا اور وہ صرف اس لئے کہ انہیں جس عمل کے سنت ہونے کا علم ویقین ہوجاتا وہ اس پر

☆ ضلع قصور کے معروف مقالہ نگار، ادیب وصحافی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل پیرا ہو جاتے اور اس کی تعلیم و تبلیغ سود و زیان سے بے نیاز ہو کر شروع کر دیتے۔ اس جذبہ ایمانی سے انہوں نے مدرسہ دارالرشاد بھی قائم کر رکھا تھا جس میں جملہ علوم و فنون کی تعلیم کا مکمل انتظام تھا۔ علامہ سید بدیع الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جملہ تعلیم اسی مدرسہ میں حاصل کی۔ اس مدرسہ میں مولانا عبیداللہ سندھی جیسی فاضل شخصیت بھی مدرس رہی۔ حضرت شاہ صاحب کے جملہ اساتذہ علمائے احناف تھے۔ سوائے ان کے برادر بزرگ مولانا سید محب اللہ شاہ کے حضرت شاہ جی نے جملہ علوم کی تکمیل تو مدرسہ ہی میں کی لیکن حدیث کی سند حاصل کرنے کے لئے تقسیم ہند سے قبل وہ امرتسر تشریف لے گئے۔ جہاں انہوں نے سلطان المناظرین فاتح قادیان علامہ ثناءاللہ امرتسری حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی، الشیخ ابواسحاق، مولانا نیک محمد، علامہ ابوسعید شرف الدین دہلوی، الشیخ عبدالرحمٰن رامپوری سے فیض حاصل کر کے حدیث کی اجازت حاصل کی۔

۱۹۴۷ء کے بعد مولانا عبیداللہ سندھی کی خدمت میں حاضر ہو کر پارہ عم کی تفسیر کے سلسلہ میں استفادہ کیا اور ۳۲ سال کی عمر میں آپ نے صرف تین ماہ کے قلیل عرصہ میں مکمل قرآن مجید کو بھی یاد کر لیا تھا۔ پیر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خاندانی شرف وجاہت کے علاوہ غیر معمولی حافظہ، نادر ذہانت، مضبوط قوت استحضار، دعوت و تبلیغ کے ولولوں اور جذبوں، تصنیف و تالیف کے سلیقے اور اخلاق و کردار کی رفعتوں سے نوازا تھا۔

مسائل کے مالہ و ماعلیہ پر ان کی نظر بہت وسیع تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی رائے ہمیشہ دوٹوک ہوتی۔ اپنی رائے پر اعتماد تو بے پناہ رکھتے تھے۔ لیکن اس پر اصرار کی بجائے مخاطب سے دلائل طلب کرتے اور جب کسی صحیح حدیث یا دلیل سے ان کو اطمینان اور تشفی ہو جاتی تو اپنی رائے فوراً تبدیل کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات لوگوں تک پہنچانے اور اللہ کی مخلوق کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی خواہش اور ان کی ہدایت کے لئے دعا کرتے رہنے والی انبیاء کی صفت سے موصوف تھے۔ دینی لحاظ سے پسماندہ خصوصاً سندھ کے دور دراز علاقوں میں ان کی خدمات بے مثال ہیں۔

وہ ہر بات کو خوب پرکھتے جانچتے اور اسے دلائل کی میزان میں تولتے۔ تمام ذخیرہ حدیث اور فقہ اسلامی کھلی کتاب کی طرح ان کے سامنے تھیں۔ حتیٰ کہ قلمی نسخوں پر بھی ان کی نظر تھی۔ اس لئے بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ پاک و ہند ہی نہیں پورے عالم اسلام میں وسعت مطالعہ نقد و تحقیق کی بے پناہ صلاحیتوں کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتبار سے شاہ جیسے عالم، محدث، محقق چند ایک ہی ہوں گے۔ ان کی ذاتی لائبریری بھی بہت وسیع ہے جسے عالمی شہرت حاصل ہے۔ کیونکہ اس میں حدیث وفقہ، اصول حدیث، اصول فقہ، اسماء الرجال، تفسیر اور تاریخ سیر سے متعلقہ بیشتر مطبوعہ کتابیں اور بہت سی غیر مطبوعہ کتب موجود ہیں جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ پوری دنیا سے محققین اہل علم واہل قلم اس لائبریری سے استفادہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ درس وتدریس سے بھی انہیں گہرا شغف تھا۔ زمانہ طالب علمی میں ہی وہ طالب علموں کو صرف ونحو اور حدیث کی کتابیں پڑھاتے تھے۔ ''المدرسة المحمدیہ'' جس کا قیام آپ کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا جس میں دوسرے مدرسین کے علاوہ خود بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ چند سال اس میں صحیح بخاری شریف کا درس بھی دیا۔ ان کی علمی قابلیت کی شہرت سن کر عرب ممالک کے طلبا بھی ان سے استفادے اور ان کے خوان علم کی ریزہ چینی کے لئے ان کے پاس آئے اور کئی سال ان کے پاس مقیم رہتے ہوئے ان کے سرچشمہ علم سے فیض یاب ہوئے۔ آج سے بیس سال قبل علمی اور تحقیقی ذوق کے پیش نظر شیخ عبداللہ بن حمید رئیس مجلس القضاۃ الاعلیٰ سعودی عرب کی دعوت پر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے۔ دارالحدیث مکہ مکرمہ میں ایک سال اور معہد الحرم میں دو سال تک تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ اس دوران انہیں بیت اللہ شریف میں قران وحدیث کا درس دینے کی خصوصی اجازت تھی۔ وہاں ہزاروں تشنگان علم شاہی سعودی خاندان کے افراد سمیت یمنی، ترکی، شامی افریقی ممالک وغیرہ کے طلباء واصحاب شامل ہیں۔ جنہوں نے اپنی علمی وتحقیقی پیاس آپ کے ہاں بجھائی۔

اگرچہ حضرت شاہ کی مادری زبان سندھی تھی لیکن عربی اردو زبانوں پر بھی انہیں مکمل عبور تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تینوں زبانوں میں ان کی تحریر کردہ کتب تقریبا ڈیڑھ سو ہیں۔ ان کا انداز تحریر بہت جاندار اور موثر تھا بڑی سلاست اور روانی سے عالمانہ وفاضلانہ اور محققانہ طور پر قلم اٹھاتے کہ کوئی پہلو تشنہ تکمیل نہ رہتا۔ دوسری طرف پاکستان کے مشہور اور اہم مقامات پر کانفرنسوں میں انہیں خطاب کرنے کا موقع ملتا رہا۔ آپ کی تقاریر جوش ولولے کی مظہر، قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین اردو زبان وبیان واستدلال کی قوت سے بھرپور ہوتیں جس میں فریق مخالف کے دلائل خس وخاشاک کی طرح بہہ جاتے۔ جولائی ۱۹۹۴ء کو ماہنامہ صراط مستقیم کراچی کے ایک انٹرویو میں ان سے سوال کیا گیا کہ پاکستان سمیت پوری امت مسلمہ کی موجودہ دگرگوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت کس طرح بہتر ہو سکتی ہے؟ اس سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ جیسے پہلے اصلاح ہوئی تھی اب بھی ویسی ہی اصلاح کی ضرورت ہے۔ ہم کسی دوسرے طریقے سے اصلاح چاہتے ہیں جبکہ کسی اور طریقے سے اصلاح ممکن نہیں ہے۔ مسلمان اپنی بنیاد یعنی قرآن وسنت کی طرف لوٹیں۔ اپنی اصل کی طرف آئیں۔ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ امت مسلمہ آج اپنی اصلیت کو چھوڑ چکی ہی۔ جس کی وجہ سے حکمران اپنی آج دنیا بھر میں باون کے قریب اسلامی ریاستیں ہیں۔ پہلے ایک آدمی چلاتا تھا۔ سب لوگ حاکم سے ڈرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حاکم اللہ تعالیٰ سے ڈرتا تھا۔ اب جو ہیں فرقے ہوگئے ہیں۔ ہمارا سینہ حسد وعناد سے بھرا ہوا ہے تو ایسے میں تو یہی ہوگا جو ہو رہا ہے چاہے پاکستان ہو یا کوئی اور ملک اصلاح کی واحد صورت یہی ہے کہ اسی بنیاد کی طرف لوٹا جائے۔ چند برسوں سے وہ قرآن پاک کی بدیع التفاسیر کے نام سے سندھی میں تفسیر لکھ رہے تھے جس کے تیرہ پارے مکمل ہو چکے ہیں۔ جو ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے۔ چودھواں پارہ شروع تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ وہ ۸؍جنوری ۱۹۹۶ء کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوگئے۔ ان کے تلامذہ اندرون وبیرون ملک کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ جن میں سے معروف اسماء گرامی میں الشیخ علی عامر یمنی مدیر دارالحدیث مکۃ المکرمۃ، الشیخ عمر بن محمد بن عبداللہ بن سبیل، سابق امام کعبہ، الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھی مدرس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، الشیخ حافظ فتح محمد، الشیخ عبدالرب بن فیض اللہ، استاد دارالحدیث مکہ مکرمہ، الشیخ مولانا عبدالعزیز نورستانی جامعہ اثریہ پشاور شامل ہیں۔

علمی اور روحانی طور پر ان کا بہت اونچا مقام تھا۔ حضرت علامہ شیخ العرب والعجم بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ بیک وقت دور حاضر کے بہت بڑے مفسر، محدث، مناظر، خطیب، ادیب اور بے مثال مقرر تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے ان کی ملی، قومی اور دینی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

(ہفت روزہ فیملی میگزین لاہور/ زیر اہتمام روزنامہ نوائے وقت لاہور)

جلد نمبر ۲/ شمارہ نمبر ۱۵، ۱۳ تا ۱۹ جنوری ۲۰۰۲ء

بمطابق ۲۸ شوال تا ۵ ذیقعد ۱۴۲۲ھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبدالحکیم ☆

ترجمة السيد بديع الدين شاه راشدی الحسينی

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم الانبياء والمرسلين سيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه اجمعين

ابو محمد

هو الامام العالم الحافظ المحدث وحيد دهره وأوانه وفريد عصره وزمانه شهاب الملّة والدّين السيد الشريف ابومحمد بديع الدين شاه بن السيد الشريف احسان الله شاه بن السيد الشريف رشد الله شاه بن السيد الشريف رشيد الدين شاه بن السيد الشريف محمد ياسين شاه بن السيد الشريف محمد راشد شاه الراشدی الحسينی ولد فی ١٩٢٣/٥/١٢ بقرية بير جندة ثم هاجر والده الشريف احسان الله شاه من بير جندة واسس قرية جديدة تسمى درغاه الشريف.

وقد نشأ فی بيت علم وفضل وتلقى علوم الأولىٰ عن أبيه و اخذ العلم عن كثير من العلماءِ الأعلام فی عصره وله فی كل فن إنتاج قيم

ذكر سيرته وشمائله وزهده وفضائله

وكان رحمه الله بحراً زاخراً بألوان العلوم والمعارف وكان مبرزاً فی فقه الكتاب والسنة وأصول الدين واللغة العربية وعلم السلوك وتفنن فی علوم الاسلام و دقائق الاستنباط منه وكان عارفاً بالتفسير وكلام أهل التصوف واشارتهم ودقائقهم وله فی كل فن من هذه الفنون اليد الطولى. وعالم هذا شأنه لابد أن يكون موضع إعصاب المنصفين ومنار حقد الأعداءِ والحاسدين.

☆ مدرس جامعه شمس العلوم المحمديه بدين السند

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلقد كان مستقل الشخصية لايصدر رأيه فى المسائل إلا بعد الوقوف على ماقالته الطوائف المختلفة والنظر بعين فاحمة ورأى ثاقب ينفى به الباطل ويؤيد به الحق.

عاش يحطم طواغيت الشرك وأصنام الوثنية ويدمّر تلك الحصون التى شيدتها شهوات الطغاة البغاة من أحلاس الرمم. وكان من ضبطه حفظ القرآن فى اقل من اربعة اشهر فى بيته بدون ان يذهب الىٰ اى شيخ وكان عمره حينئذ ثلث وعشرون سنة كما قال ابنه الشريف نور الله الراشدى المحمدى.

وكان شديد المحبة للعلم وكتابته ومطالعته وتصنيفه واقتناءِ الكتب وكان رحمه الله ذا عبادة وتهجد. وطول صلاة الى الغاية القصوى وشغف بالمحبة والانابة والإستغفار والافتقار إلى الله والانكسار له ولم يروى لنا التاريخ ولم يتلفظ إلينا بعد هذا المحدث إمام مثل هذا الشيخ فانه نجم طالع بين أقرانه وهو اشبه بالمصباح ونوره أو بالشمس وضوئها.

صفته وشمائله

كان رحمه الله ظاهر الوضاء ة أبلج الوجه ليس بالأبيض الأمهق وليس بالأدم طويل شقّ العين وكثيف اللحية ليس بالطّويل البائن ولا بالقصير وكان يغضب لحيته ورأسه بالحنّاءِ والكتم. وكان فى وجههٖ رعب شديد لاينظر اليه كل احد وإِذا انتهى إِلى قوم جلس حيث ينتهى به المجلس وكان لايجلس ولايقوم إِلاّ ذكر الله ولا يقبل الثناءَ الاّ من مكافىءٍ وكان من شمائله علىٰ رأسه قلنسوة وفوقها منديل أحمر اللون او الابيض وكان اكثر اوقاته عنده حلقة من الصالحين وكان يجيب السائلين بالدلائل من الكتاب والسنة وكان يقبل الدعوة كل احد كان من اشراف القوم اومن ضعفائهم وكان لايخاف لومة لائم

الوعظ والمناقشات

كأنه رحمه الله وقف حياته لنشر دين الله الخالص بالتدريس والوعظ والمناقشات ضد الباطل والتصنيف وغير ذالک فاما الوعظ فذهب رحمه الله الىٰ مواضع خطيرة لنشر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التوحيد ومع ذالک يصلي بالناس الجمعة ويسمعهم خطبة الجمعة ويعظهم بضوء الكتاب والسنة ومع ذالک كان يرتحل ويشترک فی كبار الحفلات والمجالس فی السند والبنجاب وكان يسافر الى السعوديه في كل السنة الا ماشاء الله فيلقى الكلمات بالعربيه والأرديه بالحرمين الشريفين والقى المحاضرات فی الجامعة الاسلامية بالمدينة المنوره وغير ذالک.

اما المناقشات. فان الشيخ ناقش مناقشات عديدة ومن اهمها اذ كان في بداية من بلوغه ناقش رحمه الله. بالشيخ محمد عمر من علماءِ البريلويين في مسئلة عيد ميلاد النبی صلی الله عليه وسلم فبهت الشيخ محمد عمر على رؤس الاشهاد ثم بعد سنوات جاء عمر الاشروی فی السند وكان من علماءِ البريلويين فيجبره الناس على المناظرة بالشيخ رحمه الله فرضی بالمناظره فعين المقام والوقت فحسب الوعد حضر شيخنا رحمه الله ولم يحضر الاشروی ثم اخبروا بانه ذاهب الیٰ لاهور فتبعوه وهو راكب على عربة يريد المحطة فاخذوه واجبروه للمناظرة فقال دعونی لا استطيع ذالک لاجل بواسير لحق بی

طريقته فی البحث والفتویٰ

كان رحمه الله يعتمد أولا على النصوص يستنبط منها الأحكام ويكثر من الأدلة على المسألة الواحدة ويعرض آراء السابقين ويختار منه مايؤيده الدليل ويعرض أدلة المخالفين ويفندها ويستعين بالأحاديث على بيان معنیٰ الآية ويفتي بالفتوى المستقلة لايميل الیٰ أحد ولايستهل كبعض المتساهلين

ثناء العلماءِ عليه

قال الشيخ ثناء الله امرتسری رحمه الله فی ثناء الشيخ بديع الدين قال هو امام فی فن الرجال والجرح والتعديل (الاعتصام لاهور ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ هـ) قال الشيخ ابو القاسم سيف بنارسی فی تقريظ الكتاب المرآة لطرق الحديث من كان له امام لشيخ بديع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال فانی أسرعت نظری فی ریاض الرسالة المسماة بالمرآة لرأس المحققین العلامة السید بدیع الدین.

وایضاً قال الشیخ علامه احمد الدین ذکر تضعیفها وعللها بالتفصیل وحققها کالبخاری والبیهقی بالدلیل.

قال الشیخ عطاء الله ثاقب فی تقدیم هدایة المستفید کان صاحب لواءِ التوحید ناصر السنة قاطع البدعة العلامه الشیخ السید بدیع الدین شاه قال الشیخ العلامة عبدالله ناصر الرحمانی حفظه الله امیر جمعیت اهل حدیث السند فی تقدیم خطابات راشدیة کان من العلماء الراسخین فی العلم وقد توفق عمره لظهور مسلک اهل حدیث وبثبوت عقیدة السلف والدفاع عنهم عن کل مذهب باطل واذا تکلم تکلّم بالدلائل والبراهین فاذا سلک بذالک الطریق صار بطریق الاستنباط منفردا بین العلماءِ.

قال الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظه الله "لو سئل عنی بین الرکن الیمانی ومقام ابراهیم لهذا الشیخ لقلت والله مارأیت أحدًا أعلم ولا أفقه من شیخ بدیع الدین" مجلة الحدیث رقم ۲ صفحه ۲۰

وایضاً ذکر فی مجلته المسماة بالحدیث رقم ۲ قول خطیب بغدادی رحمه الله لامام دارقطنی قال وکان فرید عصره وقیع دهره ونسیج وحده وامام وقته ثم قال الاستاذ ابو القاسم محب الله شاه راشدی و شیخ العرب والعجم ابو محمد بدیع الدین شاه الراشدی هما عندی مصداقان لهذا القول.

قال الشیخ الاستاذ عبدالرزاق ابراهیمی مدیر الجامعه شمس العلوم السلفیه المحمدیة هو عندی عالم حافظ ثقة فرید دهرهٖ ووحید عصرهٖ شیخ الشیوخ والعلماء بعده عیال علیٰ کتبه لم نرمثله فی زماننا کان راسخاً فی العقیدة والمنهج والعلم بلا مبالغة هذا ولا نزکی علی الله احدًا وهو یعلم السرائر.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاجازة للرواية

اخذ الاجازة للرواية من الشيخ الاستاذ المفسر المحدث ابى الوفاء ثناءُ الله الامرتسرى والمحدث ابى سعيد شرف الدين الدهلوى والشيخ الحافظ المحدث عبدالله الروبرى والشيخ الشهير المحدث ابومحمد عبدالحق البهاولفورى الهاشمى والشيخ محمد خليل الخيربورى رحمهم الله تعالىٰ

واستجازه: الشيخ سعيدى بن مهدى الهاشمى البغدادى خلال لقائهما بمكة المكرمة والشيخ عبدالقادر بن حبيب الله السندى المدنى المدرس بمعهد الحرم بمكة المكرمة والشيخ على بن عامر نائب مدير دارالحديث بمكة المكرمة، والشيخ الحسن الغمارى السعودى والشيخ اسلم بن محمد الاردنى. واخرون حفظهم الله كما استجازه اخوه الاكبر وشيخه السيد الشريف محب الله شاه رحمهم الله.

تصنيفاته

وصنف تصانيف كثيرة جداً فى انواع العلم باللغة العربية والأردية والسندية أذكر هنا بعض تصنيفاته التى باللغة العربية

١- عين الشين بترك رفع يدين، ٢- زيادة الخشوع بوضع اليدين فى القيام بعد الركوع، ٣- جزء منظوم فى أسماء المدلسين، ٤- جلاء العينين بتخريج روايات البخارى فى جزء رفع اليدين، ٥- القول اللطيف فى الاحتجاج بالحديث الضعيف، ٦- انماء الزكن فى تنقيد انهاء السكن، ٧- شهادة الأحناف فى مسئلة علم الغيب علىٰ سبيل الانصاف، ٨- السمط الابريز حاشية مسند عمر بن عبدالعزيز، ٩- التعليق المنصور على فتح الغفور فى تحقيق وضع اليدين على الصدور للشيخ محمد حيات السندى، ١٠- الإجابة مع الاصابة فى ترتيب أحاديث البيهقى على مسانيد الصحابة.

وهكذا كتب فى اللغة العربية واحدوستون كتاباً وفى اللغة الاردية اثنان و ثلاثون

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاباً وفی اللغة السندیة خمسون کتابا منهم المهم فالمهم بدیع التفاسیر فسره علی منهج سلف الصالحین.

وکذالک کان للشیخ رحمه الله مکتبة کبیرة جداً.

وفاته

توفی رحمه الله ستة عشر شعبان سنة ۱۴۱۶ هـ. وصلی علیه الشیخ عبدالله ناصر رحمانی حفظه الله ودفن فی مقبرة بیرجنده مع اخیه الکبیر محب الله شاه الراشدی رحمهم الله رحمة واسعة. انا لله وانا الیه راجعون.

عن الدنیا ما کان اصبره ۔ وبالماضین ما کان أشبهه

اتته الدنیا فاباها ۔ والشبه فنفاها

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمن میمن حفظہ اللہ ☆

علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

اور اُن کے مشاہیر معاصرین علمائے کرام

ارض کائنات میں بعض خطے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص عنایت سے نوازا ہے۔ اور ان میں اپنے ایسے ایسے مقبول بندے پیدا کئے ہیں جنہوں نے اعلاء کلمۃ اللہ اور اصلاح الناس کو اپنا وطیرہ بنایا۔ سندھ کی سرزمین بھی انہی خطوں میں سے ایک خطہ ہے۔ جس کو ''باب الاسلام'' جیسے عظیم لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔ جس نے عظیم مفکر، سائنسدان، فقیہ، محدث، اور مفسر قرآن کو جنم دیا۔ ان عظیم ہستیوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں عوام الناس کی رہنمائی فرمائی۔ خصوصاً دینی حوالہ سے کئی ایسے خاندان بھی پیدا ہوئے، جنہوں نے اپنی تبلیغ کا مرکز سندھ کو ہی منتخب کیا۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام و تبع تابعین رحمہم اللہ جیسی مقدس ہستیاں سرزمین سندھ میں براجمان ہوئیں اور سندھ کو اپنا مستقل مسکن بنا کر یہیں کی ہو کر رہ گئیں۔

ان خاندانوں میں سندھ کا راشدی خاندان بھی ایک ہے۔ جن کے بڑے ایران سے لکی شاہ صدر نزد سیہون موجودہ ضلع جامشورو میں آکر قیام پذیر ہوئے۔ اور بعض اسباب کی وجہ سے سندھ کے مختلف اطراف میں پھیل گئے۔ تاریخ میں ان شاخوں میں سب سے زیادہ شہرت سید راشد شاہ کی اولاد کو ملی جس کے نام کی طرف یہ خاندان منسوب ہوا۔

یہ شاخ بھی آگے چل کر تین حصوں میں تقسیم ہوئی جنہوں نے اپنی خداداد علمی صلاحیتوں کی وجہ سے اپنے اپنے حلقوں میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ جن میں

① پیر علی محمد راشدی کا خاندان

② پیر پگاڑہ کا خاندان

③ پیر جھنڈہ کا خاندان

☆ مدیر المکتبۃ الدعوۃ السلفیۃ میمن کالونی مٹیاری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤخر الذکر خاندان نے سندھ میں اسلام کی حقیقی تعلیم کی نشرواشاعت کی کوشش کی اور لوگوں کو بدعات، شرک کی خباثتوں سے آگاہ کیا اور عوام الناس کو لاتعداد خداؤں کے آگے سر جھکانے کے بجائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے سامنے اپنی پیشانی جھکانے کی تعلیم دی۔ انہوں نے تحریر وتقریر کے ذریعے ان خرافات کا قلعہ قمعہ کیا۔ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ بھی اسی خاندان کے گل سرسبد ہیں۔ جنہوں نے اپنے ایمانی عطربانی سے سرزمین سندھ بلکہ ہندو پاک کے علاوہ پورے عالم اسلام کو معطر کیا اور دنیا کے کونے کونے تک وحدانیت کے پیغام کو پہنچایا۔ آپ ایک عظیم محدث، مفسر قرآن، فقیہ، خطیب، کامیاب مدرس تھے۔

آپ نے تقریباً ۱۸۰ کے قریب سندھی، اردو، اور عربی تصانیف سپرد قرطاس کیں۔ جن میں اردو اور سندھی زبانوں میں اکثر تصانیف راقم الحروف کی کوششوں سے مکتبۃ الدعوۃ السلفیہ میمن کالونی ٹمیاری نے شائع کی ہیں اور بقایا کتب پر کام جاری ہے۔ اور عربی کتب بھی زیر طبع ہیں، آپ کی تصانیف میں سے سب سے زیادہ مقبول آپ کی سندھی زبان میں لکھی ہوئی قرآن مجید کی تفسیر ”بدیع التفاسیر“ ہے۔ جسے شاہ صاحب رحمہ اللہ دس جلدوں یعنی سورہ النحل تک لکھ سکے۔ اس تفسیر میں ایک جلد میں علمی مقدمہ ہے۔ جس کے متعلق راقم الحروف سے ایک ملاقات میں سندھ کے عظیم اسکالر ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوٹہ مرحوم نے فرمایا کہ:

”شاہ صاحب سندھ کے جلال الدین سیوطی ہیں“

بہر کیف ذیل میں چند مشاہیر اہل حدیث کا ذکر کیا جاتا ہے جو علامہ سید بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ کے ہمعصر ہیں۔

مولانا عبدالتواب ملتانی

آپ ۱۴/ جمادی الثانی ۱۲۸۸ھ اگست ۱۸۷۱ میں ملتان میں علامہ قمر الدین ملتانی کے ہاں پیدا ہوئے۔ تمام تعلیم کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی اور حدیث کی تکمیل شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی سے کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد محلہ قدیر آباد میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا۔ تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا شغف تھا۔ کئی عربی اردو کتب کے مصنف ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور بلوغ المرام کی اردو شرح ہے۔ آپ نے ۹/ رجب ۱۳۶۶ھ بمطابق ۳۰/ مئی ۱۹۴۷ء کو ملتان میں وفات پائی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالقاسم سیف بنارسی متوفی (۲۵ر نومبر ۱۹۴۹ء)

آپ بلند مرتب علام دین، مؤرخ، محدث، معلم، متکلم، خطیب، مناظر، صحافی اور مدرس تھے۔ آپ کو علم حدیث سے غیر معمولی شغف اور محبت تھی۔ حدیث کے بارے میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے جب ایک بریلوی مولوی ڈاکٹر عمر کریم نے امام بخاری پر اعتراض کیے تو آپ نے ''حل مشکلات البخاری'' کے نام سے ۳ جلدوں میں ایک جامع کتاب لکھی جس کا ملت بریلویہ آج تک جواب نہیں دے سکی اس کے علاوہ اس کے جواب میں ایک کتاب "الامر المبرم لابطال الکلام المحکم" بھی لکھی اس کے علاوہ اسی حوالہ سے تقریباً ایک درجن کتب لکھیں جو سب کی سب اسی عمر کریم کے جواب میں ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ۶۷ ہے۔ جو یہ تمام تصانیف قادیانیوں، آریا سماج، منکرین حدیث، مقلدین احناف، عیسائیوں اور نیچریوں کے باطل نظریات وعقائد کے رد میں لکھیں۔ اس کے علاوہ اخبار اہل حدیث امرتسر میں آپ نے ان نظریات کے خلاف کئی مضامین لکھے۔ ۱۴ سال کی عمر میں فراغت کے بعد اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ سعیدیہ میں علم حدیث کی تدریس پر مامور ہوئے اور اپنی زندگی میں تقریبا ۴۸ مرتبہ صحیحین کا درس دیا۔

تدریسی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ ایک ماہنامہ ''السعید'' اپنی پریس ''سعید المطابع'' سے جاری کیا۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (متوفی ۱۲ر جنوری ۱۹۵۶ء)

سیٹھ قادر بخش کے گھر میں مولانا ابراہیم ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید کی تعلیم اپنے گھر ہی میں حاصل کی، ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۵ء میں مشن ہائی اسکول گندم منڈی سیالکوٹ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اس کے بعد مری کالج سیالکوٹ میں داخلہ لیا۔ جہاں علامہ اقبال ان کے ہم درس تھے۔ ابھی کالج میں داخل ہوئے ایک ہی سال ہوا تھا تو استاد پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادی کی خواہش پر ان کو دینی تعلیم کے لئے حافظ صاحب کے پاس بھیج دیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد چند ماہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں درس حدیث دیتے رہے اس کے بعد واپس سیالکوٹ آئے اور اپنے محلّہ میانہ پورہ کی مسجد جو آپ کے والد نے بنوائی تھی ''دارالحدیث'' کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ شاگرد، مولانا اسماعیل سلفی، مولانا عبیداللہ الرحمٰن مبارکپوری، مولانا عبدالمجید سوہدروی جیسے عظیم لوگ آپ کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاگرد ہیں۔ جماعتی اور سیاسی حوالہ سے آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔ قادیانیت اور عیسائیت کے رد میں دو رسالہ "الھدیٰ" اور اس کے بعد "الھادیٰ" شایع کیا۔ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کو برصغیر خصوصاً پاکستان میں متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا، تحریک آزادی میں بھی آپ کی خدمات قابل ستائش ہیں۔ اتنے مشاغل کے باوجود تصنیف وتالیف کا کام بھی جاری رکھا اور ۱۰۲ کتب منصۂ شہود پر لے آئے۔ جن میں باطل نظریات خصوصاً قادیانی فرقہ پر خوب تنقید کر کے اس کی اصلیت کو واشگاف کیا۔ ان تصانیف میں "واضح البیان فی تقسیر ام القرآن" ہے۔ تفسیر سورہ کہف، تاریخ اہل حدیث اوشہادۃ القرآن وغیرہ سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ نے ۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء/ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۵ھ کو سیالکوٹ میں وفات پائی۔ حافظ عبداللہ روپڑی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مولانا عبدالمجید سوہدروی

مولانا عبدالمجید سوہدروی ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ دس سال کے تھے سایۂ پدری سے محروم ہوگئے، ان کی تعلیم وتربیت آپ کے دادا مولانا غلام ربانی نے فرمائی۔ اور اس کے بعد مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ ۲۰ سال کی عمر میں علوم متداولہ سے فراغت پانے کے بعد اپنے شہر سوہدرہ میں توحید وسنت کی ترویج واشاعت میں مشغول ہوگئے۔ تبلیغ کے ساتھ تدریس وصحافت سے بھی وابستہ رہے۔ اور کتب بھی لکھیں جن کی تعداد تقریباً ۵۷ ہے۔ ان میں ۲۳ کتب اسلامی موضوعات اور ۳۴ کتب طب کے موضوع پر مشتمل ہیں۔ جن میں رہبر کامل، تفسیر سورہ فاتحہ، میرۃ ثنائی وغیرہ مشہور ہیں۔ آپ نے ۴؍نومبر ۱۹۵۹ء/۴؍جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ میں رحلت فرمائی۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا اسماعیل سلفی ۱۳۱۴ھ، ۱۸۹۵ء کو وزیرآباد کے نواحی علاقہ ڈھونیکی میں مولوی حکیم محمد ابراہیم کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ اس کے بعد ابتدائی کتب مولوی عبدالستار بن حافظ عبدالمنان کے پاس پڑھیں، اس کے بعد علوم اسلامیہ کی تحصیل استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی سے کی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سلفی بلند پایہ عالم، مفسر، محدث، فقیہ، مورخ، معلم، متکلم، ادیب اور کامیاب خطیب و مصنف اور بڑے سلجھے ہوئے سیاست دان تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت اہل حدیث کو منظم اور فعال بنانے میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا۔ مولانا حنیف ندوی، مولانا محمد اسحاق بھٹی، حکیم محمود سلفی، اور مولانا خالد گرجاکھی ان کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں۔ بڑے بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ عربی اردو میں تقریباً ۱۹ کتب لکھیں۔ جن میں امام بخاری کا مسلک، حیاۃ النبی، رسول اکرم کی نماز، حجیت حدیث، جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث، تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی، وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ آپ نے ۲۰ ذیقعد ۱۳۷۸ھ، ۲۰ فروری ۱۹۴۸ء میں گوجرانوالہ میں وفات پائی۔ حافظ محمد یوسف گکھڑوی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مولانا عبدالسلام بستوی

مولانا عبدالسلام بستوی ۱۳۲۷ھ، ۱۹۰۷ء ضلع بستی کے ایک قصبہ ''بشن'' ہندوستان میں یادِ علی کے گھر میں پیدا ہوئے۔ والد کی کلکتہ میں سکونت کی وجہ سے ناظرہ قرآن کی تعلیم کا آغاز وہیں سے کیا اس کے بعد ابتدائی عربی فارسی تعلیم اپنے گاؤں بشن ضلع بستی میں مختلف اساتذہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد دہلی میں مدرسہ حمیدیہ میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے سند فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد درس و تدریس کے پیشہ سے منسلک ہوئے اور عرصہ ۴۳ سال تک اسی پیشہ سے وابستہ رہے۔ پوری زندگی وعظ و نصیحت، درس و تدریس اور قلم کے ذریعے دین کی خدمات اپنا فرضِ منصبی سمجھا۔ ان کی جنبش قلم سے عربی اردو میں تقریباً ۲۹ کتب منصہ شہود پر آئیں جن میں اسلامی خطبات، اسلامی وظائف، انوار المصابیح ترجمہ و تشریح مشکوٰۃ المصابیح (۱۳ جلد)، اسلامی پردہ وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ آپ نے یکم محرم الحرام ۱۳۹۴ھ، ۷ فروری ۱۹۷۴ء دہلی میں وفات پائی۔

حافظ محمد گوندلوی

حافظ محمد گوندلوی ۱۳۱۵ھ، ۱۸۹۷ء میں گوندلانوالہ میں فضل دین کے گھر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا علاؤ الدین سے حاصل کی۔ بعد ازاں مدرسہ تقویۃ الاسلام امرتسر تشریف لے گئے آپ کے مشہور اساتذہ کرام مندرجہ ذیل ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① سید میاں نذیر حسین دہلوی

② مولانا عبدالجبار غزنوی

③ مولانا سید عبدالاول غزنوی

④ مولانا سید عبدالغفور غزنوی

⑤ مولانا محمد حسین ہزاروی

⑥ حافظ عبدالمنان وزیر آبادی

حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ عالم، مفسر قرآن، محدث، فقیہ اور کامیاب مدرس تھے۔ تمام علوم اسلامیہ پر ان کو یکساں دسترس حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو غیر معمولی حافظہ کی نعمت سے نوازا گیا تھا۔ آپ نے ایک ماہ میں مکمل قرآن مجید حفظ کیا۔ ایک مرتبہ کوئی کتاب پڑھتے تو وہ ان کے سینے میں محفوظ ہوجاتی۔ آپ بڑے ماہر طبیب بھی تھے۔ جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر بھی رہے۔

آپ کے تلامذہ کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ آپ کے تلامذہ میں جن علماء کرام نے اپنا مقام پیدا کیا ان میں

① مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی

② مولانا محمد علی جانباز

③ مولانا محمد صادق خلیل

④ مولانا ارشاد الحق اثری

⑤ مولانا محمد یحییٰ گوندلوی

⑥ مولانا اسحاق بھٹی

⑦ مولانا محمد حنیف ندوی

⑧ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

حافظ محمد گوندلوی جہاں فن تدریس کے امام تھے وہاں بلند پایہ مصنف بھی تھے عربی اردو اور پنجابی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تقریبا ۲۸ کتب تحریر فرمائیں۔ آپ نے ۱۴ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ، ۴ جون ۱۹۸۵ء کو گوجرانوالہ میں انتقال فرمایا۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر

علامہ احسان الٰہی ظہیر ۳۰ مئی ۱۹۴۵ء، ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۴ھ حاجی ظہور الٰہی کے ہاں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ ے والد حاجی ظہور الٰہی بڑے متقی، متبع سنت عابد و زاہد اور دیندار شخص تھے۔ علامہ صاحب نے اپنی تعلیم کا آغاز دارالعلوم شہابیہ سیالکوٹ سے حفظ قرآن سے کیا۔ اس کے بعد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے اپنی تعلیم کی تکمیل کی اور اس کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ لیا۔

آپ نے مدرجہ ذیل اساتذہ سے اکتساب علم کیا:

① مولانا ابوالبرکات احمد مدارس

② استاذی العلماء مولانا محمد گوندلوی

③ علامہ ناصرالدین البانی

④ محدث العصر محمد امین شنقیطی

⑤ شیخ عبدالقادر پسندی

⑥ شیخ عطیہ سالم

⑦ شیخ عبدالعزیز بن باز مفتی اعظم سعودی عرب

آپ تحریر و تقریر میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کے زیر ادارت ''ماہنامہ ترجمان الحدیث'' عرصہ دراز تک جاری رہا۔ اہل حدیث کا کوئی اسٹیج آپ کے بغیر سنسان لگتا تھا۔ آپ نے تبلیغی مشاغل کے ساتھ تصنیف و تالیف کے کام کو بھی جاری رکھا۔ آپ کی اکثر و بیشتر تصانیف عربی میں ہیں جو زیادہ تر فرقہ باطلہ کی تردید میں ہیں جن میں سب سے زیادہ مقبول ''بریلویت'' ہے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۲ ہے۔

وفات: ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء میں قلعہ لچھمن سنگھ راوی روڈ لاہور میں جلسہ سیرت النبی ﷺ میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطاب کرتے ہوئے بم دھماکے میں زخمی ہوئے، ۲۹/ مارچ کو شاہ فہد کے ایماء پر ان کو شاہ فیصل ملٹری اسپتال سعودی عرب پہنچایا گیا وہاں انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور جنت البقیع نے امام دارالھجرۃ انس بن مالک کے پہلو میں آغوش میں لیا۔

شیخ البانی، شیخ ابن باز، شیخ عبداللہ بن حمید، شیخ حماد الانصاری مدینہ منورہ، شیخ محمد بن عبداللہ السبیل، شیخ مقبل بن ہادی الوادعی یمن صنعاء، شیخ احمد بن حجر آل بوطامی قاضی محکمہ شرعیہ قطر، شیخ محمد امین الشنقیطی مصر، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، شیخ مختیار احمد ندوی بمبئی، شیخ محمد داؤد راز دہلوی، شیخ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری، شیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری، شیخ رئیس احمد ندوی، عبدالغفار حسن عمرپوری، پروفیسر عبدالرؤف ظفر، مولانا علی محمد سعیدی، مولانا عبدالرحمٰن سلفی، مولانا محمد عمر جونیجو سندھ، مولانا علیم ناصری، پروفیسر غلام احمد حریری، مولانا عطاء اللہ ثاقب، مولانا حافظ فتح محمد، ڈاکٹر فضل الٰہی، مولانا خالد گرجاکھی، حافظ عبدالمنان نورپوری، مولانا کرم الدین سلفی، مولانا حافظ یحییٰ میرمحمدی، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا پروفیسر محمد یامین محمدی، مولانا عبدالستار حماد، مولانا عبدالسلام بھٹوی، مولانا عبدالغفار اعوان المدنی، مولانا علامہ عبداللہ ناصر رحمانی وغیرھم

ان کے علاوہ صرف اہل حدیث علماء کی ایک لمبی فہرست ہے جن کو شاہ صاحب رحمہ اللہ سے ہم عصری کا شرف حاصل ہے۔ یہ صفحات اس لمبی فہرست کے متقاضی نہیں لہٰذا صرف ان علماء کے سوانح حیات کے متعلق چند سطور رقم کی ہیں جو تصنیف و تالیف کے میدان میں مشہور ہیں۔ باقی صرف نام پر ہی اکتفا کیا ہے۔ مزید معلومات کے لئے جماعت اہل حدیث کے نامور مؤرخین، مولانا اسحٰق بھٹی، عبدالرشید عراقی، پروفیسر یوسف سجاد، ابویحییٰ امام خان نوشہروی کی تصانیف کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

اس کے علاوہ سندھ کے کئی علماء کو شاہ صاحب سے مصاحبت اور ہمعصری کا شرف حاصل ہے، جن میں اکثریت ان کے تلامذہ کی ہے لہٰذا ان کا ذکر یہاں موزوں نہیں۔ دیگر مسالک کے کئی بلند پایہ علماء بھی شاہ صاحب کے ہم عصر ہیں ان سے علمی گفتگو بھی رہی اور انہوں نے باوجود مخالفت کے شاہ صاحب کی تبحر علمی کا اعتراف کیا جن میں خصوصاً علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی اور مولانا ڈاکٹر عبدالواحد ہالیپوتہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال رسول اللہ ﷺ

﴿المؤمنون شهداء الله في الأرض﴾

(صحیح البخاری ۵/۵۵۲)

تاثرات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث ارشاد الحق اثری ☆

سیدنا و سندنا الشیخ بدیع الدین الشاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ

بیتے دنوں کی چند یادیں

سرزمین سندھ کو برصغیر پاک و ہند کے لئے ''باب الاسلام'' ہونے کا شرف حاصل ہے۔ قرون اولیٰ سے تاہنوز اس خطۂ سندھ سے تعلق رکھنے والے اعیان و اکابر کی ایک طویل فہرست ہے۔ جنہوں نے اپنے اپنے دور میں یہاں علم کی بساط بچھائی اور کتاب و سنت کی روشنی میں لوگوں کے سینوں کو منور کیا۔ ان میں وہ پاکباز ہستیاں بھی گزریں ہیں جن کے علم و فضل سے عرب و عجم نے استفادہ کیا اور عجم سے نکل کر سرزمین حجاز میں اپنے علم و عمل کے جھنڈے گاڑے اور شرق و غرب، شمال و جنوب، چہار اطراف سے تشنگان علم نے ان سے استفادہ کیا۔ انہی سربرآوردہ حضرات میں ہمارے ممدوح شیخ العرب والعجم الشیخ العلامہ السید بدیع الدین راشدی رحمۃ اللہ بھی ہیں جو سندھ کے مشہور علمی و اسلامی خاندان ''راشدیہ'' کے گل سرسبد تھے۔ جن کے تذکرہ کے بغیر خاندان راشدیہ کی تاریخ ناقص بلکہ کہنا چاہیے کہ ان کے تذکرہ کے بغیر پندرہویں صدی ہجری کی تاریخ نامکمل رہے گی۔

اس عاجز کا حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ سے ربط و تعلق سب سے پہلے مارچ ۱۹۶۶ء میں ہوا۔ ان دنوں راقم مسلک اہل حدیث کی معروف دینی دانش گاہ الجامعۃ السلفیہ کے درجہ خامسہ کا طالب علم تھا۔ حضرت شاہ صاحب کا رسالہ ''الدلیل التام'' نظر سے گزرا تو اس حوالے سے اپنی معروضات ان کی خدمت اقدس میں تحریراً لکھ بھیجیں۔ یہ ان کی علم پروری اور شفقت تھی کہ ایک ادنیٰ طالب علم کو انہوں نے مایوس نہ کیا اور میری تشفی کے لئے جواب ارسال کیا۔ اس سے قبل جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کی سالانہ کانفرنس پر حضرت شاہ صاحب کا خطاب سننے اور ان کی زیارت کا شرف حاصل ہو چکا تھا تاہم ان سے باقاعدہ ربط

☆ محقق، مصنف، مدرس، سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل، خطیب جامع مسجد اہل حدیث منٹگمری بازار فیصل آباد، ناظم ادارہ علوم اثریہ، ناظم تالیفات مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۶۶ء ہی میں ہوا۔

ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد کا قیام وجود میں آیا تو حضرت شاہ صاحب سے میل ملاقات اور ان سے استفادہ کی باقاعدہ سبیل پیدا ہوئی۔ حضرت کی یہ اعلیٰ ظرفی تھی کہ دو تین سال ادارہ کے متخصصین کے امتحان کے لیے تشریف لاتے رہے کئی ایام تک ان کا قیام فیصل آباد میں ہوتا۔ مختلف مقامات پر ان کے دروس ہوتے اور دن بھر ادارہ میں طلباء کے ساتھ گزارتے۔ سید الفقہاء امام المحدثین امام محمد بن اسماعیل البخاری کی الجامع الصحیح کے منتخب ابواب کی تدریس و تعلیم کا فریضہ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد عبدہ رحمہ اللہ سرانجام دیتے تھے۔ اس حوالے سے خود انہوں نے اور استاذی مکرم حضرت مولانا محمد عبداللہ محدث فیصل آبادی رحمہ اللہ نے حضرت شاہ صاحب سے استدعاء کی کہ آپ الجامع الصحیح کے منتخب ابواب کی فہرست بنا دیں تا کہ اس کے مطابق تعلیم و تعلم کا اہتمام کیا جائے۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کی اہمیت کو تسلیم کیا اور واپس گھر جا کر چند ایام کے بعد منتخب ابواب کی فہرست ارسال کر دی۔ جس کے مطابق ادارہ میں الجامع الصحیح کی تدریس ہوتی رہی۔ راقم سال میں دو مرتبہ عید الفطر کی رخصتوں میں اور پھر جون جولائی کے دنوں میں ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا، ہفتہ بھر وہاں ٹھہرتا مختلف مسائل و مباحث میں ان سے استفادہ کرتا۔ سَن تو یاد نہیں البتہ یہ بات میرے لیے باعث افتخار ضرور ہے کہ پہلی بار جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو وہ اس محبت سے ملے جیسے پہلے سے تعلق خاطر رہا ہو واپسی کی اجازت طلب کی تو فرمانے لگے بس اتنے دن ہی کچھ دن اور ٹھہر جاؤ۔ اپنی مصروفیت کی بنا پر معذرت کی تو مجھے انہوں نے الوداعی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا اور اپنے گھر کی ہاتھ سے بنی ہوئے دھاگے کی ٹوپی عنایت فرمائی۔ اس سے قبل میں صرف سر پر رومال رکھتا تھا۔ اس کے بعد سے سر پر ٹوپی رکھنے لگا۔

۱۹۷۱ء میں سقوط ڈھاکہ ہوا، پاکستان کا ایک حصہ جدا ہو گیا۔ ملت اسلامیہ پر بالعموم اور پاکستانیوں پر بالخصوص غم کے پہاڑ ٹوٹے، بہت سے لوگ اسی صدمہ کو برداشت نہ کر سکے تو موت کے منہ میں چلے گئے۔ ایک سراسیمگی اور دیوانگی کی فضا ہر سو پائی جاتی تھی۔ انہی ایام میں حضرت شاہ صاحب ''لائل پور'' تشریف لائے۔ ادارہ کے وہ مہمان تھے۔ پروگرام بنا کہ شہر کے ہر مکتبۂ فکر کے علماء کرام کو بلانا چاہیے اور موجودہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات میں حضرت شاہ صاحب کے بیان سے راہنمائی لینی چاہیئے۔ چنانچہ محترم میاں غلام محمد صاحب کے مکان پیپلز کالونی میں علمائے کرام کو زحمت دی گئی۔ تمام حضرات کشاں کشاں وہاں عصر کی نماز کے بعد تشریف لائے۔ بھرپور اجتماع ہوا حضرت مولانا محمد اسحاق چیمہ مرحوم نے بڑی فکرمندی سے مجھے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب کو اجتماع کی نزاکت سے آگاہ کردو کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت موصوف کوئی ایسی بات کہیں جو مسلکی اعتبار سے علمائے احناف کو ناگوار گزرے اور مجلس کسی بدمزگی کا شکار ہو کر رہ جائے۔ میں نے عرض کیا میں نہ اس کی جسارت کرسکتا ہوں اور نہ ہی میں اس کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ بس ان سے اجتماع کی غرض و غایت عرض کردی ہے اور تشریف لانے والے حضرات کے بارے میں بھی انہیں بتلا دیا گیا ہے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد میرے محترم و مخدوم مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف مرحوم نے ابتدائی گفتگو کی، اہل پاکستان کے دکھ درد کا ذکر کیا اور حضرت شاہ صاحب کو دعوت خطاب دی۔ حضرت مرحوم نے خطبۂ مسنونہ کے بعد ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً الآیۃ تلاوت فرمائی۔ اور اس کے حوالے سے ایسی دلدوز گفتگو کی کہ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ تمام حضرات مبہوت تھے اور اللہ اکبر، اللہ اکبر کہہ کر حضرت شاہ صاحب کے بیان پر سر دھن رہے تھے۔

سبھی حضرات کو معلوم ہے کہ حضرت شاہ صاحب کی مادری زبان سندھی تھی مگر تقریر و تحریر میں اردو، سندھی، فارسی و عربی چاروں زبانوں میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے مافی الضمیر کے اظہار کی قدرت بخشی تھی۔ اور ہر طبقہ خیال میں موقعہ محل کے مطابق دلنواز طریقے سے گفتگو کرنے کا سلیقہ عطا فرمایا تھا۔ ان کی اس خوبی کے بارے میں ایک دوسرے انداز کا تاثر آپ دیکھیں کہ جن دنوں حضرت شاہ صاحب پاکستان سے منتقل ہوکر سعودی عرب مکہ مکرمہ میں جانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ انہی ایام میں راقم اپنے شیخ محترم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب محدث فیصل آبادی کے ہمراہ حضرت شاہ صاحب اور ان کے برادر کبیر حضرت مولانا سید محب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب سے تو ملاقات نہ ہو سکی ہم آگے حضرت مولانا پیر محب اللہ نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں پہنچے۔ اتفاقاً وہاں نواب شاہ سے جناب حاجی نور محمد صاحب بھی آئے چائے پینے کے بعد انہوں نے بڑے ہی جذباتی انداز میں حضرت پیر صاحب سے کہا، پیر صاحب آپ حضرت بدیع الدین شاہ صاحب کو حکماً روک دو کہ وہ سعودیہ عربیہ نہ جائیں۔ پیر صاحب نے فرمایا بھائی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ کیسے کرسکتا ہوں۔ انہوں نے جانے کا فیصلہ کرلیا ہے اور جانے کی تیاری میں ہیں۔ حاجی نور محمد مرحوم کہنے لگے کہ ٹھیک ہے اگر آپ روک نہیں سکتے تو آپ شاہ صاحب کے خون کے وارث نہ بنیں میں انہیں گولی مار دینا چاہتا ہوں۔ اللہ اکبر یہ بات سن کر حضرت پیر صاحب پر سراسیمگی کی سی کیفیت طاری ہوگئی کچھ بول نہ سکے مگر حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نے بڑے غضبناک لہجے میں فرمایا حاجی صاحب اللہ تعالیٰ سے ڈریں یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ حاجی صاحب کہنے لگے مولانا صاحب کیا کریں ہمیں جہاں ضرورت ہوتی ہے شہر میں ہو یا گوٹھ میں ہو، پبلک جلسہ میں ہو، یا کوئی مکالمہ ومناظرہ ہو اور وکلا اور ججوں میں ہو، پریس میں ہو، جہاں کہیں بھی ضرورت ہوتی ہے ہم شاہ صاحب کو لے جاتے ہیں۔ شاہ صاحب سعودیہ عربیہ چلے جائیں گے تو ہمیں ضرورت پڑے گی تو حسرت سے کہیں گے شاہ صاحب ہوتے تو انہیں لے جاتے اب ہم کس کو لے جائیں۔ وہ فوت ہو جائیں، سبھی نے جانا ہے فوت ہونے پر یہ حسرت تو نہیں ہوگی اور ہم منہ اٹھا کر سعودیہ کی طرف تو نہیں دیکھیں گے۔ اس واقعہ سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کے ساتھ والہانہ عقیدت اور ان کی خدمات کا احبابِ سندھ کے ہاں کیا تاثر تھا۔

حضرت شاہ صاحب کے سعودیہ جانے کی بات آئی ہے تو یہ بھی دیکھیے کہ سعودیہ جانے سے پہلے حضرت موصوف دوست واحباب سے الوداعی طور پر ملنے کے لئے پنجاب تشریف لائے تو ہمارے ہاں ادارۃ العلوم الاثریہ کو بھی انہوں نے یہ شرف بخشا۔ صبح کے ناشتے کا اہتمام حضرت مولانا محمد اسحاق چیمہ رحمہ اللہ ناظم ادارۃ العلوم الاثریہ نے اپنے گھر پیپلز کالونی میں کیا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ نور اللہ مرقدہ کے علاوہ چند اور احباب بھی تھے۔ ناشتے سے فارغ ہوئے تو حضرت شاہ صاحب کے سعودیہ چلے جانے کے بارے میں بات چل نکلی۔ وہ نقشہ آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ حضرت مولانا چیمہ مرحوم نے دست بستہ حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا کہ اللہ کے لیے آپ سعودیہ نہ جائیں سعودیہ کی فضا آپ کو راس نہیں آئے گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے ساتھ ہم سب کو پریشانی اٹھانی پڑے۔ مگر حضرت شاہ صاحب عزم بالجزم کر چکے تھے۔ دعوتی اور علمی ماحول کے اعتبار سے انہوں نے یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ ویسے بھی انکی بیت اللہ سے محبت قابل رشک تھی۔ نیو سعید آباد کا نام ''بنت العرب'' رکھ چھوڑا تھا۔ بسوں، ویگنوں میں اسی نام کے اسٹیکر میں نے اپنی آنکھوں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دیکھے تھے۔لیکن مولانا چیمہ مرحوم نے جس خطرہ کا اظہار کیا تھا بالآخر وہی ہوا۔اور بڑے نامساعد حالات نے حضرت شاہ صاحب کو واپس ''بنت العرب'' آنے پر مجبور کر دیا۔

حضرت شاہ صاحب مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر بھی رہے۔احباب جمعیت کے علم میں ہے مرکزی جمعیت جب دو حصوں میں تقسیم ہوئی تو ایک جماعت کے امیر حضرت شاہ صاحب منتخب ہوئے۔اس حوالے سے حضرت مولانا محمد اسحاق چیمہ رحمہ اللہ نے مجھے فرمایا کہ کچھ حضرات کا خیال ہے کہ شاہ صاحب کو امیر بنایا جائے۔راقم نے اس رائے سے اختلاف کیا مگر انہوں نے فرمایا کہ ان کے امیر بننے میں خیر کا ایک بڑا پہلو یہ ہے کہ جماعت جلد دوبارہ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھی ہو جائے گی۔ان کی یہ بات بڑی وزنی اور حقیقت پسندانہ تھی۔حضرت چیمہ مرحوم کی فراست، معاملہ فہمی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔چنانچہ اس مقصد کے لئے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا پروگرام بنایا گیا۔مگر سوئے اتفاق کہ انہی دنوں راقم نزلہ، کھانسی اور بخار کے عارضہ میں مبتلا ہو گیا۔دس پندرہ روز بعد کچھ طبیعت سنبھلی تو ہم نیو سعید آباد شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اس قافلے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ گوجرانوالہ سے، حضرت مولانا حافظ عبدالحق ساہیوال سے اور فیصل آباد سے راقم کے علاوہ استاد مکرم مولانا محمد عبداللہ محدث فیصل آبادی اور حضرت چیمہ مرحوم تھے۔بروز بدھ شام کو شاہین ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوئے۔صبح کا ناشتہ حاجی نور محمد صاحب کے ہاں نواب شاہ میں کیا اور ظہر سے پہلے یہ قافلہ نیو سعید آباد وارد ہوا۔ظہر کی نماز کے بعد حضرت شاہ صاحب سے وفد کے معزز ارکان نے اپنی آمد کا مقصد اور مدعا ذکر کیا تو شاہ صاحب سن کر حیران و ششدر رہ گئے، عصر کی نماز تک اس موضوع پر باتیں ہوتی رہیں مگر شاہ صاحب اس عہدہ کو تسلیم کرنے کے لئے بالکل آمادہ نہ ہوئے۔ان کے چہرے سے پریشانی کے آثار بالکل نمایاں تھے اور وہ اسی منصب کو قبول کرنے کے لئے لمحہ بھر کے لیے بھی تیار نہ ہوئے اسی بحث و تکرار میں عصر کی نماز کا وقت ہوا، نماز سے فارغ ہو کر ہم لائبریری کے باہر گراسی پلاٹ میں بیٹھے تو گفتگو پھر شروع ہو گئی۔اسی اثناء میں شاہ صاحب نے مجھے پکڑا اور لائبریری کے اندر مجھے اپنے ہمراہ چلنے کا حکم فرمایا۔چنانچہ جب ہم دونوں وہاں بیٹھے تو شاہ صاحب نے بڑی افسردگی سے فرمایا میں اپنے ان ساتھیوں کو کیا جواب دوں میں اس کے لیے اپنے آپ کو بالکل آمادہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں پاتا، نہ ہی مرکز سے انتہائی دور بیٹھ کر کچھ کرسکتا ہوں، یہ حضرات مجھے کہاں پھنسانا چاہتے ہیں۔ مجھے تم اصل بات بتلاؤ کہ معاملہ کیا ہے۔ میں نے ان سے صاف صاف وہی بات کہہ دی جو حضرت مولانا محمد اسحاق چیمہ مرحوم نے فرمائی تھی۔ وہ بات سن کر شاہ صاحب لمحہ بھر کے لئے خاموش ہوگئے۔ کچھ دیر بعد فرمایا اچھا اگر یہی بات ہے تو میں اپنے رفقاء کے ساتھ مشورہ کیے بغیر کوئی بات نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد ہم باہر دیگر بزرگوں کے پاس چلے گئے اور ان سے حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ نے جو آنے کی زحمت فرمائی ہے اور میرے بارے میں جو حسن ظن رکھا ہے اس پر آپ کا شکر گزار ہوں لیکن اس کے لیے آپ سے کوئی بات نہیں کرسکتا تا آنکہ اس کے بارے میں مشورہ نہ کرلوں تمام بزرگوں نے شاہ صاحب کی بات کو تسلیم کیا اور ہم سب شہداد پور روانہ ہوگئے وہاں شاہ صاحب کے دیرینہ دوست حکیم عبدالمجید صاحب تھے۔ فون پر پیشگی انہیں آمد کی اطلاع دے دی گئی، مغرب کے قریب ہم وہاں پہنچے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد کھانا کھایا۔ اس کے بعد اصل مسئلہ پر گفتگو شروع ہوئی۔ بڑی بحث و تمحیص کے بعد حکیم صاحب نے وفد سے تعاون کا مشورہ دیا۔ اور یہ وفد بامراد اگلے روز واپس پلٹا۔

اس وفد کے سارے معزز ارکان ایک ایک کر کے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حضور حاضر ہو چکے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمتوں سے نوازے، یہ عاجز اس وفد میں سب سے خورد بلکہ طفل مکتب تھا۔ حضرت شاہ صاحب سے تعلق ومحبت کے باعث مجھے اس وفد کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا۔ ان باتوں کا بھی احباب جماعت میں سے کسی کو علم نہیں کہ حضرت شاہ صاحب مرکزی جمعیت کے امیر کیسے اور کیوں کر بنے؟ مناسب سمجھا کہ اس حقیقت کا اظہار کردیا جائے اور اس سلسلے میں جن حضرات نے کوشش کی اسے صفحہ قرطاس پر محفوظ کردیا جائے۔

اس کے بعد تمام جمعیتی رفقاء کے علم میں ہے کہ جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں اجلاس ہوا۔ اجلاس میں شمولیت سے روکنے کی کوشش بھی ہوئی مگر وہ بے کار ثابت ہوئی۔ اس سلسلے میں راقم اجلاس سے پہلے بطور تائید حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بلکہ اس کے لیے حضرت سید محب اللہ شاہ صاحب کی خدمت میں بھی پہنچا انہوں نے بھی اجلاس میں آنے کا وعدہ فرمایا۔ شاہ صاحب تو حسب پروگرام پہلے پہنچ گئے مگر حضرت سید محب اللہ شاہ صاحب گاڑی لیٹ ہونے کی بناء پر اجلاس کے بعد گوجرانوالہ پہنچے۔ چنانچہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شاہ صاحب امیر منتخب ہوئے اجلاس کے اختتام پر انہوں نے بڑا مؤثر خطاب فرمایا جس میں تمام منتخب ارکان سے عہد لیا کہ جماعت کے وسیع تر مفاد میں اگر دوسرے ناراض بھائیوں سے صلح کی کوئی سبیل نکل آتی ہے تو کیا آپ سب بلا تامل مستعفی ہوں گے؟ تو سبھی ارکان نے وعدہ کیا کہ اس کے لیے کوئی بھی لیت ولعل سے کام نہیں لے گا سبھی اپنے اپنے منصب سے سبک دوش ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھ عرصہ بعد جماعت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئی۔ والحمد للہ علی ذلک۔

قوت حفظ وضبط

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے دین کی صیانت وحفاظت کے لیے صحابہ کرام، تابعین عظام اور محدثین کرام کو جو حفظ وضبط عطاء فرمایا تھا، تاریخ کے اوراق میں وہ ایمان افروز داستانیں محفوظ ہیں۔ محدثین کرام کے بعد بھی ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس وصف سے متصف فرمایا انہی میں ایک ہمارے ممدوح حضرت شاہ صاحب بھی تھے۔ جس کا اندازہ آپ اس سے لگائیے کہ ان کے ترجمہ نگاروں نے لکھا ہے کہ تین ماہ کے قلیل عرصہ میں انہوں نے قرآن مجید حفظ کیا۔ (تذکرہ علمائے اہلحدیث ص ۱۶۳)

قرآن مجید سے ان کی شفتگی اور محبت کا یہ عالم تھا کہ میں نے اسی حوالے سے ایک بار ان سے دریافت کیا کہ تلاوت قرآن پاک میں آپ کا معمول کیا ہے؟ فرمانے لگے گھر پر ہوتا ہوں تو نماز کے علاوہ دو پارے روزانہ تلاوت کرتا ہوں۔ سفر میں ہوں تو دس، بارہ پارے بھی ہو جاتے ہیں۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ سفر میں یہ کیسے؟ فرمایا: سفر میں اور کیا کرنا ہوتا ہے گاڑی پر بیٹھ جاتا ہوں تو قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں۔ نیند آجائے تو یہی آرام ہوتا اور باقی سفر تلاوت میں گزر جاتا ہے اس سے اچھا عمل اور کیا ہو سکتا ہے، اس بات کا خود راقم نے بھی کئی بار مشاہدہ کیا۔

"**اعلام اهل العصر باحكام ركعتي الفجر**"، حضرت مولانا شمس الحق محدث ڈیانوی کی معروف کتاب ہے۔ ادارہ کے احباب نے اس کی طباعت کا پروگرام بنایا تو اس کی تحقیق وتخریج کی ذمہ داری راقم کے سپرد کی گئی۔ چنانچہ ۵/صفر ۱۳۹۴ھ بمطابق ۱۰ مارچ ۱۹۷۴ء بروز اتوار یہ کام مکمل ہوا۔ تاہم اس کے بعض مقامات تحقیق طلب اور تشنہ تھے ان مقامات کی مراجعت کے لیے سندھ نیو سعید آباد حضرت شاہ صاحب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہی مقامات میں ایک حوالہ مصنف ابن ابی شیبہ کا تھا اور مطبوعہ نسخہ میں مل نہیں رہا تھا۔ میں نے شاہ صاحب سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے بھی بادی النظر میں متعلقہ ابواب میں اسے تلاش کیا مگر نہ ملا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ شاہ صاحب نے فرمایا: اس میں کیوں یہ روایت نہیں ملتی میں نے المصنف کے قلمی نسخہ میں ورق کی اس طرف میں نے یہ روایت پڑھی ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے بیٹے نور اللہ شاہ صاحب کو آواز دی کہ سائیکل لاؤ۔ وہ سائیکل لائے تو مجھے حکم فرمایا جاؤ بھائی صاحب کے مکتبہ سے المصنف لاؤ۔ چنانچہ اسی وقت سائیکل پر حضرت پیر محبّ اللہ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مدعا عرض کیا تو انہوں نے المصنف کی متعلقہ جلد عنایت فرمادی۔ میں اسے لے کر واپس پلٹا۔ حضرت شاہ صاحب انتظار میں تھے۔ یقین جانیے ورق کے جس صفحہ کا اشارہ انہوں نے کیا تھا اسی صفحہ پر وہ حدیث مل گئی۔ مگر صد افسوس کہ یہ کم سواد اس حدیث کے بارے میں یاد نہ رکھ سکا کہ وہ کون سی حدیث تھی۔ بعد میں وہ مطبوعہ نسخہ میں بھی مل گئی۔ والحمدللہ علی ذلک.

اس سے ان کی قوت ضبط کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ کئی دفعہ کسی روایت کی تلاش میں ان سے مراجعت کی تو اکثر بار دیکھا متعلقہ کتاب کھلتے ہی دو چار صفحے آگے یا پیچھے الٹ پلٹ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ ہے روایت ان کی حاضر جوابی اور برجستہ گفتگو کے سبھی معترف ہیں۔ ان کی اسی خوبی کی بنا پر کئی بار مجھے امام دارقطنی کا وہ جملہ یاد آجاتا جو انہوں نے مصر سے واپسی پر امام عبدالغنی بن سعید ازدی کے بارے میں فرمایا تھا کہ ''میں نے مصر میں انہیں دیکھا ان کا دماغ آگ کی طرح شعلہ مارتا تھا۔'' ایک بار میں نے ان سے یہی بات عرض کی۔ ان کی کسی بات پر میں تحسین کیے بغیر نہ رہ سکا اور عرض کیا کہ آپ کے بسا اوقات برجستہ جواب سن کر امام دارقطنی کی بات یاد آجاتی ہے جو انہوں نے امام ازدی کے بارے میں فرمائی تھی بس اس اشارہ سے وہ بات سمجھ گئے اور فرمایا ایسی بات نہیں کہنی چاہیے۔ ہم تو ان کے خوشہ چیں ہیں۔

مکہ مکرمہ میں مولانا عبدالوکیل ہاشمی حفظہ اللہ نے ایک بار ذکر کیا کہ حضرت مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ یہاں حج بیت اللہ کے لیے آئے۔ رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے مشائخ کو کتابیں دی جارہی تھیں۔ ہم مولانا بستوی مرحوم کے ساتھ رابطہ کے دفتر میں گئے تو بہت سی کتابیں دفتر رابطہ کی طرف سے مولانا بستوی کی خدمت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پیش کی گئیں۔ مولانا کی پیرانہ سالی اور بزرگی کی بنا پر وہ کتابیں ہم نے اٹھالیں، حضرت شاہ صاحب نے بھی کچھ کتابیں پکڑ لیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر مولانا بستوی نے مزاحاً فرمایا: وهم يحملون اوزارهم على ظهورهم، حضرت شاہ صاحب سے نہ رہا گیا برجستہ فرمایا: ووضعنا عنك وزرك الذي انقض ظهرك. شاہ صاحب کا فرمانا تھا کہ سبھی کشت زعفران بن گئے۔

مولانا عبدالرشید نعمانی دیوبندی مکتب فکر کے معروف عالم تھے، حنفیت کے ساتھ ان کا تصلب کسی سے مخفی نہیں، کوثری المشرب تھے۔ ان کی تصانیف میں ماتمس الیہ الحاجہ، اور اس کے اردو ایڈیشن ابن ماجہ اور علم حدیث کو بڑی اہمیت حاصل ہے راقم نے عرصہ ہوا ''ابن ماجہ اور علم حدیث'' کا جواب نعمانی اور اثری نسبتوں سے ''قال، اقول'' کے انداز میں لکھا تھا۔ راقم نے اس کی پوری قرأت حضرت شاہ صاحب پر کی۔ اس کے لئے میں ان کی خدمت میں نیوسعید آباد حاضر ہوا۔ ان کی شفقت تھی کہ تمام مصروفیات چھوڑ کر اسی کام میں مشغول ہوگئے۔ دورانِ قرأت انہیں حیدر آباد جانا ہوا تو میں فکر مند ہوگیا کہ معلوم نہیں آپ کب واپس تشریف لائیں گے اور یہ قرأت کب مکمل ہوگی۔ میری فکرمندی کا احساس پا کر انہوں نے اپنے ساتھ ہی چلنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ مسودہ بھی ساتھ لے چلو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے اپنے پاس سیٹ پر بٹھا لیا اور سفر کے دوران اس کی قرأت کی۔ حیدر آباد سے واپسی پر بھی ایسا ہی ہوا۔ اور یوں اس کا کافی حصہ دوران سفر پڑھا جاسکا۔ دوران قرأت انہوں نے بعض مقامات پر ترمیم واضافہ کا اشارہ فرمایا جسے حسب حکم درست کرلیا گیا۔

میرے اس جواب کی بھنک حضرت مولانا نعمانی مرحوم کو پڑ گئی تھی۔ نہیں معلوم کہ کیسے انہیں اس کا علم ہوا۔ حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی نوراللہ مرقدہ کے جنازہ پر المکتبہ السلفیہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان سے تعارف ہوا۔ یہ میری ان سے پہلی ملاقات تھی۔ اسی میں انہوں نے فرمایا اچھا یہ ہیں اثری صاحب۔ جنہوں نے ابن ماجہ اور علم حدیث کا جواب لکھا ہے۔ اللہ کرے ہماری زندگی میں چھپے اور ہم دیکھ لیں۔ مگر تاحال وہ مسودہ جوں کا توں پڑا ہے۔ ایک بار ادارہ علوم اثریہ میں ادارہ کے تصنیفی کام کے حوالے سے میٹنگ ہوئی جس میں دیگر حضرات کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ صاحب، حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا ابوحفص عثمانی مرحوم بھی تھے۔ دیگر پروگرام کے علاوہ اس جواب کا بھی ذکر آیا تو حضرت شاہ صاحب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اسی صورت میں اس کی طباعت کا مشورہ دیا۔ مگر مولانا عطاء اللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ سارا مواد ''امام مالک اور علم حدیث'' کے عنوان سے مرتب کیا جائے۔ یوں اس کی حیثیت مستقل کتاب کی ہوگی محض جوابی کتاب تصور نہیں ہوگی۔ اس رائے کو دیگر احباب نے درست قرار دیا۔ چنانچہ اسی اسلوب میں اس کا آغاز کر دیا گیا ساٹھ ستر صفحات مرتب ہوئے مگر ماشاءَ اللہ کان وما لم یشأ لم یکن. اور یوں یہ کام ادھورا رہا۔

اسی طرح ''توضیح الکلام فی وجوب القراءة خلف الامام'' جب راقم نے مکمل کی تو اس کی بھی مکمل قرأت حضرت شاہ صاحب پر کی۔ اس کا مقدمہ لکھنے کا انہوں نے عزم کیا لیکن اپنی مصروفیتوں کی بنا پر نہ لکھ سکے۔ کتاب چھپ گئی میں مقدمہ کا تقاضا کرتا رہا۔ دو چار صفحات لکھے بھی مگر مکمل نہ کر پائے اور یوں ان کی خواہش کے باوجود یہ کام نہ ہو سکا۔ فوا أسفا۔

تصانیف:

حضرت شاہ صاحب بڑے زود نویس تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت بیانی کے ساتھ قلم و قرطاس کے ذریعے دین حنیف کی صیانت و حفاظت، اس کی تبیین و توضیح کا وافر ملکہ عطاء فرمایا تھا۔ عربی، اردو، سندھی تینوں زبانوں میں لکھنے کی انہیں پوری دسترس حاصل تھی۔ عربی زبان میں ابو الفضل کی طرح ان کی غیر منقوط کتاب ''وصول الالهام لاصول الاسلام'' عربی ادب میں ان کے کمال کی بین دلیل ہے۔ مشکل مسائل کو آسان پیرائے میں بیان کرنا اور حیطۂ تحریر میں لانا ان کا طرہ امتیاز تھا۔ جس مسئلہ پر بھی قلم اٹھاتے مراجع و مصادر کا انبار لگا دیتے اور مسئلہ کا کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل محسوس نہ ہوتا۔

ان کی تصانیف کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔ عربی میں تقریباً ساٹھ، سندھی میں اٹھائیس اور اردو میں بیس سے زائد ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کی تصانیف کا مفصل تذکرہ اور ان پر تفصیلی تبصرہ کیا جائے۔ یہ کام بذات خود ایک مقالے کا موضوع ہے۔ ان کی تصانیف میں جلاء العینین بتخریج روایات البخاری فی جزء رفع الیدین کو زیور طبع سے آراستہ کرنے کا شرف ادارہ العلوم الاثریہ کو ہوا۔ اور یہ کام اس عاجز کی تحقیق و مراجعت سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ والحمدللہ علی ذلک.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلاء العینین:

یہ کتاب حضرت امام بخاری کے مشہور رسالہ ''جزء رفع الیدین'' کی تخریج پر مشتمل ہے۔ جس میں انہوں نے اس مسئلہ سے متعلقہ احادیث، آثار اور اقوال کی تخریج کی ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ اس مسئلہ رفع الیدین پر عربی زبان میں اس سے جامع مباحث کسی اور تصنیف میں موجود نہیں۔ جزء رفع الیدین کی تخریج حضرت مولانا فیض الرحمٰن الثوری نور اللہ مرقدہ نے بھی کی تھی جو راقم نے اولاً شاہ صاحب کے مسودہ کو نقل کیا اس کے تمام حوالہ جات کی مراجعت کی۔ اس کے بعد مزید جو مفید چیز حضرت الثوری مرحوم کی تخریج میں پائی ان کی اجازت سے اس کے حواشی میں نقل کردی۔ بعض مقامات پر مزید کوئی مفید حوالہ ملا تو راقم نے حواشی میں اسے بھی درج کردیا اور یوں یہ سارا مبیضہ مکمل کر کے حضرت شاہ صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ پوری کتاب کی حضرت شاہ صاحب پر قرأت کی، جن حواشی کا اضافہ کیا تھا اسے بھی پڑھا۔ دوران قرأت کوئی مزید مفید بات جو معلوم ہوئی تو اسے بھی شامل کرلیا جاتا۔

یادش بخیر، مسئلہ رفع الیدین پر انہی سالوں میں حنفی مناظرین نے ڈھونڈ کر کچھ نئے استدلال نکالے۔ حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی شارح سنن نسائی نور اللہ مرقدہ نے اس عاجز کو فرمایا کہ ان نئے استدلات کا جواب تیار کرو۔ میں نے اس کا مسودہ لکھا ان کی خدمت میں لے گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں رجال و اسانید کے حوالے سے جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے بارے میں حضرت شاہ صاحب کی رائے لے لیں انہیں اس حوالے سے جس قدر استحضار ہے وہ کسی اور کو نہیں۔ حسن اتفاق سے حضرت شاہ صاحب فیصل آباد تشریف لائے۔ راقم نے یہ مسودہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے اس کی تصویب و تائید فرمائی اور یوں وہ بہت سے دل دوز مراحل کے بعد ''مسئلہ رفع الیدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ'' کے عنوان سے جس کا دوسرا نام ''التحقیق والایضاح للبس مافی نور الصباح'' ہے ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۹۸۰ء میں طبع ہوا۔ جس میں ''انکشافی دلائل'' کو تار عنکبوت کی طرح تار تار کردیا گیا۔

جلاء العینین کی تیاری کے مراحل میں راقم نے حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا کہ عربی زبان میں اس مسئلہ کی وضاحت کا تقاضا ہے کہ ان ''انکشافی دلائل'' کا تجزیہ و تحلیل بھی مناسب مقامات پر ذکر ہونی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔حضرت شاہ صاحب نے پہلے تو اس میں تامل فرمایا مگر میری مکرر جسارت کے بعد انہوں نے اس حقیر مشورہ کو قبول فرمایا اور ''التحقیق والایضاح'' کے مباحث جلاء العینین کے مناسب مقامات پر مجھے لکھوادیئے۔ یوں یہ کتاب پہلی بار ذوالقعدہ ۱۴۰۳ھ بمطابق اگست ۱۹۸۲ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوکر شائقین کے ہاتھوں میں پہنچی۔ والحمدللہ علی ذلک.

کتاب کی طباعت کے فوراً بعد ایک نسخہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں ارسال کردیا گیا۔ ۱۹/ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ کو ان کا مکتوب گرامی ملا۔ جس میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی انہوں نے لکھا: ''ایک بات جورہ گئی کہ کتاب کے صفحہ ۱۲۹ پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے: ''لاسیما السلیمانی بنفسه متهم وله ترجمة فی المیزان واللسان'' یہ عبارت غلطی سے آگئی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے میں نے اصل نسخہ سے بھی کاٹ دی تھی۔ بہرحال آپ یہ عبارت سب نسخوں سے کاٹ دیں۔ اس کا ذکر راقم نے ضروری سمجھا کہ حضرت رحمہ اللہ ہی کے مکتوب گرامی سے اس غلطی سے آگاہ کردیا جائے تاکہ جن حضرات کے پاس جلاء العینین مطبوعہ ادارۃ العلوم اثریہ کا نسخہ ہو وہ اس کی تصحیح کرلیں۔

یہاں اس بات کا تذکرہ بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ علامہ زیلعی نے نصب الرایہ ص ۴۰۹ ج ۱ میں علامہ ابن دقیق العید کی ''الامام'' سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخر وقت تک رفع الیدین کرتے رہے چنانچہ دعویٰ نسخ رفع الیدین کی تردید کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

''یزیل هذا التوهم مارواه البیهقی فی سننه......

...... فمازالت تلک صلاته حتی لقی الله تعالی''

علامہ زیلعی نے اس روایت کا انتساب امام بیہقی کی سنن کی طرف کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس سے مراد ان کی السنن الکبریٰ ہے۔ مگر یہ روایت اس میں قطعاً نہیں اور نہ ہی معرفۃ السنن والآثار میں ہے کہنے والوں نے کہا اور لکھنے والوں نے لکھا کہ یہ روایت السنن کے مطبوعہ نسخہ سے حذف کردی گئی۔ مگر بلا ثبوت اس قسم کا الزام بہرحال درست نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت شاہ صاحب کو ڈھیروں جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے پہلی بار اس عقدہ کی گرہ کھولی اور فرمایا کہ یہ روایت السنن میں نہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بیہقی کی الخلافیات میں ہے۔ان کے الفاظ ہیں:

لـم نجد هذه الرواية في نسختي السنن الخطية والمطبوعة ولا في المعرفة بل رواه في الخلافيات فقد رأيته في مختصر الخلافيات ج ١ ص ٦٧ (جلاء العينين ص ١٢٧)

مختصر الخلافیات بحمد اللہ زیور طبع سے آراستہ ہوچکی ہے اور اس کے ص۹۰ ج۲ پر اس روایت کا ذکر ہے۔اصلاً ''الخلافیات'' کی تا حال صرف تین جلدیں شائع ہوئی ہیں۔جس میں کتاب الطہارہ مکمل نہیں ہے۔

یہ روایت مدعیان نسخ کے لیے زہر ہلاہل ہے اس لیے نصب الرایہ کے محشی نے اور اسی سے دیگر حضرات نے اس کی سند پر تنقید کی ہے۔جس کا جواب بھی حضرت شاہ صاحب نے دیا ہے۔

جلاء العینین کو اس کے بعد مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت نے شائع کیا۔مگر ظلم یہ کیا ہے کہ اس سے ادارہ العلوم الاثریہ کا نام کلمۃ الناشر، حتی کہ موضوعات کی فہرس بھی حذف کردی۔اپنی طرف سے کلمۃ الناشر لکھ کر مطبعی حقوق کے ٹھیکے دار بن گئے۔تصحیح اغلاط کا بہانہ بنا کر اسے شائع کرنے والوں نے حضرت مولانا فیض الرحمٰن الثوری کو ''النوری'' لکھا جب کہ باقی فوٹو کاپی میں ''الثوری'' ہی ہے۔فالی اللہ المشتکی

اس ساری صورت واقعی کی اطلاع اس ناچیز کو مولانا برق التوحیدی رحمہ اللہ نے اپنے ایک مکتوب میں دی۔جو انہوں نے ۲۰رمئی ۱۹۹۱ء میں لکھا۔موصوف ان دنوں الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ طیبہ میں تھے۔

اس کے بعد ایک نئے اسلوب میں جلاء العینین طبع ہوئی شیخ بدر البدر حفظہ اللہ کو امام بخاری کی جزء رفع الیدین کا ایک خطی نسخہ دار الکتب القاہرہ سے ملا۔جو حافظ ابن حجر کے نسخہ سے منقول تھا۔اس میں دو اثر ایسے بھی ہیں جو سابقہ مطبوعہ نسخوں میں نہیں۔شیخ بدر البدر نے اسی نسخہ کے مطابق روایات و آثار کی ترقیم کی اور حواشی میں جلاء العینین کو حسب حال نقل کیا۔اور اس میں آیات قرآن، احادیث مبارکہ اور روایات میں وارد شدہ رجال و اسماء کی فہارس کا اضافہ کردیا۔جزاہ اللہ احسن الجزاء یوں یہ نسخہ ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۹۹۶ء دار ابن حزم بیروت سے شائع ہوا۔

شیخ بدر حفظہ اللہ نے لکھا ہے کہ ''قد راجع عمل الشیخ بدیع کل من الشیخ فیض الرحمٰن الثوری والشیخ ارشاد الحق الاثری'' لیکن یہ صحیح نہیں۔مولانا فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ نے جلاء العینین کی مراجعت قطعاً نہیں کی۔یہی سہو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے مہربان مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کو کاروانِ سلف صفحہ ۴۹۷ میں ہوا۔ اور نہ ہی جلاء العینین پہلی دفعہ دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا سے شائع ہوئی بلکہ دارالحدیث سے حضرت مولانا فیض الرحمٰن الثوری کے مکمل حواشی سے جزء رفع الیدین شائع ہوئی تھی۔ اصل صورت حال راقم پہلے عرض کر چکا ہے جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس طباعت میں مطبعی غلطیوں کے علاوہ ص ۱۵۶ کے حاشیہ نمبر ۴ میں ''سندہ حسن ورجالہ ذکرھم'' ہے جب کہ صحیح اور مکمل عبارت یوں ہے: ''سنده حسن ورجاله كلهم مذكورون فى التقريب والتهذيب، وذكرهم'' اسی طرح ص ۱۴۸ پر حواشی کی نمبرنگ بھی غلط ہوگئی ہے۔ طباعت میں اس قسم کا سقم کوشش بسیار کے باوجود رہ جاتا ہے۔ اور اس کا ادراک اسی کو ہوتا ہے جسے عملاً اس کا سابقہ پڑا ہو۔

انماء الزكن فى تنقيد انهاء السكن

ماضی قریب میں علمائے دیوبند کے اعیان میں ایک بڑا نام مولانا ظفر احمد تھانوی عثمانی رحمہ اللہ کا تھا۔ جنہوں نے اپنے شیخ و مرشد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم کے ایماء پر ''اعلاء السنن'' لکھی، جو تمام تر حنفی مسلک کی خدمت اور ان کے متدلات کو جمع کرنے پر مشتمل ہے۔ اسی کتاب کا انہوں نے ایک مقدمہ ''انهاء السكن إلى من يطالع إعلاءَ السنن'' کے نام سے لکھا۔ جو پہلی بار ۱۳۴۸ھ میں ہندوستان سے اور دوسری بار ۱۳۸۳ھ میں پاکستان سے شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے اعلاء السنن کے مقاصد کے مطابق حنفی اصول کو متعارف کرانے کی سعی بلیغ کی۔ اس کے بعد اسی کتاب کو ان کے تلمیذ رشید شیخ عبدالفتاح ابوغدہ مرحوم نے انہی کی اجازت سے اس کا نام ''قواعد فی علوم الحدیث'' رکھا اور بڑے تفصیلی حواشی سے اسے ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۹۷۲ء میں شائع کیا۔

کسی کتاب کی خدمت اور اس کی متعلقات کی تائید وحمایت یا نقد وتنقید ہر دور میں اہل علم کا شیوہ رہا ہے۔ مگر انہاء السکن کی بجائے اسے قواعد فی علوم الحدیث کے نام سے متعارف کرانا بہر نوع محل بحث ہے۔ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ مولانا عثمانی مرحوم نے اس میں جابجا ''اصلنا''، ''عندنا''، ''اصحابنا'' ''فقهاءنا'' کہہ کر اپنے حنفی اصول کا دفاع کیا ہے۔ بلکہ ایک جگہ تو صاف طور پر لکھتے ہیں:

ان لهم (اى للحنفية فى الحديث اصولا كما أن للمحدثين اصولاً فلا لوم ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خالفناهم فی قبول بعض الاحادیث والعمل به وترک العمل بغیره (قواعد ص ۴۶۱)

کہ احناف کے حدیث میں اصول ہیں جس طرح محدثین کے اصول ہیں۔ اس لیے بعض روایات کو قبول کرنے اور ان پر عمل کرنے اور اس کے خلاف پر عمل کرنے پر اگر ہم محدثین کی مخالفت کرتے ہیں تو اس پر طعن و ملامت نہیں ہونی چاہیئے۔ اس قدر صراحت کے باوجود بھی اگر شیخ ابوغدہ انہاء السکن کے بجائے اس کا نام قواعد فی علوم الحدیث رکھتے ہیں۔ تو یہ برعکس نام نہنگی کا نور کا مصداق ہے۔

اسی انہاء السکن کا جواب حضرت شاہ صاحب نے ''انماء الزکن فی تنقید انہاء السکن'' کے نام سے لکھا۔ مگر افسوس کہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انہوں نے یہ جواب کہاں اور کب لکھا۔ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران میں یا پاکستان میں۔ البتہ راقم نے ہی انہاء السکن ۱۸ رشوال ۱۳۹۳ھ میں نقل کی جو بحمد اللہ میرے ہاں محفوظ ہے۔ یہ اس بات کا قرینہ ہے۔ مکہ مکرمہ میں تشریف لے جانے سے عرصہ پہلے وہ اس کی تکمیل کر چکے تھے۔ فضیلۃ الشیخ العلامہ صلاح الدین مقبول احمد حفظہ اللہ نے جب اس کی طباعت کا اہتمام کیا تو حضرت شاہ صاحب کی اجازت سے ''انہاء السکن'' کی بجائے اس کا نام ''نقض قواعد فی علوم الحدیث'' رکھا اور اسے ۲۰۰۳ء میں زیور طبع سے آراستہ کر کے شائقین کے ہاتھوں ہاتھ پہنچانے کی سبیل پیدا کر دی جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اسی ''نقض'' کے مقدمہ ص ۴۸ میں انہوں نے لکھا ہے کہ ۱۳۹۰ھ یا ۱۳۹۱ھ میں حضرت شیخ حافظ فتح محمد جو علماء کے مابین حافظ فتحی کے نام سے معروف تھے اور مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے۔ نے حضرت شاہ صاحب کو انہاء السکن کے جواب کا احساس دلایا۔ اور انہی کے مشورہ سے انہوں نے اس کا جواب لکھا۔ اسی سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے یہ جواب کوئی بڑے طویل عرصہ میں نہیں بلکہ یہی کوئی چھ ماہ سال کے اندر اندر مکمل کیا۔

حضرت شاہ صاحب نے یہ جواب گو اختصار سے لکھا مگر امر واقعہ یہ ہے کہ مولانا ظفر احمد عثمانی کے تمام تر مغالطات اور محدثین کے اصول کے برعکس حنفی اصول اور اس کے تحفظات کو طشت از بام کر دیا۔ جس کا اندازہ ہر منصف مزاج قاری کر سکتا ہے اور اسی سے حضرت شاہ صاحب کی وسعت معلومات اور ان کے حفظ و ضبط کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مولانا عثمانی نے ایک اصول ذکر کیا ہے کہ جارح خود مجروح ہو تو اس کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راوی پر جرح جب کوئی اس کی توثیق کرنے والا نہ ہو مردود ہوگی۔ اس کی تائید میں انہوں نے میزان الاعتدال سے ابان بن اسحاق المدنی کے ترجمہ کا حوالہ دیتے ہوئے علامہ ذہبی سے نقل کیا ہے کہ امام ازدی نے اپنی کتاب میں ایسے متعدد راویوں کو ضعیف کہہ دیا ہے جن پر کسی نے کلام نہیں کیا اور ازدی خود متکلم فیہ ہیں۔ (قواعد فی علوم الحدیث ص ۱۷۸) حضرت شاہ صاحب علامہ ذہبی کے اسی بیان پر لکھتے ہیں:

اقول والذهبی نفسه يقبل كلامه (ای كلامه الأزدی) وجرحه فی مواقع كما لايخفى على من طالع ميزانه، وقد اكتفى على نقل الجروح عن الازدی دون غيره فی كثير من الرجال، ومن شرطه ان يتعقب اذا كان الجرح غير مقبول كما بينه فی المقدمة، كبشر بن غالب وبشر بن بشر وبكار بن زكريا وبكر بن صالح وبكر بن محمد وبلال بن عبيد العتكی وتغلب بن ضحاک وثابت بن عبيدالله وثابت بن عطية وثعلبة الحمصی و جابر بن سليم و ضاح (جناح) مولى الوليد وحباب بن جبلة الرقاق و حجاج بن سنان والحسن بن محمد بن عثمان الكوفی والحسين بن زياد وداؤد بن ابراهيم العقيلی ودهثم بن جناح وشعيب بن عمر الطحان وجماعة لايحصون، اكتفى فيهم بكلام الأزدی ولم يتعقب اصلاً وذلک لأنه لم يعارضهم توثيق فالتفصيل فی الباب ماذكرنا (نقض ص ۱۷۸)

گویا علامہ ذہبی کے کلام سے امام ازدی کے حوالے سے جو ابہام پایا جاتا ہے حضرت شاہ صاحب نے خود علامہ ذہبی کے متعدد حوالوں سے اس کی وضاحت فرما دی۔ اسی ایک مقام سے ان کی باریک بینی اور فن رجال سے ان کی وسعت و معلومات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ پوری کتاب اس نوعیت کی بہت سے غلط فہمیوں کے ازالہ پر مشتمل ہے۔ ''انہاء السکن'' جب ''قواعد فی علوم الحدیث'' کے عنوان سے طبع ہوئی اور شیخ ابو غدہ نے مزید اس میں رنگ بھرنے کی کوشش کی تو اس عاجز نے حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا کہ از سر نو اب اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ مگر انہوں نے فرمایا کہ اس کے لیے اب کوئی فرصت نہیں پاتا۔ اور جہاں تک بنیادی اصولوں کا تعلق ہے اس پر بحث ہو چکی ہے۔ اس لیے اس کی مزید ضرورت بھی نہیں۔ بہر حال یہ کتاب بھی حضرت شاہ صاحب کے علم و فضل کا شاہکار ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ محترم شیخ صلاح الدین مقبول احمد کو جزائے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیر عطاء فرمائے جنہوں نے بہترین زیور سے آراستہ کر کے اس کو شائع کیا۔ کیا ہی خوب ہوتا جو اگر وہ اس کا تفصیلی انڈکس بھی بنا دیتے۔ حضرت شاہ صاحب نے جن مراجع سے استفادہ کیا ان کی فہرس بھی شامل ہوتی۔ ان کے مراجع میں جن مخطوطات سے استفادہ کیا گیا ہے ان میں اکثر طبع ہو چکے ہیں۔ ان مطبوعہ نسخوں کی مراجعت ہو جاتی تاہم جو ہے بسا غنیمت ہے اور اہل علم اس پر ان کے اور حضرت شاہ صاحب کے شکر گزار ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ''انہاء السکن'' کا جواب شیخنا المحدث الحافظ محمد گوندلوی نور اللہ مرقدہ نے بھی دیا تھا۔ جس کا دو تین بار انہوں نے ذکر کیا۔ راقم نے اس کی کچھ تفصیل معلوم کرنے کی ان سے گزارش کی تو انہوں نے فرمایا کہ: مدینہ یونیورسٹی میں تدریس کے دوران میں اس کا نسخہ حافظ فتحی مرحوم نے مجھے دیا تھا اور اس کے جواب کا تقاضا کیا تھا۔ میں نے اسی انہاء السکن کے نسخہ کے حواشی پر نقد لکھ کر حافظ فتحی رحمۃ اللہ کو دے دیا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا اور کہاں چلا گیا اس کا مجھے علم نہیں۔ حافظ فتحی مرحوم کے کتب خانہ کا ان کے انتقال کے بعد جو حشر ہوا وہ بڑا دلدوز ہے۔ اگر ان کا کتب خانہ محفوظ جگہ پر منتقل ہو جاتا تو حضرت محدث گوندلوی کا یہ جواب بھی شاید مل جاتا۔ مگر ان قدح بشکست وآں ساقی نہ ماند۔

اظهار البراء ة عن حديث من كان له امام فقراء ة الامام له قراء ة

امام کے پیچھے مقتدی کا فاتحہ پڑھنے پر نزاع بڑا قدیم ہے۔ جو حضرات اس کے قائل نہیں وہ من جملہ دیگر دلائل کے اسی روایت ''من كان له امام فقراء ة الامام له قراء ة'' سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے اسی روایت کی تحقیق پر ''اظہار البراءۃ'' کے نام سے مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے جو متوسط سائز کے ۲۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں اولاً بارہ صحابہ کرام سے مروی اس حدیث کے تمام طرق پر بحث ہے اس کے بعد ایک خاتمہ ہے جس میں سات فصلیں ہیں اور ہر فصل نہایت مفید مباحث پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب انہوں نے کن ایام میں مرتب کی ان کی اپنی تحریر سے اس کی کوئی وضاحت نہیں ہوتی۔ البتہ اس کے اختتام پر مندرج تقاریظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب یہ کتاب مستطاب ۱۳۶۳ھ سے پہلے ضبط تحریر میں لائے تھے۔ جبکہ ان کی عمر ابھی صرف اٹھارہ بیس سال تھی۔ اس عمر میں اس روایت کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسانید اور اس کے طرق پر جس تفصیل سے انہوں نے بحث کی ہے اس سے قرون وسطٰی کے محدثین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۴۵ء میں جب بٹالہ ضلع گورداس پور میں انجمن اہلحدیث کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ''احسن الدلائل الی بعض المسائل'' کے عنوان پر مقالہ پیش کیا۔ اس کے بعد ۱۹۴۶ء میں پھر بٹالہ کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ایک نشست میں کانفرنس کی صدارت بھی کی۔ اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کے حکم پر سندھی زبان میں ''حقانیت مسلک اہلحدیث'' کے عنوان پر تقریر کی۔ حضرت شاہ صاحب ذکر کیا کرتے تھے کہ میں نے شیخ الاسلام سے عرض کیا کہ یہاں سندھی زبان سمجھنے والا تو کوئی نہیں اس کا سامعین کو کیا فائدہ ہوگا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ سامعین کو بتلایا جائے کہ مسلک حقہ اہلحدیث کے علمبردار کہاں کہاں کارفرما ہیں۔ اسی جلسہ میں حضرت شاہ صاحب کا تعارف کرواتے ہوئے شیخ الاسلام نے فرمایا تھا: فن اسماء الرجال میں انہیں بڑی مہارت حاصل ہے انہی ایام میں آپ امرتسر، دہلی وغیرہ تشریف لے گئے اور علماء و محدثین کرام سے ملاقاتیں کیں، ''اظہار البراءۃ'' ان کے پاس تھی جسے علمائے کرام نے ملاحظہ فرمایا اور اس پر تقاریظ لکھیں۔

چنانچہ اس پر حسب ذیل حضرات نے تقریظات لکھیں ہیں۔

(۱) شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری جس پر ۱۰ر رمضان ۱۳۶۴ھ کی تاریخ درج ہے۔

(۲) حضرت مولانا ابو محمد عبدالحق المحمدی محدث بہاولپوری مہاجر مکی، جس پر ۱۱ رمضان ۱۳۶۳ھ کی تاریخ ہے۔

(۳) حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی اس پر ۹ رمضان ۱۳۶۴ھ کی تاریخ ہے۔

(۴) حضرت مولانا سید محب اللہ شاہ صاحب راشدی

(۵) حضرت مولانا عبدالرحیم بن عبدالعزیز رحیم آبادی۔ اس پر ۴ شوال ۱۳۶۳ھ کی تاریخ ہے۔

(۶) حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف محدث بھوجیانی شارح سنن النسائی اس میں جمعہ ۲۵ صفر ۱۳۶۴ھ کی تاریخ ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) حضرت مولانا محمد اسماعیل روپڑی اس میں ۱۷ربیع الاول ۱۳۶۶ھ کی تاریخ ہے۔

(۸) حضرت مولانا علامہ محمد اسماعیل سلفی آف گوجرانوالہ

(۹) حضرت مولانا محدث ابوالقاسم البنارسی انہوں نے یہ تقریظ رجب ۱۳۶۴ھ میں لکھی۔

(۱۰) مولانا حافظ عنایت اللہ اثری جوانہوں نے ۲۹مارچ ۱۹۴۵ءکوقلمبند کی۔

(۱۱) مولانا عبدالسلام جھنگوی

(۱۲) حضرت مولانا محدث ابومحمد عبدالجبار سلفی کھنڈیلوی

(۱۳) حضرت مولانا ابواسحاق نیک محمد محدث امرتسری

(۱۴) حضرت مولانا محمد عبداللہ ثانی

(۱۵) حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی

(۱۶) حضرت مولانا عبدالعلیم شورکوٹی

(۱۷) حضرت مولانا ابورزین عبدالمتین احمد پوری

(۱۸) حضرت مولانا مناظر اسلام احمد دین گکھڑوی

(۱۹) حضرت مولانا ابومسعود بنارسی

(۲۰) حضرت مولانا خداداد گورداسی

(۲۱) حضرت مولانا عبدالنور گھرجاکھی

ان اکابر علمائے اہل حدیث نے تقاریظ میں کیا لکھا یہ اپنی جگہ تفصیل طلب ہے۔ہمیں تو یہاں صرف اتنا عرض کرنا تھا کہ ۱۸، ۲۰ سال کی عمر میں لکھی ہوئی اس کتاب پر ان اعیان کرام کی یہ تقاریظ حضرت شاہ صاحب کے تبحر علمی کی دلیل ہیں۔

عرصہ ہوا خود راقم نے ۱۳۹۱ھ میں اس کتاب کو نقل کیا اور "توضیح الکلام فی وجوب القرأة خلف الامام" میں اس سے بھرپور استفادہ کیا۔راقم ہی کے ایماء پر مرکز التربیہ الاسلامیہ فیصل آباد کے دو فضلاء نے اس کی تصحیح و مراجعت کا فریضہ سرانجام دیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ استاذ العلماء مولانا حافظ محمد شریف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب ﷾ مدیر مرکز التربیۃ الاسلامیہ کو اس کی طباعت کی توفیق عطاء فرمائے۔

تنقید سدید بر رسالہ اجتہاد وتقلید

تقلید اور عمل بالحدیث کے مباحث عرصہ دراز سے چلے آتے ہیں۔ فریقین نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا اور آئندہ بھی یہ سلسلہ اپنے اپنے انداز میں جاری رہے گا۔ حضرت شاہ صاحب نے بھی یہ کتاب اسی عنوان پر لکھی جو دراصل معروف دیوبندی عالم مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے رسالہ ''اجتہاد وتقلید'' کا جواب ہے۔ اس پر تقریظ حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف محدث بھوجیانی شارح سنن النسائی نے لکھی، جس میں انہوں نے اس کتاب کے بارے میں لکھا:

ہماری جماعت کے فاضل محقق اور سندھ میں نامور راشدی خاندان کے گلِ سرسبد حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ صاحب پیر آف جھنڈا دامت برکاتہم وعصمت فیوضہم نے تنقید سدید میں مقلدین کے ان سب متمسکات پر مدلل ومبرہن اور سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔ انداز ایسا متین اور دل نشین ہے کہ اہل ذوق مطالع شروع کریں تو چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔''

حضرت بھوجیانی نور اللہ مرقدہ کے اس تبصرہ کے بعد ضرورت نہیں رہتی کہ اس حوالے سے مزید کچھ لکھا جائے اور اس کے مباحث کی ندرت، استدلال کی وسعت اور گرفت کی قدرت کو اجاگر کیا جائے۔ ایک طالب علم کی تشفی کے لئے اس میں ایسے ایسے مباحث ہیں جو اسے بہت سی کتابوں سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ مقلدین حضرات کا یہ عموماً مغالطہ ہوتا ہے کہ طبقات حنابلہ، طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ اور طبقات شافعیہ اٹھا کر دیکھو تم پر عیاں ہو جائے گا کہ یہ سب حضرات مقلد تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے اسی مغالطہ کی بھی خوب خوب خبر لی ہے اور بتلایا ہے کہ محض نمبر بڑھانے والے حضرات نے ایک ہی شخص کو طبقات حنفیہ میں اور دوسرے نے طبقات حنابلہ میں یا شافعیہ میں ذکر کیا ہے حتیٰ کہ امام شافعی کو مالکیوں نے طبقات مالکیہ میں اور حنبلیوں نے طبقات حنابلہ میں، امام اسحاق بن راہویہ کو طبقات شافعیہ میں اور حنبلیوں نے طبقات حنابلہ میں ذکر کیا ہے۔ گویا یہ اصحاب الطبقات تو اس کا مصداق ہیں۔

ولکل یدعی وصلاً للیلی   ولیلی لاتقرلھم بذاکا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راقم کو اس کتاب کی طباعت سے پہلے استفادہ کا شرف حاصل ہے۔ یہ کتاب ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۲ء میں ادارہ احیاء التراث اہل السنہ، الہ آباد، وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ سے محترم حکیم عبدالمجید الہ آبادی مرحوم کی نگرانی میں شائع ہوئی۔ حکیم صاحب حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم کے عزیزوں میں سے تھے۔ جن ایام میں وہ اس کتاب کی طباعت کا اہتمام کر رہے تھے انہی دنوں میں مجھے ان کی زیارت نصیب ہوئی۔ ان کی مسجد میں ایک خطبہ جمعہ کا بھی اتفاق ہوا۔ بڑے حلیم الطبع اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اس کتاب کی طباعت میں ان کی کوششوں کو قبول کرے۔ آمین۔

چند اور تذکرے:

حضرت شاہ صاحب کی ایک سو سے زائد تصانیف ہیں۔ مگر ان میں سب سے ضخیم ''بدیع التفاسیر'' ہے جو ۱۰ جلدوں اور چودہ سپاروں پر مشتمل ہے اور سندھی زبان میں ہے۔ تفسیر کا آغاز انہوں نے اواخر عمر میں کیا۔ جو افسوس کہ مکمل نہ ہوسکا۔ سندھی زبان میں ہونے کی بنا پر اس کا دائرہ بھی محدود ہو گیا۔ ان کے عقیدت مند اور رفقاء اسے اردو قالب میں منتقل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس حوالے سے ان کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ احباب استفادہ کر سکیں۔ اسی طرح ان کی تصانیف میں ''توحید خالص'' کو بھی ایک بڑا مقام حاصل ہے۔ جس میں حضرت شاہ صاحب نے وجودیت کے افکار کا تانا بانا تار تار کیا ہے۔ ضرورت ہے کہ فقہی عنوانات کے تحت حضرت رحمہ اللہ کی تصانیف کا تعارف کروایا اور ان کے فتاویٰ جات کو شائع کیا جائے۔

ان کے سلسلۂ تصانیف کے علاوہ جو بات ہم یہاں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ان کے معمولات اور شب و روز ان کی مصروفیتوں کے حوالے سے ہے۔ راقم کو کچھ اسفار میں اور ان کے در دولت پر قیام کے دوران میں انہیں قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ میں نے ان کی زندگی کو کتاب وسنت میں ڈھلا ہوا پایا۔ سفر ہو یا حضر، تہجد کا باقاعدہ اہتمام فرماتے۔ فیصل آباد میں قیام کے دوران میں رات کو فیصل آباد کے مضافات میں جلسہ ہوتا رات گئے واپسی ہوتی۔ حضرت شاہ صاحب تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد تہجد کے لیے بیدار ہوتے اور اپنے رب سے لو لگاتے۔ نیوسعید آباد ہوتے تو صبح کی نماز اور اسی طرح ظہر کی نماز میں لمبے قیام

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے۔ بالخصوص صبح کی نماز میں قیام زیادہ ہوتا۔ اگر کوئی اقامت کے وقت بیدار ہوتا اور حوائج ضروریہ اور وضوء سے فارغ ہو کر مسجد پہنچتا تو پہلی رکعت اسے مل جاتی۔ صبح کی نماز میں جب کبھی دعائے قنوت پڑھتے تو آواز بھرا جاتی، آنکھیں بھیگ جاتی اور ایک سماں بندھ جاتا۔ نماز سے فراغت اور مسنون اوراد و وظائف کے بعد قرآن مجید کا درس ہوتا۔ ایک مرتبہ راقم تقریباً ہفتہ بھران کے ہاں ٹھہرا، پورے ہفتہ میں ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ پر ہی انہوں نے درس ارشاد فرمایا۔ اس وقت تو کچھ باتیں یاد تھیں اسی بنا پر واپس لیاقت پور حضرت والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو گاؤں میں دو تین دن اسی موضوع پر درس دیا۔ حضرت شاہ صاحب کا یہ درس تقریباً طلوع آفتاب تک جاری رہتا۔ درس سے فارغ ہو کر کچھ وقت کے لیے گھر تشریف لے جاتے ڈیڑھ دو گھنٹے بعد تشریف لاتے۔ جو بھی مہمان آئے ہوئے ہوتے ان کے ہمراہ ناشتہ کرتے۔ اخبار آجاتا تو ایک نظر اس پر ڈالتے اور پھر تصنیف و مطالعہ میں مصروف ہو جاتے۔ اور یہ سلسلہ ظہر کی نماز تک جاری رہتا۔ نماز ظہر کے بعد کھانا مہمانوں کے ساتھ تناول فرماتے۔ اور کچھ وقت آرام کے لیے گھر تشریف لے جاتے۔ عصر کی نماز کے بعد ''لائبریری کے گراسی پلاٹ میں بیٹھ جاتے۔ کوئی مسائل پوچھنے والا ہے کسی کا گھریلو معاملہ ہے یا کوئی جماعتی مسئلہ ہے اسی پر گفتگو فرماتے۔ بصورت دیگر مطالعہ میں مصروف ہو جاتے۔ مغرب کی نماز کے بعد پڑھنے لکھنے کا اکثر معمول نہیں تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد مہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے پھر تھوڑی دیر بعد گھر آرام کے لئے چلے جاتے۔ اکثر و بیشتر ان کا یہی معمول تھا۔ رات کے کھانے میں دودھ ضرور نوش جان فرماتے بلکہ دودھ کے گھونٹ سے کھانا کھاتے۔ ایک بار فیصل آباد تشریف لائے۔ احباب نے ان سے عقیدت و محبت میں بڑے پر تکلف کھانے تیار کیے۔ حضرت شاہ صاحب تکلف بھری یہ محبت برداشت کرتے رہے۔ مگر یہاں سے جب واپس سندھ جانے لگے تو اسٹیشن پر کھڑے احباب میں میرا ہاتھ پکڑ کر ایک طرف لے گئے اور فرمانے لگے اب کی بار تو تم نے مجھے مروا دیا۔ میں یہ سن کر بڑا پریشان ہوا اور عرض کی حضرت جو ہوا اس کی پیشگی معذرت کرتا ہوں فرمائیے کیا ہوا تا کہ آئندہ محتاط رہوں۔ فرمایا تمہیں معلوم نہیں ہم لوگ سالن میں نمک مرچ کم کھاتے ہیں اور رات کے کھانے میں تو دودھ ضروری ہوتا ہے بلکہ کھانا ہی دودھ سے کھاتے ہیں۔ اس بار تو مرچ کھلا کھلا کر تم نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروادیا۔ میں نے معذرت کی اور آئندہ اس کا پاس ولحاظ رکھنے کا عہد کیا۔

وضوء کرتے ہوئے میں نے انہیں مسواک کرتے، داڑھی کا خلال کرتے اور پاؤں کی انگلیوں کے مابین حدیث کے مطابق چھوٹی انگلی سے خلال کرتے ہوئے دیکھا یوں وہ حتی الوسع تمام سنتوں کا اہتمام کرتے حضرت شاہ صاحب دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور وضو کے دوران اسے ہلاتے تھے۔ البتہ مجلس میں جب کبھی ہنسی اور مزاح کی بات ہوتی تو ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہوجاتے ان کی یہ عادت بہرحال ان کی عظمت کے شایان شان نہ تھی۔ آخر وہ تھے تو انسان ہی، معصوم بھی وہ نہ تھے اس قسم کی تمام کمزوریوں سے صرف انبیاء کرام علیہم السلام ہی پاک اور صاف ہیں اور وہی امتوں کے لیے کامل نمونہ ہیں۔

حضرت شاہ صاحب کا انتقال جنوری ۱۹۹۶ء میں ہوا۔ ان کے سانحہ ارتحال سے کچھ عرصہ پہلے ان کی عیادت کے لیے نیوسعید آباد حاضر ہوا۔ معلوم ہوا کہ آپ حیدرآباد میں ہیں۔ حسن اتفاق کہ وہیں حضرت مولانا عبدالرحمن چیمہ صاحب حفظہ اللہ شیخ الحدیث دارالحدیث لودھراں تشریف لے آئے۔ ہم دونوں حیدرآباد چل نکلے مغرب کی نماز ہوچکی تھی کہ ہم مسجد میں پہنچے۔ نماز کے بعد شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ طبیعت بڑی مضمحل تھی چہرے کی بشاشت افسردگی میں تبدیل ہوچکی تھی۔ مغرب پھر عشاء کے وقت بھی سرسری سی ملاقات پر ہم دونوں پریشان تھے۔ البتہ صبح کی نماز کے بعد ناشتہ تک وہ ہمارے پاس ٹھہرے۔ اسی دوران میں اس عاجز نے اور مولانا چیمہ صاحب نے ان سے اجازۃ بالروایۃ طلب کی۔ فرمانے لگے تمہیں اس کی کیا ضرورت ہے۔ عرض کیا ضرورت ہی کی بنا پر تو یہ طلب کررہے ہیں بالآخر انہوں نے اپنا ثبت "المنجد المستجيز لرواية السنة والكتاب العزيز" اپنے دستخطوں اور اپنی مہر سے عطاء فرمایا۔ والحمدالله على ذلك.

حضرت شاہ صاحب کی زندگی کا احاطہ نہایت مشکل ہے، ان کا حلقہ تلمذ عجم سے عرب تک پھیلا ہوا ہے۔ اسی بنا پر وہ شیخ العرب والعجم معروف ہوئے۔

نور الله مرقده واعلىٰ الله مقامه في الجنة مع النبيين و الصديقين والشهداء والصالحين. آمين.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سہیل حسن حفظہ اللہ ☆

شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ سے چند ملاقاتیں

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ و صحبہ اجمعین وبعد

اللہ تعالیٰ کا اس امت پر احسان ہے کہ ہر عہد میں اس قسم کے علماء اور فضلاء موجود رہتے ہیں جو امت کی رہنمائی اپنے علم کے ذریعے کرتے رہتے ہیں، اور قیامت تک یہ طائفہ منصورہ باقی رہے گا یہ روشن ستارے دنیا میں اپنا فرض ادا کرتے رہیں گے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کی راہیں منور کرتے رہیں گے۔

انہی روشن ستاروں میں حضرت العلام السید بدیع الدین شاہ راشدی کا نام نامی آتا ہے، جنہوں نے اپنے عہد میں اپنے علم وفضل کے ذریعے سے لوگوں کی رہنمائی اور تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دیا۔

میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ اس نابغہ روزگار شخصیت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، الحمدللہ مدینہ منورہ میں والد صاحب مولانا عبدالغفار حسن رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں پندرہ سال رہنے کا موقع ملا۔ اور مدینہ میں قیام کے دوران برصغیر کی نامور شخصیات کو دیکھنے اور سننے کا موقعہ ملا۔

انہیں شخصیات میں حضرت شاہ صاحب کا ذکر آتا ہے۔ جن سے میری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب کہ حضرت صاحب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز سے ملاقات کی غرض سے جامعۂ اسلامیہ میں تشریف لائے، بعض دیگر احباب کے ساتھ آپ مرکزی لائبریری میں کتابوں کا مشاہدہ کررہے تھے کہ ایک ساتھی نے شاہ صاحب سے تعارف کروایا، اور آپ نے نہایت شفقت اور محبت سے اس خاکسار سے معانقہ کیا اور حال وغیرہ دریافت کیا۔ اور اس وقت سے میرے ذہن میں ان کا وہ نورانی چہرہ سادگی اور خوش دلی ذہن میں پیوست ہوگئی۔

دوسری مرتبہ اس وقت ان کو دیکھا جب وہ مسجد الحرام میں درس حدیث ارشاد فرمارہے تھے اور ان

☆ کلیۃ اصول الدین بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درس میں اہل علم کی تعداد بھی عام سامعین کے ساتھ موجود تھی، اور انکی زبان سے عربی میں انتہائی سلاست اور روانی سے حدیث کا درس تمام سامعین اور حاضرین کے لئے حیرانی کا باعث تھا یہ تذکرہ غالباً ستر کی دھائی کا ہے جب آپ وہاں مقیم تھے۔ یہ بھی اس زمانے میں سنا تھا کہ آپ نے ''محلی ابن حزم'' کا درس شروع کیا ہے۔ اس طرح مکہ مکرمہ کی رہائش کے دوران طلبہ آپ سے بھرپور استفادہ کرتے رہے۔ اور آج بھی حافظ محمد فتحی مرحوم کی رباط مکی میں رہائش گاہ اور حرم میں ان کی بیٹھک نگاہوں کے سامنے گذر جاتی ہے۔ جو کہ برصغیر کے اہل علم کے ملنے اور بات چیت کرنے کا مرکز تھا، اور حافظ فتحی مرحوم کی ذات سے تمام حضرات کے بارے میں معلومات حاصل ہوجاتی تھیں۔

علامہ بدیع الدین راشدی کے تذکرے میں اگر کتابوں سے ان کے لگاؤ کا ذکر نہ ہو تو بات تشنہ رہ جائے گی، اور یہ حقیقت ہے کہ ان کا مکتبہ اپنی حیثیت میں ایک بے مثال مکتبہ تھا۔ ان کی مطبوعات اور مخطوطات سے محبت اور لگن اپنی جگہ ضرب المثل تھی، مجھے ان کا مکتبہ دیکھنے کا تو موقعہ نہ مل سکا۔ لیکن اکثر شوقین احباب سے ان کے مکتبہ کی تعریف سنی اور دل چاہتا بھی رہا لیکن یہ تمنا پوری نہ ہوسکی۔

فیصل آباد میں قیام کے دوران ایک ساتھی نے چند مخطوطات کا فوٹو لا کر دیا جو کہ وہ پیر صاحب کے مکتبہ سے فوٹو کروا کے لائے تھے، ان کتابوں میں ایک ان کی تحریر کردہ کتاب کا عکس تھا جس میں قراءۃ خلف الامام کے بارے میں نہایت عالمانہ فاضلانہ اور محدثین کرام کے اسلوب پر بحث کی گئی تھی اور ان کی علمیت اور تحقیق کی غماز تھی۔

ان کی کتابوں سے لگن کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے مقالے جو کہ مولانا عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں انہوں نے تحریر کیا تھا اور الاعتصام کے خصوصی شمارہ میں شائع ہوا ہے۔

اس مقالے میں فرماتے ہیں کہ ''مرحوم (مولانا عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ) سے میری پہلی ملاقات قیام پاکستان سے پہلے ملتان شہر کے محلّہ قدیر آباد میں مرحوم علامہ الشیخ ابوتراب عبدالتواب صاحب کے مکتبہ میں ہوئی، اس وقت علامہ موصوف کے یہاں فروخت کے لئے مکتبہ موجود تھا۔ سال میں ایک دو مرتبہ میرا وہاں جانا ہوتا تھا اور کتابیں خریدتا تھا، اس مرتبہ مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم بھی اس شوق سے وہاں پہنچے تھے، مولانا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالتواب صاحب نے ان کا تعارف کرایا۔ مولانا عطاء اللہ صاحب مجھے غائبانہ جانتے تھے، دونوں کو مل کر انتہائی خوشی ہوئی، خاص طور پر اس لئے کہ دونوں پر علمی کتابوں کا شوق غالب تھا اس جذبے نے اور زیادہ قریب کردیا، وہاں سے روانہ ہونے تک ہمارے مابین کتابوں کے متعلق گفتگو ہوتی رہی، کبھی کسی نئی کتاب کے دیکھنے کا ذکر ہوا تو کہیں کسی کتاب کے متعلق ایک دوسرے سے معلومات حاصل ہوتیں، کسی نئی کتاب کا سن کر دل میں انتہائی مسرت کی کیفیت پیدا ہوتی، میں نے اس ملاقات میں کتاب ''اوجز المسالک'' کا نام سنا۔

اس اقتباس سے پیر صاحب کی کتابوں سے محبت اور اس کے لئے سفر کرنا بالکل ظاہر ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان اکابرین امت کی آپس میں محبت اور گہرے تعلقات کا اندازہ ہوتا ہے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں وہ نقشے یاد ہیں
کیسی کیسی صحبتیں خواب پریشاں ہوگئیں

اللہ تعالیٰ ہم جیسے ناکارہ افراد کو بھی ان کے سیرت و کردار پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میاں محمد جمیل حفظہ اللہ ☆

ایک عظیم محدث کی یاد میں

شخصیات کے بارے میں لکھنا میرے لیے ہمیشہ سے مشکل رہا ہے کیونکہ کسی شخصیت کے متعلق لکھتے وقت افراط وتفریط کے پہلو سے بچنا انتہائی کٹھن مرحلہ ہوا کرتا ہے بالخصوص اس شخصیت کے بارے میں خاصہ فرمائی کرنا جس کے ساتھ سفر وحضر میں رفاقت کا موقع میسر نہ ہو آدمی اس کے بارے میں لکھے تو کس بنیاد پر؟ حضرت شاہ بدیع الدین کے بارے میں میرا ایسا ہی معاملہ ہے۔ ان کے ساتھ میرا تعلق ایک زاہد اور سامع سے زیادہ نہ تھا۔ لہٰذا ان کے بارے میں میری معلومات اسی بنیاد کے حوالے سے ہیں جامعہ بحر العلوم میرپور خاص جو حقیقتاً سندھ کے صحراؤں میں بحر العلوم ہے جس سے اٹھنے والی علم وحکمت کی گھٹائیں پورے سندھ پر قرآن و سنت کی برکھا برسا رہی ہیں جسے میرپور کی جماعت بالخصوص سندھ ہائیکورٹ کے معروف وکلاء حاجی محمد اسماعیل میمن اور ان کے قریبی عزیز محمد ہاشم میمن اپنے گروہ خاص اور احباب کے مالی تعاون سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی خوش قسمتی اور مدرسہ کے لیے اعزاز ہے کہ شیخ الحدیث افتخار احمد صاحب جو کہ شاہ بدیع الدین کے شاگرد ہیں۔ وہ مسند تدریس کے سربراہ کی حیثیت سے جامعہ کے نظام تعلیم کی نگرانی کر رہے ہیں۔ صاحب علم و فضیلت ہونے کے ساتھ احساس ذمہ داری کی دولت سے مالا مال ہیں مجھے ان کے بارے میں ذاتی طور پر پہلے بھی علم تھا کیونکہ بارہا دفعہ بحر العلوم حاضری دے چکا ہوں لیکن اب تو یقین کامل ہو چکا ہے کہ فاضل دوست واقعی مستعد اور احساس ذمہ داری کی دولت سے مالا مال ہیں۔ حالانکہ لوگ اس مسند پر براجمان ہو کر انتظامی ذمہ داریوں کی طرف توجہ کرنا اپنے لئے مناسب نہیں جانتے لیکن موصوف نے میرے ساتھ مضمون لکھنے کے لیے اتنی مرتبہ رابطہ کیا کہ میں شرم کے مارے شخصیت نگاری پر قلم اٹھانے کے لیے تیار ہو گیا لہٰذا شاہ صاحب کی ذات اور ان کی خدمات کے حوالے سے چند باتیں حوالۂ قرطاس کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔ مرحوم کی ذات بلا مبالغہ عرب وعجم میں اہل علم کے لیے مسلمہ اتھارٹی تھی۔ ان کا ارشاد پورے انہماک کے ساتھ سنا جانا اور

☆ مدیر ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اکیڈمی لاہور، کنوینیر دعوتِ توحید، سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلافی مسئلے میں حضرت کا استنباط مستند تصور ہوتا تھا۔ یہ مقام اور علمی فیض متحدہ ہندوستان سے لے کر اب تک ان کے خاندان میں ساتویں آٹھیں نسل سے قائم اور جاری ہے۔ روحانی فیض اور ترسیلِ علم کے حوالے سے شاہ صاحب کا خاندان برصغیر میں خصوصی مرتبہ کا حامل رہا ہے۔ بالخصوص صوبہ سندھ کے علم وفکر کے حلقوں میں اس خاندان کا وقار سرفہرست ہے ہمارے محسن ومخدوم سید بدیع الدین (مرحوم) اس خانوادے کے چشم و چراغ اور سربراہ تھے۔ آپ کا جسم پتلا دبلا مگر پھرتیلا جوکہ مستعدی کی علامت ابھرتی ہوئی قد وقامت بلند و بالا تشخص کی ترجمانی تیکھے اور خوبصورت نقش ونگار تعمق نگاہی اور بلا کی ذہانت کے عکاس تھے شاہ صاحب اپنے خاندان کے روایات کے پاسبان اور علم کے امین تھے۔

جامع شخصیت کے اوصاف

ایک علمی شخصیت میں کردار کی پختگی اور عمل کی صالحیت کے ساتھ تدریس، تحریر اور خطابت کے جوہر جمع ہو جائیں تو علم وعرفان کی دنیا میں ایسی شخصیت جامع اور باکمال تصور ہوتی ہے۔

تعلیم و تعلّم

شاہ صاحب مطالعہ کے دھنی اور رسوخ فی العلم کی وجہ سے مستند اور جید عالم ہونے کے ساتھ نہایت ہی کامیاب مدرس تھے۔ جب وہ کسی مسئلہ پر دلائل دینے پر آتے تو دریا کی لہروں کی طرح ایک سے ایک بڑھ کر تابڑ توڑ دلائل دیتے جاتے یہی وجہ ہے کہ جس نے بھی شاہ صاحب سے فیض پایا وہ اپنے حلقے میں کامیاب مدرس اور اسکالر ثابت ہوا جس کا زندہ ثبوت یہ شخصیات ہیں۔

خطبہ و خطاب

اکثر اہل علم میں یہ کمزوری ہوتی ہے کہ وہ علم ومطالعہ کے باوجود عوام الناس کے سامنے مسئلہ واضح نہیں کر سکتے شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ تعلیم وتعلّم کی دنیا کے بادشاہ ہوتے ہیں اور عوام کے ساتھ ان کا ربط نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ عوام کی فہم وفراست کے درجے پر اتر کر بات کرنے میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ مگر شاہ صاحب کو عوام میں اپنا نقطہ ونگاہ مؤثر اور مدلل انداز میں بیان کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیت عطا فرمائی تھی کہ بڑے بڑے عوامی خطباء سے بھی سبقت لے جاتے تھے۔ ان کے لب و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہجہ میں دبدبہ، دلائل کا انبار اور شخصیت کا ابھار شاہ صاحب کا طرہ امتیاز تھا۔ سندھی ان کی مادری زبان تھی مگر اردو اور عربی میں انہیں کمال دسترس حاصل تھی۔

۱۹۶۸ء کی بات ہے اس وقت بنگلہ دیش بھی مشرقی پاکستان کی صورت میں پاکستان کا حصہ تھا۔ موجودہ پاکستان کو مغربی پاکستان اور بنگلہ دیش کو مشرقی پاکستان کہا جاتا تھا دونوں کا ایک ہی وزیر اعظم اور صدر ہوا کرتا تھا۔ جو فوجی جنتا اور نااہل سیاستدانوں کی وجہ سے الگ ہوا چنانچہ مغربی پاکستان کے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی جو بیک وقت بے مثال مدرس علمی اور عوامی حلقوں میں کامیاب خطیب اور قلم وقرطاس کے شہسوار تھے آپ ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء کو فوت ہوئے۔ اور اسی سال ہی رئیس المناظرین حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی اور مسلک دیوبند کے سرخیل اور زبردست خطیب مولانا غلام اللہ خاں کے درمیان فاتحہ خلف الامام کے عنوان پر راولپنڈی شہر میں مناظرہ طے پایا۔ مولانا غلام اللہ خاں صاحب کی خطابت کا پنڈی میں طوطی بولتا تھا دونوں طرف سے عظیم شخصیات اور ٹاپ لسٹ مناظر تیار تھے اور پنڈی اس وقت پاکستان کا دارالخلافہ ہونے کی وجہ سے پورے ملک میں تہلکہ مچ گیا اس مناظرے کے لمحہ بہ لمحہ اثرات ملک بھر میں گھرے ہوتے جارہے تھے۔ حکومت نے یہ صورت حال دیکھ کر عین ایک دن پہلے دفع ۱۴۴ کا نفاذ کیا اور یہ مناظرہ نہ ہوسکا۔ انہی حالات کے پیش نظر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے سالانہ کانفرنس لیاقت باغ پنڈی میں منعقد کرنے کا اعلان کیا۔

شاہ صاحب کا آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس میں بے مثال خطاب

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ خطبہ جمعہ کے لیے کس شخصیت کا انتخاب کیا جائے سب کی نظر سید بدیع الدین شاہ صاحب پر ٹھہری اور موضوع بھی انہیں مسلک اہل حدیث اور فاتحہ خلف الامام کا دیا گیا۔ دارالخلافہ اور مناظرانہ حالات میں بڑے بڑے علماء محسوس کررہے تھے کہ شاید شاہ صاحب سندھی ہونے کی وجہ سے اردو میں خطبہ جمعہ کا حق ادا نہ کرسکیں اور پھر موضوع بھی ایسا جو خالص علمی تھا۔ اور جمعہ کے اجتماع میں احناف نے بھی بڑی کثیر تعداد میں شرکت کی لیکن جونہی شاہ صاحب نے خطبہ مسنونہ کے بعد اپنے خطاب کا آغاز کیا تو ہر لمحہ اس طرح عوام پر چھاتے چلے گئے کہ جیسے لوگوں کے دل و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دماغ پر قبضہ کرلیا ہو شاہ صاحب نے فاتحہ خلف الامام پر علمی اور عوامی انداز میں وہ دلائل دیے کہ لوگ عش عش کراٹھے۔اس کے بعد پورے ملک میں شاہ صاحب کی خطابت کا طوطی بولنے لگا۔

شاہ صاحب کی سعودیہ روانگی اور مراجعت

کچھ عرصہ بعد خبر آئی کہ شاہ صاحب مستقل طور پر سعودی عرب منتقل ہو چکے ہیں جسے جماعتی حلقوں نے اس لیے تحسین کی نظر سے نہ دیکھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ شاہ صاحب کی سعودی عرب کے بجائے پاکستان میں زیادہ ضرورت اور اہمیت ہے۔لیکن شاہ صاحب علم اور مطالعہ کے دھنی تھے اس لیے وہ سعودی عرب کے ماحول کو اپنے لیے زیادہ موزوں پاتے تھے۔ وہاں جاتے ہی علمی مجالس میں بڑے بڑے شیوخ سے تبادلہ خیالات ہوا جس سے شاہ صاحب کے علم و مطالعہ کی پورے عالم اسلام میں دھاک بیٹھ گئی۔لیکن وہاں کے مخصوص سیاسی حالات اور شاہ صاحب اپنی حق گوئی کی وجہ سے زیادہ نہ رہ سکے اور واپس آ کر اپنے کام میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔

شاہ صاحب مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر کی حیثیت سے

مرکزی جمعیت اہل حدیث اجتماعی تربیت کے فقدان کی وجہ سے کئی ادوار میں انتشار کا شکار رہی ہے مولانا سلفی کی وفات کے بعد جمعیت شدید تنظیمی بحران کا شکار ہوئی بالآخر جماعت دو دھڑوں میں منقسم ہوئی ایک دھڑے کے امیر مولانا لکھوی صاحب اور ان کے ناظم اعلیٰ میاں فضل حق برقرار رہے۔ دوسرے گروپ نے سید بدیع الدین راشدی صاحب کو منتخب کیا جس کے ناظم اعلیٰ پروفیسر ساجد میر قرار پائے کیونکہ شاہ صاحب پڑھنے پڑھانے اور قلم وقرطاس کے آدمی تھے انہوں نے پہلے دن ہی یہ بات واضح کردی کہ جونہی صلح واتحاد کی بات چلے گی میں امارت سے مستعفی ہو جاؤں گا۔

فیصل آباد شبان اہل حدیث کے سرکردہ مولانا محمد شریف اشرف، مولانا محمد یوسف انور، پروفیسر محمد شریف، مولانا طیب معاذ اور انکے ساتھیوں نے کچھ بزرگوں کے ساتھ مل کر اتحاد کے لیے مؤثر کردار ادا کیا جونہی اتحاد کے فارمولے پر اتفاق ہوا تو شاہ صاحب نے حسب وعدہ واعلان امارت سے استعفیٰ دے دیا اس طرح انہوں نے اپنی بات کی پاسداری کی اور اس پر من وعن عمل کر کے دکھلایا حالانکہ شہرت اور منصب کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوس کے دور میں ایک شخصیت کے لیے ایسا کرنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے جماعتوں میں ایسی مثالیں کم ہی پائی جاتی ہیں۔ اس کے بعد شاہ صاحب مرکزی نظام سے اس قدر دلبرداشتہ ہوئے کہ انہوں نے اپنے آپ کو تنظیمی اعتبار سے صرف جمعیت اہلحدیث سندھ تک محدود کرلیا ان کے فیض یافتہ معتمد فاضل اور جید عالم دین امیر الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث قاضی عبدالحق انصاری اوران کے ساتھی ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں اور ڈاکٹر عبدالرقیب نے سندھ میں اس جماعت کو مؤثر بنانے میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اوران کی سرکردگی میں سینکڑوں مساجد اور درجنوں مدارس کام کررہے ہیں جہاں تک ان کے خاندانی اداروں کا تعلق ہے نیوسعید آباد میں ان کے پوتے نصرت اللہ شاہ صاحب اور ابوحمید شاہ چلارہے ہیں۔ درگاہ شریف جو ان کے بزرگوں کی گوٹھ میں ہے وہاں شاہ صاحب کے بڑے بھائی سید محب اللہ شاہ راشدی جو اپنے وقت کے عظیم محدث تھے ان کے صاحبزادے سید قسم شاہ خاندانی درس گاہ کی سرپرستی فرمارہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی خدمات میں برکت اور فیض کو تاقیام قیامت قائم رکھے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد یوسف انور حفظہ اللہ ☆

حضرت پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

بھولی بسری یادیں!

مجلہ ''بحر العلوم'' میرپورخاص کی یہ کوشش لائق صد تحسین ہے کہ اس کے ادارہ نے حضرت پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا ہے اور پھر یہ بات مزید خوش کن ہے کہ حضرت سے منسوب اس اشاعت کو ''شیخ العرب والعجم'' کے خوبصورت اور حسب حال نام دینے کا عزم کیا ہے، دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی یہ مساعی حسنہ بارآور فرمائے۔ مندرجہ بالا خبر ہفت روزہ ''اہلحدیث'' میں دیکھ کر یہ سطور سپرد قلم ہوگئیں۔

یہ کوئی چالیس پینتالیس برس قبل کا زمانہ ہوگا کہ حافظ محمد اسماعیل روپڑی ہمیں شاہ صاحب کے بارے میں بتایا کرتے تھے کہ وہ علم و عمل کے پہاڑ اور کلام و بیان کے شہسوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قلم و قرطاس اور منبر و محراب و اسٹیج پر چھا جانے کی وافر صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ چنانچہ اپریل ۶۲ء میں جمعیت شبان اہلحدیث کے زیر اہتمام سہ روزہ عظیم الشان کانفرنس دھوبی گھاٹ فیصل آباد میں ہم نے انہیں مدعو کیا وہ تشریف لائے اور طے شدہ وقت و موضوع اور پروگرام کے مطابق مسلک اہلحدیث کی حقانیت و صداقت پر ایسی مدلل مگر عام فہم تقریر دلپذیر فرمائی کہ اجتماع کے ہزار سامعین خوب محظوظ ہوئے جب کہ پنڈال کے گردونواح کھڑے احناف کے علماء و طلباء بھی حیران و ششدر ہو ہوگئے بلکہ اکثریت نے مسلک اہلحدیث کو صرف اسلام کی اصل تعبیر ہی نہیں بلکہ اسے قبول کرنے کا بھی اعلان کیا، بعد ازاں مختلف موقعوں پر پیر صاحب فیصل آباد میں تشریف لاتے رہے، ہمارے دوست مولانا ارشاد الحق اثری سے انہیں گہرا لگاؤ اور پیار تھا۔ ان کے ہاں ادارہ علوم اثریہ میں کی گئیں علماء کے ساتھ مجالس اور مسائل کے تحقیق و تنقید پر شاہ صاحب کی مؤثر

☆ نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث فیصل آباد، خطیب جامع مسجد اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گفتگو بھلائے نہیں بھول سکتی۔ مولانا ارشاد الحق بھی دو چار ماہ بعد کسی نہ کسی بہانے ان کی خدمت میں سعید آباد سندھ تشریف لے جاتے اور واپسی پر ہمیں وہاں کی لائبریری شاہ صاحب کی علمی و تحقیقی مصروفیات کے سلسلہ کی دلچسپ محبتوں سے آگاہ فرماتے۔

۱۹۶۸ء میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کی راولپنڈی کانفرنس میں پیر صاحب کا جمعۃ المبارک کا خطبہ کمال دلنشیں اور بڑا معرکہ آراء تھا۔ ان دنوں راولپنڈی میں مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ اور مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کے درمیان سورۃ فاتحہ پر مناظرہ کی باتیں چل رہی تھیں کہ مناظرہ کی نوبت تو نہ آسکی لیکن فریقین کے درمیان اشتہارات اور جلسے کانفرنسیں شہر بھر میں کئے جا رہے تھے۔ پیر صاحب جمعہ کے خطبہ میں مسئلہ کی اہمیت کو خوب واضح واجاگر کرتے ہوئے مسلک اہلحدیث کے دیگر امتیازی مسائل پر ایسی براہین سے بھرپور تقریر فرمائی کہ کانفرنس کی اصل جان اور روح یہی خطبہ جمعہ رہا۔ انہوں نے زوردار چیلنج کیا کہ وہ تین دن پنڈی میں موجود ہیں جس کا جی چاہے آئے اور جس مسئلہ پر چاہے بات چیت کرے۔

پیر صاحب جماعتی اختلافات کے تھوڑے سے عرصہ میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ایک گروپ کے امیر بھی رہے دورِ امارت کے اس ماحول میں انہوں نے پنجاب اور ملک کے دوسرے صوبوں میں گاہے بگاہے تبلیغی دورے کئے جن سے مسلک اہلحدیث کو بڑا فروغ حاصل ہوا اور عام جماعتی احباب کو ان کی گفتگو اور ملاقاتوں کی سعادت ہوئی اندرون سندھ تو ان کی خطابت اور تقاریر و بیانات کا دائرہ بڑا وسیع تھا ان کی قائم کردہ تنظیم تاحال قائم اور فعال ہے، علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ اور پروفیسر ابراہیم بھٹی حفظہ اللہ اس سے منسلک ہیں۔

پیر صاحب کی علمی خدمات کا دائرہ بھی بڑا وسیع ہے۔ ان کے کتب خانہ میں جدید و قدیم علوم کا ایک خزانہ، بعض کتب پر شروحات و نوٹس اور ان کے قلم سے چھوٹی بڑی اہم ترین موضوعات پر تصانیف بصد غنیمت ہیں جن کی اشاعت اگر ہو جائے تو علماء و طلبہ کے لئے انتہائی مفید ہو سکتی ہیں۔ مرحوم کے بڑے بھائی حضرت پیر محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ بھی وقت کے بہت بڑے محقق عالم اور زہد و تقویٰ کے پیکر تھے۔ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ کے زمانہ امارت میں انہوں نے لاہور موچی دروازہ میں منعقد ہونے والی ایک عظیم الشان کانفرنس کی صدارت بھی فرمائی تھی۔ ہمیں تو اسی موقع پر ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں بھائیوں کی ان خدمات علمیہ و جلیلہ کو قبول و منظور فرما کر انبیاء و صلحاء کے ساتھ رفاقت عطا فرمائے اور ان کی آل و اولاد کو صدقہ جاریہ بنا کر دینی خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے۔ پیر صاحب سعودی عرب کی بیشتر جامعات اور علمی اداروں میں درس و تدریس اور علمی خدمات انجام دیتے رہے، حرمین شریفین کے فضلاء اور جید علماء آپ کے تبحر علم کے کافی متاثر و معترف تھے۔

میر پور خاص میں دو تین مرتبہ آج سے کئی سال پیشتر میاں فضل حق مرحوم کے ساتھ جانا ہوا تھا۔ محترم مولانا محمد یوسف زبیدی کی سرپرستی میں مقامی جمعیت شہر اور مضافات میں مسلک کی تبلیغ و تعلیم کا جو جال بچھائے ہوئے ہے اس کی خبریں و کاروائیاں جماعتی رسائل و جرائد اور امتحانات لینے جانے والے جامعہ سلفیہ کے اساتذہ سے معلوم ہوتی رہتی ہیں، ''بحر العلوم'' مجلّہ کی اشاعت کا آغاز ان کاوشوں میں حسین اور وقت و حالات کے تقاضوں کے عین مطابق ہے اور بہترین اضافہ بھی ہے کراچی کے بعد سندھ کے معروف مقام میر پور خاص میں ہم سمجھتے ہیں کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث کی تنظیم و تبلیغ کا حق بخوبی ادا کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں محترم محمد رمضان صاحب رحمانی اور ان کے رفقائے کار کی دیرینہ محنت خوب رنگ لا رہی ہے۔ بہت سے ان کے ساتھیوں کے اسمائے گرامی اب یاد نہیں آرہے۔ بہرحال سبھی ہماری دعاؤں اور نیک تمناؤں میں شامل ہیں۔ ''مجلّہ بحر العلوم'' کے اجراء اور ''شیخ العرب والعجم'' نمبر شائع کرنے کی تگ و تاز پر دل کی گہرائیوں سے ان سطور کے ذریعے تمام متعلقہ احباب جماعت کی خدمت میں مبارک باد عرض ہے غرض کہ پیر صاحب رحمہ اللہ کے شاگردوں اور حلقۂ ارادت کا سلسلہ بیحد وسیع ہے جس کے لئے ایک دفتر درکار ہے، شاید کوئی شاگرد رشید اس پر توجہ فرمائے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو عمار حافظ محمد افضل ضیاء حفظہ اللہ ☆

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی الجامعۃ المحمدیۃ (ٹنڈو غلام علی) سے چند خوشگوار یادیں

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وبعد:

علامہ سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں، ان کے متعلق مجھ جیسے ہمیدان کے لیے کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔

آپ نادر روزگار ہستیوں میں سے ایک گوہر نایاب تھے۔ آپ کے علم حدیث میں سلف امت، قرآن مجید کی تفسیری نکتہ آفرینی میں امام رازی اور جملہ مذاہب پر عبور میں امام ابن حزم، علمی تاریخ میں امام طبری اور تبلیغ حق میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی جھلک نظر آتی ہے۔ ملک کے اطراف و اکناف یا بیرون ملک کوئی گوشہ، جہاں کہیں تبلیغ اسلام کے لیے اجتماعات ہوتے آپ کو نہایت اعزاز سے مدعو کیا جاتا تھا۔ جس کا اندازہ آپ کے یورپ، امریکہ، انگلینڈ، ڈنمارک، انڈیا، بنگلہ دیش، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، کویت وغیرہ کے تبلیغی سفرناموں سے لگایا جاسکتا ہے۔

الغرض آپ گوناگوں مصروفیات کے باوجود سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے وہاں شرکت فرماتے اور مختلف موضوعات پر خالص علمی انداز میں قرآن وحدیث کے دلائل و براہین سے ایسی سہل اور عام فہم تقاریر ارشاد فرماتے کہ دنیا عش عش کر اٹھتی۔

عالم شباب میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علماء کی نظر میں کیا تھے اس کا اندازہ اس واقع سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۴۵ء میں متحدہ ہندوستان کے شہر بٹالہ ضلع گورداسپور میں مرکزی کانفرنس کی صدارت کے موقع پر خطبہ ارشاد فرمایا (وہ خطبات راشدیہ میں موجود ہے)۔

جب کہ اس وقت شاہ کی عمر بمشکل ۲۰ سال ہوگی۔ اس صغرسنی ہی میں علمی حلقے شاہ صاحب کی علمی

☆ مدیر الجامعۃ المحمدیہ گوٹھ مولوی سلطان احمد ٹنڈو غلام علی، فارغ التحصیل جامعۃ الاحسان کراچی، معروف خطیب ومضمون نگار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شان اور قدر و منزلت کے معترف تھے۔ (اور کیوں نہ ہوتے کہ آپ اس قدر ذہین تھے کہ صرف تین ماہ کے قلیل عرصہ میں مکمل قرآن مجید حفظ کیا)

چنانچہ اس کانفرنس کی صدارت کا شرف انہیں حاصل ہوا، جس میں شیر پنجاب، فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک تھے اور مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس موقعہ پر اپنے خطاب میں فخر کا اظہار فرمایا کہ آج وہ ایسے اجتماع سے مخاطب ہیں کہ جس کی صدارت ایک ایسا نوجوان عالم کر رہا ہے جو فن رجال اور جرح و تعدیل کا امام ہے۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مسلکی غیرت وحمیت سے لبریز ایک بیدار مغز اور روشن دل عطا فرمایا ہوا تھا۔ پوری عمر مسلک اہلحدیث کے احقاق و اثبات اور عقیدہ سلف کے دفاع میں صرف کر دی۔ آپ کی ہر تقریر و تحریر کا حاصل اور نچوڑ یہ ہی اسلوب رہا۔ جب بھی بولتے انتہائی مدلل بولتے اور لکھنے پر آتے تو آپ کا قلم، دلائل و براہین کا انبار لگا دیتا تھا۔ طریق کا متدل اور دلیل استدلال پر انطباق شاہ صاحب مرحوم کا وہ خاصہ تھا جس نے انہیں علماء محدثین کے درمیان منفرد و ممتاز بنائے رکھا۔

شاہ صاحب کا الجامعۃ المحمدیہ (گوٹھ مولوی سلطان احمد) سے تعلق کب سے؟

راقم الحروف نے یہ تمام معلومات مولانا سلطان احمد مرحوم کے فرزند حاجی عطاء اللہ صاحب سے حاصل کیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ والد صاحب ۱۹۳۷ء سے اس گوٹھ میں مقیم ہیں۔ اس وقت ٹنڈو غلام علی میں چند میروں کے گھر ہوا کرتے تھے۔ اور وہاں ایک مولوی حبیب اللہ نامی شخص رہتا تھا، کہ جس کے والد صاحب کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات تھے۔ تو اس نے والد صاحب سے ٹنڈو غلام علی میں جلسہ کرانے کو کہا۔ تو والد صاحب کہنے لگے کہ جس عالم کو چاہیں آپ بلوالیں، جلسہ پر آنے والے تمام اخراجات میں برداشت کروں گا۔ تو مولوی حبیب اللہ نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی۔ کیوں کہ مولوی حبیب اللہ کا شاہ صاحب سے اچھا تعلق تھا، یہاں میروں نے یہ حکم جاری کیا کہ یہاں کوئی جلسہ نہیں کرے گا۔ اگر کسی نے کوشش کی تو اس کا بہت برا حشر ہوگا۔ اس دور میں حیدرآباد سے یہاں تک صرف ایک بس چلتی تھی، اور شاہ صاحب اس کے باوجود اس پروگرام میں حسب وعدہ تشریف لائے۔ اور آپ کو بتلایا گیا کہ میروں نے حکم جاری کیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال شاہ صاحب نے توحید پر بڑا جاندار خطاب فرمایا اور مزید کہا کہ اگر یہ میر ہیں تو ہم پیر ہیں۔ آ جاؤ جس نے مقابلہ کرنا ہے کہ میں آج رات یہیں ہوں۔ کسی کی جرأت نہ ہوئی، اس جلسہ میں آپ رحمہ اللہ سے مولانا سلطان احمد صاحب کا بھی تعارف ہو گیا۔ اور اچھی دوستی ہو گئی۔

کچھ عرصہ کے بعد اس گوٹھ میں مولانا ہدایت صاحب (جو کہ مولانا حافظ عبدالغفار (بمبانوالہ) کے والد گرامی ہیں) بحیثیت مدرس یہاں تشریف لائے۔ مولانا کے شاہ صاحب رحمہ اللہ اور مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ کے ساتھ اچھا تعلق تھا۔ مولانا نے پھر اس گوٹھ میں جلسہ کرانا چاہا تو مولانا سلطان صاحب سے مشورہ کیا کہ جلسہ میں شاہ صاحب اور شیخوپوری صاحب کو بلایا جائے۔ بہر حال یہ جلسہ منعقد ہوا۔ اور شاہ صاحب تشریف اائے۔ مولانا سلطان احمد صاحب نے شاہ صاحب سے کہا کہ ہمارا گوٹھ بہت چھوٹا ہے اگر آپ مانیں تو جلسہ ہم شہر میں کرلیں۔ شاہ صاحب فرمانے لگے کہ بھائی یہ گوٹھ تو ہمارا مرکز ہے ہم اس کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر یہاں کوئی بھی نہ آیا تو ہم ان دیواروں کو ہی توحید سنا کر جائیں گے۔ پھر شاہ صاحب نے یہاں خطاب فرمایا، اس کے بعد شاہ صاحب رحمہ اللہ اس گوٹھ میں سلطان احمد صاحب کے پاس دوستی اور محبت کی بنا پر خود ہی تشریف لایا کرتے تھے۔ راقم الحروف کو مولانا کے صاحبزادے حاجی عطاء اللہ صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ شاہ صاحب تشریف لائے۔ کیونکہ آپ اچانک آئے تھے مولانا نے آپ کے لیے طعام کا بندوبست کرنا چاہا، تو شاہ صاحب فرمانے لگے کہ مولانا میرے لیے صرف ایک روٹی اور ایک لسی کا گلاس لے آؤ مزید تکلف نہ کرنا۔ یہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی سادگی تھی۔ مگر مولانا رحمہ اللہ کیونکہ بہت مہمان نواز تھے اور یقیناً یہ چیز ان کی اولاد کو بھی ورثہ میں ملی ہے۔ اللھم زد فزد.

الجامعة المحمدیة کی سنگ بنیاد میں شاہ صاحب کا کردار

مذکورہ گوٹھ میں دینی تعلیم و تربیت اگرچہ مولانا سلطان احمد رحمہ اللہ نے ۱۹۳۷ء سے ہی شروع کرلی تھی، کہ جس میں بچوں کی ناظرہ تعلیم کا انتظام تھا، اور پھر حالات کے ساتھ ساتھ ترقی ہی ہوتی گئی اور شعبہ حفظ اور کچھ عرصہ بعد شعبہ درس نظامی بھی شروع کرلیا تھا۔ اور یہ تمام شعبہ جات مولانا رحمہ اللہ کے گھر کے کمروں یا اوطاق میں چل رہے تھے۔ اور پھر اس دینی درسگاہ کو باقاعدہ ایک نامی گرامی جامعہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہترین نام اور بہترین عمارت ہو، اس سوچ کو پورا کرنے کے لئے مولانا عبدالقادر سندھی رحمۃ اللہ جو کہ امام کعبہ محمد بن عبداللہ بن سبیل ﷾ کے بہت گہرے دوست تھے، مولانا سندھی صاحب کا تعلق کیونکہ مولانا سلطان مرحوم سے بھی بہت گہرا تھا، مولانا کے کہنے پر سندھی صاحب نے امام کعبہ سے گذارش کی اور انہوں نے اس دعوت کو شرف قبولیت بخشا اس طرح امام الحرم المکی فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ بن السبیل ﷾ مولانا عبدالقادر سندھی صاحب (مرحوم) کے ساتھ گوٹھ مولوی سلطان احمد ٹنڈو غلام علی میں تشریف لائے۔ اس موقع پر کیسا انتظام ہوگا یہ آپ خود بھی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جس اسٹیج پر امام کعبہ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمانی کا فریضہ انجام دیا وہ مٹی کا اسٹیج آج بھی موجود ہے اور ان کی یاد دلاتا ہے۔

اس موقع پر شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے عربی میں سپاس نامہ پیش فرمایا۔

اور امام کعبہ نے الجامعۃ المحمدیہ کی سنگ بنیاد رکھی اور یہ ۱۹۷۹ء کی بات ہے۔ اور تقریب کے بعد جامعہ کی عظیم عمارت تعمیر کی گئی کہ جو دیکھنے کے لائق ہے۔

یہ اعزاز صرف اس جامعہ کو حاصل ہے کہ یہاں امام کعبہ اور امیر جمعیت اہلحدیث سندھ تشریف فرما تھے۔ اور اس ادارہ میں ان دونوں ہستیوں کی حاضری یقیناً بڑی سعادت کی بات ہے۔ فللّٰہ الحمد۔

الجامعۃ المحمدیہ میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت ممتحن

راقم الحروف کو حاجی عطاء اللہ صاحب نے بتایا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ جب تک زندہ رہے آپ ہر سال جامعہ کا سالانہ امتحان خود لیا کرتے تھے۔ اور آپ کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے تاثرات اور قیمتی مشورے اب تک جامعہ کے ریکارڈ رجسٹر میں محفوظ ہیں۔

کسی دینی ادارہ کا امتحان لینا اور اس میں انصاف کو مدنظر رکھنا ضروری ہے، اور یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ اس جامعہ کا سالانہ امتحان شیخ العرب والعجم لیں۔ آپ کا انداز کیا ہوگا، اور آپ کی شخصیت تو بڑی بارعب تھی، مگر آپ امتحان میں طلباء کے لیے بڑے مشفق و مہربان ہوتے، اور نمبر دینے میں کوئی کمی نہ چھوڑتے طلباء کی توقع سے بھی زیادہ نمبر دیا کرتے تھے اور کسی کو فیل کرنا تو ان کے تصور میں بھی نہ تھا۔ ان باتوں کی تصدیق کرنے کے لیے میں نے کوشش کی کہ کیا واقعی آپ اس سوچ کے مالک تھے، گذشتہ دنوں راقم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحروف امیر جمعیت اہلحدیث علامہ عبداللہ ناصر الرحمانی حفظہ اللہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ کیونکہ آپ کے ساتھ کافی پرانا اور گہرا تعلق ہے اور آپ ہی نے بندہ کی یہاں تقرری فرمائی ہے اور آپ کی سرپرستی میں خدمت دین کے فریضہ کو ادا کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

تو میں نے آپ سے شاہ صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب بہت فراخ دل تھے۔ اور طلباء کو فیل کرنے کے خلاف تھے اور ان کو خوب حوصلہ افزا نمبر دیا کرتے تھے تاکہ طلباء میں مزید محنت کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بددل نہ ہوں۔

امیر محترم نے ہی اس بات کے ساتھ اپنے ایک شیخ کا واقعہ بھی سنایا کہ ہمارے ایک شیخ تھے ان کا نام مولانا حاکم علی تھا۔ وہ ایک دفعہ کسی طالب علم کا امتحان لے رہے تھے آپ نے اس طالب علم سے پوچھا کہ علّامۃ میں ۃ کون سی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تاء تانیث تو شیخ نے اس کو ۵۰ نمبر دیے۔ ہم نے تعجب کیا اور پوچھا تو فرمانے لگے کہ اس طالب علم کو یہ تو معلوم ہے کہ کوئی تاء تانیث بھی ہوتی ہے مطلب کچھ نہ کچھ آتا ہے اور اس کو پاس کر دیا، یہ ہمارے سلف کی سوچ تھی دینی طلباء کے بارے میں۔

تبلیغی میدان میں شاہ صاحب کی کوششیں

جہاں تک شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تبلیغی کوششوں کا تعلق ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ راقم الحروف کو امیر (جمعیت اہلحدیث) محترم علامہ عبداللہ ناصر الرحمانی حفظہ اللہ نے بتلایا کہ میں نے پاکستان بننے کے بعد پنجاب کے ایک علاقہ میں دیوار پر کافی پرانا اشتہار چسپاں دیکھا جو کہ آپ کے بقول ۱۹۴۶ء کا تھا، اس میں مولانا داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل جیسے نامور علماء کے نام تھے اور سب سے اوپر مبلغ سندھ خطیب نوجوان داعی حق علامہ السید ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی تحریر تھا اور الداعی الی الخیر میں مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کا نام تھا۔ اور فرمایا کہ اس وقت شاہ صاحب کی عمر تقریباً ۲۲ سال تھی۔ اسی طرح قیام پاکستان کے بعد ۱۹۶۰ء میں پنجاب میں جمعیت اہلحدیث پاکستان کے زیر اہتمام سیرۃ النبی کانفرنس میں خطاب فرمایا، اسی طرح قیام پاکستان کے بعد لاہور میں جلسہ منعقد ہوا جس کا تذکرہ کاروانِ سلف میں محترم محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے بھی کیا ہے کہ جس میں شاہ صاحب رحمہ اللہ کو مدعو کیا گیا تھا، اور جن الفاظ سے شاہ صاحب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تعارف کرایا گیا اور آپ کو اسٹیج پر دعوت خطاب دیا گیا بھٹی صاحب نے ان الفاظ کا بھی ذکر کیا، ان واقعات وشواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ تبلیغی پروگراموں میں بڑے متحرک اور پیش پیش تھے۔

اندرون سندھ میں شاہ صاحب کی خدمات

ٹھٹہ سندھ کا سب سے پرانا شہر ہے کہ جس میں تاریخی وقدیمی مزارات اور مساجد اور قبرستان ہیں۔ اس شہر میں بڑے بڑے شرک کے اڈے ہیں، کہ جہاں نذر و نیاز کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کی برائیاں بھی پائی جاتی ہیں، اور شرک اس قدر ہے کہ راقم الحروف نے ایک دفعہ (جبکہ کراچی جامعۃ الاحسان الاسلامیہ میں بحیثیت متعلم تھا) چند دوستوں کے ساتھ ٹھٹہ گھومنے کا پروگرام بنایا۔ (کیونکہ اس سے قبل گھومنے کا اتفاق نہیں ہوا تو، باوجود کہ یہ ہمارا راستہ تھا، ہم گولارچی اسی شاہراہ سے گذرتے تھے) اور ہم نے وہاں دیکھا کہ ایک بہت بڑا مزار ہے کہ جہاں لوگ جوتے اتار کر جاتے ہیں اور ٹکریں مارتے ہیں۔ جس کا نام عبداللہ اصحابی ہے۔ اصحابی یہ اس کا تخلص ہے اس سے آگے ہم نے ایک اور مزار دیکھا کہ جس کا نام لڈھن شاہ تھا، یہاں شرم گاہ کی پوجا ہوتی تھی، جو کہ اب بھی موجود ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ یہ اس شہر ٹھٹہ کا مختصر تعارف تھا کہ مگر شاہ صاحب رحمہ اللہ نے غالباً ۱۹۹۰ء میں شاہ جہاں مسجد کے سامنے (جو کہ سجاول روڈ پر ہے) ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ کہ جس میں علامہ عبداللہ ناصر الرحمانی بھی موجود تھے۔ اس مسجد کا نام محمدی مسجد اہلحدیث ہے یہاں پر مولانا محمد طاہر صاحب ہوتے ہیں جو کہ اس شرک و بدعت کے علاقہ میں توحید الٰہی کو عام کر رہے ہیں۔ اسی طرح راقم الحروف کا ۲۰۰۲ء میں تھر پارکر جانا ہوا۔ تھر کے ریگستانوں میں ہم سفر کرتے ہوئے سنہری کھوئی (یہ ایک جگہ کا نام ہے) پہنچے وہاں پر مدرسہ کے ساتھ مسجد بھی ہے یہ مسجد بھی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے توسط سے بنی کیونکہ اس وقت بھی بیرون ملک سے بڑا تعاون آیا کرتا تھا۔ اسی طرح اسلام کوٹ سے کچھ فاصلے پر گوٹھ ہے (کہ جہاں مدرسہ بدیع السلفیہ اسلام کوٹ کے مدیر مولانا عبدالخالق رہتے ہیں)۔ وہاں پر شاہ صاحب کے تعاون سے مسجد تعمیر ہوئی اس کے علاوہ تقریباً پورا سندھ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے دیکھا اور وہاں کام کیا۔

راقم الحروف کا چند سال قبل خطبہ جمعہ جامع مسجد الفردوس نیو سعید آباد میں تھا جہاں شاہ صاحب خطبہ دیا کرتے تھے۔ اتنی بڑی مسجد کہ دیکھ کر دل کو سرور ملتا ہے۔ یہ شاہ صاحب کی بہت بڑی کوشش اور محبت و

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگن کی علامت تھی۔ اس سے متصل جمیعت کا دفتر بھی دیکھا جو کہ شاہ صاحب کے بعد ویرانگی کا شکوہ کر رہا تھا۔ اور وہاں پر موجود تمام قسم کی مختلف اشیاء جو شاہ صاحب کے دور میں قابل استعمال تھیں، دیمک لگنے کا خطرہ محسوس کر رہی تھیں۔ اس دفتر کی چھت سے ملحق چاروں اطراف ان مساجد کے نقشہ جات لٹکائے ہوئے تھے جو شاہ صاحب کے دور میں پورے سندھ میں تعمیر کرائی گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مساجد کو شاہ صاحب رحمہ اللہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور جن احباب خیر نے تعاون فرمایا ان کیلئے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

شاہ صاحب کا الجامعہ المحمدیہ میں رائج نصاب کے متعلق مشورہ

آپ گذشتہ سطور میں پڑھ چکے ہیں کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ تا حیات جامعہ کا سالانہ امتحان لیتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلیمی ماحول کو بہتر بنانے کے لیے آپ نے قیمتی مشوروں سے بھی نوازا۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ ۱۳۹۷ھ بمطابق ۱۹۶۶ء میں تشریف لائے اس وقت یہاں صدر مدرس مفتی محمد صدیق رحمہ اللہ ہوا کرتے تھے۔ اس دوران شاہ صاحب نے جو تاثرات سپرد قلم کیے وہ اب تک محفوظ ہیں۔ شاہ صاحب نے لکھا کہ جامعہ کے نصاب کے لیے جامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ کے نصاب کا انتخاب کیا جائے۔

اس قیمتی مشورہ پر اگرچہ عمل نہ ہو سکا مگر شاہ صاحب رحمہ اللہ کی جامعہ سے محبت اور لگن کی دلیل تھی کہ سندھ کی یہ عظیم درس گاہ ثابت ہو کہ جہاں اعلیٰ نصاب تعلیم رائج کیا جائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شاہ صاحب کے اس قیمتی مشورہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

طلباء میں قابلیت پیدا کرنے کے لیے شاہ صاحب کا مشورہ

مفتی محمد صدیق مرحوم کے دور میں ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۸۵ء میں جب شاہ صاحب سالانہ امتحان کے موقع پر تشریف لائے تو اس وقت آپ نے مشورہ دیا کہ طلباء میں مزید محنت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے اور انہیں قابلیت پیدا کرنے کے لیے صیغوں کی تمرین کرائی جائے۔ راقم الحروف کی معلومات کے مطابق آج ہمارے اداروں میں اس چیز کا فقدان ہے اساتذہ کرام کو چاہیے کہ وہ ترجمۃ القرآن یا ترجمۃ الحدیث پڑھاتے وقت طلباء کو صیغوں کے متعلق پوچھے اور بتائیں اور یہ چیز ابتدائی کلاسوں سے شروع کی جائے اور روزانہ یا ہر دوسرے دن بچوں کو ایک نہ ایک قاعدہ یا قانون صرف ونحو کا ضرور بتلائیں۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ طلباء بہت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد ان چیزوں کو قبول کرلیں گے اور ان میں قابلیت پیدا ہوگی۔ ان شاء اللہ

ایک نظر شاہ صاحب کی کتب پر

میری مراد شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کتب پر تبصرہ کرنا نہیں بلکہ یہ ہے کہ میں نے جہاں تک مطالعہ کیا ہے اس میں کہاں تک متاثر ہوا۔ راقم الحروف کو کچھ عرصہ کنری شہر کی جامع مسجد محمدی اہلحدیث میں (امیر جمعیت اہلحدیث علامہ عبداللہ ناصر الرحمانی حفظہ اللہ کے حکم پر) کام کرنے کا موقع ملا۔ اس دوران کسی گوٹھ میں ماہانہ درس قرآن پر سورۃ الاخلاص پر گفتگو ہوئی تو وہاں عجیب افواہیں پھیلنے لگیں (کہ اہلحدیث کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ نہیں ہے، ہم نے یہ پہلی مرتبہ سنا ہے) تو مجھے اس بات کو دلائل سے ثابت کرنے کے لیے شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کتاب توحید خالص (جو کہ نام ہی کافی ہے) کا مطالعہ کرنا پڑا۔ اور اس دوران کیونکہ مطالعہ میں انہماک تھا تو دلائل و براہین پر بہت تعجب ہوتا تھا۔ اور آپ کے لیے دل سے بے ساختہ دعائیں نکلتی تھیں۔

اسی طرح شاہ صاحب کی کتاب الاسماء الحسنٰی بہت زبردست دلائل و براہین سے پر کتاب ہے۔ اور آپ کی تصانیف کے کیا کہنے کہ تمام تصانیف ایک علمی خزانہ ہے۔

اور جہاں تک تعلق آپ کی تصانیف پر تبصرہ کا ہے جو کہ آج کل ہر رسالہ میں ہوتا ہے کہ (تبصرہ کتب) شاہ صاحب کی کسی بڑی کتاب پر تو کیا بلکہ ایک چھوٹی سی کتاب جو کہ ایک فتویٰ تھا یعنی ''قرآن خوانی کی شرعی حیثیت'' تو ہفت روزہ الاعتصام میں جلد ۵۳ شمارہ ۴ ۲۰۰۱ء میں مبصر مولانا حافظ محمد اسلم شاہدروی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت پیر صاحب کی تحریر کے علمی پہلو پر راقم کا کچھ کہنا مناسب نہیں ہے آپ خود سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فریق ثانی کے دلائل کا ابطال اور انکا جوابِ علمی اور لاجواب کر دینے والا پیش فرمادیا ہے۔

شاہ صاحب کی جماعت اہلحدیث کو منظم رکھنے کی کوشش

شاہ صاحب رحمہ اللہ اپنی پوری زندگی اپنی تقاریر و کتب کے ذریعے لوگوں کو اسی ایک طریقے پر لانا چاہتے تھے کہ جو سلف صالحین کا طریقہ ہے۔ اور جب آپ کو کسی علاقہ کی جماعت کے منظم ہونے کی خبر ملتی تو بہت خوش ہوتے کیونکہ یہی سلامتی کا راستہ ہے جس طرح کہ ماہنامہ دعوت اہلحدیث کے شمارہ ۶ جلد ۱۶ ۲۰۰۶ء میں مولانا محمد رفیق اثری حفظہ اللہ کا انٹرویو ہے۔ اس میں اثری صاحب نے بتلایا ہے کہ شاہ صاحب کے سامنے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ساتھی یہ بات لائے کہ پورے جلالپور کے علاقے میں ایک ہی جگہ مرکزی جامعہ مسجد میں جمعہ ہوتا ہے وہ ساتھی کہتے ہیں کہ شاہ صاحب لیٹے ہوئے تھے یہ بات سنتے ہی اچھل کر بیٹھ گئے اور کہا! ہیں! (یہ کلمہ تعجب ہے) اس بات نے تو قرون اولیٰ کی یاد تازہ کردی ہے، کہ ایک ہی نظم میں ایک ہی امام پورے علاقہ کو نماز پڑھاتا ہے اور خطبہ ایک ہی جگہ ہوتا ہے یہ تو بہت بڑی بات ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی جماعت کے لیے بڑی قربانیاں ہیں اور آپ ایک عظیم انسان تھے اور اسماء الرجال کے ماہر تھے کہ جس کا اعتراف آج سے چند سال قبل جبکہ آپ زندہ تھے B.B.C لندن نے بھی کیا۔ کہ دنیا میں اسماء الرجال کا عالم علامہ السید ابو محمد بدیع الدین راشدی السندھی ہیں اور یہ بات بھی سننے میں آئی کہ شاہ صاحب جس وقت سعودیہ عرب سے کتب لائے تو تمام کتب اس وقت بحری جہاز پر آئیں۔ جہاز کمپنی کے مینیجر نے کہا کہ یہ اتنی ساری کتب کس کی ہیں میں اس کو دیکھنا چاہتا ہوں، جب اس نے شاہ صاحب کو دیکھا تو ورطۂ حیرانگی میں پوچھا کہ یہ ساری کتب آپ کی ہیں؟ آپ پڑھیں گے؟

اور اب ایسے لوگ چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے، اور اللہ نے آپ کو بڑا تیز حافظہ دیا تھا اور آپ بڑے حاضر جواب بھی تھے۔ میں نے سنا کہ ایک مرتبہ شاہ صاحب کی لائبریری میں ایک حنفی دوست آیا اس نے کتابوں کا معائنہ کیا تو دیکھا کہ تمام کتب فقہ الماریوں میں اوپر رکھی ہوئی ہیں اور احادیث والی نیچے۔ تو اس نے کہا کہ حضرت ماشاء اللہ یہاں بھی کتب فقہ اوپر اور باقی تمام نیچے ہیں تو آپ نے فوراً جواب دیا کہ ہاں الحمد للہ! ہیرے جواہرات وزنی ہوتے ہیں وہ نیچے ہوتے ہیں اور گردو غبار بھوسہ وغیرہ اوپر۔ تو وہ شخص لاجواب ہوگیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو زکی محمد عثمان علوی ☆

ایک روحانی شام کا تذکرہ

ہفت روزہ اہلحدیث کی وساطت سے آپ کے ادارہ کی کاوش ''شیخ العرب والعجم نمبر'' کا علم ہوا۔ میں اس قابل تو نہیں کہ کچھ الشیخ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ کا حق ادا کرسکوں مگر پھر بھی جو کچھ علم ناقص میں ہے لکھ رہا ہوں۔ شاید کہ شرفِ باریابی ہو جائے۔

میں شہر ہا کی ''گوجرہ'' کا رہائشی ہوں، ہمارے قریب ''جامع مسجد مرکزی اہلحدیث انصار کالونی'' واقع ہے۔ جب سے شعور جوان ہوا۔ خدا تعالیٰ کے اسی گھر میں رکوع وسجود کا سلسلہ جاری ہے تا حیات رہے۔ آمین!

والد صاحب مرحوم حاجی رحمت علوی جامع مسجد کی انتظامیہ میں بحیثیت ''خازن'' رکن تھے۔ وہ مجھے نہایت ہی کم عمری سے جامع مسجد ساتھ لے جانے لگے۔ اکلوتا ہونے کے ناطے شدت سے پیار کرتے تھے۔ یہ ان کی محنت کا ثمر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ بندہ دین کے راستے کا شیدائی ہے اور مسجد مذکورہ کی ذیلی تنظیم اہلحدیث یوتھ فورس سٹی گوجرہ کا سیکریٹری مالیات ہے۔ خدا تعالیٰ بندہ کی یہ ادنیٰ خدمت قبول کر کے اپنے یہاں مقام اولیٰ نوازے۔ آمین۔

واقعہ یوں ہے کہ میں والد صاحب کی معیت میں مسجد میں داخل ہوا۔ اب صغر سنی کے باعث مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ نماز عصر کا وقت تھا یا کہ مغرب کا۔ سردیاں تھیں یا کہ گرمیاں۔ بچوں کی طرح میری عادت تھی کہ جوتا اتار کر سرپٹ مصلے کی طرف بھاگنا اور وہاں پر موجود امام صاحب یا جو کوئی بھی ضعیف بیٹھا ہو۔ اس سے مصافحہ کرنا۔ بہر حال یہ ذہن کی عمیق گہرائیوں میں نقش ہے کہ وقت شام کا تھا۔

بوجہ عادت میں بھاگم بھاگ صحن سے دوڑتا ہوا مسجد کے ہال میں داخل ہوا تو پہلی ایک مکمل صف اور

☆ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عقیدتمند

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری تقریباً آدھی سے زیادہ صف کو سفید پگڑیوں، عماموں اور سفید شلوار قمیضوں والے آدمیوں سے پُر پایا۔ بوجہ جھجک میں داخلی دروازے پر ہی رُک گیا اور پیچھے مڑ کر والد صاحب کی طرف الٹے پاؤں دوڑ گیا۔ جو کہ اپنی اور میری جوتی سنبھال رہے تھے۔ وہ بھی حیران ہوئے کہ یہ تو ایسے کبھی واپس نہیں آیا۔

ہم دونوں مسجد میں داخل ہوئے تو ھال کے مرکزی داخلی دروازے سے ہی والد صاحب نے حسب عادت بلند آواز سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پکارا۔

نہایت طرز کی خوش کن آواز میں جواب آیا۔ ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ'' زیادہ آدمیوں کے بیک وقت ایک سے جواب سے مسجد میں ہلکی سی گونج پیدا ہوگئی۔ آہستہ آہستہ دوسرے نمازی بھی آنے لگے۔

چونکہ ہم اذان سے کچھ پیشتر ہی مسجد میں چلے جاتے تھے۔ مؤذن، قاری صاحب اور امام مسجد بھی تشریف لے آئے۔ اذان کی ادائیگی کے بعد ایک بزرگ شخصیت کو امام صاحب نے مصلے پر آنے کے لئے اسرار کیا۔ ان بزرگوں کی اقتداء میں ہم نے نماز ادا کی۔ امام صاحب نے کھڑے ہوکر (اٹھ کر) حضرت رحمہ اللہ کا تعارف کروایا تو تمام نمازی والہانہ عقیدت سے مصافحہ ومعانقہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

سنتوں کی ادائیگی کے بعد حضرت رحمہ اللہ کا نہایت مختصر درس قرآن ہوا۔ درس کے بعد دوبارہ احباب کی صاحب سلامت شروع ہوگئی۔ لوگ ملنے کے بعد جانے لگے۔ جب چند خواص رہ گئے تو ممبران انتظامیہ حلقہ کی شکل میں حضرت رحمہ اللہ کے گرد تشریف فرما ہوئے۔ عام باتیں شروع ہوگئیں۔ حال احوال کا استفسار شروع ہوا۔ والد صاحب نے اپنی آغوش میں لئے ہوئے مجھے بزرگوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جاؤ مصافحہ کر کے آؤ۔ میں جھجکتا ہوا۔ قریب ہوا۔ انہوں نے نہایت شفقت سے ننھے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑا اور کھینچ کر گود میں بٹھایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔

نام پوچھا۔ والد صاحب کا نام پوچھا۔ ہلکا سا بدن کو گدگدایا اور اس کے بعد دوبارہ پھر پیشانی چوم کر مجھے چھوڑ دیا میں اٹھ کر دوبارہ والد صاحب کی گود میں براجماں ہوگیا۔ یاد ماضی کی طرح نقوش ذہن کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب گئے باقی تو یاد نہ رہا صرف پیر صاحب جھنڈا رحمہ اللہ یاد تھا۔

ایک دن والد صاحب نہایت ہی دگرگوں حالت میں تشریف لائے۔ میں بھی پریشان تھا کہ ابو جان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے تو کبھی ایسے حال میں داخل خانہ نہیں ہوئے۔ میں اب ذرا بڑا ہوگیا تھا۔ والد صاحب نے روتے ہوئے بتایا کہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے ہیں۔ میں نے وضاحت چاہی تو انہوں نے بچپن کی ملاقات کے حوالے سے پیر صاحب جھنڈا رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا۔ ذہن یکدم برسوں پیچھے چلا گیا۔ وہ روحانی شام میری آنکھوں میں تیرنے لگی اور میں بھی ان کی وفات کا سن کر مغموم ہوگیا۔

یاد ماضی عذاب ہے یا رب
چھین لے مجھ سے حافظہ مرا

اب جب میں مکمل باشعور ہوں تو الشیخ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مرتبہ سے تعارف ہوا۔ ان کی شخصیت اور ان کے مقام کا علم ہوا۔ تو میں خود کو خوش نصیب اور اسے خدا تعالیٰ کا ایک انعام خیال کرتا ہوں کہ مجھ حقیر پر تقصیر کو صغر سنی میں الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت نصیب ہوئی۔

آج وہ منظر ان کے مریدوں کی فوج ظفر موج سفید کپڑوں والوں کا ہجوم، ان کی صف آرائی اور شاہ صاحب کی خدمتگاری کے لئے آگے پیچھے۔ اٹھک بیٹھک۔ حضرت کی والہانہ شفقت ان مٹ نقش کی طرح ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے انہی پاک طینت بندوں میں شمار فرمائے۔ آمین!

آج مجھے اس بات کی کمی بھی محسوس ہوتی ہے کہ اگر میں آج اس پختہ عمر میں شیخ کی صحبت میں ہوتا تو ان سے کامل راہنمائی حاصل کرتا۔ اب تو والد صاحب ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں جا چکے ہیں۔

میں اپنی چشم تصور میں اس منظر کو دیکھ رہا ہوں کہ اب بھی اسی روحانی حلقے کی طرح جنت کے کس گوشے میں حضرت کے گرد حضرت کے مریدین بیٹھے ہوں گے اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو رہے ہوں گے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ہم گنہگاروں کو ان کا قرب عطا فرمائے۔ آمین! ثم آمین!۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر امیر الدین مہر ﷾☆

ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

سندھ میں جن پیر خاندانوں نے دین متین کی صحیح اشاعت وتبلیغ کی اور تعلیم عام کرنے اور ملک عزیز کو آزادی دلانے اور اسلامی نظام کو باقی رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ان میں سرفہرست نام راشدی خاندان کا آتا ہے بعد میں اس خاندان میں اختلاف ہوا اور یہ خاندان دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ایک 'پیر پگاڑہ' جب کہ دوسرے خاندان کو 'پیر آف جھنڈا'' کے نام سے موسوم کیا گیا یہ تقسیم پیر راشد شاہ کے دور میں ہوئی ایک پیر صبغت اللہ شاہ راشدی پاگارو خاندان کے بڑے اور دوسرے پیر سید یاسین شاہ جو جھنڈے والے خاندانوں کے بڑے تھے۔

دوسری شاخ (جھنڈا والے) وہاں سے نکل کر ہالا کے نزدیک سعید آباد کے متصل سکونت پذیر ہوئے یہاں بسنے کے لئے پیر آف ہالا نے جو اس وقت علم وعرفان اور رشد وہدایت کا مرکز تھا زمین کا قطعہ ہدیہ دیا جس پر یہ لوگ بستی بسا کر مقیم ہو گئے۔

یہ بات علم میں رہے کہ ان تینوں مراکز (ہالا، پیر جھنڈو اور پیر جو گوٹھ) نے قرآن مجید کی تعلیم عام کرنے کے لئے قرآن کے تراجم کئے اور تفسیریں لکھوائی۔ ہالا والوں کے بزرگوں میں سے مخدوم نوح نے برصغیر میں سب سے پہلے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا یہ ترجمہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ سے نوے سال پہلے کیا گیا اور اب یہ چھپ گیا ہے۔

پیر پاگاڑو کے خاندان نے ''تفسیر کوثر'' تین جلدوں میں مرتب کرائی یہ اچھی، مستند اور عمدہ تفاسیر میں سے ایک ہے، جس کا نام ''ارشاد الصدیقین لہدایۃ المتقین'' معروف تفسیر کوثر یہ تفسیر ۱۲۹۰ھ میں مکمل ہوئی پیر سید حزب اللہ شاہ پاگارو نے مرتب کرائی اور مولانا محمد صدیق حیدر آبادی نے تحریر کی۔

اسی طرح پیر جھنڈو والوں نے بھی تفسیر مرتب کرائی اور اس تفسیر کا نام ''مفتاح رشد اللہ'' ہے یہ قاضی

☆ ڈائریکٹر جنرل دعوۃ اکیڈمی کراچی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح محمد نظامانی نے پیر رشد اللہ شاہ رحمہ اللہ کے فرمان پر مرتب کی ہے یہ تین جلدوں میں اس کی پہلی جلد ۱۳۰۶ھ میں مکمل ہوئی۔ اس سے ان کی قرآن مجید اور اسلامی تعلیم سے وابستگی کا اندازہ کیجئے۔

پیر جھنڈو کی لائبریری برصغیر کی مشہور لائبریریوں میں سے ایک تھی قلمی اور نایاب کتب کا ذخیرہ وافر تعداد میں موجود تھا مطبوعہ کتب کا بڑا ذخیرہ بھی اس میں تھا کسی زمانے میں پٹنہ کی خدابخش لائبریری، بھوپال کی شاہی لائبریری، اور نظام دکن اور لاہور اور دہلی کی لائبریریوں کے پائے کی تھی۔ برصغیر اور افغانستان کے علماء اور محققین استفادہ کرنے یہاں آیا کرتے اور قیام کرتے اور علم کے موتی سمیٹ کر لے جاتے۔

اس کے ساتھ یہ سیاسی مرکز بھی تھا مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ جیسی شخصیت نے دنیا کا دورہ کرنے اور مکۃ المکرّمۃ میں قیام کرنے کے بعد واپسی پر پیر جھنڈو میں سکونت اختیار کی اور آخری ایام یہاں گزارے اس مدرسہ سے سندھ کے بہت سے مشہور علماء نے استفادہ کیا مولانا عبداللہ لغاری اور مولانا خلیل اللہ برادر مولانا رشید احمد ''الرشید ٹرسٹ'' والوں نے استفادہ کیا۔

اسی ماحول میں ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی نے احسان اللہ شاہ راشدی کے گھر ۱۹۲۵ء میں آنکھ کھولی اور ان بزرگوں سے اسی مدرسہ میں مختلف اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی اور انتھک محنت کی اور پھر علم میں بڑھتے گئے موجودہ دور کے علماء میں بہت کم ہونگے جو اتنے آگے بڑھے ہوں گے۔

پیر جھنڈو کی بڑی لائبریری خاندانوں کی تقسیم سے دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ایک حصہ پیر جھنڈو میں قائم رہا اور دوسرا حصہ سعید آباد شہر میں آ گیا اس لائبریری کی تقسیم کا واقعہ میرے استاد مرحوم سید محمد سلیم بتاتے تھے کہ اس کا فیصلہ انگلینڈ کے فیصلے کے مطابق دو حصوں میں تقسیم ہوئی چنانچہ مریدوں اور حکام نے کتابیں مضمون یا عنوان کے بجائے تعداد کے حساب سے تقسیم کی اس لئے بعض کتابوں کی ایک جلد ایک کے پاس تو دوسری جلد دوسرے کے پاس چلی گئی۔

پھر دوسرا کتب خانہ پیر بدیع الدین شاہ اور پیر محبّ اللہ شاہ صاحب کے درمیان تقسیم ہوا۔ پیر محب اللہ شاہ صاحب نے اپنی بستی علیحدہ درگاہ شریف کے نام سے بسائی اور لائبریری قائم کی اور ان کے بیٹے پیر قاسم شاہ صاحب خوب سے خوب تر بنایا جو کہ اس وقت سندھ کی بڑی لائبریری میں سے ایک ہے بلکہ کراچی کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو تین لائبریریاں چھوڑ کر بڑی لائبریری ہے اس لائبریری میں بے شمار عربی کے نادر و نایاب مخطوطات و قلمی نسخے اور کتابیں موجود ہیں اس طرح جدید سے جدید کتابیں تک بھی موجود ہیں۔

راقم الحروف منصورہ (نزد سعید آباد) کے قیام کے دوران پیر صاحب سے ملاقات ہوتی رہی ان سے علمی مجلسیں تو کم رہیں لیکن ان کے مواعظ، خطبات جمعہ اور بعض تقاریر سننے کا موقع ملا نیز ان کے علم و فضل اور دعوت و تبلیغ کے بارے میں سنتا رہا۔

ان کی آواز، زور بیان، دلائل و براہین اور طرز تخاطب ایسا تھا کہ سامع لازماً متاثر ہوتا تھا ان کی شخصیت، وجاہت اور خصائص کا سامع پر جادو کا سا اثر ہوتا تھا۔ ان کی تفسیر کے ابتدائی اجزاء (بدیع التفاسیر) مطالعہ کئے جس سے ان کے قرآن و حدیث کی وسعتِ علم کی گہرائی، تقابل مسالک و مکاتب میں بلوغ، مختلف فرقوں کا مطالعہ اور مجموعی طور پر علم بے کراں کا سمندر آتے پایا۔

پیر بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کو اگر شیخ العرب والعجم کہیں تو بجا ہے، مرحوم کی مقبولیت اور عقیدت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ سعودی عرب کے علماء اور شیوخ ان کو بڑی چاہت اور محبت سے مکۃ مکرمۃ بلایا اور ان کی عزت و توقیر کی اور وہاں کے شیوخ نے ان سے علم حاصل کیا۔

ان کا بہت بڑا کارنامہ ضلع تھرپارکر میں دعوت کے کام کو وسعت دینا ہے چونکہ میرا ''تھر'' سے دعوتی و تبلیغی لگاؤ ہے چنانچہ گزشتہ دو دورے پروفیسر عبدالجبار شاکر (ڈائریکٹر جنرل دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی) کے ہمراہ کئے اس میں ان کے لگائے ہوئے علمی باغات اور چمن دیکھے جو اب پھل پھول دینے کے منزل میں پہنچ رہے ہیں ایک دن آنے والا ہے جب ''تھر'' سے جہالت، شرک بدعات اور خرافات کا قلع قمع ہوجائے گا اور اسلام کا نور گھر گھر پھیلے گا اس میں پیر صاحب مرحوم کا صدقہ جاریہ ہے وہ بڑھتا رہے گا اور ان کے درجات بلند ہو رہے ہوں گے (ان شاء اللہ)

یہ چند سطریں ایک داعی حق کو خراج عقیدت و محبت پیش کرنے کے لئے تحریر کیں ورنہ ان کی زندگی کے مختلف کارناموں کے لئے ایک ضخیم کتاب بھی کم ہوگی۔

ادخلہ اللہ الجنان وأعلی درجاتہ واسکنہ مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین (آمین)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ محبوب الٰہی حفظہ اللہ☆

علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ سے چند ملاقاتیں

پیر سید بدیع الدین شاہ صاحب ایک عظیم عالم دین ہی نہیں ایک عظیم انسان بھی تھے۔ وہ اعلیٰ اخلاق، انتہائی اعلیٰ کردار، بہترین مفکر، شاندار مقرر بھی تھے دین کی عظمت اسلام کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ انتہائی بڑے عالم ہونے کے باوجود جب تک سائل کی تسلی نہ ہوتی بات ختم نہ کرتے۔

پہلی ملاقات یہ تقریباً ۱۹۷۰ء کی بات ہے کہ میرے والد گرامی محترم شیخ ظہور الٰہی صاحب رحمۃ اللہ نے لیاقت کالونی حیدرآباد میں مسجد بنیاد رکھی تھی جو اس وقت کچی دیواروں پر ٹین کی چادر کی چھت بنائی گئی تھی۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جلسہ عام سے خطاب کی دعوت دی گئی۔ اس وقت میں نے محترم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی دفعہ دیکھا تھا۔ انسانی فطرت کے تقاضہ کے مطابق میرے تخیل میں تھا کہ محترم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے عالم ہیں۔ خاندانی طور پر بہت بڑے جاگیردار ہیں اس کے مطابق ہی ان کا حلیہ اور پوشاک ہوگی۔ آپ کا حلقہ مریدین بھی اسی طرح شاہ صاحب کو پروٹوکول دے رہے ہوں گے۔ میں بھی منتظمین لڑکوں کے ساتھ منتظر تھا کہ آواز آئی کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا چکے ہیں کیا دیکھتا ہوں، تقریباً ۶۰، ۷۰ افراد شیخ عبدالحق صاحب جن کے گھر کھانے کا بندوبست تھا آ رہے ہیں۔ اب میری نظر محترم شاہ صاحب کی متلاشی تھی کہ ان میں کون سے دستار آور جبہ کے شخصیت ہو۔ سارے دوست ہمارے قریب پہنچ گئے۔ میرے تخیل کے مطابق وہ نظر نہیں آ رہے تھے۔ بے ساختہ بلند آواز سے پاس کھڑے ہوئے شیخ نذیر احمد صاحب سے پوچھا کہ شاہ صاحب کہاں ہیں۔ شیخ صاحب نے کندھے پر ایک ہلکا سا ہاتھ سے اشارہ کیا مجھے سمجھ نہ آئی۔ دوبارہ بلند آواز سے سوال کیا کہ مولوی صاحب محترم شاہ صاحب کہاں ہیں سب لوگ آئے ہیں۔ محترم شاہ صاحب نظر نہیں آ رہے اب شیخ صاحب نے کھل کر کہہ دیا ہے کہ محترم شاہ صاحب تمہارے ساتھ کھڑے ہیں۔ ساتھ ہی شیخ نذیر احمد نے تعارف کرا دیا کہ یہ حاجی ظہور الٰہی کے بیٹے ہیں۔ میں نے مؤدبانہ سلام عرض کیا۔ محترم شاہ

☆ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کے چھوٹے بھائی، سابق مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث لیاقت کالونی حیدرآباد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے پیار سے کندھے تھپتھپائے۔ لیکن میں حیران آور ششدر کھڑا رہ گیا۔ کہ میرے خیال میں تو کوئی دستار جبّہ والا شخص ہوگا لیکن یہ تو انتہائی سادگی پسند شخصیت کے حامل پرنور چہرے والے عرب وعجم کے عالم شرم وحیا کے پیکر بنے کھڑے تھے۔

ساتھیوں نے بڑے پیار سے اس مجلس میں کھانے کا بندوست کیا تھا۔ منتظمین نے محترم شاہ صاحب کے لئے تھوڑا سا خصوصی کھانا بھی تیار کیا ہوا تھا۔ محترم شاہ صاحب کے آگے خصوصی کھانا رکھا گیا لیکن محترم شاہ صاحب کی عظمت کو سلام محترم شاہ صاحب نے اپنا خصوصی کھانا اٹھا کر عام لوگوں کے سامنے رکھ دیا اور عام کھانا اٹھا کر خود کھانا شروع کیا۔ تھوڑے سے وقت میں محترم شاہ صاحب کی عظمت اور سادگی میں رواداری کی بہترین مثالیں قائم ہو رہی تھیں۔

محترم شاہ صاحب رحمہ اللہ انتہائی متقی و پرہیزگار انسان تھے۔ وہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ سنت ونوافل پر خصوصی توجہ فرماتے تھے وہ علم کے ساتھ ساتھ عمل سے بھی بھرپور لبریز تھے۔

محترم شاہ صاحب کو کئی دفعہ دیکھا جاتا تھا کہ محترم شاہ صاحب رات کے ایک دو بجے جلسہ عام سے خطاب سے فارغ ہوتے ہیں پھر گھنٹہ دو گھنٹہ بعد پھر شب بیداری کے لئے بیدار ہو جاتے۔

میرے گھر پر بھی محترم شاہ صاحب نے جلسہ کے خطاب کے بعد قیام کیا تو سونے سے پہلے انتہائی سرگوشی میں تہجد کی نماز کے لئے پانی اور جانماز کے اہتمام کا حکم فرمایا۔ ایک دفعہ ہماری مسجد لیاقت کالونی میں خطاب کے لئے تشریف لائے یہاں مسجد کے ایک ساتھی نے فرضوں کے بعد سنت ونوافل کی حیثیت کے بارے میں سوال کیا؟

محترم شاہ صاحب سے سوال کیا گیا کہ فرض نماز کے بعد سنتوں اور نوافل کی کیا حیثیت ہے؟ تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنائی، جس کا مفہوم یہ تھا کہ فرضوں کے گرد سنت، نوافل کی حیثیت ایک ''باڑ'' کی سی ہے اور شیطان سب سے پہلے نوافل چھڑواتا ہے، پھر سنت کا تارک بناتا ہے، بعد میں انسان کو فرضوں میں بھی سست کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس طرح محترم شاہ صاحب نے سنت ونوافل کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ محترم شاہ صاحب توحید اور اتباع سنت کے بارے میں انتہائی شاندار انداز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بیان فرماتے، شرک کی تردید اور تقلید شخصی کے خلاف انتہائی مدلل اور آسان گفتگو فرماتے۔

لیاقت کالونی حیدرآباد کی مسجد میں ہی ایک جلسہ عام کا واقعہ ہے کہ کسی سائل نے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کا مسئلہ دریافت کیا محترم شاہ صاحب نے اپنی تحقیق کے مطابق رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے دلائل دیئے۔ جواب میں سائل نے گذارش کی کہ میں اب شاہ صاحب آپ کے فرمانے کے بعد رکوع کے بعد ہاتھ باندھا کروں گا۔ محترم شاہ صاحب نے بھرے مجمعے میں اس بات کو واضح کیا کہ میری وجہ سے یہ عمل نہیں کرنا بلکہ خود بھی تحقیق کرو، اُس کے بعد عمل کرو گے تو ثواب کے مستحق ہوگے۔

اس پر عمل کرو یعنی محترم شاہ صاحب اجتہاد شرعی کے زبردست موید تھے۔ محترم شاہ صاحب علم کے سمندر تھے ابھی سائل کا سوال پورا ہی ہوتا۔ تو محترم شاہ صاحب جواب قرآن وحدیث سے پوری عربی عبارت کے ساتھ پڑھ کر دیتے۔ جب تک سائل سوال کرتے رہتے شاہ صاحب تشریف فرما رہتے۔ عجلت نہ کرتے۔

میں نے کئی دفعہ شاہ صاحب کے ہاں نیو سعید آباد میں نماز جمعہ ادا کی ہر دفعہ ہی وسیع دسترخوان پایا۔ بہترین مہمان نواز تھے۔ پیرانہ سالی کے باوجود تبلیغ کے سلسلہ میں دور افتادہ علاقوں میں سفر جاری وساری رکھتے۔ پورے سندھ میں مختلف اداروں کے تعاون سے بے شمار مساجد کی تعمیر کروائی۔

الحمدللہ کوئی شخص بھی ان کی امانت داری پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ محترم بھائی جان علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ سے بیٹوں کی طرح انسیت کا اظہار کرتے، محترم علامہ شہید رحمہ اللہ بھی محترم شاہ صاحب سے انتہائی عقیدت کا اظہار فرماتے ہوئے گویا ہوتے کہ واقعی محترم شاہ صاحب عرب وعجم میں علم کا سمندر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افتخار احمد تاج الدین الازہری ﷾☆

شاہ صاحب ﷫ کی جامعۃ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص سے جڑی یادیں

جامعہ بحر العلوم السلفیہ اندرون سندھ کا سب سے بڑا دینی ادارہ ہے جو گذشتہ ۲۴ سالوں سے دینِ حنیف کی ترویج و اشاعت میں مصروف عمل ہے جہاں سے اب تک ۵۵ علماءِ کرام کی دستار بندی کی جا چکی ہے جو کہ ملک کے اکناف والحراف میں دین کی شمع روشن کئے مختلف میدانوں میں علَم محمدی کو بلند کئے اسلام کی ترقی میں مصروف عمل ہیں اور اسی طرح ۸۰ سے زائد حفاظ کرام سند فراغت حاصل کر کے ملک کی مختلف مساجد اور مدارس میں تدریس کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔

جامعہ کا سنگ بنیاد:

میرپور خاص کے روشن ضمیر بلند خیال موحد اور سنت رسول اللہ ﷺ کے شیدائی محترم حاجی محمد اسماعیل میمن صاحب ﷾ نے اپنی جماعت کے ہمراہ ارادہ کیا کہ کفر و جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کے ازالہ کے لئے ایک روشن منارہ قائم کیا جائے جس میں قال اللہ وقال رسول اللہ ﷺ کے فرمودات عالیہ کی نشر واشاعت ہو سکے اور غیر اسلامی عقائد کا قلع قمع کیا جائے۔ چنانچہ اس پاکیزہ تصور کو عملی شکل دینے کے لئے مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۸۲ء کو جامعۃ بحر العلوم السلفیہ کا سنگ بنیاد میرپور خاص کے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر ممتاز عالم دین بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد یوسف زبیدی مدظلہ العالی نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمایا اور جامعہ کا نام تجویز کیا اور جامعہ کی انتظامیہ کمیٹی بنائی جس کے وہ خود امیر ہیں۔

جامعۃ کا افتتاح:

۱۹۸۳ء کو جب جامعہ کی شاندار عمارت تیار ہوگئی تو جامعہ کے مہتمم محترم جناب حاجی محمد اسماعیل میمن صاحب شاہ صاحب کے پاس نیو سعید آباد تشریف لے گئے اور اُن سے عرض کی کہ آپ نے اس جامعہ کا افتتاح کرنا ہے تو شاہ صاحب نے آپ کی دعوت قبول کر لی اور مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۸۳ء کو بنفس نفیس جامعۃ کا افتتاح کیا اور جامعۃ کی ترقی کے لئے دعائیں کیں ۱۹۸۳ء سے لے کر ۱۹۹۶ء تک شاہ صاحب کا جامعۃ سے ہر قسم کا تعاون رہا اور جامعۃ کی کوئی بھی تقریب ہو یا کانفرنس سب سے بڑا نام شاہ صاحب کا ہی ہوتا تھا، جب

☆ مدیر مجلہ بحر العلوم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعۃ کا نصاب امیر محترم مولانا محمد یوسف زبیدی صاحب نے ترتیب دیا تو شاہ صاحب نے اس میں کمی بیشی کے بعد پاس کیا۔ اور اسی طرح اساتذہ کی تقرری کے موقع پر بھی شاہ صاحب سے مشورہ لیا گیا اور ایک دو دفعہ جامعۃ کے شیخ الحدیث مولانا محمد علی جنھور رحمۃ اللہ کسی وجہ سے ناراض ہو گئے تھے تو شاہ صاحب ان کے پاس گھر گئے اور ان کو دوبارہ جامعۃ میں خدمت کے لئے آمادہ کیا یعنی جب بھی جامعۃ کو کسی چیز کی ضرورت رہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لبیک کہا اور اپنا تعاون آخر دم تک جاری رکھا۔

شاہ صاحب بحیثیت ممتحن:

جامعۃ بحر العلوم السلفیہ کے سالانہ امتحان ہمیشہ شاہ صاحب نے خود لئے ۱۹۸۴ء میں پہلی دفعہ جب شاہ صاحب نے امتحان لئے تو راقم الحروف اس وقت صف الاعدادی کا طالب علم تھا اور پہلی مرتبہ شاہ صاحب کو دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے اس سال بندہ ناچیز کو اوّل انعام دیا تھا جو احقر کے لئے ایک اعزاز ہے۔

امتحان لینے کے بعد شاہ صاحب نے جامعۃ کے رزلٹ بک میں اپنے خیالات کو اسطرح قلمبند کیا۔

''آج مورخہ ۱۷ر شعبان ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۹ر مئی ۱۹۸۴ء مدرسہ بحر العلوم السلفیہ سیٹلائیٹ ٹاؤن میر پور خاص کا امتحان لیا طلبہ کی تعداد اگرچہ کم تھی لیکن ماشاء اللہ نتیجہ بہت اچھا رہا خاص طور پر حفظ کے طلباء کا یہ سب مخلص ساتھیوں کی محنت کا نتیجہ تھا۔''

اور جامعہ کے ویزٹ بک میں کچھ اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

''مورخہ ۱۶ر شعبان ۱۴۰۴ھ، ۱۹ مئی کو اس مدرسہ میں آنا ہوا اور دیکھ کر انتہائی خوشی محسوس ہوئی کہ جس مدرسہ کا میں افتتاح کر کے گیا تھا وہ چمک دمک کے ساتھ جاری ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ جماعت اہل حدیث سندھ کا یہ نیا ادارہ کامیابی کی طرف گامزن ہے امتحان کا رزلٹ جو حوصلہ افزاء ہے دیکھ کر بہت خوشی محسوس ہوئی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو ہمیشہ قائم و دائم رکھیں اور ترقی عطاء فرمائیں۔ (آمین)

۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۵ء تک شاہ صاحب نے ہمیشہ امتحان لئے ۱۹۹۶ء جنوری کی ابتدائی تاریخ کو شاہ صاحب نے امتحان لینے کے لئے ٹائم دیا تھا اور پرچے بھی بنائے تھے لیکن طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے محترم حاجی اسماعیل صاحب امتحان لینے سے معذرت کر لی تھی اور مورخہ ۸ر جنوری ۱۹۹۶ء کو شاہ صاحب اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور جو شخص اللہ (کے دین) کی مدد کرتا ہے،
اللہ اس کی ضرور مدد فرماتا ہے۔
(القرآن الحکیم، الحج ۲۲: ۴۰)

GOVERNMENT OF PAKISTAN
COUNCIL OF ISLAMIC IDEOLOGY

ISLAMABAD 28-3-2007

Gram : IDEOLOGY
Phone :

مکرم ومحترم شیخ الحدیث مولانا افتخار احمد تاج الدین الازہری حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

آپ کے موقر سہ ماہی مجلّہ بحر العلوم کے دو شمارے ''توحید باری تعالیٰ نمبر'' اور ''رد بدعات نمبر'' موصول ہوئے، جو اپنے دامن میں بہت سی معلومات کے حامل ہیں۔ یہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ اب تک اس طرح کے ۸ مختلف نمبرز شایع کرنے کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں اور اس سے بھی زیادہ مسرت اس بات سے ہوئی کہ اب آپ شیخ العرب والعجم، المحدث العظیم والمفسر العلام والداعی الکبیر الشیخ ابومحمد بدیع الدین الراشدی السندھی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کے کارہائے نمایاں اور مساعی جمیلہ پر مشتمل شیخ العرب والعجم نمبر کی اشاعت کا اہتمام فرما رہے ہیں۔ اللھم زد فزد!

حضرت شیخ العرب والعجم رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ اس دور کی عظیم علمی وروحانی شخصیت تھے، درس وتدریس وعظ وارشاد، تبلیغ ومناظرہ اور تصنیف وتالیف کے ذریعہ آپ نے جو بیش بہا دینی خدمات سرانجام دی ہیں، انہیں مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ بلاشبہ اپنے دور کے کامیاب مدرس، محقق اور زور نویس مصنف اور مدمقابل پر قوت واستحضار دلائل سے چھا جانے والے حاضر جواب مناظر تھے اور پر خطیب تو اس قدر شعلہ نوا تھے کہ آپ کے خطاب کو سن کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ دریائے سندھ نے اپنی تمام تر روانیوں کو آپ کے نطق اعجاز پر نثار کر دیا ہے۔

مجھے ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد اور پھر آپ کے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران کئی بار آپ کی مجلسوں اور صحبتوں میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی ہے، آپ اپنی وجاہت اور علمی ثقاہت کے باعث مجلس پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھائے رہتے، آپ کی موجودگی میں دوسروں کو بولنے کی ہمت کم ہوتی تھی، علمی نکات وظرائف سے بھرپور گفتگو سن کر یوں محسوس ہوتا

ع بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

افسوس اس وقت بہت سی دیگر علمی مصروفیات اور پھر اس پر ناسازی طبع کے باعث بہت جی چاہنے کے باوجود، حضرت الشیخ رحمہ اللہ کے بارے میں کوئی مضمون لکھنے کی سعادت حاصل نہیں کرسکا۔ ان شاءَ اللہ تعالیٰ یہ سعادت کسی دوسرے موقعہ پر حاصل کرنے کی ضرور کوشش کروں گا۔ امید ہے کہ آپ ''بحر العلوم'' کے اس کوزہ میں شیخ العرب والعجم رحمہ اللہ کی شخصیت کی مختلف جہات سے متعلق تمام معلومات بند کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔

① اگر آپ جامعہ بحر العلوم السّلفیہ کے شعبہ تصنیف وتالیف کی طرف سے حضرت رحمہ اللہ کی اردو، عربی اور سندھی زبان میں لکھی ہوئی کتابوں کے جدید رجحان کے مطابق طباعت کا اہتمام فرمائیں

② اور آپ کے مکتبہ اور آپ کے برادر اکبر حضرت الشیخ محبّ اللہ شاہ الراشدی رحمہ اللہ کے مکتبہ کی مکمل فہرست مرتب کرکے ''بحر العلوم'' کی کسی اس اشاعت کی زینت بنادیں تو یہ ایک بہت مفید کام ہوگا اور ہمارے ان بزرگوں کے لئے صدقہ جاریہ بھی!

آخر میں اللہ رب ذوالجلال والاکرام کے حضور دست بدعا ہوں کہ وہ آپ کی کوششوں کو شرف قبولیت سے نوازے، شیخ العرب والعجم نمبر کو خوب سلیقہ کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ کرانے کی توفیق بخشے اور حضرت الشیخ رحمہ اللہ کو اعلیٰ علیین میں بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمائے، آمین یا رب العالمین۔ ورحم اللہ عبداً قال آمینا۔

احباب کرام کی خدمت میں ہدیۂ سلام عرض کرنے اور دعاؤں میں شرکت کی درخواست کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

والسلام

محمد خالد سیف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ تعالیٰ

ہوالشافی

ہوالشافی

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ

ترجمہ اور جب کوئی بیمار ہوجائے تو اللہ تعالیٰ شفاء دینے والے ہیں (القرآن)

انسانی خدمت کے فلاحی ادارے

انسانی خدمت کے فلاحی ادارے

سلفیہ چیریٹیبل ہسپتال اور پیتھالوجیکل لیبارٹریز

شاہ فیصل شہید روڈ (جامع مسجد اہلحدیث) لال چند باغ میرپورخاص

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون کیجئے (القرآن)

مخیر حضرات سے اپیل

سلفیہ چیریٹیبل ہسپتال لالچند باغ میرپورخاص پچھلے 14 سال سے بلارنگ ونسل اور امتیاز کے عوام الناس کی خدمت کررہا ہے، شہر میں (۲) شاخیں پاک کالونی اور سیٹلائیٹ ٹاؤن بھی خدمت انجام دے رہی ہے۔ سالانہ 100000 ایک لاکھ مریض استفادہ کررہے ہیں۔ -/5 روپے کی پرچی میں ادویات، انجیکشن اور شربت کیپسول ٹیبلیٹس مہیا کئے جاتے ہیں یہ سب مخیر حضرات کی بھرپور تعاون سے ہی ہمارے لئے ممکن ہوا۔

میرے محترم! قرب وجوار کے دیہات اور شہر کے غریب محلوں کیلئے گشتی شفاخانے اور ایمبولینسوں کی شہریوں کو اشد ضرورت ہے اس سے ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں تک علاج معالجہ کی مفت سہولتیں مہیا کرنے کی پوزیشن میں ہوسکیں گے۔ ان شاء اللہ اس کے علاوہ میت گاڑی کی بھی اشد ضرورت ہے۔

آپ سے دردمندانہ درخواست ہے کہ ۲ ایمبولینس ۲ گاڑیاں گشتی شفاخانہ کیلئے اگر مہیا کردی جائیں تو ہمارا یہ ادارہ اس غریب اور بے وسیلہ شہر کی مزید بہتر خدمات سرانجام دے سکے گا۔ جس کے لئے ہم تعاون کنندہ حضرات کے مشکور وممنون ہوں گے۔

مخیر حضرات مندرجہ ذیل بینک میں اپنی رقم جمع کروائیں۔

الائیڈ بینک سبزی منڈی برانچ A/C 1070-9

یو بی ایل سرسید روڈ برانچ A/C 2971-7

رابطے کیلئے: محمد رفیق سلفی، فون نمبر 0333-2967738

الداعی الی الخیر

اراکین سلفیہ چیریٹیبل ہسپتال

مرکزی جمعیت اہلحدیث

میرپورخاص سندھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ليس الحياة بأنفاس تردّدُها

إنّ الحياةَ حياةُ الفِكْرِ والعَمَلِ

خدمات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر مولا بخش محمدی حفظہ اللہ ☆

بدیع التفاسیر کے علمی و ادبی محاسن پر نگاہ

قرآن مجید فرقان حمید، حکمت و معرفت، علم و دانش، کا لازوال خزینہ ہے۔ یہ کتاب ہدیٰ نوع انسانی کے لئے دنیا و عقبیٰ میں مستقل ہدایت اور فلاح دارین کا ذریعہ ہے۔ اس کی تلاوت بھی باعث اجر و ثواب ہے، اس کی تعلیم، تفہیم منبع خیر و ہدایت ہے۔ یہ کتابِ ہدایت فہم و ادراک کو بے پناہ وسعتیں عطا کرتی ہے۔ یہ جدید و قدیم علوم کا منبع ہونے کے ساتھ انسانوں پر ترقی کے ان گنت شعبے وا کر کے تسخیر کائنات اور روحانی برکات و تجلیات کے سدا بہار چشمے جاری کرتی ہے۔ یہ کتاب آثار و شواہد کا مظاہر ہونے کے ساتھ قصائص و عبر کا مرقع ہے، شر و فساد سے باخبر کر کے دنیا و آخرت سنوارنے کا ذریعہ بھی ہے اس کا ایک ایک لفظ سراسر معجزہ ہے۔ اس کتاب مبین میں مختلف النوع اقوام و ملل کا ذکر بسیط سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بڑے مؤثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ کتاب اللہ روئے زمین پر واحد آسمانی صحیفہ ہے جو ہر اعتبار سے کامل اور جامع غیر مبدل پیغام زندگی ہے۔ یہ نسخہ کیمیا نوع انسانی کے منجملہ تقاضائے زندگی کو پورا کر کے انسانی فطرت کے موافق زندگی اور موت کا تصور پیش کرتا ہے۔ دور جدید میں ہر طرف الحاد و مادہ پرستی، شر و کفر کی گھٹائیں چھا رہی ہیں ان کی لپیٹ سے بچانے کا واحد طریقہ قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنا ہے اسی غرض سے شیخ العرب والعجم ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ، محقق احکام شرعیہ، علامہ الشیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے اپنی مادری اور قدیم سندھی زبان میں ایک جامع مستند بدیع التفاسیر کے نام سے تقریباً ۱۳ پاروں کی گیارہ ضخیم جلدوں میں تفسیر و تالیف فرمائی ہے۔ جیسا کہ یہ تفسیر سندھی میں ہے لہٰذا اس پر ایک تعارفی اور علمی محاسن پر ایک نگاہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایات ربانی سے مستفید کرے۔

☆ گورنمنٹ ڈگری کالج مٹھی ضلع تھرپارکر، فارغ التحصیل مدرسہ دار الرشاد پیر جھنڈا، ایم۔اے اسلامی کلچر سندھ یونیورسٹی جامشورو، معروف مقالہ نگار، ادیب، کالم نگار۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیر مطالع تفسیر بدیع التفاسیر الشیخ علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی تالیف لطیف ہے، جن کی ساری زندگی تدبر، تفکر، تفقہ فی الدین کی آئینہ دار تھی اس تفسیر میں مطالع قرآن وعلوم القرآن کے بے انتہا علمی عملی فکری پہلو نمایاں نظر آتے ہیں۔ علامہ شیخ العرب والعجم نے جدید وقدیم کتب تفاسیر کے ذخیرہ کا روح اور عطر اس تفسیر میں سمیٹنے کی جہد بلیغ محنت شاقہ کی ہے۔ آپ نے علوم قرآنی ورموز فرقانی کو بڑی عرق ریزی کتاب وسنت کی پاکیزہ روشنی میں سمونے کی کوشش فرمائی ہے۔ خصوصاً اپنے استاد مکرم مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی تفسیر ثنائی سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ دور جدید کے اسلام مخالف ادیان کا گہرا مطالعہ کر کے ان کو مدلل کتاب وسنت سے عقلی ونقلی جوابات دینے کے ساتھ دیگر ادیان و مذاہب پر بھی بصیرت افروز معلومات فراہم کر کے اسلام کی حقانیت اور صداقت پر بڑے جاندار دلائل و براہین فرمائے ہیں۔ جنہیں ملاحظہ کر کے انسان کے علم و اتیان میں اسلام کا دین فطرت ہونا واضح ہوجاتا ہے۔ یہ بات بھی علماء وفضلاء سے مخفی نہیں کہ قرآن حمید کی تفسیر کے لئے کس غائر مطالع مشاہدہ اور علوم عالیہ میں مہارت تامہ ہونا از حد ضروری ہے۔ پھر بڑے محتاط انداز میں روح قرآن وسنت کی روشنی میں تفسیر لکھی جاتی ہے۔ شاہ صاحب نے بھی ان تقاضات کو بحُسن وخوبی نبھایا ہے۔ جس نے ایک جلد ضخیم میں مقدمۃ التفسیر کے علاوہ دس ضخیم جلدوں میں صرف سورہ ''حجر'' تک قرآن حکیم کی تفسیر لکھی ہے۔

شاہ صاحب نے بدیع التفاسیر جیسی فاضلانہ تفسیر لکھ کر سندھی زبان وادب کو تحقیقی وتدقیقی عظیم علمی شہ پارہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ ان کی علمی وادبی زبان شگفتہ طرز تحریر دلنشین اسلوب بیان، قاری کی دلچسپی کو کہیں کم ہونے نہیں دیتا۔ شاہ صاحب جس راشدی خاندان کے چشم و چراغ ہیں اس خانوادہ کے علمی وفکری نقوش پوری ایک صدی پر محیط ہیں راشدی خاندان علم وعمل رشد و ہدایت، کتاب وسنت کے لحاظ سے تاریخ میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ بہرحال تفسیر بدیع التفاسیر مبتدی ومنتہی کے لئے علوم قرآن میں کلیدی اہمیت کی حامل ہے۔ شاہ صاحب نے خصوصاً دقیق علمی مسائل کو پہلی بار انتہائی احسن اور سہل انداز میں قارئین کرام تک پہنچانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ شاہ صاحب نے جہاں معنیٰ و مفاہیم کی صحت کو ملحوظ خاطر رکھا وہاں انہوں نے زبان و بیان کا جو دلنشین و دلپذیر فاضلانہ اسلوب اختیار کیا ہے وہ ادب عالیہ کا بھی شاہکار معلوم ہوتا ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں زبان و بیان کے ساتھ علمی وادبی نادر نکات کی شیرینی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اُن کے انداز بیان میں سوز و درد بھی شامل ہے تو اخلاص کا بحر بیکراں بھی موجزن نظر آتا ہے۔ مختصراً شاہ صاحب کے ہاں کلام الٰہی کے غلو کے ساتھ حسن بیان و زبان کی خوبی بھی روز روشن کی طرح نظر آتی ہے۔ یہ گرانقدر علمی سرمایہ دلائل و براہین سے مکمل مزین ہونے کے ساتھ، عقلی و نقلی دلائل سے بھی لبریز ہوا کرتا ہے، اہم بات تو یہ ہے کہ یہ تفسیر اسرائیلی روایات سے پاک وصاف ہے جن پر مذاہب باطلہ کی بنیاد ہوتی ہے۔

مختصراً بدیع التفاسیر کی خوبیوں میں چند حسب ذیل ہیں۔ ہر سورۃ کے نام پر انتہائی بصیرت افروز علمی مباحث، جامع تعارف، متقدمین و متاخرین کی آراء کی روشنی میں شان نزول سورتوں کے فضائل، ربط آیات، مشکل الفاظ کا مجرد محققانہ حل، حل اللغات، کے لحاظ سے تو اتنی تحقیق و تدقیق نظر آتی ہے کہ انہیں ایک مثالی اور معیاری ڈکشنری کہنا بے محل نہ ہوگا صرفی و نحوی تراکیب، نادر علمی نکات، اغیار کی جانب سے اسلام پر اعتراضات اور ان کا دندان شکن جواب، تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر بالاحادیث صحیحہ فن رجال، کی نگاہ میں صحیح روایات و اثار کا انتخاب، موضوع اسرائیلی غیر مستند روایات سے تفسیر کو کلیتًا پاک رکھنا وغیرہ کا خوب اہتمام کیا گیا ہے۔ بدیع التفاسیر سلفی منہج اور مسلک حق کا سندھی میں انفرادی تفسیر ہے۔ جس کے مصادر و منابع صرف اور صرف کتاب وسنت کے ساتھ توضیح و تشریح میں سلف الصالحین، صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین رحمہم اللہ کی تعبیر اور منہج کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے۔ شاہ صاحب مثالی علوم اسلامیہ کے عرب و عجم کے ماہر، فقید المثال مناظر، مفکر، خطیب، داعی، ہونے کے ساتھ ذہانت و فطانت، میں ''عبقری'' شخصیت کے مالک تھے، مفسر قرآن کے مشاہدہ اور مطالع عمیق کے ہمہ گیری، حکمت و دانش کے اندازہ کے لئے ان کی تفسیر ہی کافی ہے۔ ویسے ان کی تصانیف ڈیڑھ سو سے زائد۔ عربی، اردو، سندھی میں ہیں۔ لیکن ان کی علمیت کا اندازہ، آپ کو بدیع التفاسیر سے ہی لگانا مشکل نہیں۔ آپ بدیع التفاسیر میں اُن کے علمی جاہ و جلال، پرزور طریقہ استدلال کو بام عروج پر پائیں گے۔

شاہ صاحب کسی مقام پر بھی اپنے قلم اور اپنے ضمیر سے ایک لمحہ بھر کے لئے بھی جدا نہیں ہوتے۔ وہ اپنی تحریر پُر تاثیر میں اپنے موضوع کی مناسبت سے ادبی چاشنی، روانی عبارت، سلاست زبان، تاثیر کلام خصوصاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصدیت میں کمی نہیں آنے دیتے۔ ان کی تحریر میں جہاں کتاب وسنت سے بے پناہ وابستگی ہے وہیں پر جدید وقدیم شعراء عرب، کی جولانیاں بھی نمایاں نظر آتی ہیں۔ بڑی بات کے اُن کے ہاں ''معذرت خواہانہ'' انداز بیان جوامت میں جڑ پکڑ رہا ہے اُس کا کہیں شائبہ تک نظر نہیں آتا۔ وہ سرتان کر ڈنکے کی چوٹ پر بات کرتے ہیں۔ وہ اپنوں یا اغیار کی جانب سے اسلام پر اعتراضات کا جواب دینے کا خوب ملکہ رکھتے ہیں۔ سید صاحب نے سندھی زبان میں پہلی بار ایک انتہائی تحقیقانہ، فاضلانہ اور معیاری تفسیر ''باب الاسلام'' کے لوگوں تک پہنچائی ہے۔ بدیع التفاسیر کو آپ عربی یا اردو میں بھی لکھ سکتے تھے لیکن یہ معرکۃ الآراء تفسیر سندھی میں لکھ کر سندھ کے لوگوں کو اپنی شاندار ماضی، عظمت رفتہ یاد دلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ شاہ صاحب نے سندھی زبان کو قصے کہانیوں، دیومالائی باتوں، فسانہ و ناول، رومانوی شاعری سے نکال کر علمی، ادبی، تحقیقی اور تدقیقی زبانوں کی صف میں لاکھڑا کرنے کی سعی فرمائی ہے۔

شاہ صاحب نے اسلامی مبادیات، عقائد اسلام، مابعد طبیعات، اساسیات اسلام کے ساتھ عوام الناس کے اذہان میں تشکک وتذبذب کے جو جرثومے تھے انہیں ختم کر کے خدا، وحی الٰہی، رسالت، جنت، جہنم، توحید، آخرت، ملائکہ اور جنات جیسی اشیاء پر انتہائی بصیرت افروز مباحث کر کے نئی نسل پر احسان فرمایا ہے۔ ''تقلید جامد'' پر بھی آپ نے پوری حقیقت منکشف کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ کتاب وسنت، اجتہاد سے منہ موڑ کر کوئی بھی قوم کسی جاندار تہذیب میں کھڑی نہیں ہوسکتی۔ علم واجتہاد، تحقیق وتدقیق، کتاب وسنت سے منہ موڑ کر دین خالص کا حصول ''سراب'' کے پیچھے دوڑنے کے سوائے کچھ نہیں۔

شاہ صاحب کی تفسیر میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے قاری کو جادہ مستقیم دکھاتے ہوئے قرآن و سنت کی پاکیزہ روشنی میں افراد، اشخاص، نظریات، اور دینی و مذہبی اداروں کو جانچنے پرکھنے کا تنقیدی شعور عطا کرتے ہیں۔ شاہ صاحب ایک سحر البیان، ادیب، اسلامی اسکالر، وقت کے نباض، مفکر، گرائمر، لغات، علم العروض، اور علم المعانی کے ماہر تھے۔ خصوصاً توحید باری تعالیٰ کے مسئلہ پر آپ کی تفسیر انتہائی بصیرت افروز ہے آپ نے متعدد علمی مباحث چھیڑ کر، توحید ذات، صفات، ربوبیت، الوہیت، تخلیق، تکوین، حاکمیت. جیسے ابدی اصول بڑے احسن انداز سے قاری تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ مختلف اہم مسائل میں مثلاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناسخ منسوخ، عقائد، نظریات اعمال، احکام، عبادات، معاشرت، سیاسیات، اقتصادیات، معیشت اسلامی نظام مملکت، اجتہاد، صلح، جنگ، جہاد فی سبیل اللہ، غزوات، عدالت و قضایا، انفرادی و اجتماعی معاملات، حقوق و فرائض، جیسے تمام اہم معاملات میں کوئی بھی علمی بات بغیر حوالہ نہیں کہی ہے۔ ہر صفحہ حوالہ جات سے مزین نظر آتا ہے۔ اتنی تحقیق دیگر تفاسیر میں کم ہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ آپ نے کوئی مسئلہ شاید ہی تشنہ طلب چھوڑا ہے آپ کو بدیع التفاسیر کے مطالع کے دوران علمی، ادبی، لغوی نادر نکات بھی ملیں گے۔ تراکیب حل الغات صرفی ونحوی مباحث کے ساتھ اعجاز قرآنی بھی عروج پر نظر آئے گا۔

بدیع التفاسیر کے ابتدائی جلدوں میں جو اٹھاتی تفصیلات کا علمی شیر دریا بہتا ہوا نظر آتا ہے وہ آخری جلدوں میں قدرے اختصار میں سمٹ جاتا ہے، اس کی اصل وجہ شاہ صاحب کی یہ تمنا تھی کہ زندگی مستعار نہ معلوم کب تک ساتھ نبھائے، ورنہ مفسر قرآن کا قلم تھکا تھا نہ ذوق وشوق مانند پڑا تھا۔ بدیع التفاسیر کے مطالع سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی صدی سے بیسویں صدی تک اہم مذہبی معرکے اور عظیم فتنے ذکر کر کے شاہ صاحب نے انتہائی مدلل عقلی ونقلی دلائل سے اُن کا بطلان کیا ہے۔ تاہم کہیں ان کی تنقید کا لہجہ سختی میں تبدیل ہوجانے پر کچھ احباب کو قدرے ناراضگی اور مایوسی بھی ہوجاتی ہے۔ مگر مصنف بھی کیا کرتا! ان مذاہب باطلہ نے کیسی بے رحمی سے اسلام کو بدنام کیا اور شعائر اسلام کا مذاق اڑایا پھر یہ کہ شاہ صاحب کوئی بھی بات اپنے جانب سے بغیر دلیل نہیں کہتے۔ انہی کتب اور انہی کے قابل اعتماد زعماء کا حوالہ پر حوالہ دیئے جاتے ہیں۔

کاش اس پورے تفسیر کا تفصیلی انڈکس (اشاریہ) بھی کوئی مرد مجاہد مرتب کرتا، تو قارئین کو کتنا فائدہ ہوتا۔

اس تفسیر میں جہاں دور حاضر کے مسائل کا حل موجود ہے وہیں دور جدید کے چیلنجوں کا مردانہ وار مقابلہ اور منفی اسلام دشمن تحریکوں کے سدباب کا بھی تذکرہ موجود ہے۔ شاہ صاحب نے دور جدید کے نئے نئے فتنوں، مادہ پرستانہ فلسفوں، شرک وکفر، الحاد وانکار، مستشرقین یہود ونصاریٰ، سیکولرزم، کمیونزم، سوشلزم، ہندو دھرم، آریا دھرم، ڈارون کے ارتقائی نظریہ، بلکہ وحدت ادیان کے ذہنی خلجان کا بھی خوب پوسٹ مارٹم کیا ہے۔

مزید یہ کہ شاہ مرحوم نے ''مغربی سامراج'' کی عنایت کردہ ''چھتری کے سایہ تلے پروان چڑھنے والی نام نہاد مذہبی تحریکوں، مثلاً قادیانیت، بھائیت، پرویزیت، انکار حدیث، قبہ وقبر پرستی، پیر پرستی، کی بھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوب خبر لی ہے۔ اگر پس منظر پر نگاہ ڈالی جائے تو مفسر قرآن، کی ساری حیاتی جدوجہد میں گذری، کبھی اپنے مکتبہ میں عرب وعجم سے آئی ہوئی بڑی اور بھاری کتب کی ورق گردانی کرتے، علمی جولانگاہ میں تحقیق و تدقیق کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے، کبھی اپنے آباؤ واجداد کی سنت (شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید) پر عمل کرتے ہوئے کبھی گھوڑے، اونٹ کی پیٹھ پر یا پاپیادہ ملک کے طول وعرض حتیٰ کہ وادی ریگستان کی جلتی ہوئی ریت، چلچلاتی ہوئی دھوپ میں، یا کبھی پنجاب وسرحد کے دور افتادہ قصبات میں کبھی سات سمندر پار دیارِ مغرب کے طول وعرض میں قرآن وسنت، علوم اسلامیہ کے بحرِ ذُخّار سے آبیاری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی کتاب اللہ وسنت رسول کی بالادستی کی غرض سے ایوان اقتدار سے لڑتے ہوئے کبھی توہین رسالت اور شعائر اسلام کی دھجیاں بکھیرنیوالی نام نہاد آزاد صحافت کے خلاف پریس کانفرنسیں کرتے پوری حیات گذاری۔

باقی جو چند لمحات میسر آتے ان میں یا تو عبادت گذاری، شب زندہ داری، طویل قیام اللیل کرتے یا بدیع التفاسیر لکھنے میں وقت گذارتے۔ بدیع التفاسیر میں گمراہ کن مفسرین کی تاویلات کو بھی آڑے ہاتھوں لے کر کتاب وسنت سے جواب دیا گیا ہے۔

یہ بات بھی سب پر عیاں ہے کہ شاہ صاحب کے خاندان کے بڑے پیرانہ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے بھی بڑے بڑے صوفیاء کرام کے تذکرے پڑھے ہوں گے، جن حضرات نے اپنے گاؤ تکیوں اور خانقاہوں تک دین قیم کو محدود کرلیا تھا۔ اُن کے طویل تھکا دینے والے مُراقبے، مُجاہدے، سے بھی آپ غافل نہیں ہوں گے۔ بڑے بڑے کشف وکرامات، خیالوں اور خوابوں، کے طویل وعریض قصے بھی سن رکھے ہوں گے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود آپ نے نام نہاد پیری مریدی، قبہ وقبر پرستی نام نہاد کشف و کرامات کا خوب علمی انداز میں اپنی تفسیر میں جواب دے کر صحیح دین محمدی کی قرون اولیٰ والی تصویر کی حقیقی عکاسی فرمائی ہے۔ بہرحال مفسر کے ذہن وفکر میں یہ جذبہ پوری طرح کارفرما ہے کہ ہر بات کا جواب کتاب و سنت سے دیا جائے۔ اور ہر بات منشائے خداوندی اور سنت رسول ﷺ سے ماخوذ ہو تفسیر میں شاہ صاحب بکثرت روایات لائے ہیں۔ لیکن سب روایات فن رجال کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد۔

اللہ تعالیٰ شاہ صاحب مرحوم کی علمی دینی اور تفسیری خدمات کو شرف قبولیت سے سرفراز کرے اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفسر، ناشر، طابع، کتابت کرنے والے اور قارئین کرام سب کے لئے اس کو زادِ راہ بنائے۔ اور امت مسلمہ کو اس علمی ذخیرہ سے صحیح معنیٰ میں استفادہ کرنے کی توفیق بخشے اور اللہ تعالیٰ کوئی ایسا رجل رشید پیدا کرے جو اسلامی جذبہ سے سرشار ہو کر اسی باوقار تفسیر کا عربی، اردو انگریزی اور فارسی میں ترجمہ کرے تاکہ عوام الناس کو اس علمی ذخیرہ سے استفادہ کرنے کا موقع دیا جائے۔ یہ اُن کی علمی یادگار ہے جو محض رضائے الٰہی کے لئے لکھی گئی ہے اللہ تعالیٰ شاہ صاحب پر بھی اپنے انعام و اکرام کا نزول فرمائے اور ان کو جوار رحمت اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔

تفسیری محاسن کے بعد اب ایک نگاہ نفس تفسیر پر بھی ڈالتے جائیں تو مزید معلومات حاصل ہوگیں۔

مقدمہ بیان بے نظیر بدیع التفاسیر ص ۴۳۴ صفحات پر مشتمل بڑی سائیز مطبوعہ ۱۳۹۷ھ کے ابتدائیہ میں جناب ڈاکٹر ابو العطاء سید محمد صالح شاہ لکھتے ہیں کہ اردو یا دیگر زبانوں میں قرآن حکیم و احادیث رسول کے تراجم و تفاسیر موجود ہیں تاہم ان میں بھی عموماً صحت و سقم کے سلسلے میں خیال کم ہی رکھا جاتا ہے سندھی زبان میں ایسی کوئی بھی جامع و مستند تفسیر نہ تھی جس میں دور جدید کے حالات کو مدنظر رکھ کر خالص دین حنیف کی روشنی میں تعلیمات اسلامیہ پیش کی گئی ہوں لہٰذا مشہور محدث علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی المکی السندی نے شدت سے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے۔ تفسیر قرآن لکھنا شروع کیا جس کا یہ جلد اوّل ''مقدمہ'' بدیع التفاسیر ہدیہ قارئین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ باقی تفسیر کی تکمیل کے منصوبہ پر عمل درآمد کر سکیں۔ آمین۔ مقدمۃ التفسیر کے مطالع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دس ابواب ہیں جن کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

① باب اوّل۔ قرآن حکیم کے فضائل اور آداب، تلاوت وغیرہ یہ پانچ فصول پر مشتمل ہے۔

② باب دوئم۔ قرآن حکیم کا نزول، اور اس کے متعلقات کے بیان میں یہ تین فصول پر مشتمل ہے۔

③ باب سوئم۔ قرآن حکیم کی جمع و ترتیب کے بیان میں۔ یہ بھی تین فصول پر مشتمل ہے۔

④ باب چہارم۔ قرآن حکیم کا سات حروف یا سات قرأت پر نزول ہونا۔

⑤ باب پنجم۔ قرآن حکیم کی سورتیں، رکوع، آیات، کلمات، حروف، پارے اور اعراب یہ باب آٹھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصول پر مشتمل ہے۔

⑥ باب ششم۔ یہ باب اوقاف قرآن کے متعلق ہے۔

⑦ باب ہفتم۔ متواتر قرأت کے بیان میں

⑧ باب ہشتم۔ علم تجوید کے بیان میں یہ باب چار فصول پر مشتمل ہے۔

⑨ باب نہم۔ قرآن حکیم کلام الٰہی اور غیر مخلوق ہونے کے بیان میں یہ باب بھی تین فصول پر مشتمل ہے۔

⑩ باب دہم۔ قرآن حکیم کی تفسیر اور اس کے جمیع احکامات کا ذکر یہ باب طویل وعریض اکیس فصول پر مشتمل ہے۔

⑪ باب یازدھم۔ کا طبع جدید میں اضافہ کر کے طبقات مفسرین بڑی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

اسی تفسیر کے ایڈیشن دوئم ۱۹۹۷ء کی ابتداء میں مشہور محقق اور صاحب قلم جناب پروفیسر محمد جمن نے ۳۶ صفحات پر مشتمل شاہ صاحب کے ''فکر وفلسفہ'' پر بڑا جامع بصیرت افروز مضمون تحریر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر کی تحریر پُر تاثیر سے

ایک اقتباس قارئین کرام کے سامنے عرض خدمت ہے۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ سلف صالحین، متقدمین (ومتاخرین) کے انداز بیان کو سامنے رکھتے ہوئے۔ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے یہ مقدمہ تفسیر (محنت شاقہ) سے قلمبند فرمایا۔ سندھی زبان وادب میں اس سے پہلے اس قسم کی کہیں بھی مستند، نادر اور علمی مخزن کا ملنا ناممکن تھا۔ یہ مقدمہ پہلی بار ۱۹۷۶ء میں ۴۳۳ صفحات پر مشتمل اشاعت پذیر ہوا تھا۔ جسے اصحاب علم وادب، اہل علم احباب نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا جس کے پیش نظر اب اس کا یہ دوسرا ایڈیشن تشنگان علوم ومعارف تک پہنچانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اس مقدمہ نے علماء وفضلاء میں بے پناہ مقبولیت اور پذیرائی حاصل کی۔ فاضل مصنف نے جو محنت شاقہ فرمائی ہے خصوصا کتاب کی ابتدا میں خطبۃ الکتاب جو فاضلانہ انداز علم وادب کا بحر بیکراں پیش کیا اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شاہ صاحب کی بلاغت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ اس ایک کتاب میں آپ نے تفسیر وعلوم تفسیر کے سارے مضامین کو بڑے احسن انداز سے یکجا کر دیا ہے۔

بدیع التفاسیر جلد اوّل بنام "احسن الخطاب فی تفسیر أم الکتاب" جو بڑی سائز کے ۵۰۰ صفحات پر صرف بسم اللہ، تعوذ اور فاتحۃ الکتاب کی تفسیر ہے۔ جس کا تعارف کرواتے ہوئے مکرم پروفیسر عبدالعزیز نہڑیو صاحب جو کہ اس تفسیر کے کاتب اور پروف ریڈر ہونے کے ساتھ "المکتبۃ الراشدیہ" کے منتظم بھی ہیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ تفسیر انتہائی سہل، دلنشین، مستند اور مدلل انداز میں لکھی گئی ہے۔ سورۃ فاتحہ کے متعلق جمیع احکامات ومسائل (علوم ومعارف) نہایت اختصار اور جامعیت سے کتاب وسنت کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ مزید یہ کہ اعداء اسلام، منکرین وملحدین کے قرآن حکیم اور جو قرآن پر اٹھائے گئے اعتراضات کا ایک ایک کر کے مسکت اور دندان شکن جوابات دیئے ہیں۔ مختصراً یہ تفسیر تین ابواب میں تقسیم کی گئی ہے جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے باب اوّل میں بڑے بڑے گناہوں پر مفصل نگاہ ڈالی گئی ہے۔ جن میں الحاد، انکار خدا، شرک، بدعات، سیئات، تقلید جامد، عشق، ظلم وستم، قومی عصبیت، تکبر وغلو، پیری مریدی، اخلاق سیئہ۔ فرقہ بندی جیسے مہلکات کا خوب قرآن وسنت اور عقلاً ونقلاً رد پیش کیا گیا ہے۔

دوسرے باب میں فرقہ ہائے باطلہ مثلاً قادیانیت، انکار حدیث، البھابیہ، البھائیہ، ذکریہ، یہودیت، وعیسائیت، ہندو دھرم، اشتراکیت اور فری میسن جیسی تحریکوں کا دلائل وبراہین سے خوب بطلان کیا گیا ہے۔

تیسرے باب میں سورہ بقرہ سے الناس تک پورے قرآن حکیم کا فاتحہ الکتاب سے براہ راست تعلق ثابت کیا گیا ہے۔ اور دلائل کی روشنی میں مدلل انداز میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ "سبع مثانی" فاتحہ الکتاب کا پورے قرآن حکیم سے نہ صرف تعلق ہے بلکہ پورے قرآن مجید کا لب لباب اور خلاصہ بھی ہے۔

بدیع التفاسیر جلد دوئم بنام بشری البررہ فی تفسیر سورۃ البقرۃ، مطبوعہ طبع اوّل ۱۹۸۸ء کے ابتدائیے میں مولانا پروفیسر عبدالغفار جونیجو صاحب جنہیں شاہ صاحب کے ساتھ مدت مدید تک سفر وحضر میں ساتھ رہنے اور علوم ومعارف حاصل کرنے کا اعزاز نصیب ہوا۔ رقمطراز ہیں کہ دنیائے اسلام کے مشہور ومعروف عظیم اسکالر باب الاسلام سندھ کے مایہ ناز عالم دین سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی کی معرکہ آراء تفسیر بدیع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التفاسیر کا یہ دوسرا جلد ہدیہ قارئین ہے۔ جو قرآن عظیم کی بابرکت سورۃ البقرۃ کے حرف ابتدائی سے دس رکوع پر مشتمل ہے۔ ان شاء اللہ العزیز اسی سورہ بابرکت پر (اتنی ضخیم) دو جلدوں میں صرف سورۃ بقرہ کی تفسیر تکمیل تک پہنچے گی۔ مزید تحریر فرماتے ہیں کہ یہ سورہ شریف مطالب ومضامین کے لحاظ سے قرآن حکیم کی سب سے مفصل سورہ شریف ہے۔

جس میں احکام رب العالمین بڑے جامع انداز میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ اساسیات اسلام و مبادیات اسلام بلکہ انفرادی اور اجتماعی پوری زندگی پر محیط احکام ومسائل پر بڑے بصیرت افروز مباحث لائے گئے ہیں۔ اسی سورہ میں ''احکام وفرائض'' کو بھی واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ (جن کا جاننا علماء وعوام کے لئے بے انتہا ضروری ہے)۔

اس غرض سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر علمی شخصیت کو بھی اس کے تہہ تک جانے کے لئے آٹھ سال کی مدت صرف کرنی پڑی۔

نیز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسی دنیا کی ذہین وذکی شخصیت کو بھی بارہ برس تک اس بابرکت سورہ میں غور وخوض کرنا پڑا۔ مختصراً یہ سورہ شریف احکام ومسائل کا بحر بیکراں ہے۔ لہٰذا فاضل مفسر قرآن نے بڑے احسن اور علمی انداز میں احکام ومسائل سمجھائے ہیں فاصل مفسر کے قلم کی روانی اپنی مثال آپ ہے۔ (بدیع التفاسیر جلد دوئم صفحہ ۸)

جناب پروفیسر محمد جمن کنبھر بدیع التفاسیر جلد نہم۔ الانوال فی تفسیر سورۃ الانفال طبع اول کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کی عنایات بے پایاں سے سرزمین سندھ کے انتہائی علمی قابل قدر راشدی خاندان کے بلند پایہ محدث دوراں، مفسر قرآن، علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے سندھی زبان میں ایک ایسی گرانقدر جامع مستند مدلل ومفصل تفسیر تحریر فرمائی جس نے تفاسیر کی دنیا میں چار چاند لگادیئے۔ اس تفسیر سے قبل مختلف زبانوں مثلاً سندھی، عربی، اردو، فارسی، میں لکھی گئی تفاسیر میں اس تفسیر کو ایک انفرادی مقام حاصل ہوا۔ شاہ صاحب نے اس تفسیر میں قرآن کی تفسیر قرآن سے احادیث صحیحہ۔ آثار صحابہ سے فرمائی اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرائیلی روایات، بے بنیاد قصص و واقعات سے اپنی تفسیر کو پاک رکھا۔ فن رجال کی کسوٹی پر روایات کو پرکھا۔
اب اجمالاً پورے تفسیر پر ایک نظر ڈالی جاتی ہے تا کہ اردو خواندہ بھائی بھی معلومات حاصل فرماسکیں۔

(۱) بیان بے نظیر مقدمۃ التفسیر، اشاعت اول ۱۹۷۷ء، اشاعت ثانی ۱۹۹۷ء، ۳۰۶ صفحات دیباچہ طبع اول ڈاکٹر سید محمد صالح شاہ جیسی ماہر علوم شخصیت تھے۔ طبع ثانی میں پروفیسر محمد جمن کنبھر نے مفصل گرانقدر مقدمہ لکھا ہے۔

۱۔ جلد اول۔ نام "احسن الخطاب فی تفسیر ام الکتاب" اشاعت ۱۹۸۶ء، ۵۰۰ صفحات ہیں سورہ فاتحہ کی انتہائی مستند مدلل اور مفصل تفسیر جس میں بسم اللہ اور تعوذ پر بھی مفصل مباحث ہیں اس کے ابتداء میں پروفیسر عبدالعزیز نہڑیو صاحب نے تعارفی "دوالفاظ" بڑے جاندار تحریر فرمائے ہیں۔

۲۔ جلد دوئم۔ "بشریٰ البررۃ فی تفسیر سورۃ البقرۃ (۱)" اشاعت ۱۹۸۸ء، ۵۵۸ صفحات ہیں سورۃ بقرۃ کے صرف ابتدائی ۱۰ رکوع پر بڑا ہی بصیرت افروز اور جامع و مانع تفسیر قرآن، تفسیر کے ابتداء میں چند تعارفی صفحات "اپنی طرف سے" کے عنوان سے پروفیسر عبدالغفار جونیجو نے قلمبند فرمائے ہیں۔

(۳) جلد سوئم "بشری البررہ فی تفسیر سورۃ البقرۃ (۲)" اشاعت ۱۹۹۰ء ۷۸۶ صفحات اس کے ابتداء میں "مہاگ" کے عنوان سے جناب عبدالرحمٰن منگیو صاحب نے سندھی میں تفاسیر و تراجم کی تاریخ پر خوبصورت عکاسی فرمائی ہے۔

(۴) جلد چہارم "بشری البررہ فی تفسیر سورۃ البقرۃ (۳)" اشاعت ۱۹۹۲ء ۵۵۰ صفحات اس جلد میں مہاگ کے عنوان سے سندھ کے مایہ ناز ادیب بقیۃ السلف بزرگ شخصیت منصور ویراگی صاحب نے انتہائی جامع تفاسیر و تراجم پر نگاہ عمیق ڈالی ہے۔

(۵) جلد پنجم "آلاء الرحمن فی تفسیر آل عمران" اشاعت ۱۹۹۴ء ۵۱۴ صفحات اس جلد کی ابتداء میں خود علامہ راشدی رحمہ اللہ نے انتہائی رقت انگیز انداز میں دعائیہ الفاظ سے آل عمران کے تفسیر کا آغاز فرمایا ہے۔ یہ دعائیہ الفاظ بار بار پڑھنے کے لائق ہیں۔

(۶) جلد ششم "النداء الدعاء فی تفسیر سورۃ النساء" اشاعت ۱۹۹۵ء ۵۴۲ صفحات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بابرکت جلد کا ابتدائیہ ناچیز راقم الحروف (مولا بخش محمدی) کے اعزاز میں آیا ہے۔

(۷) جلد ہفتم۔ "الماهدة فی تفسیر المائدة" اشاعت ۱۹۹۸ء ۳۸۸ صفحات اس جلد کا پیش لفظ پروفیسر حافظ محمد کھٹی صاحب نے بڑے خوبصورت انداز میں تحریر فرمایا ہے۔

(۸) جلد ہشتم۔ "الاحکام فی سورة الانعام" "والفاف فی تفسیر سورة الاعراف" ۶۳۳ صفحات ۱۹۹۹ء اشاعت، اس جلد کی ابتداء میں تعارفی صفحات مولانا عبدالرحمٰن اوٹھو صاحب نے قلمبند فرمائے ہیں۔

(۹) جلد نہم "الانوال فی تفسیر سورة الانفال" والبراعة فی تفسیر البراءة" اشاعت ۲۰۰۱ء صفحات ۶۰۹۔ اس کی ابتداء بھی فاضل نوجوان پروفیسر محمد جمن کنبھر کے جاندار قلم سے ہوئی ہے جس میں آپ نے کیا خوبصورت بات کہی ہے کہ باب الاسلام سندھ میں "یہ تفسیر شب ظلمت میں منارہ نور سے کم نہیں"

(۱۰) جلد دھم "بدیع التفاسیر کی یہ آخری جلد ہے جس کی ابتداء سورۃ یونس سے ہوکر سورۃ حجر پر ہوتی ہے صفحات ۶۶۱ اشاعت ۲۰۰۴ء اس کے تعارفی الفاظ محترم محمد اسلم سندھی اور قدرے تفصیل سے مقدمہ مولانا حافظ عبدالرزاق ابراہیمی صاحب نہڑیو کی جانب سے لکھا گیا ہے۔ جس میں شاہ صاحب کی وفات حسرت پر بات خوب السیاقی صدمہ کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور تفسیر وعلوم تفسیر پر بصیرت افروز مواد پیش کیا گیا۔ اس طرح دسویں جلد پر یہ تفسیر اختتام پزیر ہوئی۔

سورہ حجر کی ابتدائی آیات سے ہی یہ باب رحمت بند ہوا۔

تفسیر بدیع التفاسیر کے آخری جلد ۱۰ کے اختتام پر پروفیسر عبدالغفار جونیجو صاحب جو شاہ صاحب کے تفسیر کے کاتب، پروف ریڈر تھے انہوں نے اختتامی صفحہ انتہائی درد والم سے بھرے قلب سے تحریر کیا ہے۔

انہوں نے شاہ صاحب کے داغ مفارقت کو کچھ اس انداز سے بیان فرمایا ہے۔

آہ! شاہ صاحب کا تفسیر تکمیل تک پہنچانے کا ارادہ مصمم دل ہی میں رہ گیا۔ ہم کتابت کرنے والے (پروفیسر عبدالغفار و پروفیسر عبدالعزیز) کو یقین تھا کہ اتنا فاضل، جلیل، عالم باعمل، انتہائی عاجزی وانکساری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اپنے رب کبریا کے آگے بانہیں پھیلائے آنکھوں میں آنسو سجائے، جو تفسیر کے تکمیل کی دعائیں مانگ رہا ہے۔ وہ یقیناً بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت عطا کریں گے مگر مالک الملک، حی وقیوم ساری کائنات سے بے نیاز جو چاہے وہ کرے اس کی قضائے قدرت غالب آئی۔ (شاہ صاحب جو سائبان تھے وہ ہمیں چلچلاتی دھوپ میں تنہا چھوڑ کر) داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ مؤرخہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۹۵ء کو آپ نے چودھویں پارے کی پہلی آیت کی تفسیر مرقومہ بالا الفاظ تک پہنچایا اور دو برس سے جو ہماری پنپ رہی تھی اس کی وجہ سے آخری ایام آن پہنچے اور یہ تفسیر کا مبارک سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔

سورہ حجر کی ابتدائی دو آیات کے تفسیر کے بعد ہمیں داغ جدائی ملا۔ کاش اُس کے کسی تلمیذ رشید کو یہ سعادت عظمیٰ نصیب ہو کہ یہ علمی ارمغان پایہ تکمیل تک پہنچا سکے (اور موجودہ تفسیر کا انڈکس (اشاریہ) مرتب کر سکے)

آخر میں محمد عبدالہادی العمری کے ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم فروری ۱۹۹۶ء کے یہ الفاظ نقل کرنے کو جی چاہتا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں کہ شاہ صاحب کی یہ بڑی آرزو تھی کہ سندھی زبان میں جس کے بولنے والوں کی برصغیر میں بہت بڑی تعداد ہے اس میں ایک مستند اور معتبر تفسیر ہونی چاہیے۔

چنانچہ آپ نے خود اس کا بیڑا اٹھایا تھا چونکہ سندھی زبان آپ کی مادری زبان تھی۔ اس لئے اس میں تیزی سے کام بڑھتا گیا۔ اور کئی جلدیں تیار ہوگئیں۔ لیکن موت اس سے زیادہ تیز ثابت ہوئی اور اس عظیم تفسیر کے تکملہ کی آپ کو مہلت نہ مل سکی۔ اس طرح یہ اہم کام ادھورا ہی رہ گیا۔ کاش کوئی اسے مکمل کردے۔
(رموز راشدیہ ص ۷)

یہاں پر یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے عربی دان دوستوں اور شاگردوں کے شدید اصرار پر خود ہی تفسیر بدیع التفاسیر کا عربی ترجمہ شروع کیا تھا۔ مقدمہ تفسیر کا عربی ترجمہ مکمل ہو گیا تھا اور سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا عربی ترجمہ دو تہائی حصہ تک کرلیا تھا۔ آخری ایام میں علالت کی وجہ سے کام رکا رہا اور یہ کام بھی ادھورا رہ گیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرزاق ابراھیمی حفظہ اللہ ☆

شیخ العرب والعجم علامہ السید ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ کی

تفسیری خدمات

الحمدللہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد!

یگانہ روزگار عالم باعمل مفسر قرآن ہمارے مربی اور عظیم محسن علامہ السید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ گیر شخصیت کے متعلق زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالنے کے لئے مجلّہ بحر العلوم کی مجلس عاملہ کی طرف سے مختلف اہل علم کو موقعہ فراہم کیا گیا ہے۔ یقیناً شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کافی کچھ لکھا جائے گا جس شخص کی بھی شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی یا ان کی صحبت کا شرف حاصل ہوا وہ آپ کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتا ہے۔ بے پناہ کمالات واوصاف کے مالک عظیم انسان کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ ان شاءاللہ۔

میں اپنی تمام کمزوریوں کے باوصف شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اپنی دل میں بے پناہ محبت محسوس کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ ذوالجلال والاکرام ہماری اس دینی محبت کا صلہ ہمیں آخرت میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ لقاء وصحبت کی صورت میں عطا فرمائے۔ آمین۔

احب الصالحین ولست منھم
لعل اللہ یرزقنی صلاحاً

میں اس مضمون میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیری خدمات کے حوالہ سے چند گذارشات پیش کرنا چاہوں گا تاکہ ان خدمات جلیلہ کے تذکرہ سے غافل قوم کو خبردار کیا جائے باخبر لوگوں کو حرکت میں لایا جائے

☆ مدیر وشیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم المحمدیہ اہل حدیث کینٹ روڈ غریب آباد بدین، فارغ التحصیل دارالحدیث المحمدیہ جلالپور پیروالہ ملتان، معروف خطیب ومقالہ نگار۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور طلباء علم کو خواب غفلت سے جگانے کی سعی کی جائے۔ علامہ بدیع الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمات دینیہ میں تفسیر بدیع التفاسیر ایک ایسی شاندار تصنیف ہے جس کے ذکر کئے بغیر آپ کا تذکرہ نامکمل ہوگا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

یلوح الخط فی القرطاس دھرًا
وکاتبہ رمیم فی التراب

شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تفسیری خدمات پر روشنی ڈالنے سے قبل علم تفسیر کی تاریخی اہمیت وافادیت کو پیش نگاہ رکھنا انتہائی لازم ہے۔

علم تفسیر کی اہمیت و تاریخ پر ایک نظر

علم تفسیر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر قرآن کا عالی منصب امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (النحل: ۴۴)

یعنی ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا تاکہ اس کی وضاحت اور تفسیر آپ لوگوں کے سامنے بیان کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام آپ کے قول، فعل تقریر سے قرآن کا تفسیر معلوم کرتے تھے۔ یوں سمجھیے کہ پیغمبر اسلام خود قرآن کریم کے عملی تفسیر تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمانے لگیں۔

فان خلق النبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان القرآن (مسلم)

یعنی قران کریم ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق تھا۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ قرآن میں جو کچھ بھی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کیا قرآن کریم میں موجود امر ونہی۔ اخلاقیات، معاشیات، عبادات وغیرہا کی جامع تفسیر پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام نے علم تفسیر کو بہت زیادہ اہمیت دی صحابہ کرام میں دس حضرات کو اس فن میں امتیاز حاصل تھا۔ خلفاء راشدین میں سب سے زیادہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیری روایات حضرت علی سے مروی ہیں مگر بحیثیت مجموعی تمام صحابہ میں سب سے زیادہ تفسیری روایات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہیں ان کے حلقہ درس نے نہایت وسعت حاصل کی ہزاروں شاگرد پیدا ہوئے۔(ماخوذ تاریخ تفسیر ومفسرین۔تالیف غلام احمد حریری)

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت لائی ہے

اَعْرِبُوا الْقُرْاٰنَ وَالْتَمِسُوا غَرَائِبَه یعنی تم قرآن کی تفسیر کرو اور اس میں نئی چیزیں تلاش کرو۔

(بحوالہ الاتقان فی علوم القرآن ص ۳۸۸ جلد۲)

بیہقی میں ایک اثر اس طرح مروی ہے عن عبداللہ بن بریدہ عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَوْ اَنِّیْ اَعْلَمُ اِذَا سَافَرْتُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً اَعْرَبْتُ اٰیَةً مِنْ کِتَابِ اللہِ لَفَعَلْتُ

(بحوالہ مذکور)

یعنی ایک صحابی رسول ﷺ یہ خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ اگر مجھے معلوم ہوجاتا کہ چالیس راتوں کے سفر سے میں قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر معلوم کروں گا تو ضرور کرتا۔

کسی آیت مبارکہ کی تفسیر کو صحابہ کرام خیر کثیر پر محمول کرتے تھے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ تفسیر کو حکمۃ سے تعبیر کرتے ہیں۔فرمایا:

یُؤتِیْ الْحِکْمَةَ مَنْ یَشَاءُ وَمَنْ یُؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوتِیَ خَیْراً کَثِیْراً (بقرہ: ۲۶۹)

امام ابن ابی حاتم و دیگر مفسرین اس آیۃ مبارکہ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہیں۔

الحکمة قال المعرفة بالقرآن ناسخه ومنسوخه ومحکمه ومتشابهه ومقدمه ومؤخره وحلاله وحرامه وامثالها (الاتقان فی علوم القرآن)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما حکمۃ سے قرآن کے علوم ناسخ، منسوخ، محکم، متشابہ، حلال، حرام وغیرہ مراد لیتے ہیں۔

تابعین میں کافی نامور مفسرین پیدا ہوئے جن میں مجاہد عطاء بن ابی رباح، عکرمہ، سعید بن جبیر، حسن بصری، ابوالعالیہ، ضحاک، اور قتادہ ممتاز درجہ پر فائز ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت امویہ کے اخیر میں علم تفسیر نے باقاعدہ ایک علیحدہ فن کی حیثیت اختیار کر لی۔ اب قرآن کی ترتیب کے مطابق ہر ہر آیت اور سورۃ کی تفسیر مرتب کی جانے لگی اس میں ابن ماجہ ابن جریر طبری، ابن ابی حاتم، امام حاکم و دیگر اکابرین نے حصہ لیا، یہ تفاسیر سنداً نبی کریم ﷺ اور صحابہ و تابعین وتبع تابعین سے منقول ہیں۔

خلافت عباسیہ کا دور شروع ہونے سے قبل تفسیر کا انحصار منقول روایات پر تھا۔ خلافت عباسیہ میں گروہی تعصب آخری حد تک پہنچ گیا مختلف اسلامی فرقے اپنے مخصوص افکار و عقائد کی دعوت دینے لگے منطق وفلسفہ سے متعلق کتب کا یونانی سے عربی میں ترجمہ کیا گیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سب علوم تفسیر کے ساتھ گھل مل گئے جو شخص کسی علم وفن میں کمال رکھتا تھا اس کی تفسیر اسی علم تک محدود رہ گئی۔ تفسیر کے علاوہ قرآن مجید کے خاص خاص مباحث پر جداگانہ اور مستقل تصانیف کا سلسلہ شروع ہوا کسی نے صرف مسائل فقہیہ پر بحث کی کسی نے اسباب نزول پر کتاب لکھی۔ کسی نے امثال قرآنی کو یکجا کیا، کسی نے آیات مکررہ کے نکات بیان کئے۔ یہ تصنیفات اگرچہ بے شمار ہیں لیکن ان سب کو چھ قسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

① فقہی ② ادبی ③ تاریخی ④ نحوی ⑤ لغوی ⑥ کلامی

تفسیری کتب کی تعداد بہت زیادہ ہے علامہ بدیع الدین شاہ رحمہ اللہ نے مقدمہ بدیع التفاسیر میں صاحب تاریخ التفسیر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۸۶ پر لکھا ہے کہ ایک کتاب میری نظر سے گزری جس میں لکھا تھا کہ تیرہ صدی ہجری کے نصف تک پوری دنیا میں قرآن شریف کے مکمل تفسیر کی تعداد ۱۱۶۱ تک پہنچ چکی تھی ان کے علاوہ خاص آیات یا خاص سورتوں یا خاص مقامات پر جو تفسیر لکھی گئیں ہیں ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نزول قرآن سے لے کر عصر حاضر تک مسلمانوں نے کتاب الٰہی کے ساتھ جو تعلق قائم کیا اس کے مطالب و معانی اسرار و نکات معلوم کرنے کے لئے جس قدر محنت کی دنیا کی کوئی قوم اس کی مثال پیش نہیں کرسکتی۔ مگر ان تمام تر کوششوں کے باوجود قرآن کریم کی وسعت و جامعیت کا یہ عالم ہے کہ اس کے نکات اور اسرار ختم ہونے میں نہیں آتے۔ دنیا کی معروف زبانوں میں قرآن کریم کی تفاسیر لکھی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئیں۔ لیکن تاحال تشنگی اور ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ سندھی زبان میں مختلف تفسیریں لکھی گئیں۔ مثلاً

مولوی عزیز اللہ متعلوی کی تفسیر..................تفسیر مفتاح رشد اللہ

مولوی محمد عثمان نورنگزادہ کی تفسیر..................تنویر الایمان

مولانا محمد مدنی کی تفسیر..................ترجمۃ القرآن مع تفسیر القرآن

شاہ مردان شاہ اول کی تفسیر..................تفسیر کوثر شاہ

ان میں زیادہ تر نایاب ہیں جو موجود ہیں ان میں بھی کوئی تفسیر ایسی مدلل مستند نہیں ہے جس کی صحت پر اعتبار کیا جاسکے۔ ان تفاسیر میں بے اعتدالی اور کمزوری پائی جاتی ہے۔ اسرائیلی ضعیف، منقطع، موضوع اور شاذ روایات کی بھرمار ہے۔

سندھی زبان میں ایک مستند تفسیر کی ضرورت

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سندھی زبان میں مستند اور جامع تفسیر کی سخت ضرورت تھی ایک ایسی تفسیر جو سلفیت کی آئینہ دار ہو، تفسیر بالرای سے محفوظ ہو۔ تفسیر الرای سے مراد قرآن کریم کی ایسی تفسیر کرنا جو قرآن کریم کے سیاق وسباق کے خلاف ہو مضمون قرآن کے معارض ہو صحیح حدیث اس تفسیر کو رد کرتی ہو، صحابہ تابعین سلف صالحین کے معروف نظریہ وتفسیر کے خلاف ہو مشہور اسلامی عقیدہ کے خلاف ہو، لغت یا عربی قواعد کے خلاف ہو تو اُسے محض ایک رائے اور خیال سمجھا جائے گا بغیر دلیل ہونے کے باعث اسے باطل اور مردود قرار دیا جائے گا۔

اس بارے میں آنحضرت ﷺ سے سخت وعید مروی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (ترمذی)

یعنی جس شخص نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر میں کسی قسم کی بات کی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

اس تفسیر کی اس لئے ضرورت تھی کہ قرآن کریم سرچشمہ ہدایت کتاب ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ (سورة بقرة ۱۸۵)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی قرآن کریم کو مبارک ماہ رمضان میں نازل کیا گیا ہے جس میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کے واضح دلائل اس میں موجود ہیں یہ کتاب حق اور باطل میں فرق کرنے والی ہے۔ جو کتاب ہدایت کا پیغام لے کر آئی ہے اس کی تفسیر اصل مصادر سے کی جائے تو ہی حصول ہدایت کی راہیں آسان ہوں گی۔

قرآن کریم کی تفسیر کی مختلف صورتیں ہیں۔ (الف) تفسیر القرآن بالقرآن (ب) تفسیر القرآن بالحدیث (ج) لغت عربی سے قرآن کی تفسیر کرنا (د) صحابہ کرام سے منقول تفسیر بیان کرنا۔

ہماری سندھی زبان میں ضرورت تھی کہ ایسی تفسیر لکھی جائے جو موضوع، ضعیف، منکر اور شاذ روایات سے پاک ہو جو تفسیر اعتزال، صوفیت، خارجیت، الحاد، کی بیخ کنی کرے صاحب تفسیر شرک، بدعت، تقلید سے مبرا ہو کر خالصتاً ایک ایسی تفسیر پیش کرے جس کا نمونہ محمد ﷺ کی زندگی ہو اور جس پر عمل کرنے سے صحابہ کی عظیم جماعت نے دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کی۔

بدیع التفاسیر وقت کی ضرورت

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

شاہ صاحب رحمہ اللہ بیک وقت مانے ہوئے خطیب کامیاب مدرس شاندار مناظر بہترین منتظم اور اعلیٰ پایہ کے مصنف تھے۔ آپ کی تصانیف عربی، اردو اور سندھی زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔ ایک احاطہ کے مطابق عربی زبان میں ۶۱ اردو زبان میں ۳۲ سندھی زبان میں ۵۰ کتابیں لکھی گئی ہیں۔

تفسیری حوالہ سے شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عربی زبان میں ایک کتاب بنام، تفسیر القرآن الکریم المسمّٰی بالاستنباط العجیب فی اثبات التوحید من جمیع ایات الکتاب ہے۔ اس کتاب میں قرآن کریم کی آیات مبارکہ سے مسائل توحید کا استنباط کیا گیا ہے۔

آمد ہم برسر مطلب

شاہ صاحب جیسے دُور رس نقطہ بین اور عمیق نظر رکھنے والے مصنف نے سندھی زبان میں ایک مستند تفسیر لکھنے کا فیصلہ وقت کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے کیا اور پھر مصمم ارادہ کیا بعد میں اُسے عملی جامہ پہنایا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو ہمارے پاس آج بدیع التفاسیر کی شکل میں موجود ہے۔علم تفسیر کی دنیا میں بدیع التفاسیر ایک نیا لیکن ممتاز نام ہے۔جس میں لائق مصنف نے مجتہدانہ انداز اختیار کیا ہے۔ بالاختصار اس طرح کہ اولاً سورہ کا نام، وجہ تسمیہ، سورہ کی فضیلت مکی یا مدنی ہونے کا بحث، نزول قبل از ہجرت یا بعد از ہجرت، سیاق وسباق پر نظر، پچھلی سورہ کے ساتھ ربط، سورہ میں بیان شدہ احکام ومسائل کا خلاصہ، قرآنی آیات کی تفسیر قرآنی آیات سے، احادیث نبویہ سے یا آثار صحابہ سے کیا گیا ہے۔مشکل الفاظ کی معانی، گرامر کے قواعد، خاص مسائل پر تحقیق بالتفصیل پیش کی گئی ہے۔ جب کہ فریق مخالف کے دلائل کا وضاحت سے جواب دیا گیا ہے مخالفین اسلام کو عقلی ونقلی دلائل کے ساتھ خاموش کرانے کی کامیاب کوشش اس تفسیر میں عیاں وظاہر نظر آتی ہے۔

اس تفسیر کی شکل میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی جماعت کے ہاتھوں میں ایک نایاب موتی چھوڑا ہے لیکن افسوسناک خبر یہ ہے کہ اس طرح تفسیر لکھتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ نے قرآن کریم کے تیرہ پاروں کو مکمل کیا تو وقت موعود آن پہنچا۔اور فرشتہ اجل کو لبیک کہتے ہوئے آپ دار فانی کو سُدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

تاہم جتنا کچھ لکھا گیا ہے انتہائی قیمتی ہے عوام خواہ خواص کے لئے ایک انمول تحفہ ہے صرف ضرورت اس چیز کی ہے کہ ایک مرد مجاہد نے اپنی گوناگوں مصروفیات مثلاً تبلیغی دورہ جات، جماعتی نظم ونسق سنبھالنا، رفاعی امور، درس وتدریس، دیگر تالیفات، ذاتی ونجی مصروفیات میں سے ٹائم نکال کر ایک بحر عمیق میں غوطہ زن ہوکر پوری زندگی کے مطالعہ کا خلاصہ ونچوڑ تفسیر کی شکل میں ہمارے پاس چھوڑا ہے تو ہم بھی اس گوہر نایاب سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اس کی تعلیمات کو عام کریں اور بھرپور وعظ ونصیحت حاصل کریں اور اپنے اہل وعیال یا اولاد وطلباء کو اس کے پڑھنے کی تلقین کریں۔ فھل من مدّکر؟

تعارف مقدمہ بدیع التفاسیر

علماء متقدمین کے طریقہ تحریر کو سامنے رکھتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر کا تفصیلی مقدمہ لکھا ہے جو کہ ۳۰۷ صفحات پر مشتمل ایک مکمل کتاب ہے یہ ایک علمی گرانقدر ذخیرہ ہے، مقدمہ کے شروع میں تمہیدی کلمات کے طور پر چند صفحات میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ادبیت خواہ فصاحت وبلاغت کی اعلیٰ مثال قائم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہے جس کے پڑھنے سے ہر بندہ اللہ تعالیٰ کی سچی بندگی اور محمد رسول ﷺ کی سچی اطاعت ومحبت کا جذبہ اپنے دل میں قائم کر لیتا ہے۔

گیارہ ابواب پر مشتمل مقدمۃ التفسیر میں تفسیر القرآن اور اُصول تفسیر کے متعلق بنیادی اور ضروری معلومات فراہم کر دی گئی ہے۔ ذیل میں ان گیارہ ابواب میں موجود معلومات کی طرف نشان دہی کی جاتی ہے۔

باب نمبر ۱: اس باب میں قرآن کی فضیلت وآداب کے ساتھ حفظ قرآن کے احکام سجدہ تلاوت کا بیان اور قرآنی آیات کا جواب کن الفاظ میں دیا جائے کی تفصیل موجود ہے۔

باب نمبر ۲: اس باب میں قرآن مجید کے مختلف نام قرآن مجید کا نزول اور نزول کی کیفیت کے متعلق کافی معلومات موجود ہے۔

باب نمبر ۳: اس باب میں قرآن مجید کی جمع وترتیب کو قرآن، حدیث اور آثار صحابہ کے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

باب نمبر ۴: اس باب میں قرآن کریم کو سات مختلف لغتوں میں نازل کیا گیا ہے کی تفسیر پیش کی گئی ہے۔

باب نمبر ۵: اس باب میں قرآن کی سورتیں، آیات، کلمات، حروف، نقطے، اعراب، پارے، رکوع کے متعلق تفصیلی معلومات موجود ہے۔

باب نمبر ۶: اس باب میں بالاختصار وقفہ جات کے متعلق معلومات دی گئی ہے۔

باب نمبر ۷: اس باب میں بالاختصار متواتر قرأت کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

باب نمبر ۸: یہ باب علم تجوید کے بیان میں ہے۔

باب نمبر ۹: اس باب میں قرآن، حدیث اور آثار صحابہ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن اللہ کی کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔

اس باب میں امام عبدالعزیز کنانی اور بشر مریسی کا مناظرہ بھی بالتفصیل موجود ہے۔

باب نمبر ۱۰: اس باب میں تفسیر کے متعلق ضروری احکام لکھے گئے ہیں جبکہ صوفیاء کی تفسیر اور تفسیر بالرای کا رد کیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے۔

باب نمبر ۱۱: اس باب میں مفسرین کے طبقات کا بیان ہے۔ اس طرح ان گیارہ ابواب میں معلومات کا خزینہ موجود ہے۔ ہر چیز دلیل کے ساتھ باحوالہ پیش کی گئی ہے۔ شائقین علم کو اس مخزن سے فائدہ اٹھانے کی استدعا کی جاتی ہے۔

تعارف بدیع التفاسیر جلد "۱"

بنام

احسن الخطاب فی تفسیر ام الکتاب

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے تفسیر کی شروعات سورہ فاتحہ سے کی ہے سورہ فاتحہ کی تفسیر انتہائی شرح وبسط کے ساتھ کی ہے سورہ فاتحہ کی تفسیر ۴۹۴ صفحات پر ایک مکمل جلد میں پھیلی ہوئی ہے۔

اس جلد میں جن بنیادی چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

خلاصہ کے طور پر درج ذیل میں ان کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

تعوذ باللہ سنت قدیمہ ہے، تعوذ کے متعلق احکامات، سورہ فاتحہ کے ۲۵ نام اور فضائل کا ذکر، شان نزول، سورہ فاتحہ کے متعلق اہم مسائل کا ذکر، لفظ اللہ کا اشتقاق ومعنیٰ یہ مبارک نام اسم اعظم ہے اس کے ساتھ ننانوے اسماء مبارکہ کی تشریح، مختلف مواقع پر فرقہ آریہ سماج کے قائد سوامی دیانند کے اعتراضات کا منہ توڑ جواب، بسم اللہ ہر سورہ کی آیۃ ہے اس موقف کے دلائل اور مانعین کا رد، صفت رب العالمین کے تحت چند اہم مضامین، آیۃ مبارکہ ایاک نعبد میں توحید کی تعلیم ہے جب کہ اس کے مقابلہ میں شعراء اور جھوٹے بزرگ کس چیز کی تعلیم دیتے ہیں، ہدایت کی اقسام، صراط مستقیم کیا ہے۔ اسلام دین اعتدال ہے، اس سورہ میں توحید کے ثبوت اور شرک کے رد میں تیس وجوہ کا بیان، رد بدعت، رد تقلید، پیری مریدی کے نقصانات، فرقہ باطلہ کی تردید، آخر میں ایک باب کے اندر بالتفصیل یہ ثابت کیا گیا ہے کہ پورے قرآن میں تمام سورتوں کے اندر جتنے بھی مختلف مضامین پائے جاتے ہیں ان کا سورہ فاتحہ کے ساتھ تعلق ہے۔ ہر سورہ کو عنوان بنا کر اس کا سورہ فاتحہ کے ساتھ تعلق وربط کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف بدیع التفاسیر جلد نمبر "۲، ۳، ٤"

بنام

بُشریٰ البررہ فی تفسیر سورۃ البقرۃ

سورہ البقرہ کی مکمل تفسیر تین ضخیم جلدوں پر محیط ہے اس سورہ مبارکہ کی تفسیر میں جن خاص عناوین پر بحث کی گئی ہے، بطور معلومات ان کی طرف اشارہ پیش خدمت ہے۔

اولاً مصنف نے اس چیز کی صراحت کی ہے کہ پورے قرآن کریم میں تمام سور کی ابتداء مخصوص دس اقسام سے باہر نہیں ہے، سورہ بقرہ کے مختلف نام، فضیلت، سورہ فاتحہ کے ساتھ ربط اور خلاصہ، ایمان پر تفصیلی بحث، نماز پر تفصیلی بحث، صدقہ کے متعلق آیات و احادیث اور قبولیت صدقہ کی شرائط، شیعہ کی طرف سے قرآن میں تحریف کی چند مثالیں، صحابہ کی شان اور منافقین کی چالبازیاں، سرسید احمد خان کا رد، خلافت صدیق رضی اللہ عنہ پر نص اور تصریح، پندرہ بنی اسرائیلی عادات پر تفصیلی روشنی، زکوٰۃ کے ضروری احکامات، ال اور اہل میں فرق، ال رسول کون ہیں، گائے کے واقعہ سے حاصل ہونے والے اسباق اور چند مسائل، علماء سُوء ہمیشہ جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

یہودی قوم کا منفی کردار، جادو پر تفصیلی بحث، خاص واقعہ میں جادو سکھانے والوں سے مراد شیطان تھے نہ کہ فرشتے۔ مسجد کے متعلق فضائل اور ضروری احکامات، سیرت ابراہیمی میں اسباق، فطرت والے کام، داڑھی ایک اسلامی شعار اور مودودی کی سنت دشمنی، موافقات امیر عمر رضی اللہ عنہ، موافقات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، تعمیر کعبہ کی تاریخ اور ضروری احکام، تحویل قبلہ کا مسئلہ، خبر واحد کا عقائد اعمال اور احکام میں حجت ہونا۔ احناف کا حدیث پر قیاس کو ترجیح دینا، ذکر اللہ کے فضائل احادیث کی روشنی میں، مسائل حج و عمرہ، دنیا کے پانچ بڑے دریاء، مردار جانور کے متعلق ضروری مسائل، غیر اللہ کے نام پر نذر ماننا حرام ہے، وصیت کے متعلق تفصیلی احکام، صیام رمضان کے متعلق تفصیلی بحث، قبولیت دعا کے متعلق بنیادی معلومات، رشوت کے متعلق وعید، فتنہ کے متعلق احادیث پر بحث، جہاد کی فضیلت اور فرضیت کے احکام، شراب پینے کی مذمت اور ضروری مسائل، طلاق و عدت کے مسائل جمہوریت کا رد، ناجائز تجارت کی چند اقسام، سود کی مذمت اور مسائل، گواہی کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق مسائل، آیۃ الکرسی میں صفات الٰہیہ کا تذکرہ، سورہ بقرہ کی آخری دو آیات کی فضیلت۔

تعارف بدیع التفاسیر جلد نمبر "۵"

بنام

الاء الرحمن فی تفسیر سورۃ ال عمران

بدیع التفاسیر کی پانچویں جلد سورہ ال عمران کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ تعارف کے طور پر اس جلد میں سے چند بنیادی چیزیں پیش کی جاتی ہیں یہ کوئی مکمل فہرستیں نہیں ہیں اردو جاننے والے احباب کو ایک طرح سے رُوشناس کرانا مقصود ہے جبکہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ تفسیر پر مضمون کے آخر میں تبصرہ پیش کیا جائے گا۔ وبااللہ التوفیق.

بدیع التفاسیر کی پانچویں جلد میں زیادہ تر فضائل پر بات کی گئی ہے۔ مثلاً، استغفار کے مسائل، سچ بولنے کے فضائل، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فضائل، اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، امت محمدی کی فضیلت، غصہ پینے کے فضائل، حسبی اللہ ونعم الوکیل کہنے کی فضیلت، مشورہ کے احکامات، قرعہ اندازی کی شرعی حیثیت، مسائل طلاق، اس طرح ۵۷۲ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم جلد زندگی سے تعلق رکھنے والے مسائل و فضائل پر پھیلی ہوئی ہے۔

تعارف بدیع التفاسیر جلد نمبر "٦"

بنام

النداء والدعاء فی تفسیر سورۃ النساء

سورہ نساء کی اس تفسیر میں بہت کچھ پائے جانے کے ساتھ درج ذیل استنباطات واستدلالات سے ایک قاری کافی قدر محظوظ ہوتا ہے۔

چار شادیوں کے متعلق فطری، عرفی، مذہبی دلائل، تعداد ازواج میں اسلام، عیسائیت، آریہ سماج کا تقابل، مہر حسب حال دینے کے متعلق حنفی اور محمدی مذہب میں اختلاف۔ شیعہ کی جانب سے خلفاء راشدین پر ترکہ نبوی کے متعلق الزام اور اس کا مدلل جواب۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعہ کا متعہ کے متعلق غلط استدلال اور اس کا رد۔ اگر متعہ کی اتنی فضیلت ہے تو شیعہ حضرات اپنی بیویوں کو محروم کیوں کرتے ہیں۔ کفوا ایدیکم سے احناف کا عدم رفع الیدین پر غلط استدلال اور قرآن کریم میں تحریف۔ جو کام فتنہ کا سبب بنیں ان سے بھی منع ہے۔ نزول عیسیٰ کے مسئلہ پر تفصیلی بحث۔ اس کے علاوہ، احکام رضاعت، محرمات، مسائل میراث، اطاعت امیر، احکام دیت، مسائل سفر، وغیرہا پر تفصیلی بحث شامل تفسیر ہے۔

تعارف بدیع التفاسیر جلد نمبر "۷، ۸"

بدیع التفاسیر جلد نمبر ۷، ۸ تین سورتوں کی تفسیر پر مشتمل ہے، یعنی سورہ مائدہ، سورہ انعام سورہ اعراف اگر بدیع التفاسیر کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس میں ہر فن ملتا ہے۔ اگر مسائل کو دیکھا جائے تو یہ سنن اور فقہ کی کتاب لگتی ہے اگر ایمانیات کو دیکھا جائے تو یہ عقیدہ کی کتاب لگتی ہے اگر کثرت روایات پر غور کیا جائے تو یہ حدیث کی کتاب محسوس ہوتی ہے۔ الغرض لغت، ادب، تاریخ وغیرہ کسی بھی فن سے تشنہ نہیں رکھا گیا ہے۔ پچھلی جلدوں کے حوالہ سے جن چیزوں کی طرف اشارہ کیا گیا انہیں چھوڑ کر مزید اشیاء کی طرف نشان دہی کی جاتی ہے۔

شکار کے مسائل، اہل کتاب کے متعلق خاص مسائل وضو کی برکات اور وضو کے مسائل، غسل کے مسائل اور موجبات غسل، بیت الخلاء اور تیمم سے متعلق مسائل۔

آنحضرت ﷺ پر قاتلانہ حملوں کی سازش اور آپ ﷺ کا حسن اخلاق، میت دفن کرنے کے مسائل، اسلامی قانون کی برکت اور اہل مغرب کا واویلا، اللہ تعالیٰ کی صفات ید پر بلا تاویل ایمان، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف برحق ہے، ذبح کے متعلق تفصیلی مسائل، حرام جانوروں کے متعلق احکامات قیامت کی نشانیاں، وزن اعمال کا ذکر، وسوسہ کا بیان، لباس کے مسائل، الرحمٰن علی العرش استویٰ پر تفصیلی بحث، قوم فرعون کی تباہی، ملک شام کی فضیلت، دین میں حیلہ بازی، تبلیغ ودعوت دین کی اہمیت، اس طرح کے کافی اہم مضامین پر یہ دونوں جلدیں مشتمل ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف بدیع التفاسیر جلد نمبر "۹، ۱۰"

بدیع التفاسیر ان دو جلدوں میں سورہ انفال، سورہ البرأۃ، سورہ یونس، سورہ ہود، سورہ یوسف، سورہ رعد، سورہ ابراہیم، سورہ حجر کی تفسیر شامل ہے۔

چونکہ کافی قدر احکامات کا ذکر، پچھلی جلدوں میں ہو چکا اس لئے ان دو جلدوں میں سورتوں کے اصل مضمون پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ بالاختصار درج ذیل مضامین کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

اوصاف مؤمن، جہاد کی شرعی حیثیت، جہاد کے فوائد وثمرات، جنگی حکمت عملی، صلح پسندی کی ترغیب، سیاسی وجنگی قوانین، معاہدہ کی اہمیت، مسجد کی تعمیر، خدمت اور مقام، خودکشی متعلق احادیث مذمت دنیا، اسلام میں تالیف قلبی، صحابہ کی شان وفضیلت، مسجد قبا ومسجد نبوی کی فضیلت، رسول اللہ ﷺ کی شان توحید، فکر آخرت، ردشرک، ردتقلید، انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں میں سبق۔ نوح علیہ السلام کی دعوت توحید، دنیا میں عقلمند انسانوں کی کمی، اتفاق رحمت اور اختلاف عذاب ہے۔ قصہ یوسف علیہ السلام میں عبرتیں اور نصیحتیں، اکثریت کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس طرح کے کافی اصلاحی، تربیتی ومنہجی مضامین پر یہ دو جلدیں مشتمل ہیں۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ کا طریقہ تفسیر

بدیع التفاسیر میں زندگی سے تعلق رکھنے والے ہر مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے پچھلے صفحات میں جو نمونہ دکھایا گیا ہے اس سے شاہ صاحب کی علمیت، استدلال میں قوت اور دقت نظری پر مخالف خواہ موافق داد دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

اب ذیل میں تفسیری طریقہ کار پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ کسی سورہ کی تفسیر کرتے وقت سورہ کا مقام نزول، شان نزول، سورہ کے مختلف نام، سورہ کی فضیلت، پہلی سورہ کے ساتھ ربط، سورہ کا خلاصہ شروع میں ہی پیش کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ تفسیر شروع کرتے وقت چند آیات کی سلیس معنیٰ لکھنے کے بعد لفظی تحقیق لغوی و اصطلاحی معنیٰ نحوی صرفی بحث، متعلقہ مسئلہ میں مفسرین کے مختلف اقوال اور اختلاف رائے، مخالفین کے اعتراضات کا دلائل سے جواب، اختلافی مسائل کا تفصیلی ذکر، احکامات، مسائل، نقد وجرح۔ استدلال کے لئے صحیح روایت کا انتخاب، لغت عرب سے استدلال، اشعار سے استشہاد، پوری تفسیر میں بڑے انہماک کے ساتھ تمام امور کا التزام کیا گیا ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تفسیری خصوصیات میں ایک بنیادی ملکہ ربط بین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الآیات ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر میں (۱۱۳) قرآنی سورتوں کا سورہ فاتحہ کے ساتھ ربط اور تعلق پیدا کیا گیا ہے۔ یہ انتہائی علمی اور تحقیقی کام ہے۔

قارئین کی ضیافت طبع کی خاطر ایک نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

ربط الفاتحہ بین السور

(الف) توحید کے متعلق تمام قرآنی آیات ایاک نعبد وایاک نستعین کے تحت ہیں۔

(ب) داؤد علیہ السلام کے واقعہ میں عدل وانصاف کا ذکر مالک یوم الدین کے تحت ہے۔

(ج) سلیمان علیہ السلام کی قربانی ایاک نعبد کے تحت اور دعا اھدنا الصراط المستقیم کے تحت ہے۔

(د) ایوب علیہ السلام کی شفا الرحمٰن الرحیم کے تحت ہے۔

(ھ) ایماندار لوگ، متقین، فجار، طاغین کا احوال اور مال آخری ایۃ کے تحت ہے۔

(و) شیطان کا تکبر کے باعث دھتکارا جانا مغضوب علیھم کی مثال ہے۔

بدیع التفاسیر ج ا ص ۳۷۵

اسطرح ہر سورہ کا علیحدہ علیحدہ سورہ فاتحہ کے ساتھ ربط اور توافق ثابت کیا گیا ہے جسکے پڑھنے سے بندہ کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور شاہ صاحب کیلئے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

میں نے اس مضمون میں ادنیٰ سی کوشش کے ساتھ بدیع التفاسیر کا مختصر تعارف اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیری خدمات پر روشنی ڈالنے کی زحمت اٹھائی ہے حقیقت یہ ہے کہ بدیع التفاسیر ایک علمی سمندر ہے جس سے ہیرے اور جواہر تلاش کرنے کی ضرورت ہے بالخصوص ہماری سندھی قوم کے لئے یہ انمول تحفہ ہے۔

میں اپنے قارئین بالخصوص نوجوان علماء اور منتھی طلبہ سے گذارش کروں گا کہ اپنی علمی استعداد بڑھانے کے لئے اس تفسیر کا مطالعہ کریں آپ کو زیادہ کتابیں پڑھنے یا دیکھنے کی ضرورت نہ پڑے گی یہ کئی کتب بلکہ بہت بڑی لائبریری کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے میرے ہمعصر علماء اور ہماری نوجوان نسل اور روحانی اولاد طالبین علم کو اس تفسیر سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے ممدوح محسن اور مربی الشیخ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اس کام کو صدقہ جاریہ بنادے ان کی بشری لغزشیں معاف فرمائے، ان کے درجات بلند کرے اور جنت میں انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین کی صحبت نصیب فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر وفا راشدی رحمہ اللہ ☆

علامہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ المکی

اور ان کی بدیع التفاسیر

شیخ العرب والعجم رئیس المحققین سلطان المحدثین استاد التفسیر والحدیث قاطع الشرک والبدعۃ ناصر السنۃ النبویہ علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ سندھی المکی دنیائے اسلام میں اکرام و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ابو محمد بدیع الدین شاہ کی ولادت ۱۳۴۴ھ/۱۰/ جولائی ۱۹۲۵ء کو پیر جھنڈو ضلع حیدرآباد سندھ میں ہوئی۔ انہوں نے اپنے برادرِ معظم مولانا حافظ پیر محب اللہ شاہ راشدی کی طرح علم و شریعت حقیقت و معرفت کی فضا میں پرورش پائی۔ پاکیزہ و اعلیٰ ماحول کی تربیت سے ذہنی و روحانی ارتقاء عمل میں آیا۔ تین ماہ میں قرآن حفظ کیا۔ قرآت اور تجوید قرآن میں خصوصی مہارت حاصل کی۔

علوم عربیہ کی تحصیل و تکمیل مدرسہ دارالرشاد پیر جھنڈو اور مدرسہ غزنویہ امرتسر سے کی۔ جن استادوں سے خصوصی درس لئے ان میں مولانا عبدالحق بہاولپور مہاجر مکی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کے نام قابل ذکر ہیں۔

حاجی حافظ بدیع الدین شاہ علوم باطنی و علوم ظاہری، اللہ کی دونوں نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ ان کی زندگی اشاعتِ اسلام، فروغ علم، خدمتِ خلق احیائے دین، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات و تعلیمات کو عام کرنے کے جہدِ مسلسل میں گزری۔ انہیں سرورِ کائنات، سرکارِ دو عالم، نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ محبت ہے۔ اس محبت سے سرشار ہو کر کئی بار حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور مشرق وسطیٰ کے ممالک و مقامات کی سیاحت و زیارت کی۔ جہاں جہاں تشریف لے گئے وہاں دین محمدی ﷺ کی شمعیں فروزاں کرتے رہے۔ ان مقامات کی برگزیدہ شخصیات علمی اداروں، دینی دانش

☆ معروف ادیب، مقالہ نگار، مؤرخ، پی۔ ایچ۔ ڈی (اردو ادب)، سندھ یونیورسٹی جامشورہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گاہوں اور کتب خانوں سے استفادہ کیا۔ انہوں نے مکہ معظمہ میں قیام کے دوران وہاں مستقل سکونت اختیار کرنے کا ارادہ کیا لیکن رب کعبہ کو کچھ اور ہی منظور تھا اپنے وطن واپس آ گئے۔ یہاں اپنے وطنِ عزیز پاکستان میں روز وشب اپنے علمی ودینی مشن کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔

سادگی حسنِ سلوک، منکسر المزاجی، انسانوں سے محبت، حاجتمندوں سے ہمدردی، دین سے رغبت، علم وعرفان سے شفقت، راشدی گھرانے کا خاص شعار رہا ہے یہ تمام اوصاف بدیع الدین شاہ میں پوری شانِ فقر وغنا کے ساتھ موجود ہیں۔ وہ سلفِ صالحین کا ایک عملی نمونہ ہیں تواضع، انکسار، اخلاق فاضلہ، زہد و تقویٰ، استقلال و استغنا جیسی صفات کے پیکر دلگداز ہیں۔ ان کی نور علیٰ نور شخصیت میں نہایت دلبری و دلکشی ہے۔ ان کے حلقہ بگوشوں میں ہر خاص و عام شامل ہے۔ ان کے مریدین، عقیدت مندوں اور تلامذہ کی کثیر تعداد میں علماء وفضلاء صوفیا وفقہا بھی ہیں۔ نیوسعید آباد نواح حیدر آباد سندھ میں ان کا کتب خانہ اسلامی علوم وفنون کا ایک گنجینۂ گراں مایہ ہے۔

رئیس المحققین بدیع الدین شاہ راشدی قرآن و حدیث اور فقہ کے نامور عالم ہیں۔ علمی و دینی موضوعات اور فقہی مسائل پر بے شمار مضامین اور متعدد کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ عربی، فارسی، سندھی، اردو زبانوں پر مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ موقع محل کے مطابق قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کے حوالہ جات سے پیچیدہ سے پیچیدہ شرعی مسائل کو جس ادراک و استدراک سے حل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اس سے ان کی فاضلانہ عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ موضوع ومواد کے لحاظ سے عربی و فارسی زبان، اس کے الفاظ و استعارات اور تراکیب کا استعمال انہیں خوب آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مضامین وقیع اور علمیت سے پُر ہوتے ہیں۔ جو عبارت ہے سلجھی ہوئی، جو جملے فقرے ہیں رواں اور صاف گوئی، تقریر ہو یا تحریر، خطابت ہو یا مناظرہ اس کا معیار شاہ صاحب کے مرتبے کی ضمانت ہوتا ہے گویا وہ ان تقریر، تحریر، درس و تدریس، مناظرہ محاکمہ ہر میدان کے شہ سوار ہیں۔

شیخ الاسلام بدیع الدین شاہ راشدی کی تصانیف مع تفاسیر کی تعداد ستّر (۱۵۰) سے تجاوز کر چکی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ بدیع الدین شاہ کی مادری زبان سندھی ہے، ان کے اسلاف میں فارسی کا رواج عام تھا۔ شاہ صاحب کے درس وتدریس کا سلسلہ زیادہ تر عربی زبان میں رہا۔ لیکن انہیں اردو سے محبت ہے کئی پشتوں سے ان کے گھرانے میں اُردو زبان اسی طرح بولی لکھی اور پڑھی جاتی ہے جس طرح اردو زبان دانوں کا دستور ہے۔ یہ امر بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ سندھ میں اردو زبان وادب کی ترویج واشاعت میں شاہ صاحب کا بھی بڑا حصہ رہا ہے۔

ذیل میں شاہ صاحب کی بعض مطبوعہ اردو کتابوں کا تعارف کرایا جاتا ہے۔

''ارسال الیدین'' فقہ کا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے بارے میں مختلف مکاتب فکر میں اختلاف پایا جاتا ہے اس موضوع پر مولانا حافظ عبداللہ نے دو مضامین لکھے۔

١. ارسال الیدین

٢. رفع الابہام فی جواب دلیل التام (مطبوعہ ہفتہ وار تنظیم اہلحدیث فروری ١٩٦٦ء)

علامہ بدیع الدین شاہ نے اس مسئلے پر تین رسائل قلمبند کیے۔

١. زیادۃ الخشوع

٢. الدلیل التام علیٰ ان سنتی المصلیٰ الوضع کلما قام

٣. الاعلام بجواب رفع الابہام وتائید الدلیل التام

شاہ صاحب نے اس مناظرے کے دوران جو رسالے قلمبند کیے ان میں ہر مسئلہ پر آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں مدلل بحث کی ہے۔ اپنے مؤقف کی تائید اور استدلال میں آنحضرت ﷺ کے طریقۂ نماز کی عملی مثالیں بھی پیش کی ہیں۔

شاہ صاحب کی دیگر چند غیر مطبوعہ کتابیں یہ ہیں جو مکتبہ راشدیہ نیو سعید آباد کے کتب خانے میں بطور قلمی نسخے محفوظ ہیں۔

١۔ بدیع الفتاویٰ

یہ ایک ہزار صفحات کی ایک ضخیم کتاب ہے۔ شاہ صاحب کے اکثر مریدین ارادتمند اور دیگر حضرات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی نہ کسی شرعی مسئلے پر شاہ صاحب سے فتویٰ حاصل کرتے رہتے ہیں۔ شاہ صاحب نے ان کے جواب میں جو فتاویٰ صادر فرمائے۔ ''بدیع الفتاویٰ'' ان ہی کا مجموعہ ہے۔

۲۔ تنقید السدید بر رسالہ اجتہاد و تقلید

۳۶۵ رصفحات کی یہ کتاب ۱۹۶۵ء میں علامہ محمد ادریس کاندھلوی کے رسالہ موسوم بہ ''اجتہاد و تقلید'' کے جواب میں تحریر کی گئی ہے۔

۳۔ توحید خالص

ضخامت ۲۰۰ صفحات اس کتاب میں قرآن کریم کی آیات اور حضور ﷺ کی بعض حدیثوں کے حوالوں سے مسئلہ وحدت الوجود کی صراحت کی گئی ہے یہ کتاب بعض طبقوں کی غلط فہمیوں کے ازالہ کی غرض سے لکھی گئی۔

٤۔ نشاط العبد

یہ ۳۷ رصفحات کا ایک کتابچہ ہے جس میں اس مسئلے کو زیر بحث لایا گیا ہے کہ نماز کے دوران ''ربنا لک الحمد'' بآواز بلند کس موقع پر کہنا چاہیے۔ اس مسئلہ پر شاہ صاحب نے اپنے نقطۂ نظر کی صراحت کی ہے۔

۵۔ بدیع التفاسیر

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی وہ عدیم المثال کتاب ہے جس کا جواب آج تک ہوسکا ہے۔ نہ قیامت تک ہوگا۔ قرآن کریم کا ترجمہ دنیا کی اکثر و بیشتر چھوٹی بڑی زبانوں میں ہو چکا ہے اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے ان میں سب سے زیادہ ترجمے سورہ الفاتحہ اور سورۃ الفرقان کے ہوئے ہیں۔

سندھ کو اس اعتبار سے اولیت حاصل ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں قرآن شریف کا سب سے پہلا مکمل ترجمہ سندھی زبان میں تیسری صدی ہجری میں ہوا۔ یہ ترجمہ ایک عراقی عالم نے فرماں روائے منصورہ کے عہدِ حکومت (۸۸۱ء، ۲۷۰ھ، ۹۱۵ء، ۳۰۳ھ) میں راجہ مہروک بن رائق کی فرمائش پر کیا تھا۔

سندھ کو یہ فوقیت بھی حاصل ہے کہ قرآن حکیم کا پہلا مکمل فارسی ترجمہ سندھ کے بہت بڑے صوفی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بزرگ مفکرِ اسلام مفسر قرآن حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی نے دسویں صدی ہجری میں کیا تھا۔ یہ مکمل فارسی ترجمہ (۹۱۱ھ،۱۵۰۴ء، ۹۹۸ھ ۱۵۹۰ء) ۱۹۸۱ء میں سندھی ادبی بورڈ جام شورو حیدرآباد کے زیر اہتمام شائع ہو چکا ہے۔ تجزیاتی مطالعہ کے لئے ملاحظہ ہو راقم (ڈاکٹر وفا راشدی) کا مقالہ بعنوان برصغیر میں قرآن حکیم کا پہلا مکمل فارسی ترجمہ مطبوعہ سہ ماہی دانش فرہنگی سفارت جمہوریت اسلامی ایران اسلام آباد شمارہ ۲۳/۱۹۹۰ء

مندرجہ بالا فارسی اور سندھی تراجم و تفاسیر کے بعد سے تاحال ہر دور کے مفسرین قرآن اور علمائے عظام نے نظم و نثر میں ترجمہ و تفسیر کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ مخدوم ہاشم ٹھٹھوی قاضی عزیز اللہ، مولانا محمد صدیق مولانا تاج محمد امروٹی، قاضی عبدالرزاق، مولانا محمد مدنی، مولانا احمد ملاح اور علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کے سندھی ترجمے اور تفسیریں علمی اعتبار سے بہت معیاری ہیں۔ ان علمائے کرام کی خدماتِ جلیلہ سے ملتِ اسلامیہ سندھ ہمیشہ مستفیض و مستفید ہوتی رہے گی۔

شیخ الاسلام، استاذ التفسیر والحدیث علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی المکی کا مرتبہ معارفِ علوم اسلامیہ میں بالعموم اور علمِ حدیث و فقہ میں بالخصوص بہت بلند ہے وہ بحیثیت مفکرِ اسلام و مفسرِ قرآن ان تمام اوصاف و کمالات کے حامل ہیں جن کی ودیعت خداوند کریم نے قرآن حکیم میں اپنے برگزیدہ بندے کے لئے کی ہے انہیں قرآن و حدیث سے فطری شغف ہے۔ وحدت و رسالت پر ان کا عقیدہ راسخ، شرک و بدعت اور کفر و الحاد کے خلاف جہاد ان کی زندگی کا نصب العین ہے۔

سندھی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر موسوم بہ 'بدیع التفاسیر' علامہ بدیع الدین راشدی کا سب سے بڑا علمی و دینی کارنامہ ہے۔ بدیع التفاسیر کا مقدمہ ایک ضخیم جلد میں پہلے شائع ہو چکا ہے۔

مقدمہ کے علاوہ تیس پاروں کی الگ الگ تفسیریں تیس (۳۰) جلدوں پر مشتمل ہوں گی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:

بدیع التفاسیر (بزبانِ سندھی)

جلد پہریون (جلد اوّل) احسن الخطاب فی تفسیر اُم الکتاب

سورۃ الفاتحہ تقطیع ۳۰×۲۰/۸ ضخامت ۴۹۴ صفحات ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء ابتدایہ: از عبدالعزیز بن محمد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسین نہڑیو نگراں مکتبہ راشدیہ نیو سعید آباد

جلد بیو (جلد دوم) بشری البررة فی تفسیر سورة البقرة

تقطیع ۲۰×۳۰/۸ ضخامت ۵۵۸ صفحات ۱۴۰۸/ ۱۹۸۸ء

ابتدائیہ: عبدالغفار بن محمود جونیجو

شائع کردہ: جمعیت اہل حدیث سندھ

حدیث و تفسیر میں اس سورۃ کے اور بھی نام تفویض ہوئے ہیں ۔ مثلاً اساس القرآن، القرآن العظیم، الکنز، الوافیہ، الحمد، الصلوۃ، الکافیہ، الشفاء اور الدعا وغیرہ۔ اس سورۃ کا ایک نام ''سبع مثانی'' بھی ہے۔ اس لئے کہ اس کی آیات کی تعداد سات ہے۔ یہ سورۃ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

سورۃ فاتحہ قرآن کا خلاصہ ہے:

قرآن پاک سورۃ الفاتحہ سے شروع ہوتا ہے نماز اسی سے شروع ہوتی ہے نزول کے اعتبار سے بھی سب سے پہلی سورۃ جو مکمل طور پر نازل ہوئی وہ یہی سورۃ ہے۔ گرچہ اس سے پہلے سورۃ اقراء مزمل اور مدثر نازل ہو چکی تھی لیکن یہ مکمل نہیں تھیں۔

دراصل سورۃ فاتحہ ایک دعا ہے جو خدا نے ہر اس انسان کو سکھائی ہے جو اس کتاب کا مطالعہ کر رہا ہو یہ سورۃ ایک دُعا ہے بندے کی جانب سے اور قرآن اس کا جواب ہے خدا کی جانب سے۔ بندہ دُعا کرتا ہے اے پروردگار! میری رہنمائی کر جواب میں خالق قرآن و کائنات، قرآن اس کے سامنے رکھ دیتا ہے کہ وہ ہدایت و رہنمائی ہے جس کی دُعا تو نے مجھ سے کی ہے۔

سورۃ فاتحہ کی فضیلت میں بہت سی احادیث اور آثار منقول ہیں۔ مثلاً ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ نے تورات اور انجیل میں اُم القرآن جو سبع مثانی بھی ہے، کی مانند کچھ نازل نہیں فرمایا۔ یہ سورۃ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان منقسم ہے اور اس سے بندہ جو مانگے پاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے جن آیات کا عرش ربانی کے ساتھ معلق ہونا نقل کیا ہے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سورۃ فاتحہ بھی ہے حدیث میں اس سورۃ کو قرآن کی بہترین سورۃ ہر بیماری سے شفاء قرآن کی سب سے عظیم سورۃ بھی کہا گیا ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

''اگر تم بستر پر سوتے وقت سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھ لیا کرو تو موت کے سوا ہر آفت سے محفوظ رہو گے۔

بدیع التفاسیر کی جلد اوّل، سورۃ الفاتحہ کی تفسیر کے پہلے باب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دنیا سے انکار، بدعت، عصبیت، فرقہ بندی جیسی لعنتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور ان چیزوں کو تعلیمات قرآن اور احکامِ الٰہی کے منافی قرار دیا ہے۔

دوسرے باب میں باطل فرقوں کے گمراہ کن عقائد و نظریات، دشمنانِ اسلام بالخصوص مغربی مفکرین کے مذموم خیالات اور اشتعال انگیز بیانات کا نہ صرف منہ توڑ جواب تحریر کیا ہے بلکہ اپنے مؤقف کی تصدیق و تائید میں انتہائی مؤثر اور عالمانہ انداز میں آیات قرآن و اَحادیث نبوی کی واضح حوالے بھی دیئے ہیں تیسرے باب میں قرآن کے اُن مضامین کا بیان ہے کہ کسی نہ کسی پہلو سے جن کا تعلق اور ربط سورۃ فاتحہ سے ہے۔

اس تفسیر کے آخری حصے میں قرآنِ حکیم کی ایک سو چودہ سورتوں کے خاص خاص نکات پر مبنی معنی آفریں اشاریہ کی شمولیت سے تفسیر کی افادیت مزید دو چند ہو گئی ہے۔ (سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس تک)

دوسری جلد۔ سورۃ البقرۃ

بدیع التفاسیر کی دوسری جلد سورۃ البقرۃ کے بعض رکوعوں پر مشتمل ہے۔ سورۃ البقرۃ قرآن کریم کی دوسری سورۃ ہے۔ اس سورۃ کو فسطاط القرآن (قرآن کا خیمہ، سنام القرآن (قرآن کی چوٹی یا کوہان) اور سورۃ الفردوس جیسے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ قرآن مجید کی طویل ترین سورۃ ہے۔ سورۃ البقرۃ مدنی ہے اس کا بیشتر حصہ ہجرت نبوی ﷺ کے بعد ابتدائی زندگی میں نازل ہوا۔ کمتر حصہ ایسا ہے جو بعد میں نازل ہوا اور مضمون کی مناسبت سے اس میں شامل کر دیا گیا۔

مضامین کی کثرت کے سبب اس سورۃ کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں ان احادیث و تفاسیر کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کے پڑھنے والوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ خصوصی انعام و اکرام عطا کرتا ہے ان پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ پورا ماحول شیطان کے شر اور فتنے سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے قارئین کو اسلامی معاشرے میں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے انہیں سیادت، قیادت اور امارت کے اہل بھی قرار دیئے جاتے ہیں۔ یہ سورۃ احکام الٰہی کا جامع ہے اس میں اسلام کے بنیادی ارکان کی تفصیل ہے۔ زندگی کے اہم مسائل کا ذکر ہے اس سورۃ کی روشنی میں انسان زندگی کے ہر شعبہ میں راہنمائی حاصل کر کے کامیابی و نیک نامی سے ہمکنار ہوسکتا ہے روایت ہے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی مقرب رسول ﷺ نے اس کے احکام و مسائل کو سمجھنے میں اور ان پر عبور حاصل کرنے میں بارہ سال اور آپ کے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے آٹھ سال صرف کئے سورۃ البقرۃ کی فضیلت کا اندازہ ان روایتوں سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کسی مہم پر ایک لشکر روانہ کیا اس کی قیادت ایک نوجوان کے سپرد اس وجہ سے کی تھی کہ اسے سورۃ بقرۃ زبانی یاد تھی۔ حضرت لبید بن ربیعہ العامری عہد اسلام کی چوٹی کے شاعروں میں سے تھے، انہیں سورۃ بقرۃ یاد کرنے کے باعث بیت المال سے دو ہزار درہم وظیفہ ملتا تھا اس میں خلیفۂ وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے پانچ سو درہم کا اضافہ کردیا گیا تھا۔

علامہ بدیع الدین شاہ راشدی کی ''بدیع التفاسیر'' کی مجموعی خصوصیات یہ ہیں کہ ہر سورۃ کی شان نزول، اس کا خلاصہ، فضیلت، **الفاظ و معانی کی تحقیق، آیت کے ایک ایک لفظ کی معنوی** تشریح، زیر تفسیر سورۃ کی آیتوں کے ساتھ دوسری سورتوں کی آیات کا تعلق اور ربط کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں ان کے افادی پہلوؤں کو بھی اُجاگر کیا گیا ہے۔

خدائے بزرگ و برتر ''بدیع التفاسیر'' کے مفسرِ عالی مرتب علامہ سید بدیع الدین شاہ صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے علماء و دینی معلومات سے بھرپور فکر انگیز بصیرت افروز اور ایمان پرور تفسیریں نہایت خوش اسلوبی سے تحریر فرمائی ہیں۔ ان کے فاضلانہ تراجم و تفاسیر، شرح و مطالب اور عالمانہ و محققانہ تحریریں پڑھتے وقت ایسا لگتا ہے کہ شاہ صاحب راسخ العقیدہ مومن ہونے کے ساتھ ساتھ قلم کے بادشاہ اور علم وفضل کے دھنی بھی ہیں۔ ان کی زبان میں لطافت، بلا کی روانی و برجستگی، سلاست و فصاحت، طرزِ بیان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی دلکشی قرآن کی عظمت کو دل پر ثبت کر دیتی ہے۔ ایمان کی حرارت موجزن ہو جاتی ہے عمل صالح کی ترغیب ہوتی ہے فکرِ آخرت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی متعدد تفسیریں دیگر زبانوں کی طرح سندھی زبان میں بھی موجود ہیں لیکن علامہ بدیع الدین شاہ راشدی نے ان سورتوں کی تفاسیر جس شرح بسط اور وضاحت وفصاحت کے ساتھ تحریر فرمائی ہیں اس کی مثال سندھی زبان تو کیا کسی دوسری زبانوں میں بھی ملنی مشکل ہے۔

جمعیت اہل سندھ کے معزز ارکان وعلمائے عظام خصوصاً مولانا عبداللہ ناصر رحمانی استاد الحدیث جامعہ دارالحدیث رحمانیہ کراچی، عبدالعزیز بن محمد حسن نہڑیو نگراں مکتبہ راشدیہ سعید آباد، عبدالغفار بن محمود جونیجو اور شاہ صاحب کے مُرید خاص مولوی محمد سلیم دہلی والے لائق تحسین اور مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے شاہ صاحب کی بدیع التفاسیر کی طباعت واشاعت کا اہتمام کر کے نہایت قابل قدر علمی ودینی فریضہ انجام دیا ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ ''آگہی'' کراچی)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منیر أحمد جونیجو ☆

تفسیر "بدیع التفاسیر" کا مختصر اشاریہ (انڈیکس)

قرآن کریم ایک ایسا بحرِ عمیق ہے جس میں رشد و ہدایت کے متلاشیوں نے خوب خوب غواصی کی۔ مگر یہ سمندر بے پایاں دولت وثروت کی وجہ سے سب کے لئے اپنا دامن عطاء و بخشش پھیلائے ہوئے ہے۔ اصحاب عقل وبینش علم وفن سے لیس ہوکر اس بحرِ ناپیدا کنار میں اپنی کشتیاں ڈالتے رہے اور اپنی اپنی طلب و جستجو کے مطابق اس سے ہیرے، جواہرات نکال کر اپنے دامنِ علم کو بھرتے رہے۔ مگر اس کی موجوں کی تلاطم خیزیاں اب بھی مسلسل اہلِ فکر کو دعوتِ نظارہ دے رہی ہیں اور "ھل من سائل" کی آوازہ بدستور گونج رہی ہے۔

آج تک قرآن مجید کی بے شمار تفاسیر لکھی جا چکی ہیں۔ بقول شاعر

ع "ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است"

مگر کسی مصنف نے یہ نہ کہا کہ میری یہ تفسیر قرآن کی آخری تفسیر ہے۔ کیونکہ

جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنه افهام الرجال

اسی لئے امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"کل ما ذکرنا من لطائف القرآن قطرة من البحر"

قرآن کریم کی تفسیر میں ہم نے جتنے بھی علمی نکات بیان کئے ہیں وہ سب کے سب علومِ قرآنی کے سمندر میں سے ایک قطرے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علامہ ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ گلستانِ علم وادب کا حسین پھول تھے وہ جب تک زندہ رہے اپنے علم کی خوشبو سے دنیا کو مستفید فرماتے رہے۔ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اپنی تحقیقی و علمی تصنیفات سے آنے والی نسلوں کی رہبری ورہنمائی کا اہتمام کر گئے ان کی تصانیف میں سے اہم تصنیف سندھی

☆ معلم جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپورخاص سندھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان میں بدیع التفاسیر ہے جس کے اندر شاہ صاحب نے سب مسائل کو کھول کھول کر واضح کیا ہے اور یہ تفسیر سندھی زبان میں آج تک جتنی بھی تفاسیر لکھی جا چکی ہیں ان میں منفرد حیثیت رکھتی ہے۔

بندہ ناچیز نے بدیع التفاسیر کو کئی دفعہ پڑھا اور اس کا مختصر اشاریہ (انڈیکس) بنانے کی جسارت کی ہے تاکہ قارئین کرام کے لئے آسانی ہو جائے اور میں نے اس اشاریہ پاک کو ابواب فقہیہ پر ترتیب دیا ہے تاکہ قاری جلد اپنے مطلوب تک رسائی حاصل کر لے۔

مضمون	جلد/صفحہ نمبر
کتاب الایمان	
ایمان کا معنیٰ مفہوم	۲۲/۲
ایمان بالغیب کا مفہوم	۳۷/۲
ایمان اور اسلام میں کیا فرق ہے	۴۴/۲
قرآنی آیات سن کر ایمان میں اضافہ ہونا	۵۱/۹
ایمان میں کمی بیشی کا بیان	۴۰/۲
مومن کی نشانیاں وصفات	۴۹و۲۶۵/۹
ایمان کیلئے صرف زبانی اقرار کافی نہیں	۱۰۱/۲
موت کے وقت ایمان قابل قبول نہیں	۱۶۳/۱۰
قیامت کا بیان	۲۰۰تا۱۲۸/۶
آخرت پر ایمان لانا	۸۳/۲
قیامت کی نشانیاں	۲۷/۱۰،۸و ۲۳۷
ملائکہ پر ایمان لانا	۲۱۶/۲

مضمون	جلد/صفحہ نمبر
آسمانی کتابوں پر ایمان لانا اور ان کے اتارنے کا مقصد	۴۴۸/۲
قبر کا عذاب	۲۰۸/۲
ملائکوں کا تذکرہ	۳۳/۳
روح القدس کا بیان	۳۳/۳
جبرائیل کا بیان	۶۲-۲۲۱/۳
میکائیل کا بیان	۶۲/۳
ہاروت و ماروت کیا فرشتہ تھے؟	۷۰/۳
جنت کا ذکر	۱۷۶/۲، ۲۲۶،۱۸۰
جنتیوں کی صفات	۱۸۳/۲
حورالعین کا بیان	۸۴-۱۸۳/۲
خوف خدا	۵۰......۹
توکل علی اللہ کا مفہوم ومطلب احادیث کی روشنی میں	۵۱/۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب العقائد	
تقدیر کا مسئلہ	۲۰۴/۱۰
موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا	۴۳/۱۰، ۱۱۴،۱۱۳
قبروں سے اٹھنے کا بیان	۲۰۹/۱۰
موت کا بیان	۳۰۱/۶
عقید	۴۸۷ تا ۴۸۱/۳
غیب کی چابیاں صرف اللہ کے پاس ہیں	۹۴/۸
عقیدہ ختم نبوت	۲۳۲/۱
اللہ تعالیٰ کا عرش عظیم پر ہونا	۲۹۰/۸
صراط مستقیم کے متعلق سلف صالحین کے اقوال	۲۰۹/۱
میزان کے متعلق احادیث	۲۹۸/۸
یوم الدین آخرت کے اسماء میں سے ایک ہے	۱۶۵/۱
دین الٰہی اور دین وضعی میں فرق	۱۸۳/۱
قیامت کے دن کے نام	۱۸۶/۱
رؤیۃ باری تعالیٰ	۱۸۱/۸
کیا نبی ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے؟	۱۷۱/۸
ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ کا مفہوم	۱۱۸/۹
صفت معیت کا مطلب	۲۵۷/۹

کتاب التوحید	
توحید ربوبیت	۲۰۳،۲۲،۲۱/۱۰
توحید الوہیت	۳۹۱،۲۰۲،۲۱/۱۰۳
توحید اسماء وصفات	۲۰۳،۲۱/۱۰
صفت علو	۲۳۶،۴۰/۱۰
صفت علو	۲۱۱/۲
صفت حی	۲۱۱/۲
توحید	۴۶۰۲۷/۱۰
توحید کی دعوت	۶-۸/۱۰
انبیاء کی دعوت توحید	۶۴۱/۱۰
عبادت صرف اللہ کی	۵۷۴/۱۰
صفات باری تعالیٰ	۳۲۳ تا ۳۰۷/۴
علم الغیب	۶۵/۱۰
مشکل کے وقت اللہ کو پکارو	۷۷/۱۰
مشکل کے وقت مشرک بھی اللہ کو پکارتے ہیں	۷۷/۱۰
رزق دینا رب کا کام ہے	۹۴/۱۰
اللہ کے علاوہ کسی سے مدد نہیں مانگنی چاہیے	۱۹۶/۱
اسمائے الحسنیٰ اور اس کی تشریح	۱۰۱ تا ۹۱/۱
الرحمٰن الرحیم کا معنیٰ ومفہوم	۱۷۰،۱۰۵/۱
رب العالمین، صفت باری تعالیٰ	۱۶۱/۱

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ اللہ کی تشریح	۹۱/۱ تا ۱۰۱
شرک اور اس کی مذمت	۲۶۴/۱
شرک کا رد	۱۹۴/۱۰-۱۹۵
اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا سب سے بڑا شرک ہے	۱۳۶/۱۰
اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے	۱۵۳/۲، ۱۵۷، ۱۵۵، ۱۵۶
کوئی بھی چیز غیر اللہ کے نام دینا شرک ہے	۴۷۱/۳
شرک کی مذمت کے متعلق آٹھ احادیث	۲۲۱/۱۰ تا ۲۲۴
شرک کبیرہ گناہ ہے	۲۱۲/۶ تا ۲۱۴
شرک کی تردید کا بیان	۱۱۳/۸
ظلم سے مراد شرک ہے	۱۲۶/۸
کتاب الطہارت	
تحیۃ الوضوء	۲۴۸/۴
جمعہ کے دن غسل کرنا	۱۹۹/۳
خمس من الفطرہ	۱۸۷/۳-۱۹۹
پانی کے متعلق دو مسائل	۲۷۵/۶
پختہ عمارت بنانا	۳۰۲/۶
داڑھی کا خلال	۲۰۱/۳
داڑھی کے متعلق مودودی صاحب کا فتویٰ اور اس کا رد	۲۰۶/۳

جنابت کے مسائل	۲۰۶/۶-۲۰۷
تیمم کے مسائل	۲۰۷/۶ تا ۲۱۰
تیمم کا ایک مسئلہ	۱۵۶/۶
قرآن حدیث میں تمام مسائل کا حل موجود ہے	۱۴۸/۶
وضو پر اہل تشیع کے اعتراضات اور انکے جوابات	۶۵/۷
وضوء سے پہلے بسم اللہ پڑھنا	۸۰/۷
وضوء میں اعضاء کی ترتیب اور درمیان میں دعا پڑھنا	۷۴/۷-۸۰
موزوں پر مسح کا بیان	۸۲/۷
کندھے کا مسح کرنا	۸۶/۷
غسل کے اہم مسائل	۸۷/۷
کن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے	۸۹/۷
جنبی سے تعلق رکھنے والے مسائل کا بیان	۹۸/۷
نواقض الوضوء	۱۰۴/۷
کتاب الصلوٰۃ	
نماز کی اہمیت وفضیلت	۴۸/۲ تا ۶۴
نماز کا تارک مسلمان نہیں	۵۱/۲
تارک نماز کے بارے میں علمائے ملت کے اقوال	۵۵/۲
تارک نماز کی مذمت قرآنی آیات سے	۵۹/۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تارک نماز کی مذمت احادیث کی رو سے	۵۱/۲ تا ۶۰
نماز کی ترغیب میں آیات واحادیث	۶۲/۲
باجماعت نماز کی فضیلت احادیث کی روشنی میں	۳۲۷/۲
امامت کے مسائل	۳۳۳/۲
کیا عورت عورت کی امامت کرواسکتی ہے	۳۳۷/۲
اگر کوئی نفلی نماز پڑھ رہا ہے۔اس کے پیچھے فرض نماز کی نیت کر کے نماز پڑھی جائے تو کیا نماز ہو جائے گی؟	۳۴۳/۲
جماعت کے متعلق ۱۳۷ اہم مسائل	۳۳۳/۲ تا ۳۶۱
نماز کا طریقہ احادیث کی روشنی سے	۲۱۹/۴ تا ۲۳۰
تکبیر کے بعد نفلی نماز جائز نہیں	۲۲۳/۴
اگر کوئی کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے	۲۱۵/۴
نشے کی حالت میں نماز	۲۰۵/۶
سورۃ فاتحہ نماز کا رکن ہے	۲۵/۱
سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی	۴۰/۱
سورۃ فاتحہ کے متعلق احناف کے اعتراضاف اوران کے جوابات	۴۲/۱
آمین کی فضیلت	۲۴۰/۱ تا ۲۴۲
نماز میں جہری آمین کا حکم	۲۴۲/۱ تا ۲۴۸

احناف کے اعتراضات اوراس کے مسکت جوابات	۲۵۰/۱
رکوع میں ملنے والی رکعت شمار نہ ہوگی	۵۹/۱
مدرک الرکوع کے متعلق اعتراضات کے جوابات	۶۰/۱ تا ۷۸
رفع الیدین نہ کرنے والوں کا استدلال اوران کا رد	۲۹۹/۶
ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا	۳۵۴/۸
نماز میں اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کی کیفیت	۲۰۰/۱
نماز کے حقوق وشرائط	۲۰۲/۱۰
جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا دوسری امتوں کو بھی حکم تھا	۱۵۹/۱۰
نماز میں سلام کا زبان سے جواب دینا منع ہے	۲۱۵/۴
مشکل وقت میں نماز پڑھنے کا حکم	۱۵۸/۱۰
نماز میں سستی	۴۸۲/۶
نماز کو پانچ وقت پڑھنا	۲۱۶/۱۰
نماز کے فوائد	۳۶۴/۱۰
نماز کے اوقات	۳۹۷/۶
حافظوا علی الصلوٰۃ	۲۰۹/۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلوٰۃ الوسطیٰ سے کیا مراد ہے	۲۱۰/۴
فرض نماز کی سنتوں کا بیان	۲۳۰/۴
صلوٰۃ الوتر اور اس کی اہمیت	۲۳۷/۴
صلوٰۃ الوتر کے احکام	۲۳۸/۴
وتر کی رکعتیں	۲۳۹/۴
دعا قنوت مسنون ہے	۲۴۱/۴
تحیۃ المسجد کا حکم	۲۴۷/۴
سفر نماز کے مسائل	۳۸۲،۳۹۳/۶
صلوٰۃ الخوف کا حکم	۲۱۷/۴
صلوٰۃ الخوف کے طریقے	۳۸۸/۶
نماز اشراق اور اس کا حکم	۲۴۴/۴
چاشت کی نماز	۲۴۴/۴
صلوٰۃ التسبیح کا حکم	۲۴۷/۴
صلوٰۃ العیدین	۲۵۰/۴
صلوٰۃ الحاجۃ	۲۴۹/۴
صلوٰۃ التوبہ کا حکم	۲۴۷/۴
صلوٰۃ الکسوف	۲۵۰/۴
صلوٰۃ الکسوف کے احکام	۲۹۲/۴
صلوٰۃ الاستسقاء	۲۵۵/۴
صلوٰۃ الاستسقاء کی دعائیں	۲۵۶/۴
کافر اور مسلمان کی مثال	۲۵۸/۱۰

کتاب الصیام	
روزے کی فضیلت وفرضیت احادیث کی روشنی میں	۵۲۳/۳، ۵۲۴
بیماری کی حالت میں روزے کا حکم	۵۳۳/۳
روزں کے مسائل	۵۹۰/۳ تا ۶۳۰
رمضان المبارک	۵۴۹/۳
آداب صیام	۵۵۸/۳
نفلی روزوں کے اقسام	۶۰۳/۳
سفر میں روزہ رکھنے یا چھوڑنے کا اختیار	۵۳۴/۳، ۵۳۵
حاملہ اور مرضعہ کو روزہ چھوڑنے کی اجازت	۵۳۶/۳
عاشورہ کا روزہ	۵۶۳/۳
وہ ایام جن میں روزہ نہیں رکھا جاسکتا	۶۱۱/۳ تا ۶۱۶
روزہ میں حرام کام	۶۲۰/۳
وہ جگہیں جہاں پر ۳،۳ یا ۶،۶ مہینے دن یا رات ہوتی ہے، وہاں پر روزے رکھنے کا طریقہ	۵۷۵/۳
وہ کام جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا	۶۲۳/۳ تا ۶۲۹
اعتکاف کی فضیلت اور اسکے مسائل	۶۳۲/۳ تا ۶۳۶
کتاب الزکوٰۃ	
مال کے متعلق احکام اور مال جمع کرنے کی مذمت	۲۶۷/۹، ۲۶۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسافر کو زکوۃ دینا	۹/۴۴۴
زکوۃ اور اس کے متعلق تمام مسائل	۲/۳۰۴ تا ۳۲۱
فرضی زکوۃ کا نصاب اور اسکے مستحقین	۲-۹/۳۱۰-۴۳۷
صدقۃ الفطر کے مسائل	۲/۳۲۱
صدقات کا بے حساب ثواب اور اس کے آداب	۴/۳۷۵
صدقات کے متعلق احادیثیں	۴/۳۷۹ تا ۳۹۲
انفاق فی سبیل کی فضیلت آیات و احادیث کی رو سے اور قبولیت کے شرائط	۲-۴/۷۰ تا ۷۷-۳۷۹
ربع دینار کے بارے میں تحقیق	۷/۲۱۱
کتاب الحج	
حج وعمرہ کی فضیلت احادیث کی روشنی میں	۳/۶۹۷
حج کے احکام	۳/۷۳۱
حج کے متعلق مسائل	۳/۷۵۷ تا ۷۸۷
حج کے موقع پر مختلف جگہوں پر دعا کرنا	۳/۵۷۲
احرام کی حالت میں ممنوعہ کام	۳/۷۰۶، ۷۸۵
عمرے کے مسائل	۳/۳۷۵
عمرہ واجب ہے فرض ہے یا نہیں؟	۳/۶۹۲
رفث، فسوق اور جدال کی تشریح	۳/۷۲۰
احرام کے مسائل	۳/۶۸۸، ۷۰۳، ۷۰۶
احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہونا	۳/۶۹۵
احرام کی حالت میں خادم کو تنبیہ کرنا	۳/۷۲۲
صفا مردہ کے درمیان سعی کا حکم	۳/۳۷۴
صفا مروہ کے متعلق ضروری احکام	۳/۷۳۹
دوران حج خرید و فروخت کرنا	۳/۷۲۶
مقام ابراہیم علیہ السلام	۳/۲۲۱ تا ۲۲۸
صفا ومروہ	۳/۳۷۱
عرفات	۳/۷۳
ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت	۳/۱۸۲، ۲۷۶، ۲۱۸
ابراہیم علیہ السلام کا ذکر	۴/۳۴۷
ابراہیم علیہ السلام کا مناظرہ	۴/۳۵۲
ابراہیم علیہ السلام کا مناظرہ	۴/۳۵۲
حجر اسود کے متعلق ضروری مسائل	۳/۷۶۴
عرفات سے تعلق رکھنے والے مسائل	۳/۷۳۰ تا ۷۳۴
لبیک کے متعلق مسائل	۳/۷۶۲ تا ۷۶۴
مسجد نبوی کی زیارت کرنا	۳/۷۷۸
احناف کے نزدیک مدینہ منورہ حرم نہیں؟	۳/۷۸۱
طواف افاضہ	۳/۷۷۴
کتاب النکاح	
نکاح کا حکم اور اس کے مسائل	۶/۲۵، ۲۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار سے زائد شادیاں اور اس کا حکم	۶/۳۶
نکاح میں ولی کی شرط	۴/۱۲۴
مشرک عورتوں سے نکاح جائز نہیں	۴/۱۲۴
حق مہر کے مسائل	۶/۳۵ تا ۴۰
حق مہر کا حکم	۴/۱۹۹
حرمت والے رشتے اور ان کی تفصیل	۶/۱۰۶ تا ۱۳۰
عورتوں کے حقوق	۶/۱۰۱ تا ۱۰۶
عورتوں کے درمیان انصاف کرنا	۶/۳۲
بیوی کو دبر سے آنا منع ہے	۴/۱۳۲
لونڈی سے نکاح کی صورت میں اس کو حق مہر دینا	۶/۱۴۱
لونڈی کے زانیہ ہونے کی صورت میں سزا کا بیان	۶/۱۴۲
مرد عورتوں پر نگراں ہیں	۶/۱۷۰
عورتوں کے مسائل	۶/۱۷۱، ۱۷۷
شوہر بیوی میں اختلاف کی صورت میں حکم	۶/۱۷۷
کتاب الرضاع	
رضاعت اور اس کے مسائل	۶/۱۱۹ تا ۱۲۲
رضاعت کے متعلق احکام	۴/۱۸۲

رضاعت کی مدت	۴/۱۷۹
رضائی ماں کا بیان اور اس کی مثال	۶/۱۱۹
ماں کے دودھ کا حکم	۴/۱۷۹
رضاعت کے متعلق چند مسئلے	۶/۱۲۰
رضاعت کے متعلق تین خاص رکن	۶/۱۲۱
کتاب الطلاق	
مطلقہ عورتوں کی اقسام	۴/۱۹۹
بیک وقت دی گئی تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہوگی	۴/۱۶۰
طلاق کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم	۴/۱۶۱
حعوہن میں امر وجوبی ہے یا استحبابی	۴/۲۰۱
خلع اور اس کے احکام وشرائط	۴/۱۶۶-۶۷
حلالہ کا حکم	۴/۱۶۹
حلالہ کی مذمت	۴/۱۷۰
ایلاء کا حکم	۴/۱۴۴
کتاب العدۃ	
عدۃ کے مسائل	۴/۱۹۱ تا ۱۹۷
وضع حمل کے بعد عدت ختم	۴/۱۹۵
اسلام اور جاہلیت میں عدت کے طریقے	۴/۱۹۳
کتاب الوصایا	
وصیت کا حکم استحبابی ہے	۳/۵۱۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصیت متعلق اہم مسائل	۵۱۷/۳
وصیت کرنے والا اپنی زندگی میں وصیت تبدیل کرسکتا ہے	۵۲۱/۳
غیر مسلم کی وصیت اور مسلمان وارث	۵۲۰/۳
وصیت کا پورا کرنا	۵۴۱/۳
وصیت کا ارادہ ہو لیکن پہلے مرجائے	۵۲۱/۳
کتاب المیراث	
میراث کے مسائل اور اسکے متعلق احکامات	۸۱ تا ۶۷/۶
میراث کا مسئلہ	۲۷۱/۳
میراث کی تقسیم	۶۰ تا ۵۵/۶
والد یا بھائیوں کی موجودگی میں دادے کی میراث کا حکم	۳
کلالہ کا بیان	۵۴۱/۶
کتاب الاستغفار	
توبہ کی فضیلت	۱۳۴/۴
توبہ کے فوائد	۷۱/۸
توبہ کے مسائل	۹۶ تا ۹۵/۶
کبیرہ گناہوں کا بیان	۱۶۱ تا ۱۵۶/۶
اللہ سے بخشش مانگو	۱۰/۲۱۵
کتاب البیوع	
تجارت میں اور جھوٹی قسم کھانا	۱۵۴/۶

خیار فی البیع کا مسئلہ	۱۵۵/۶
سود کے احکام	۴۶۸/۴
سود کی مذمت احادیث کی روسے	۴۹۰/۴
کتاب الاذکار والدعاء	
ذکر کی فضیلت احادیث کی روشنی میں	۳۴۸/۳
آداب دعا	۵۶۹/۳
مصیبت کے وقت کی دعائیں	۳۶۵/۳
مختلف اوقات کی دعائیں	۵۷۲/۳
دعا کا مفہوم اور اس کا تقاضا	۲۱۵/۱
اللہ تعالیٰ وہ دعا قبول کرتا ہے جو خیر و برکت کے لئے ہو	۵۸/۱۰
دعا اور اس کے متعلقات	۳۹۹/۸
اجتماعی دعا کرنا جائز ہے	۱۶۰/۱۰
دعا کی فضیلت میں احادیث اور اس کے آداب	۳۹۹/۸ تا ۴۰۲
آمین مستقل دعا نہیں دعا کے تابع ہے	۱۶۰/۱۰
کیا صرف اللہ کا ورد جائز ہے؟	۱۵۳/۱
آیت الکرسی کی فضیلت	۳۲۳/۴
کتاب الشہادت	
گواہی کے احکام	۵۱۲،۴۹۴/۴
خائن کی گواہی قبول نہیں	۲۴۴/۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہدی کے متعلق احادیث	۴/۵۱۶
جھوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے	۴/۵۱۷
قرض کے متعلق احکامات	۴/۵۱۸
گواہی صرف معتبر دے سکتا ہے	۳/۳۲۴
کتاب النذر	
نذر کی فضیلت احادیث کی روشنی میں	۴/۴۲۲
درگاہوں پر نذر و نیاز پر فقہ حنفی کا فتویٰ	۴/۴۲۳
نذر و نیاز کے احکامات	۴/۴۲۴
جو چیز انسان کے اختیار میں نہیں اس میں کوئی نذر نہیں	۴/۴۲۵
کتاب الحدود	
شراب کی مذمت میں احادیث	۴/۱۰۴
شراب کے متعلق احکام و مسائل	۴/۱۰۸
شراب پینے والے کی سزا	۴/۱۱۳
جوا کی مذمت	۴/۱۱۴
کتاب القصاص والدیات	
قصاص کا بیان	۳/۵۰۴، ۵۰۹
دیت کا بیان اور کن حالات میں دیت نہیں؟	۶/۳۴۶، ۳۵۶
کتاب الجہاد	
جہاد کا اصل مقصد	۹/۴۱، ۱۱۷
جہاد کی فضیلت و غنیمت کے مسائل	۶، ۹/۳۲۲، ۱۷۱
جہاد کی فضیلت احادیث کی روشنی میں	۴/۷۸ تا ۸۷
جنگ بدر، حنین، تبوک کا واقع اور جنگ بدر کے اسباب	۹/۲۲۸، ۳۳، ۵۷۷، ۶۱
جہاد اور اس کی تیاری	۶، ۹/۲۸۸، ۲۰۸
جنگی قوانین کے بارے میں مسائل اور جزیہ کے مسائل	۹/۲۷۳، ۳۵۵
کتاب الامارات	
امیر کا یا امام کیلئے ایسے شخص کو ہونا چاہئے جس میں مندرجہ ذیل شروط ہوں	۲/۲۲۴
امیر کی اطاعت	۲/۲۵۴ تا ۲۵۵
امیر کی اطاعت کے متعلق حدیثیں	۶/۲۵۲
قاضی کا بیان اور اس کی اقسام	۶/۲۴۲ تا ۲۵۲
کتاب الاطعمۃ والاشربۃ	
مردار جانوروں کا حکم	۳/۴۴۲
اگر پانی یا دودھ میں مکھی گر جائے تو؟	۳/۴۴۶
خون کا حکم	۳/۴۴۸
خنزیر کے گوشت کا حکم مختلف مذاہب میں	۳/۴۴۹
وما اہل لغیر اللہ کا مفہوم	۳/۴۴۲
کوئی بھی کھانا یا خیرات اللہ کے لئے ہونا چاہیئے	۳/۴۶۴ تا ۴۶۷

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجبوری کی حالت میں حرام چیز کھائی جاسکتی ہے	۴۷۲/۳
کیا جانوروں کو ذبح کرنا ظلم ہے؟	۱۲۶/۱۰
کتاب الصید	
ذبح کرنے کا طریقہ اور اس کے متعلق مسائل	۱۹۶/۸
کیا عورت ذبح کرسکتی ہے؟	۱۹۷/۸
اگر دوران ذبح جانور کی گردن اتر جائے تو کیا وہ جانور حرام ہوجائیگا؟	۱۹۸/۸
کتاب الاخلاق والآداب	
یتیم کے مال کو ظلم سے کھانا	۶۰/۶
یتیم کا مال نہ کھانا، ۴ سے زائد شادیاں نہ کرنا	۲۰/۶
اخلاق حسنہ	۵۵۰،۲۱۰/۲،۱۰
سود، جوا، لاٹری انعامی بانڈ کا حکم	۱۵۳/۶
اچھے آداب کا بیان	۳۵۸/۶
یتیم کسے کہتے ہیں اور اسکے دیگر مسائل	۵۵تا۴۹،۲۲/۶
کچھ آداب کا بیان	۴۲۳/۶
اچھی عادات	۲۸/۱۰، ۴۶،۴۶
عمل صالح	۲۸/۲،۳،۱۰، ۱۷۴،۱۲۲

برالوالدین	۵۳۹/۲
حقوق الوالدین	۵۴۰/۲
رشتہ داروں کے حقوق	۵۴۵/۲
دنیا آخرت کا بہترین اخلاق	۳۵۸/۸
صلح رحمی	۳۵۷،۱۷/۸،۶
ہمسایہ سے اچھا سلوک	۱۸۸/۶
غلاموں سے سلوک	۱۹،۴۴۶/۶،۳
یتیم مسکین وابن السبیل سے حسن سلوک	۴۹۴/۳
عفو کی فضیلت	۶۲۴/۸
یتیموں کے حقوق	۵۴۸/۲
مسکینوں کے حقوق	۵۴۹/۲
وعدے کی پاسداری	۴۹۷/۳
نیکی برائیوں کو مٹاتی ہے	۳۶۷/۱۰
صبر واستقامت	۴۸۸/۳
اتفاق اللہ کی رحمت ہے	۳۹۳/۱۰
صبر اور اس کی فضیلت	۱۰،۳، ۳۶۴/۲، ۳۶۹،۲۱۵
نجات کے اسباب	۴۳۹/۲
تقویٰ کا مفہوم	۳۱/۲
فلاح یا فتح یاب لوگ کون!	۸۶/۲
اچھے کام میں سفارش کرنا	۳۲۴/۶

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام اوراس کے مسائل	۶/۳۲۵، ۳۲۹
اخلاص	۳/۱۲۷
انصاف کا بیان	۶/۱۴۵ تا ۱۴۸
امانت کی اہمیت	۶/۱۴۳ تا ۱۴۵
وسوسوں سے اجتناب ضروری ہے	۸/۳۷۶
کتاب مساوی الاخلاق	
بداخلاقی کی مذمت	۱/۲۹۳
ریاء کی مذمت	۴/۳۹۳
فرقہ بندی کی مذمت	۱/۲۹۴
پیری مریدی کی مذمت	۱، ۳/۲۸۱ تا ۲۹۲، ۴۱۰
تکبر کی مذمت	۱/۲۷۹
عصبیت وقومیت کی مذمت	۱/۲۷۸
ظلم کی مذمت	۱/۲۷۷
عشق کی مذمت	۱/۲۷۴
قتل وغارت کی مذمت	۲/۵۵۳
تکبر وفخر کی مذمت	۶/۱۹۲
بخیلی کی مذمت	۶/۱۹۴، ۴۶۰
دکھاوے کی مذمت	۶/۱۹۵
زنا ولواطت کی مذمت	۶/۸۵ تا ۹۴

حسد کی مذمت	۶/۱۳۴ تا ۱۳۵
جادو کی مذمت	۳/۷۸
غلو کی مذمت	۶/۵۳۱
حسدی بیان، بری تمنا	۶/۱۶۸
خودکشی کی مذمت	۹/۳۸۹
گناہ کی مجلس مین بیٹھنا منع ہے	۶/۴۷۸
مشتبہ الفاظ استعمال کرنے سے گریز کیا جائے	۳/۱۰۰
موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے	۳/۵۳
ماتم کرنے کی مذمت	۹/۳۹۱
رشوت لینا حرام ہے	۳/۶۴۲
اپنے آپکو ہلاکت میں نہیں ڈالنا چاہیئے	۳/۶۷۵
دنیا کی مذمت	۹/۳۹۸
بنی اسرائیل کی ۱۵ نامناسب عادتیں جس سے اجتناب لازمی ہے	۲/۲۹۱
کتاب المساجد	
مسجد اوراس کی فضیلت احادیث کی روشنی میں	۳/۱۳۶، ۱۳۹، ۱۴۰
مساجد کے آداب	۳/۱۴۴
مسجد میں حدود نافذ کرنا جائز نہیں	۳/۱۴۵

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت اللہ شریف کی فضیلت احادیث کی روشنی میں	۲۳۷/۳
قبلہ کا ذکر	۲۱۱/۳
قبلہ کا مفہوم	۳۳۶/۳
مسجد حرام کی وجہ تسمیہ	۳۳۷/۳
اگر کسی مسجد میں شرکیہ اشعار لکھے ہوئے ہوں تو اس میں نماز پڑھنا کیسی ہے	۳۲۱/۹
لمسجدٌ اُسس علی التقویٰ	۵۴۷/۹
مسجد نبوی اور مسجد حرام کی فضیلت	۵۴۹/۹
کتاب فی بیان اتباع السنۃ	
اطاعت رسول	۱۷۳/۶ تا ۱۷۴، ۳۰۶
اطاعت کرنے والوں کا مرتبہ	۲۸۱/۶
رسول اللہ ﷺ کی اتباع نہ کرنے والے کا انجام	۴۲۶/۶
قرآن وسنت کی پیروی اور قیاس آرائیاں اور رائے سے بچنا	۴۱۰/۱
سیرت محمدی ﷺ	۲۵/۱۰
رسول اللہ ﷺ کیخلاف کفار کی سازشیں	۴۱۶/۶
حدیث حجت اور واجب الاتباع ہے	۳۲۰/۳

اختلاف کی صورت میں قرآن وسنت	۲۵۴/۶
نبوت اور رسالت	۲۴/۱۰
بدعت کا رد	۴۳۸،۲۷۱/۶،۱
تقلید کا رد	۲۱۱،۹۹،۲۷۲/۱۰،۱
قیاس کا رد	۱۰۰/۱۰
تحقیق کا ثبوت وتقلید کا رد	۳۱۳/۶
استحسان اور قیاس کا رد	۲۵۹/۶ تا ۲۶۰
فترۃ کی مدت کا بیان	۱۵۷/۷
خبر واحد عقائد میں حجت	۳۲۱/۳
ظن وگمان کی کوئی دلیل نہیں ہے	۱۰۰/۱۰
وسیلے کا بیان	۲۰۳/۷ تا ۲۰۵
کتاب فضائل القرآن	
قرآن کی صداقت	۱۰/۱۰
قرآن کا اعجاز	۱۰۰/۲،۱۰ تا ۱۰۳، ۸۷، ۱۲۸
قرآن کی حفاظت	۶۵۸/۶
تدبر قرآن	۳۱۲/۶
قرآن اللہ کا کلام ہے	۲۹۳/۱۰
قرآن مخلوق یا غیر مخلوق ایک مشہور قصہ	۳۰۲/۸
قرآن میں کوئی غیر عربی لفظ استعمال نہیں	۳۸۳/۱۰

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی کے علاوہ باقی تمام اقوال میں غلطی کا امکان ہے	۳۱۳/۶
ایک انگریز کا قرآن پاک کی چند آیات پڑھ کر ایمان لانے کا واقعہ	۱۰/
شاہ صاحب کا دورہ یورپ اور عیسائیوں کا قرآن پر اعتراض	۲۳۷/۷
آداب تلاوت	۸۰،۵/۱
ناسخ ومنسوخ کا مسئلہ	۱۰۹/۳
نسخ کا مسئلہ	۵۳۹/۳ تا ۵۴۴
معجزہ اور کرامت میں فرق	۸۲/۳
استعاذہ کا حکم	۳/۱ تا ۷
استعاذہ کس وقت پڑھنا چاہیے	۷/۱
بسم اللہ کی اقسام	۸۰/۱
بسم اللہ کے متعلق مسائل	۱۱۵/۱ تا ۱۴۰
حمد اور اس کے احکام ومسائل	۱۴۲/۱ تا ۱۴۸
نور وکتاب مبین کا مفہوم	۱۴۱/۷
قرآن میں مسئلہ نور وبشر	۱۴۸/۷
قرآن کی مختلف سورتوں کی فضیلت	
سورۃ فاتحہ کی فضیلت	۲۰/۱
سورۃ فاتحہ کے ۲۵ نام	۱۱/۱ تا ۲۰

سورۃ فاتحہ کے متعلق مسائل	۲۳/۱
سورۃ البقرۃ کی فضیلت اور اس کے نام	۱۶/۵
گائے کا قصہ	۴۵۹/۲
سورۃ بقرۃ کے آخری رکوع کی فضیلت	۵۴۴/۴
سورۃ نساء کا نام اور وجہ تسمیہ اور فضیلت شان نزول ربط اور خلاصہ	۱۲،۱۱/۶ تا ۱۴
آیت کا شان نزول اور ربط	۲۱/۶
آیت کا شان نزول	۳۴،۲۴/۶، ۴۶ تا ۴۷
سورۃ مائدہ کے مختلف نام	۱۳/۷
سورۃ یونس اور اس کی فضیلت	۱۹/۱۰
سورۃ یونس کی فضیلت اور وجہ تسمیہ	۳۷۷/۱۰
سورۃ ہود کی فضیلت اور نام	۲۰۰/۱۰
سورۃ ابراہیم کی فضیلت	۶۰۵/۱۰
سورۃ حجر کی وجہ تسمیہ اور اس کی فضیلت	۶۵۵/۱۰
سورۃ انعام کی فضیلت اور اس کے نام	۲۸/۸
سورۃ اعراف کی فضیلت	۲۸۱/۸
سورۃ الانفال کی فضیلت اور اسکا خلاصہ	۲۷/۹-۲۹
سورۃ البراۃ کی فضیلت اور اس کے نام	۲۵۵/۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب تذکرہ الانبیاء	
آدم علیہ السلام کی پیدائش	۲۵۱/۲
آدم علیہ السلام اور ہوا کی پیدائش	۱۶/۶
آدم علیہ السلام کا تذکرہ	۳۲۳،۳۲۱/۸،۲
آدم علیہ السلام کے ساتھ شیطان لعین کا تذکرہ	۲۶۳/۲
نبی سب معصوم ہیں	۲۸۲/۲
تمام انبیاء پر ایمان لانا فرض ہے	۲۸۸/۳
بعض انبیاء کا تذکرہ	۵۲۴،۵۱۸/۶
نوح علیہ السلام کا ذکر	۲۶۶،۱۴۲/۱۰؛ ۲۸۸،۲۷۰
نوح علیہ السلام کا واقعہ	۲۷۵/۱۰ تا ۲۷۷
طوفان نوح علیہ السلام کا تذکرہ	۲۹۶،۲۹۲/۱۰
ہود علیہ السلام کا ذکر	۳۱۴،۳۰۳/۸،۱۰
صالح علیہ السلام کا ذکر	۳۱۱/۱۰
الیاس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کا ذکر	۳۲۸،۳۲۵/۸،۱۰
شعیب علیہ السلام کا ذکر	۳۳۶،۳۳۲/۸،۱۰
یونس علیہ السلام کا ذکر	۱۸۳تا۱۸۱/۱۰
یوسف علیہ السلام کا تذکرہ	۳۸۴/۱۰، ۴۰۵تا۳۹۲
یوسف علیہ السلام اور زلیخا	۴۳۳/۱۰
ابراہیم علیہ السلام کا ذکر اور اس کا قصہ	۱۲۲،۶۴۲/۸،۱۰
یعقوب علیہ السلام کا ذکر	۲۶۶/۳
سلیمان علیہ السلام کا ذکر	۷۷/۳
کیا سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی انگوٹھی کی وجہ سے تھی؟	۹۷/۳
صالح علیہ السلام کا قصہ	۴۲۱/۸
محمد ﷺ کا قصہ	۵۵۴
موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ	۴۰۱/۳،۱۰،۲ ۳۲،۳۴۶
نوح علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام	۲۶/۱۰
عیسیٰ اور مریم کا بیان	۵۲۹/۶
عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں ہوئے بلکہ اٹھا لیے گئے	۵۰۱/۶ تا ۵۱۰
عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا	۵۱۵تا۵۱۱/۶
قوم بنی اسرائیل کا تذکرہ	۲۹۱،۲۹۸/۲
رحمۃ للعالمین کا ذکر	۱۳۱/۹
نبی ﷺ کا مرتبہ ومقام	۲۵۹/۹
نبی ﷺ کے قتل کی سازش	۱۳۳/۹
کتاب مناقب الصحابۃ	
شان صحابہ رضی اللہ عنہم	۳۷۴/۳
صحابہ کرام کی فضیلت	۵۲۶/۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت	۲۹۰/۳
الحب للہ والبغض فی اللہ	۲۱۸/۹
کتاب الرؤیا	
خواب کی حقیقت	۳۸۷/۱۰
نبیوں کے خواب وحی ہوتے ہیں	۳۸۸/۱۰
کتاب اللباس	
کپڑے پہننے کے اسلامی آداب	۳۳۸/۸
سفید کپڑا پہننے کی فضیلت	
کتاب الفرق والمذاہب	
عیسائیوں اور یہودیوں کا ذکر	۲۲۴،۲۲۲/۱
عیسائیوں کا ذکر	۴۴۱/۲
یہودی اوران کی غلطیاں	۵۰۰،۴۴۰/۶،۲
کفار کا تذکرہ	۸۹/۲
فرعون کا ذکر	۳۸۲/۲
فرعون کی لاش مصر کے عجائب گھر میں موجود ہے	۱۶۹/۱۰
منافقوں کی صفات	۲۷۶/۹
مشرکوں کے احوال	۲۷۵/۹
معتزلہ کا رد	۳۵۳/۶
فرقہ معتزلہ اور قدریہ کا رد	۳۰۲/۶
قادیانیت کا رد	۲۸۰/۶
رافضہ اور اہل رائے کا رد	۳۱۳/۶
یہودیت عیسائیت اور شیعہ کا رد	۵۰۴/۶
تحریف قرآن کا رد	۲۵۷/۶
شیعہ کے استدلال کا رد	۸۳،۸۲/۶
شیعہ کا استدلال متعہ اور اس کا رد	۱۳۴،۱۳۲/۶
فقہ حنفی کا ایک مسئلہ اور اس کا رد	۱۲۷،۱۲۶/۶

نمبر	نام	صفحہ نمبر
۱	الاباضية	296/1
۲	الازراقية	296/1
۳	الاسوارية	296/1
۴	الاسكافية	296/1
۵	اسحاقية	296/1
۶	نصيرية	296/1
۷	الاسماعيلية	297/1
۸	الاطرافية	297/1
۹	الامامية	297/1
۱۰	الجاحظية	297/1
۱۱	الجارودية	297/1
۱۲	الجازمية	297/1
۱۳	الشيعة	297/1

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴	الجبائية	297/1
۱۵	الجبرية	297/1
۱۶	الجعفرية	297-331/1
۱۷	الجناحية	297/1
۱۸	الجهمية	298/1
۱۹	الحائطية	298/1
۲۰	الحارثية	298/1
۲۱	الحفصية	298/1
۲۲	الخلفية	298/1
۲۳	الخوارج	298/1
۲۴	الخياطية	298/1
۲۵	الزرارية	299/1
۲۶	الزعفرانية	299/1
۲۷	السبئية	299/1
۲۸	السليمانية	299/1
۲۹	الثعبية	299/1
۳۰	الشيبانية	299/1
۳۱	الصالحية	300/1
۳۲	الصلتية	300/1
۳۳	العاذرية	300/1
۳۴	العمرية	300/1
۳۵	العنادية	301/1
۳۶	القدرية	301/1
۳۷	الكاملية	301/1
۳۸	الكعبية	301/1
۳۹	المجهودية	301/1
۴۰	المرجية	302/1
۴۱	المشبة	302/1
۴۲	المعتزلة	302/1
۴۳	المعمرية	302/1
۴۴	المعلومية	302/1
۴۵	المغيرية	303/1
۴۶	المكرمية	303/1
۴۷	الملامية	303/1
۴۸	المنصورية	304/1
۴۹	النجارية	304/1
۵۰	النظامية	304/1
۵۱	الواصلية	304/1
۵۲	الهوذلية	304/1
۵۳	الهشامية	305/1

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۴	اليزيدية	305/1
۵۵	الحرودية	306/1
۵۶	القدرية	306/1
۵۷	الجهمية	306/1
۵۸	المرجية	307/1
۵۹	الرافضية	309/1
۶۰	الجبرية	310/1
۶۱	المعتزلة	310/1
۶۲	جكرالوية	311/1
۶۳	القاديانية	312/1
۶۴	البابية	315/1
۶۵	البهائية	316/1
۶۶	البهورة	318/1
۶۷	الآغاخانية	322/1
۶۸	الذكرية	326/1
۶۹	الوجوديه يا الحلولية	340/1
۷۰	القلندرية	345/1
۷۱	الاباضية	346/1
۷۲	الغفارية	350/1
۷۳	ذيكرية	353/1

۷۴	اللوارية	353/1
۷۵	الدروزية	379/1
۷۶	التبليغية	382/1
۷۷	النوربخشية	385/1
۷۸	الأشعرية	388/1
۷۹	مذاهب اربعة	391/1
۸۰	البريلوية	396/1
۸۱	الديوبندية	404/1
	غير مسلم خاص فرقے	
۱	اليهود	422/1
۲	النصارىٰ	422/1
۳	المجوس	423/1
۴	سكھ	432/1
۵	الصابئة	434/1
۶	الاشتراكيون	435/1
۷	الشيوعون	437/1
	مختلف فرقوں کے اعتراضات	
	سوامی کا اعتراض اور اس کا رد	۶/۳۳۸
	آریہ کا اعتراض اور اس کا رد	۶/۳۰۸
	آریہ اور عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب	۶/۲۷ تا ۲۹، ۱۹۸، ۱۸۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آریہ کے اعتراض اوراس کا رد	۶/۴۲۸
سوامی کے اعتراض کا رد	۶/۴۷۰،۴۸۲
آریہ مصنف کا رد	۶/۴۸۴
آریہ کا معجزہ سے انکار اوراسکا جواب	۳/۳۴
آریہ سماج کا اعتراض کہ کیا سیدھا راستہ صرف مسلمانوں کا ہے؟	۱/۲۱۴
آریہ سماج کا اعتراض کہ سب مذاہب میں جھوٹ پایا جاتا ہے؟	۳/۳۹
آریہ کے مختلف اعتراضات اوران کے جوابات	۶/۶۴،۱۲۰، ۱۲۴،۱۶۰
آریہ کے مختلف اعتراضات اوران کے جوابات	۶/۲۱۷، ۲۶۰،۳۳۸
آریہ کے مختلف اعتراضات اوران کے جوابات	۱،۳/۲۲۹، ۳۶۰،۴۱۵،۴۲۶
آریہ سماج کا اعتراض کہ کیا بڑی بات میں مدد چاہنا درست ہے؟	۱/۲۰۱
آریہ کا اعتراض اوراس کا جواب	۷/۳۲۷
آریہ سماج کا اعتراض کہ کیا خدا ہمیشہ انصاف نہیں کرتا! کسی خاص دن انصاف کرتا ہے، تو یہ اندھیرے کی بات ہے۔ اوراس کا جواب	۱/۱۸۸

سوامی کا اعتراض اوراس کا جواب اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا اور سب پر بخشش اور رحم کیا کرتا تو دوسرے مذاہب والوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کرانے کا حکم نہ دیتا	۱/۱۷۲
سرسید احمد خان کے اعتراض کا جواب کہ انہوں نے فرشتوں کے وجود کا انکار کیا ہے۔	۳/۶۳
آریہ کا اعتراض کہ اگر مسلمانوں کے مذاہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے تو مسلمانوں کا طرفدار ہے۔ اس کا جواب	۴/۵۱
آریہ کا اعتراض کہ کیا نیکی اور بدی کے کرنے پر خدا ایسی ہی رزق دیتا ہے تو پھر بھلائی برائی کرنا یکساں ہے اوراس کا جواب	۴/۵۶
فرقہ باطلہ (سوامی) کا اعتراض اور اس کا جواب	۷/۴۵
فرقہ آریہ کا اعتراض عورتوں کو کھیت سے مشابہت دینا اور یہ کہنا کہ جس طرح چاہو انکے پاس آؤ یہ تو انسان کی شہوت بھڑکانے کا موجب ہے	۴/۱۳۸

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیعوں کا اعتراض اوراس کا جواب	۹/۲۷۸
آریہ کے اعتراضات اورانکے جوابات	۴/۱۴۳، ۳۱۹، ۳۵۳، ۳۷۲
سوامی آریہ کا اعتراض	۹/۱۴۳
آریہ کا اعتراض بھلا خدا کو قرض لینے سے کیا مطلب؟	۴/۲۷۴
آریہ سماج سوامی کا اعتراض کیا اپنے منہ سے اپنی کتاب کی تعریف کرنا خدا کی خودنمائی کی بات نہیں؟ انکا جواب	۲/۳۰
آریہ سماج کا اعتراض کہ جو پرہیزگار لوگ ہیں وہ خود راہ راست پر ہیں اور جو جھوٹی راہ پر ہیں ان کو یہ قرآن جھوٹی راہ نہیں دکھلا سکتا تو پھر کسی کام کا رہا، کیا گناہ وثواب محنت کے بغیر خدا اپنے ہی خزانوں سے خرچ کر دیتا ہے؟ اگر دیتا ہے تو سب کو کیوں نہیں دیتا اور مسلمان لوگ محنت کیوں کرتے ہیں۔ اس کا جواب	۲/۳۵
عیسائیوں کا اعتراض اوراسکا جواب	۲/۷۸، ۹۷
بائبل کیا ہے	۲/۸۰
سوامی کا اعتراض اوراس کا جواب	۲/۸۰، ۱۰۵

اگر انجیل وغیرہ پر ایمان لانا ہے تو مسلمان مثل قرآن کے ایمان کیوں نہیں لاتے؟ ۲/۸۰	
آریہ سماج کے مختلف اعتراضات	۲/۹۱، ۹۷، ۲۳۵، ۴۵۵
اوران سب کے جوابات	۲/۵۵۷، ۵۵۸، ۴۰۱۵۳۵
سوامی دیانند کا اعتراض اوراس کا جواب کہ بھلا اس قرآن کی بہشت میں دنیا سے بڑھ کر کونسی عمدہ شئی ہے؟	۲/۱۸۶
سوامی دیانند کا اعتراض اوراس کا جواب کہ بھلا آسمان کی چھت کس کی ہوسکتی ہے، یہ جہالت کی بات ہے	۲/۱۵۲
آریہ سماج کا اعتراض کہ اگر موسیٰ کو کتاب دی تھی تو پھر قرآن کا ہونا فضول ہے اس کا جواب	۲/۴۵۵
سرسید احمد خان کا اعتراض اوراس کا جواب کہ جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔	۲/۲۱۹
سرسید احمد کا معجزہ سے انکار	۲/۴۲۲
سرسید احمد خان کا ایک اوراعتراض اوراس کا جواب	۲/۳۹۰، ۳۹۴

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرسید احمد خان کا اعتراض اور اس کا جواب کہ ان لوگوں کی شکلیں تبدیل نہیں ہوئی تھیں	۴۵۲/۲
سرسید احمد خان کے اعتراض کا جواب	۴۸۷/۹،۳،۲، ۷۹،۵۱۷
معتزلہ کا اعتراض اور اس کا جواب	۴۷۵/۲
قادیانی خلیفہ حکیم نور الدین کا اعتراض	۴۹۶/۲
آریہ سماج کا اعتراض کہ اگر وہ محیط کل ہوتا تو آسمان پر قرار کیوں کرتا اس کا جواب	۴۱،۴۰/۱۰
آریہ سماج کا اعتراض کہ کیا خدا صرف مسلمانوں کا ہے دوسروں کا نہیں؟ اس کا جواب	۱۲۲/۱۰
آریہ سماج کا اعتراض کہ کیا طفولیت کی بات ہے زمین اور آسمان بھی بات سن سکتے ہیں	۲۱۹/۱۰
آریہ کا اعتراض کہ اگر خدا کی اونٹنی ہے تو اونٹ بھی ہوگا	۳۱۴/۱۰
آریہ سماج کا اعتراض جب دوزخ اور بہشت میں قیامت کے بعد لوگ جائیں گے تو آسمان اور زمین کس لیے قائم رہیں گے۔	۳۵۷/۱۰
آریہ سماج کا اعتراضات اور ان کے جوابات	۴۰۰/۸، ۴۴۸،۴۰۳
شیعوں کے اعتراض کا جواب	۵۰۶/۸، ۶۳۲

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمع وترتیب محمد عبداللہ علوی کھوسہ

محمد عارف اثری حفظہ اللہ☆

شیخ ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

تصنیفی میدان میں

تیری رحمت سے الٰہی پائیں گے یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

۱۰/ جولائی ۱۹۲۵ء بمطابق ۱۸/ ذوالحج ۱۳۴۳ھ جمعہ کی رات ۳ بجے علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی کی حویلی میں جنم لینے والی شخصیت علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی کی بین الاقوامی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ وہ نرم کلام، کم گو، متواضع، منکسر المزاج، حلیم الطبع اہل العلم تھے۔ بقول شاعر

دفتر ہستی میں تھی رزیں تیری حیات
تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات

شاہ صاحب کی وفات ۸ جنوری ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۶ شعبان ۱۴۱۶ھ منگل کی رات تقریباً نو بجے کراچی میں ہوئی۔

اس طرح ۷۱ سال پر مشتمل سلفی تحریک کا سنہری باب اپنی انتہا تک پہنچ کر اس تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے اس کا لغام اپنے احباب کے حوالے کر دیا۔

ان کی موت جماعت اہل حدیث اور مسلک اہل حدیث کے لیے بہت بڑا حادثہ تھا۔ وہ تنہا ایک فرد کی موت نہ تھی بلکہ ایک صحیح ترین نقطہ فکر کا نقصان تھا، ایک ادارے کا فقدان تھا، ایک دینی کارواں کا ضیاع تھا، علم وعمل کے گلستاں پر خزاں کا چھا جانا تھا تبلیغ واشاعت دین کے ایک مرکز کا اجڑ جانا تھا۔ لیکن اس کے باوجود یہ بھی حقیقت ہے جس کا اظہار ایک عربی شعر میں کیا گیا ہے۔

موت التقی حیاۃ لا انقطاع لها
قدمات قوم وهم فی الناس احیاء

☆ مدرس جامعۃ بحر العلوم السّلفیہ میر پور خاص سندھ، فاضل جامعۃ سلفیۃ فیصل آباد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرہیز گار کی موت دراصل زندگی سے عبارت ہے جس کا سلسلہ منقطع ہونے والا نہیں۔

قوم بلاشبہ مرچکی ہے حالانکہ وہ لوگوں کے ہجوم میں بہ ظاہر دیکھنے میں زندہ ہے۔

شاہ صاحب نے جس ماحول اور علاقے میں دین کی خدمت کا سلسلہ شروع کیا اس میں اپنے انداز کے وہ ایک ہی شخص تھے اور انفرادی حیثیت رکھتے تھے۔

کان فی العلم والشجاعة فذا　　وهو فی الزهد والعفاف لیعود

وہ علم اور شجاعت میں یگانہ تھے　　زہد اور پاک دامنی میں دوسروں کے سربراہ تھے

مات الامام العالم الحبر الذی　　بهداه عالم کل قوم یهتدی

ان کی موت ایسے عالم اور حبر کی موت ہے　　جس سے ہر قوم کے عالم رہنمائی حاصل کرتے ہیں

علم و اخلاق کے سلسلے کی بہت سی چیزیں عالم جوانی ہی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حاصل ہوگئیں تھیں۔

علوم واخلاق کرام وسودد

وجود ومجد بازخ وتواضع

وزهد وایثار وتقویٰ وعفة

وتلک سجایا حاز تها وهو یافع

گونا گوں علوم، اخلاق کریمانہ، سرداری وسخاوت، مجد و شرافت، انکساری و تواضع، زہد و ایثار، تقویٰ و عفت، پاک بازی وہ اوصاف ہیں جو دور شباب ہی میں ان میں پیدا ہوگئے تھے۔

ذاتی طور پر منکسر تھے لیکن تبلیغ دین میں سخت تھے عام معاملات میں نہایت متواضع تھے لیکن شریعت کی اشاعت میں انتہائی تیز تھے۔ دنیوی باتوں میں کم گو تھے لیکن کلمہ حق کہنے میں نہایت بلند آہنگ تھے۔ ان کی زندگی کے تمام امور کا حاصل محور الحب للّٰہ والبغض للّٰہ تھا۔ ان کے شب و روز کے معاملات اسی مرکز کے گرد گھومتے تھے ان کی کوشش ہوتی کہ جو قدم اٹھے دائرہ شریعت کی روشنی میں اٹھے۔

شیخ العرب والعجم کو اہل علم وعوام سب کے ہاں بڑی قدر سے دیکھا جاتا تھا عرب وعجم آپ کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثقاہت فقاہت اور منہج سلیم کے معترف تھے۔

یہاں ہم شاہ صاحب کی اردو اور سندھی کتب کا تعارف پیش کریں گے جس سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے۔

شاہ صاحب کی اردو تصانیف

① توحید خالص

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلے حصہ میں شاہ صاحب نے سب سے پہلے جس مسئلہ کی وضاحت کی ہے وہ ہے "الرحمن علی العرش استویٰ" کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔

جس میں سب سے پہلے قرآن مجید کی آیات سے استدلال کیا ہے کہ جس میں صراحتاً اللہ رب العالمین کا آسمانوں کے اوپر عرش پر مستوی ہونا مذکور ہے۔ جن کو تقریباً صفحہ نمبر ۲۰ سے لے کر ۵۷ تک مع ادلہ ثابت کیا ہے کہ اللہ کی ذات عرش پر مستوی ہے کما یلیق بشأنہ۔

اور عقیدہ سلف کو نکھار کر پیش کیا ہے اور فرقہ ضالہ کے تمام خدشات کی سرکوبی کی ہے۔ اور ہر قسم کے حلول وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں کا بھی احسن طریقے سے پوسٹ مارٹم کیا ہے۔

اور موضوع روایات کی تحقیق کرتے ہوئے ہر ایک کا جواب مع ادلہ پیش کیا ہے اور اس کے بعد شاہ صاحب نے وحدۃ الوجود کے مستدلات کے تفصیلی جوابات ارشاد فرمائے ہیں۔ اور ان کے استدلالات جو قرآنی آیات سے کرتے ہیں ان کا بھی جواب شاہ صاحب نے علی وجہ البصیرہ پیش فرمایا ہے اور جو وہ احادیث اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کرتے ہیں ان کا بھی جواب شاہ صاحب نے افضل طریقہ کے ساتھ پیش کیا ہے اور آخر میں جو لوگ عقلی دلائل سے "اتحاد بین الخالق والمخلوق" کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ان کے جواب بھی پیش فرمائے ہیں۔

مثال کے طور پر

قرآن مجید میں سینکڑوں آیات کریمہ سے اللہ تعالیٰ کی "صفت علوّ" ثابت ہے اور یہ ثابت ہے کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ "فوق علی العرش بائن عن الخلق" ہے اور یہ ناممکن ہے کہ اس قرآن مجید میں ان آیات کے خلاف کوئی ایسی آیت موجود ہو کہ "وھو فی کل مکان" یا "لاوجود الا اللہ" ثابت ہوتا ہو اور جو فرقہ ضالہ جہمیہ وغیرہ اس آیت سے دلیل لیتے ہیں۔

(۱)وھو معکم این ما کنتم (فرقہ ضالہ کے استدلال کا جواب)

(۱) یہاں پر معیت من حیث العلم مراد ہے۔

(۲)ای رقیب علیکم، شھید علی اعمالکم، حیث کنتم واین کنتم من بر وبحر فی لیل ونھار او فی القفاز الجمیع فی علمہ سواء وتحت بصرہ وسمعہ فیسمع کلامکم ویری مکامکم، ویعلم سرکم ونجواکم. (توحید خالص ص ۳۰۰)

کتاب کا پہلا حصہ عقیدہ توحید کے تمام پہلوؤں پر مبنی ہے اور دوسرے حصے میں۔

طریقہ دعا، اور توسل کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ جس میں تمام تر خدشات کا تذکرہ ہے جو غیر مسنون طریقہ سے کی جاتی ہیں۔

(۱) سب سے پہلے انبیاء کا طریقہ دعا بیان کیا گیا ہے جس میں مسنون طریقہ دعا کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

(۲) باطل طریقہ دعا پر قلم کو اٹھایا جس میں ان تمام طریقہ کی وضاحت کی گئی ہے جو غیر مسنون ہیں۔ مثلاً
ندا غیر اللہ کفر ہے۔
نداء غیر اللہ شرک ہے
دعا میں اشخاص کا وسیلہ دینا بھی شرک ہے
اور آخر میں جو لوگ وسیلہ کے قائل ہیں ان کی استدلالات کا جواب شاہ صاحب نے احسن طریقے سے دیا ہے۔

(۲)تنقید سدید بر رسالہ اجتھاد وتقلید (مطبوع)

شاہ صاحب نے "تنقید سدید" میں مقلدین احناف کے ان سب متمسکات پر مدلل اور مبرھن اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔ انداز ایسا متین اور دل نشین ہے کہ اہل ذوق مطالعہ شروع کریں تو چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ طعن تشنیع سے احتراز کیا گیا بس نفس موضوع کو سامنے رکھا ہے غیر ضروری باتوں سے اجتناب ہے اور ہر بات باحوالہ ہے۔ اہل علم اور عوام دونوں کے لئے یکساں مفید ہے یقین افروز اور بصیرت افزا ہے مثل صفحہ نمبر ۱۴۶ کو دیکھیں۔

کتاب ''تنقید سدید'' انہی تحقیقی اور علمی شاہ پاروں میں سے ایک ہے بظاہر تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس گھسے پٹے موضوع پر شاہ صاحب جیسے محقق کو اتنے تکلف کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ لیکن جب آپ اس کتاب کو پڑھیں گے تو محسوس ہوگا کہ اس موضوع پر یہ کتاب نہ ہوتی تو یقیناً علمی اور تحقیقی میدان میں ایک بہت بڑی کمی ہوتی۔

خیر القرون کے سیدھے سادھے دور کے مدتوں بعد ایجاد ہونے والے مذاہب اربعہ کے بعض مقلد فقہاء نے اپنے اپنے مذہب کی ترجیح میں کیا کیا گل نہیں کھلائے حتیٰ کہ اپنے مذہب کے جنون میں اپنے مخالف امام کو نیچا دکھانے میں بھی دریغ نہیں کیا گیا۔

جیسا کہ ساتویں آٹھویں صدی کے شافعی اور حنفی فقیہوں کی بعض کتابیں جن لوگوں کی نظر سے گذری ہیں وہ اس سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۸۳ء میں حکیم عبدالمجید الہ آبادی مرحوم نے ادارہ احیاء التراث اہل السنۃ کی طرف سے شائع کیا۔ صفحات کی ضخامت ۴۵۶ ہے

ادارہ احیاء التراث اہل السنۃ الہٰ آباد وزیر آباد کی طرف سے شائع ہونے والی یہ پہلی کتاب ہے اور ادارہ اس بات میں فخر محسوس کرتا ہے کہ اللہ کریم نے ہمیں سب سے پہلے ایسی کتاب شائع کرنے کی توفیق بخشی ہے جو کہ حقیقتاً وراثت اہل السنۃ شخصیت کے مقابلہ میں عمل بالحدیث ہے۔

③ القنوط والياس لاهل الإرسال من نيل الاماني وحصول الآمال

زیر نظر رسالہ جناب شاہ صاحب کی تالیف اس کا نام بالا سطر سے ملاحظہ کریں۔

دراصل جماعت کے مایہ ناز عالم دین اور عظیم محدث اور محقق سید محب اللہ راشدی صاحب نے نیل الامانی وحصول الآمال کے نام سے ایک رسالہ تالیف فرمایا تو جس میں رکوع کے بعد کی ہیئت ہاتھ چھوڑنے پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سات دلائل ذکر فرمائے ہیں۔ اس کے علاوہ وضع الیدین بعد الرکوع کے بعض دلائل پر تعاقب فرمایا ہے،
چنانچہ اس رسالہ کے علمی انداز سے انکار نہیں کیونکہ بہت بڑے انتہائی قابل احترام عالم کی تالیف ہے۔

سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ نے اس رسالہ کا بڑا شافی اور مفصل جواب تحریر فرمایا ہے جس میں ارسال کے ساتوں دلائل پر جو تعاقب کیا گیا تھا اس کا بھی علمی محاسبہ فرمایا ہے جس سے وضع الیدین بعد الرکوع کی صداقت، وحقانیت اظہر من الشمس عیاں ہوگئی۔

چنانچہ قارئین کرام، اگر بنظر انصاف دونوں رسائل کا مطالعہ فرمائیں تو ان کے سامنے یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ ارسال کی نسبت وضع کے دلائل زیادہ قوی ہیں۔

اور یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ ارسال کو ثابت کرنے کے لیے تکلف سے کام لیا جاتا ہے نیز یہ کہ ان دلائل کی کوئی پختگی یا مضبوطی باقی نہیں رہی کیونکہ جناب سید بدیع الدین شاہ الراشدی کا محاسبہ انتہائی مدلل ہے جب کہ وضع کے تو دلائل ہر قسم کے تکلف سے پاک ہیں اور انتہائی صریح دلائل ہیں۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے اس مسئلہ کو سلف کے نگاہوں میں اس کی حیثیت کو بیان کیا ہے۔

(۱) امام اہل سنت امام احمد بن حنبل

ان شاء ارسل یدیه وان شاء وضع یمینه علی شماله (کشاف القناع ۱/۴۰۲)

ترجمہ: اگر چاہے تو اپنے ہاتھوں کو چھوڑ دے اور اگر چاہے تو اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر باندھ لے۔

(۲) فقہ حنبلی کی مشہور کتاب الروض المربع فی شرح زاد المستقنع للشیخ شرف الدین ابوالنجا موسی بن احمد المقدسی الدمشقی

اذا رفع المصلی من الرکوع فان شاء وضع یمینه علی شماله، وان شاء ارسلها (الروض المربع ۲/۴۹)

(۳) شیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم

وہ بیان کرتے ہیں کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھ لینا چھوڑنے سے بہتر ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ

هُوَ (ای) الوضع امنع من العبث واقرب الی الخشوع (التعلیقات السلفیه ۱/۱۰۵)

(۵) علامہ ابن حزم وہ فرماتے ہیں کہ نماز میں کھڑے ہونے والی حالت میں ہاتھ باندھنا افضل ہے۔(المحلی لابن حزم ۴/۱۱۲)

اس کے بعد شاہ صاحب نے سرزمین پاک و ہند کے ان علماء کا تذکرہ کیا جو رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے قائل و فاعل ہیں۔

(۱) میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد مولانا ابو اسماعیل یوسف حسین ہزاروی نہ کہ وضع کے قائل تھے بلکہ وضع کے متعلق مدلل رسالہ اتمام الخشوع فی وضع الیمنیٰ علی الشمال بعد الرکوع تصنیف فرمایا۔

(۲) علامہ خان سندھی امان ہزاروی

(۳) مولانا عبدالحق بہاولپوری

(۴) (بنگال میں) مولانا محی الدین

(۵) (ملتان میں) مولانا عبدالتواب کے صاحبزادے مولانا عبدالودود صاحب

(۶) عظیم محدث مولانا اسماعیل غزنوی

(۷) نجد کے بادشاہ عبدالعزیز بن سعود

عظیم محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے کہ دہلی میں بعض لوگ رکوع کے بعد ہاتھ باندھتے تھے۔

اور محترم شاہ صاحب نے وضع الیدین بعد الرکوع کے بارے میں کم و بیش ۱۰ مدلل کتب و رسائل تصنیف فرمائے ہیں جو کہ عربی اردو اور سندھی زبان میں ہیں (القنوط والیاس) کے شروع میں مقدمہ امیر جمعیت اہل حدیث سندھ عظیم اسکالر اور عظیم محدث فضیلۃ الشیخ پروفیسر عبداللہ ناصر الرحمانی ﷾ کا ہے اور یہ کتاب جمعیت نوجوانان اہل حدیث کورنگی کراچی نے شائع کروائی۔

(۴) مصنف بہاولپوری کے جواب میں رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا (مطبوع)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) الدليل التام على ان سنة المصلى الوضع كلما قام (مطبوع)

(۶) الاعلام بجواب رفع الابهام وتاييد الدليل التام (مطبوع)

(۷) اسكات الجزوع فى جواب مابعد الركوع (مطبوع)

(۸) هدية البديع الى اخيه الكريم الرفيع

(۹) الجواب الوقيع عن التعقب المنيع

(۱۰) رساله عجاب وعجاله لاجواب یعنی رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا

یہ کتاب اصل میں سندھی میں تھی جس کی افادیت و جامعیت دلائل کے پیش نظر محترم ساتھی عبدالرحمٰن میمن نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا، کچھ لوگوں نے تعصب وعناد پر اس مسئلہ کو اجماع امت کے خلاف قرار دیا ہے اور بعض نے اس کو دور جدید کی پیداوار اور کچھ حضرات نے اس کو بدعت بلکہ شاہ صاحب کا نظریہ کہہ کر عوام الناس کو خاموش کیا تو شاہ صاحب نے دوسرے مسائل کی طرح اس مسئلہ کی حقانیت کو مبینہ دلائل سے واضح کیا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کا مسکت جواب دیا ہی۔ سب سے پہلے لفظوں کی معنیٰ اور نماز کی مسنون ہیئت واضح کی ہے اس کے بعد حضرت علقمہ کے حوالہ سے پہلی دلیل پیش کی۔ اس کے بعد حدیث نمبر ۳ کے اعتراضات کا مفصل جواب پیش فرمایا تقریباً ۷ دلائل دے کر رکوع کے ہاتھ باندھنے کو ثابت اور سنت قرار دیا ہے۔ اس کے بعد ائمہ اور محدثین کے اقوال و اثار بھی بطور تائید میں پیش فرمائے ہیں۔ اور آخر میں...... رکوع کے بعد ارسال کرنے والوں کے اشکال کا مفصل جواب دے کر ایک بھولی ہوئی سنت کو عوام الناس کے سامنے پیش کیا ہے۔

(۱۱) صحیح بخاری کی ایک حدیث اور مسئلہ وضع اليدين فى القيام بعد الركوع

عن سهل بن سعد قال كان الناس يؤمرون ان يضع الرجل يده اليمنىٰ على ذراعيه اليسرى فى الصلاة (صحيح بخارى، كتاب الآذان، باب وضع اليمنى على اليسرى فى الصلاة)

اس حدیث کی بھی وضاحت اور تفسیر شاہ صاحب نے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے کے بارے میں کی ہے۔ جو لوگ رکوع کے بعد والی حالت کو ''قومہ'' کہتے ہیں ان کا اور ان کے تمام اشکالات کا مفصل جواب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریر کیا ہے۔اعلاء کلمۃ اللہ کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔(ناشر مکتبہ السّلفیہ میمن کالونی ٹمیاری)

(۱۲) تواتر عملی یا حیلہ جدلی

زیر نظر رسالہ میں شاہ صاحب نے مسعود احمد عثمانی کے اس مصنوعی مذہب اور اس کے اصولوں کا قلع قمع کیا ہے۔اور خصوصیات تواتر عملی کو (۲۱) وجوہات سے رد کیا ہے۔ یہ رسالہ کچھ عرصہ پہلے علامہ عبداللہ ناصر رحمانی کے مقدمہ کے ساتھ کراچی سے شائع ہوا ہے۔

اس کی افادیت کو سامنے رکھتے ہوئے مکتبہ الدعوۃ السّلفیہ میمن کالونی ٹمیاری نے اس کے دوبارہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

اس رسالہ کا مکمل لب لباب رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا اس کے دلائل اور فرقہ مخالف کا رد پیش کیا گیا ہے۔

(۱۳) **نشاط العبد بجهر ربنا ولک الحمد**: اس کتاب میں شاہ صاحب نے رکوع کے بعد ربنا ولک الحمد کے جہری پڑھنے کو اُحادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہے اور اس کی فضیلت بیان کی ہے۔

(۱۴) اتباع سنت تقریر (مطبوع)

(۱۵) براۃ اہل حدیث

(۱۶) **الضرب الشديد على القول السديد في اثبات التقليد**

(۱۷) **رفع الاختلاف في مسائل الخلاف**

(۱۸) امام صحیح عقیدہ ہونا چاہیے۔

واضح ہو کہ احناف میں بہت سارے عقائد ایسے ہیں جو قرآن و حدیث اور سلف کی فکر سے مختلف ہیں۔اس کتاب کے اندر ایسے بہت عقائد کو ان کے مستند اور متداول کتابوں کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے کہ یہ سارے عقائد کتاب وسنت کے خلاف ہیں مثلاً:

(۱) حنفی مذہب والے اللہ کے اوصاف میں تاویل کرنا جائز سمجھتے ہیں۔مثلاً استواء علی العرش کو غلبہ اور استیلا کے معنیٰ میں لینا ید اللہ کی تاویل قدرت کرنا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) احناف مابین الدفتین میں جو لکھا ہوا ہے اس کو قرآن کلام اللہ نہیں مانتے ہیں اس پر ان کی کتاب ''عقائد نسفی ص ۱۴۱ شاہد ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن صرف لوح محفوظ میں ہے جو یہ الفاظ ہیں یہ اس کی ترجمانی کرتے ہیں۔'' اس لئے ان کے نزدیک اگر نماز میں صرف معنیٰ پڑھی جائے قرآن نہ پڑھا جائے تو بھی نماز ہو جائے گی۔

(۳) مذہب حنفی وسیلے کے قائل ہیں، اس رسالہ میں ان کے اشعار موجود ہیں جو شرک پر دلالت کرتے ہیں۔ حاجی امداد اللہ ۔

صدقہ اپنی عزت و جلالت کا صدقہ
اپنے پیغمبر کا صدقہ اے خدا نام جن محمد مصطفیٰ ﷺ

(۴) احناف رسول اللہ ﷺ کو ابدی زندگی کے ساتھ متصف کرتے ہیں یہاں تک کہ قبر کے اندر زندہ مانتے ہیں اور زندگی بھی دنیا والی برزخی نہ حالانکہ یہ غلط عقیدہ ہے۔

ہمیشہ زندہ رہنا بھی اللہ کا کام ہے نبی کا نہیں
جیسے قرآن مجید شاہد ہے۔ انک میت فانهم میتون

(۵) الایمان لایزید ولا ینقص

ان العمل الصالح لمس جزاء من الایمان لان العمل یزید و ینقص

ان بنیاد پر ان کے پاس نماز ایمان نہیں ہے کیونکہ نماز عمل ہے۔ جو شخص نماز کو چھوڑے اس کا کیا حشر ہوگا۔

تو شاہ صاحب ان عقائد کو سامنے رکھتے ہوئے عوام کو بتایا کہ ایسے امام کے اقتداء میں نماز درست نہیں ہوتی۔ اور آخر میں شاہ صاحب اس رسالہ میں جو لوگ ایسے امام کی امامت کو جائز قرار دیتے ہیں ان کے دلائل کا رد فرمایا ہے۔

یہ کتاب جمعیت نوجوانان اہل حدیث سندھ نے شائع کروائی ہے۔

(۱۹) الجزاء والقضاء بامر اللہ متی یشاء

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیر نظر کتاب جو موجودہ ہندوستان کے ایک مولوی اصغر نے ایک رسالہ الجزاء بعد القضاء لکھا، جس میں صراحتاً عذاب قبر کا انکار کیا گیا تھا اور پورا زور لگایا ہوا تھا کہ عذاب صرف آخرت میں ہوگا۔ اور مولوی نے مضحکہ خیز طریقہ سے اپنا مؤقف ثابت کرنے کی کوشش کی تو شاہ صاحب نے اس رسالے کا عالمانہ تعاقب کیا، اس علمی تعاقب سے اس مولوی کے رسالے کا سارا مواد ھباءً منثورا ہوگیا۔

شاہ صاحب نے سب سے پہلے اثبات عذاب قبر کی متعلق صحیح بخاری کے حوالے سے ایک روایت تحریر فرمائی جس میں صراحتاً عذاب قبر کا ذکر موجود ہے۔

اس کے بعد ص ۲۹ اعتراضات و اشکالات لاکر ان کا احسن طریقے سے جواب پیش فرمایا ہے

صفحات کی ضخامت ۹۲ ہے اور یہ کتاب اردو زبان میں ہے۔

ناشر: المکتبہ السلفیہ میمن کالونی ٹنڈو باری ضلع ٹنڈو باری سندھ

(۲۰) اسلام میں داڑھی کا مقام

آج کل کئی لوگ رسول اللہ ﷺ کی محبت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں لیکن آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اپنی داڑھیاں مونڈتے اور کاٹتے ہیں اور اس محبت کے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ بقول شاعر ؎

تعصی الرسول وانت تظهر حبه　　　هذا العمری فی القیاس بدیع

لو کان حبک صادقا لا طعته　　　ان المحب لمن یحب المطیع

شاہ صاحب نے اپنی اس کتاب میں سب سے پہلے خلقت انسان اور صبغۃ اللہ پر تفصیل سے بحث کرتے ہوئے مخالفین سنت کے لیے برے انجام کا تذکرہ کیا ہے۔

اور شاہ صاحب نے تقریباً (۱۳) احادیث لاکر اس بات کو عیاں اور ظاہر کیا ہے کہ داڑھی کا بڑھانا سنت نبوی ہے اور مونچھیں کاٹنا بھی طریقہ رسول ہے جو آدمی اس کے برعکس کرتا ہے وہ یہودیوں کے مشابہت کرتا ہے آگے ایک الگ فصل قائم کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ جو لوگ داڑھی کاٹتے ہیں ان کے استدلالات کا جواب دے کر تمام شبہات کا ازالہ بھی فرمایا ہے۔ داڑھی رکھنے کے فوائد پر بھی تبصرہ فرمایا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور آخر میں مودودی صاحب نے جو اس مسئلہ کی توہین کی ہے اس کا بھی شاہ صاحب نے دلائل سے جائزہ لیا ہے۔

یہ کتاب اردو زبان میں ہے تقریباً ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مکتبہ اسلامیہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔

(۲۱) احسن الدلائل علی بعض المسائل

(۲۲) میلاد کی شرعی حیثیت (تقریر ہے، کتاب کی صورت میں) (مطبوع)

(۲۳) اسلام میں عورت کا مقام (مطبوع)

(۲۴) حقوق العباد (مطبوع)

(۲۵) الاهی عتاب بر سیاہ خضاب

زیر نظر کتاب شاہ صاحب رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ داڑھی اور سر کے بالوں کو کالا خضاب لگانا درست ہے یا نہیں۔ تو آپ نے ان کو ایسی مدلل اور محققانہ فتویٰ پیش کی جس نے آگے چل کر کتاب کی شکل اختیار کر لی۔

اور آپ جب کسی مسئلہ پر قلم اٹھاتے تو ایسا محققانہ انداز پیش کرتے اور مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے کہ وہ بعد میں کتابی شکل اختیار کر لیتی جس کا ثبوت یہ کتاب ہے جو کہ اردو زبان میں متعدد بار چھپ چکی ہے۔ اب سندھی زبان میں بھی اس کا ترجمہ جناب عبدالرحمٰن میمن حفظہ اللہ نے کیا ہے۔

اس کتاب میں شاہ صاحب نے بالوں کو کالا رنگ کرنے کو صریحاً قرآن و حدیث کے خلاف قرار دیا ہے اور کبیرہ گناہوں میں شمار کیا۔ ایسا آدمی اللہ کی رحمت سے دور ہوگا اور جنت کی خوشبو سے محروم ہوگا اور قیامت کے دن اس کا منہ کالا ہوگا۔ ان تمام باتوں کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ تقریباً (۶۰) احادیث لا کر اس مسئلہ کی وضاحت کی ہے۔ اور آخر میں جو لوگ ابن ماجہ کی حدیث کو لے کر اس کے جواز کے قائل ہیں ان کو مسکت جواب دیا ہے اور ساتھ ساتھ اس حدیث کی تخریج کر کے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ناشر: مکتبۃ الدعوۃ السلفیہ میمن کالونی ٹنڈو جان محمد ؟ مٹیاری اس کتاب کا مقدمہ ابن المصنف محمد شاہ راشدی نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریر فرمایا ہے۔

شاہ صاحب کی سندھی تصانیف

(۱) مقدمہ بدیع التفاسیر

(۲) بدیع التفاسیر (سندھی زبان کی سب سے بڑی تفسیر (مطبوع) تیرہ پارے مکمل)

(۳) تمیز الطیب من الخبیث

جماعت اہل حدیث کو زیادہ متعارف کروانے کے لیے اور مسلک اہل حدیث کو اجاگر کرنے کے لئے اور اس کی دعوت دوسروں تک پہنچانے کے لئے شاہ صاحب نے دور دراز کا سفر کر کے جاتے تھے یہاں تک کہ تھر جیسے ریگستانی علاقوں میں بھی جہاں پر کسی قسم کی سواری کا بندوست نہیں تھا۔ ان علاقوں کے سفر کی صعوبتوں کو برداشت کر کے مختلف شہروں اور گوٹھوں میں تبلیغی پروگرام کرتے تھے۔ جب مخالفین نے دیکھا کہ جماعت اہل حدیث کی تحریک دن بدن ترقی کی راہ کو عبور کر رہی ہے۔ تو لوگ اس پاک وصاف وادی کے پانی سے سیراب ہو رہے ہیں۔ اس وادی کا پانی آب حیات کا کام دے رہا ہے۔ اور لوگ یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ کے مصداق بڑھ رہے ہیں، تو ان لوگوں نے (یعنی مخالفین نے) اس سیلاب کو روکنے کے لیے جماعت حقہ کی مخالفت میں کمر کشی الزام تراشی کی بھرمار کر دی ان الزاموں میں مولوی عبدالخالق میمن کو تھر کے مشہور شہر ڈیپلو میں بلایا گیا۔ جس نے حنفیت کی حمایت میں آ کر اپنے مذہب کے دفاع اور اس کے ثبوت میں من گھڑت ضعیف اور موضوع روایتوں کا سہارا لے کر اپنے مسلک کو ثابت کرنے کی ناکام اور ناتمام کوشش کی تو شاہ صاحب نے اس کا جواب ۲۵ شعبان ۳ ستمبر ۱۹۷۵ء میں جامع مسجد اہل حدیث ڈیپلو شہر میں تقریر کی صورت میں دیا جو آخر میں تقریر لاجواب کے نام سے چھپی۔ جس سے حق کے متلاشیوں کے لئے حق کی راہ ہموار ہوگئی اور مختلف شکوک وشبہات دور ہوگئے۔ اس کے بعد مولوی عبدالخالق میمن نے ایک کتاب تحفۃ الحدیث لکھی جس میں میمن صاحب نے جن مسائل کو تحریر کیا وہ چار ہیں۔ ① قرأۃ خلف الامام ② رفع الیدین ③ وتر اور اس کی ترتیب ④ تعداد تراویح

پھر شاہ صاحب نے اپنے مشاغلہ کثیرہ کے باوجود کافی وشافی جواب بنام تمیز الطیب من

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الخبیث تحریر کیا مذکورہ رسالہ میں شاہ صاحب نے پوری متانت و دیانت سے اور صحیح احادیث کی روشنی میں اور اسماء الرجال کی مدد اور آثار صحابہ کی روشنی میں (تحفۃ الحدیث) کا جواب پیش کیا اور مخالف کی دلفریب کہاوتوں کا منہ توڑ جواب دیا۔

اس کتاب میں عبارتوں کے مکمل حوالہ اور اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لئے دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں۔ اور شاہ صاحب نے ہر ہر مسئلہ کی وضاحت اسی طرح کی ہے گویا کہ وہ تحقیق کے میدان میں ہوں اور دلائلوں کے محاذ پر کھڑے ہوں، اور اس کی ہر بات کا جواب شاہ صاحب نے جس انداز میں دیا ہے ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

مثال کے طور پر تحفۃ الحدیث کے صفحہ ۴۵ پر میمن نے ایک حدیث لکھی ہے۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ...... ﴿ شاہ صاحب کا جواب ﴾ شاہ صاحب نے سب سے پہلے اس حدیث کی سند پر بحث کی ہے۔ موطا امام محمد کے صفحہ ۷۷، ۷۸، ۷۹ پر یہ حدیث ہے ۳ طرق سے مروی ہے، لیکن امام محمد خود مجروح ہیں ان کی کہیں بھی توثیق نہیں ملتی۔ (میزان الاعتدال ۳/۴۲)۔ امام یحیٰی بن معین بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حسن الشیبانی لیس بشئ (تاریخ منصور ص ۵۶)۔ شاہ صاحب نے پوری سند پر باحوالہ جرح کی جس کو سپرد قرطاس کرنا بھی محال ہے۔ قارئین کرام! اس حدیث کو ائمہ حدیث ضعیف اور غیر ثابت کہتے ہیں اور

(۱) امام بخاری رحمۃ اللہ جزء القرأۃ ص ۵ طبع ہند میں فرماتے ہیں: ھذا خبر لم یثبت عند اھل العلم من اھل الحجاز واھل العراق وغیرھم لارساله وانقطاعه

(۲) حافظ ابن حجرؒ من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ مشھور من حدیث جابر ولہ طرق عن جماعت من الصحابۃ وکلھا معلولۃ (تلخیص الحبیر ص ۲۳۲ ج ۱)

لـــــہ کی ضمیر مولوی صاحب کے معانی کے مطابق من کی طرف لوٹ رہی ہے شاہ صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں الامام مرجع قریب ہے اور علماء نحو کے نزدیک حتی الامکان ضمیر قریب کی طرف لوٹتی ہے جیسے ان کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور مقولہ ہے الحق بقریب۔

(۳) یہ روایت تاریخ بغداد ص ۴۲۶ ج ۱۱ میں اس طرح ہے۔

فان قراته له قراء ة و صلاته له صلاة

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب القرأۃ ص ۱۱۶ پر لکھا ہے:

فان قراته له قرأة يدل علىٰ ان قرأةّ الامام تقوم مقام قراء ة المأموم وجب ان يكون قوله وصلاته له صلاة يدل علىٰ ان صلاة الامام تقوم مقام صلاة المأموم ولا تعلم احدا يقول ذلك.

(۳) میمن صاحب والی معنیٰ تو امام مأمومین کی قرأۃ کا بوجھ اٹھاتا ہے یہ نص قرآنی کے خلاف ہے، ولا تزر وازرة وزر اخرىٰ

من عمل صالحا فلنفسه ومن عصىٰ فعليها

(۴) یہ جملہ ایسا ہے کہ کسی صورت میں اس کا مرجع من کو بنانا درست نہیں ہوگا۔ جیسے مثال:

مَنْ كان له امام فقراء ة الامام له قراء ة

من كان له اب فزوجة الاب له زوجه

من كان له حمارٌ فولد الحمار له ولدٌ

ان تمام جملوں کو سامنے رکھتے ہوئے انصاف سے فیصلہ کریں کہ لہ کی ضمیر من کی طرف ہے یا امام۔ اب یا حمار کی طرف بس تمہاری معنیٰ کی تمہیں مبارک ہو۔

(۴) التنقيد المضبوط فی تسوید تحریر الملبوط (المعروف فقہ وحدیث)

اس کتاب میں فقہ حنفیہ کی مشہور کتاب ھدایہ سے بے شمار مسائل پیش کئے گئے ہیں جن کی تعداد ایک سو ہے اور اس کے علاوہ چالیس مسائل فقہ حنفی کے وہ ہیں جو انسان کو اس کے مرتبہ عظیم اور اشرف الخلوقات کو زیبا نہیں دیتے بلکہ صف انسانی سے نکال کر جانوروں کی صف میں کھڑا کرنے کے مترادف ہیں باقی سو مسائل جو ہدایہ سے نقل کئے گئے ہیں وہ سراسر حدیث رسول ﷺ سے ٹکراتے ہیں۔

احناف کے یہاں سب سے معتبر سند والی کتاب ھدایہ کو سمجھا جاتا ہے بلکہ بعض متعصبوں نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب ''ھدایۃ'' کو قرآن کا مرتبہ دیا ہے۔ جب اس معتبر کتاب کا یہ حال ہے تو اور کتابوں کا کیا حال ہوگا۔ اختصار کے ساتھ ہدایہ کے کچھ مسائل ذکر کرتا ہوں۔

ہدایۃ کے اندر مسئلہ نمبر۱۲ صفحہ ۱۷۱ جلد ا باب الصلوٰۃ الجمعۃ

اذا خرج الامام یوم الجمعة ترک الناس الصلاة والکلام (ھدایة صفحه ۱۷۱/۱)

یہ مسئلہ شاہ صاحب نے اپنی کتاب میں صفحہ ۳۹ پر اس کا جواب دیا اور اس کو سنت رسول ﷺ سے مختلف قرار دیا ہے جیسے

عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یخطب اذا جآء احدکم یوم الجمعة والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوّز فیهما.

سو اسی طرح شاہ صاحب نے احناف کے سو۱۰۰ مسائل حدیث کے خلاف اس کتاب کے اندر درج کئے ہیں۔ اور ان کے چالیس مسائل فقہ کی دوسری معتبر کتابوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔

من انی امرأة فی الموضع المکروه او عمل عملاً قوم لوط فلا حد علیه عند ابی حنیفة (جامع الصغیر صفحه ۵۱۴ جلد ۲)

تو میں اس کتاب کے پڑھنے والے مقلدین حضرات سے درد دل سے استعداء کروں گا کہ خدارا مذہبی تعصب اور بزرگوں کی عقیدتمندیاں چھوڑ کر اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اپنی آخرت کو سنواریں اور یہ کتاب ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے اور یہ جمعیت نوجوانان اہل حدیث سندھ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔

(۵) التفصیل الجلیل فی ابطال تأویل العلیل

یہ کتاب شاہ صاحب کی ابتدائی زندگی اور عالم شباب کی کاوشوں میں ایک ہے جب آپ درس و تدریس وعظ و ارشاد اور عام محفلوں میں فقہ حنفی کے ایسے مسائل بیان کرتے تھے جن کا قرآن و حدیث سے کوئی تعلق نہ ہوتا۔

ایک مرتبہ شاہ صاحب قرآن وسنت کی اہمیت و افضلیت بتا رہے تھے اور اسی دوران فقہ حنفی کے مشہور و معروف کتاب سے مندرجہ ذیل عبارت سامعین کو سنائی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلم الفقه اولیٰ من تعلم القرآن. (فتاویٰ قاضی خان صفحه ۴۹۴ جلد ۴)

فقہ کو سیکھنا قرآن مجید کے سیکھنے سے بہتر ہے۔

(۲) طلب الاحادیث حرفة المفالیس یعنی احادیث کو سیکھنا مفلسوں کا کام ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

یہ عبارتیں ایک شخص نے شاہ صاحب سے لکھا کہ علماءِ احناف کی طرف رجوع کیا تا کہ اصل حقیقت تک پہنچا جا سکے وہ عبارتیں پیر جھنڈو میں قائم مدرسے کے حنفی استاد عبدالحی گھوٹو صاحب کے پاس گئیں تو انہوں نے فقہ حنفی کا لاج رکھتے ہوئے فقہا کا بھرم رکھنے کی کوشش کی اور اس عبارت کی غلط تاویل کرتے ہوئے لوگوں کو بتلایا تو شاہ صاحب نے اس کا تحریری جواب دیا یوں بحث وتمحیص کا سلسلہ کئی دن تک جاری رہا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے مسائل صفحہ قرطاس پر آ گئے۔ نمونے کی ایک جھلک۔ موجودہ فقہ کسی بھی طرح عمل کے لائق نہیں اسی لئے کہ اس میں اختلاف موجود ہے اور اختلاف کے وقت تمام اقوال چھوڑ کر اصل قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے کئی ایسے مسائل کتب حنفی میں موجود ہیں جن کا قرآن وسنت سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ ان کو سننا بھی کوئی مسلمان برداشت نہیں کرے جیسے مثلاً۔

أما فی دبر نفسی فرجع فی النهی عدم الوجه الا بلا انزال (الشامی صفحه ۱۲۶ ج ۱)

یہ کتاب اصل میں سندھی زبان میں ہے اور اس کا ترجمہ اردو میں بھی آ چکا ہے۔ شیخ محمد ابراہیم طارق نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو "مروجہ فقہ کی حقیقت" سے موسوم ہے۔

(۶) المبسوط المغبوط فی جواب المخطوط المهبوط

یہ کتاب بھی اسی حنفی کے ایک مخطوطہ کا جواب ہے جو شاہ صاحب کی پہلی کتاب کے جواب میں اس حنفی نے لکھا تھا۔ (یعنی التفصیل الجلیل فی ابطال التاؤیل العلیل)

تو شاہ صاحب نے اس حنفی کے مخطوطے کا جواب اس شعر سے شروع کیا۔

مجھ سا مشتاق جہاں میں کوئی پاؤ گے نہیں
گرچہ ڈھونڈھوگے چراغ رخ زیبا لے کر

اس کتاب میں علماء احناف کے ان مسائل کا ذکر کیا گیا ہے جن کا تعلق شریعت سے کچھ نہیں مثلاً

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احناف کے نزدیک (۱) بھنگ لینا (۲) کتے کی ہڈیوں سے علاج کرنا اور اس کے علاوہ متعہ کے جواز علماء احناف کے فتوؤں کی بھی وضاحت فرمائی ہے اس کے علاوہ علماء احناف سے غلیظ ترین مسائل کی بھی وضاحت کی گئی ہے جن کا اصول اسلام سے کوئی تعلق نہیں مثلاً صفحہ نمبر۹۳ پر فقہ حنفی اور دبر میں وطی صفحہ نمبر۱۰۲ پر فقہ حنفی اور شراب پینے کی لذت (فتویٰ قاضی خان صفحہ۶۷۳ جلد۴، عالمگیری ص۲۹۴ جلد۴، اس کے بعد شاہ صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱۸ پر بیس رکعات تراویح کی حقیقت کو بیان کیا اور احناف کی طرف سے بیان کی ہوئی احادیث کا مکمل جواب دیا ہے اور اس کتاب کے آخر میں عقیدہ اہلحدیث پر گفتگو کرتے ہوئے علماء احناف کے تمام اشکالات کا جواب دیا گیا ہے یہ کتاب اصل میں سندھی زبان میں ہے جس کا ترجمہ شیخ ابراہیم طارق کراچی نے اردو میں کیا ہے۔

(۷) ضرب الیدین علیٰ منکری رفع الیدین (مطبوع)

(۸) نماز جون مسنون دعائن (مطبوع)

(۹) حجۃ الوداع (مطبوع)

(۱۰) عوام جی عدالت میں (مطبوع)

(۱۱) الوسیق فی جواب الوثیق

زیر نظر کتاب کی وجہ تصنیف مسلمانوں میں تراویح کی رکعات میں اختلاف دیکھتے ہوئے ایک اشتہار کی شکل میں پرچہ بنام آٹھ (۸) رکعات تراویح شائع کیا گیا۔

اور یہ پرچہ ہالا کے ایک مولوی میر محمد کوری کے ہاتھ لگا جس نے اس کے جواب میں توثیق الاحناف کے نام سے ایک پرچہ شائع کیا جس میں صراحتاً حق کی مخالفت کی گئی اور مولانا نے جگہ جگہ مختلف مغالطوں سے کام لیا تو اس کا جواب شاہ صاحب نے جس احسن انداز عمدہ ترتیب مدلل طریقہ سے تحریر فرمایا جو اپنی مثال آپ ہیں اس رسالہ کے پڑھنے سے قارئین کو آٹھ (۸) اور بیس (۲۰) کے مسئلہ کے بارے میں صحیح فیصلہ تک پہنچنے میں آسانی رہے گی۔ انتہائی مفید اور ایک علمی ذخیرہ ہے۔

یہ اصل میں سندھی زبان میں شائع ہوئی تھی عوام کی بڑی تعداد اس کے استفادہ سے محروم تھی اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے عام لوگوں کے استفادہ کی خاطر اس کتاب کا مولانا عبدالواحد سیال آبادی نے اردو میں ترجمہ کیا اور ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں ناظم اعلیٰ جمعیت اہلحدیث سندھ نے اس کا مقدمہ تحریر کیا۔ اور شاہ صاحب نے اس رسالہ میں مولانا کے تمام دلائل کے جوابات تحریر فرمائے ہیں اور ذکر کردہ ۱۰ دلائل کا مفصل جواب بھی تحریر فرمایا ہے اور علماء احناف کے اثار نقل کئے ہیں:

دلیل کے طور پر شاہ صاحب نے یہاں صرف علماء احناف کی عبارات نقل کی ہیں جن میں صراحتاً یہ مذکور ہے کہ احناف کے اکابر آٹھ (۸) رکعات تراویح کے قائل و فاعل تھے (وشهد شاهد من اهلها) مولانا کے گھر کی صفائی اسکے اپنے ہی گھر سے ہو جائے اور مولانا صاحب حسرت سے ہاتھ ملتا رہے بقول شاعر

دل کے پھپھولے جاگ اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(۱) حنفی مسلک کے مایہ ناز علامہ القاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں صفحہ ۱۷۵ جلد ۲

(۲) حنفی مذہب کے مجتہد فی المذہب شیخ ابن الھمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں صفحہ ۲۰۵ جلد ۲

(۳) فخر علماء ہند علامہ عبدالحیٔ لکھنوی التعلیق المجد علیٰ موطا امام محمد میں

(۴) علامہ بدرالدین عینی حنفی عمدۃ القاری میں صفحہ ۵۹۸ جلد ۳

(۵) حافظ جمال الدین زیلی حنفی نصب الرایہ میں صفحہ ۱۵۳ جلد ۲

(۶) علامہ شرم نبلاتی حنفی مراقی الفلاح میں صفحہ ۶۹ شرح نورالایضاح میں بیان کرتے ہیں

ثبت انه صلى الله عليه وسلم صلىٰ بالجماعة احدىٰ عشرة ركعة بالوتر

ان اکابر فقہاء کی ذکر کردہ عبارات سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے آٹھ (۸) رکعات تراویح کا ثبوت ملتا ہے۔

اس کے بعد شاہ صاحب نے اس کتاب میں شوافع کے تین بڑے قابل اعتبار اشخاص

(۱) علامہ جلال الدین السیوطی

(۲) علامہ حموی شافعی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) امام بیہقی کے رموزات بھی نقل فرمائے ہیں جن میں بھی صریحاً آٹھ (۸) رکعات کا ذکر ہے۔

اس کے بعد شاہ صاحب نے حنابلہ کے چوٹی کے علماء کا ذکر کیا ہے۔

(۱) امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲) امام ابن القیم، زاد المعاد صفحہ ۸۷ جلد ۱

(۳) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

اور ایسے ہی مالکیہ کے مذہب کے اکابر کا تذکرہ فرمایا جنہوں نے بھی سنت رسول ﷺ آٹھ (۸) رکعات کو قرار دیا گیا ہے۔

اس کی اشاعت شعبان بمطابق اکتوبر ۲۰۰۳ء میں دار التقویٰ کو نصیب ہوئی۔ یہ تقریباً ۶۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۱۲) نماز نبوی

یہ کتاب تقریباً ۳۱ صفحوں پر سندھی زبان میں ہے۔ یہ رسالہ ۱۳۲۷ھ میں بنام نبی کریم ﷺ جی نماز لاءِ تحفہ شائع ہوا۔

اس رسالہ کے اندر وتر ادا کرنے کے مسنون طریقہ اور وہ مکمل نماز جو صحیح احادیث سے ثابت ہے جو نبی ﷺ سے ترتیب مروی ہے اور ہم تک پہنچی اس کو مختصر نمونے کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اور بعد میں جماعت کے اصرار پر شاہ صاحب نے دوبارہ اس پر نئی تحقیق کے مطابق مزید وضاحت فرماتے ہوئے دوبارہ شائع کروایا جس سے عوام الناس آج تک مستفید ہو رہے ہیں۔

جمعیت نوجوانان اہل حدیث کی طرف سے شائع ہوئی۔

(۱۳) مسئلہ فاتحہ خلف الامام

اس کتاب میں شاہ صاحب نے سورۃ الفاتحہ کی فضیلت پر اہم نقاط نقل کئے ہیں اس کے علاوہ یہ ثابت کیا ہے سوائے اسکے کوئی بھی نماز فرضی یا نفلی یا جنازہ جہری یا سری انفرادی یا اجتماعی نہیں ہوتی ہر حالت میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے شاہ صاحب نے تقریباً ۱۶ صحیح ترین روایات لائی ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس کے علاوہ (۱۷) آثار لاکراس بات کو ثابت کیا ہے کہ یہ طریقہ صرف اللہ کے نبی کا نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی ہے کہ ہر نماز میں سورۃ الفاتحہ پڑھتے تھے۔

اور پھر آثار تابعین کو بھی شاہ صاحب نے تحریر فرمایا تاکہ یہ مسئلہ واضح ہوجائے کہ سورۃ فاتحہ نماز کا جزء ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ اور آخر میں مخالفین کے دلائل پر تبصرہ بھی فرمایا ہے اور ان کے تمام اشکالات کا جواب بھی تحریر فرمایا۔

اور آخر میں مشہور احناف کے نام لکھے ہیں ان سے بھی یہ ثابت کیا ہے کہ وہ بھی نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

یہ کتاب بھی جمعیت نوجوان اہل حدیث کی طرف سے شائع ہوئی۔

(۱۴) نماز میں خشوع ءعاجزی یعنی..........سيني تي هٿ ٻڌڻ..........(مطبوع)

(۱۵) تحفہ نماز مغرب (مطبوع)

(۱۶) الاربعین فی اثبات الجهر بآمین (مطبوع)

(۱۷) تنویر العینین باثبات رفع الیدین (مطبوع)

(۱۸) ہر برائی جو علاج جہاد (مطبوع)

(۱۹) چالیھ حدیثوں (آخری تصنیف) مطبوع

(۲۰) توحید ربانی

زیر نظر کتاب علامہ سید بدیع الدین شاہ الراشدی کی علمی کاوشوں میں سے ایک ہے۔ شاہ صاحب نے عقیدہ توحید کے ابلاغ کی دعوت واشاعت کے لئے زندگی کے لمحہ لمحہ کی قدر کرتے ہوئے عقیدہ توحید پر کتاب توحید وتوحید ربانی جیسی کتابیں لکھیں اور کفر وشرک کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کردیا۔ جس سے شرک و بدعت کی خود ساختہ عمارتیں لرزہ براندام ہوکر زمیں بوس ہوگئیں ائمہ کفر وشرک میں صف ماتم بچھ گئی۔

یہ کتاب چار حصوں اور اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے مذکورہ کتاب میں توحید کے ہر پہلو کی وضاحت کی گئی ہے۔ شرک کے ہر ہر پہلو کی قرآن وسنت کی روشنی میں تردید کی گئی ہے۔ (نمونہ ملاحظہ ہو)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قولہ/محدثین اور فقہاء میں عبداللہ بن مبارک اور وکیع کا امام ابوحنیفہ کے تلامذ خاص میں سے ہونا اور ان کے فقہ کا شیدا اور دلدادہ ہونا معروف اور مسلم ہے۔

جواب اقول: باوجود تلامذہ ہونے کے سخت ان کی مخالفت کی ہے۔

ابن المبارک نے اہل حدیث اور اہل الرائی کے شان میں اس طرح بیان کیا (**الدین لاھل الحدیث والکلام والحیل لاھل الریٔ والکذب لرافضہ**) (**المنتقی من منہاج الاعتدال لذھبی صفحہ نمبر ۴۸۰**)

دین اہل حدیث کا ہے کلام اور حیلہ بازی اہل الرائے کے لئے اور جھوٹ رافضیوں کے لئے۔

نیز ابن مبارک کا یہ بھی قول ہے:

من نظر فی کتاب الحیل لابی حنیفہ احل ما حرم اللہ وحرّم ما احل اللہ۔(تاریخ بغداد صفحہ نمبر ۴۰۳ جلد ۱۳)

اس طرح مصنف کے جواب میں فرمایا

قولہ: عبداللہ بن مبارک اور وکیع کی کتابوں کو حفظ کرنا ضروری ہے۔ تو شاہ صاحب نے جواب دیا:

اقول: کیونکہ ان میں صرف احادیث و آثار ہیں نہ کہ رائے اس لئے امام موصوف نے ان کے لئے حفظت اور اہل الرائی کے لئے عرفت کہا۔

اس کتاب کو شایع کرنے والے جمعیت نوجوانان اہل حدیث سندھ ہیں۔

(۱۵) تحفہ نماز مغرب

اس کتاب میں شاہ صاحب نے ایک مفقود معاشرہ میں بھولی ہوئی سنت یعنی رکعتین قبل المغرب پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔

اور تقریباً (۱۰) احادیث لاکر اس بات کو ثابت کیا ہے کہ مغرب کے فرض سے پہلے اذان کے بعد دو رکعتیں سنت ادا کرنا مسلمان پر واجب ضروری ہیں جس سنت کو آج ہم بھول چکے ہیں۔

اور پھر (۲۹) آثار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین کو جمع کیا ہے کہ وہ سارے **اس** پر عامل تھے۔ اور اس کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد مذاہب اربعہ کے بڑے بڑے فقہاء کے اقوال لائے ہیں کہ وہ بھی سنت مغرب قبل الفرض ادا کرتے تھے۔

اس کے بعد شاہ صاحب نے اس سنت مغرب قبل الفرض کو راشدی خاندان کا محبوب مشغلہ قرار دیا ہے۔

یہ کتاب سندھی زبان میں ہے، شائع کرنے والے شیخ محبوب الٰہی ﷾ ہیں، یہ کتاب تقریباً ۳۱ صفحوں پر مشتمل ہے۔

(۱۶) قادیانی وجھنڈائی خاندان بینھما برزخ لا یبغیان

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کاذبہ کے دوران برصغیر کے مختلف علماء اور مشائخ سے بھی تعلق پیدا کیا۔ اس سلسلے میں سندھ کے راشدی خاندان کے عظیم جھنڈائی مشائخ سے بھی تعلق خاطر پیدا کیا۔ ان میں سے بالخصوص حضرت جناب سید رشید الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے۔

اس کتاب میں بدیع الدین شاہ صاحب نے ان تمام تفصیلات کو اپنی کتاب میں ذکر کیا اور یہ ثابت کیا کہ شیخ رشید الدین شاہ صاحب کا مرزا غلام احمد قادیانی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

پیر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم وفضل کی خوبیوں فقہ واستنباط کی بہترین صلاحیتوں دعوت وتبلیغ کے ولولوں اور جذبوں، تصنیف وتالیف کے سلیقوں ونقد وتحقیق کے اعلیٰ ذوق، قوت حافظہ اور اخلاق وکردار کی رفعتوں سے نوازا تھا انہی خوبیوں کو مجموعہ صفات اور مجموع کمالات بنادیا تھا۔

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

سید بدیع الدین وسیع العلم اور کثیر الافادۃ عالم دین تھے، شاہ صاحب کا ایک نہایت اہم کام مکتبہ لائبریری کا قیام تھا جس میں ہزاروں تعداد میں نادر مطبوعات اور بڑی تعداد میں مخطوطات اور مسودات جمع کئے ہیں جمع الکتب کا ذوق ان کو ورثے میں ملا ہوا تھا شاہ صاحب نے بڑے جانفشانی اور جدوجہد کے ساتھ کتابیں جمع کیں یوں سمجھیں کہ آپ کی زندگی کی پونجی یہی المکتبہ الراشدیہ تھا۔

اسکے علاوہ شاہ صاحب مکہ مکرمہ جیسے بابرکت مقام پر انہیں درس حدیث دینے کا شرف حاصل رہا۔

سید بدیع الدین شاہ صاحب نے تبلیغی اغراض ومقاصد کے لئے جمعیت اہل حدیث سندھ کی بنیاد رکھی اس وقت جماعت کے سربراہ شاہ صاحب کے تلمیذ رشید اور ہمارے استاد محترم وامیر مکرم حضرت مولانا عبداللہ ناصر الرحمانی ﷾ ہیں۔

اولائک آبائی فجئنی بمثلھم اذا أجمعتنا یا جریر المجامع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افتخار أحمد تاج الدين الازهري ☆

شیخ بدیع الدین راشدی رحمۃ اللہ علیہ اوران کی حدیثی خدمات

عن أبي موسىٰ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللهُ مِنَ الهُدَى وَالعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الكَثِيْرِ اَصَابَ أرضًا فَكَانَ مِنهَا نَقِيَّةٌ، قَبِلَتِ المَاءَ، فَأ نبَتَتِ الكَلأَ والعُشْبَ الكَثِيرَ، وَكَانَتْ منها أجادِبُ أمْسَكَتِ المَاءَ، فَنَفَعَ اللهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وزَرَعُوا، وَاَصَابَ منها طائفة أخرى، إنَّما هِيَ قِيعَانٌ لاَ تُمْسِكُ مَاءً وَلاَ تُنْبِتُ كَلأً فذلك مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِيْنِ اللهِ وَنَفَعَهُ ما بَعَثَنِي فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمثل مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأساً وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللهِ الَّذِىْ أُرْسِلْتُ بِهِ (أخرجه البخاري رقم الحديث ٧٩)

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے جو ہدایت اور علم کی باتیں مجھ کو دے کر بھیجیں ان کی مثال زور کے مینہ کی سی ہے جو زمین پر برسا اور بعض زمین عمدہ تھی جس نے پانی چوس لیا اس نے گھاس اور سبزی خوب اگائی اور بعض سخت تھی (پتھریلی) اس نے پانی تھام لیا اللہ نے لوگوں کو اس سے فائدہ دیا پیا اور (جانوروں کو) پلایا اور کھیتی میں دیا اور بعض ایسی زمین پر یہ مینہ برسا جو صاف چٹیل تھی نہ تو پانی کو اس نے تھاما اور نہ اس نے گھاس اُگائی (پانی اس پر سے بہہ کر نکل گیا) یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے خدا کے دین میں سمجھ پیدا کی اور اللہ نے جو مجھ کو دے کر بھیجا اس سے اس کو فائدہ ہوا اس نے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس شخص کی جس نے اس پر سر ہی نہیں اٹھایا اور اللہ کی ہدایت جو میں دے کر بھیجا گیا نہ مانی۔

اس حدیث شریف میں مثال دے کر یہ فرمایا اور سمجھایا گیا ہے کہ جب پانی برستا ہے اور زمین کے لئے شادابی اور گل ریزی کا سامان مہیا ہونے لگتا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ زمین بارش کے پانی سے فائدہ اٹھانے میں تین حصوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔

☆ شیخ الحدیث جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص سندھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) پانی کو چوس کر پیداوار کرنے والی زمین۔

(ب) پانی کا ذخیرہ رکھنے والی زمین۔

(ج) نا قابل کاشت اور نا قابل ذخیرہ۔

ٹھیک ایسے ہی علم و ہدایت کی بارش کے لئے انسانی قلوب کی زمین بھی تین حصوں میں منقسم ہے۔
ان میں سے پانی کو چوس کر پیداوار کرنے والی زمین سے مراد محدثین کی جماعت ہے جو قرآن و سنت کا ذخیرہ رکھتے ہیں پہلے اس کو سمجھتے ہیں اور پھر اس پر عمل کر کے کو لوگوں تک پہچاتے ہیں۔

اس قسم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نضر الله امرأ سمع مقالتي فحفظها ووعاها واداها فرب حامل فقه إلى من هو افقه منه (الحديث)

خوش وخرم رکھے اللہ اس شخص کو جس نے میری بات سنی اسے محفوظ رکھا اور پوری حفاظت سے آگے روانہ کیا بہت سے سمجھ کی بات رکھنے والے بات کو اپنے سے زیادہ سمجھ رکھنے والے تک پہنچاتے ہیں۔

تو ہماری شیخ اور استاد ابو محمد بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ کا شمار بھی اسی قسم کے لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے سینوں میں قرآن اور حدیث کا ذخیرہ رکھا اور بعد میں ہم تک احسن انداز سے پہنچایا اور ہم کو سمجھایا اس مختصر مضمون میں شاہ صاحب کی حدیثی خدمت کا جائزہ لوں گا۔

اور ان کی کتب کا مختصر تعارف پیش کروں گا ان شاء اللہ۔

① المرأة لطرق حديث من كان له إمام فقرأة الإمام له قرأة (غير مطبوع) (۱)

شاہ بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ کی یہ ایک معرکہ آراء کتاب ہے جس میں انہوں نے حدیث

مَنْ كَانَ لَهُ إمام فَقِرأة الإمام له قرأة (أخرجه ابن ماجه)

کی تحقیق وتخریج کی ہے۔

علماء اہل حدیث اور علماء احناف میں صدیوں سے اختلاف چلا آرہا ہے کہ فاتحہ خلف الامام فرض

(۱) اس کتاب کا بعض جگہ نام ''اظہار البرأۃ'' آیا ہے، لیکن صحیح نام ''المرأۃ'' ہی ہے، جس طرح شاہ صاحب نے خود ذکر کیا ہے اور تمام محدثین اور مشائخ نے جو تقاریظ لکھی ہیں ان میں انہوں نے یہی نام ذکر کیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے یا نہیں؟ تو علماء احناف کی یہ حدیث بڑی دلیلوں میں سے ایک ہے اور انہوں نے اس حدیث سے یہ استدلال لیا ہے کہ امام کی قرأت مقتدیوں کے لئے کافی وشافی ہے۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ اس روایت کے جتنے بھی طرق ہیں وہ پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتے اور نہ ہی کثرت طرق سے ''حسن'' کے درجہ تک رسائی ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس روایت میں جو ''ضعف'' ہے وہ شدید ضعف ہے اور علماء اصولین کے ہاں شدید الضعف کثرت طرق سے بھی منجبر نہیں ہوتا۔

تو شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب میں پہلے تمام طرق کو جمع کیا پھر اس کی تحقیق کی اور بعد میں اس کے رجال پر جرح وتعدیل کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے رجال پر حکم لگایا۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے یہ کتاب ۲۰ سال کی عمر میں ہی تصنیف کروی تھی اور یہ کتاب ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو شاہ صاحب نے کئی محدثین عظام کے سامنے پیش کیا اور کئی علمائے کرام نے اس پر تقاریظ لکھیں جس سے کتاب کی اہمیت و افادیت اور اُجاگر ہوگئی وہ علماء کرام جنہوں نے اس کتاب پر تقاریظ تحریر کیں اور اس کتاب کی تعریف و توصیف کی ان میں آپ کے بڑے بھائی سید محبّ اللہ شاہ راشدی صاحب العلم السادس، مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ، مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابو القاسم سیف بنارسی، مولانا شیخ الحدیث عبداللہ روپڑی صاحب، مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی صاحب، مولانا اُحمد الدین گکھڑوی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ، مولانا عبدالرحیم پچھی اور مولانا عبدالحق بھاولپوری شامل ہیں۔

ان تقاریظ میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

مولانا اُحمد الدین گکھڑوی صاحب لکھتے ہیں۔

فإني رأيت بعض المواضع من الرسالة التي الفها السيد بديع الدين فوجدتها عجيبة التحقيق، مفيدة التدقيق قد جمع فيها جميع طرق الحديث الذي روى عن جابر وغيره اعني من كان له إمام فقرأة الإمام له قرأة وذكر تضعيفها وعللها بالتفصيل وحققها كالبخاري والبيهقي بالدليل"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے بدیع الدین شاہ صاحب کی کتاب سے بعض مواضع کا بغور مطالعہ کیا تو میں نے اس کتاب میں عجیب وغریب اور فائدے مند تحقیق پائی جس میں (مؤلف) نے من کان لہ إمام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ والی روایت میں جابر جعفی کے طرق سمیت دوسرے تمام راویوں کے طرق کو ذکر کیا اور اس کی وجہ ضعف وعلل تفصیلی طور پر بیان کی اور اس کتاب کی تحقیق امام بخاری اور امام بیہقی کے طرز پر بادلیل کی ہے۔

شاہ صاحب کے بڑے بھائی علامۃ سید محب اللہ شاہ رحمہ اللہ اس کتاب کے بارے میں کچھ یوں رقمطراز ہوتے ہیں۔

"هذا ولم يتكلم فيما علمنا على جميع طرق هذا الحديث أحد بالاستيعاب فلم يتميز إلى الآن الخطاء من الصواب فاراد أخي الشقيق والحمد لله على ذلك ان يكشف عن وجوهها الأستار لتظهر عيوبها القبيحة لأولى الأبصار فسعى في جمع طرقها والكلام عليها بالإنصاف مع التجنب عن الورود مورد الاعتساف.

جہاں تک مجھ کو علم ہے ابھی تک کسی نے اس کے تمام طرق کا استیعاب نہیں کیا تھا اور نہ ہی صحیح اور سقیم میں تمیز کی تھی تو میرے حقیقی بھائی نے ارادہ کیا کہ اس روایت کے پردے چاک کیے جائیں تاکہ عقلمندوں کے لئے اس کے عیوب عیاں ہوں۔ پہلے تو (بھائی) نے اس روایت کے تمام طرق کو جمع کیا اور پھر روایت پر منصفانہ طور پر کلام کیا اور ایک ہی نہج پر گامزن رہے۔

محدث عبدالجبار کھنڈیلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فإني طالعت الرسالة المسماة بالمرأة لطرق حديث من كان له إمام فقرأة الإمام له قرأة، فوجدتها وحيدة فريدة في هذا الباب بلا شك وارتياب لأنها مملوة بالتحقيقات الانيقة عندا ولى الالباب.

میں نے رسالہ "المرأة لطرق حديث من كان له امام" بغور مطالعہ کیا تو میں نے اس کو اس میدان میں بغیر شک وشبہ اپنے مجال میں وحید اور نادر پایا کیوں کہ یہ کتاب بہترین اور خوبصورت تحقیقات سے بھرپور ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② تحفة الأحباب في تخريج أحاديث قول الترمذي وفي الباب (غیر مطبوع)

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب ''جامع ترمذی'' صحاح ستہ کی ایک اہم کتاب ہے جس پر بے شمار محدثین کرام نے مختلف نوعیت کا کام کیا کئی نے اس کتاب کی شروحات تحریر کیں تو کئی نے اس کی تخریج کی اور کئی محدثین نے امام ترمذی کی دوسری روایت کیطرف اشارہ کردہ ''وفی الباب'' کی تخریج کی۔

امام ترمذی کی یہ عادت ہے کہ وہ جامع ترمذی، میں پہلے باب باندھتے ہیں اور اس کے تحت اُحادیث کوذکر کرتے ہیں اور پھر حدیث کے آخر میں ''وفـي الباب'' لکھ کر دوسری روایات کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں کہ اس کے شواہد فلاں فلاں صحابی سے منقول ہیں۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں قول ترمذی ''وفـي الباب'' میں ذکر کردہ تمام شواہد کی تخریج کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ شواہد کن کن کتب میں موجود ہیں اور شاہ صاحب نے اس کتاب میں مندرجہ ذیل منہج اپنایا ہے۔

(ا) پہلے وہ باب کے تحت ''وفـي الباب'' کے تمام شواہد کی تخریج کرتے ہیں پھر ہر ایک کی سند بیان کرتے ہیں اور پھر حدیث پر حکم لگاتے ہیں اور ہر باب کے تحت شاہ صاحب نے ایک فصل کا ذکر کیا ہے جس کا نام انہوں نے ''فصل فی الاستدراک'' کا دیا ہے جس میں انہوں نے ان شواہد کا بھی ذکر کردیا جس کا مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ نہیں کیا تھا یہ کتاب اپنی نوعیت کی بہترین کتاب ہے لیکن وہ صرف کتاب الطہارۃ تک تخریج کرسکے تھے۔

③ السمط الابريز حاشية مسند عمر بن عبدالعزيز (مطبوع)

امام الحافظ الکبیر محدث العراق ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان بن الحارث الازدی الواسطی المعروف ''الباغندی'' نے مسند عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جس میں انہوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے جتنی روایات تھیں ان کو ایک جگہ جمع کیا ہے۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی مکمل تحقیق کی اور حاشیہ کے طور پر مندرجہ ذیل علمی نقاط کا اضافہ کیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- تمام روایت کی تخریج معہ تمام راویوں کے تراجم اور ان کے بارے میں محدثین کے اقوال نقل کئے۔

۲- تمام روایات کی ترتیب دی اور ان کو ارقام میں تقسیم کیا۔

۳- اور عندالحاجۃ فوائد علمیہ اور قیمّہ سے قرطاس کو منور کیا۔

۴- صحت وضعف کے لحاظ سے حدیث پر حکم لگا دیا۔

۵- یہ کتاب مکتبۃ فاروقیہ ملتان سے شائع ہو چکی ہے۔

④ الإجابة مع الإصابة فی ترتیب أحادیث البیهقی علی مسانید الصحابة (غیر مطبوع)

امام المحدثین الحافظ الجلیل ابی بکر أحمد بن الحسین بن علی المعروف امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے ایک عظیم محدث تھے ان کے اوصاف وکمالات کا اعتراف ان کے معاصرین علماء فن و ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے کیا ہے علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام بیہقی علم وفضل کا پہاڑ اور اپنے دور میں عدیم المثال یکتائے روزگار میدان علم کے شاہ سوار حاذق الفن محدث اور علوم اسلامیہ کے متبحر عالم تھے۔

ان کی پیدائش ۳۸۴ھ میں خراسان کے مشہور شہر نیشاپور کے مضافاتی قریہ ''بیہق'' میں پیدا ہوئے جن کی طرف ان کی نسبت کی جاتی ہے، اور ان کی وفات ۷۴ سال کی عمر میں نیشاپور میں ۱۰ جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ کو اپنے وطن میں ہوئی امام صاحب نے بے شمار کتب تالیف کیں لیکن ان کی کتاب ''السنن الکبریٰ'' ایک مایہ ناز اور شہرہ آفاق تصنیف ہے، اس کی عظمت ومقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ صحاح ستہ کے بعد جن کتابوں کو غیر معمولی شہرت اور بقائے دوام نصیب ہوا اس میں سنن کبریٰ بھی شامل ہے۔

حافظ ابن صلاح، امام السیوطی، شاہ ولی الدھلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس کتاب کی تعریف وتوصیف کی ہے اور اس کو عمدہ اور پر منفعت بتایا ہے۔ (کاروان حدیث ص ۱۸۶ عبدالرشید عراقی)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب کو ابواب فقہیہ پر مرتب کیا ہے اور پہلے وہ کتاب ذکر کرتے ہیں اور بعد میں اس کے تحت ابواب مرتب کرتے ہیں اور پھر حدیث بیان کرتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ نے ''السنن الکبریٰ'' کی تمام اُحادیث کو علی مسانید الصحابہ یعنی ہر صحابی رسول کی اُحادیث کو الگ الگ ذکر کردیا مثال کے طور پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تمام حدیثوں کو مختلف بابوں سے لے کر ایک جگہ جمع کردی جس طرح مسند اُحمد بن حنبل رحمہ اللہ ہے اسی طرح ہر صحابی کی حدیث کو ایک جگہ جمع کردیا ہے اور اس کتاب کو انہوں نے حروف تہجی پر ترتیب دیا ہے اور اس کی تحقیق اور تخریج کے ساتھ ساتھ ان اُحادیث پر صحت وضعف کے لحاظ سے حکم بھی لگایا ہے اس کے علاوہ فوائد علمیہ وقیمّہ سے بھرپور ہے لیکن صد افسوس یہ کتاب مکمل نہ ہوسکی صرف حضرت جابر رضی اللہ عنہ تک ہوئی تھی کہ شاہ صاحب دنیا سے رخصت ہوگئے ورنہ یہ کتاب کئی جلدوں پر مشتمل ہوتی۔

⑤ الإلمام بتبويب أحاديث الخطيب على الأحكام (مطبوع)

امام ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ایک عظیم الشان کتاب بنام ''تاریخ بغداد'' کئی اجزاء میں تحریر کی جس میں انہوں نے ان راویوں کے تراجم نقل کیے ہیں جو یا تو بغداد کے ساکن تھے یا ان کا وہاں ورود مسعود ہوا یا ان کا کسی طرح بھی بغداد سے تعلق تھا۔ اور ہر راوی کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ وہ چند اُحادیث بھی نقل کرتے ہیں اور امام صاحب کی کوشش وسعی یہ ہوتی تھی کہ ان روایات کو نقل کیا جائے جو انہوں نے بغداد میں سنی ہوں۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ''تاریخ بغداد'' کی تمام اُحادیث کو جمع کیا اور ان کو ابواب فقہیہ پر ترتیب دیا ہے اور مندرجہ ذیل منہج پر کتاب کو مرتب کیا۔

۱- تاریخ بغداد کی تمام روایات کو جمع کیا۔

۲- ان احادیث کو ابواب فقہیہ یعنی کتاب الطہارۃ کتاب الصلاۃ پر ترتیب دیا۔

۳- ہر حدیث پر صحت اور ضعف کے لحاظ سے حکم لگایا۔

۴- ہر حدیث کی تخریج کی۔

۵- اور آخر میں یہ بتایا کہ یہ حدیث تاریخ بغداد کے کس راوی کے تحت نقل کی گئی ہے۔

۶- یہ کتاب بھی نامکمل ہے تقریباً کتاب العلم کتاب الایمان کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلاۃ سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ''الإبراد بالصلوٰۃ إذا اشتد الحرّ'' تک کام ہو چکا تھا۔

⑥ فهرسة أحاديث تاريخ مدينة السلام على تبويب المسائل وترتيب الأحكام (غیر مطبوع)

یہ کتاب دراصل الالمام بتویب الأحادیث الخطیب علی الأحکام'' کی فہرست ہے جس کا نام شاہ صاحب نے الگ رکھا ہے۔

⑦ أزهار الحدائق في تذكار من جمع أحاديث خير الخلائق (غیر مطبوع)

شاہ صاحب رحمہ اللہ کی یہ ایک اہم کتاب ہے جس میں انہوں نے ان محدثین کی کا تذکرہ کیا ہے جس نے کوئی بھی حدیث کی کتاب لکھی ہے۔ گویا کہ حدیث کی کتب کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں تقریباً دو ہزار کتب کا تعارف ہے شاہ صاحب نے اس کتاب پر مندرجہ ذیل منہج پر کام کیا ہے۔

۱- سب سے پہلے وہ کتاب کا مکمل نام تحریر کرتے ہیں۔

۲- پھر مصنف کا مکمل تعارف اختصار کے ساتھ

۳- ہر کتاب کی ایک حدیث اور اس کی مکمل تخریج کرتے ہیں۔

⑧ حاشية انتقاض الاعتراض في الرد على العيني في شرح البخاري (غیر مطبوع)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ المتوفی ۸۵۲ھ نے بخاری شریف پر ایک بہترین شرح لکھی جس کا نام ''فتح الباری'' رکھا تھا علامہ عینی نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی شرح پر بعض جگہ اعتراض کئے جس کا جواب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''انتقاض الاعتراض'' کے نام سے تحریر کیا اور علامہ عینی رحمہ اللہ کا مسکت جواب دیا۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بعض جگہ حاشیہ کے طور پر علمی نقاط تحریر کیے ہیں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے دیئے ہوئے ہر حوالہ کا صفحہ اور جلد نمبر تحریر کیا ہے شاہ صاحب کتاب کے ابتدائی ۳۷ صفحات پر کام کر چکے تھے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑨ صريخ المهمد فى تخريج بلاغات مؤطا محمد (غیر مطبوع)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب ''مؤطا محمد'' جس پر کئی محدثین نے مختلف انداز میں مختلف نوعیت کے کام کئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ''بلاغات'' اُحادیث کی تخریج کی ہے اور بعض جگہ اس کا اتصال بھی بیان کیا ہے اور حدیث پر حکم بھی لگایا ہے ''کتاب الاضاحی'' تک اس پر شاہ صاحب نے کام کیا ہے۔

⑩ اربعينات فى الدينيات (غیر مطبوع)

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محدثین کے طرز پر اربعین کا مجموعہ تیار کیا لیکن ان کا منہج اس کتاب میں بالکل مختلف تھا۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ابواب فقہیہ کو چالیس ابواب میں تقسیم کیا اور پھر ہر باب کے تحت چالیس اُحادیث کا مجموعہ جمع کیا اور ہر حدیث کی تخریج کی اور حکم لگایا۔ یہ کتاب بھی اپنی نوع کی ایک منفرد کتاب ہے، شاہ صاحب نے اس کتاب کے صرف نو باب مکمل کئے تھے۔

(۱۱) البرق السماوى على السارق الدنياوى (غیر مطبوع)

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں سارق یعنی ''چور'' کی سزاء اُحادیث صحیحہ کی روشنی میں بیان کی ہیں اور اس کتاب کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا ہے اور ہر باب کے تحت حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس حدیث کی تخریج بھی کی ہے اور حکم بھی لگایا ہے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب اپنے ہاتھ سے لکھی تھی ورنہ اکثر کتابیں وہ کاتب سے لکھواتے تھے۔

(۱۲) التعليقات الراشديه على شرح اربعين النوويه للشيخ محمد حيات السندیؒ (غیر مطبوع)

امام یحیی بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب ''اربعین نووی'' ہے جس میں انہوں نے صحیح اُحادیث جمع کیں ہیں اور ان میں اکثر روایات صحیح بخاری ومسلم سے ماخوذ ہیں اختصار کے خیال سے سندیں حذف کردی ہیں اور ۴۰ کے بجائے ۴۲ حدیثیں جمع کی ہیں۔

اس کتاب کی شرح بے شمار محدثین عظام نے تحریر فرمائی ہیں جن میں امام نووی خود، ابن رجب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنبلی، ابن حجر ہیثمی، ابن حجر عسقلانی اور دیگر محدثین شامل ہیں۔

ان شارحین میں سے ایک بارہویں صدی کے سندھ کے عظیم محدث العلامۃ محمد حیات السندی رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۶۲ھ شامل ہیں جنہوں نے اس کتاب کی بہترین شرح تحریر کی ہے۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب پر مختصر تعلیق لگائی ہے۔

(۱۳) التعلیق المنصور علی فتح الغفور فی وضع الأیدی علی الصُّدور (غیر مطبوع)

بارہویں صدی کے عظیم محدث العلامۃ المحدث محمد حیات السندی المتوفی ۱۱۶۲ھ نے ایک کتاب "فتح الغفور فی وضع الأیدی علی الصدور" لکھی تھی جو بہت معروف ومشہور کتاب ہے تو شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب کی مکمل تحقیق مندرجہ ذیل اصولوں پر کی ہے۔

۱- کتاب پر ایک علمی وجامع مقدمۃ لکھا ہے۔

۲- ہر حدیث کی مکمل تخریج وتحقیق کی ہے۔

۳- سند کے تمام رجال کا ترجمۃ اور حکم ذکر کیا ہے۔

۴- ہر حدیث کے فوائد بھی بیان کئے ہیں۔

۵- اور ہر حدیث کے متابعات اور شواہد کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

۶- مصنف رحمہ اللہ کے بیان کردہ تمام حوالوں کو اصلی مصادر ومراجع سے نقل کر کے صفحہ اور جلد نمبر ذکر کیا ہے۔

(۱۴) توفیق الباری فی ترتیب جزء رفع الیدین للبخاری (غیر مطبوع)

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب میں امام بخاری کی کتاب جزء رفع الیدین کی اَحادیث کو ترتیب دیا یعنی احادیث مرفوعہ کو الگ اور موقوفات کو الگ اور امام صاحب کے اقوال کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے تاکہ افادہ حاصل کرنے میں آسانی ہو یہ کتاب ہندوستان کے مشہور رسالہ محدث بنارس سے ۱۹۸۵ میں قسط وار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شائع ہوچکی ہے۔

(۱۵) غایة المرام فی تخریج جزء القرأة خلف الإمام للبخاری

(غیر مطبوع)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک کتاب "جزء القرأة خلف الإمام" تحریر کی جس میں انہوں نے احادیث کی روشنی میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کو پڑھنا مقتدی کے لئے ضروری قرار دیا اور قرأۃ خلف الإمام کی تمام اُحادیث کو ایک جگہ جمع کر دیا۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب کی تمام اُحادیث کی تخریج کی اور تمام رجال کا ترجمہ ذکر کیا اور صحت حسن اور ضعف کے لحاظ سے حدیث پر حکم بھی لگایا۔

شاہ صاحب نے اس کتاب کو شائع کرنے کے لئے شیخ عبدالمنعم فاروقی کتب خانہ والے کو دی انہوں نے شیخ عبدالشکور سانگلہ والے کو دی اور ان سے یہ کتاب ضائع ہوگئی جو ابھی تک مفقود ہے۔

(۱٦) القندیل المشعول فی تحقیق حدیث اقتلوا الفاعل والمفعول (غیر مطبوع)

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب میں حدیث "من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول له" کی تحقیق کی ہے۔بعض محققین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا جب کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کثرۃ طرق اور متابعات وشواہد کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث "حسن لغیرہ" کے درجہ تک رسائی کرتی ہے۔

(۱۷) زجاجة القندیل (غیر مطبوع)

اس کتاب میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے لواطت کرنے والے شخص کی سزا کے بارے میں اُحادیث اور آثار کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ اس کو رجم کیا جائے یا قتل یا کسی اونچی جگہ سے دھکا دیا جائے۔

(۱۸) التذییل للقندیل (غیر مطبوع)

اس کتاب میں شاہ صاحب رحمہ اللہ حدیث البہیمۃ یعنی "من أتى البهيمة فاقتلوه واقتلوها معه"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تحقیق کی ہے۔اس حدیث کے بارے میں بھی محققین کا اختلاف ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے حسن یا ضعیف شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے اس حدیث کو درجہ ''حسن'' تک پہنچایا ہے۔

(۱۹) التکمیل لتذییل القندیل (غیر مطبوع)

اگر کوئی شخص کسی جانور سے وطی کرتا ہے اور وہ جانور ماکول اللحم ہے تو کیا اس کا گوشت کھایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کتابچہ میں اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے اور آخر میں اُحادیث آثار اور فقہاء کے اقوال کے پیش نظر حکم بیان کیا گیا ہے۔

(۲۰) انماء الزکن فی تنقید انھاء السکن المعروف ''نقض قواعد فی علوم الحدیث (مطبوع)

حنفی علماء کے مشہور عالم دین ظفر احمد تھانوی رحمۃ اللہ نے حنفی مذہب کی تائید میں ایک کتاب ''اعلاء السنن'' لکھی جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔اور اس کتاب کا مقدمہ لکھا جس کا نام انہوں نے ''انھاء السکن'' رکھا جس میں انہوں نے علوم حدیث کو حنفی رنگ میں بیان کئے اور بعد میں شام کے مشہور عالم دین شیخ ابوغدہ رحمۃ اللہ نے مصنف کی اجازت سے اس کا نام بدل کر'' قواعد فی علوم الحدیث'' رکھ دیا اور اسی نام سے شائع کردیا اس وقت جو مارکیٹ میں قواعد فی علوم الحدیث تھانوی صاحب کی مشہور ہے یہ وہی اعلاء السنن کا مقدمۃ ہے۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

حق تو یہ تھا کہ اس کتاب کا نام قواعد علی مذہب الحنفیۃ رکھا جاتا نہ کہ قواعد فی علوم الحدیث اور آخر میں لکھتے ہیں:

''حق ھذا الکتاب ان یسمی مھازل فی علوم الحدیث فعلوم الحدیث فی واد وھو لاء العمیان فی واد انا للہ وانا الیہ راجعون.''

شاہ بدیع الدین رحمۃ اللہ جب مدینۃ منورہ تشریف لے گئے تو ان کو جامعۃ اسلامیہ میں ایک پاکستانی شیخ حافظ فتحی رحمۃ اللہ نے شاہ کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اس کتاب کا جواب تحریر کیا جائے تو شاہ صاحب نے یہ ذمہ داری قبول کی اور اس کتاب کا مسکت جواب دیا اور اس کتاب کا نام ''انماء الزکن فی تنقید

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انهاء السكن" رکھا اور شیخ صلاح الدین مقبول صاحب نے اس کتاب کی مکمل تحقیق کی اور علمی تعلیقات سے کتاب کی اہمیت کو اور اجاگر کر دیا اور کویت سے اس کتاب کو "نقض قواعد في علوم الحديث" کے نام سے شائع کیا ہے۔

(۲۱) الطوام المرعشه فی بیان تحریفات أهل الرأی المدهشة (مطبوع)

محدثین عظام کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ جب بھی کسی نے قرآن وحدیث پر کسی بھی طرح حملہ کیا تو ان لوگوں نے اس کا دفاع کیا اور مکمل طور پر اس کا جواب دیا تو محدثین کے مقابلہ میں ایک فرقہ "اہل الرأی" ہے جس نے ہمیشہ قرآن وحدیث کے دلیل کے خلاف عقل کو استعمال کیا۔ بظاہر تو وہ قرآن کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے تو انہوں نے قرآن پاک کی باطل تاویلات کی اور اس طرح حدیث شریف میں کچھ اس طرح اضافہ کیا کہ وہ اپنے اصل معنی سے ہٹ گئیں مثال کے طور پر اہل الرأی نے مسلم کی حدیث کو کچھ اس طرح اپنی کتب میں ذکر کیا۔

مالي اراكم رافعي ايديكم عندالركوع والرفع عنه كاذناب خيل شمس

حالانکہ "عندالركوع والرفع عنه" کے الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔

تو شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب میں اس طرح کی مثالیں دیں اور ان کا پردہ چاک کیا اور اپنی اس کتاب کو ایک مقدمہ اور دو بابوں میں تقسیم کیا مقدمۃ میں دفاع عن حدیث اور اہل الرأی کا مطلب بیان کیا اور باب اوّل میں تحریفات فی القرآن جبکہ باب ثانی میں تحریفات فی حدیث بیان کیں یہ کتاب صلاح الدین مقبول حفظہ اللہ کی تعلیق کے ساتھ کویت سے شائع ہوئی ہے۔

(۲۲) شیوخ الإمام البیهقی (غیر مطبوع)

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب میں امام بیہقی کے اساتذہ کے تراجم کو جمع کیا ہے اور تمام شیوخ کو حروف تہجی پر ترتیب دیا اور ہر استاد کے ساتھ ایک روایت بطور استدلال ذکر بھی کرتے یہ کتاب بھی نامکمل ہے لیکن جتنا کام ہوا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۳) المعقبات المرضية للتعقيبات الغير المرضية (غير مطبوع)

شاہ محب اللہ راشدی رحمہ اللہ نے شاہ صاحب کی کتاب "المرأة لطرق حديث من كان له امام فقرأة الإمام قرأة" پر بعض جگہوں پر اعتراض کیا تھا تو شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ان کے ان اعتراضات کا جواب تحریر کیا اور اس کا نام رکھا "المعقبات المرضية للتعقيبات الغير المرضية"

(۲٤) تهذيب الأقوال فيمن له ترجمة فى المرآة من الرجال (غير مطبوع)

شاہ بدیع الدین راشدی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "المرأة لطرق حديث من كان له امام فقرأة الإمام له قرأة" کے تمام راویوں کے تراجم ذکر کئے اور ان کے ثقہ غیر ثقہ ہونے کا حکم لگایا اور اس کتاب کو تہذیب الأقوال سے موسوم کیا۔

(۲۵) التجويب لتعقيب التهذيب (غير مطبوع)

شاہ محب اللہ راشدی صاحب نے شاہ صاحب کی کتاب "تہذیب الاقوال" کے چند رجال پر تنقید کی اور شاہ بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ کی رائے کی مخالفت کی تو شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب میں شاہ محب اللہ صاحب کی تنقید کا علمی جواب بنام "التجويب لتعقيب التهذيب" سے دیا۔

(۲٦) القول اللطيف فى الاحتجاج بالحديث الضعيف (غير مطبوع)

کیا ضعیف حدیث پر عمل کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر متقدمین اور متاخرین محدثین میں شدید اختلاف رہا کئی تو مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں اور کئی مطلقاً ناجائز قرار دیتے اور بعض محدثین چند شروط کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب میں اسی سوال کا جواب دیا ہے اور انہوں نے چند شروط کے ساتھ حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز قرار دیا ہے شروع کتاب میں وہ شروط بیان کرتے ہیں اور بعد میں اپنے مؤقف کی تائید میں ۷ امحدثین کرام کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

راقم الحروف نے جامعۃ الازہر قاہرہ مصر میں دوران تعلیم اس کتاب کی مکمل تخریج و تحقیق کی تھی اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان شاء اللہ عنقریب اردو ترجمہ کے ساتھ طبع کرنے کا ارادہ ہے۔

(۲۷) جزء منظوم فی أسماء المدلسین (مطبوع)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ المتوفی ۸۵۲ھ نے مدلس راویوں کے بارے میں ایک کتاب بنام ''تعریف أہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس'' تحریر کی جس میں انہوں نے ۱۵۲ راویوں کو پانچ مراتب میں تقسیم کیا ہے تو شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ان تمام راویوں کو نظم میں پرو دیا ہے تاکہ یاد کرنے میں آسانی ہو جائے۔

راقم الحروف نے اس کتاب کی مکمل تحقیق قاہرہ میں کی تھی جس کو عنقریب شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

(۲۸) جلاء العینیین بتخریج روایات البخاری فی جزء رفع الیدین (مطبوع)

امیر المؤمنین فی الحدیث ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ نے ''رفع الیدین'' کے موضوع پر ایک بہترین کتاب بنام ''جزء رفع الیدین'' تحریر کی جس پر شاہ بدیع الدین راشدی صاحب نے ایک بہترین تعلیق بنام ''جلاء العینین'' کے نام سے تحریر کی جس میں شاہ صاحب نے تمام روایات کی تخریج، ہر راوی کا ترجمہ اور ہر روایت پر حکم لگایا اور سب سے پہلے اس کتاب کو ''ادارہ اثریہ کے مدیر فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ نے فیصل آباد سے شائع کروایا اسکے علاوہ یہ کتاب لبنان اور مصر سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

(۲۹) تحقق الدعاء برفع الیدین وما قیل فی اسلام الابوین (غیر مطبوع)

شاہ صاحب نے اس کتاب میں دو مسئلوں کو علمی طور پر حل کیا ہے جو مختلف فیہ مسائل میں سے ہیں۔

المسئلۃ الأولیٰ:

تحقیق الدعاء برفع الیدین بعد الصلوٰۃ مفروضۃ کانت اونا فلۃ مع الجماعۃ

یعنی فرض نماز یا نفلی نماز کے بعد جماعت کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اس کا شریعت میں ثبوت ہے یا نہیں؟

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو شاہ صاحب نے اس کتاب میں اس مسئلہ پر علمی اور سیر حاصل بحث کی ہے اور اس مسئلہ کے متعلق اختصار کے طور پر سمجھایا ہے کہ

والمسئلة المسئولة عنها للناس فيها افراط و تفريط والثابت من الأصل المسلك الوسيط وخير الامور راوسطها لافرطها ولا افراطها

قال ابو محمد: والقول بين القولين المقارب للفريقين وهو ان رفع الأيدى فى الدعاء بعد الصلوٰة المكتوبة مع الجماعة فعل مسنون وعمل مامؤن وكذا تركه مباح لاجناح لا معيوب ولا معتوب ومندوب لامكتوب (تحقيق الدعاء ص ۱۵۵)

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ جو مسئلہ مجھ سے پوچھا گیا ہے یہ افراط وتفریط کا شکار ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ مسئلہ ثابت ہے اور بہتر کام معتدل ہے۔

قال ابو محمد: یہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے اکثر کتاب میں وہ علماء سلف کی طرح اپنی کنیت لے کر مسئلہ کی وضاحت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ صحیح بات ان دونوں قولوں کے درمیان ہے جو دونوں فریقوں کو قریب لاتی ہے وہ یہ کہ فرض نماز کے بعد جماعت کے ساتھ دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا فعل مسنون ہے اور امن والا فعل ہے اسی طرح اس کا چھوڑنا بھی جائز ہے جس میں نہ گناہ نہ عیب ہے اور نہ ہی عتاب کا باعث ہے اور دعا کرنا مستحب ہے فرض نہیں ہے۔

المسئلة الثانية:

ابوا النبى صلى الله عليه وسلم ماتا على الإسلام ام على الكفر هل هو إلى الان كذلك ام لا

دوسرا مسئلہ جو اس کتاب میں ہے وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی وفات اسلام پر ہوئی ہے یا کفر پر اگر کفر پر ہوئی ہے تو پھر کیا وہ کافر ہیں یا نہیں اور امام قرطبی نے ایک روایت نقل کی جس میں انہوں نے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی وجہ سے آپ کے والدین کو دوبارہ زندہ کیا گیا اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے اس کتاب میں اس سوال کا تسلی بخش جواب تحریر کیا ہے اور امام قرطبی رحمۃ اللہ سے جو روایت ذکر کی ہے اس کا علمی وتحقیقی لحاظ سے پوسٹ مارٹم کیا ہے اور امام قرطبی رحمۃ اللہ نے جو اس حدیث کو دلیل بنا کر دوسرے اقوال اور دلائل و براہین کا ذکر کیا ہے کہ جب بنی اسرائیل میں مقتول زندہ ہوسکتا ہے اصحاب الکہف زندہ ہوسکتے ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ یحیی الموتی، کرسکتا ہے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو امام الانبیاء ہیں اوران کا مقام سب نبیوں سے اعلیٰ ہے تو ان سے یہ معجزۃ صادر کیوں نہیں ہوسکتا؟

شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے اس کتاب میں ان سب کا عقلاً ونقلاً رد پیش کیا ہے۔

اوراسطرح اس کتاب میں شاہ صاحب نے امام السیوطی رحمۃ اللہ کی اس موضوع پر لکھی گئی دو کتب میں

① الفوائد الکامنة فی ایمان السیدة آمنة

اور دوسری کتاب

② التعظیم والمنة فی أن ابوی المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنة

کا خوب تعقب کیا ہے۔

راقم الحروف نے اس کتاب کی بھی مکمل تحقیق جامعۃ الازھر میں کی تھی۔

جب کہ اس کتاب کا پہلا حصہ فضیلۃ الشیخ محمد عبداللہ ظاہری صاحب حفظہ اللہ نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کے ساتھ حیدرآباد سے شائع کی ہے۔

(۳۰) رفع الإرتیاب عن حکم الأصحاب (غیر مطبوع)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور دفاع عن الصحابۃ کے موضوع پر شاہ صاحب کی یہ ایک بہترین شاہکار ہے جس کو ۲۱ بابوں میں تقسیم کیا ہے ان میں سے چند ابواب کی تفصیل:

باب اول: صحابی کی تعریف اوران کی فضیلت قرآن واحادیث کی روشنی میں

باب ثانی: جو شخص صحابہ پر سب وشتم کریں اس کا گناہ۔

باب ثالث: صحابہ کرام کا یہ کہنا "امرنا بکذاء نهینا عن کذا" یرفع الحدیث۔

"من السنة کذا" کنا نقول کذا" آیا یہ مرفوع کے حکم میں ہے یا موقوف کے؟

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب رابع: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال حجت ہیں یا نہیں؟

اس کے علاوہ اور بہت کچھ جو اس کتاب کی زینت ہے۔

(۳۱) ایفاء اللھی علی اعفاء اللحیٰ (غیر مطبوع)

شیخ محمد حیات السندھی ۱۱۶۳ھ نے داڑھی کی اہمیت پر ایک کتاب بنام "اعفاء اللحی" تحریر کی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب پر ایک بہترین تعلیق بنام "ایفاء اللحی" تحریر کی اور کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ لکھا جس میں انہوں نے "لحیة" لفظ پر لغوی بحث کی ہے اور داڑھی کے فوائد بیان کیے ہیں۔

(۳۲) خیر المشرب فی سنیة الرکعتین قبل المغرب (غیر مطبوع)

شاہ بدیع الدین صاحب کو بعض محدثین عصر نے "ملازم بالسنة" کا لقب دیا ہے اس کی یہ وجہ تھی کہ شاہ صاحب ہر سنت کو اپناتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے جس سے ان کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتی ہے اس کتاب میں شاہ صاحب نے ایک مفقود سنت (نماز مغرب سے پہلے دو رکعات سنت) کو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر عبدالعزیز نہڑیو حفظہ اللہ ☆

مکتبہ راشدیہ

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عظیم کارنامہ

علم اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے، عالم اور جاہل برابر نہیں ہوتے۔ فرمان الٰہی ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الزمر: ۹)

بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟

اور ایمان و اسلام سے نابلد اور جاہل ہونا بڑا عیب و خسارہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس علم کو قلم و کتاب سے محفوظ کرنے کا بھی علم عطا فرمایا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَكْرَمُ○ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (القلم: ۳،۴)

تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کو کتابیں عطا فرمائیں جن پر ایمان لانا واجب ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (الحدید: ۲۵)

یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔

☆ گورنمنٹ ڈگری کالج کالی موری حیدرآباد، کاتب سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ، سابق انچارج مکتبہ راشدیہ آزاد پیر جھنڈا، اس وقت آپ شاہ صاحب پر پی۔ ایچ۔ ڈی کا رسالہ بنام ''پیر جھنڈو خاندان کی دینی و علمی خدمات'' پہ مقالہ تحریر کر رہے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا:

كُلٌّ آمَنَ بِاللّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ (البقرة: ۲۸۵)

یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔

وہ کتب اور احکام وحی کی صورت میں نازل ہوتے تھے لیکن پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں کتابی شکل میں محفوظ کیا گیا۔ فقط موسیٰ علیہ السلام کو تورات تختیوں پر لکھی ہوئی ملی تھی۔ فرمان الٰہی ہے:

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً (الاعراف: ۱۴۵)

اور ہم نے چند تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت ان کو لکھ کر دی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو کاتبوں سے لکھوایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین، صفات اور اعمال و کردار کو صحابہ نے بھی حفظ کیا اور لکھا بھی۔ جناب امام، حافظ، فقیہ، سید المحدثین ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا:

ما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احد اکثر حدیثا عنہ منی الاما کان من عبداللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا اکتب (صحیح بخاری ۱/۳۸) وقال فانی کنت اعی بقلبی، وکان یعی قلبہ ویکتب بیدہ (معانی الآثار ۲/۳۸۴)

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کے علاوہ کوئی بھی مجھ سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث روایت کرنے والا نہیں، کیونکہ میں فقط یاد کرتا تھا جبکہ عبداللہ بن عمرو بن عاص یاد بھی کرتے تھے اور لکھتے بھی تھے۔

صحابہ کرام کے بعد امت محمدیہ نے جس طرح علم کو کتابی شکل میں محفوظ کیا اس کی مثال اقوام عالم میں ملنا ناممکن اور مشکل ہے۔ مسلمانوں نے نہ صرف علوم اسلامیہ بلکہ تاریخ، طب، جغرافیہ، ریاضی اور دیگر سائنسی علوم پر بے شمار کتابیں لکھیں اور قرون اولیٰ سے لے کر اسلامی علوم اور دیگر فنون پر بے بہا اور عظیم کتب کو جمع کیا۔ اسی طرح عالم اسلام میں بڑے بڑے مکتبات کا قیام عمل میں آیا۔

تاریخ بغداد ص۱۶۴/ ج۲ میں امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ہے۔ **کانت کتبہ الذی حدث بھا عشرین الفا او واحداً وعشرین الفا** یعنی امام عبداللہ بن مبارک المروزی رحمہ اللہ کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس بیس یا اکیس ہزار کتابیں تھیں جن سے وہ احادیث بیان کرتے تھے، امام عبداللہ بن مبارک تبع تابعی تھے اور ۱۸۱ھ میں فوت ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے اس ابتدائی زمانہ میں نجی مکتبات میں اس قدر کتابیں تھیں تو بعد میں آنے والے وقت میں تو اندازہ سے زائد مکتبات و کتب جمع ہوئی ہونگی۔ جب علوم وفنون کا دائرہ بھی بڑھ گیا تو ایک ایک مصنف نے ہزاروں لاکھوں صفحات لکھ ڈالے۔ امام ابن حزم اندلسی کے متعلق آتا ہے:

رووا عن ابنه الفضل انه اجتمع عنده بخط ابيه من تاليفه نحو ۴۰۰ مجلد تشتمل علي قريب من ثمانين الف ورقة (الاعلام للزركلي ۵/۵۹)

یعنی ان کے فرزند فضل کہتے ہیں کہ ان کے پاس والد محترم ابن حزم ظاہری کی تالیفات کی ۴۰۰ جلدیں ہیں جو تقریباً اسی ہزار ورقات (یعنی ایک لاکھ ساٹھ ہزار صفحات) پر مشتمل ہیں۔

امام ابراہیم بن اسحاق الحربی (۱۹۸ھ - ۲۹۵ھ) کے پاس بارہ ہزار اجزاء فقط لغت اور غریب الحدیث کے فن پر تھے جو کہ انہوں نے خود لکھے تھے (تذکرہ الحفاظ ۲/۱۴۷)

امام ابن عقیل بغدادی (۴۳۱ھ-۵۱۳ھ) جو کہ پہلے معتزلی بن گئے تھے بعد میں توبہ کی۔ انہوں نے کتاب الفنون کے نام سے کتاب لکھی جو کہ ۴۰۰ سے زائد بڑی جلدوں پر مشتمل تھی۔ امام ذہبی کہتے ہیں:

لم يصنف في الدنيا اكبر منه (تاريخ الاسلام للذهبی ۴/۲۰۹، سير اعلام النبلاء ۱۹/۴۴۵، الاعلام للزركلي ۶/۱۲۹)

یعنی اس سے بڑی کتاب دنیا میں کہیں نہیں لکھی گئی۔

بعض مبتدعین نے تو بہت طوالت سے کام لیا مثلاً ابو یوسف قزوینی معتزلی نے ایک تفسیر لکھی تھی جس کے بارے میں حسین بن محمد بلخی کہتے ہیں: **صنف (التفسير) في ثلاث مئة مجلد ونيف** یعنی تین سو سے بھی زیادہ جلدوں پر تفسیر لکھی۔ ابن عقیل کتاب الفنون میں کہتے ہیں "**بلغ خمس مائة مجلد** یعنی پانچ صد جلدوں پر مشتمل تھی۔" محمد بن عبدالملک کہتے ہیں "**فسر في سبع مائة مجلد كبار (المنتظم لابن الجوزی ۹/۹۰، البدايه والنهايه لابن كثير ۱۲/۱۵۰، النجوم الزاهره ۵/۱۵۶ بحواله سير اعلام النبلاء ۱۸/۲۱۶-۲۱۹)** یعنی سات سو جلدوں پر مشتمل تھی ہوسکتا ہے وہ اس تفسیر کو بڑھاتے گئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں یہاں تک سات سو جلدیں بن گئیں۔

یہ تو چند مثالیں ہیں ورنہ رجال واعلام اور تاریخ اسلام کی کتب مسلمانوں کے شاندار ماضی کی گواہ ہیں۔ یہ ذوق علم اور شوق کتب دنیا کے ہر خطہ کے مسلمانوں کے اندر تھا۔ ہمارا برصغیر پاک و ہند بھی کسی سے پیچھے نہیں تھا برطانوی نشریاتی ادارہ بی بی سی اردو سروس کے مشہور براڈ کاسٹر رضا علی عابدی نے برصغیر کے قدیم مکتبات کی رپورٹنگ کر کے ''کتب خانہ'' کے نام سے شائع کی ہے اس میں لکھتے ہیں:

''کہتے ہیں ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا جب برصغیر کے ہر صاحب حیثیت کے دولت خانہ میں تین خانے ہوا کرتے تھے۔ مہمان خانہ، اسلحہ خانہ اور کتب خانہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ صرف حیدرآباد دکن میں چار ہزار کتب خانے تھے (ص ۱۵) گھر گھر کتب خانے ہوا کرتے تھے اور اُمراء کو تو جانے دیجئے، غریب غرباء تک جیسے بھی بن پڑتا تھا گھر کے ایک طاق میں کچھ نسخے ضرور سجالیا کرتے تھے۔ (ص ۲۲))

رضا علی عابدی صاحب نے اس سفر میں ہندوستان سے مدھیہ پردیش اور پاکستان سے صوبہ سندھ کا انتخاب کیا ہے۔ لکھتے ہیں ''سندھ ہمیشہ علم وادب کا گہوارہ رہا ہے اور اس کے حکمران عالموں کی سرپرستی کرتے رہے ہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ نہ صرف مدرسے بلکہ اہل علم کے گھرانے اور حکمران خاندانوں کی ڈیوڑھیاں آج بھی ایسی ایسی کتابوں سے بھری پڑی ہیں جن کے صفحوں پر حکمت و دانش بکھری ہوئی اور وہ بھی سونے چاندی کے پانی میں گھلی ہوئی۔'' (ص ۲۸)

سرزمین سندھ میں جہاں بے شمار شخصیات اور خاندانوں نے کتب دوستی نبھائی ہے وہاں راشدی خاندان کا کردار نہایت شاندار رہا ہے۔ راشدی خاندان سید محمد راشد شاہ بن سید محمد بقا شاہ شہید کی طرف منسوب ہے۔ ان کے بیٹے سید صبغت اللہ شاہ کی اولاد ''پیر پگارا'' اور دوسرے بیٹے سید محمد یاسین شاہ کی اولاد ''پیر جھنڈو'' کے القاب کے ساتھ مشہور ہے۔

پیر صبغت اللہ شاہ اول نے بڑا علمی کتب خانہ جمع کیا تھا جس میں نادر و نایاب کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ سید احمد شہید کے نواسے سید حمید الدین ان کے کتب خانہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''درخانہ سید مذکور کتب خانہ عجیب وغریب بہ نظر آمد کہ ہرگز درخانہ سلاطین وامراء نبودہ باشد۔''

www.KitaboSunnat.com

ان کا کتب خانہ بڑا عجیب وغریب تھا سلاطین و امراء کے پاس بھی ایسا کتب خانہ نہ ہوگا۔ (سیرت سید احمد شہید از مولانا غلام رسول مہر ۱/۳۰۳)

پیر جھنڈو خاندان کے چشم و چراغ سید رشید الدین شاہ راشدی نے دینی مدرسہ اور کتب خانہ کی بنیاد ڈالی۔ انکی مجالس میں کئی علماء تشریف لاتے تھے جن میں مولانا عبید اللہ سندھی بھی شامل تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

''مولانا رشید الدین صاحب العلم الثالث کی صحبت سے مستفید ہوا میں نے ان کی کرامتیں دیکھیں ذکر اسماء الحسنٰی میں نے انہیں سے سیکھا وہ دعوت توحید و جہاد کے مجدد تھے۔ (مولانا عبیداللہ سندھی کی سرگزشت کابل ص ۹)''

ان کے بعد ان کے فرزند سید ابوتراب رشد اللہ شاہ الراشدی مسند نشین ہوئے انہوں نے علمی، ادبی، روحانی، سیاسی، سماجی خواہ طبی میدانوں میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ان کی مثال ملنا ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ ان کا دور گوٹھ پیر جھنڈو کے کتب خانے کے لئے ایک سنہری دور تھا وہ اعلیٰ درجہ کے عالم تھے۔ ان کی طبیعت میں فطری طور پر کتابیں جمع کرنے کا میلان موجود تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے سب وسائل و اسباب بھی میسر ہوگئے۔ مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل طور پر گوٹھ پیر جھنڈو میں سکونت اختیار کی وہ پیر صاحب کے دست راست بن کر رہے۔ مدرسہ دارالرشاد کا باقاعدہ قیام ہوا اور مولانا عبیداللہ سندھی اس کے صدر مدرس مقرر ہوئے یہ مدرسہ آگے چل کر سندھ میں دینی علوم کا عظیم درسگاہ ثابت ہوا جہاں برصغیر کے نامور علماء کرام تشریف لاتے رہے جن میں علامہ حسین بن محسن انصاری یمانی، شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا اشرف علی تھانوی اور ڈاکٹر ضیاء الدین وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی شامل ہیں۔ اسی طرح کتب خانے کے لئے کتابیں جمع ہونا شروع ہوگئیں۔ پیر رشد اللہ شاہ نے کتب خانہ کی ترقی اور اسے مزین کرنے کے لئے جو اقدامات کیے وہ حسب ذیل ہیں۔ ایک تو خود کئی کتابیں تصنیف فرمائیں اور کچھ کتابیں ان کے استاد مولانا قاضی فتح محمد نظامانی نے تصنیف فرمائیں۔ زر کثیر خرچ کر کے خاص نمائندے، کاتب اور خوشنویس مقرر کر کے مدینہ منورہ، مکہ معظمہ، قاہرہ، دمشق، استنبول، بغداد، بمبئی اور حیدرآباد دکن سے نادر و نایاب کتابیں حاصل کیں۔ سندھ کے قدیم علمی مراکز سیوھن اور ٹھٹھہ سے کئی کتابیں حاصل کیں جن میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی رحمۃ اللہ علیہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کتب خانہ کی نادر کتابیں بھی شامل تھیں۔ ہندوستان کے مشہور کتب فروشوں مثلاً ابنائے غلام رسول سورتی اور شرف الدین یحییٰ کتبی والوں سے کتابیں خریدی گئیں۔ آپ نے سفر حج کے دوران بے شمار قلمی اور نایاب کتابیں جمع کیں۔ اسی طرح قطرہ قطرہ کر کے ایک بحر بے کراں جمع ہوگیا۔ چند سالوں میں کتب خانہ پیر جھنڈو نے وہ عالمی شہرت حاصل کی کہ کئی اسلامی ممالک کے علماء نے اس کتب خانہ سے علمی پیاس بجھائی۔ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن والوں نے بھی اس علمی کتب خانہ سے کتابیں نقل کروائیں۔ مولانا عبیداللہ سندھی لکھتے ہیں:

''کتب خانہ پیر صاحب العلم گوٹھ پیر جھنڈا ضلع حیدرآباد: راشدی طریقے کے پیر صاحب العلم کے پاس علوم دینیہ کا کتب خانہ تھا۔ میں دوران مطالعہ میں وہاں جاتا رہا اور کتابیں مستعار بھی لاتا رہا۔ میرے تکمیل مطالعہ میں اس کتب خانہ کے فیض کا بڑا دخل تھا۔ پھر حضرت مولانا ابوالتراب رشد اللہ صاحب العلم الرابع سے علمی صحبتیں رہیں وہ علم حدیث کے بڑے جید عالم اور صاحب تصانیف تھے''۔ (مولانا عبیداللہ سندھی کی سرگزشت کابل از مولانا عبداللہ لغاری ص ۹)

اس کتب خانہ کی خصوصیت یہ تھی کہ جو کتابیں دنیا میں نادر و نایاب تسلیم کی جاتی تھیں وہ اس کتب خانہ کی زینت بنیں۔ امام حافظ ابن عبدالبر اندلسی رحمہ اللہ نے مؤطا امام مالک کی دو شرحیں الاستذکار اور التمہید لکھی تھیں۔ التمہید کا ایک نسخہ مراکش میں تھا تو دوسرا پیر جھنڈو میں۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی کی نادر تالیف ''اتحاف المهره باطراف العشره'' کا قلمی نسخہ بھی موجود تھا جو خود مصنف حافظ ابن حجر عسقلانی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح ان کی کتاب زوائد مسند بزار اور علامہ خطیب بغدادی کی ''كتاب الفقيه والمتفقه'' کے عمدہ خطی نسخے موجود تھے۔ علامہ عبدالحق اشبیلی کی کتاب ''الاحكام الكبرىٰ'' بھی دو جلدوں میں موجود تھی۔ علمائے سندھ میں سے شیخ ابوالحسن سندھی، شیخ محمد عابد سندھی، شیخ محمد حیات سندھی، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی، مخدوم محمد معین ٹھٹوی کی نادر کتابوں کا بڑا ذخیرہ اس کتب خانہ کی زینت تھا۔

ان کی وفات کے بعد یہ علمی لائبریری خاندانی اختلافات کی وجہ سے ان کے دو بیٹوں سید ضیاء الدین شاہ راشدی اور سید احسان اللہ شاہ راشدی میں تقسیم ہوگئی۔ پیر ضیاء الدین شاہ راشدی ان کے بڑے فرزند تھے اور مدرسہ دارالرشاد پیر جھنڈو کے فارغ التحصیل تھے انہوں نے اپنے والد محترم کے اس علمی ورثہ کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھی طرح حفاظت کی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند پیر سید وھب اللہ شاہ راشدی کے تحویل میں رہا لیکن وہ وقت بھی آیا جب پیر سید وھب اللہ شاہ نے ۱۹۸۰ء کے قریب اپنے آباؤ اجداد کے اس قیمتی ورثہ کو قومی عجائب گھر کراچی کو فروخت کردیا۔

مولانا سید احسان اللہ شاہ راشدی نے اپنے آبائی کتب خانہ کی نہ صرف اچھی طرح دیکھ بھال کی بلکہ اسے خوب ترقی دی۔ انہوں نے حدیث، تفسیر، اسماء الرجال، تاریخ اور دیگر علوم وفنون کا بیش بہا عمدہ ذخیرہ جمع کیا۔ ان کے علمی شوق و ذوق کے متعلق علامہ سید سلیمان ندوی نے ان کی وفات پر اپنے مجلّہ ''معارف'' میں اس طرح لکھا ہے:

''علمی حلقوں میں یہ خبر غم وافسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ جھنڈو گوٹھ ضلع حیدرآباد (سندھ) کے مشہور عالم پیر احسان اللہ شاہ صاحب جو قلمی کتابوں کے بڑے عاشق تھے، چوالیس برس کی عمر میں ۱۳، اکتوبر ۱۹۳۸ء کو اس دنیا سے چل بسے۔ مرحوم حدیث ورجال کے بڑے عالم تھے ان کے کتب خانہ میں حدیث، تفسیر ورجال کی نایاب قلمی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ ان کے اس شوق کا یہ عالم تھا کہ مشرق ومغرب، مصروشام، عرب وقسطنطنیہ کے کتب خانوں میں ان کے کاتب وناسخ نئی قلمی کتابوں کی نقل پر مامور رہتے تھے۔ مرحوم ایک خانقاہ کے سجادہ نشین اور طریق سلف کے متبع اور علم وعمل دونوں میں ممتاز تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم پر اپنے انوار رحمت کی بارش فرمائے۔ (یادرفتگان سید سلیمان ندوی ص ۱۸۶)

ان کے کاتبوں قاضی لعل محمد اور مولانا قطب الدین ہالیجوی نے حیدرآباد دکن میں نواب عثمان علی خان کے کتب خانہ سے کئی نایاب کتابیں نقل کیں۔ آپ حیدرآباد کے مشہور دارالاشاعت ''دائرۃ المعارف العثمانیہ'' کے اراکین میں سے تھے۔ دائرۃ المعارف کے کتب خانہ سے جو کتاب چھپتی تھی وہ آپ کے علمی کتب خانہ کو اعزازی طور پر ملتی تھی۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن والوں نے جب السنن الکبریٰ للبیہقی اور مستدرک حاکم طبع کروائیں تو اس وقت ان کے سامنے جو خطی نسخے تھے ان میں سے ایک نسخہ پیر احسان اللہ شاہ کے کتب خانہ سے حاصل کیا گیا تھا۔ آپ کے علمی ذوق کا یہ عالم تھا کہ علامہ ابوبکر خطیب بغدادی کی مایہ ناز کتاب تاریخ بغداد جو ابھی غیر مطبوعہ تھی وہ آپ نے ۱۹۲۸ء میں مصر کے مشہور کتب خانہ ''دارالکتب المصریہ'' قاہرہ سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵-۱۶ سو روپے خرچ کر کے اس کا فوٹو اسٹیٹ حاصل کیا۔ جب مصر والوں نے یہ کتاب چھپوائی تو اس کا ایک نسخہ آپ کے علمی کتب خانہ کے لئے تحفتاً بھیجا۔ آپ نے امام ابو نعیم اصبہانی کی تاریخ اصبہان کا فوٹو اسٹیٹ انڈیا آفیس لائبریری لندن سے منگوایا۔ سندھ کے مشہور محقق ڈاکٹر عمر بن محمد داؤد پوتہ صاحب ترجمہ شرح ابیات سندھی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ:

(ترجمہ:) ''ماہ مئی ۱۹۳۴ء کے پہلے عشرہ میں گوٹھ پیر جھنڈو جانا ہوا۔ مرحوم سید احسان اللہ شاہ جو ایک جید اور غیر مقلد عالم تھے ان سے ملاقات کا موقعہ میسر آیا۔ ان کے کتب خانہ کی ہر جگہ شہرت تھی اس کی زیارت سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اس کے معائنہ میں پورے دو دن لگ گئے۔ کتب خانہ کی دوسری تو ساری الماریاں باقاعدہ صفائی سے رکھی ہوئی تھیں اور ان میں ہر فن کی کتابیں موضوع کے مطابق مرتب تھیں صرف ایک دو الماریوں کی حالت اچھی نہیں تھی۔''

آپ کی وفات کے بعد کتب خانہ آپ کے بڑے صاحبزادہ علامہ سید محبّ اللہ شاہ راشدی کی ملکیت میں آیا۔ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے اس قیمتی علمی ورثہ کی بخوبی حفاظت کی اور نایاب کتابوں کے حصول میں زر کثیر صرف کر کے مختلف علوم وفنون کی ہزاروں مطبوع اور قلمی کتابوں کا اضافہ کیا۔ آپ نے کتابوں کے حصول کے لئے امرتسر اور دہلی کے سفر کیے۔ ترکی کے علمی مرکز استنبول، برطانیہ کے سفر اور حج کے متعدد اسفار میں زیادہ وقت کتابیں حاصل کرنے میں گذارا۔ اس لئے ان کا المکتبۃ العالیۃ العلمیہ آج بھی ہزاروں مطبوعات ومخطوطات کا خزانہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ جسے آپ کے لائق و فائق فرزند سید محمد قاسم شاہ راشدی بطریق احسن سنبھالے ہوئے ہیں۔ اور تشنگان علم وتحقیق کی رہنمائی کیلئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔

علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے آبائی کتب خانہ سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور علمی کتابوں سے اپنے مطالعہ میں خوب اضافہ کیا۔ ۱۹۵۵ھ میں اپنے والد ماجد سید احسان اللہ شاہ راشدی کے گاؤں درگاہ شریف کو چھوڑ کر نیو سعید آباد شہر سے متصل ''آزاد پیر جھنڈو'' کے نام سے گاؤں آباد کیا اور وہاں مدرسہ محمدیہ اور مکتبہ راشدیہ کی بنیاد رکھی۔ جو صرف ایک الماری پر مشتمل تھا۔ یہ کتب ان کے برادر محترم سید محبّ اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کی طرف سے ملی تھیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنی محنت سے یہ عظیم الشان کتب خانہ جمع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ آپ نے محدود وسائل کے باوجود جس طرح کتابیں جمع کیں اور نادر و نایاب مخطوطات جمع کئے اس کی مثال ملنا مشکل اور ناممکن ہے۔ کتابیں جمع کرنے کا ذوق اور شوق آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ نئے گاؤں میں آباد ہونے کے بعد آپ کو کئی مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے بلاخوف وخطر جس طرح توحید وسنت کی دعوت پیش کی، شرک و بدعت، تقلید اور پیری مریدی کی پرزور تردید کی۔ تقریر وتحریر کے ذریعے سندھ کے شرک و بدعت کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کیا۔ اس کی مخالفت ہونا لازمی تھی۔ پیری مریدی کا دور تھا جگہ جگہ پیروں کی گدیاں اور آستانے تھے جو غیر شرعی کاموں کے مراکز تھے۔ تقلید و جمود کی مضبوط گرفت تھی۔ ان حالات میں شاہ صاحب نے توحید وسنت کی آواز کو بلند کیا۔ پیروں اور علماء سوء کی طرف سے مخالفت کا طوفان کھڑا ہوا۔ آپ کو اس نئے گاؤں سے نکالنے کی بھرپور کوششیں کی گئیں۔ قانونی اور غیر قانونی حربے استعمال کئے گئے، مقدمات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ آپ کو سرخرو فرمایا اور کامیابیاں نصیب ہوئیں جس سے مخالفین کی آنکھیں کھل گئیں۔ ان حالات کے باوجود آپ نے کتابیں جمع کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ پنجاب کے تبلیغی دوروں پر جاتے تو واپسی پر کتابوں کے ڈھیر ساتھ لاتے۔ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے آپ کا زیادہ وقت کتب خانوں پر گذرتا۔ جونئی کتاب جہاں نظر آئی فوراً حاصل کی۔ آپ تقریباً ہر سال حج پر تشریف لے جاتے وہاں سے بے شمار کتابیں ساتھ لاتے۔ سعودی عرب، کویت، مصر، شام، متحدہ عرب امارات اور ہندوستان سے آپ کے دوست واحباب اور شاگرد آپ کو تحفتاً کتابیں بھیجتے۔ عرب ممالک سے آپ کے تلامذہ آپ کو خطوط لکھ کر مارکیٹ میں آئی ہوئی نئی کتابوں کی تفصیل بھیجتے اور لکھتے کہ ان کتابوں میں سے آپ کو جس کی ضرورت ہو طلب فرمائیں اس طرح کتابوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ ۱۹۷۲ء میں کتب خانہ کی موجودہ عمارت تعمیر ہوئی اور اس میں خوبصورت لکڑی کی الماریاں سجائی گئیں اور فنون کے حساب سے کتابیں ترتیب سے رکھی گئیں۔ آپ کے سعودی عرب میں تین سالہ قیام کے دوران کتابوں میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ آپ نے یورپ، آمریکا، مشرق وسطیٰ، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے تبلیغی دوروں میں کافی کتابیں حاصل کیں۔ اس طرح رفتہ رفتہ مکتبہ راشدیہ میں تفسیر، حدیث، عقائد، فقہ، رجال، تاریخ، لغت، فلسفہ، منطق اور اصول وقواعد وغیرہ فنون کی کتابوں کا بڑا ذخیرہ جمع ہوگیا۔ مطبوعہ کتابوں کی تعداد ۱۵ سے ۲۰ ہزار تک ہوگئی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخطوطات اور مصورات کی تعداد بھی پانچ سو تک پہنچ گئی۔ مخطوطات اور نایاب کتابوں کے حصول کے سلسلہ میں شاہ صاحب نے متعدد اسفار کئے۔ اس سلسلہ میں شاہ صاحب نے ایک دلچسپ واقعہ سنایا کہ ''ہمیں معلوم ہوا کہ المعجم الکبیر للطبرانی کا قلمی نسخہ نواب بھاولپور کے کتب خانہ میں موجود ہے لیکن وہ کسی کو نہیں دکھاتے لیکن میں حدیث کے اس نایاب نسخہ کی زیارت کی خاطر احمد پور شرقیہ میں ہمارے استاد مولانا ابو محمد عبدالحق بہاولپوری مرحوم کے پاس پہنچا اور انہیں اپنا مدعا بتایا۔ مشورہ کر کے ہم نے نواب صاحب کو ٹیلیگرام بھیجا کہ ہم سندھ سے خاص طور پر اس کتاب کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ مہربانی کر کے ہمیں اس کتاب کی زیارت سے مشرف فرمائیں۔ ہم نے دو دن تک انتظار کیا لیکن نواب صاحب نے تار کا کوئی جواب نہیں بھیجا۔ اس لئے ہم علی الصبح احمد پور شرقیہ سے ڈیرہ نواب صاحب کے لئے مولانا عبدالحق بہاولپوری صاحب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے اور ان کے خاص نمائندہ سے ملے اور اپنے بھیجے ہوئے تار کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ سرکار والا شان کو آپ کی تار مل گئی تھی لیکن انہوں نے جان بوجھ کر اس کا جواب نہیں بھیجا نواب صاحب نے بولا کہ یہ لوگ اتنی دور سے آئے ہیں ہوسکتا ہے یہ کتاب مجھ سے مانگ لیں۔ اگر میں ان کو یہ کتاب نہ دوں تو یہ کہیں کہ ہم اتنا فاصلہ طے کر کے آئے ہیں لیکن نواب صاحب نے ہمیں ایک کتاب نہیں دی اور اگر میں یہ کتاب انہیں دے دوں تو ایسی نادر چیز ہم سے چلی جائے گی۔ ہم نے انہیں بولا کہ بھائی ہم مانگنے والے نہیں ہیں ہمارا اپنا کتب خانہ ہے اور ہمیں کتابوں کی قدر ہے ہم صرف حدیث کی اس نادر کتاب کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے نواب صاحب سے بات کر کے ہمیں بتایا کہ نواب صاحب نے کتاب کی صرف ایک جلد ایک گھنٹے کے لئے دیکھنے کی اجازت دی ہے۔ پھر ہمیں ایک کمرے میں پہریداروں کے درمیان بٹھایا گیا اور کتاب کی ایک جلد ہمیں دی گئی ہم نے سرسری طور پر ایک گھنٹے تک اسے دیکھا اور پھر ہم سے کتاب واپس لے لی گئی۔''

معجم کبیر طبرانی شاہ صاحب کے شاگرد شیخ حمدی عبدالمجید السلفی کی تحقیق سے بغداد سے شائع ہونی شروع ہوئی۔ جو جلد چھپتی اس کا ایک نسخہ شاہ صاحب کو فوراً بذریعہ ڈاک پہنچتا۔ یہ سلسلہ آخری پچیسویں جلد تک پہنچ گیا۔ لیکن درمیان میں پانچ جلدیں ناقص رہ گئیں کیونکہ ان کے پاس مکمل نسخہ نہیں تھا۔ اس وقت شیخ حمدی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالمجید سلفی نے شاہ صاحب سے رابطہ کیا کہ نواب بہاولپور والا نسخہ کسی طرح حاصل کریں تاکہ کتاب مکمل ہوجائے۔ اس وقت شاہ صاحب نے وفاقی وزیر دفاع میر علی احمد تالپور کی وساطت سے سندھ کے گورنر سعید الرشید محمد (ایس ایم) عباسی سے رابطہ کیا جو بہاولپور کے نوابوں میں سے تھے لیکن خاندانی اختلافات کی وجہ سے لائبریری بند تھی اور کتاب نہیں مل سکی۔ پھر شیخ حمدی نے عراقی سفارت خانہ کی معرفت سرکاری طور پر بھی رابطہ کیا لیکن کامیابی نہیں ہوسکی۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کتابوں کے ساتھ ان کا والہانہ لگاؤ کتنا تھا اور نایاب کتابوں کے لئے ان کے دل میں کتنی تڑپ تھی۔ مکہ مکرمہ سے آپ کے گہرے ساتھی حافظ فتح محمد فتحی جہلمی، شیخ عبدالقادر بن حبیب اللہ سندھی، شیخ عمر بن محمد عبداللہ السبیل، شیخ عبدالرب بن فیض اللہ ملتانی وغیرہم کا معمول تھا کہ جو اہم کتاب چھپ کر مارکیٹ میں آتی وہ فوراً حاصل کرکے مکتبہ راشدیہ کے لئے بھیجتے۔ اگر مخطوطہ ہے تو اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی کرواکر بھیجتے۔ کویت سے آپ کے دوست شیخ عارف جاوید محمدی، شیخ جاسم بن عبداللہ الدبوس بھی اس سلسلہ میں پیش پیش تھے۔

۱۹۹۳ء میں آپ کویت کے دورہ پر تشریف لے گئے جہاں آپ کا ایک ماہ قیام رہا۔ اسی اثناء میں آپ نے کافی کتابیں حاصل کیں۔ جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کویت کے دفتر میں روزانہ بعد نماز مغرب طلبہ وعلماء کے لئے دروس کا سلسلہ جاری رہا۔ ان دروس میں شریک آپ کے ایک شاگرد جو اس وقت کویت ایئرویز میں پائیلٹ تھے شاہ صاحب کو کہا کہ کل صبح مجھے ریاض فلائیٹ لے کر جانا ہے اور شام کو واپسی ہے۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو حکم فرمائیں میں لیتا آؤں۔ آپ نے انہیں چٹ پر تاریخ الاسلام للذہبی کا نام لکھ کر دیا۔ شام کو وہ جب درس میں پہنچا تو تاریخ الاسلام کا مکمل سیٹ لے کر آیا۔

مدینہ منورہ سے شیخ مساعد بن سلیمان الراشد الحمید آپ سے سند لینے کے لئے تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے مکتبہ کے لئے دارالکتب المصریہ قاہرہ سے کافی اہم کتابیں فوٹو اسٹیٹ کرواکر لائی تھیں ان کی فہرست شاہ صاحب کو دکھائی اور معلوم کیا کہ آپ کو ان میں سے جن کتابوں کی ضرورت ہو ان کی نشاندہی کریں۔ شاہ صاحب نے انہیں جو کتابیں نوٹ کروائیں۔ وہ انہوں نے واپس جاکر فوراً فوٹو اسٹیٹ کرواکر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو بھیج دیں۔

کوئی نئی اہم کتاب مکتبہ میں آتی تھی تو بیحد خوش ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کتاب کے بغیر تو لائبریری نامکمل تھی۔ ایک مرتبہ آپ کے استاد محترم مولانا عبدالحق بہاولپوری رحمہ اللہ کے فرزند شیخ ابوتراب ظاہری نے جدہ سے آپ کے لئے اسماء الرجال پر امام ابوالحجاج مزی کی مایہ ناز کتاب ''تھذیب الکمال'' بھیجی تو بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اس کتاب کے بغیر تو مکتبہ کچھ نہیں۔ آپ نے جس محبت اور شوق کے ساتھ منتخب اور نایاب کتابیں جمع کیں اسی طرح ان کا خوب مطالعہ کیا۔ جونئی کتاب آتی تھی تو اس کا مطالعہ کرنے کے بعد فہرست میں اندراج کرتے تھے۔ ہزاروں کتابوں پر آپ کے حواشی اور فٹ نوٹس ہوں گے۔

کتابوں کی حفاظت کے سلسلہ میں آپ بہت فکرمند رہتے تھے، کئی علماء اور محققین مکتبہ سے استفادہ کے لئے تشریف لاتے تھے ان کے ساتھ حسب حال تعاون کرتے تھے لیکن کسی کو کتاب عاریتاً لے جانے کی اجازت نہیں تھی۔ انہوں نے یہ عربی شعر فریم کر کے مکتبہ میں لگا دیا تھا جو آدمی مکتبہ میں داخل ہوتا اس کی نظر اس شعر پر پڑتی تھی تو پڑھ کر بہت محظوظ ہوتا تھا۔

الا یا مستعیر الکتب منی فان اعارتی للکتب عار

ومحبوبی من الدنیا کتاب فھل ابصرت محبوباً یعار

جناب عبدالرشید عراقی صاحب مکتبہ راشدیہ کی عالمی شہرت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''یہ کتب خانہ سید بدیع الدین شاہ راشدی کے دادا جناب رشد اللہ شاہ نے جمع کیا تھا۔ حضرت پیر بدیع الدین شاہ راشدی نے اس کتب خانہ میں بہت اضافہ کیا اور نادر و نایاب کتابوں کا کافی ذخیرہ جمع کیا تمام علوم وفنون کی کتابیں اس کتب خانہ میں موجود ہیں۔ عربی مخطوطات اور قلمی کتابیں بھی کثرت سے ہیں۔ اس کتب خانہ کا شمار پاکستان کے مشہور کتب خانوں میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ حیدرآبادی مقیم پیرس لاہور تشریف لائے اور پنجاب یونیورسٹی ہال گئے۔ دوران تقریر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میرے پاکستان آنے کا صرف ایک مقصد تھا کہ مجھے ایک کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی (ڈاکٹر صاحب نے کتاب کا نام لیا تھا اور مصنف کا بھی ذکر کیا لیکن مجھے کتاب اور مصنف کا نام یاد نہیں رہا) تو مجھے معلوم ہوا کہ کتاب اسلام آباد میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارہ تحقیقات اسلامی کے کتب خانہ میں موجود ہے میں اسلام آباد آیا وہاں سے مجھے اطلاع ملی کہ یہ کتاب مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے چنانچہ میں شاہ صاحب کے پاس نیو سعید آباد پہنچا اور کتاب سے استفادہ کیا۔ اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ شاہ صاحب کے پاس نادر و نایاب کتابوں کا کافی ذخیرہ موجود تھا۔" (برصغیر (پاک و ہند) میں علمائے اہل حدیث کے علمی کارنامے از عبدالرشید عراقی ص ۲۱۵ تا ۲۱۹)

نادر و نایاب کتابوں کی زیارت کے لئے جو تشنگان علم اپنی پیاس بجھانے کے لئے ملک اور بیرون ملک سے تشریف لاتے تھے ان کے تاثرات کے لئے "**کلمات الزائرین الافاضل والضیوف الاماثل**" رکھا ہوا تھا اس میں سے کچھ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

مولانا ابوالفضل فیض الرحمٰن ثوری فرماتے ہیں:

"یہ بندہ عاجز تقریباً چالیس سال سے زیادہ عرصہ ہوا حضرت پیر بدیع الدین شاہ صاحب سے نیاز حاصل کر رہا ہے۔ اتنے ہی عرصہ سے پیر صاحب کے ہاں آنا جانا ہے۔ اس تعلق کا سبب کتب خانہ ہی بنا ہے۔ ابھی پیر صاحب سعید آباد تشریف نہیں لائے تھے کتابیں ایک ہی جگہ تھیں بعد میں تقسیم ہوگئیں لیکن تقسیم کے بعد بہت کتابوں کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ پیر صاحب کی علم سے محبت کی نشانی ہے جتنی کتابیں ہیں اتنا ہی پیر صاحب کا مطالعہ وسیع ہے۔ اس بات میں پیر صاحب منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

"**زرت بعون اللہ تعالیٰ المکتبة الکبیرة لمحدث بلادنا المولی الحافظ العلامة بدیع الدین الموقر فتحیرت حین لمحت فی دقائق قلیلة الکتب العلمیة المطبوعة والخطیة موضوعة بمنهج جدید وکانت الکتب اکثرها من نوادر الکتب فی العالم، کنت زرت قبل مکتبة صاحب العلم من القدماء وکانت منقسمة فی اولاده واستفدت منها کثیرا فی زیارات عدیدة ولآن من الاسف نصف الکتب الذی کان فی یدی المولی وهب اللہ شاہ قد نفد وهو باع کل الکتب والنصف الآخر موجود فی دار کتب المحدث المولی الحافظ محب اللہ**

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الموقر ولم یکن فی علمی ان المحدث الکبیر السید المولی بدیع الدین قد حاز هذا الکتب من نوادر العالم فبارک الله فی حرصه للعلم والکتب وادعوا الله تعالیٰ ان یدیم حرصه فی هذا الموضوع ویهدی اولاده لهذا الامر الشریف وهو المستعان وعلیه التکلان"

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آج مجھے ہمارے ملک کے محدث علامہ حافظ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم مکتبہ کی زیارت نصیب ہوئی، میں حیران رہ گیا جب تھوڑے وقت میں علمی کتابیں مخطوطات اور مطبوعات کی صورت میں جدید انداز میں رکھی ہوئی دیکھیں۔ کتابوں کی اکثریت دنیا میں نایاب کتابوں کی تھی۔ میں بہت عرصہ پہلے ان کے بڑوں کے پاس موجود مکتبہ دیکھ چکا تھا۔ جو ان کی اولاد میں تقسیم ہوگیا تھا۔ میں نے کئی مرتبہ آکر اس سے بہت استفادہ کیا تھا۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آدھی کتابیں جو پیر وہب اللہ شاہ صاحب کے پاس تھیں وہ ضائع ہوگئیں اور انہوں نے بیچ ڈالیں۔ دوسرا حصہ علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی کے مکتبہ میں موجود ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا علم نہیں تھا کہ محدث کبیر سید بدیع الدین شاہ راشدی نے نادر و نایاب کتابوں کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کرلیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم اور کتابوں کے اس شوق اور حرص میں برکت دے اور اس شوق و محبت کو ہمیشہ قائم رکھے۔ اور ان کے اولاد کو بھی اس کام کی توفیق دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب کا مددگار ہے اور اسی پر توکل اور بھروسہ ہے۔

مشہور محقق ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب رقمطراز ہیں:

"آج جناب پیر صاحب سے ملاقات کے ساتھ کتب خانہ کا دیدار نصیب ہوا، قریباً جملہ علوم اسلامیہ پر منتخب کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ مثلاً میں نے پوچھا کہ الجامع الصغیر للامام الشیبانی ہے؟ تو پیر صاحب نے فرمایا کہ ہے اور مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ کا مطبوعہ نسخہ مع المقدمۃ للفاضل عبدالحی لکھنوی موجود تھا۔ الحاوی فی الطب مکمل موجود ہے۔ مجھے رازی کی الحاوی کی کتاب الصید دیکھنے کا شوق تھا۔ دیکھا گیا کہ بائیس جلدوں میں مطبوعہ ہے۔ کتابوں کے علاوہ جناب پیر صاحب کی شگفتہ طبع اور فاضلانہ گفتار نے بہت محظوظ کیا۔

آزاد کشمیر کے سابق صدر سردار محمد عبدالقیوم خان تحریر فرماتے ہیں:

"آج یہاں محترم پیر صاحب بدیع الدین شاہ صاحب کی دعوت پر تھوڑی دیر قیام کا موقعہ ملا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائبریری بھی دیکھنے کا موقعہ ملا اور ان بعض مسائل کی خبر بھی جو پیر صاحب فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت فرمائے''۔

یمن کے عالم شیخ عمر احمد سیف رقمطراز ہیں:

لقد شرفت بزيارة المكتبة الراشدية في نيو سعيدآباد في باكستان السند فرأيت فيها من الكتب القيمة في جمع الفنون تفسير وحديث، فقه، سير، تاريخ رجال ما يبصر الناضر ويسر الخاطر ومن الله بزيارة صاحبها العالم الرباني المحدث المفسر الشيخ ابو محمد بديع الدين وسمعت من حديثه وتقرير في بيان الفرق الموجودة في القطر مايدل على اطلاع واسع وعلم جم"

مکتبہ راشدیہ کی زیارت کا شرف حاصل جس کے اندر ہر فن کی قیمتی کتابیں موجود ہیں۔ مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت، تاریخ، رجال جن کو دیکھنے سے راحت اور دلی سکون حاصل ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے شیخ بدیع الدین شاہ کی زیارت نصیب فرمائی اور فرقوں کے متعلق ان کا خطاب سنا جس سے ان کے وسیع مطالعہ اور علم کا اندازہ ہوا۔

دمشق کے عالم شیخ ابو محمود محمد شکور بن محمود الحاجی امریر السوری لکھتے ہیں:

فبفضل الله ونعمته علينا ان اكرمنا بزيارة اخي في الله فضيلة الشيخ العالم المسند بديع الدين شاه فوجدنا عالماً يرتحل اليه لطلب العلم والاسناد ورأينا عنده الكرم وطيب اللقاء وسمت العلماء الاجلاء كما زرنا مكتبة العامرة فرأينا فيها من الكتب المطبوعة والمخطوطة معروفة والنادرة حتى ان ابصارنا لاتكاد تتعلق بكتاب حتى تسرع بالنظر الى غيره كمن في بستان فيه من كل الثمار و اطايبها لايدرى ماياخذو مايدع فبارك الله بشيخنا وجزاه عنا وعن المسلمين كل خير وقد تكرم باجازتنا بكل مروياته ومسموعاته عن مشايخه وبارك في هذه المكتبة العامرة وحفظهما الله وجعلها موئلا للعلم والعلماء وجعلها صدقة جارية لشيخنا في حياته وفي مماته واثقل الله له بها كفة حسناته انه نعم المولى ونعم المسؤل"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا بہت فضل واحسان ہے کہ جس نے ہمیں فضیلۃ الشیخ بدیع الدین شاہ راشدی کی زیارت نصیب فرمائی۔ ہم نے انہیں حقیقی عالم پایا جن کی طرف علم حاصل کرنے کے لئے لوگ اپنا رخت سفر باندھتے ہیں۔ جس طرح ہم نے ان کے حسن ضیافت کے بارے میں سنا تھا اسی طرح پایا۔ ہم نے مکتبہ کی زیارت بھی کی جس میں مطبوع اور نادر مخطوطات دیکھے یہاں تک کہ ہماری آنکھیں ان کو دیکھتے دیکھتے تھکتی نہ تھیں۔ ایک کتاب کو اٹھاتے تو جی کرتا کہ دوسری کتاب کو بھی جلدی دیکھ لیں۔ جس طرح ہم کسی باغ میں ہوں جہاں ہر قسم کے پھل ہوں اور ہم نہ سمجھیں کہ کس پھل کو توڑیں اور کس کو چھوڑیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے شیخ کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ ہم نے ان سے روایت کی اجازت بھی حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ اس مکتبہ میں مزید اضافہ فرمائے اور اس کی حفاظت فرمائے اور علم وعلماء کا مرکز بنائے اور ہمارے شیخ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ ان کی زندگی میں اور وفات کے بعد بھی ان کے نیکیوں کے پلڑے کو بھاری کرے۔ وہی بہترین مددگار ہے۔

فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر الرحمانی صاحب امیر جمعیۃ اہل حدیث سندھ اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں:

کما من اللہ علی بزیارۃ المکتبۃ الراشدیۃ وھی مکتبۃ معروفۃ لدی اھل العلم فی اطراف الارض واکنافھا وکم من العلماء الکرام وفدوا الیھا بقطع مسافۃ بعیدۃ فھذہ مکتبۃ فیھا کتب قیمۃ من مطبوعۃ ومخطوطۃ ومصورۃ مکتبۃ جامعۃ للنوادر فی جمیع العلوم وخاصۃ فی الحدیث وعلومہ زادہ اللہ ولاھلہ شرفاً"۔

اللہ کا احسان ہے جس نے مجھے مکتبہ راشدیہ کی زیارت کا موقعہ نصیب فرمایا جو پوری دنیا کے اہل علم میں معروف ہے۔ کئی علماء کرام نے دور دراز کا سفر طے کر کے اس سے استفادہ کیا۔ اس مکتبہ میں مطبوعات اور مخطوطات اور مصورات کا بڑا قیمتی ذخیرہ موجود ہے۔ تمام علوم خصوصاً علم حدیث کی نادر کتابوں کا مرکز ہے۔

علامہ حبیب اللہ سلفی افغانی فرماتے ہیں:

"وبعد صلاۃ العصر دخلت مکتبتہ فرأیتھا مملؤۃ من کتب التفسیر والحدیث و الکتب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المثبتة للتوحيد والمؤيدة للسنة الدافعة للشبهات الماحية للشرك والبدعات ففرحت فرحا كثيراً فلله الحمد والمنة"

میں بعد نماز عصر مکتبہ میں داخل ہوا اور اس میں کتب تفسیر، حدیث، توحید، سنت کے دفاع اور شرک و بدعت کی تردید پر کتابیں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ فللّٰہ الحمد۔

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن صالح القرعاری، فضیلۃ الشیخ نصیر احمد اختر صاحب اور شیخ حافظ مسعود عالم صاحب فرماتے ہیں:

نحمد الله الذى وفقنا لزيارة فضيلة الشيخ بديع الدين شاه الراشدى السندى وذلك فى تاريخ ۲۱/۶/۱۴۰۸ھ واستفدنا من مكتبته العامرة بالكتب القيمة واسم هذه المكتبه المكتبة الراشدية وهى تشتمل على كتب بعدة لغات وفيها مجموعة من المخطوطات فنسئل الله ان ينفع بها ونشكر لفضيلة الشيخ ما قام به من اكرام لنا فجزاه الله خيراً ووفقه وامد فى عمره لخدمة الاسلام والمسلمين."

ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں جس نے ہمیں مؤرخہ ۲۱/۶/۱۴۰۸ھ شیخ بدیع الدین کی زیارت نصیب فرمائی اور ہم نے مکتبہ راشدیہ سے استفادہ حاصل کیا جو بہترین کتب سے بھرا ہوا ہے اس مکتبہ کا نام المکتبۃ الراشدیہ ہے۔ اس میں مختلف زبانوں کی کتب موجود ہیں اور مخطوطات کا بھی بڑا ذخیرہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ ہم شیخ صاحب کے حسن ضیافت کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے مزید توفیق دے اور اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے ان کی عمر دراز کرے۔ آمین۔

شیخ ابوصلاح الناصر ساکن الریاض فرماتے ہیں:

فانه فى هذا اليوم المبارك الجمعة ۳/۳/۱۴۰۸ھ قمت بزيارة العالم الفاضل بديع الدين شاه الراشدى وزرت مكتبته العامرة بالكتب المطبوعة والمخطوطة والفيتها جامعة

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عامرة تدل على اهتمام صاحبها العلم خاصة على سنة المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم ونتمنى على الشيخ الفاضل طباعة فهرس المخطوطات لديه حتى يسهل الاطلاع عليه والاستفادة منه وبذلک يقدم خدمة جليلة للعلم وطلابه والله الموفق

آج مؤرخہ ۳/۳/۱۴۰۸ھ عالم ربانی شیخ بدیع الدین کی زیارت نصیب ہوئی اور ان کے مکتبہ کی بھی زیارت کی جو مطبوعہ اور مخطوطہ کتابوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس کی جامعیت صاحب مکتبہ کی علم حدیث میں مہارت کی مظہر تھی۔ آخر میں ہم گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے مکتبہ میں موجود مخطوطات کی فہرست شائع کروائیں تاکہ ان تک پہنچنا اور استفادہ کرنا آسان ہوجائے۔ یہ علم اور طالب علموں کیلئے عظیم خدمت ہوگی۔

فضیلۃ الشیخ عبدالرب بن فیض اللہ ملتانی مدرس دارالحدیث الخیریہ مکۃ رقمطراز ہیں:

احمد الله الذی وفقنی لزيارة والدی الشيخ الكريم واستاذی فی الحديث ابو محمد بديع الدين شاه الراشدی وذلک يوم الاحد الموافق ۲۶/۸/۱۹۹۰م برفاقة الاخ الشيخ عبدالرحمن بن محمد شفيع المدرس بمدرسة الفلاح بمكة المكرمة وقمنا بزيارة المكتبة الراشدية التی اعرفها قبل عن عاما وانا فی عهد الطفوله ولله الحمد وهی عامرة بالكتب القيمة والمراجع ذات اهمية وأسال الله سبحانه ان يديم هذه النعمة على المسلمين وخاصة اهل الحديث بباكستان وهی منة من الله سبحانه على اهل الحديث بوجود هذه المراجع فی مثل هذه القرية نيو سعيدآباد فلله الحمد فی الاولى والآخرة"

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے ۲۶/۸/۱۹۹۰ع برادرم شیخ عبدالرحمٰن بن محمد شفیع مدرس مدرسہ الفلاح مکہ مکرمہ کے ہمراہ والدی الشیخ ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی کی زیارت نصیب ہوئی۔ ہم نے مکتبہ راشدیہ کی بھی زیارت کی جس کو میں دس سال پہلے بچپن سے جانتا تھا۔ (وللہ الحمد) یہ مکتبہ بہترین کتابوں اور مراجع ومصادر سے بھرا ہوا ہے۔ میں آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس نعمت عظمیٰ کو مسلمانوں پر ہمیشہ قائم رکھے اور خاص طور پر پاکستان کے اہل حدیثوں پر کیونکہ نیوسعید آباد جیسے گاؤں میں ایسی بڑی لائبریری کا ہونا اہل حدیثوں پر خاص احسان ہے۔ وللہ الحمد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامور مؤرخ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب ''کاروان سلف'' میں رقمطراز ہیں:

''تبلیغ واشاعت دین کے ان تین طریقوں کے علاوہ اس خاندان کے اکابر میں ایک چوتھا طریقہ بھی تھا جو اپنے اندر بے پناہ اثر رکھتا تھا اور وہ اب بھی ہے۔ وہ طریقہ تھا ان کے خاندانی اور ذاتی کتب خانوں کا۔ کتب بینی اور مطالعہ کے شائقین ذہنی، فکری، اور مسلکی طور پر مخالف ہوں یا موافق وہ اپنی علمی تشنگی دور کرنے اور ذوق مطالعہ کی تسکین کے لئے کتب خانوں کا رخ کرتے ہیں اور وہاں جا کر اپنی تحقیق و کاوش کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ پیر جھنڈا کو اللہ نے اس نعمت سے نوازا ہے کہ ان کے پاس بڑے بڑے دو کتب خانے ہیں۔ ایک کتب خانہ پیر سید محب اللہ شاہ کا ہے جو ان کے گاؤں میں ہے۔ دوسرا کتب خانہ ان کے چھوٹے بھائی پیر بدیع الدین شاہ کا ہے جو نیو سعید آباد میں قائم ہے۔ تحقیق و کاوش میں دلچسپی رکھنے والے لوگ ان کتب خانوں کے محتاج ہیں اور وہاں جا کر اپنے ذوق کو سکون کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔''

تفسیر بدیع التفاسیر کی کتابت کے سلسلہ میں ۱۹۸۰ء کے اواخر میں بندہ ناچیز نیو سعید آباد آیا اور تفسیر سورۃ فاتحہ کی ابتدا ہوئی اور مکتبہ راشدیہ کی نگرانی بھی میرے ذمہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیس سال تک یہ ذمہ داری نبھائی شاہ صاحب مرحوم کا یہ معمول تھا کہ صبح ناشتہ کے بعد مکتبہ میں آجاتے تھے۔ ان کے آنے سے پہلے ہم متعلقہ کتابیں نکال کر رکھتے اور انتظار کرتے تھے جیسے ہی آپ تشریف فرما ہوتے تفسیر کا کام شروع ہو جاتا یہ سلسلہ بلاناغہ ظہر کی اذان تک جاری رہتا۔ ظہر کے بعد آرام فرماتے اور عصر سے مغرب تک باہر پارک میں بیٹھتے۔ اس کام کے دوران کتابوں کے ڈھیر لگ جاتے۔ کبھی ہم تین تین چار چار آدمی لکھنے والے ہوتے تھے۔ ہر ایک کا الگ کام ہوتا تھا لیکن سب کو اپنا اپنا کام املا کرواتے رہتے۔ آپ کی تمام تصانیف خصوصاً تفسیر بدیع التفاسیر آپ کے مطالعہ اور تحقیق کا نچوڑ ہے۔

آپ کتابوں کی حفاظت کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ صفائی اور ستھرائی کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ ہر سال پورے کتب خانہ کی صفائی ہوتی تھی۔ سب کتابیں باہر نکالتے اور ایک ایک کتاب کی صفائی کرتے تھے۔ پھر ترتیب کے ساتھ واپس الماری میں سجاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ بھائی کتابوں کا خاص خیال رکھو۔ مولوی لوگ گائے بھینس کی تو چوری نہیں کریں گے۔ یہ لوگ کتابیں اٹھائیں گے۔ اس سلسلہ میں آپ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے محتاط رہتے تھے۔ صرف دونوں بھائی ایک دوسرے کے کتب خانہ سے ضرورت کی کتابیں منگواتے تھے۔

آخری چند سال آپ نے حیدرآباد میں رہائش اختیار کرلی تھی۔ ہر جمعہ کو نیوسعید آباد تشریف لاتے تھے۔ تفسیر کے سلسلہ میں جن کتابوں کی ضرورت ہوتی حیدرآباد منگواتے تھے جو کتاب فارغ ہوتی واپس نیوسعید آباد بھیج دیتے تھے۔ بعض لوگوں کی یہ خواہش تھی کہ آپ لائبریری حیدرآباد منتقل کریں لیکن آپ نے ایسی ہر تجویز کو ٹھکرادیا۔ مسجد توحید اہل حدیث کالی موری کے نقشہ کے متعلق مشورہ ہورہا تھا۔ مسجد کے ساتھ دارالمطالعہ کا کمرہ اور مستورات کے لئے گیلری کا پروگرام تھا تو ایک صاحب کہنے لگے کہ شاہ صاحب کی لائبریری کا کمرہ یہاں بنے گا۔ تو آپ نے انہیں سختی کے ساتھ ڈانٹا کہ میری لائبریری یہاں نہیں آئے گی۔

لائبریری کی عمارت پرانی اور بوسیدہ ہوچکی تھی۔ کتابوں کی تعداد زیادہ بڑھ جانے کی وجہ سے لائبریری کا ہال ناکافی تھا۔ الماریوں کے علاوہ کھڑکیاں اور روشندان بھی بھر چکے تھے۔ اس لئے آپ لائبریری کے ہال میں توسیع اور از سر نو تعمیر کے لئے کوشاں تھے لیکن بوجوہ آپ کی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔ آپ چاہتے تھے کہ گھروں کی تعمیر جلد پایہ تکمیل کو پہنچ جائے تاکہ میں جلد نیوسعید آباد منتقل ہوجاؤں۔ مسجد الفردوس کی تعمیر ہورہی تھی۔ مسجد الفردوس کے ساتھ مدرسہ محمدیہ کی تعمیر کے لئے پلاٹ حاصل کرلیا تھا اور مدرسہ محمدیہ کو جامعہ کا درجہ دینے کے لئے آپ نے نیوسعید آباد سے متصل بائیس ایکڑ زمین ''جامعہ راشدیہ'' کے لئے خریدی تھی۔ آپ ان تمام مشاریع کو جلد از جلد شروع کرانے کے خواہشمند تھے۔ عرب ممالک میں آپ کے کئی دوست احباب اور شاگردان منصوبوں میں خاصی دلچسپی لے رہے تھے لیکن..........؟؟۔

دیکھا جو کھا کہ تیر کمین گاہ کی طرف
تو اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کے ایک مخلص دوست فضیلۃ الشیخ حافظ ثناء اللہ زاہدی کی کوششوں سے مکتبہ راشدیہ کے ہال کی نئے سرے سے تعمیر ہورہی ہے دعا ہے کہ یہ جلد از جلد مکمل ہوجائے۔ آپ کے پوتے سید نصرت اللہ شاہ راشدی، اور سید ابوحمید شاہ راشدی لائبریری کی نگہداشت بحسن وخوبی کررہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مزید ہمت اور توفیق دے اور شاہ صاحب کے اس مرکز کو ہمیشہ آباد رکھے، ترقی دے اور ہر بری نظر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر محمد جمن کنبھر حفظہ اللہ☆

جمعیت اہل حدیث سندھ کا قیام

اور علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار

شیخ العرب والعجم علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے جو اوصاف حمیدہ اور خصائل جمیلہ ودیعت کئے تھے ان کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ وہ اپنی ذات میں انجمن اور یگانہ روزگار شخصیت تھے۔ ان کی تقریباً ۷۳ سالہ زندگی پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ نے ہر محاذ پر بھرپور زندگی گذاری۔ آپ کی شخصیت کے سارے رخ روشن ہیں جن کی ضیاء پاشیوں سے کئی اندھیرے، اجالوں میں بدلتے نظر آئیں گے۔ علم، عمل، دعوت خلوص، ثابت قدمی، سچائی اور قربانی کے میدان کارزار میں آپ نے اکیلے جو کارنامے سرانجام دئے وہ ہمیں اسلاف کی یاد تازہ کراتے ہیں۔ اسلام کی آبیاری، توحید کی ترقی اور سنت کی ترویج میں آپ نے جو خدمات جلیلہ کی ہیں ان میں سے ''جمعیت اہل حدیث سندھ'' کا قیام آپ کی شخصیت کے تعارف کے لئے کافی ہے۔

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب آپ نے مدارس میں مروجہ علوم کی تکمیل کے بعد خاندانی منصب کو سامنے رکھتے ہوئے دعوت کے میدان میں قدم رکھے تھے۔ پہلے ان احباب تک پہنچے جو خاندانی تعلقات اور مراسم کے اعتبار سے بلکل قریب تھے۔ اُن کے آباء واجداد نے اپنے متعلقین اور محبین کو نہ ایک نظم کے تحت جمع کیا تھا اور نہ ہی لوگ جماعتی نظم سے آشنا تھے۔ فرسودہ اذہان کی تربیت کرنا اور ان کو جماعتی قالب میں ڈھالنا ''جوئے شیر لانا'' کے مترادف تھے۔ دامے، درمے، قدمے سخنے ان منتشر اور بکھرے ہوئے لوگوں آپ ایک جگہ پر منظّم انداز میں جمع کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

۱۹۵۷ء میں جب آپ کی عمر عزیز ۳۳ برس تھی اس وقت آپ نے ''جمعیت اہلحدیث حیدرآباد'' کی

☆ زرعی تربیتی ادارہ سکرنڈ، نائب ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث سندھ، ادیب، معروف مقالہ نگار۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داغ بیل ڈالی۔جن رفقاء کو آپ نے کام کرنے کے لئے چنا تھا انہوں نے آپ کو ہی ''جمعیت اہل حدیث حیدرآباد'' کا پہلا امیر چُنا۔علامہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے جماعتی نظم ونسق کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے اس وقت کے معروف عالم دین، علاقہ تھر کے دامن میں علم کے موتی اور جواہر بکھیرنے والے اور مشکوۃ المصابیح کا سندھی زبان میں ترجمہ کرنے اور اس پر مختصر تشریح لکھنے والے مولانا محمد عمر جونیجو رحمہ اللہ کو نائب امیر بنایا۔ آپ نے چند اور رفقاء کو ساتھ لے کر دین کی دعوت کا مرکز حیدرآباد اور اس کی مضافات کو بنایا۔حقیقت یہ ہے کہ حیدرآباد پوری سندھ کی دل کی حیثیت رکھتا ہے اسی لئے آپ نے حیدرآباد کا انتخاب کیا آپ کو حیدرآباد شہر سے اور جماعت کے ساتھ جو اُنسیت تھی اس کی کوئی حد نہ تھی۔حیدرآباد کی جماعت کے احباب نے آپ کو نہ صرف اپنی دل میں جگہ دی۔ بلکہ، آپ کے سامنے اپنے سارے وسائل حاضر کردیئے۔جب ''جمعیت احیاء التراث الاسلامی الکویت'' کی طرف سے سندھ میں مساجد، مدارس اور مراکز اسلامی بنوانے کے لئے آپ سے تعاون کیا گیا تو آپ نے اپنے دوست شیخ جاسم الدبوس حفظہ اللہ کے خاص تعاون سے حیدآباد سے قدیمی مرکزی جامع مسجد اہل حدیث، قلعہ دروازہ بنوائی جس پر، اس دور میں تقریبا ستر لاکھ روپیہ (۰۰۔۰۰۰۰۰۰۷ روپیہ) لاگت آئی تھی۔کتنے دوستوں نے آپ کو کہا آپ اپنی پرانی مسجد، مسجد الفردوس، نیو سعیدآباد کو مذکورہ رقم سے بنوائیں لیکن، آپ نے کہا کہ ''میری تحریک حیدرآباد سے شروع ہوئی تھی لہٰذا اس جماعت کا مجھ پر اوروں سے زیادہ حق ہے۔آپ نے جب جماعت اہل حدیث کے بکھرے ہوئے لوگوں کو ایک جگہ پر جمع کرنے کے کام کا آغاز کیا تو دیکھتے دیکھتے ایک بڑا جم غفیر آپ کے گرد جمع ہوگیا۔

ہم نکلے تھے جانب منزل مگر
لوگ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی توفیق سے وہ اہل حدیث حضرات جو ایک دوسرے سے نابلد اور دور تھے، نہ غمی میں اور نہ خوشی میں جماعتی نظم کے تحت رہتے تھے وہ آناً فاناً ایک دوسرے کے بالکل قریب ہوگئے۔ یہ سب کچھ جماعتی نظم کی برکت کا نتیجہ تھا جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کی رضا، توحید، سنت اور مسلک اہل حدیث کی خاطر تعاون کرنے لگے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جذب باہمی میں قائم نظارے سارے
پوشیدہ ہے یہ نکتہ تاروں کی زندگی میں

مسلک اہل حدیث کی دعوت لوگوں تک منظم اور جماعتی سطح پر پہنچانے کے لئے آپ کی سرپرستی میں "ماہنامہ الھدیٰ" کا اجراء کیا گیا، اُس دوَر میں یہ مؤقر مجلّہ جماعتی حلقوں میں ایک پُل کا کام کرنے لگا۔ اس جہود مخلصہ کا یہ نتیجہ نکلا کہ "جمعیت اہل حدیث حیدرآباد" ایک قوت بن کر اُبھری۔ اب آپ نے مسلک اہل حدیث، منہج اہل حدیث، دعوت اہل حدیث، فکر اہل حدیث، ضابطۂ اہل حدیث اور اصولِ اہل حدیث کو سندھ میں چہار سو پھیلانے کا عزم مصمّم کیا۔ اس مقصد عظیم کے لئے آپ نے اپنی خاندانی اور علمی اعتبار سے ساری توانائیاں سرف کر ڈالیں۔ نیت میں خلوص اور ارادے میں سچائی ہو تو پھر، پتھر بھی موم بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور رحمت سے آپ کی مخلصانہ محنتوں نے رنگ دکھایا۔ سندھ کے طول و عرض میں کافی مخلص ساتھی اور اہل علم، اس دعوت و عظیمت کے کارواں میں داخل ہوگئے۔ آپ نے اس نعمتِ غیر مترقبہ کو غنیمت جانتے ہوئے، "جمعیت اہل حدیث سندھ" کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۸۸ء میں آپ نے باقاعدہ ہر ضلع کی تنظیم سازی کی۔ فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر الرحمانی ﷾ (موجودہ امیر جمعیت اہل حدیث سندھ) ناظم اعلیٰ، محترم قاضی عبدالحق انصاری (مرحوم) نائب امیر، محترم ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں صاحب، نائب ناظم اعلیٰ، عبدالعزیز نہڑیو، ناظم مالیات، محمد اسماعیل میمن، ناظم تعلیمات اور انجینئر جاوید حسین، ناظم نشر و اشاعت و تبلیغ مقرر کئے۔

اسی طرح سندھ بھر کے اضلاع پر امیر، ناظم اعلیٰ، خازن اور دیگر عہدیدار داراکین مجلس شوریٰ بھی مقرر کئے گئی۔ جن ساتھیوں کو جو ذمہ داریاں تفویض کی گئیں انہوں نے بحمد للہ تعالیٰ تھوڑے دنوں میں بہت کام کر دکھایا۔

جمعیت اہل حدیث سندھ کے امیر ہونے کے ناتے آپ نے خدمت دین کی وہ تاریخ رقم کی جو ہمارے سلف صالحین نے رقم کی تھی۔ باوجود نامساعد مالی حالات آپ دل کے غنی، فیاض اور جود و سخا کے مالک تھے۔ اپنے آبائی گاؤں پیر جھنڈو سے نقل مکانی کر کے آزاد پیر جھنڈو میں سکونت اختیار کرنے والے ایام آپ کے لئے نہایت کٹھن اور دشوار ترین تھے۔ پھر بھی آپ نے ہمت نہ ہاری۔ جب بھی، جس نے بھی،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں سے بھی اور جتنے مرتبہ بھی کسی نے دعوت کے لئے پکارا حالات کا شکوہ کئے بغیر آپ وہاں پہنچے۔ اگر پورے گاؤں میں صرف ایک مخلص اور باعمل اہل حدیث بھی تھا تو وہاں بھی آپ نے بار بار دعوتی پروگرام کئے۔ نہ مالی مجبوریاں رکاوٹ بنیں اور نہ مسلکی مخالفین کی مخالفتوں نے پیچھے پلٹنے پر مجبور کیا۔

برہم ہوں بجلیاں کہ ہوائیں خلاف ہوں،
کچھ بھی ہو اہتمام گلستاں کریں گے ہم۔

یہی عظمت تھی جس کی وجہ سے آج کراچی سے لے کر کشمور تک اور تھر کے ریگستان سے لے کر کوہستان تک ''جمعیت اہل حدیث سندھ'' کا جماعتی نظم ہر حال میں موجود ہے۔ نہ صرف نظم موجود ہے بلکہ نظم کے تحت چھوٹے یا بڑے دینی پروگرام، دروس اور تبلیغی اجتماعات بڑی تن دہی سے ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے لوگ تیزی سے مسلک اہل حدیث قبول کر رہے ہیں یا قبول کرنے سے پہلے مطالعہ یا تحقیق کر رہے ہیں۔ کئی نامور علماء اپنا تقلیدی مذہب چھوڑ کر سفینہ اہل حدیث میں سوار ہوئے ہیں۔

آپ دنیوی اعتبار سے نہ مالدار تھے اور نہ ہی حکومتِ وقت کا کوئی وظیفہ خور یا کسی سرکاری منصب پر فائز تھے بلکہ، آپ ایک محدث بلا دنا السند اور جید عالم دین تھے۔ جب سماجی خدمات کے حوالے سے تذکرہ کیا جائے گا تو آپ کا اس باب میں پہلا نمبر ہوگا۔ ان شاءاللہ۔ آپ نے جمعیت اہل حدیث سندھ کے تحت سندھ بھر میں کام کے حوالے سے جو مبارک آثار چھوڑے ہیں یقیناً، وہ قابل رشک ہیں۔ ہزاروں تربیت یافتہ جماعتی، احباب، بیسیوں شاگرد، بیشمار اہل علم دوست، سندھ کے کونے کونے میں نظم کے تحت بنوائی گئیں مساجد، دینی مدارس، کھدوائے گئے کنویں اور دوسرے فلاحی کام اب بھی زبان حال سے آپ کی محنت شاقہ کے مژدہ سنا رہے ہیں۔ جب تک یہ چیزیں موجود رہیں گی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ کرتی رہیں گیں۔

جس دن سے آپ نے سندھ میں باضابطہ جماعتی نظم قائم کیا اس کو تاوفات ڈھیلا نہ ہونے دیا کئی فتنے اٹھے، آندھیاں آئیں اور مشکلاتوں نے اپنے رنگ دکھلائے لیکن، عزم واستقلال کے اس پیکر کو ٹس سے مس نہ کرسکے۔ جو منہج شروع سے لیا اس میں کبھی بھی پیچھے نہ پلٹے۔ ملک کے دوسرے حصوں میں جماعتی سطح پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے والی افراتفری، علیحدگی، پارٹی بازی، تنظیم سازی، دھڑے بندی، اختلاف اور انتشار پر بہت رنجیدہ خاطر ہوتے۔ فی الواقع یہ حقیقت اپنی جگہ پر مسلم بھی ہے۔ اگر جماعت اہل حدیث میں کوئی شخصی دھڑے بندی نہ ہوتی اور ان کا ایک ہی نظم اور بیت المال ہوتا تو، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کی برکھا اپنی آنکھوں سے برستے دیکھتے جس سے گلشن توحید وسنت، پُرنور فضاؤں سے منور ہوتا۔

دل کے یہ پھپولے سے جل گیا ہے سینہ،
اس گھر کو آگ لگ گئی ہے گھر کے چراغ سے

جماعتی نظم کے معاملے میں آپ بہت محتاط، دقیقہ رس اور زود فہم واقع ہوتے تھے، اگر گہرائی اور گیرائی سے دیکھا جائے تو یہ تختی ہی نظم کا روح نظر آئے گی۔ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد رفیق اثری حفظہ اللہ کا کبار علماء اہل حدیث میں شمار ہوتا ہے۔ آپ نے نظم کے حوالے سے ایک بات بتلاتے ہوئے کہا کہ: شیخ بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ کے سامنے ایک ساتھی یہ بات لائے کہ پورے جلالپور کے علاقے میں ایک ہی جگہ مرکزی جامع مسجد میں جمعہ ہوتا ہے۔ وہ ساتھی کہتے ہیں کہ شاہ صاحب لیٹے ہوئے تھی۔ یہ بات سنتے ہی اُچھل کر بیٹھ گئے اور کہا ''ہیں! (یہ کلمہ تعجب ہے) اس بات نے تو قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کردی ہے کہ ایک ہی نظم میں ایک ہی امام پورے علاقے کو نماز پڑھاتا ہے اور خطبہ ایک ہی جگہ پر ہوتا ہے یہ تو بہت بڑی بات ہے۔ شیخ صاحب نے اس بات کی بہت تعریف کی۔ (ماہنامہ دعوت اہل حدیث رحیدر آباد ص۲۱، شمارہ نمبر۲۶ اردو، ماہ دسمبر ۲۰۰۶ء)

معزز قارئین نے مندرجہ بالا معنیٰ خیز عبارت پڑھی جس سے علامہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی ایک مضبوط اور مربوط جماعتی نظم سے عقیدت کا پتہ پڑتا ہے۔ آج ہم جن حالات میں جی رہے ہیں وہ اس کے برعکس ہیں۔ تنظیم سازی اور جماعت سازی کے اختلاف نے جماعتی نظم کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔ اس قضیہ کا فائدہ توحید اور سنت کے ظاہری، باطنی اعداء کو ہوا ہے۔ ۱۹۵۷ء سے لے کر ۸ جنوری ۱۹۹۶ء تک جب تک آپ کے دم میں دم رہا آپ نے جمعیت اہل حدیث سندھ کے مضبوط نظم کا بھرم رکھا اور اس پر کوئی حرف آنے نہ دیا۔ اسی اثنا میں کچھ لوگوں نے لفظ اور لقب اہل حدیث کو دین کی دعوت میں رکاوٹ سمجھا اور جماعت اہل حدیث کو چھوڑ کر نئی جماعت بنائی۔ کل حزب بما لدیھم فرحون کے تحت وہ تو بڑے خوش ہوکر اپنے کام میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگ گئے لیکن، جس شخصیت نے رات کو دن سمجھ کر دین کی دعوت دی، لوگوں کو شرک، بدعت، تقلید شخصی اور بد اعمالی کے دلدل سے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے باہر نکالا اور انہیں توحید اور سنت کا صحیح اور حقیقی فہم دیا وہ معصوم اور سادہ لوح لوگوں کو منتشر ہو جانے پر ضرور افسردہ ہوا ہوگا۔ اس سانحہ پر شاہ صاحب رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ کوئی ہم سے پوچھے کہ ہم نے ان ٹوٹی، بکھری اور منتشر ٹہنیوں کو تلاش بسیار کے بعد کیسے اکٹھا کیا تھا۔ درخت درخت کی یہ ٹہنیاں اب پھر منتشر ہونے لگی ہیں۔ ہم نے سندھ میں منظم انداز میں مسلک اہل حدیث کا بیج بویا، اس کو تناور درخت کیا، اس کو مخالف ہواؤں اور دشمنوں سے بچا کر پروان چڑھایا اب یہ لوگ، پکی پکائی پر آ کر بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں یہ سب کچھ ہم نے کیا ہے۔

جب چمن کو لہو کی ضرورت پڑی سب سے پہلے ہی ہماری گردن کٹی
اب کہتے ہیں ہم سے یہ اہل چمن یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں

جمعیت اہل حدیث سندھ کے دستور اور منہج کا کسی دوسری سیاسی، سماجی، ادبی اور مذہبی جماعت، تنظیم اور پارٹی سے اگر موازنہ کیا جائے گا تو علامہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی دینی فراست اور قیافہ شناسی کھل کر سامنے آ جائے گی۔ کوئی بھی ذی وقار اور ذمہ دار شخص جمعیت اہل حدیث سندھ کے دستور اور منہج کا باریک بینی سے مطالعہ کرے گا تو اُسے ان شاء اللہ ایک بھی بات ایسی نہ ملے گی جو قرآن، حدیث اور فہم سلف صالحین کے منافی ہو۔ الحمدللہ! اس کے برعکس جتنی بھی چھوٹی یا بڑی جماعتیں ہیں ان کے دساتیر اور مناہج کو دیکھیں ان سب میں عقیدے اور عمل کے لحاظ سے اتنے سقم اور جھول نظر آئیں گے جن کا کوئی شمار نہیں ہے۔ ''سیاست کے حمام میں سب ننگے ہیں'' ایک ایسی کہاوت ہے جس کو بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ صرف ایک کہاوت نہیں بلکہ، ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ دوسرے ممالک کو چھوڑ و صرف پاکستان میں جتنی بھی سیاسی اور مذہبی جماعتیں موجود ہیں ''اقتدار'' ان سب کی پہلی منزل ہے۔ اقتدار کے لئے مملکت میں مروجہ جمہوریت (Democracy) جو ایک شرکیہ نظام حکومت ہے کو، قبول کرتے ہوئے سیاست کرنا، الیکشن لڑنا، ووٹ دینا، ووٹ لینا اور الیکشن مہم چلانا ضروری ہوتا ہے۔ اس پورے سیاسی ڈھانچے کو شریعت کے قواعد وضوابط پر پرکھیں تو آپ کو سیاہ وسفید کا پتہ لگ جائے گا۔ کیا سیاست کی گندگی اور غلاظت یہ کم ہے کہ، الصلوٰۃ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والسلام علیک یارسول اللہ، یارسول اللہ مدد، یا عبدالقادر جیلانی شیئا للہ، نورانی نور ہر بلا دور، داتا نہ دیگا تو پھر کون دے گا، یاعلی مدد، یاعلی مشکل کشا، "یاصاحب الزمان ادرکنی" اور یا "علی انظر حالنا" کہنے والوں اور تیجہ، چالیسواں، بارہواں، ختم، عرس، میلاد، گیارہویں، نیاز اور کونڈے وغیرہ کرنے والوں کو بھی ساتھ لے کر چلنا پڑتا ہے ورنہ، وہ ووٹ نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے علامہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن، حدیث اور سلف صالحین کی طرز حیات کو سامنے رکھتے ہوئے جمعیت اہل حدیث سندھ کے دستور میں ایسی مہلک اور عقیدہ توحید وسنت کے منافی چیزوں کو سرے سے رکھا ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمعیت اہل حدیث سندھ ہی پورے ملک کی جماعتوں میں وہ واحد سلفی العقیدہ جماعت ہے جو سیاست کے داؤ پیچ اور جمہوریت کے کیچڑ سے بلکل پاک ہے۔ اس سے بڑھ کر عقیدے اور منہج کی بلندی کیا ہوسکتی ہے کہ یہاں کوئی ہڑتال، لانگ مارچ، جلوس، دھرنا، بائکاٹ، فلک شگاف نعرے، زندہ باد، مردہ آباد، آوے ہی آوے، جاوے ہی جاوے، ظالموں فلاں آرہا، "فلاں ساڈا شیر اے باقی سب ہیر پھیر اے" اور قوم کہتی ہے فلاں ہماری جمہوری ہے وغیرہ کا ڈھونگ بلکل نظر نہ آئے گا۔ علامہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی قال اللہ تعالیٰ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تصویر تھی، آپ نے جمعیت اہل حدیث سندھ کو جن بنیادوں پر اُستوار کیا تھا ان سے کبھی اعراض نہیں کیا، آپ ہی کی مخلصانہ کاوشوں کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد جمعیت اہل حدیث سندھ اسی ہی منہج پر کام کررہی ہے جس پر آپ نے چھوڑا تھا۔ فضیلۃ الشیخ، محدّث العصر علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ آپ کے صحیح جانشین ثابت ہوئے اور اسی ہی نہج پر کام کررہے ہیں جس پر شیخ العرب والعجم قائم تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلک اہل حدیث کی ترقی، ترویج اور نشر واشاعت میں علامہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو خدمتیں کی ہیں وہ سب اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور اس تحریک اور مشن کو آگے لے کر چلنے والے زعماء ومحبین کو مزید ہمت وتوفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اپنے لہو سے روشن کردیں گلیاں اس ویرانے کی
گرچہ تنگ بہت تھیں راہیں شہر وفا کو جانے کی
جان تھی اک سو حاضر کردی پھر بھی رہے سے شرمندہ
دل والے خود ہی لکھ لیں گے سُرخی اس فسانے کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد کھتی ☆

ضلع تھرپارکر میں سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ
کی دعوتی و تعمیراتی خدمات

رب تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اپنے بندوں سے فرمایا:

﴿ادْعُونِیْ أَسْتَجِبْ لَکُمْ (المؤمن: ٦٠)﴾

خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا۔

﴿وَاجْعَل لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْآخِرِیْنَ (الشعراء: ٨٤)﴾

اس دعاء کو ہر مومن جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔

﴿وَأَذِّن فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج: ٢٧)﴾

اس آواز کو اللہ تعالیٰ نے اس زمین کے ذرے ذرے تک پہنچادیا۔

کیا شہر کیا چھوٹی بستی کیا پہاڑ کیا صحراء، ہر مکین نے اس آواز کو سنا۔ خلیل اللہ علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی تو اب تک آباد ہے اور اس کا طواف دن رات جاری ہے۔ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کس طرح قیامت تک شعار اللہ بنادیا۔ ﴿وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الْآخِرِیْنَ ○ سَلَامٌ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ ○ کَذَالِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ (الصّٰفّٰت: ١٠٨۔١١١) یہ ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام تو منتخب بندے تھے لیکن ان کے پیروکاروں کی ایک بڑی فہرست ہے۔ ﴿وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ ○ أُوْلَئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ○ فِیْ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ ○ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِیْنَ ○ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْآخِرِیْنَ (الواقعہ: ١٠۔١٤)﴾ جن کے جوش ایمانی، اخلاص عمل اور دعوت دین کو ان کے دنیا سے جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا اور وہ ﴿وَجَعَلَهَا بَاقِیَةً فِیْ عَقِبَهٖ﴾ اور ﴿لِسَانَ صِدْقٍ فِیْ

☆ امیر جمعیت اہلحدیث ضلع تھرپارکر، سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج ڈیپلو، معروف سماجی شخصیت۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْآخِرِیْنَ﴾ کا مرقعہ بن گئے۔ ان میں اس امت کے عظیم فرزند، اس وادئ سندھ کی عظیم شخصیت، دین حق کی آبرو استاذی المکرّم سید بدیع الدین شاہ راشدی بھی ہیں۔ جس کی زندگی کے کئی پہلو اور گوشے ہیں۔ ان کی خدمات کی لمبی فہرست ہے۔ سعید آباد سے کراچی تک، سندھ سے پنجاب اور سرحد تک، وادی مہران عبور کرنے کے بعد صحراء تھر تک، پاکستان سے یورپ امریکا تک، سعودی عرب اور مشرق وسطیٰ تک ان کی خدمات نمایاں ہیں۔

ضلع تھرپارکر ایک پس ماندہ علاقہ ہے، ریت کے ٹیلوں پر مشتمل ایک بڑا رقبہ ہے، مشرق سے مغرب تک تقریباً ۳۲۵ کلومیٹر، شمال سے جنوب تک ۱۵۰ کلومیٹر کا رقبہ جس میں ۲۰۰۰ کے قریب چھوٹے بڑے گاؤں اور ۴ بڑے اور تاریخی شہر ڈیپلو، مٹھی، چھاچھرو اور ننگر پارکر آباد ہیں، تھرپارکر میں ۵۵ فی صد مسلم آبادی اور ۴۵ فی صد غیر مسلم (ہندو) قیام پذیر ہیں۔ ڈیپلو تحصیل میں مسلمان زیادہ ہیں۔ مٹھی تحصیل میں ۴۰ فیصد اور ڈیپلو تحصیل میں ۹۰ فی صد سلفی عقائد کے حامل مسلمان ہیں اور یہ کاوش مقامی علماء اور بزرگ حضرات کی ہے۔ اس میں شاہ صاحب کا بھی ایک وافر حصہ ہے۔

ڈیپلو شہر کے حاجی صاحب ڈنو میمن رحمہ اللہ جن کی دعوت پر سب سے پہلے شاہ صاحب نے تھر میں ڈیپلو شہر میں مبارک پاؤں رکھے اور تشریف لائے تھے۔ حاجی صاحب ڈنو ایک پڑھے لکھے، بڑے سخی اور نیک کردار کی شخصیت کے حامل تھے۔ نادار اور محتاجوں کی مدد کرتے رہتے تھے۔ پورے ملک پاکستان کے مدارس سے تعاون، مساجد کی تعمیر اور مختلف ضروریات کے سلسلے میں لوگ آتے اور یہ شخص ان کو خوش کر کے واپس بھیجتے۔ ان کی سخا دیکھ کر شہر کے اور لوگ بھی اللہ کے نام پر دینے پر عادی ہو گئے اور آج بھی ڈیپلو کا نام دینے والوں کے ناموں میں سرفہرست الید العلیا خیر من الید السُفلیٰ کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ مجھے یاد ہے میں بالکل کم سن تھا۔ سعودی عرب کا تیل کے سلسلے میں اوج اور ترقی کا نام جو آج ہے وہ نہیں تھا۔ اس وقت سعودی عرب سے نادار بدوی آتے اور حاجی صاحب کی سخا سے مستفیض ہوتے۔ یہی حاجی صاحب ڈنو ہیں جس نے مشکوٰۃ شریف سندھی ترجمہ کے ساتھ چھپوائی۔ اب ان کے بیٹے محترم عبدالرحیم حفظہ اللہ نے پھر چھپوائی ہے۔ اور مزید کام کیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم استاذی المکرّم مولوی محمد عمر جونیجو متوفی ۱۹۸۳ء جو حافظ قرآن، عالم تبحر، صرف ونحو کے بڑے ماہر اور بڑے معلم و مدرس ومبلغ تھے۔ ساری زندگی ڈیپلو میں تعلیم و تدریس میں گذار دی۔ مجھے بھی ان سے تعلیم و تربیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور ڈیپلو کی عظیم شخصیت اماں مریم (وفات ۱۹۷۹ء) تھیں۔ جس نے ڈیپلو میں ۱۹۶۵ء میں اپنے زیورات بیچ کر مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ ایک نیک خاتون، قرآن وسنت کی داعیۃ، جودوسخا کی مالکہ، اماں مریم کے دور میں شاہ صاحب بار بار آتے رہے۔ ان مبلغوں کے علاوہ ڈونجھ مٹھی تعلقہ کے مولوی علی محمد جونیجو اور مولوی گل محمد ہنگور جو قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے دین کی خدمت کی ہے۔ ان اولیاء اللہ کی تبلیغ اور دعوت سے تھرپارکر میں جہاں مال و دولت کی پس ماندگی ہے لیکن قرآن وسنت کی آبیاری میں یہ ضلع بڑا شاہوکار اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہے۔ یہ جو چند پودے تھے بڑھ کر تناور درخت بن گئے۔ ان مضبوط اور قد آور درختوں سے جو بے شمار درخت پیدا ہوئے وہ اس وقت لہلہارے ہیں آج وہ تھرپارکر کی رونق ہیں۔ اس وقت تھرپارکر میں ۱۰۰ کے قریب علماء اور ۵۰ سے زیادہ حفاظ ہیں۔ ان کی آبیاری اور پھلنے پھولنے میں شاہ صاحب نے جو کام کیا وہ پیش خدمت ہے۔

غالباً ۱۹۵۳ء کا زمانہ ہے، محترم حاجی صاحب ڈنو میمن رحمہ اللہ کا ایک خاندانی معاملہ تھا، اس وقت ڈیپلو میں معاملہ فہم لوگ بھی تھے جو اس معاملہ کو سلجھا سکتے تھے۔ لیکن حاجی صاحب کا خیال تھا کہ یہ خاندانی معاملہ بھی قرآن وسنت کے مطابق حل ہو اور کوئی عالم دین اس کا منصف بنے اور ان کی نظر انتخاب شاہ صاحب کی طرف گئی۔ شاہ صاحب کو حاجی صاحب کی طرف سے منصفی کے لئے دعوت دی گئی۔ شاہ صاحب حیدآباد سے نوکوٹ تک ریل گاڑی میں آئے۔ اس وقت بسوں اور گاڑیوں کا تصور تھرپارکر میں نہیں تھا۔ ہر کوئی سفر اونٹوں اور گھوڑوں پر کرتا تھا۔ شاہ صاحب نے نوکوٹ سے ڈیپلو تک ۷۲ کلومیٹر کا یہ کٹھن سفر اونٹ پر طئے کیا۔ شاہ صاحب کا تھر کا یہ پہلا سفر تھا۔ عام لوگ شاہ صاحب کو پیر کے نام سے پکارتے تھے۔ جسے آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ جب آپ ڈیپلو آئے تو نہ آپ لغوی معنوں میں پیر تھے اور نہ اصطلاحی معنوں میں پیر تھے۔ اس لئے کہ آپ اس وقت تک منزل پیری میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ عالم شباب میں تقریباً ۲۸ برس کے جوان رعنا تھے اور پیروں کے کردار اور خصوصیات سے سخت متنفر اور نالاں تھے۔ میں کمسن تھا۔ یہ واقعہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے یاد نہیں لیکن ڈیپلو شہر میں ایک بارونق اور باوقار مجلس سجائی گئی۔ آپ نے منصفی اور امانت کے فرائض ادا کئے اور اپنی بہترین یادوں کو چھوڑ کر سعید آباد چلے گئے۔

دوسری بار گاؤں گرڑابھ کے محترم مولوی جان محمد نہڑیو جو اب تک باقید حیات ہیں ان کی اور اس کے کچھ ساتھیوں کی دعوت پر شاہ صاحب تھر کے دورہ پر آئے۔ نوکوٹ سے کلوئی، کلوئی سے گرڑابھ تک اونٹ اور گھوڑے پر سفر کیا۔ یہ دورہ بھی مجھے یاد نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کتنے گاؤں میں گئے اور کتنی بار تشریف لائے۔

یہ ایک اصول ہے جہاں حق کی آواز جتنی زیادہ بلند ہوگی وہاں اس کی مخالفت بھی زیادہ ہوگی۔ مکہ مکرمہ میں نبی ﷺ کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ دعوت حق کے مقابلے میں ہر طرح کی اذیتیں دیں، مجھے یاد ہے، اس پر فخر نہیں بلکہ خوشی ہے کہ ہم نے ڈیپلو میں مخالفت کی جھلک دیکھی۔ مخالفوں نے کئی رنگ اختیار کئے، تفصیل کا موقعہ نہیں۔ اتنی مخالفت کہ کچھ مخالفوں کے نام ابوجہل اور فرعون کے طور پر پکارے گئے۔ مخالفت کا فائدہ یہ ہوا کہ حق نکھرتا گیا اور ہم مضبوط ہوتے گئے۔

مسجدوں میں ہمیشہ ایک دوسرے کے خلاف خطبے ہوتے رہے فرق یہ تھا کہ کچھ مسجدوں میں حق کی آواز بلند ہوتی رہی۔ قرآن وسنت کی طرف دعوت دی جاتی تھی اور دوسری مسجدوں میں تقلید کی تائید اور سنت کی مخالفت میں آوازیں اٹھتی رہیں۔ مخالف باہر سے مولوی بلاتے اور تقلید کی تائید میں تقاریر کراتے۔ آخر یہاں تک نوبت آئی کہ مخالفوں نے مناظرہ کا اعلان کردیا۔ احناف کے خاص مدرسہ ٹھیڑھی سے انہوں نے مولویوں کو بلایا۔ تاریخ مقرر ہوئی ہمیں اطلاع دی گئی ہم نے شاہ صاحب کو عرض کی۔ شدید سخت گرم موسم تھا۔ لُو لگ رہی تھی۔ نوکوٹ سے ڈیپلو تک چھکڑے چلتے تھے، مقرر تاریخ پر مغرب سے پہلے شاہ صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف لائے۔ مناظرہ کے لئے اپنے ساتھ کتب کثیر لائے۔ شاہ صاحب کا نام سن کر مخالفوں کا کوئی مولوی نہیں آیا۔ پتہ نہیں کہاں سے واپس چلے گئے اور کہاں چھپ گئے۔ یہ غالباً ۱۹۶۸ء کا واقعہ ہے آج سے کم وبیش ۴۰ برس پہلے کی بات ہے۔ شاہ صاحب کی پہلی مرتبہ زیارت کی، ایک خوبصورت شخصیت، موٹی موٹی آنکھیں، کھڑی ناک، گول چہرہ، سر پر ٹوپی اور رومال، سفید سلوار اور قمیص پہنے ہوئے۔ عشاء نماز کے بعد جم غفیر میں مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر خطبہ مسنونہ پڑھا۔ قرآن مجید کی تلاوت کی۔ بلند اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارعب آواز میں تقریر شروع کی۔ سخت گرمی تھی۔ اس وقت ڈیپلو میں لائیٹ (بجلی) نہیں تھی۔ ایک ساتھی مسلسل کھڑا ہوکر جھولا (ہاتھ کا پنکھا) چلا رہا تھا۔ شاہ صاحب ماحول کے مطابق بول رہے تھے۔ ان میں کوئی مرعوبیت نہ تھی۔ روانی سے اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھے۔ مخالفوں پر کوئی بیجا تنقید نہ تھی۔ قرآن وسنت کے دلائل تھے۔ تقلید کی بیخ کنی تھی اور وہ بھی دلائل کے ساتھ۔ ہمیں ایک بڑی خوراک مل گئی اور ہم تازہ توانا ہوگئے۔ مخالفوں میں چند تو کمزور ہوگئے لیکن ﴿وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ (جاثیہ: ۲۳)﴾ وہ مخالفت میں اور زیادہ سخت ہوگئے۔ شاہ صاحب نے دوسرے دن بھی ڈیپلو میں قیام کیا۔ مجلسیں ہوئیں اور ملاقاتیں ہوئیں۔

ڈیپلو میں مخالفوں کی طرف سے مناظرہ کا اعلان پھر اس سے انحراف اور شاہ صاحب کا تشریف لانا اور زوردار خطاب کرنے سے وہ اور طیش میں آگئے اور منصوبہ بندی کرنے لگے۔ ایک سازش کے تحت ایک جمعہ پر ٹیاری سے ایک مولوی عبدالخالق کو بلایا اور مسجد پر قبضہ کرکے ان سے خطبہ دلوایا۔ خطبہ میں محترم مولوی محمد عمر جونیجو بھی موجود تھے۔ اس مولوی نے ایک حدیث پڑھی اور اپنی مکاری اور بے علمی کا ثبوت فراہم کیا۔ مولوی نے حدیث بتائی فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (ترمذی) اور کہا دیکھو اس میں حدیث جاننے والے کو فقیہ کہا گیا ہے اور یہ لفظ فقہ سے نکلتا ہے اور دیکھو فقہ کا ذکر حدیث میں موجود ہے اور کہا فقیہ اسم فاعل کا صیغہ ہے اور صرف ونحو میں بھی اپنی مہارت دکھادی۔ یہ مولوی (ضلّوا واضلّوا) تقریر کے فن میں ماہر تھا۔ ڈیپلو میں بڑا عرصہ رہا۔ حنفیت کی حمیت میں ضعیف اور موضوع روایات کا سہارا لیتے ہوئے اور یہود کا طریقہ کار ﴿يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ﴾ (النساء: ۴۶) اختیار کرتے ہوئے ایک کتاب بنام 'تحفۃ الحدیث' تحریر کیا جس میں شاہ صاحب اور مولوی محمد عمر جونیجو پر بیجا اعتراض بھی کئے ہیں۔ شاہ صاحب تک جب یہ کتاب پہنچی اور آپ نے اسے پڑھا تو تقریری جواب دینے کے لئے آپ نے ڈیپلو آنے میں دیر نہ کی۔ چار مسائل تھے (۱) فاتحہ خلف الامام (۲) رفع الیدین (۳) تراویح رمضان (۴) وتر پڑھنے کا طریقہ۔ شاہ صاحب نے مدلل جواب دیا۔ شاہ صاحب جو علم حدیث کے ماہر، بڑے محقق، اسماء الرجال کے عالم مانے جاتے ہیں، ان کے کمال مناظرت، تبحر علمی، بے مثال تقریر اور بے عدیل تحریر اور ان کی ذہانت اور فطانت کی تعریف کی جاتی ہے، ایک ایسے عالم جسے عالم شباب میں فاتح قادیان شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متوفی ۱۳۶۷ھ نے تقسیم ہند سے پہلے اعتراف کیا تھا، بٹالہ میں اہل حدیث کانفرنس کے شرکاء سے تعارف کراتے ہوئے کہا تھا، شاہ صاحب اسماء الرجال کے امام ہیں۔ اس خطاب کو ٹیپ رکارڈ سے نقل کر کے راقم نے ''لاجواب تقریر'' کے نام سے کتاب چھپوائی تھی۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے ایک مفصل کتاب بنام ''تمییز الطیب من الخبیث بجواب رسالہ تحفۃ الحدیث'' تحریر کی اور ۱۹۸۷ء کو چھپوائی۔ شاہ صاحب کا کہنا تھا کہ یہ کتاب میرے کتب خانے کا نچوڑ ہے۔ بڑی محنت اور عرق ریزی کے بعد یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ اہل علم کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیئے۔

بدیع التفاسیر کی ابتداء کب ہوئی، کیسے ہوئی، یہ سفر کتنا کٹھن تھا۔ شاہ صاحب کے لئے کیا مشکلاتیں تھیں، کیا رکاوٹیں تھیں، جماعتی افراد کو یہ سب باتیں معلوم ہیں۔ لیکن تھرپارکر کا یا ڈیپلو تعلقہ کا اس میں کیا حصہ ہے یہ سب کو معلوم نہیں۔ میں چند سطریں تحریر کرتا ہوں تو کئی نئے ساتھیوں کو ﴿إِنَّ هَـٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (ص: ۵)﴾ محسوس ہوگا۔ ۱۹۶۷ء کے بعد تھرپارکر کے ساتھیوں کو محسوس ہوا کہ قرآن مجید کی تفسیر سندھی زبان میں شاہ صاحب کی تحریر میں ہو اور یہ سندھ اور پھر دنیا کے لئے قیمتی تحفہ ہوگا۔ نوکوٹ میں حاجی محمد مٹھوانی (اماں مریم کے بھائی) کے ہاں شاہ صاحب کے ساتھ ایک مجلس ہوئی۔ جس میں حاجی احمد علی میمن پیٹرول پمپ والے، مولوی جان محمد گرڑابہ والے اور کچھ ساتھی شامل تھے۔ شاہ صاحب کو عرض کی گئی کہ تفسیر لکھنے کا کام شروع کریں۔ شاہ صاحب نے کہا کہ جماعتی پروگراموں سے فارغ نہیں رہتا۔ اگر جماعت مجھے فرصت دے اور دعوتی پروگرام کم کرے تو میں کتب خانے میں بیٹھ کر لکھ سکتا ہوں اور اسکے ساتھ ایک کاتب بھی مہیا کیا جائے۔

طئے یہ ہوا کہ سب جماعتی ساتھیوں کو عرض کی جائے گی کہ شاہ صاحب کے باہر کے پروگرام کم ہوں اور اس کے ساتھ ڈیپلو کے ساتھیوں نے کاتب مہیا کرنے اور اس کا وظیفہ دینے کا وعدہ کیا۔ پھر بھی تفسیر کی ابتداء دیر سے ہوئی۔ اسی وقفہ کے دوران ڈیپلو کے ایک مخلص ساتھی نے ڈیپلو کے ایک ساتھی کو تفسیر لکھنے کے لئے کہا۔ بڑے اصرار کے بعد اس نے لکھنا شروع کیا۔ تھوڑا سا مقدمہ لکھا اور اس کے ساتھ سورہ فاتحہ کا کام شروع کیا۔ لیکن پھر اس نے لکھنا چھوڑ دیا اور شاہ صاحب کے تفسیر کا انتظار کیا (یہ صیغہ راز کی باتیں ہیں) بڑے انتظار کے بعد شاہ صاحب نے تفسیر کا کام شروع کیا۔ شاہ صاحب کے دعوتی پروگراموں میں تو کوئی کمی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں آئی۔ لیکن تفسیر کا سفر چلتا رہا۔ کاتب کا وظیفہ ڈیپلو والے ادا کرتے رہے۔ ہے نہ عجیب بات! افسوس کہ یہ کام مکمل نہیں ہوا۔ چودھواں پارہ شروع ہوا تھا کہ مالک باری تعالیٰ نے اپنے بندے کو بلالیا۔ جو کچھ تحریر ہوا وہ جماعتی ساتھیوں کے پاس امانت ہے اور وہ مستفیض ہو رہے ہیں۔

پہلے ذکر کیا کہ ۱۹۶۵ء میں اماں مریم نے ڈیپلو میں مدرسہ دارالحدیث والقرآن کی بنیاد رکھی۔ اور اس کے صدر مدرس کی حیثیت سے استاذی المکرّم مولوی محمد عمر تاحیات رہے۔ مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ جب تک شاہ صاحب نے امتحان لینا شروع نہیں کیا اس مدرسہ کا میں ہی ممتحن رہا۔ تھر پارکر میں میں شاہ صاحب کے پروگرام طے کرتا تھا۔ شاہ صاحب ٹائم دیتے پہلے سال میں دو مرتبہ ۶۔۶ دن کا پروگرام ہوا کرتا تھا۔ وہ پروگرام ڈیپلو سے شروع ہوتے۔ پھر وہاں سے ۵ دن کا سفر مختلف گاؤں کا ہوتا۔ کبھی کبھار ایک جمعہ کا پروگرام بھی ہو جاتا اور وہ ڈیپلو میں ہوتا۔ ایک مرتبہ مٹھی شہر میں بھی جمعہ کا پروگرام ہوا۔ اس جمعہ میں اس وقت کے تھر پارکر کے ڈپٹی کمشنر عبدالقادر منگی شامل ہوئے تھے۔ اسے دعوت دی گئی تھی۔ اس نے شمولیت اور خطبے کے بعد اعلان کروایا کہ جس کو کسی افسر کے خلاف یا کسی ڈپارٹمنٹ کے خلاف یا اور کسی قسم کی شکایت ہو وہ ابھی آئے اور اپنی شکایت پیش کرے۔ ابتدائی دنوں میں شاہ صاحب نوکوٹ سے چھکڑے میں آتے اور تھر کا پورا پروگرام اسی چھکڑے میں ہی طے ہوتا۔ یہ بندوبست اماں مریم کے بھائی حاجی محمد رکھتے۔ گاڑی ان کی اپنی ہوتی۔ اماں مریم ان کو دعائیں دیتیں اور کہتی جس طرح مجاہد کے گھوڑے کی لید اور پیشاب بھی میزان میں تولے جائیں گے۔ حاجی محمد تو اللہ کے راستے میں گاڑی دے اس کا تیل بھی تیرے میزان میں تولا جائے گا اور اس بھائی نے پورا تعاون کیا۔

۱۹۷۶ء کا زمانہ ہے، امام مریم کی رہائش گاہ ہے، امام مریم کا ذاتی کمرہ ہے، '14'x18 کا کمرہ ہے، چند کرسیوں سے سجایا گیا اور مدرسہ ڈیپلو کی دستار بندی کا بندوبست رکھا گیا۔ جسے موجودہ وقت میں تقریب صحیح بخاری کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس تقریب میں مدرسین اور طلباء کے سوا شہر کے چند افراد تھے، دو تین عورتیں باہر صحن میں بیٹھی تھیں۔ اماں مریم اس کمرے میں موجود تھیں۔ رہائش گاہ ان کی اپنی تھی۔ کمرہ ان کا تھا، صدارت ان کی تھی۔ پروگرام ان کا تھا، مجلس کو اس نے سجایا تھا۔ بڑی پروقار تقریب تھی، شاہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کے زیر سایہ یہ تقریب شروع ہوئی۔ صحیح بخاری کی کوئی حدیث نہیں پڑھی گئی شاہ صاحب نے دو فارغ التحصیل عالموں (مولوی عبدالرحیم لوڈو اور مولوی عبدالغنی پیابو) سے خطاب کرنے کو کہا۔ صرف چند منٹ کا خطاب ہوا۔ پھر شاہ صاحب نے ایک مختصر اور جامع خطاب کیا۔ اس مدرسہ کے حالات اور ایک عورت کی کاوش پر روشنی ڈالی اور عالموں کو علم حاصل کرنے کے بعد ان کی ذمہ داری سے آگاہ کیا۔ یہ ایک نصیحت آمیز خطاب تھا۔ میرے حافظے میں آج تک یہ باتیں گونج رہی ہیں۔ یہ مدرسہ اب تک آباد ہے۔ اماں مریم کے پانچ بیٹوں میں مشتاق احمد ہمیشہ ڈیپلو میں رہے اور اماں مریم کے زیر سایہ رہے۔ اب یہ مدرسہ ان کے زیر نگرانی ہے۔

تھرپارکر ایک عجیب علاقہ ہے، بارشوں کے بعد تو ہر طرف ہریالی ہوتی ہے۔ کیا کھیت، کیا میدانی علاقہ، کیا ٹیلے جن کے دیکھنے سے دل خوش ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور موسموں میں ناواقفوں کے لئے یہ خطہ علاقہ غیر بن جاتا ہے۔ سردیوں میں سخت سردی اور گرمیوں میں شدت کی گرمی، لُو اتنی سخت پڑتی ہے کہ چہرے اور آنکھوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ گرمیوں کے شروع میں سخت ہوا لگتی ہے اور ریتی اڑنے لگتی ہے۔ آنکھوں میں پڑتی ہے اور سر کے بالوں تک پہنچتی ہے۔ ہر جگہ چھوٹے چھوٹے ٹیلے بن جاتے ہیں۔ میدانی علاقوں کا تو نقشہ بدل جاتا ہے۔ ایسے علاقوں میں الشیخ العرب والعجم نے سفر کیا اور اللہ کا پیغام پہنچایا۔ چھوٹے گاؤں اور دیہاتوں تک پہنچے۔ جس گاؤں میں پہنچتے تھے جو ٹائم دیا ہوا ہوتا اس سے پہلے پہنچتے۔ گاؤں کے پروگرام کا تعین میرے توسط سے ہوتا۔ گاؤں والوں کو پہلے اطلاع دی جاتی۔ چھکڑے کے بعد ٹیوٹا کروزر کا زمانہ آیا۔ مشنری ہے۔ کوئی خرابی ہو سکتی ہے کسی ایک گاؤں میں دیر بھی ہو سکتی ہے۔ نہیں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ شاہ صاحب وقت کے پابند تھے اور ہمیں بھی پابند ہونا پڑتا تھا۔ اس طرح پروگرام رکھنے والوں کو نہ انتظار کرنا پڑتا ہے اور نہ وہ پریشان ہوتے ہیں۔ شاہ صاحب کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ کسی بھی جگہ پروگرام شروع ہونے سے پہلے پہنچتے اور آخر تک بیٹھے رہتے۔ پروگرام کے علاوہ بھی شاہ صاحب اوطاق یا رہائش گاہ پر مجلس کرتے۔ آنے والے ملاقات کرتے۔ مسائل پوچھتے۔ اس سے محبت بھی بڑھتی ہے اور افراد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ آج کل کی طرح نہیں کہ مولوی صاحب پروگرام کے بڑے حصے گذرنے کے بعد آئے۔ مختصر خطاب کیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پروگرام ختم ہونے سے پہلے چلے گئے۔کسی کو دیکھا نہ دیکھا کسی سے ملاقات ہوئی یا نہ ہوئی کوئی پرواہ نہیں۔

شاہ صاحب ڈیپلو آئے۔اماں مریم کی بیٹھک میں رہائش پذیر تھے، مجھے ایک تحریر دی، جو المکتبہ الراشدیہ کے لئے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی تھی۔مجھے صاف لکھنے کے لئے کہا یا تو پریس میں چھپوانا تھی یا پتھر پر لکھا کر کتب خانے میں لگوانی تھی۔اس تحریر میں دو سطریں صرف ونحو کے لحاظ سے ایک جیسی تھیں۔دونوں سطروں میں فعل اور فاعل حذف تھے۔جملہ مفعول سے شروع ہو رہا تھا۔شاہ صاحب اور مولوی محمد عمر جونیجو کے صرف ونحو میں ایک ہی استاد تھے،جس کا نام محمد اکرم تھا۔مولوی صاحب نے ان سطروں پر اعتراض کیا اور شاہ صاحب سے بحث کی، دونوں بزرگوں میں سندھی اور عربی زبان میں بحث چلتی رہی۔ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ دونوں زمخشری کے ہم پلہ ہیں جیسے دونوں ''مفصل'' کے مصنف ہوں۔شاہ صاحب جنہوں نے اپنی زندگی کتابوں میں گذاردی، رات دن مطالعہ، تدریس اور تقاریر میں وقت گذارا۔مولوی صاحب تو ڈیپلو کی مسجد اور چھوٹے سے مدرسے سے منسلک رہے،لیکن دونوں کی تبحر علمی کی داد دینا پڑ رہی تھی۔

شاہ صاحب ایک عظیم انسان تھے۔باکردار اور بہت بڑے ملنسار تھے۔بڑے کی تو عزت کرتے، لیکن چھوٹے کی بھی عزت کرتے اور شفقت سے پیش آتے۔کیونکہ عزت دے کر عزت لی جاتی ہے۔ان کے سامنے دسترخوان پر مختلف کھانے سجائے جاتے۔کیونکہ یہ تو تھر والوں کی میزبانی کا طریقہ ہے کہ مہمان کی ہر طرح سے عزت کی جائے۔حتی الامکان طرح طرح کے کھانوں کا اہتمام کیا جائے یہ تو شاہ صاحب مہمان تھے۔بڑی آؤ بھگت ہوتی۔لیکن آپ بالکل مختصر کھاتے۔تھر میں مہمان کی دیسی مرغی سے آؤ بھگت خاص روایت ہے۔لیکن شاہ صاحب مرغی کا گوشت بہت کم کھاتے تھے۔ایک مرتبہ میرے مہمان تھے میں نے ایک کوشش کی۔یہ زمانہ تھا مجھے کچھ تیتر (پرندے) مل گئے اس وقت تو یہ پرندہ بالکل نایاب ہو چکا ہے۔دسترخوان پر کافی ساتھی موجود تھے۔میں نے تیتروں والا برتن شاہ صاحب کے آگے رکھا اور کہا یہ فلاں چیز ہے۔آپ نے خوشی سے لیا اور زیادہ لیا اور دل خوش ہوگیا کہ یہ چیز شاہ صاحب کو پسند آگئی۔ایک مرتبہ شاہ صاحب کے ساتھ سحری کھا رہے تھے۔شاہ صاحب نے شیشے کی پیالی میں چند چاول لئے اور دہی کی آمیزش کر کے چمچے سے کھا رہے تھے سب ساتھی جی بھر کر کھا رہے تھے لیکن شاہ صاحب کی پیالی والے تھوڑے سے چاول بھی ختم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو رہے تھے۔ ایک تو رات کا سناٹا اور سحری کا وقت دوسرے شیشے کی گول پیالی اور اسٹیل کا چمچ۔ آواز کی گونج سنائی دے رہی تھی میں نے کہا شاہ صاحب! چمچ کی اتنی بڑی آواز آ رہی ہے جیسے ابھی دیگ کے چاول ختم ہونے والے ہیں۔ لیکن یہاں تو چھوٹی پیالی والے چاول بھی ختم نہیں ہو رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے مسکرا دیا۔ ایک ساتھی نے کہا کہ اس چمچ کی آواز پر ہمارے تو مزے ہو گئے۔ دستر خوان پر دیکھو تو سہی۔ ہے کچھ باقی کھانے کے لئے۔

ایک مرتبہ شاہ صاحب کے ساتھ حاجی محمد کے چھکڑے میں عصر نماز کے بعد گاؤں ''کھورڑو'' جا رہے تھے جو ڈیپلو سے ۱۵ کلومیٹر شمال میں ہے اور مولوی عبدالغنی کا مسکن ہے۔ یہ ۱۹۹۰ کی بات ہے۔ گاڑی میں میں شاہ صاحب کے ساتھ بیٹھا تھا۔ سفر میں قرآن کی آیات، معنی اور علوم پر بحث ہو رہی تھی۔ ایک جگہ پر ایک بڑے ٹیلے پر گاڑی چڑھ نہ سکی۔ بار بار اوپر چڑھتی رہی اور نیچے اترتی رہی۔ شاہ صاحب گاڑی سے نیچے اتر آئے اور پیدل اوپر چڑھنا شروع کیا۔ میں نے دیکھا شاہ صاحب بلا جھجک ریت سے شناسا تھری کی طرح اوپر چڑھ رہے ہیں۔ ٹیلے پر چڑھتے ہوئے مجھ سے پوچھا حافظ! بتلاؤ قرآن میں کون سی سورۃ ہے جس کے حروف میں صرف ایک حرف مکسور ہے۔ میں نے کہا سورۃ اخلاص، دوسرا سوال پوچھا۔ قرآن میں ایسی ۱۰ آیتیں بتلاؤں جس میں حرف قؔ ۱۰ مرتبہ آیا ہو۔ میں نے ٹیلے پر چڑھتے اور گاڑی آنے تک ۱۳ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ اب تیسرا سوال پوچھا۔ قرآن میں کون سی آیت ہے جس میں ''اَللّٰہ'' پر زبر ہے اور وہ آیت کے شروع میں ہے۔ میں بتلا نہ سکا جواب پوچھا۔ کہا کوشش کرو۔ یاد کرو۔ آخر ہم کھورڑو پہنچے۔ مغرب کی نماز میں شاہ صاحب نے سورۃ صٰفّٰت کی آیات پڑھیں۔ ﴿أَتَدْعُونَ بَعْلاً وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ (125) اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ (الصٰفّٰت: ۱۲۵۔۱۲۶)﴾ اور مجھے اچھی طرح یاد دلا دیا۔

شاہ صاحب کی تھریوں کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ مجھ سے بہت پیار کرتے تھے۔ اسی طرح میرے بھائی سلیمان کو بہت چاہتے تھے جب بھی کراچی آتے بھائی کے ہاں رات کو قیام کرتے۔ یہ سلسلہ برسوں تک قائم رہا۔ کبھی کبھار میں بھی موجود ہوتا۔ شاہ صاحب کے پاس اپنی گاڑی نہ تھی۔ بھائی اپنی گاڑی دیتے Hire کر کے دیتے۔ شہر کے پروگرام اور دوسرے کام نمٹا کر واپس بھائی کے گھر پر آرام کرتے۔ ضیاء الحق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور تھا۔ کراچی کے ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل میں ''ہجرت کانفرنس''، منعقد کی گئی۔ سندھ سے وہ حضرات جن کے پاس قدیم اور بڑے کتب خانے تھے ان کو مدعو کیا گیا تھا۔ شاہ صاحب کو بھی دعوت تھی شاہ صاحب کو ایک کمرہ الاٹ کیا گیا۔ جس میں دو بستر ے تھے۔ ایک پر آپ آرام کرتے تھے۔ اور ایک میرے لئے تھا۔ شاہ صاحب نے ضیاء الحق سے ملاقات کی اور اپنی مطبوعہ کتب کا سیٹ بدیع التفاسیر کے ساتھ پیش کیا۔ انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل پر ایک لطیفہ جو حقیقت پر مبنی ہے یاد آتا ہے۔ ایک دوست کہتا ہے جب یہ ہوٹل تعمیر ہو رہا تھا تو یہ ایک بڑا کام تھا۔ معمار، مزدور اور کئی لوگوں کے لئے محمد محمود میمن نامی نے ایک کینٹین کا ٹھیکہ لے لیا۔ جس میں ہر طرح کا کھانا ملتا تھا۔ وہ دوست کہتا ہے جب ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہوتا ہم کینٹین چلے جاتے اور محمود صاحب سے ہم نے یہ ٹھیکہ کر رکھا تھا کہ ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ یہ ہوٹل مدت مدید تک تعمیر ہوتا رہے تاکہ محمود صاحب کا کینٹین قائم رہے اور وہ ہمیں دعا کے بدلے رضا کارانہ کھانا کھلایا کریں گے۔ ہم نے ان سے یہ عہد بھی کر رکھا تھا کہ ہم ایمانداری سے بتایا کریں گے کہ آج کس انداز سے دعا کی تھی اگر خشوع وخضوع سے کی ہے تو چھوٹے گوشت کے حق دار ہوں گے اگر دعا کے الفاظ ڈھیلے ہیں تو بڑا گوشت ملے گا۔ اگر دعا بالکل عدم توجہی سے کی ہے تو سبزی یا دال ملے گی۔

شاہ صاحب کا جب امریکہ کا دورہ ہوا تھا تو اس وقت بھائی سلیمان کے ہاں قیام پذیر تھے۔ امریکہ کے دوستوں کا ٹیلیفون پر شاہ صاحب سے رابطہ بھائی کے ٹیلیفون پر رہا۔ اس کے بعد شاہ صاحب لیاری میں محمد سومار ہنگورو کے ہاں قیام کرتے رہے۔ یورپ کا دورہ اسی رہائش سے ہوا تھا۔

۱۹۹۲ء نواز شریف کا دور ہے۔ میں مٹھی کالج کے ہاسٹل میں رہتا تھا۔ رات کے وقت محترم پروفیسر ظفر اللہ رحمہ اللہ مدیر جامعہ ابی بکر دو ساتھیوں کے ساتھ ایک خاص مقصد کے لئے میرے پاس آئے۔ حکومت کی طرف سے زکوٰۃ کی کٹوتی اور اس کی تقسیم کا سلسلہ پہلے ہی چل رہا تھا۔ نواز شریف نے اس میں ایک ارب تیس کروڑ کی اضافی بجٹ دے کر بیت المال نام رکھا۔ اس کی ابتداء کرنے کے لئے ایک خاص طریقہ کار مقرر کیا۔ اس لئے وزیر اعظم نے لاہور کے ڈاکٹر محمد راشد رندھاوا کو بیت المال کا چیئرمین مقرر کیا۔ طریقہ کار یہ رکھا کہ ہر صوبے میں دو پروگرام رکھے جائیں گے۔ ہر پروگرام بڑی مسجد میں ہوگا۔ ہر پروگرام میں ایک سو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحقین رکھے جائیں گے وزیر اعظم خود آکر ان کو بیت المال کے چیک پیش کریں گے۔ ڈاکٹر رندھاوا صاحب نے سندھ کے لئے پروفیسر ظفر اللہ صاحب کو منتخب کیا۔ ظفر اللہ صاحب نے ایک مقام کا انتخاب کراچی میں کرلیا تھا۔ دوسرے مقام کے لئے انہوں نے تھرپارکر کو منتخب کرلیا اور مقام کے انتخاب کے لئے میرے پاس آئے تھے۔ اس سے پہلے پروفیسر صاحب سے میرا کوئی تعارف نہیں تھا۔ ایک دو پروگراموں میں صرف دور سے دیکھا تھا۔ جب اپنا مدعا بیان کردیا تو میں نے سوال پوچھا کہ آپ نے اتنے بڑے کام کے لئے میرا انتخاب کیوں کیا ہے۔ ایسا جواب دیا جو میرا دل خوش ہوگیا، آپ نے کہا کیونکہ آپ اس ضلع میں شاہ صاحب کے قریبی ساتھی ہیں۔ اس لئے آپ کا انتخاب کیا ہے اور یہ کام آپ کو کرنا ہے اور یہ تقریب ضلع ہیڈ کوارٹر مٹھی میں نہیں بلکہ آپ کے شہر ڈیپلو میں ہوگی۔ صبح کو ہم ڈیپلو آئے، شہر کی مسجدیں اور عیدگاہیں دیکھیں، آپ کو وہ چھوٹی نظر آئیں۔ کیونکہ وزیر اعظم کا پروگرام تھا۔ اس کے ساتھ وفاقی وزراء، وزیر اعلیٰ سندھ، صوبائی وزراء، سندھ سیکریٹریٹ کے کئی سیکریٹری، ہر ڈپارٹمنٹ کے کئی افسر عوامی نمائندہ اور بے شمار لوگ آئیں گے۔ اس لئے ایک وسیع میدان کا انتخاب کرلیا۔ مجھے کہا کہ صرف ڈیپلو شہر کے ایک سو مستحق آدمیوں کا انتخاب کرنا ہے ان میں ۷۰ مسلمان ہوں اور ۳۰ ہندو ہوں۔ اس کے علاوہ مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہوں۔ پروفیسر کے واپس جانے کے بعد میں نے شہریوں کے باہم مشورے سے لسٹ تیار کرلی۔ ایک دن صبح دس بجے ایک بہترین گاڑی میں جناب ظفر اللہ صاحب ڈیپلو پھر تشریف لائے۔ میں نے دیکھا ان کے ساتھ ایک جوان رعنا ہیں۔ معلوم ہوا وہ ریاض سعودی عرب کے ہیں اور زکوۃ کی رقم دینے آئے ہیں۔ تھوڑی دیر بیٹھے۔ باتیں ہوئیں، مدعا بیان کیا۔ یہ ایک امانت تھی۔ بڑا بوجھ تھا۔ لیکن اصرار پر میں نے شہر کے چند ساتھیوں کو بلالیا اور ان کی موجودگی میں میں نے ان سے رقم وصول کی۔ عرب نوٹ دیتا رہا اور پوچھتا رہا، ھل من مزید جب میں نے انکار کیا تب اس نے ہاتھ روک لیا۔ یہ رقم ایک ساتھی کی موجودگی میں شہر اور دیہات میں مستحقین تک پہنچائی اس واقعے کے دس دن بعد ظفر اللہ صاحب کا ایک وفد کراچی سے آیا اور مجھ سے لسٹ طلب کی اور ۲۱ مارچ ۱۹۹۲ء کو وزیر اعظم کا پروگرام ڈیپلو کے لئے طئے ہوا۔ ڈپٹی کمشنر کو وزیر اعظم سیکریٹریٹ کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ محمد کھٹی سے رابطہ کرو اور اس کے مشورے سے جلسہ گاہ کا بندوبست رکھو۔ خرچہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورنمنٹ کا تھا۔ سب کام میری نگرانی میں ہورہا تھا۔ بہرحال مقررہ وقت پر یہ پروقار پروگرام بخیر وخوبی تمام ہوا۔

۱۹۹۳ء میں بارشیں اچھی ہوئیں۔ تھر میں ہر جگہ ہریالی تھی، بارش کے موسم میں تھر اور خاص طور ننگر پارکر تفریح کے علاقے بن جاتے ہیں۔ شاہ صاحب کو ننگر پارکر دیکھنے کا خیال ہوا اور مجھے اطلاع دی۔ شاہ صاحب کے ساتھ دونواسے اور دیگر ساتھیوں میں محمد جمن، عبدالعزیز، عبدالغفار، مولوی عبدالغنی وغیرہ شامل تھے۔ ہم نے دو ٹیوٹا گاڑیوں کا بندوبست کیا اور تین دن تک ننگر کے علاقے کی سیر کرتے رہے۔ شاہ صاحب اس بڑی عمر میں پہاڑی کی آخری چوٹی تک پہنچے تھے، جس دن ہم پہاڑی پر چڑھے تھے تو رہائش گاہ پر واپسی ڈیڑھ بجے کے قریب ہوئی، سب تھکے ہارے تھے، خیال تھا کہ نماز پڑھ کر آرام کرلیں، شاہ صاحب نے تھوڑی دیر انتظار کرنے اور پھر ظہر اور عصر ساتھ ملا کر پڑھنے کا کہا، اس سے یہ مسئلہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر جمع بین الصلاتین کرنا ہو تو پہلی نماز کو تھوڑا مؤخر کیا جائے اور دوسری نماز میں عجلت کی جائے تو سنت کے مطابق ادائیگی ہوجائے گی۔ ان تین دنوں میں شاہ صاحب کے ساتھ مختلف مقامات کی سیر کی اور آزادی سے باتیں کی وہ ایک الگ داستان ہے، شاہ صاحب اس دورے سے اتنے خوش ہوئے کہ ایک مہینے کے بعد پھر ننگر کا پروگرام رکھا اور جی بھر کے سیر حاصل کی۔

شاہ صاحب کا حیدرآباد میں قیام تھا، طبیعت ناساز تھی میں حیدرآباد کام سے آیا تھا، جی چاہتا تھا کہ حیدرآباد آنا ہوا ہے تو شاہ صاحب کی زیارت کرنی چاہیے۔ ظہر نماز کا وقت تھا میں مسجد میں آیا، شاہ صاحب کے پیچھے نماز پڑھی، نماز کے بعد مصافحہ کیا اور بروقت اجازت چاہی۔ شاہ صاحب نے کہا رہائش گاہ پر چلو میں آتا ہوں، مجھے بہت جلدی تھی۔ ان دنوں شاہ صاحب بیمار رہتے تھے۔ سب نمازوں پر مسجد میں پہنچ نہیں سکتے تھے۔ کافی دنوں سے تفسیر کا کام متاثر ہورہا تھا۔ صرف عصر نماز کے بعد باہر آتے اور دور سے آنے والے کے ساتھ ملاقات کرتے۔ مجھے ساتھیوں نے کہا شاہ صاحب ظہر کے بعد کبھی باہر نہیں آتے اور کھانا بھی گھر کے اندر کھاتے ہیں۔ آج جو کہا ہے تو ضرور باہر آئیں گے اور کھانا تمہارے ساتھ باہر کھائیں گے۔ میں شاہ صاحب کے آگے کتنا چھوٹا تھا۔ مگر شفقت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ شاہ صاحب نے باہر آنے میں دیرینہ کی دستر خوان بھی آگیا اور شاہ صاحب کے ساتھ کھانا کھایا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب حیدرآباد میں تھے وفات سے کچھ پہلے کی بات ہے شاہ صاحب کے داماد فوت ہو چکے تھے۔ میں دو دنوں کے بعد تعزیت کے لئے آیا۔ عصر نماز کے بعد ملاقات ہوئی۔ پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں آپ کسی کاتب کو کچھ لکھا رہے ہیں۔ ایک عرب بیٹھا تھا ان سے باتیں ہو رہی ہیں اور بھی کافی لوگ بیٹھے تھے۔ مصافحہ کر کے بیٹھا۔ شاہ صاحب نے پوچھا کیسے آنا ہوا۔ میں نے تعزیت کے سلسلے میں صرف ایک چھوٹا سا جملہ کہا۔ تو آپ نے کہا، حافظ! یہ دنیا بہت تکلیف دہ ہے۔ میں نے بہت دکھی زندگی گزاری ہے۔ میں اور جو ساتھی وہاں بیٹھے تھے سب حیران رہ گئے۔ آپ پھر لکھانے اور دوسروں سے باتیں کرنے میں لگے رہے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہوئے، زندگی میں بہت دکھ پائے ہیں۔ اپنوں سے بھی اور غیروں سے بھی۔ پھر دوسرے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ تیسری بار اور آخری بار مجھے کہا۔ حافظ! زندگی کے ایام بہت کٹھن گذرے۔ صرف ۶ مہینے آرام سے گذرے ہیں، جب نیو سعید آباد، آباد ہونے کے لئے آیا۔ ایک طرف گھر اور اس کا کوٹ (چاردیواری) بن رہی تھی۔ دوسری طرف مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ یہ کام ۶ مہینے چلتا رہا۔ یہ ۶ مہینے میرے آرام کے رہے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں، جو شخص گھریلو حالات کے سبب اپنا مسکن چھوڑ کر دوسری جگہ آباد ہو رہا ہو، جس کے پاس پیسے کی بھی کمی ہو، اس حالت میں وہ اللہ کا گھر اور اپنے بچوں کے لئے رہائش تعمیر کر رہا ہو اس کے ذہن کی کیا حالت ہوگی وہ کس قدر پریشان ہوگا۔ جب تک یہ کام تکمیل کو نہ پہنچے اسے کیا آرام ہوگا۔ لیکن یہ عظیم شخص کہہ رہا ہے کہ یہ دن میرے آرام کے دن ہیں۔ اندازہ لگانا چاہیئے جس کے آرام کے دن یہ ہوں اس کے دکھ کے دنوں کی کیا حالت ہوگی۔

۸ اور ۹ ستمبر ۱۹۹۴ء میں تھرپارکر میں زوردار بارشیں ہوئیں، تھر کا نقشہ بدل گیا۔ بڑے بڑے ٹیلوں میں دراڑیں پڑ گئیں، کئی کھیت زیادہ پانی اور ریتی کے آنے سے برباد ہو گئے۔ میرے بیٹے عبدالرؤف کی شادی ۱۰ ستمبر کو ڈیپلو منعقد کی گئی تھی۔ شاہ صاحب کو پہلے ہی سے دعوت دی گئی تھی۔ حالت یہ تھی کہ میں شہر میں بھی دعوت کو ملتوی کرنے کا سوچ رہا تھا۔ راستے بند ہو چکے تھے۔ گاڑیاں نہیں چل رہی تھیں۔ تھرپارکر کا دروازہ نوکوٹ پانی پانی ہو چکا تھا۔ شاہ صاحب وعدے کے پکے اس حالت میں بھی پہنچے تھے۔ بہت بڑا مشکل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفر تھا۔ آپ تو آئے اور کئی ساتھیوں کو بھی ساتھ لائے۔ یہ شاہ صاحب کا ڈیپلو تھرپارکر کا آخری سفر تھا۔

شاہ صاحب کے بیٹوں، پوتوں اور نواسوں کے میرے ساتھ اچھے روابط رہے ہیں۔ بڑے بیٹے محمد شاہ رحمہ اللہ کئی بار میری دعوت پر ڈیپلو آتے رہتے تھے اور ایک بار تھر کا بھی دورہ کیا۔ دوسرے بیٹے نور اللہ شاہ ۱۹۷۱ء میں خاص میرے مہمان بنے اور دو دن ڈیپلو میں گذارے۔ رشد اللہ شاہ اور پوتے اور نواسے ہمیشہ شاہ صاحب کے ساتھ آتے رہتے۔ اب بھی ہم ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ بھی ہماری عزت کرتے ہیں۔

شاہ صاحب کو ہم نے تھرپارکر کے کٹھن سفروں میں دیکھا تو وہ بہت سی خصوصیات کے مالک تھے، نہایت ہمدرد اور خیر خواہ، بہت اچھے دوست، دل کے صاف، معاملے کے کھرے، وسیع معاشرتی تعلقات رکھنے والے، سب کے دکھ درد میں شریک، قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرنے والے، سفر و حضر میں نماز باجماعت کے پابند، وسیع مطالعہ رکھنے والے، جدید علوم پر نگاہ رکھنے والے تھے۔ ان کے حریم قلب میں فروغ علم اور دعوت الی اللہ کا خاص داعیہ اور جذبہ کارفرما تھا۔ جس کا اظہار ان کے قول و عمل اور فعل و حرکت سے ہوتا تھا۔ اسلام کی ستھری تہذیب اور سنت نبوی ﷺ کے بہترین نمونہ تھے۔ کسی کی نیت کو ہم آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے۔ اگر کوئی ایسا آلہ ہوتا، جس سے نیت کی تہہ تک ہماری رسائی ہو تو ان کے تقویٰ، خلوص، اطاعت کتاب و سنت، اشاعت علم اور نشر دین کے سوا اور کوئی شئی دکھائی نہیں دے گی۔ شاہ صاحب کا تھرپارکر میں قدم رکھنے کے بعد اس علاقے میں برکتیں نازل ہونے لگیں ﴿وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ (مریم: ۳۱)﴾ کا مصداق بن گئے۔ گاؤں گاؤں تک آپ کی آواز پہنچی۔ مساجد اور مدارس کی تعداد بڑھتی گئی۔ دعوت و تبلیغ کا کام عام ہونے لگا۔ جماعت کی افرادی قوت بڑھتی گئی، تھر میں ہمیشہ قحط سالیاں ہوتی رہتی ہیں، شاہ صاحب کی موجودگی میں جماعت سے تعاون کے سلسلے میں پتہ نہیں کہاں کہاں سے امدادیں پہنچ رہی تھیں۔ سعودی عرب، کویت، برطانیہ، جمعیت اہل حدیث سندھ، کراچی اور حیدرآباد سے الگ الگ، کچھ لوگ چھوٹے وفدوں کی شکل میں یا انفرادی طور پر تھر آرہے تھے اور تعاون پیش کر رہے تھے اب کہاں گیا وہ سنہری وقت۔ اب تو اس قحط زدہ، ریتی والے علاقے کو دیمک نے چاٹ لیا ہے۔ سچ ہے اگر دنیاوی لحاظ سے ایک بڑا تجارتی ادارہ ہو۔ اس میں کئی شراکت دار ہوں، ان میں اگر ایک شراکت دار چور اور خائن نکلے تو پورے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارے کو ملیامیٹ کر دے گا۔ اس طرح اگر کسی منظم جماعت میں کوئی ذمے دار فرد خیانت کرنے لگے تو وہ بھی کافی نقصان پہنچاتا ہے۔ تھرکی جماعت کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ دعوت وتبلیغ کا کام ٹھپ بند ہو گیا ہے۔ علماء اپنے مدارس یا اپنے گاؤں تک محدود ہو گئے ہیں۔ لیکن ہم رب تعالیٰ سے پُر امید ہیں کہ یہ لہلہاتا ہوا باغ پھر چمک اٹھے گا اور شاداب رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

شاہ صاحب نے ۸ر جنوری ۱۹۹۶ء کو داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کا ہنستا کھیلتا باوقار چہرہ اب بھی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہے۔ بار بار خیال آتا ہے کہ شاہ صاحب جیسا خوش مزاج، بذلہ سنج اور مجلسی آدمی بھلا کیونکر موت کے سناٹے میں جاسکتا ہے، لیکن یہ محض واہمہ ہے۔ یہ بڑا حادثہ پیش آچکا ہے۔ شاہ صاحب ہم سے بچھڑ کر موت کی آغوش میں جا چکے ہیں۔ جناب افتخار احمد صاحب مدیر ''سہ ماہی مجلّہ بحر العلوم'' میرپور خاص نے ٹیلیفون پر شاہ صاحب پر مضمون لکھنے پر بہت اصرار کیا۔ محبت سے کہا۔ حالانکہ اس سے پہلے کئی ساتھیوں نے شاہ صاحب پر لکھنے کے لئے کہا تھا۔ لیکن شاہ صاحب پر لکھتے ہوئے ہاتھ لرزتا ہے، قلم کا کلیجہ شق ہوتا ہے۔ لیکن کیا کیجئے یہ زمانے کا دستور ہے۔ موت وحیات اسی کے لازمی اجزاء ہیں۔ آج ان کی باری ہے تو کل ہماری آنے والی ہے۔ اس سے کسی کو مفر نہیں۔ انسان کہیں چلا جائے موت اس کے تعاقب میں رہتی ہے اور اس وقت تک چین نہیں لیتی جب تک اس کی شہ رگ میں اپنے بے رحم پنجے نہیں گاڑ دیتی۔

أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِيْ بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النساء ۷۸)

ان سطور کے راقم کا ۳۰ سال شاہ صاحب سے قریبی تعلق رہا۔ جس قدر ان سے قرب وربط رہا۔ ظاہر ہے اسی قدر صدمہ بھی پہنچا ہے۔ یہ صدمہ دل کی ایسی کیفیت سے عبارت ہے۔ جس کا قلم کی زبان سے اظہار ممکن نہیں۔

رحلت وخلفت القلوب جريحة

تذوب وجيش الصبر قد قل جنده

(تم تو رحلت کر چکے مگر ہمارے دلوں کو زخمی کر گئے، تمہارے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد دل پگھل رہے ہیں اور جیش صبر میں کمی واقع ہو گئی ہے)

اللهم اغفره وارحمه وعافه واعف عنه

آخر میں شاہ صاحب کے دور میں احیاء التراث الاسلامی کویت کی طرف سے میری نگرانی میں جو مساجد اور کنوئیں تعمیر ہوئے اس کی تفصیل اس طرح ہے:

تعلقہ ڈیپلو مساجد:

ڈیپلو، کھورڑو، سڑھ جونیجہ، لیا کھڑو، گاھ خرچ، گاہ خرچ مبارک محلّہ۔ گبھن، سینہری کھوئی، ہتھنی، کاریہار، سگار کلنہار مٹھو، حاجی مکھو، پدھریو، سانگھار، سیڈیو، کھارسر، محمد امین دل، حاجی ابراہیم سموں، حاجی عثمان لنجہ، کاٹھ ماڑی، پانیلو محمد صالح، پانیلو قادر بخش، پانیلی، ہمیر ابھ عثمان، بانھڑکو، پابوہر، ہوٹھمن پوٹا، سانون ساہڑ، ڈہر، وی لنجا، رحمان آباد ے میل ڈھینگاریو، اللہ بچایہ چوہان، ڈنکٹائی۔ حاجی ہالو، مدرسہ کلنہار مٹھو۔ (ٹوٹل ۳۷)

تعلقہ مٹھی مساجد:

مٹھی شہر، تھاوات، احمد آباد، رحمان آباد، بچل نہڑی، گوگا سر، بڑی، قاسم جونیجہ، لیاری، انڑی، کھاروبجیر، موکھار، ڈیپیار، جھڑیال، چھچھی درس، احمد کی واندھ، ٹمین گھونی، چونالسی، عاقب آباد، ویرّی۔ پہو، دھنوڑو، مدرسہ چیچاری (ٹوٹل ۲۳)

تعلقہ ڈیپلو کنوئیں:

ڈیپلو، سینہری کھوئی، وی لنجا، پابوہر، گرڑابہ، ڈھینگاریو، میوے کی ڈھانی، شمیر کی ڈھانی، جمعوں ساہڑ، غلام محمد ساہڑ، لیا کھڑو، کنڈارولنڈ، ہوتھی خرچ، ملبھوری، کلنہار ہوٹل، گرڑابہ مسجد، لگڈاھیو گرڑابہ محلّہ واحد ڈنو، سارن، سنگلی، روہیلو، کاریہار لنجہ، گنگالس، روہیلو، کہیاری، مٹھڑیو مورا، کاریہار مراد محلّہ، سرہی، پابوہر رحمت اللہ محلّہ، بنھڑوکر، ڈھابھی لنڈ، سدھوئی، صدیق آباد، بولہاڑی، گاہ خرچ، سیڈیو، پانیلو محمد صالح، سومراسر۔ کھارسر، خدا بخش لنڈ، آتھائی سگار، ویسریابہ، بگھاڑیو، کھاڈارو بھکڈیو، کھاری گجوانی، سڑھ جونیجہ،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلنہار کھارو، کھڈائی، انڑو، ہمیرابہ، بنی سر، کنڈڑو، وہاؤ۔ ترارڑی، گنگالس جمعوں محلّہ، کلیان۔ بٹوہمن پوٹہ۔ سای داہر، ڈابھو جونیجہ، پابوہر بچل، ہتھنی، جیئی جی واندھ، بتی سرور مضان محلّہ، لئے واری، حاجی عثمان لنجہ، کئی لو، مالیہار، دونہائی، چڑیل، چھچھی مورا، ڈیپلو فقیر کالونی، آنٹاریو، الھچایو چوہان، امید علی لنڈ، پڑہیاری، گھمن، پانیلی محمود محلّہ، نوں ونگلو، کلوئی، حاجی مکو، محمد طالب واندھ، ولی محمد لہریہ، ڈنکائی، کھا کھنہار، آدم حجام، چنیسر لنڈ، دولت لنڈ، لس، کھاڈیارو، کھاڑک، اکبر لنڈ، ابڑائی، جراڑ کلوئی، مٹھو ڈھابڑو، ہاشم کھوئی، کلری، وہار، خمیسو چوہان، ونگڑ، جان محمد ڈھانی، چھپنہار ڈھیڈھور، اوگم، نیتاویری، محمد امین نہڑی، حاجی ابراہیم سموں، قاضی الھجوڑیو (ٹوٹل ۱۰۹)

کنوئیں تعلقہ مٹھی:

میہاری، جڑہیار سومرا، تھادات، سانیاسی موکھار، عاقب آباد، رحمان آباد، ڈیپیار، جڑہیار ہوٹل، ہوتھی کاتڑ، ڈھابھو سمیجا، چونالس، دھنوڑو، جانی جوتڑ، موڑانی، جونیجہ کالونی مٹھی، ڈونجھ حاجی عباس محلّہ۔ احمد آباد، ڈونجھ قبول محلّہ، چھچھی درس، مٹھہڑیو سومرا۔ سانگھار، سینہار، انڑی، کھارو بجیر، گھونو لنڈ، چھچھی ہوت، مانڈھیا کر، ڈونجھ علی محمد محلّہ، پیلوڑ وسمیجا، سونہیاٹ، جھن۔ (ٹوٹل ۳۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو الحسین عبدالرحیم ثاقب سموں ﷾☆

شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ اور انکی زندگی کے اہم مناظرات و دلچسپ واقعات

سرزمین سندھ کے جوان بوڑھے عرب وعجم کے شیوخ اپنے پرائے دوست و دشمن گواہ ہیں کہ وادی مہران (سندھ) تاریخ کے اوراق کے حوالے سے حق و باطل کی رزم گاہ بنی رہی ہے زمانہ قدیم سے یہاں حق و باطل کے معرکے بپا رہے ہیں۔ اول ہی سے یہاں نور وظلمت باہم دست وگریباں رہے ہیں جب بھی حق کو چیلنج کرنے کے لئے باطل نے سر اٹھایا تو حق پرستوں کی ایک جماعت نے آگے بڑھ کر اس چیلنج کو قبول کیا اور مردانہ وار سربکف بن کر باطل کے مقابلہ کے لئے میدان میں اتر آئے اور جم کر پوری بے خوفی لایخافون لومۃ لائم کی تلوار بن کر باطل کا مقابلہ کیا اور وہ نذرانہ جان دینے کو تیار ہوگئے مگر باطل کو کبھی پیٹھ نہ دکھائی وہ سر کٹانے کو تیار ہوگئے مگر سرنگوں ہونے کا نام نہ لیا جب بھی دشمن تلوار لے کر اس راہ حق کے وفا کو روکنے آیا تو مسکرا کر خندہ پیشانی سے یہ کہتے ہوئے نظر آئے۔

لست ابالی حین اقتل مسلماً

علی ای جنب کان للّٰہ مصرعی

وادی مہران (سندھ) کبھی بھی کسی دور میں ایسے لوگوں سے خالی نہیں رہی ہے ہر دور میں باہمت علم وعمل کے پیکروں کی یہ مثالیں سامنے آتی رہتی ہیں آج بھی کتنے ہی باہمت علم وعمل کی تصویر اس رسم توحید کی تجدید میں مصروف کار ہیں جو کوہ ہمالیہ کی مانند راہ حق پر قائم ودائم ہیں۔ باطل کی طرف سے کئے جانے والے ہر وار کو اپنے سینوں پر روک رہے ہیں جو چمنستان اسلام کی طرف بڑھنے والی ہر باد سموم کی راہ میں دیوار بن کر حائل ہیں اور خود اپنے خون، دل وجگر سے اس کی آبیاری میں مصروف ہیں ان میں کتنے ایسے ہیں جو راہ حق میں کام آچکے اور کتنے ایسے ہیں جو اسی تمنا میں جی رہے ہیں۔ منھم من قضی نحبہ و منھم من ینتظر۔

☆ مدرس مدرسہ دارالعلوم السلفیہ نوکوٹ، فارغ التحصیل جامعۃ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ قریب میں حضرت علامہ احسان اللہ شاہ راشدی کی حویلی میں جنم لینے والی شخصیت جو آگے جا کر تحریک اہلحدیث اور قوم و خاندان کی سربراہی و قیادت کی باگ دوڑ سنبھالی وہ ہیں وادی سندھ کی عظیم شخصیت علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ جن کا اسم گرامی تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ نقش رہے گا آپ عصر رواں کے امام عالم اجل محدث و مفسر عالی قدر اور فقیہہ نامدار تھے۔ زہد و تقویٰ اتباع سنت اور ورع و عبادت میں بھی یگانہ روزگار تھے بلند پایہ محقق مفسر و مصنف تھے۔ اَحادیث رسول ﷺ سے خاص شغف کے باعث آپ نے اپنی علمی بصیرت اور فہم و ادراک سے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

شیخ موصوف کا ذوق مطالعہ تحقیق و مسائل میں ادراک اسماء الرجال اور فن حدیث میں کامل دسترس یہ ان کے وہ اوصاف گوناگوں تھے جن کے باعث آپ نے علمی دنیا میں اپنا نام پیدا کیا اور بے پناہ شہرت حاصل کی آپ دینی علوم و فنون کے ماہر عالِم دین تھے اور آپ نے میدان خطابت تحریر و تصنیف کے میدان میں بھی بلند مقام پایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبان و بیان علم و عمل کی بہت ساری خوبیوں سے بہرہ ور کیا تھا وعظ و تقریر تحریر و تصنیف کے ذریعے انہوں نے بہت سارے افراد کے عقائد باطلہ کی درستگی کی اور انہیں راہ حق دکھائی شیخ موصوف رحمہ اللہ جہاں اور جس جگہ بیٹھتے اپنے تبحر علمی اور بھاری بھرکم شخصیت سے لوگوں کو متاثر کر کے اپنا دیوانہ بنا لیتے آپ مسلک اہلحدیث کے معاملے میں حساس خیال کئے جاتے تھے۔ بلاشبہ حضرت علامہ بدیع الدین شاہ راشدی اسلام کی تعلیمات کو پھیلانے اور مسلک اہلحدیث کی فکر کو اجاگر کرنے کے لئے اپنی حیات کے لیل و نہار اس نیک کام میں لگاتے رہے اور اس نیک مشن پر کام کرتے رہے۔

وادیٔ مہران (سندھ) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ مسلمانوں نے پہلی صدی ہجری میں اس سرزمین پر قدم رکھا اسلام کے امن و سلامتی کا جھنڈا لہرایا یہ وہ سرزمین ہے جہاں سے اسلام کی صاف شفاف شعاؤں نے سارے ہندوستان کو بھی روشن کیا اس خطۂ ارضی سے ایسی شخصیتیں نمودار ہوئیں جن کے علمی روشنی و عملی زندگی نے سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے شرک و بدعت کے اندھیروں میں گھیرے ہوئے انسانوں کے لئے ایک روشن چراغ کی حیثیت رکھتی ہیں اور اس خطۂ ارضی نے ایسے گوہر نایاب پیدا کئے ہیں۔ جن کے علمی وقار عملی عظمت اور بلندی کو نہ صرف پاک و ہند بلکہ عالم اسلام نے بھی خراج تحسین پیش کیا۔ ایسی صفتوں سے متصف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وادی سندھ کی سواھیہ سپوت دینی علم وعمل کے صاحب، اجتہاد واستنباط کے مالک، قوت استحضار میں بے بدل، تصنیف وتقریر کے روح رواں، قرآن وسنت کے سچے شیدائی، توحید وسنت کے داعی، راشدی خاندان کے چشم وچراغ، حضرت علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ جن کا اسم گرامی اوّل نمبر کی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۰ جولائی ۱۹۲۴ء مطابق ۱۳۴۳ھ ذی الحجہ جمعرات علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کی حویلی میں جنم لینے والی شخصیت علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی کہ آج یہ معصوم کہہ جانے والا بچہ مستقبل میں مفسر ومحدث کہلائے گا اس رب العزت نے شروع ہی سے اپنی خاص مہربانیوں اور عنایتوں سے نواز رکھا تھا اور رب العزت نے شروع ہی سے آپ کی طبیعت نہایت حساس بنائی تھی ہر چھوٹی وبڑی دینی خواہ دنیاوی بات کو پوری طرح سے سمجھنے کی حس قدرت نے ابتداء ہی سے عطا فرمائی تھی۔

تعلیم:

ابتدائی تعلیم اپنے ہی ادارہ دارالرشاد پیر جھنڈو سے شروع کی قدرت نے شروع ہی سے کمال درجے کا ذہن حافظہ عطاء فرمایا تھا ایک سال کے قلیل عرصہ میں ناظرہ قرآن کریم مکمل اور دو سال کی قلیل مدت میں لکھنے پڑھنے کے لئے سندھی زبان کی مقرر کردہ کتابیں پڑھ لیں اور سندھی کے بعد فارسی میں دو سال سے کم عرصہ میں گلستان اور بوستان وغیرہ ازبر کر لیں فارسی کے بعد عربی کتب پڑھنے کی طرف قدم اٹھایا جس میں آپ نے کتابوں کا انتخاب اپنے والد محترم کی پسند پر کیا آپ کے والد محترم کا شمار جید علماء کرام میں سے ہوتا ہے۔ ابھی آپ نے عمر کے بارہویں سال میں قدم رکھا ہی تھا کہ والد محترم مربی استاد شفیق کا سایہ اٹھ گیا والد محترم کی وفات کے بعد آپ نے مختلف فنون کی کتب کا انتخاب کیا۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں بے شمار مناظرات مختلف مکتب فکر علما کرام سے کئے الحمد اللہ تمام مناظرات میں شاہ صاحب نے تمام کو مسکت جواب دے کر اپنے علم کا لوہا منوایا اور اسلام کا حقیقی بول بالا کیا ان مناظرات کی کچھ تفصیل ہم شاہ صاحب رحمہ اللہ کی اپنی زبانی سنتے ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا مناظرہ:

شہر کھپرو ضلع سانگھڑ میں ہوا تھا اس مناظرہ میں چار موضوع رکھے گئے۔ ① میلاد (عرس) ② گیارہویں، ③ نذر غیر اللہ، ④ کرامات اولیاء مخالفین کی طرف سے مولوی گل محمد موچی اور مولوی فتح محمد بوز دار وغیرہ علماء تھے مگر پہلے ہی مسئلے پر وہ ہار کھا کے چلے گئے واقعہ مناظرہ وہاں کے لوگوں نے رسالہ کی شکل میں بنام ''فتح الاسلام'' شائع کروایا جس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ پہلے عرب صاحب نے مختصر تقریر کی اس کے بعد مولوی گل محمد صاحب کھڑا ہوا اور وہ آیات پیش کیں جن میں خیرات وصدقات اور مسکین کے کھانے کھلانے کا ثواب مذکور ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ یہ سارے دلائل موضوع سے باہر ہیں۔ مسکینوں کو کھانا یا خیرات وغیرہ کا کوئی مخالف نہیں ہے۔ بحث اس میں ہے کہ آپ نے جو یہ رسم نکالی ہے۔ معین وقت پر اور خاص قسم کی دعوت اور یہ بھی کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتے ہیں۔ اس کے ثبوت دیں اگر یہ بھی ایسی ہی خیرات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کے بارے میں ترغیب دلاتے اور آپ کے صحابہ جو کہ رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت رکھتے تھے، ان میں کسی نے بھی کوئی ایسی رسم نہ آپ کی زندگی میں ادا کی، نہ آپ کے بعد اگر یہ بھی خیر کا کام ہوتا تو یہ لوگ اس نعمت سے کیسے محروم رہتے! حالانکہ وہ لوگ ہر کام میں ان سے پیش پیش تھے۔ اس کا جواب مولوی صاحب کوئی دوسرا تو نہیں بتا سکے کہنے لگے کہ کیونکہ آپ کی ولادت کے وقت صحابہ موجود نہیں تھے پھر وہ کیسے کرتے؟ میں نے اٹھ کر کہا کہ جناب! جو لوگ آپ کی صحبت میں رہے، زیارت کی صرف ولادت کے وقت نہ ہونے کی وجہ سے یہ کام نہیں کر سکتے؟ ہم جو کہ کئی صدیوں کے بعد آئے ہم کو کیا حق ہے؟ اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے تو پیش کریں؟ مولوی صاحب اٹھ کر کہنے لگے میں ثبوت پیش کرتا ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے آسمان سے مائدہ (تیار کھانے) کے نزول کا مطالبہ کیا اور وہ مطالبہ منظور ہوا اور عیسائی اب تک اس دن کو مناتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر مہربانی کی اور رسول اللہ ﷺ جیسی نعمت عطا کی۔ ہم اس دن کو کیوں نہ منائیں؟ میں نے اٹھ کر حاضرین کو خطاب کیا کہ مولوی صاحب نے خود ہی فیصلہ کر دیا کہ یہ عیسائیوں کی رسم ہے، مسلمانوں کی نہیں۔ مولوی صاحب کو چاہیے کہ اس امت سے ثبوت پیش کریں۔ مولوی صاحب اٹھ کر کہنے لگے کہ ابولہب نے آپ کی ولادت پر اپنی لونڈی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزاد کی بعد میں خواب میں دیکھا گیا وہ اس برکت سے اپنی انگلیوں سے شہد اور دودھ چوس رہا ہے۔ میں نے اٹھ کر جواب دیا یہ بھی تو ابولہب کا مذہب ہے! مسلمانوں کا نہیں۔ پھر یہ خواب کا واقعہ ہے اس کے بعد مولوی صاحب نے خاموشی اختیار کی۔ اس کے بعد مولوی فتح محمد بوزدار زور سے کہنے لگے کہ مسلمانو! عرس جائز ہے جائز ہے اور دلیل میں یہ آیت پڑھی ﴿لَن تَنَالُواْ الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ ترجمہ: یہ کہ نیکی کو نہیں پہنچو گے جب تک اپنے پیارے مال سے عرس نہ کرو۔ میں نے اٹھ کر جواب میں کہا مولوی صاحب نے قرآن شریف کا ترجمہ غلط کیا ہے بلکہ تحریف کی ہے اور اگلے یہود علماء کی پیروی کی ہے اس پر حاضرین نے مولوی صاحب پر سخت ملامت کی اور اس پر مناظرہ ختم ہوا۔

دوسرا مناظرہ:

شہر وہاڑی (پنجاب) میں جلسہ کے بعد بعض مولویوں نے مناظرہ کا ارادہ کیا آخر جلسہ گاہ میں مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر مناظرہ ہوا۔ میں نے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ ہمارے دلائل خاص ہیں اور انہیں سورۃ فاتحہ کے پڑھنے پر اور اس کے بغیر پڑھنے کے نماز نہ ہونے پر صریح حکم ہے۔ آپ جو بھی دلائل پیش کریں گے وہ مطلق ہوں گے۔ جس سے آپ عام قرأت مراد لیتے ہیں اور جمیع فقہاء اس پر متفق ہیں کہ تعارض کے وقت خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ پر گفتگو کے لئے آپ ہمارے سامنے کھڑے ہونے کے قابل ہی نہیں۔ پہلے ایسی روایتیں پیش کریں جس میں خاص فاتحہ پڑھنے کی منع ہو تو پھر بحث کی صورت بن سکتی ہے۔ کیونکہ جب تک تعارض متصور نہیں مناظرہ کیسے ہوگا۔ جب تعارض واقع ہو پھر مناظرہ کیا جائے گا کہ کس طرف دلیل صحیح ہے اور کس طرف غیر صحیح اور کس طرف راجح اور کس طرف مرجوح یہ ثانوی مسئلہ ہے اولین مسئلہ یہ ہے کہ کوئی خاص دلیل پیش کریں اس کے بعد جواب میں وہی پرانی روایتیں اور قرآنی آیت ﴿من كان له امام فقراة الإمام له قراة﴾ اور سورۃ اعراف کی آیت ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُواْ﴾ پیش کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اس میں حکم قرأۃ نہ کرنے کا ہے جو فاتحہ اور غیر فاتحہ سب کو شامل ہے۔ میں نے اٹھ کر کہا یہی عموم ہے۔ کہ اس میں ہمارے پاس اس عام کے مقابلے میں خاص ہے۔ اس لئے وہ مقدم ہوگا اور فاتحہ اس سے مستثنیٰ ہوگی۔ اس نے پھر وہی باتیں کیں دو چار بار اس نے ایسا کہا میں نے آخر میں کہا کہ لوگ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گواہ ہیں کہ میرا سوال اپنی جگہ پر قائم ہے آپ کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکتے جس میں خاص فاتحہ کی منع ہو۔ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر مولوی صاحب کوئی ایسی حدیث پیش کرے جو صریحاً مقتدی کو فاتحہ سے منع کرے تو مولوی صاحب کو میں دس ہزار روپے انعام دوں گا۔ اس پر مولوی صاحب خوش ہوکر کہنے لگے کہ دس ہزار نکالو تو ہم دکھادیں گے۔ میں نے کہا کہ میرا مطالبہ دکھانے کا ہے۔ اس لئے پہلے دکھاؤ اس طرح دو چار دفعہ باتوں کی لے دے ہوئی میں مطالبہ کررہا ہوں وہ پہلے مانگ رہا ہے تو اچانک حاضرین میں سے ایک آدمی چیک لے کر اسٹیج پر پہنچ گیا یہ لو دس ہزر کا چیک میں نے دستخط کردیئے اب جس حدیث کا مطالبہ ہے وہ پیش کرو مولوی صاحب وہیں خاموش ہوکر بیٹھ گئے اور مناظرہ ختم ہوگیا۔

تیسرا مناظرہ:

شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ میں ایک رات جلسہ ہوا میں نے خطاب میں خاص طور پر مسئلہ توسل کی تردید کی وہاں ایک مشہور درسگاہ ہے جس کے مدرسے کے مدرس نے صبح کو مناظرہ کے لئے چیلنج کہلوا کے بھیجا جو ہم نے منظور کیا شہر کی پولیس اسٹیشن کی مسجد میں مناظرہ مقرر ہوا ہر ایک کے لئے پانچ پانچ منٹ کا وقت مقرر ہوا مولوی صاحب نے وابتغوا الیه الوسیلة...... الخ والی آیت پڑھی اس پر میں نے کہا کہ وسیلہ کے معنیٰ یہاں نزدیکی ہے۔ توسل الیه تقرب الیه یہ تو خود نزدیک ہونے کا حکم ہے نہ کہ کسی نزدیک شخصیت کا وسیلہ لینے کا بلکہ خود قریب ہونے کا حکم اس حکم کو رد کرتا ہے۔ کہ دوسرے کو وسیلہ بنایا جائے۔ آپ کوئی ایسی دلیل پیش کریں جس میں شخصی وسیلہ کا ذکر ہو اور حاضرین نے بیک آواز کہا کہ یہاں ایسی ہی دلیل ہونی چاہیے۔ مولوی صاحب نے چند مرتبہ دلائل پیش کرنے کی کوشش کی بار بار میں نے یہی کہا کہ اس میں شخصی وسیلہ نہیں ہے۔ بالآخر مولوی صاحب کے منہ سے نکل گیا کہ اس طرح شخصی وسیلہ کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ہے! اور خاموش ہوگئے۔

چوتھا مناظرہ:

مکہ معظمہ میں ایک دعوت پر شیخ یحییٰ کے ساتھ رکوع میں ملنے سے رکعت ہوتی ہے یا نہیں؟ اس پر مناظرہ ہوا۔ میں نے کہا کہ فاتحہ فرض ہے من کان له امام فقراة الإمام له قرأة یا قیام فرض ہے؟ اور ایک

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض جانے سے رکعت نہیں ہوتی تو دونوں کے جانے سے کیسے ہوسکتی ہے؟ تو شیخ صاحب نے دلائل پیش کئے اور کہا کہ ابوداؤد میں حدیث ہے کہ من ادرک الرکوع فقد ادرک الرکعة اور پھر ابوبکرۃ والا واقعہ پیش کیا اور کہا کہ بلاشک حدیث لاصلوٰة لمن لم یقراء بفاتحة الکتاب فاتحہ کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن یہ دلائل مدرک رکوع کو خاص کرتے ہیں۔ میں نے جواب میں کہا کہ جو ابوداؤد کے حوالے سے روایت نقل کی ہے وہ ان الفاظ کے ساتھ ابوداؤد میں نہیں ہے بلکہ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے اور ابوبکرۃ کا واقعہ اس میں یہ نہیں ہے کہ اس نے رکعت نہیں لوٹائی لہٰذا یہ دلیل ناقص ہے۔ رہا استثناء کا سوال تو وہ موقوف ہے اس پر کہ اس کے لئے کوئی واضح اور صحیح دلیل ہو۔ اس کے بغیر صحیح حدیث کی استثناء جائز نہیں اس پر شیخ صاحب نے کہا کہ میں مزید تحقیق لکھ کر بھیج دوں گا اور آپ اس کا جواب بھیجیں اس نے جو تحریر بھیجی اس میں اس روایت کا نام نہیں تھا جو کہ بحوالہ ابوداؤد پیش کی۔ میں نے اس کے جواب میں رسالہ بنام ''اللمعة فی ان مدرک الرکوع لیس من الرکعة'' لکھ کر بھیج دیا اس رسالہ کے وہاں کے لوگوں نے ہاتھ کے ٹائپ پر کئی نسخہ چھاپ کر تقسیم کئے اور یہ رسالہ ہندوستان میں بنارس سے شائع ہونیوالے مجلّہ عربی ''الجامعة السلفیة'' مجریہ محرم ۱۳۹۸ھ المطابق جنوری ۱۹۷۸ء ص ۳۹ سے ص ۱۴۹ العدد والاول المجلة العاشرة میں بھی شائع ہوا تھا۔

پانچواں مناظرہ:

چند سال پہلے کا ذکر ہے مدینہ منورہ میں شیخ محمد سالم عطیہ جو اس وقت جامعہ اسلامیہ میں مدرس تھے۔ اب محکمہ شریعہ میں قاضی ہیں مجھے اور مولوی خالد محمود کو جو اس وقت جامعہ اشرفیہ لاہور میں مدرس تھے۔ دونوں کو آپ نے گھر میں دعوت دے کر بلایا۔ اور مطالبہ کیا کہ ہم دونوں آپس میں قراۃ فاتحہ خلف الامام پر مناظرہ کریں اور خود درمیان میں بیٹھ گئے اور دونوں کی باتیں نوٹ کرتے رہے۔ اس مجلس میں علامہ احسان الٰہی ظہیر بھی موجود تھے۔ جو اس وقت جامعہ اسلامیہ میں پڑھتے تھے۔ شروعات اس طرح ہوئی کہ شیخ موصوف نے ہم دونوں سے سوال کیا کہ کیا سورۃ الفاتحہ امام کے پیچھے پڑھنی چاہیئے؟ میں نے کہا ہاں، ضرور پڑھنی چاہیۓ۔ اور مولوی خالد محمود نے کہا نہیں پڑھنی چاہیئے اس پر شیخ موصوف نے کہا تم دونوں اپنے دلائل پیش کرو تا کہ ہم کوئی نتیجہ اخذ کرسکیں، میں نے کہا ٹھیک ہے، آپ جس کو کہیں پہلے وہ بولے تو مولوی صاحب نے کہا

www.KitaboSunnat.com

آپ پہلے بولیں میں نے کہا ہم نے دونوں طرف کے دلائل دیکھے ہیں جو پڑھنے کا حکم دیتے ہیں ان کے دلائل صریح اور فاتحہ کے بارے میں نص ہیں اور مخالفین کے پاس عام دلائل ہیں اور کوئی ایسی خاص دلیل نہیں جس میں صریحاً امام کے پیچھے سورہ الفاتحہ پڑھنے کی منع ہو اور یہ فقہاء کا متفق علیہ قاعدہ ہے کہ بوقت تعارض خاص عام پر مقدم ہوگا۔ لہٰذا فاتحہ کی نفی کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ آپ جو بھی دلیل پیش کریں گے۔ فاتحہ اس سے مستثنیٰ ہوگی۔ لہٰذا ہمارا پہلو صاف ہے اگر آپ نفی کے مدعی ہیں تو کوئی ایسی روایت پیش کریں جس میں مقتدی کو سورۃ الفاتحہ پڑھنے سے منع ہو، آپ ایسی روایت نہ مرفوع پیش کرسکیں گے نہ موقوف۔ مولوی صاحب نے جواب میں سورۃ الاعراف کی یہ آیت پیش کی۔

واذا قرئ القرآن...... الخ اور حدیث **اذا قرأ فانصتوا...... الخ** اور **قراءۃ الامام له قراۃ** پڑھیں۔ میں نے جواب میں کہا: اولاً یہ آیت آپ کے فقہاء کے نزدیک قرآن کی دوسری آیت ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (پارہ ۲۹ سورہ المزمل آیت ۲۰)﴾ کے متعارض ہونے کی وجہ سے ساقط ہے اور آپ کا قانون ہے کہ ''اذا تعارضا تساقطا'' اس پر مولوی صاحب بولے کہ آپ الزامی جواب نہ دیں اور شیخ موصوف نے بھی کہا چونکہ گفتگو برادرانہ ہو رہی ہے اس لئے الزامی کے بجائے تحقیقی جواب ہونا چاہیئے۔ میں نے کہا یہ الزام نہیں ہے بلکہ یہ قاعدے کی بات ہے کہ بوجہ تعارض فقہاء اس آیت کو ساقط کر چکے ہیں۔ دوئم یہ کہ اگر خواہ مخواہ الزام کہتے ہیں تو پھر سنیں۔ قرآن کی اس آیت کا نزول نبی کریم ﷺ پر ہوا اس آیت کے مفہوم اور مراد کو آپ ﷺ ہی سب سے بہتر سمجھتے تھے اور آپ ﷺ ہی اس کی بہترین تشریح کرنے والے تھے۔

قال اللہ تعالیٰ:

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (القرآن)

اور آپ ﷺ نے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اگر اس آیت سے سورۃ فاتحہ کی ممانعت نکلتی جیسے کہ مولوی صاحب نکال رہے ہیں، تو آپ ﷺ ہرگز فاتحہ خلف الامام کا حکم نہ کرتے۔ یہ قرینہ صاف دلالت کرتا ہے کہ اس آیت سے فاتحہ کی ممانعت نہیں نکلتی اور صحیح حدیث کبھی قرآن کے خلاف نہیں ہوسکتی یہی مسلمانوں کا مذہب ہے اور روایت **اذا قرأ فانصتوا** میں تو اول یہ بحث ہے کہ زیادتی محفوظ ہے یا نہیں اکثر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدثین کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ شاذ ہے چنانچہ علامہ نووی کی عبارت شرح مسلم سے نکال کر دکھائی گئی۔ سوئم یہاں اذا قرأ ہے لہٰذا بوقت قرأتِ امام مقتدی کو سکوت کا حکم ہوگا لیکن جس وقت وہ سکوت کر لے اس وقت مقتدی کو سکوت کا حکم نہیں ہے کیونکہ اذا جملہ شرطیہ ہے اذ فات الشرط فات المشروط اور روایت قرأة الامام لہٗ قراة بالکل ضعیف ہے۔ امام بخاری نے جزء القراۃ میں فرمایا ہے کہ حجاز و عراق کے علماء اس حدیث کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی محدثین نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اس حدیث کے جتنے بھی طرق ہیں سب کی اسناد میں ایسے راوی موجود ہیں جن پر محدثین نے سخت جرح کی ہے خاص طور پر جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں جابر جعفی ہے، جو مشہور کذاب راوی ہے حتیٰ کہ خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ما رایت فیمن رایت اکذب من جابر الجعفی۔ ایسی ضعیف روایت سے استدلال کا کیا فائدہ اور مزید یہ کہ اس روایت کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں کہ وصلوۃ لہٗ صلواۃ تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی نماز ہی نہ پڑھے؟ پھر مزید یہ کہ جن صحابہ سے وہ روایات منقول ہیں وہ سب اس کے خلاف ہیں اور بعض سے سورۃ الفاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کا ثبوت قولاً اور بعض سے فعلاً مروی ہے جیسا کہ جزء القراۃ میں مذکور ہے اور اصول فقہ میں خود حنفیوں کا قاعدہ یہ ہے کہ راوی جب اپنی مروی کے خلاف فتویٰ دے یا عمل کرے تو اس روایت کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی جوابات ہیں بلکہ ان تینوں دلائل کا مجموعی جواب یہ ہے کہ اگر ان کو تسلیم کر لیا جائے کہ وہ قرأت خلف الامام کے بارے میں ہیں اور ان راویوں پر جو جرح ہے اس سے بھی اگر صرف نظر کریں تو بھی ان سب میں مطلقاً قرأت کا ذکر ہے خاص فاتحہ کا ذکر نہیں اور جو فاتحہ کے بارے میں دلائل وارد ہیں وہ ان سب پر مقدم ہوں گے۔

کیونکہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ نص ظاہر پر مقدم ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا ان دلائل سے فاتحہ مستثنیٰ ہوگی اور ہم اپنے موقف پر بدستور قائم ہیں مولوی صاحب نے جواب میں اور تو کچھ نہیں کہا البتہ ترمذی سے جابر رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت پیش کی کہ:

من صلیٰ رکعة لم یقرأ فیها بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام۔

(الترمذی جلد ۱/ ص ۴۲)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر کہا دیکھو یہاں فاتحہ کا ذکر ہے میں نے کہا آپ نے ہمارے جوابات سے تو صرف نظر کیا جس سے ظاہر ہے کہ آپ نے ان کو تسلیم کر لیا اب آپ اپنی اس روایت کا جواب سنیں اولاً تو اس روایت کو آپ خود نہیں مانتے اس لئے کہ یہ بتاتی ہے کہ سورۃ الفاتحہ فرض ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہاں ہے لم یصل اور آپ کے مسلک کے اندر خاص فاتحہ فرض نہیں ہے پورے قرآن میں سے کہیں سے بھی چند آیات پڑھ لیں تو نماز ہو جائے گی بلکہ اس سے تو یہ ظاہر ہے کہ کوئی رکعت سورۃ الفاتحہ کے بغیر نہیں۔ آپ کی ہدایہ کے اندر ہے کہ پچھلی دو رکعات میں نمازی کو اختیار ہے کہ قرأت کر لے یا تسبیح کرے یا خاموش رہے۔ پھر اصل روایت جس سے وراء الامام مستثنٰی ہے اس کو تو آپ بھی نہیں مانتے۔ اس پر مولوی صاحب بولنے لگے آپ تو الزامی جواب دیتے ہیں میں نے کہا جلدی مت کریں تحقیقی جواب بھی ابھی آتا ہے۔ اس روایت کے اندر سورۃ الفاتحہ کی نفی نہیں ہے اس لئے میرا موقف اب بھی اپنی جگہ قائم ہے مولوی صاحب نے کہا اچھا اس کو ہم پھر دیکھیں گے لیکن آپ کے پاس فاتحہ کے لئے کون سی دلیل ہے میں نے جواب میں صحیحین کی روایت پیش کی کہ **لا صلواۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب.**

تو مولوی صاحب نے کہا آپ بھی تو عموم سے استدلال کر رہے ہیں۔ اس میں مقتدی کا ذکر کہاں ہے؟ میں نے جواب میں کہا اولاً تو یہ کہ ہمارا مدعٰی خاص فاتحہ کے لیے تھا وہ تو الحمدللہ ثابت ہو گیا۔ ثانیاً یہ کہ واقعی یہ عموم کے لئے ہے۔ لیکن یہ ایسا اہتمام ہے جس کا کوئی مخصص نہیں ہے، آپ کے عام کی طرح نہیں کہ جس کا مخصص موجود ہے اس لئے یہ معارضہ صحیح نہیں ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا آپ کوئی ایسی روایت پیش کریں جس میں مقتدی کی بھی صراحت ہو اس پر شیخ موصوف نے بھی کہا ہاں ایسی روایت پیش کی جائے تو میں نے سنن اربعہ کی عبادہ رضی اللہ عنہ والی روایت پیش کی جس میں نماز فجر کا واقعہ ہے جس میں نبی ﷺ نے مقتدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ

لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لاصلوۃ لمن لم یقرأ بھا.

میں نے کہا اس روایت میں صریحاً مقتدیوں کو کہا گیا ہے کہ فاتحہ نہ پڑھنے والوں کی نماز نہیں۔ اس پر مولوی صاحب کہنے لگے واقعی یہ روایت مقتدیوں کے بارے میں صریح ہے، لیکن یہ روایت درست نہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس لئے کہ اس کی اسناد میں ایک راوی محمد بن اسحاق بن یسار ضعیف ہے امام مالک نے اس کو کذاب اور دجال کہا ہے۔ میں نے کہا جناب! ابن اسحاق کی تو عام آئمہ نے توثیق کی ہے خود آپ کے حنفیہ نے اس کو ثقہ کہا ہے اور وہیں شیخ صاحب کے کتب خانے سے ابن ہمام کی فتح القدیر شرح الہدایہ نکال کر میں نے مولوی صاحب کو یہ عبارت دکھائی۔

اما ابن اسحق فثقة ثقة لا شبهة عندنا فی ذالک ولا عندة محققی المحدثین فتح القدیر (جلد ۱ ص ۳۷۰ باب صلواۃ الوتر)

اس پر شیخ صاحب نے کہا کہ پھر یہ الزام والی بات ہے کہ حنفیوں نے ثقہ کہا ہے میں نے کہا تحقیقی جواب بھی اس کے اندر ہے کیونکہ ابن ہمام کہتا ہے کہ محققین ومحدثین کے نزدیک بھی اس کے ثقہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ پھر اس کے بعد فتح القدیر کی دوسری عبارت بھی میں نے پیش کی اور کہا کہ یہ تحقیقی جواب ہے اور عبارت نکال کر دکھائی۔

هذا ان صَحَّ الحدیث بتوثیق ابن اسحق وهو الحق الا بلج وما نقل عن مالک فیه لایثبت ولو صح لم یقبله اهل العلم کیف وقد قال شعبة فیه هو امیر المؤمنین فی الحدیث وروی عنه مثل الثوری، وابن ادریس وحماد بن یزید وابن علیة وعبدالوارث وابن المبارک واحتمله احمد وابن معین وعامة اهل الحدیث غفرالله لهم وقد اطال البخاری فی توثیقه فی کتاب القراة خلف الامام له وذکره ابن حبان فی الثقات وان مالکا رجع عن الکلام فی ابن اسحاق واصطلح معه وبعثه الیه هدة (فتح القدیر ص ۲۰۰ جلد ۱ الفصل فی استحباب التعجیل)

میں نے کہا امام مالک سے جرح ثابت نہیں ہے اور اہل علم نے اس کو قبول نہیں کیا نیز اس کا کلام جرح تعدیل کے باب سے نہیں ہے بلکہ ذاتی اختلاف کی بنا پر ہے اسی لئے تو اس سے رجوع کیا۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ امام مالک کے رجوع کرنے کا ذکر کہاں ہے میں نے جواب دیا کتاب الثقات ابن حبان میں مذکور ہے۔ پھر مولوی صاحب نے فتح القدیر ہاتھ میں لے کر کچھ دیر مطالعہ کیا پھر کہنے لگے اگرچہ ابن اسحاق ثقہ ہے لیکن مدلس ہے میں نے جواب میں کہا کہ ابن اسحاق نے بعض اسانید میں سماع کی تصریح

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردی ہے جیسا کہ جزء القرآۃ امام بخاری اور سنن دارقطنی وغیرہ کتب میں سند مذکور ہے۔ مدلس جب ثقہ ہو سماع کی تصریح کرلے تو اس کی حدیث محمول علی السماع اور مقبول ہوتی ہے پھر یہ کہ ابن اسحاق تنہا نہیں اس کی اور راوی بھی مطابقت کرتے ہیں جیسا کہ جزء القراۃ اور بیہقی وغیرہ میں ہے اس پر مولوی صاحب نے خاموشی اختیار کی۔ اور کہا اب میں ان باتوں پر تحقیق کروں گا اور مجلس برخاست ہوئی۔

چھٹا مناظرہ:

ماسٹر محمد امین اوکاڑوی کے ساتھ ماتلی کے قریب ایک گوٹھ کے اندر مناظرہ ہوا چار مسائل سامنے رکھے گئے تقلید، قرأت خلف الامام، آمین بالجہر رفع الیدین ہر مسئلے کے لئے دو دو گھنٹے مقرر ہوئے اور ہر ایک فریق کو تقریر کے لئے دس منٹ دیئے گئے۔ پہلے تین مسئلوں پر مناظرہ ہوا اور چوتھے کی نوبت نہیں آئی اس لئے کہ اس مسئلے پر وہ بغیر مناظرہ کے چلا گیا۔ یہاں اس مناظرے کو اختصار سے پیش کیا جاتا ہے مولوی صاحب نے سب سے بڑی دلیل یہ پیش کی کہ

فَاسْأَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل: ۴۳)

میں نے جواب میں کہا اس آیت میں مطلقاً سوال ہے۔ تقلید اس آیت میں سے کہیں سے بھی نہیں نکلتی تقلید کی تعریف جو فقہاء نے کی ہے وہ یہ کہ "دلیل جانے بغیر کسی کی بات ماننا" صرف سوال تقلید نہیں بلکہ سوال کرنے کے بعد اس کی بات کو بغیر کسی دلیل کے قبول کرنے کا نام تقلید ہے اور چونکہ یہ چیز اس آیت میں مذکور نہیں لہٰذا آپ کی یہ دلیل ناقص ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سوال پوچھنے کے لئے بھی خدا نے ایک شرط لگائی ہے کہ ان کنتم لا تعلمون اگر اس سے تقلید بھی مراد ہے تو یہ حکم جاہل کے لئے ہے تقلید جاہل کا کام ہے عالم کا نہیں تو آپ جو تقلید کرتے ہیں سو کیوں؟ کیا آپ جاہل ہیں عالم نہیں؟ اور اگر عالم نہیں ہیں تو پھر مناظرہ کیسے کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ جہاں تک امام ابوحنیفہ کا تعلق ہے ان کا جو مقام ہے تو ان کے سامنے تو میں جاہل ہوں، لیکن دوسروں کے سامنے علم رکھتا ہوں، اس پر میں نے کہا گویا آپ نے ہماری دلیل مان لی کہ تقلید جاہل کا کام ہے میں نے پھر کہا کہ آپ امام صاحب کے سامنے تو مقلد کہلائیں لیکن ہمارے سامنے عالم کے مدعی ہیں، تو آپ غیر مقلد کہلوائیں، دوسری دلیل انہوں نے معاذ بن جبل والی پیش

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کہ نبی اکرم ﷺ نے جب معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے کہا اول تو یہ روایت صحیح نہیں اس لئے کہ درمیان میں مجہول کا واسطہ ہے دوئم یہ کہ اس میں بھی یہ الفاظ ہیں کہ جب قرآن و حدیث میں مسئلے کا حل نہیں پاؤں گا تو اجتہاد برائی کروں گا اور اجتہاد مقلد کا کام نہیں بلکہ اس روایت سے تو غیر مقلدیت ہی ثابت ہوتی ہے۔ تیسری دلیل میں انہوں نے یہ آیت پڑھی۔

وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ (التوبہ:۱۲۲)

اور ترجمہ اس طرح کیا کہ جب وہ تعلیم پا کر واپس جائیں تو مسلمان ان سے رجوع کریں اور وہ ان کو ڈرائیں اور رجوع تقلید ہے میں نے جواب میں کہا کہ اول تو آپ نے ترجمہ غلط کیا ہے اور رجعوا میں جو ضمیر ہے اس کا مرجع مومنوں کو بنایا ہے حالانکہ اس کا مرجع طائفہ ہے یعنی جب علم حاصل کرنے والے واپس آئیں تو دوسروں کو ڈرائیں۔ اس بات کی ان کے ساتھیوں نے بھی تائید کی کہ واقعی غلطی ہوئی ہے۔

میں نے کہا ثانیاً یہ کہ رجوع سے تقلید مراد کس لغت میں ہے یا کس اصطلاح میں ثالثاً اگر رجوع مراد ہے تو وہ طائفہ خود مقلد بن گئے کیونکہ رجوع تو وہ کرتے ہیں۔ پھر تو تمہارے امام بھی مقلد ہو گئے کس کی تقلید کرو گے؟ بالآخر انہوں نے اہل حدیثوں پر الزام دیا کہ وہ ذوالوجہین ہیں کسی ایک امام کے پابند نہیں۔ میں نے جواب میں کہا ہم تو ایک ہی امام اعظم یعنی رسول اللہ ﷺ کے حکم کے پابند ہیں۔ کسی کی بات اس کی تائید کے بغیر نہیں مانتے لیکن یہ شغل آپ کا ہے جو ایک امام کے مقلد کہلاتے ہو اور بوقت ضرورت دوسرے اماموں کے دروازے پر چلے جاتے ہو۔ مثلاً تدریس اور امامت کی تنخواہ کے مسئلے میں شافعیوں کی فقہ پر عمل کرتے ہو اور مفقود الخبر کی زوجہ کے بارے میں امام مالک کے قول کو لیتے ہو۔ بلکہ بوقت ضرورت اہل حدیثوں کے پاس بھی چلے جاتے ہو چنانچہ طلاق ثلاثہ کے مسئلے میں پہلے تو حلالہ کراتے تھے اب جب بدنامی ہونے لگی تو پھر اس سے بچنے کیلئے اہل حدیثوں کے پاس فتویٰ لینے کے لئے آتے ہو اس پر مناظرہ ختم ہوا۔

دوسرے مسائل میں میں نے پہلے تقریر شروع کی اور کہا کہ فقہاء کا متفقہ قاعدہ ہے کہ جب عام و خاص کا تعارض ہو تو خاص مقدم ہوگا۔ ہمارے دلائل بالکل صریح ہیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں اور آپ کوئی دلیل ایسی پیش نہیں کر سکتے جس میں صریحاً فاتحہ کی نفی یا منع مذکور ہو جب تک آپ ایسی دلیل پیش نہیں کر سکتے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ہمارے ساتھ اس موضوع میں دوش بدوش کھڑے ہونے کے اہل نہیں آپ صحیح دلائل پیش کریں پھر مناظرہ کیا جاسکتا ہے کہ کس طرف روایتیں صحیح ہیں کس طرف غیر صحیح اور کون سا مذہب راجح اور کون سا غیر راجح اور جب تک تعارض مقصود نہیں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور میں نے مشہور حدیث "لا صلواة لمن لم يقرأ بام القران "پڑھی۔ مولوی صاحب نے تو اس بات کا جواب نہیں دیا بلکہ یوں کہا کہ اس روایت میں فصاعداً بھی ہے۔ اس کو آپ کیوں نہیں مانتے اور پھر آیت یہ

﴿وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (الاعراف: ۲۰۴)﴾

اور حدیث اذا قرأ فانصتوا پڑھی کہا کہ یہ عام ہے۔ فاتحہ وغیرہ سب کو شامل ہے۔ میں نے کہا کہ ایمان سے کہئے کہ فصاعداً والی روایت صحیح ہے۔ پھر تو ہمارا دعویٰ ثابت ہوگیا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ کیونکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ فاتحہ اور دوسری قرأۃ کے بغیر نماز نہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تو مان چکے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں اور اصولی طور پر مناظرہ پورا ہوگیا کیونکہ اس میں ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے۔ باقی فصاعداً ہے اگر آپ مدعی ہیں تو اس کے لئے دوسرا مناظرہ رکھا جائے۔ اس کی مثال ہے کہ ایک شخص دوسرے کے خلاف عدالت میں دعویٰ کرتا ہے کہ اس آدمی کے ذمہ میرا ایک سو روپیہ قرض ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ نہیں اس کے میرے طرف ۱۵۰۰ سو روپے قرض ہے کیا جج کے سامنے اس کے مدعی ثابت ہوجانے میں کوئی شک رہے گا؟ ہرگز نہیں، بلکہ اس کو ایک سو روپے ادا کرنے ہونگے۔ اس طرح فاتحہ کے بابت آپ ہمارے دعویٰ کو تسلیم کر چکے۔ رہا آیت کا مسئلہ اول تو خود آپ کے فقہاء اس آیت کو دوسری آیت

﴿فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (المزمل: ۲۰)﴾

کے متعارض سمجھ کر ساقط قرار دیتے ہیں (نور الانوار وغیرہ) پھر آپ اس کو کیسے دلیل بناتے ہیں۔ ثانیاً یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی اور آپ اس کا مطلب اماموں سے بھی زیادہ جانتے تھے۔ جب آپ نے حکم دیا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں تو ثابت ہوا کہ اس آیت میں فاتحہ کی منع نہیں اور اس کے مقابلے میں جو آپ کے فقہاء اس کا مطلب لیتے ہیں وہ غلط ہوگا ثالثاً اس آیت سے تمہارا استدلال اس پر موقوف ہے کہ تم اس کو عام ثابت کرو۔ کیونکہ اس آیت میں تو نماز کا ذکر ہی نہیں بلکہ یہ الفاظ ہیں کہ اذا قرء جس کے خود آپ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کرتے ہو مثلاً فجر نماز باجماعت ہو رہی ہے اور آپ سنت پڑھتے ہیں، ختم قرآن کی مجلس میں سارے پڑھتے ہو مدرسوں میں سارے طلباء بیک وقت پڑھتے ہیں، جس کے معنیٰ اس کے عموم کے آپ بھی قائل ہیں لہٰذا یہ آیت دلیل نہیں رہی۔

اور واذا قرء فانصتوا. یہ زیادتی حدیث میں صحیح نہیں غیر محفوظ ہے امام نووی کی شرح مسلم کی عبارت سنائی گئی نیز تمہارے ان دلائل میں فاتحہ کی تصریح نہیں اس لئے ہمارا اعتراض اپنے مقام پر قائم ہے۔ آخر تک مولوی صاحب فاتحہ کی خاص دلیل نہیں دے سکے۔ بلکہ ہم سے مطالبہ کیا کہ تم خاص مقتدی کے بارے میں دلیل پیش کرو۔ میں نے سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی فجر نماز والی حدیث پیش کی اس کے روای ابن اسحاق پر اس نے اعتراض کیا میں نے ابن ہمام حنفی کی عبارت پڑھ کر سنائی جو پہلے گذری اور سنن نسائی سے ایک سند پیش کی اس پر بھی اس نے ایک راوی پر اعتراض کیا کہ میزان میں لکھا ہوا ہے نافع بن محمود کے بارے میں ابن حبان کہتا ہے کہ حدیث معلل۔ میں نے جواب میں کہا ابن حبان کی کتاب ''الثقات'' کی قلمی ومطبوع دونوں نسخے موجود ہیں دونوں میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

تیسرے مسئلے میں پہلے تقریر مولوی صاحب نے کی اور یہ کہا کہ قرآن میں ہے کہ

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً (الاعراف:۵۵)﴾

اور عطاء بن ابی رباح کا قول ہے کہ آمین دعاء یعنی آمین دعا ہے پس ثابت ہوا کہ آمین آہستہ کہنا چاہئے میں نے جواب میں کہا کہ اونچی آواز سے بھی دعاؤں کا حدیث شریف میں ذکر ہے خود سورہ فاتحہ دعا ہے خاص طور پر اہدنا الصراط المستقیم یہ صریحاً دعا ہے پھر فجر اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں جہراً قراۃ کیوں پڑھتے ہو خود دعائیں مانگتے ہو تو ساتھ جماعتی اونچی آواز سے آمین پکارتے رہتے ہیں ان کو نہیں روکتے ہو۔

ثانیاً آمین مستقل دعا نہیں بلکہ دعا کے لئے مہر ہے اور دعا کے تابع ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے پس جو متبوع کا حکم ہے وہ تابع کا ہوگا قراۃ جہری ہے تو آمین بھی جہری اور قراۃ آہستہ تو آمین بھی آہستہ جب دونوں قائم نہ رہ سکے تو آپ کی دلیل بھی ختم ہوئی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے حدیث کے حوالے کا مطالبہ کیا میں نے ابوداؤد کی حدیث نکال کر دکھادی کتاب لے کر حدیث پڑھی اور خاموش ہوگئے اور آخر تک اس اعتراض کو نہیں چھیڑا بلکہ انہوں نے ایک اور روایت پیش کردی جس میں یہ لفظ ہیں "اخفیٰ بها صوته" میں نے سنن دارقطنی نکال کر دکھائی کہ یہ روایت صحیح نہیں اور اصل روایت میں ہے کہ "مدبها صوته" بعض میں "رفع بها صوته" اور بعض میں "جهر بآمین" اور میں نے کہا بلکہ امام مسلم تو فرماتے ہیں کہ متواتر حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آمین بالجہر کرتے تھے جواب میں اس نے حوالہ طلب کیا میں نے امام مسلم کی کتاب التمیز کا قلمی نسخہ پیش کیا کتاب مانگ کر دیکھی پھر اس بات سے بھی خاموش ہوئے بلکہ یہ کہا کہ تم جس روایت سے استدلال کرتے ہو ان کا راوی ابن جریج ہے جو متعہ کا قائل وعامل تھا میں نے کہا اول تو اس الزام کا مضبوط ثبوت چاہیے ثانیاً میں نے جو سیدنا وائل رضی اللہ عنہ کی روایت ترمذی وغیرہ سے پیش کی ہے اس کا راوی ابن جریج نہیں ہے۔ دوسری بعض روایات میں ہوسکتا ہے لیکن وہ دراصل روایت کے ساتھ تائید میں ہے لیکن جس روایت پر اعتماد کیا ہے اور یہاں استدلال کے طور پر پیش کیا ہے اس میں ابن جریج نہیں ہے بلکہ آپ نے جو عطاء کا قول پیش کیا کہ آمین دعا ہے اس سے ناقل راوی بھی ابن جریج ہے لہٰذا آپ کے قول کے مطابق روایت رد ہوگئی مولوی صاحب نے کہا کہ اگر تسلیم کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے آمین اونچی کہی تو ایک دفعہ سکھانے کے لئے نہ کہ آپ کی سنت تھی اس کی تائید میں "کتاب الکنی للدولابی" کی روایت پیش کی جس میں ہے "ما اراده الا ليعلمنا" اور اگر سنت ہوتی تو پیچھے آپ کی جماعت اونچی کہتی لیکن یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں میں نے کہا کہ یہ دولابی والی روایت صحیح نہیں بلکل ضعیف ہے یحییٰ بن سلمہ بن کھیل جو کہ سخت ضعیف ہے۔ (دیکھو میزان اور تہذیب وغیرہ) ثانیاً جب رسول اللہ ﷺ سکھا رہے ہیں پھر آپ کون ہوتے ہو روکنے والے؟ باقی یہ کہ صحابہ کرام آپ کے پیچھے کس طرح کرتے تھے اول تو یہ بات ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا جو عمل تھا وہی ان کا عمل تھا نیز اس کا بھی ثبوت ہے کہ آپ کے پیچھے صحابی بھی اونچی آواز سے آمین کہتے تھے میں نے سنن نسائی سے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث نکال کر پیش کی اس طرح اس مناظرہ کا خلاصہ پیش کیا گیا اور وہ چلے گئے اور رفع الیدین پر مناظرہ نہیں ہوا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشیر انصاری حفظہ اللہ ☆

گاہے گاہے باز خواں

شیخ بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر سے اقتباسات

۱۹۹۰ء کے اوائل میں مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ، سینئر پروفیسر ساجد میر صاحب اور مولانا قاری عبدالخالق رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی دعوت پر بھارت کا تبلیغی دورہ کیا۔ اہل حدیث منزل دہلی میں ان علمائے کرام کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا راشدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ''مجھے بھارت کے تبلیغی دورے پر آ کر بیحد مسرت ہوئی ہے کہ یہاں آ کر تحریک اہل حدیث سے وابستہ حضرات کے ساتھ خصوصی ملاقات کا موقعہ ملا۔ اہل حدیث تحریک کا خاص مقصد ایک اللہ کی عبادت اور ایک اللہ سے ڈرنا ہے۔ جس طرح ہم ایک اللہ کے بندے ہیں اسی طرح ہمارا ہادی اور رب بھی ایک ہے۔ ہم صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔ تحریک اہل حدیث اسی دعوت و تبلیغ کے لئے کام کر رہی ہے۔ اہل حدیث ایک دینی تحریک ہے اور اس کا دستور بھی دینی ہے۔ جو مسلک اللہ کی رضا اور اطیعو اللہ واطیعو الرسول کے اساس پر ہوگا وہ ضرور کامیاب ہوگا۔ ہماری تاریخ شاہد ہے کہ ہم نے ہمیشہ آسمانی ضابطوں کی پاسداری کی ہے۔ اور آسمانی ضابطے ہی دارین میں کامیابی کے ضامن ہیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث بمبئی (بھارت) کے زیر اہتمام سہ روزہ تعلیمی و تبلیغی کانفرنس مالیگاؤں منصورہ میں منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ اور قاری عبدالخالق رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تقاریر کیں۔ حضرت شاہ صاحب راشدی کی تقریر کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

ہمارے اسلاف نے تحریک اہل حدیث کی ترویج وترقی میں بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں، جس طرح یہ تحریک کام کر رہی ہے اس سے یقین پیدا ہوتا ہے کہ وہ مضبوط جماعت کی صورت اختیار کرے گی۔ اور متحد

☆ ایم۔اے (ادبیات اردو) (علوم اسلامیہ)، مدیر اعلیٰ ہفت روزہ مجلہ اہل حدیث لاہور۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنے کی صورت میں ان شاءَ اللہ مزید ترقی کی منزلیں طے کرے گی۔ اللہ تعالیٰ نے حرکت میں برکت رکھی ہے۔ پاکستان کے صوبہ سندھ میں اس تحریک کو فروغ حاصل ہو رہا ہے اور شرک و بدعت کم ہو رہا ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ دعوت و تبلیغ کی راہ بڑی کٹھن ہے لیکن کتاب اللہ کو سینہ سے لگایا ہے تو سب کچھ جھیلنا پڑے گا اور صبر کرنا ہوگا۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہمیں بے حساب دے گا۔ ہمارے اسلاف نے ایک ایک حدیث کو پھیلانے میں بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ ہمیں بھی دین حق کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

۲۸؍جون ۱۹۷۳ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے قائدین تبلیغی دورے پر کمالیہ ضلع فیصل آباد آئے تو امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے ملی اتفاق و اتحاد، مسلک اہل حدیث کے عنوان پر ایک پرجوش اور فاضلانہ تقریر فرمائی اور کہا کہ ملت کا اتحاد صرف کتاب و سنت پر ہی ہوسکتا ہے اور کتاب و سنت کی تعلیمات پیش کرنا اہل حدیث کا مسلک ہے۔ آپ نے جمعیت کے آئندہ عزائم اور جمعیت اہل حدیث کے مقاصد و نصب العین کو بھی واضح فرمایا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ عصر حاضر کے ملّی تقاضے صرف اور صرف مسلک اہل حدیث ہی پورے کرسکتا ہے۔ اسی لئے اہل علم و تقویٰ مسلکِ اہل حدیث سے وابستہ ہو رہے ہیں۔

۲۴؍جون ۱۹۷۳ء کو تبلیغی کارواں ڈسکہ پہنچا۔ تو نمازِ ظہر کے بعد جامعہ عزیزیہ میں مولانا محمد حیات محمدی رحمہ اللہ کی صدارت میں اجلاس ہوا۔ امیر مکرم مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے بڑے دکھ بھرے لہجہ میں فرمایا کہ بدقسمتی سے ہماری جماعت میں کچھ شکر رنجی پیدا ہوگئی ہے جس کی وجہ سے جماعت دو حصوں میں بٹ گئی ہے۔ آپ یقین جانیے یہ چیز اہل حدیث جماعت کے انتہائی کوفت کا باعث ہے اور اس سے اہل حدیث جماعت کے بدخواہوں کو خواہ مخواہ نقصان پہنچانے کا موقع مل جاتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے تمام اختلافات کو بھلا کر فرد واحد کی طرح بن جائیں۔ ۱۰؍جون ۱۹۷۳ء کے جماعتی انتخابات کے بعد جماعت کو متحد و متفق کرنے کے سلسلے میں ہم نے اپنی کوششیں تیز کردی ہیں۔ آیئے ہم اور آپ سب مل کر نہایت عاجزی سے دعا کریں کہ ہم پھر متحد ہو کر تبلیغ دین کا فریضہ ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد اتحاد کی دولت سے مالا مال کر دے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ نے میرے نحیف و نزار کندھوں پر امارت کا بوجھ ڈال دیا ہے۔ حالانکہ میں نجی مشاغل کی بنا پر بیحد مصروف ہوں۔ بایں ہمہ جب آپ نے مجھے امارت کے عہدے کو قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں۔ کیونکہ آپ کے تعاون کے بغیر میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں ہر قسم کا تعاون کریں گے۔

برصغیر میں اہل حدیث

تحریر: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ

سب سے پہلا قافلہ جو فاتحانہ حیثیت میں ساحل ہند پر وارد ہوا وہ اہل حدیث کا تھا۔ آج بھی سندھ میں حضرت مولانا سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی کا خاندان اور ایک عظیم الشان مکتبہ جس میں حدیث اور رجال کا بے نظیر ذخیرہ موجود ہے جو قرون ماضیہ کی یاد تازہ کر رہا ہے۔

اس وقت گو سندھ میں اہل توحید کو وہ قوت حاصل نہیں لیکن تاریخ کے اوراق ان کی خدمات کو نہیں بھول سکتے۔ اسی طرح مغل فاتحین بھی اسلامی سادگی اور دین فطرت کی روشنی سے زیادہ فارسی تہذیب سے آشنا تھے اس لئے ہندوستان میں اسلامی سادگی اور کتاب سنت کی تعلیمات کا زور زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اور نہ ہی خدام اہل حدیث کی اسقدر کثرت ہو سکی جس قدر بعض دوسرے ممالک میں تھی۔ شیخ علی المتقی صاحب کنز العمال اور شیخ محمد طاہر مؤلف مجمع البحار، شیخ مجدد احمد سرہندی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اس وقت مغتنمات سے تھے اکبری فتنوں کے سامنے کوئی طوطی کی آواز کو سنے یا نہ سنے مگر طوطی نے اپنا فرض ادا کرنے میں کمی نہیں کی۔ اس وقت اہل حق کس قدر کمزور تھے شیطانی طاقتیں کس قدر جمع ہو رہی تھیں۔ فتنوں کا سیلاب کتنا تباہی خیز تھا۔ حکومت کا لادینی جذبہ اہل حق کے لئے کتنی مصیبت کا باعث تھا۔ اعراس اور موالید کو بعض لوگوں نے اسلام کا بنیادی مسئلہ سمجھ رکھا تھا۔ تاہم ان بزرگوں نے ان بدعات پر کڑی نکتہ چینی کی۔ غیر اسلامی رسوم اور غیر اسلامی نظریوں کے خلاف انہی مجددین وقت کی پرشکوہ آوازِ فضاءِ دھر میں گونجتی رہیں۔ رضی اللہ عنہم وارضاہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجلہ ''الیوم'' کی توسیع اشاعت میں حصہ لینا آپ کا جماعتی فریضہ ھے

حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی رحمۃ اللہ علیہ

کا احباب جماعت کے نام ضروری پیغام

ہفت روزہ ''الاسلام'' لاہور سے قبل مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان نے حضرت شاہ صاحب راشدی رحمۃ اللہ کی امارت اور پروفیسر ساجد میر صاحب کی نظامت میں ہفت روزہ ''الیوم'' ۲۰ر جولائی ۱۹۷۳ء کو جاری کیا۔ اس کی توسیع کے لئے حضرت شاہ صاحب نے اپنا پیغام، احباب جماعت کے نام جاری فرمایا جو درج ذیل ہے۔

آپ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہفت روزہ ''الیوم'' کے اجراء کا مقصد محض اعلائے کلمۃ الحق اور کتاب وسنت کی دعوت وتبلیغ ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے اس ترجمانی کے گیارہ شمارے آپ کی خدمت میں پہنچ چکے ہیں۔ ان شماروں سے آپ نے اندازہ کیا ہوگا کہ ''الیوم'' اپنے نصب العین میں کہاں تک کامیاب ہے۔ احبابِ جماعت نے جس طرح اس جماعتی جریدے کو بنظرِ تحسین دیکھا اور اس کی خدمات جلیلہ کے پیشِ نظر اس سے ہر طرح کا تعاون کرنے میں کوشاں رہے وہ ہمارے لئے حوصلہ وامید کا پیغام ہے تاہم ضرورت یہ ہے کہ آپ الیوم کے حلقہ قارئین کو اسقدر وسیع کر دیں کہ ادارہ ''الیوم'' اپنے تمام مسائل سے مستغنی ہو جائے۔ آپ خود اس کے اور اپنے حلقۂ احباب میں خریدار مہیا کریں۔ ضلعی، شہری اور ذیلی جمعیتیں پرچہ جاری کروائیں۔ کاروباری احباب اپنے تجارتی اشتہارات دے کر ادارہ سے تعاون کریں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں احباب کی دینی حمیت، مسلکی تڑپ اور جماعتی وابستگی سے پوری توقع ہے کہ وہ ''الیوم'' کی توسیع مہم میں بھرپور حصہ لیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیلاب زدہ بھائیوں کی بھرپور مدد کی جائے

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان

مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کی اپیل

اگست ۱۹۷۳ء میں پنجاب قیامت خیز سیلاب کی زد میں آ گیا۔ دریاؤں میں شدید طغیانی اور مسلسل بارشوں نے قوم کو المناک تباہیوں سے دوچار کر دیا تھا ایسے موقع پر سیلاب زدہ بھائیوں کی بحالی کے لئے بھرپور تعاون کی ضرورت تھی۔ اس موقع پر آپ نے احباب جماعت سے درج ذیل اپیل کی۔

امیر جمعیت حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ نے احباب جماعت سے خصوصاً اور اہالیان پاکستان سے عموماً یہ اپیل کی کہ پنجاب اور سندھ میں سیلاب نے جو تباہ کاریاں مچائی ہیں اور جس طرح لوگ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ ہمیں اس سے شدید دکھ پہنچا ہے۔ خصوصاً پنجاب کے متعدد اضلاع میں جس طرح کئی دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے اور آبادیاں ویران ہوگئیں۔ جس سے ہزاروں افراد ہلاک ہوگئے۔ ایسے کربناک حالات میں ہم مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی تمام ذیلی جمعیتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں وہ سیلاب زدگان کے لئے امدادی کاموں میں بھرپور حصہ لیں۔ اور انہیں غذائی اور مالی امداد فراہم کریں اور اس کی تفصیلات سے مرکزی دفتر کو مطلع فرمائیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم پر رحم فرمائے اور اس قسم کے مصائب و آلام سے محفوظ رکھے اور مصیبت زدہ بھائیوں کو دکھوں سے نجات دے۔ آمین۔

اہل حدیث کانفرنس جہلم میں خطاب

۲۷ ستمبر ۱۹۸۰ء بروز جمعرات امام کعبہ سماحۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل حفظہ اللہ اہل حدیث کانفرنس جہلم میں شرکت، خطبہ جمعۃ المبارک اور جامعہ العلوم الاثریہ جہلم کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے تین روزہ دورہ پر یہاں تشریف لائے۔ پی۔ آئی۔ اے کا دیوہیکل طیارہ براستہ کراچی شام کو ۵:۴۵ پر اسلام آباد انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ امام صاحب کا جو والہانہ اور فقید المثال استقبال ہوا وہ منظر دیدنی تھا۔ محترم امام صاحب کے ہمراہ ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے فرزند ارجمند الشیخ عمر بن محمد السبیل، فضیلۃ الشیخ صالح مدیر حرم مکی، فضیلۃ الشیخ عبداللہ غنیمان استاذ مدینہ یونیورسٹی، الشیخ محمد السّلفی مبعوث دارالافتاء کینیا، فضیلۃ الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ السندی بھی سعودی عرب سے تشریف لائے تھے۔ جبکہ حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی، حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن السّلفی امیر جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان اور جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل مہپارہ، بھی کراچی سے ان کے شریک سفر ہوگئے تھے۔

اس دورے کے تمام پروگرام بڑے بھرپور اور کامیاب رہے۔ اسلامیان جہلم نے معزز مہمانوں کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کردیئے۔ مجھے بھی چار دن وہاں قیام کا موقع ملا اور میڈیا سے رابطہ میں خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔

کانفرنس کی دوسری نشست جو حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن السّلفی صاحب (کراچی) کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا حافظ سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی (سندھ) نے توحید باری تعالیٰ کے موضوع پر بڑا ولولہ انگیز اور ایمان افروز خطاب فرمایا جس کا اجمالی ماحصل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ تک جتنے بھی رسول اور انبیاء تشریف لائے سب کی تعلیمات کا بنیادی نظریہ، توحید تھا۔ اور وہ اسی کی تبلیغ کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ یعنی وہ یکتہ و تنہا ساری کائنات کا خالق، رازق اور مالک ہے۔ ہر چیز اس کی تابع فرمان ہے۔ سب کچھ اس کے قبضۂ اختیار میں ہے ہر معاملہ میں صرف اسے ہی برتری حاصل ہے۔ وہ سب کا حقیقی فریاد رس مشکل کشا، حاجت روا، مددگار اور دستگیر ہے۔ تمام امور میں اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ حقیقی بات یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ صرف اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان و اقرار ہی نہیں بلکہ انسانیت کی تکمیل اور اس کی سرفرازی و سربلندی کا پیغام بھی ہے۔ جس کا مقصد انسان کو شرک کی ذلت و پستی سے نکال کر اس پر نفس کی پاکیزگی اور روحانی ترقی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی تقریر ایک گھنٹہ پر محیط تھی۔ جسے سامعین نے بیحد پسند کیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا شمیم الحق انصاری ☆

شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

کی لغت عرب میں غیر معمولی مہارت

قرآن کریم علوم و معارف کا ایسا خزانہ ہے جو لاینفد کے ساتھ لاتنقضی عجائبہ بھی ہے۔ یہ ایسا بحر زاخر وعمیق ہے کہ جتنے اس میں عمیق غوطے ہوں گے اتنے ہی زیادہ موتی چننے کو ملیں گے۔ لغت عرب کے توفق کا انداز اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ مالک الملک ذوالجلال والاکرام نے اپنا کلام پاک (جو ایک معجزہ عظیم بھی ہے) کو لغت عرب میں نازل کیا اور ایسی شخصیت پر اتار جو باوجود امی ہونے کے عرب میں افصح ترین تھے جیسا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ کے متعلق قول ہے۔

کہ آپ جیسا ہم نے فصیح البیان کسی کو نہیں دیکھا اور عربی زبان کو عربی اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کا معنیٰ ہے وضاحت و فصاحت۔ آج بھی عربی زبان کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے اور یونیسکو (Unesco) کی چھ میں سے ایک دفتری زبان ہے۔

دورِ حاضر کے اعتبار سے عربی زبان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

① قدیم عربی: اس لغت کا تعلق عربی اشعار وخطبات، قرآن مجید، حدیث رسول اور اس کے متعلقہ علوم سے ہے اس کا دورانیہ پہلی جنگ عظیم سے قبل تک ہے بعد ازاں مسلمانوں کے علمی زوال و سیاسی غلامی کے سبب بیشتر حصہ غربود ہوگیا۔

② جدید عربی: اس لغت کا اہم پہلو تعریب ہے جیسا کہ البعل البکی کی مایہ ناز انگریزی عربی لغت المورد سے پتہ چلتا ہے کہ جدید عربی میں ہزاروں انگریزی وفرانسیسی الفاظ کو معرب کر کے شامل کیا گیا ہے۔ (مجلّہ فکر ونظر اپریل ۱۹۹۲ء) یا پھر ان الفاظ کی اصطلاح سازی کی گئی ہے۔

چونکہ عربی لغت ہماری دینی وشرعی زبان ہے اور جب بات قومیت وشریعت کی آجائے تو ترجیح

☆ مدرس مدرسہ تعلیم القرآن والسنۃ نوابشاہ، فاضل مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث حیدرآباد۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت کو ہوتی ہے۔ اور یہ کہ ہماری شریعت دنیاوی معاملات وامور سے خارج نہیں ہے بلکہ یہ اس کا جزو لاینفک ہے۔ تو ثابت ہوا کہ دوسری زبانوں کے سیکھنے کی بجائے ہم اپنی شرعی و دنیاوی زبان کے سیکھنے میں اپنا قیمتی وقت صرف کریں۔ دینی زبان کو ترک کر کے صرف اغیار کی زبان کو اختیار کرنا یہ مؤمنوں کے شایان شان نہیں۔

آپ ﷺ جب مدینہ میں آئے تو تاجر پر لفظ سماسر کا استعمال ہوتا تھا تو آپ ﷺ نے یہ لفظ ختم کر کے تاجر کا لفظ استعمال کروایا کیونکہ لفظ سماسر عجمی لفظ ہے حالانکہ معناً کوئی فرق نہیں لیکن یہ لفظ آپ ﷺ نے ختم کروا کے لفظ تاجر کا استعمال کروایا۔ اسی وجہ سے صحابی بیان کرتے ہیں کہ **فسمعنا باسم هو احسن منه** کہ آپ ﷺ نے ہمارا نام ایسا رکھا کہ جو لفظ سماسر سے کئی گنا اچھا تھا۔ (تحفۃ الاحوذی ۴/۳۳۳)

چونکہ لغت عربی سیکھنے میں اصل و بنیادی چیز الفاظ کے معانی ومفہوم کو سمجھنا ہے۔ جیسا کہ مقدمہ ابن خلدون ص ۵۰۸ میں ہے کہ **یسمع صبی استعمال المفردات فی معانیها فیلقنها اوّلا** کہ جس طرح بچہ ایک ایک لفظ کر کے سنتا ہے اور پھر اس لفظ کی معنیٰ اس کو سکھائی جاتی ہے اور اس عمر میں قرآن مجید کے مفرد الفاظ کی معانی جاننا بحیثیت اصل کے ہیں امام راغب اصفہانی مفرد الفاظ کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں۔

فالفاظ القرآن هی لب کلام العرب وزبدته قرآن مجید کے الفاظ کلام عرب کا اصل مغز ہیں۔

میرا اصل موضوع تو شیخ العرب والعجم العلامۃ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی لغت عرب پر مہارت وتوفق ہے اس وجہ سے تمہیدی طور پر میں نے لغت عرب کی اہمیت کو حتی الوسعت اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ اس پر عبور رکھنے والی شخصیت کا مقام ومرتبہ معلوم ہو سکے اس ضمن میں شاہ صاحب رحمہ اللہ کی چند کتب ہیں جس سے آپ کی لغوی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے ان میں سے آپ کی اہم ترین اور لاجواب غیر منقوط ومنظوم کتاب جس میں آپ نے توحید باری تعالیٰ کو ایسے الفاظ کے ساتھ پیش کیا ہے جو بغیر نقطوں والے ہیں۔

اسی طرح کتاب عین الشین کا مقدمہ جو کہ آپ نے ٹھٹوی کے رد میں لکھی ہے وہ بھی بیمثال کتاب ہے۔

اسی طرح آپ کی مایہ ناز تفسیر بدیع التفاسیر جو دس جلدوں میں سورۃ النحل تک مشتمل ہے آپ کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لغوی مہارت وتفوق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ویسے تو اس تفسیر میں آپ کو پڑھنے کے لئے ہر چیز مثلا ترجمہ، آیت کا خلاصہ، شان نزول، ماقبل آیات سے ربط، آیات کے متعلق روایت ماثورہ، باطل فرقوں کی تردید، حق وصحیح موقف کی تمحیص ملے گی، لیکن اس سے بھی زیادہ خاص وتعجب خیز مواد قاری کو پڑھنے کے لئے ملے گا وہ ہے قرآنی الفاظ کی لغت وغیر لغت کتب سے کنگھالی گئی لفظی ولغوی تحقیق جنہیں پڑھ کر آدمی کو یقینی طور پر اندازہ ہوجائے گا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لغت کی کتابوں اور لغت عرب پر کتنا عبور حاصل تھا۔

چند ایک مثالیں مع الاختصار قارئین کے پیش نظر رکھونگا تا کہ بدیع التفاسیر کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوسکے۔

لفظ اعوذ

اس لفظ کی لغوی تحقیق میں شاہ صاحب لغت کی دیگر کتب سے احتراز کرتے ہوئے حافظ ابن قیم کی کتاب تفسیر المعوذتین اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں ''اس لفظ کی اصل میں دو اقوال ہیں ایک یہ کہ یہ الستر سے ماخوذ ہے جیسے عرب اس گھر کو جو کسی درخت کی جڑ میں واقع ہو عوذ کہتے ہیں گویا کہ یہ گھر درخت کے سایہ میں محفوظ ہوگیا ہے اب اعوذ سے مناسبت اس طرح ہوئی کہ پناہ طلب کرنے والا گویا کہ دشمن سے بھاگ کر مستعاذ بہ کے پاس اپنا بچاؤ حاصل کر کے دشمن سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

دوسرا الزوم المجاورۃ (ہمیشہ مستعاذ بہ کے قرب و جوار میں رہنا) سے ہے جیسے عرب اس گوشت کو جو ہڈی کے ساتھ اس طرح چمٹا ہوا ہو کہ اس سے الگ نہ ہوسکے کو بھی عوذ کہتے ہیں لفظ کے ساتھ مناسبت اس طرح ہوئی کہ پناہ طلب کرنے والا پناہ دینے والے چوکھٹ کے ساتھ ہمیشہ چمٹا ہوا ہوتا ہے۔ (بدیع التفاسیر ۱/۹)

لفظ الرجیم

کے متعلق آپ کہتے ہیں کہ اس کی اصل الرجم ہے جو کہ کئی معانی مثلاً قتل، لعنت، دھتکارنا، گمان کرنا، چھینا اور پتھروں سے مارنا میں مستعمل ہے لیکن یہاں پر یہ لفظ دو معانی لعنت ودھتکار کے معانی میں ہوگا۔

(کیونکہ شیطان کو نہ قتل کیا گیا ہے نہ رجم اور نہ ہی گالیاں دی گئی ہیں اس کے لئے صرف یہ دو معانی آیات کی رو سے ثابت ہوتی ہیں) فرمان الٰہی ہے:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاخرج منها فانک رجیم وان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین ع۵ پ ۲۳

دوسری جگہ پر ہے فاخرج منها مذءوماً مدحورا == فاخرج انک من الصاغرین

اعراف ع ۳ پ ۸

گویا ایک آیت دوسری آیت کی وضاحت کر رہی ہے۔

لفظ اللہ:

کی تحقیق میں موصوف فرماتے ہیں کہ اس لفظ کے اشتقاق میں دو اقوال ہیں۔ (۱) اس کی اصل اِلٰه بروزن فِعَالٌ پھر الف لام کو ہمزہ کے عوض میں اسپر داخل کیا گیا ہے تو لفظ اللہ بن گیا جیسا اُناسٌ سے الناس

دوسرا یہ کہ لفظ اسم علم خاص و جامد ہے اور غیر مشتق ہے اکثر علماء کرام اسی مؤقف کی طرف گئے ہیں جیسے امام شافعی، ابوالعالی، امام الحرمین ابوسلیمان الخطابی، ابوحامد الغزالی اور امام فضل وغیرہم۔

اس لفظ کی مزید تحقیق میں ہے کہ آیا اس لفظ کا دوسری زبانوں میں مترادف لفظ موجود ہے یا دیگر زبانوں میں بھی ترجمہ کے وقت لفظ اللہ ہی لکھا اور کہا جائے گا ج ا ص ۱۵۴ میں رقم طراز ہیں کہ یہ اسم مبارک ذاتی ہے جو عربی خواہ دوسری زبانوں میں اسی طرح لکھا اور پڑھا جاتا ہے اس کا مترادف لفظ کسی بھی زبان میں نہیں ہے۔ دوسری زبانوں میں جو الفاظ اس کے ہم معنیٰ بنائے جاتے ہیں وہ سب الٰہ بمعنیٰ معبود کے معنیٰ میں ہیں نہ کہ لفظ اللہ کے معانی میں۔

دلیل میں شاہ صاحب نے اردو و فارسی لغتوں مثلاً غیاث اللغات فارسی ص ۱۷۴، مصباح اللغۃ ص ۱۵، برہان قاطع جلد ۲۔ اصفحہ ۳۶۲۔ ۳۴۴۔ ۲۴۱ کے حوالے دیے ہیں۔

مزید کہتے ہیں ''انگریزی زبان میں بھی لفظ گاڈ (GOD) استعمال ہوتا ہے وہ بھی الٰہ کے معنیٰ میں ہے نہ کہ لفظ اللہ کے۔ مرمدک پکتھال Mormduke Pikhtal قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے شروع میں ص ۴ میں لکھتے ہیں کہ:

I have retained the word Allah through out because there is no corresponding word in English. The word Allah has neither feminine nor plural and has never been applied to any thing other than the uni imaginable supreme being.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: میں نے لفظ اللہ کو ترجمہ میں ویسے ہی رکھا ہے جیسا قرآن میں ہے کیونکہ انگریزی زبان میں اس کا کوئی مترادف لفظ نہیں ہے جو کہ اس کا معنیٰ کیا جائے۔ لفظ اللہ کا مؤنث ہے نہ جمع اور نہ ہی کسی دوسری چیز یا ذات پر استعمال ہوسکتا ہے سوائے اس اعلیٰ ہستی کے جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔

اپنی تحقیق کو مزید بڑھاتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اسی طرح ہندی، سنسکرت زبانوں میں پرمیش، برماتا، ایشور، بھگوان کے جو لفظ آئے ہیں ان میں سے بھی کوئی لفظ اللہ کے مترادف نہیں ہے۔ پرمیش اور پرماتا کا معنیٰ سرتاج اللغۃ ص ۲۲۰ ''خدا'' مذکور ہے۔ اسی طرح ایشور کا معنیٰ بھی سرتاج اللغۃ ص ۱۴۲ فیروز اللغات ص ۱۷۱ میں خدا مذکور ہے۔ اسی طرح بھگوان کی معنیٰ بھی فیروز اللغات ص ۲ میں ''خدا'' مذکور ہے۔

لفظ بھگوان کی تعجب خیز حیرت انگیز تحقیق کر کے کہتے ہیں کہ اگر لفظ بھگوان پر تجزیہ کیا جائے تو یہ دو لفظوں کا مرکب بنتا ہے ایک بھگ۔ فیروز اللغات ص ۲۶۵ میں اس کو سنسکرت کا لفظ کہا گیا ہے اور اس کے معنیٰ کے متعلق لکھا ہوا ہے ''عورت کا اندام نہانی'' دوسرا لفظ ''وان'' ہے اس کو ہندی زبان کا لفظ کہا گیا ہے اور اس کی معانی ''والا'' کہا گیا ہے۔ اب بھگوان کی معنیٰ ہوئی ''زنانہ مخصوص عضو والا'' مزید کہتے ہیں کہ عبرانی یا سریانی زبان میں جو الفاظ ''ایل'' یا ''اِل'' آتے ہیں وہ بھی ربوبیت کے معنیٰ میں ہیں نہ کہ لفظ اللہ کے۔

لفظ ریب

لفظ ریب کے متعلق جلد ۲ ص ۲۹ میں فرماتے ہیں کہ اس لفظ کی مشہور تین معانی ہیں۔ (۱) ایک بمعنیٰ شک جیسا کہ عبداللہ بن الزبعری کا شعر ہے

لیس فی الحق یا امیمة ریب

انما الریب مایقول الجهول

یعنی اے امیمہ حق میں کوئی شک نہیں ہے شک تو صرف جاہل کی بات میں ہوتا ہے۔

دوسرا معنیٰ تہمت ہے جیسا کہ جمیل کا شعر ہے

بثينة قالت يا جميل اربتنى

فقلت كلانا يا بثين مريب

www.KitaboSunnat.com

یعنی بثینہ نے کہا کہ اے جمیل مجھ پر تہمت لگاتا ہے تو میں نے جواب دیا کہ اے بثینہ ہم تو دونوں ایک دوسرے پر تہمت لگاتے رہتے ہیں۔

تیسرا بمعنیٰ حاجت: جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا شعر ہے:

قضينا من تهامة كل ريب

وخيبر ثم اجمعنا السيوفاً

یعنی ہم نے تھامہ اور خیبر سے اپنی حاجات پوری کر کے پھر اپنی تلواروں کو اکھٹا کیا۔ یہ تینوں معانی لغت کی عام کتابوں مثلاً الصحاح جلد اص ۱۴۱، لسان العرب جلد اص ۴۴۲ وغیرھما میں موجود ہیں۔

لفظ بُعولتُهُنَّ

لفظ بُعولتُهُنَّ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ "البعل هو الذكر من الزوجين جوڑوں میں جو نر ہو اسے بعل کہتے ہیں۔ جیسے قول تعالیٰ ہے: وهذا بعلي شيخا (ھود ع ۷ پ ۱۲) میرا یہ شوہر بوڑھا ہے۔ اس کی جمع بعولة آتی ہے جیسے فحل کی جمع فحولة ہے۔ شوہر کو بیوی پر اور نر کو مادہ پر قدرتی لحاظ سے برتری حاصل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ (نساء ۳۴) ﴾ یعنی مرد عورتوں پر نگراں ہیں۔ کیونکہ بال بچوں و بیوی کی نگرانی مرد کے ذمہ ہے اس وجہ سے اسے فوقیت بھی حاصل ہے اسی مناسبت سے اسے بعل کہا جاتا ہے، کیونکہ اصل میں بعل ابھری ہوئی زمین کو کہا جاتا ہے جس پر سال میں کم از کم ایک دفعہ بارش پڑتی ہو۔ اسی طرح ہر اس چیز کو جو دوسری سے اعلیٰ سمجھی جاتی ہے بعل کہتے ہیں۔ اس لئے مشرکین اپنے معبودان باطلہ کو البعل کہتے تھے کہ ایک لحاظ سے یہ مشرکین اپنے آپ کو ان کے زیردست سمجھتے تھے۔ جیسے قرآن کی آیت ہے: ﴿أَتَدْعُونَ بَعْلاً وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ (الصافات ۱۲۵) ﴾ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو۔ اور عرب کہتے ہیں کہ اتانا بعل هذه الدابة کہ اس سواری کا بعل ہمارے پاس آیا یعنی وہ جو سواری کے اوپر ہے۔ (المفردات لسان العرب)

لفظ العروة

لفظ العروة کے متعلق جلد ۴ ص ۳۳۲ میں فرماتے ہیں کہ:" مايتعلق به من عراه اى ناحيته یعنی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی چیز کو اس کے کونے سے پکڑا جائے"۔ مزید کہتے ہیں عروہ ایسے درخت کو کہتے ہیں جو سردی میں بھی سرسبز وشاداب رہتا ہو اور ربیع کی موسم تک اونٹ اس کے ساتھ چمٹے رہتے ہو۔ اس طرح عروہ شیر کے معنیٰ میں بھی آتا ہے اس لئے بطور نام بھی مستعمل ہے۔ المفردات، الصحاح، معجم مقاییس اللغۃ تاج العروس

لفظ عام

لفظ عام (سال) کے متعلق ج ۴ ص ۲۵۸ میں موصوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سنۃ سال کے معنیٰ میں ہے لیکن فرق دونوں میں یہ ہے لفظ سنۃ کا استعمال اکثر طور پر سخت وقحط والے سال پر ہوتا ہے جیسے فرمان الٰہی ہے: ﴿وَلَقَدْ اَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ (القرآن) ﴾ کہ ہم نے آل فرعون کو قحط سالیوں سے بھی پکڑ کی۔ اور لفظ عام زیادہ تر اور راحت والے سال کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے فرمان الٰہی ہے۔ ﴿ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ (یوسف ۴۹) ﴾ پھر اس کے بعد ایسا سال آئے گا کہ لوگوں پر بارش برسائی جائیں گی اس میں شراب بھی نچوڑیں گے۔ اور کبھی مطلق استعمال بھی ہوتا ہے جیسے ﴿فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَاماً (العنکبوت: ۱۴) ﴾

لفظ بكة

لفظ بكة کے متعلق جلد ۵ ص ۲۷۷ میں کہتے ہیں کہ "البک دق العنق" یعنی بک معنیٰ گردنوں کو توڑنا۔ اس طرح بک فلاناً یبک بكة ای زحم یعنی ازدحام مدبھیڑرش کرنا۔ اب مکہ مکرمہ کو بکۃ اس وجہ سے کہتے ہیں کانت تبک اعناق الجبابرة کہ مکہ ظالم وسرکش لوگوں کی گردنوں کو توڑ دیتا ہے۔ یا پھر لان الناس یتباکون فیھا من کل وجه ای یتزاحمون یعنی لوگ ہر طرف سے آ کر اس میں ازدحام رش کرتے ہیں۔ لسان العرب

لفظ عاقر

لفظ عاقر کے متعلق جلد ۵ ص ۱۴۴ میں کہتے ہیں رجل عاقر وامرأة عاقر لاتلد یعنی وہ عورت جو بانجھ ہو کانھا تعقر ماء الفعل گویا کہ وہ مرد کے پانی کو ختم کر دیتی ہے اسی طرح شراب کو بھی العقار کہتے ہیں کہ یہ بھی کاٹنے والا ختم کرنے والا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ نِحْلَةَ

لفظ نِحْلَةَ کے متعلق جلد ۶ ص ۳۴ میں رقمطراز ہیں کہ یہ النُّحل سے ہے معنیٰ کسی انسان کو بغیر کسی عوض کے کچھ دینا اس طرح النحلة دعویٰ کے معنیٰ میں بھی آتا ہے جیسے انتحل فلان شعر فلانٍ کہ فلاں کے شعر پر دعویٰ کرنا کہ یہ میرا شعر ہے۔ اسی طرح النحل شہد کی مکھیوں کو بھی کہا جاتا ہے اس کی واحد نحلة آتی ہے جیسے آیت میں ہے ﴿وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ (النحل ۶۸)﴾ استاد زجاج کہتے ہیں ممکن ہے کہ شہد کو نحل اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکھی کے پیٹ سے لوگوں کو شہد عطا کرتا ہے۔ لسان العرب

لفظ سعیر

لفظ سعیر کے متعلق جلد ۶ ص ۲۹ میں کہتے ہیں کہ السعر الشهاب النار آگ کا بھڑکنا۔ المسعر وہ لکڑی جس سے آگ کو جلایا یا بھڑکایا جائے۔ استعر الحرب لڑائی بھڑک اٹھی۔ اگے فرماتے ہیں کہ اسی مناسبت سے بازار کے بھاؤ کو سعر کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آگ کی طرح چڑھتا رہتا ہے اسی مناسبت سے کہا جاتا ہے آج بازار گرم ہے۔ المفردات

لفظ تتفکرون

لفظ تتفکرون جلد ۴ ص ۳۹۲ میں کہتے ہیں کہ بعض ادباء کا کہنا ہے کہ اصل میں یہ لفظ فرک اس کی مقلوب صورت فکر ہے اور فرک کی معنیٰ ہے کھرچنا (ملخصا)

لفظ البحر

لفظ البحر جلد ۳ ص ۳۹۷ کے متعلق کہتے ہیں کہ بعض کے مطابق یہ زمین سے چیرا ہوا ہے اس وجہ سے اسے بحر کہتے ہیں کیونکہ بحر چیرنے کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے جیسے بحیرہ اس جانور کو کہا جاتا ہے جس کا کان چیرا ہوا ہو۔

اخیر میں امام ابن جریر الطبری کا منقول شعر ذکر کروں گا۔

این العلم واهله ما ارىٰ العلم — الا فی الکتاب اوتحت تراب

کہاں گیا علم اور صاحب علم — ہائے اب علم تو صرف کتاب میں ہے

یا مٹی کے نیچے صاحب علم کے ساتھ مدفون ہوگیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد ابراهیم طارق ☆

رکوع کی رکعت

اور شاہ صاحب کا موقف از بدیع التفاسیر

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وبعد!

زمانہ ماضی سے آج تک مسئلہ مدرک الرکوع مختلف فیہ رہا ہے، جس میں علماء کے دو گروہ ہیں۔ میں اس مسئلہ میں شیخ العرب والعجم کے موقف کو قارئین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ ان سے اس بارے میں جو منقول ہے اس کا ترجمہ کرنے کی کوشش کروں گا اللہ تعالیٰ اس سعی کو میرے لیے اور تمام قارئین کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ (آمین)

جو آدمی رکوع کی حالت میں جماعت سے ملتا ہے اس کی رکعت شمار نہ ہوگی اس لئے کہ قرأۃ فرض ہے، اور قراۃ الفاتحۃ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے اسی طرح قیام بھی فرض ہے۔ اور قیام کے فرض ہونے میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے جیسا کہ تمام فقہاء متفق ہیں کہ قیام کے فرض اور رکن ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے رکوع میں ملنے والے کے دو اہم رکن رہ جاتے ہیں تو پھر اس کی رکعت کیسے ہوگی۔ اور یہ بھی اتفاقی مسئلہ ہے کہ جس رکعت میں ارکان مکمل نہ ہوں وہ رکعت نہیں ہوتی اس لئے یہ رکعت شمار نہ ہوگی۔ اس لئے کہ احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ (الحمدللہ) یعنی سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ تو پھر رکوع میں ملنے والے کی نماز الحمدللہ سے خالی ہے اس لے یہ درست نہیں ہے۔ اور تقسیم الصلاۃ والی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز رب العالمین اور بندے کے درمیان تقسیم کی جاتی ہے تو یہ نماز اور نمازی کے لئے بڑی شان کی بات ہے۔ حالانکہ اس حدیث میں تقسیم فقط سورہ فاتحہ کی کی جارہی ہے نہ کہ رکوع، سجدہ، قیام یا جلسے کو تقسیم کیا جارہا ہے تو پھر جو آدمی رکوع میں آ کر ملتا ہے تو اس کی نماز کا کون سا حصہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ تقسیم ہونے والی چیز تو

☆ فاضل مدینہ یونیورسٹی سعودیہ عرب، استاذ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی، معروف خطیب۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوت ہوگئی؟ تو پھر رکعت کیسے ہوگی اس لئے اس رکعت کو نماز بھی نہیں کہہ سکتے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء القراۃ میں امام ابن حزم نے المحلی ۲۴۳/۳ میں اور امام شوکانی نے نیل الاوطار ۱۱۳/۲ میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

امام بخاری جزء القراءۃ ص ۲۰ طبع دہلی میں فرماتے ہیں:

وقال ابو قتادة وانس وابوهريرة رضي الله عنهم عن النبي صلى الله عليه وسلم اذا أتيتم الصلاة فما ادركتم فصلوا وما فاتكم فاتموا فمن فاته فرض القرأة والقيام فعليه اتمامه كما امر النبي صلى الله عليه وسلم.

یعنی تین صحابہ کرام ابوقتادہ، انس اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب نماز کے لئے آؤ نماز کا جو حصہ پاؤ اسے پڑھ لو اور جو حصہ فوت ہوجائے اسے مکمل کرلو۔ اس لئے جس سے قراءۃ وقیام جیسے اہم فرض چھوٹ جائیں اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مکمل کرنا ہے۔ اس کے بعد امام بخاری نے تینوں صحابہ کرام سے سندوں کے ساتھ ان کی روایتیں بیان کی ہیں۔ اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت تو صحاح ستہ اور مسند احمد میں بھی مروی ہے (الجامع الصغیر للسیوطی ۱۹/۱) اور انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں امام صاحب یہ الفاظ لائے ہیں: **فليصل ما ادرک وليقض ما سبقه** یعنی نماز کو جو ملے وہ امام کے ساتھ پڑھ لے اور جو اس سے رہ جائے اس کو قضا کرلے۔ اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ بھی الفاظ ہیں:

ما ادركتم صلوا وما فاتكم فاقضوا اور دوسری روایت میں ہے کہ: **فما أدركه فليصل وما سبقه فليقض** اس کا مطلب یہ ہے کہ مسبوق سے پہلے جو کچھ پڑھا جاچکا ہے اس کے لئے اس کی قضا دینا ضروری ہوگی پھر جس صورت میں بھی رکوع سے ملنے والے کے دو فرض رہ گئے ہوں اس حکم کے مطابق اس کو یہ رکعت قضا کرنی ہوگی۔ اس لئے صرف قیام اور قرأۃ کرنے کے بعد سلام نہیں پھیرے گا اس کو نماز نہیں کہیں گے اس لئے کہ اس بندے کو مکمل رکعت دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

کتاب الاعتبار للحازمی ص ۷۹ طبع منیریہ اور ص ۱۰۵ طبع ہند میں معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذا جاء احدکم وقد سبق بشیء من الصلاۃ فلیصل مع الامام بصلاتہ فاذا فرغ الامام فلیقض ما سبقہ

جب آپ میں سے کوئی بھی نماز کے لئے آئے اور اس سے پہلے کوئی چیز گذر چکی ہو تو اس کو امام کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیئے اور جب امام نماز سے فارغ ہو جائے تو بقیہ پہلے جو رہ گئی ہو اس کو مکمل کر لے۔

یہ حدیث بھی اپنے مطلب میں واضح ہے اس لئے رکوع میں پہنچنے والے کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ امام کے ساتھ نماز مکمل کر لے اور بعد میں جو چیز اس سے رہ گئی ہے اس کو قضا کر لے۔

جو لوگ رکوع میں ملنے والے کی رکعت کو صحیح کہتے ہیں ان کے پاس کوئی بھی صریح یا صحیح حدیث نہیں ہے جو کہ فاتحہ کی فرضیت کا مقابلہ کرے یا رکوع میں ملنے کی رکعت کو اس حکم سے خاص یا اس کو مستثنیٰ کر سکے۔ اس لحاظ سے مخالف حضرات کی دلیلیں یا تو صحیح نہیں ہیں یا صریح نہیں ہیں۔ اب میں جو مدرک الرکوع کی دلیلیں ہیں ان کو پیش کر کے ان کی حقیقت کو بیان کرتا ہوں۔

پہلی دلیل:

بخاری ۱/۱۰۸ میں ہے کہ:

عن ابی بکرۃ انہ انتھی إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو راکع فرکع قبل ان یصل إلی الصف فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال زادک اللہ حرصا ولا تعد

یعنی ابوبکرۃ (نفیع بن الحارث) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جماعت میں اس وقت پہنچے جس وقت رسول اکرم ﷺ رکوع کی حالت میں تھے تو اس نے صف میں داخل ہونے سے پہلے ہی رکوع کر لیا تو یہ بات جب رسول اکرم ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا اللہ آپ کی حرص کو بڑھائے دوبارہ ایسے نہ کرنا۔

جواب: اولاً اس روایت کا اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صف میں داخل ہونے کے بعد نماز شروع کرنی چاہیئے۔ جماعت جس حالت میں بھی ہو اس سے پہلے نماز شروع کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس لیے امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے۔ "اذا رکع دون الصف" یعنی باب اس مسئلہ کے بیان میں کہ اگر کوئی شخص صف میں داخل ہونے سے پہلے رکوع کر لے تو یہ جائز ہے کہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ نیز امام موصوف نے جزء القراءۃ ص ۷ طبع دہلی میں یہ روایت بیان کر کے پھر فرمایا ہے کہ **فلیس لأحد ان یعود لما نهى النبي صلى الله عليه وسلم عنه** یعنی جس عمل کو رسول اکرم ﷺ نے منع کیا ہے اس کو دوبارہ کرنے کا کسی کو بھی حق نہیں ہے۔ اسی طرح یہ روایت مسند احمد ۵/۲۵۱ میں ان الفاظ کے ساتھ ہے کہ: **من هذا الذي ركع ثم مشى إلى الصف فقال ابوبكرة انا فقال النبي صلى الله عليه وسلم زادك الله حرصا ولا تعد** یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کون شخص تھا جو رکوع کر کے پھر چلتا ہوا صف میں آ کر ملا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تیری حرص کو بڑھائے دوبارہ ایسے نہ کرنا۔

اس حدیث نے مزید وضاحت بیان کر دی ہے کہ صف سے پہلے رکوع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

ثانیاً: اس روایت سے دلیل لینے والے کہتے ہیں کہ اس کو آپ نے رکعت لوٹانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ حالانکہ اس قسم کی کوئی بات بھی حدیث میں موجود نہیں اور اس کی نسبت رسول اکرم ﷺ کی طرف کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ کسی روایت میں کسی چیز کا ذکر نہ ہونا اس کے نہ کرنے کے لئے دلیل نہیں ہوتی بلکہ قاعدہ یہ ہے کہ عدم العلم لیس علما بالعدم یعنی چیز کے ہونے کے متعلق اگر علم نہ ہو تو اس صورت میں یہ نہیں کہیں گے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ چیز ہے ہی نہیں اس لئے فقط گمان کی وجہ سے دلیل دینا درست نہیں ہے۔ اگر حسن ظن سے ہی دلیل لینی ہے تو پھر گمان یہ رکھنا چاہئے جو آپ ﷺ کی سنت کے مطابق ہو۔ جبکہ بے شمار احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر کوئی بھی نماز نہیں ہے بلکہ مسند احمد ۵/۸۷ میں تو یہ الفاظ ہیں کہ:

لاتقبل صلاة لايقرأ فيها بأم القرآن: یہ روایت جزء القراۃ للبیہقی ص ۵۳ میں بھی ہے۔ یعنی جس نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی وہ اللہ کے ہاں قبول نہ ہوگی۔ اس لئے یہ گمان رکھنا کہ آپ ﷺ نے اس کو رکعت لوٹانے کے لئے نہیں کہا ہوگا یہ ظن ہے یا آپ کے شان و مرتبے کے خلاف ہے۔ بلکہ یہ گمان رکھنا ہوگا کہ آپ نے اس کو رکعت لوٹانے کا حکم دیا ہوگا۔ اس لئے کہ آپ کا ہی فیصلہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ نماز نہیں ہوتی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثالثاً: رابعاً: مدینے شہر میں اعلان کیا گیا تھا کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس لئے اس اعلان کو سننے کے بعد یہ ناممکن ہے کہ کوئی بھی صحابی یہ رکعت نہ لوٹائے جس میں الحمد نہ پڑھی ہو۔

مترجم: یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے: جیسا کہ امام بیہقی نے کتاب القرأۃ ص ۱۷ میں ذکر کی ہے کہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مدینہ شہر میں اعلان کر دیں کہ سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی۔ اسی طرح یہ روایت جامع المسانید الامام اعظم ۱/۳۰۸، میں بھی موجود ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال نادی منادی رسول الله صلی الله علیه وسلم بالمدينة لاصلاة إلا بقرأة ولو بفاتحة الكتاب

خامساً: اس روایت کو دلیل بنانے کے لئے پہلے دو باتیں ثابت کرنی ہونگی، ورنہ دلیل ناقص ہوگی۔ صرف یہ ضروری نہ ہوگا کہ صحابی رکوع میں آکے ملے بلکہ دوسری باتیں بھی ضروری ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس روایت کو دلیل بنانے والوں کو چاہیے کہ وہ ثابت کریں کہ اس صحابی (ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ) نے رکوع والی رکعت کو نہیں لوٹایا تو اس کا ثبوت کسی حدیث سے نہیں ملتا۔ بلکہ جب صحابہ کرام کو عام منادی سے معلوم ہوا کہ الحمد للہ نماز کے لئے بہت ضروری ہے تو اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ بھی سن چکے تھے کہ جو نماز کا حصہ رہ جائے اس کو مکمل کر لیا جائے۔ تو پھر صحابی نے کیسے رکوع میں پہنچنے والی رکعت کو شمار کیا یا اس کو نہیں لوٹایا یہ بات عقلاً محال ہے۔

جب یہ بات ثابت کرلیں کہ واقعی اس نے یہ رکعت نہیں لوٹائی تو پھر دوسری بات ثابت کرنی ہوگی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی ہو کہ ابوبکرہ نے رکوع والی رکعت نہیں لوٹائی۔ اور آپ نے اس کو لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔ تو یہ اس قسم کا ثبوت دینے کے لئے آپ کی دلیل ناقص ہوگی۔ اور یہ دونوں باتیں جو میں نے پیش کیں قیامت تک ان کا کوئی توڑ پیش نہیں کرسکتا۔ اس لئے اس سے دلیل لینا صحیح نہیں ہے۔

امام بخاری جزء القرأۃ ص ۱۷ میں فرماتے ہیں:

ليس في جوابه أنه اعتد بالركوع عن القيام والقيام فرض في الكتاب والسنة

یعنی ابوبکر کی روایت میں جو سوال جواب ہوا اس میں رکوع کو قیام کے بغیر شمار کیا گیا ہو۔ حالانکہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام قرآن اور حدیث دونوں کے مطابق فرض ہے۔

سادساً: رسول اکرم ﷺ کا ابوبکرہ کو لاتعد کہنا خود رکعت لوٹانے کے حکم میں ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے ایک باطل کام کیا تھا اسی لئے آپ نے دوبارہ کرنے سے منع کیا تھا۔ اس لئے باطل کام والی رکعت دوبارہ لوٹانی ضروری ہوگی۔

سابعاً: یہی حدیث امام بخاری جزء القرأۃ ص ۲۲ طبع دہلی میں لائے ہیں اس میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ابوبکرہ کو فرمایا کہ:

زادک اللہ حرصا ولا تعد صل ما ادرکت واقض ما سبق

اللہ آپ کی حرص کو بڑھائے دوبارہ ایسے نہ کرنا جو نماز مل جائے اس کو پڑھ لو جو رہ جائے اس کو دوبارہ پڑھ لو۔ یہ روایت طبرانی میں بھی ہے۔ (مجمع الزوائد ۲/۷۶)

اگر چہ اس کی سند میں راوی عبداللہ بن عیسیٰ ابو خلف الخزاز ضعیف ہے لیکن دوبارہ قضا کرنے کا حکم تو کئی روایتوں میں گذر گیا ہے۔ اس لیے تائید کے طور پر یہی روایت کافی ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانی حنفی انہاء السکن ص ۲۷ میں لکھتے ہیں کہ الضعیف یصلح للتقویة. ضعیف روایت شاہد (گواہی) اور متابعت میں تقویت کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس لیے حافظ ابن حجر فتح الباری، ۲۶۸ میں اس کو ذکر کیا ہے اور مقدمہ فتح الباری ص ۴ میں یہ شرط رکھی ہے کہ جو حدیث ذکر کرینگے وہ صحیح یا حسن ہوگی۔

اس لیے اس روایت سے مزید واضح ہوگیا کہ خود ابوبکرہ والی روایت میں بھی رکعت لوٹانے کا حکم ہے۔ اس لئے یہ ثابت ہوا کہ رکوع میں ملنے والے کی رکعت قابل قبول نہیں ہے۔

ثامناً: اس واقعہ میں ایسی کسی بات کا ذکر نہیں ہے کہ ابوبکرہ پہلی رکعت میں پہنچے تھے۔ یا دوسری رکعت میں پہنچے تھے۔ دونوں احتمال ہوسکتے ہیں۔ پھر اسی بناء پر آپ کے استدلال کا فائدہ حاصل کر کے اگر کوئی کہے کہ اگر دوسری رکعت میں مسبوق پہنچا ہے تو اس کو پہلی رکعت لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ اس روایت میں لوٹانے کا حکم نہیں ہے۔ اس لیے دوسری خواہ تیسری رکعت میں پہنچا ہے تب بھی اس کی نماز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گی۔ اور اگر آپ یہ کہیں گے کہ اس کے لئے الگ حکم موجود ہے۔ تو پھر یہ بھی مانیں کہ الحمد کے علاوہ نماز نہیں ہوتی۔ اور قیام فرض ہے۔ اور اگر کہیں گے کہ اس حالت میں ہے کہ اس کی ساری رکعت چلی گئی ہے تو پھر یہی جواب ہمارا بھی ہوگا اس لیے کہ ادھوری رکعت جس کے دو رکن رہ جائیں وہ رکعت نہیں ہوتی۔

تاسعاً: اگر ہم سب ذکر کیے گئے خدشات سے صرف نظر کرتے ہوئے اس مسئلے سے اس کا تعلق تسلیم بھی کرلیں تو یہ روایت رکعت لوٹانے یا نہ لوٹانے دونوں طرح سے خاموش ہے۔ اس لیے اس سے کوئی بھی دلیل نہیں لے سکتا۔

اب رکوع کی رکعت کو صحیح ثابت کرنے والوں کے لئے صحیح دلیل تلاش کرنی ہوگی، جس کا ملنا محال ہے۔ اور رکعت کو درست نہ کہنے والوں کے لئے بہت ساری دلیلیں ہیں۔

عاشراً: بلکہ یہ روایت اس مسئلے میں مجمل اور متشابہ ہے اس لیے صحیح حدیثوں کے محکم اور فاتحہ کے متعلق صریح ہے۔ اس لیے کہ روایتوں کو اس روایت کی وجہ سے چھوڑا نہیں جا سکتا۔

حافظ ابن قیم اعلام الموقعین ۲/۳۴۱ طبع مصر میں اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"فهي اذاً مجملة متشابهة فلا يترك لها النص المحكم الصريح"

دوسری دلیل:

ابوداؤد ص ۱۲۹ میں سے پیش کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن يحيى بن فارس ان سعيد بن الحكم حدثهم ان نافع بن يزيد حدثني يحيى بن ابی سليمان عن زيد بن ابی العتاب وابن المقبری عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جئتم إلى الصلوٰة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شيئا ومن ادرك الركعة فقد ادرك الصلاة ابوداؤد ص ۱۲۹

جناب ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ جب نماز کے لئے آئیں اور ہم سجدے میں ہوں تو آپ بھی سجدہ میں شامل ہو جائیں اور اس کو کچھ بھی شمار نہ کیا جائے مگر جو رکعت کو پہنچا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ نماز کو پہنچا۔

الجواب: یہ روایت ضعیف ہے امام بخاری جزء القراۃ میں فرماتے ہیں۔

ويحيى هذا منكر الحديث روى عنه ابو سعيد مولى بن هاشم وعبدالله بن رجاء البصرى منا كير ولم يتبين سماعه عن زيد ولا من ابن المقبرى ولايقوم به الحجة

اس کی سند میں راوی یحیٰی بن أبی سلیمان منکر الحدیث ہے۔(معتبر ثقہ راویوں کی مخالفت میں ضعیف روایتیں لاتا تھا) ابوسعید بنی ہاشم اور عبداللہ بن رجاء بصری منکر روایتیں لاتے ہیں یعنی صحیح روایات کے خلاف اس لئے ان کی روایت سے دلیل قائم نہ ہوگی۔

اور امام بخاری اس راوی کو منکر الحدیث کہتے ہیں جس کی روایت لینا حرام ہوتی۔

(تدریب الراوی ص ۱۲۷ للسیوطی)

تیسری دلیل:

ابن وہب کے طریقے سے مروی ہے

أخبرني يحيى بن حميد عن قرة بن عبدالرحمن عن ابن شهاب قال أخبرني ابوسلمة بن عبدالرحمن عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من ادرك ركعة من الصلوة فقد أدركها قبل ان يقيم الإمام صلبه سنن الكبرى (۲ ص ۸۹)

یعنی ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت سے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کی رکعت کو پہنچا قبل اس کے کہ امام اپنی پیٹھ سیدھی کرے تو وہ نماز کو پہنچا۔

الجواب: یہ روایت بالکل ضعیف ہے اولاً اس لئے کہ یحیٰی بن حمید جس کے لئے میزان الاعتدال ج ۳ ص ۲۸۵ میں ہے کہ **قال البخاری لايتابع في حديثه وضعفه الدار قطني** یعنی امام بخاری کہتے ہیں کہ اس کی روایت نقل کرنے میں کوئی معتبر راوی اس کی موافقت نہیں کرتا اور اسے دار قطنی نے ضعیف کہا ہے اور امام عقیلی نے کتاب الضعفاء ۴/۱۲۷ قلمی میں ذکر کیا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال رسول اللهﷺ

إِنَّ الله إذا أحب عبدًا، دعا جبريل فقال: انى يُحبّ فلاناً فأحبوه فيحبه أهلُ السماء، قال: ثم يوضع له القبول فى الأرض

(صحیح مسلم)

انٹرویوز

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی صحابہ کرام جیسی تھی

جمعیت اہلحدیث سندھ کے امیر پروفیسر عبداللہ ناصر الرحمانی ﷾ سے شاہ صاحب کے متعلق ایک خصوصی انٹرویو

سوال: آپ نے سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے، ان کے ساتھ آپ نے طویل عرصہ تک کام کیا۔ آپ یہ فرمائیں کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ مرحوم کو آپ نے بحیثیت ایک عام انسان کے کیسا پایا؟

جواب: اس سوال کا جواب بڑا وسیع ہے، جس پر کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ اس میں مبالغہ نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب کی زندگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی تھی علم کے لحاظ سے، عمل کے لحاظ سے اخلاص کے لحاظ سے، تقویٰ کے لحاظ سے اور ایک معاشرتی تعلق کے لحاظ سے وہ ایک منفرد انسان تھے۔ ان کی شخصیت ہمہ پہلو تھی۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں کہاں سے شروع کروں۔ اس قدر ان کے کام ہیں اور ان کی شخصیت کی اس قدر جہتیں ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔۔۔ مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ ۱۹۸۳ء کے بعد شاہ صاحب کی دعوتی سرگرمیوں میں سے اکثر میں شریک رہا ہوں۔ سفر کے دوران شاہ صاحب اکثر تلاوت کیا کرتے تھے۔ وہ قرآن پاک کے حافظ تھے اور انہوں نے صرف تین ماہ میں قرآن پاک یاد کرلیا تھا۔ ان کی منزل بڑی پختہ تھی۔ سفر کے دوران محسوس ہوتا کہ ا۔ل۔م سے انہوں نے شروع کیا ہے۔ وہ قرآن پاک کو دوران سفر ہلکی ہلکی آواز کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ نہ بہت بلند اور نہ ہی زیرلب۔ دو تین دن بعد ہم دیکھتے کہ شاہ صاحب آخری سورتیں تلاوت کررہے ہوتے تھے۔۔۔ عوام الناس کے ساتھ بالعموم اور اہل حدیثوں کے ساتھ بالخصوص انہیں بڑی محبت اور پیار تھا۔ وہ علم کا حقیقی معنوں میں سمندر تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ وہ تقریر کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے مائک پر آئے اور پوچھتے بھئی کس موضوع پر بولنا ہے۔ لوگ بتاتے اور شاہ صاحب شروع ہو جاتے اور پھر قرآن وحدیث کے دلائل کی بارش کر دیتے۔ میں نے بڑے بڑے علماء کی تقاریر سنی ہیں، ان کی پانچ چھ تقاریر کو جمع کریں تو ان میں بہت تکرار ہوتا ہے مگر شاہ صاحب کے ہاں تکرار نہ تھی، وہ فی البدیہہ بولتے چلے جاتے اور دلائل کے انبار لگاتے چلے جاتے تھے۔ وہ نئے نئے نقاط اور نئے نئے خیالات پیش کرتے تھے۔ سفر وحضر کے دوران میں وہ کبھی تہجد نہیں چھوڑتے تھے، وہ چاہے کتنے تھکے ہوں، کتنی دیر سے سوئے ہوں، تہجد کے وقت ان کی آنکھ کھل جاتی اور وہ بستر سے چھلانگ لگا کر اٹھ کھڑے ہوتے۔ بعض اوقات اگر زیادہ دیر ہو جاتی تو وہ تہجد پڑھ کر تھوڑی دیر آرام کرتے اور پھر نماز فجر کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے۔ کئی بار ایسے بھی ہوا کہ تقریر دیر سے ختم ہوئی اور کسی دوسری جگہ پہنچنا ہے تو اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق سواری پر ہی تہجد پڑھ لیا کرتے۔ سنت پر عمل کرنے کے معاملے میں میں نے شاہ صاحب کی نظیر نہیں دیکھی۔ ان کی پوری زندگی حقیقی معنوں میں قرآن وسنت کے تابع تھی۔

سوال: شاہ صاحب مرحوم سے وابستہ کوئی ایسا واقعہ جو آپ فراموش نہ کر پائے ہوں؟

جواب: واقعات تو بے شمار ہیں۔ ایک بار لاڑکانہ میں ایک جلسہ تھا۔ جس علاقہ میں جلسہ تھا وہاں مقامی لوگ بہت کم تھے اور جلسہ گاہ کے سامنے دیوبندی حضرات کا ایک مدرسہ تھا۔ دیوبندی بھائی بھی جلسہ گاہ میں آ بیٹھے۔ شاہ صاحب کی تقریر ابھی شروع ہوئی ہی تھی، کہ ان کے رقعے آنا شروع ہو گئے۔ ہم جمع کرتے رہے کہ شاہ صاحب تقریر سے فارغ ہوں گے تو ان کے جواب دیں گے، لیکن وہ ہر دو منٹ بعد رقعہ بھیج دیتے کہ آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔ اس کا مطلب یہ کہ آپ کو جواب دینا نہیں آتا۔ مجھے یاد ہے کہ ان کا ایک سوال پر بڑا اصرار تھا کہ قادیانیوں کے بارے میں آپ کا کیا موقف ہے۔ وہ بار بار یہی رقعہ بھیج رہے تھے کہ آپ جواب کیوں نہیں دے رہے لگتا ہے آپ اندرون خانہ ان سے ملے ہوئے ہیں۔ بالآخر ہم نے رقعہ شاہ صاحب تک پہنچا دیا۔ شاہ صاحب جس موضوع پر تقریر کر رہے تھے، اسے وہیں انہوں نے چھوڑا اور کہا کہ قادیانیوں کا جو فتنہ ہے وہ تو ہے ہی، جس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں لیکن میرے خیال میں اجرائے نبوت کا دروازہ کھولنے والے مقلدین ہیں، اس لیے کہ آپ کا موقف یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی بات کے بعد کسی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کی بات بھی حجت اور دلیل ہے، اس لیے آپ آئمہ کرام کی تقلید کرتے ہیں اور قادیانیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی ذات کے بعد کوئی اور ذات ان کی جگہ لے سکتی ہے۔ وہ ذات کے بعد دوسری ذات کو مانتے ہیں اور آپ لوگ نبی اکرم ﷺ کی بات کے بعد دوسری بات کو مانتے ہیں لہٰذا کوئی خاص فرق نہیں ہوا۔ پھر آپ نے ایسے ایسے دلائل دیئے کہ عقل دنگ رہ گئی ادھر سے لگ بھگ چار سو کے قریب مختلف سوالات آئے لیکن شاہ صاحب نے ہمت نہیں ہاری حتیٰ کہ پولیس کو مداخلت کرنا پڑی اور پولیس افسران بھی کہہ اٹھے کہ حق واضح ہو چکا ہے۔ فریق مخالف خواہ مخواہ ضد کر رہا ہے۔ ایک بار شاہ صاحب حیدر آباد میں تقریر کر رہے تھے کہ کسی نے رقعہ بھیج دیا کہ آپ اپنی نماز صرف بخاری شریف سے ثابت کریں اور آفرین ہے شاہ صاحب پر کہ انہوں نے تکبیر تحریمہ سے لے کے سلام پھیرنے تک مسلک اہلحدیث کے مطابق پوری نماز بخاری شریف کے حوالوں سے ثابت کی۔ ان کی قوت حافظہ اور بروقت استشہاد اور دلائل کا استحضار اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کو بدرجہ اتم عطا فرمایا تھا۔ ایک دفعہ ایک ساتھی نے شاہ صاحب کو اپنے گاؤں میں تقریر کی دعوت دی۔ اس گاؤں میں اس کا اکیلا ہی گھر تھا۔ باقی سب بریلوی تھے۔ اس ساتھی نے شاہ صاحب کے بارے میں گاؤں کے لوگوں کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ ان کی تقریر کرائی جائے۔ شاہ صاحب اس کے ہمراہ دور دراز کے علاقے میں کچھ بس پر اور کچھ پیدل سفر کر کے پہنچے تو مسجد کے خطیب اور امام نے شاہ صاحب کو تقریر کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ وہ ساتھی شرمندگی کے عالم میں شاہ صاحب کے پاس آیا کہ تقریر نہیں ہو سکتی لوگوں نے انکار کر دیا ہے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ میں تو تقریر کر کے جاؤں گا۔ اب اتنا سفر کیا ہے تو دعوت تو دینا ہی ہوگی اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ مجھے اپنے گھر کی چھت پر لے چلیں مجھے چارپائی پر بٹھا دیں اور آپ سامع کی حیثیت سے خود سامنے بیٹھ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ شاہ صاحب نے تقریر شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی بھاری اور خوبصورت آواز دی تھی۔ پوری بستی میں ان کی آواز گونجنے لگی۔ رات کے سناٹے میں جب لوگوں نے آپ کی آواز سنی تو ایک ایک کر کے لوگ آتے گئے اور تھوڑی دیر بعد ان کے سامنے مجمع لگ گیا۔ ان کی تقریر اتنی موثر تھی کہ جلد ہی پورا گاؤں اہلحدیث ہو گیا۔ ایک بار ہم ہالا سے آگے لقمان نامی ایک گاؤں میں گئے، سعید آباد (شاہ صاحب کا گاؤں) سے یہ ۲۵۔۳۰ کلومیٹر کے فاصلے پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وہاں ساتھیوں نے بتایا کہ شاہ صاحب یہاں پیدل آیا کرتے تھے اور ایک بار نہیں کئی بار وہ پیدل وہاں گئے۔ علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ میں ایفائے عہد کی خوبی بھی تھی۔ چنانچہ جسے جو تاریخ دے دی اسے لازماً نبھاتے تھے، بعض اوقات کسی مقام کے چوہدری خصلت آدمی اس تاریخ کی جگہ اپنی تاریخ مقرر کروانے کا اصرار کرتے تو شاہ صاحب معذرت ہی فرمالیا کرتے تھے، جسے پہلے وقت دیا ہے اس کا حق ہے۔ تبدیلی کا امکان بالکل معدوم ہے۔

☆ شاہ صاحب مرحوم وعدہ اس قدر وفا فرماتے کہ بعض اوقات وفائے عہد کی راہ میں بڑے معقول عذر حائل ہو رہے ہوتے مگر آپ متبادل انتظام کر کے ضرور پہنچ جاتے۔ ایک دفعہ حیدرآباد کسی پروگرام پر شرکت کا وعدہ فرمالیا، پروگرام والے دن شاہ صاحب کراچی میں تھے، چنانچہ پروگرام میں شرکت کے لئے کراچی سے براستہ سپر ہائی وے روانہ ہوئے، آگے چل کر معلوم ہوا کہ ٹرک ڈرائیوروں نے ہڑتال کر کے سپر ہائی وے بلاک کر دی ہے، اب پیچھے سے بھی کافی ٹریفک آچکی ہے، آگے بھی راستہ بند ہے ٹریفک گھنٹوں بند رہی ایک معقول جواز ہاتھ آچکا ہے مگر شاہ صاحب مرحوم بڑی مشکل سے اس ہجوم سے نکل کر واپس کراچی تشریف لائے اور براستہ نیشنل ہائی وے حیدرآباد تشریف لے گئے اور پروگرام میں شرکت فرمائی۔

☆ ایک دفعہ شاہ صاحب مرحوم نے حیدرآباد لیاقت کالونی کے مدرسہ میں سالانہ تقریب میں شرکت کا وعدہ فرمالیا۔ پروگرام کے روز آپ نے نیوسعید آباد سے وہاں پہنچنا تھا، مگر اچانک پورے سندھ میں ہڑتال کا اعلان کر دیا گیا۔ پبلک ٹرانسپورٹ بالکل بند تھی۔ ہڑتال سب کے علم میں تھی، معقول عذر موجود تھا مگر شاہ صاحب مرحوم ایفائے عہد کے جذبہ کے تحت ایک ٹرک ڈرائیور سے لفٹ لے کر پروگرام میں پہنچ گئے۔ جزاء اللہ خیراً رضی عنہ۔

☆ ایک دفعہ کراچی کے ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل میں نادر کتب اور مخطوطات کی نمائش تھی شاہ صاحب مرحوم کو بھی اپنی کتب و مخطوطات کے ساتھ شرکت کی دعوت دی گئی جسے آپ نے قبول فرمالیا، اتفاق سے انہی تین دنوں میں جمعیت اہل حدیث سندھ کے زیر اہتمام تین روزہ سالانہ کانفرنس تھی جس کی صدارت امیر جمعیت ہونے کے تعلق سے آپ فرمایا کرتے تھے یہاں بھی شرکت ضروری تھی اور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں بھی وعدہ کر رکھا تھا چنانچہ شاہ صاحب مرحوم تینوں روز صبح صبح سعید آباد سے کراچی روانہ ہوجاتے۔ نمائش میں شرکت فرماتے اور رات کو نیوسعید آباد تشریف لاکر کانفرنس کی صدارت فرماتے۔ میرے شیخ کی داعیانہ زندگی میں ایفائے عہد کی ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

اس طرح شاہ صاحب سے متعلق بے شمار واقعات ہیں جو ناقابل فراموش تھے۔

سوال: عام کارکنوں کے ساتھ ان کا رویہ کیسے ہوا کرتا تھا؟

جواب: آپ اگر کبھی شاہ صاحب سے ملے ہوں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ وہ کس طرح گرم جوشی اور محبت سے ایک عام کارکن کو بھی ملتے تھے۔ قلت وسائل کے باوجود ان کا دسترخوان بڑا وسیع تھا۔ ایک وقت میں ان کے گھر سے پچاس پچاس، سوسو مہمانوں کا کھانا پک کر آرہا ہوتا، مہمانوں کی ضیافت کرنا، ان کے مسائل کو سننا اور پھر ان کو حل کرنے کی کوشش وہ اپنی مقدور بھر کرتے تھے۔ وہ کئی بار سعید آباد سے کسی عام کارکن کے ساتھ کراچی آتے اور آکر کہتے کہ میں ان کے ساتھ کام سے آیا ہوں فلاں صاحب کے ساتھ مل کر ان کا مسئلہ حل کرائیں۔ ہم نے کئی بار ان سے کہا کہ آپ صرف پیغام بھیج دیا کریں۔ یا رقعہ دے دیا کریں خود تکلیف نہ کیا کریں مگر وہ ہر بار خود آتے اور معمولی سے کام کے لئے دو دو تین تین دن یہاں رہتے۔ جب تک کام مکمل نہ ہوجاتا واپس نہ جاتے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ کارکن کے ساتھ بھی ان کا رویہ مثالی ہوتا۔ شاہ صاحب نے دعوتی سلسلہ شروع کیا تو اس وقت پورے اندرون سندھ میں صرف دو تین مساجد تھیں۔ شاہ صاحب نے اپنی زندگی میں سو کے لگ بھگ کویت کے تعاون سے اور پانچ سو کے لگ بھگ اپنی کوششوں سے مساجد تعمیر کروائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے سماجی اور رفاہی کام بھی بے شمار کرائے۔ تھر کے علاقے میں اکثر قحط سالی رہتی تھی، لوگ مفلوج الحال ہیں۔ پانی بہت گہرا ہے۔ پینے کا پانی بھی لوگوں کو لینے کے لئے کئی کئی میل سفر کرنا پڑتا ہے۔ شاہ صاحب نے اس طرف توجہ دی اور سو سے زیادہ کنویں شاہ صاحب کے توسط سے بنے۔ ان میں بعض ایسے کنویں بھی تھے جن میں سے ہر ایک کنویں پر ڈھائی تین لاکھ روپے کی لاگت آئی۔ جماعتی ساتھیوں کے نجی مسائل پر بھی وہ خصوصی توجہ دیتے، کسی کا نجی مسئلہ ہو، شادی بیاہ کا معاملہ ہو، کوئی خاندانی مجبوری ہو، ان کی کوشش ہوتی کہ کوئی خالی ہاتھ واپس نہ جائے۔

(بشکریہ ''ماہنامہ شہادت'' اسلام آباد)
بتصرف قلیل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاقات...... محمد رمضان چانڈیو☆

جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کے صدر

سید بدیع الدین شاہ راشدی سے بات چیت

سید بدیع الدین شاہ راشدی مشہور مذہبی و علمی گھرانے جھنڈے والے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تحریک ختم نبوت کے دوران اس گھرانے کی قربانیاں ضرب الشال ہیں ملک میں اسلام کے خلاف کوئی بھی یلغار اٹھی یہ مرد مومن اس کے خلاف سینہ سپر ہوگیا۔ اور اس راہ میں آنے والی ہر مشکل کو اللہ کی طرف سے آزمائش سمجھ کر سہہ گیا۔ جناب جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کے صدر ہیں۔ سابق دور میں لالچ، دھونس اور دھمکی ان کو راہ حق سے نہ ہٹا سکی۔ اسلام کو ایک مکمل دین سمجھتے ہیں اور ہر مسئلے کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تلاش کرتے ہیں۔ جناب کی تبلیغی خدمات کا دائرہ ملک اور بیرون ملک پھیلا ہوا ہے۔ آج بھی نیو سعید آباد کا یہ پسماندہ علاقہ مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ ہزاروں علم کے پیاسے سیراب ہونے کو آتے ہیں۔ جناب کو برصغیر کے جید علمائے کرام شیخ الحدیث ابو محمد عبدالحق الہاجر مکی، فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری اور محدث عبداللہ روپڑی کے تلمیذ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان سے نوائے وقت کے لئے ہم نے جو انٹرویو لیا حاضر خدمت قارئین ہے۔ جس کے ذریعہ جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کا نقطۂ نظر معلوم ہو جائے گا۔

سوال:

موجودہ حکومت کی اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش کے سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

راشدی صاحب:

آپ کے علم میں یہ بات ہوگی کہ جب اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کیا گیا تو اس کی رفتار تیز تھی مگر مفاد پرست عناصر نے فقہی اختلافات کو ہوا دینا شروع کر دیا، عورتوں کو میدان میں لا کھڑا کیا، وکلاء اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پیروں اور وڈیروں نے اپنی ناخدائی کو خطرے میں دیکھ کر ان عناصر کی بھی پشت پناہی شروع کر دی اور حکومت کی توجہ اس اہم ترین مسئلے کے نفاذ سے ہٹانے کے لئے بدامنی پھیلانے کے ساتھ

☆ نامہ نگار روزنامہ نوائے وقت کراچی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اغوا، لوٹ مار، چوریوں کی وارداتوں میں بے پناہ اضافہ کر دیا۔ افغان مہاجرین کی اخلاقی مدد کرنے پر غیر مسلم طاقتیں بھی اپنا دباؤ اور اثر و رسوخ کا استعمال کر رہی ہیں معاشرے میں پھیلائی جانے والی یہ بدامنی دراصل اسلامی نظام کو بدنام کرنے کا ایک حصہ ہے تا کہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ اسلامی نظام ان پر توبہ نعوذ باللہ ناکام ثابت ہو چکا ہے اور عوام الناس کو اس سے بدظن کیا جاسکے اس لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ شرعی حدود کے نفاذ کو فوراً عملی جامعہ پہنا کر ملزموں کو اس کے تحت سزا دی جائے اس سے ظالموں کی کمر ٹوٹ جائے گی اور مظلوموں کو انصاف کی امید ہو جائے گی اسی طرح لسانی اور فقہی اختلافات کے خاتمہ کے لئے امتِ مسلمہ کی متفق علیہ کتاب وسنت کی بالادستی قائم کر دی جائے تو ان شاء اللہ اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے عمل میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی۔

سوال:

اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں جو تدریجی عمل اختیار کیا گیا ہے اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

راشدی صاحب:

حکومت کو اس سلسلے میں تدریجی پالیسی کو اختیار نہیں کرنا چاہیے مگر کیونکہ انگریزوں کی سو سالہ حکومت نے ذہن بدل دیئے ہیں اور اسلامی نظام کو انسانوں کا طبقہ سمجھ نہیں پا رہا ہے اس بناء پر حکومت نے شاید تدریجی طریقہ اختیار کیا ہو ورنہ یہ ملک اللہ کا ہے اور یہاں قانون بھی اسی کا چلے گا بتدریج قانون کے اجراء میں دیر ہو سکتی ہے عملاً نفاذ میں نہیں۔

سوال:

اسلام میں مروجہ الیکشن کا تصور پایا جاتا ہے؟

راشدی صاحب:

مروجہ الیکشن کا تصور اسلام میں کہیں نہیں پایا جاتا اس میں رائے کو گنا جاتا ہے تولا نہیں جاتا جبکہ اسلام میں ایسے ایک اہم ترین فریضہ کو عوام کے سپرد نہیں کیا جاتا جو شعور تک نہیں رکھتے یہ کام اسلام خواص کے سپرد کرتا ہے جو اسلامی اقدار سے اچھی طرح بہرہ ور ہوں۔ ہمارے سامنے سلف صالحین کی مثالیں موجود ہیں حضرت ابوبکر کو مدینہ میں موجود مہاجرین و انصار نے خلیفہ منتخب کر لیا۔ امیر عمر رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ مقرر کر گئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے اعتراض بھی کیا کہ اللہ کو کیا جواب دو گے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کہوں گا کہ اللہ تیرے بندوں میں جو سب سے بہتر نظر آیا میں نے خلافت اس کے سپرد کردی حضرت عمر رضی اللہ عنہ چھ آدمیوں (خواص) کی شوریٰ بنا گئے اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو اس وقت مدینہ میں مسلمان موجود تھے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں اختلاف ہوا اس وقت ضرورت تھی کہ کوئی طاقت نظام حکومت کو سنبھال لے تو امیر معاویہ نے طاقت سے سنبھال لیا۔ یہ ہے مارشل لا جسے ہم بدکتے ہیں تمام مسلمان فوجی ہیں اور ہم نے مسلمانوں کے ایک اہم ترین وصف کو چھ ہزاروں میں خاص کر دیا ہے بادشاہت اور خلافت ایک دوسرے کی ضد ہیں خلافت میں انتشار ہوگا تو بادشاہت اپنے قدم جمالے گی جہاں بادشاہت نا اہل ہوگی وہاں خلافت غالب آجائے گی اس لئے ضروری ہے کہ ہم کو چاہیے کہ اسلامی قوانین کو پہلے نافذ کریں اور اس کے بعد اسلامی شرائط پر کم از کم ایسے افراد کو الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت دیں جو کسی فرض کا تارک نہ ہو۔ کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ ہو اور اس سلسلے میں اسلامی مشاورتی کونسل قرآن وحدیث کی روشنی میں لائحہ عمل طے کرسکتی ہے اسی طرح ہر شخص کو ووٹ دینے کا حق نہیں ہونا چاہیے اس کے لئے کم از کم اتنا ضروری قرار دیا جائے کہ اسلامی معیار شہادت پر پورا اترتا ہو، بھلا جس کی دو آنے کی شہادت اسلامی کورٹ میں قبول نہیں کی جاتی ہو ملک کی حکمرانی جیسے اہم ترین ادارے کے انتخاب میں اس کی رائے کیسے معتبر ہو سکتی ہے۔

سوال:

اسلام میں پارٹیوں کا وجود ہے؟

راشدی صاحب:

نہیں، ہرگز نہیں، خلفاء راشدین کے زمانے میں کوئی پارٹی سسٹم کا وجود نہیں تھا۔ اسلام ایک امت کو وحدانیت قرار دیتا ہے اور گروہوں کا سخت ترین مخالف ہے آج پارٹی سسٹم ہی کی خرافات ہے کہ ہم ایک معمولی سا خطہ نہیں سنبھال پا رہے ہیں اور جبکہ اولین دور اسلامی میں یہ سسٹم نہیں تھا تو جو آج کی تقریباً ۴۸ ریاستیں بنتی ہیں وہ تمام کی تمام ایک حکمرانی باحسن خوبی سنبھالے ہوئے تھا۔ پارٹی سسٹم تو فرعون کی پیداوار ہے اس کے دور میں ایک سرکاری دوسری غیر سرکاری پارٹی ہوتی تھی جو ایک دوسرے سے دست وگریباں رہتی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حکمران بآسانی من مانی کرتے۔ موسیٰ علیہ السلام نے آ کر قوم کو اس مصیبت سے نجات دلائی اور امت واحدہ بنایا۔ پارٹی سسٹم بھی اسلامی نظام کے نفاذ میں ایک رکاوٹ ہے۔

سوال:

جب پارٹی سسٹم اسلام میں نہیں تو آپ نے جماعت اہل حدیث کیوں بنا رکھی ہے؟

راشدی صاحب:

اہل حدیث کوئی پارٹی نہیں پارٹی اس کو کہتے ہیں جو جماعت سے کٹ کر نکلے یہ وہ جماعت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور سے چلی آ رہی ہے۔

سوال:

ایم آر ڈی کی تحریک نے سندھ میں اس قدر کیوں شدت اختیار کی اس کے عوامل کیا تھے کیا یہ احساس محرومی کا نتیجہ تھی؟

راشدی صاحب:

ایم آر ڈی کی تحریک کے پس پردہ کسی قوم کا کوئی احساس محرومی کا چکر نہیں تھا بلکہ تعصب نے جو انڈے دے رکھے تھے اس سے حکومت کی غلط پالیسیوں اور روک تھام نہ کرنے کی بنا پر اس سے بچے نکل آئے تھے۔

سوال:

قادیانیت کے متعلق آپ کچھ فرمائیں گے؟

راشدی صاحب:

قادیانیوں نے جو ایک غیر مسلم (انگریزوں کا خود کاشتہ فرقہ ہے اس نے پاکستان کے وجود کو دل سے تسلیم ہی نہیں کیا۔ اور یہ اکھنڈ بھارت کے لئے کام کر رہے ہیں اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ربوہ میں یہ اپنے مردوں کو امانت کے طور پر دفن کرتے ہیں تاکہ اکھنڈ بھارت کی صورت میں ان کو قادیان لے جا کر دفن کیا جا سکے گزشتہ حکومت نے جو ان کو اقلیت قرار دیا تھا اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ ان کو ختم نبوت سے عشق تھا بلکہ سیاسی مصلحت کے تحت انہوں نے یہ کام کیا جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس آرڈی نینس پر اس دور حکومت میں ذرا برابر بھی عمل نہیں ہوا۔ موجودہ حکومت کا حالیہ آرڈی نینس حوصلہ افزا ہے مگر عمل در آمد کے ساتھ۔

(بشکریہ نوائے وقت ۱۰/۱۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاقات...... یوسف وارثی عباسی☆

اہلحدیث سندھ کے صدر پیر بدیع الدین راشدی رحمۃ اللہ علیہ سے بات چیت

سید بدیع الدین راشدی کا شمار پاکستان کے قابل احترام جید علماء میں ہوتا ہے۔ان کے عقیدت مند سندھ کے علاقے بدین کراچی حیدرآباد کے اضلاع میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں جبکہ سندھ، پنجاب سرحد اور کشمیر میں بھی ان کے عقیدتمند کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ پیر بدیع الدین راشدی نے اب تک ۱۰۴ کتابیں لکھی ہیں جن میں سے ۵۹ عربی میں ۲۸ سندھی میں اور ۱۷ اردو میں ہیں پیر بدیع الدین راشدی آج کل قرآن مجید کی سندھی تفسیر پر کام کررہے ہیں اس کی پہلی جلد شائع ہوچکی ہے مزید ۱۴ جلد مرحلہ وار شائع ہوجائیں گی پیر بدیع الدین راشدی چار سال تک مکہ شریف میں درس حدیث دیتے رہے ہیں ان کی ذاتی لائبریری کو بلاشبہ پاکستان کی سب سے بڑی اسلامی لائبریری قرار دیا جاسکتا ہے۔راشدی خاندان کی اس لائبریری کو تقسیم ہند سے پہلے برصغیر کی سب سے بڑی لائبریری تسلیم کیا جاتا تھا۔مولانا عبیداللہ سندھی اور مولانا رشد اللہ نے اسلامی کتب کا ایک ذخیرہ پیر جھنڈا میں جمع کردیا تھا اس کا تخمینہ ۳۰ لاکھ کے قریب تھا اس میں ہاتھ سے لکھے ہوئے ہزاروں قلمی نسخے تھے برصغیر کی یہ تاریخی لائبریری وارثوں میں تقسیم ہونے کی وجہ سے درجنوں حصوں میں بٹ گئی اس تاریخی لائبریری کے ایک حصہ کی وراثت پیر بدیع الدین راشدی کے حصہ میں آئی۔

ان کی اس ذاتی لائبریری میں اسلام کے ۲۰ ہزار کے قریب کتب موجود ہیں ان میں سینکڑوں کی تعداد میں وہ ہاتھ سے لکھے ہوئے قلمی نسخے بھی شامل ہیں جو آج کل نایاب ہیں اس لائبریری کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن پاک کے ترجمے سندھی، پنجابی ، کشمیری، بنگالی، پشتو، گجراتی، ترکی، بروہی، انگلش، افریقی، چینی اور انڈونیشی، مینائی، بخاری، فارسی اور بڑی زبانوں میں موجود ہیں۔ پیر بدیع الدین کی لکھی ہوئی ”وصول الالهام لاصول الاسلام“ ہے جس میں وہ لفظ استعمال کئے گئے ہیں جس میں نقطے نہ ہوں اس لحاظ سے ایک منفرد اور نایاب کتاب ہے اور پیر صاحب کی علمی قابلیت ظاہر کرتی ہے۔

☆ نامہ نگار روزنامہ نوائے وقت کراچی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیر بدیع الدین راشدی سے ملاقات کی روداد قارئین نوائے وقت کے لئے حاضر ہے ایک سوال کے جواب میں پیر صاحب نے سندھ میں سماجی تنظیموں کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یوں تو تمام تنظیمیں کچھ نہ کچھ کرتی ہیں مگر اسلامی تعلیمات کے بنیادی نظریئے کی پرواہ نہیں کرتیں اگر سماجی تنظیمیں قرآن پاک اور حدیث شریف کو ذہن میں رکھ کر صحیح خدمت انجام دیں اور سماجی خدمت کرتے ہوئے اسلام کے سنہری اصولوں کا پاس کریں تو بڑی حد تک اخوت محبت اور فرقہ واریت سے پاک معاشرہ قائم ہوسکتا ہے۔

سید بدیع الدین راشدی نے سندھ میں ڈاکہ زنی کی وارداتوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس کا ایک ہی حل ہے کہ پاکستان میں اسلامی سزاؤں کو نافذ کرنے سے نہ صرف ڈاکہ زنی کی وارداتیں مکمل طور پر بند ہوجائینگی بلکہ مغرب کی اندھادھند تقلید سے پیدا ہونے والی برائیوں کی بھی موثر طور پر روک تھام ہوسکے گی۔

پیر بدیع الدین راشدی کے نزدیک جو چیز اسلام نے ہمیں طے کرکے دے دی ہے۔ اس سے انحراف اسلامی تعلیمات سے انحراف ہے انہوں نے اس میں الیکشن سے متعلق سوال کے جواب میں کہا کہ جماعتی اور غیر جماعتی الیکشن کیا ہے اسلام کے مطابق ہیں کیا صحابہ کے دور میں اس طرح ہی الیکشن ہوتے تھے انہوں نے کہا کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کی ہمیں ضرورت نہیں ہمیں تو قانون الٰہی کی مکمل شکل میں موجودگی مقصود ہے میں نے موجودہ حکومت سے تعاون اسی امید پر کیا ہے کہ حکومت نے مکمل نہ سہی کچھ اقدام تو ایسے کئے ہیں جن پر حکومت سے تعاون کیا جاسکتا ہے خصوصاً قادیانیوں سے متعلق حکومت کے اقدامات تو قابل ذکر ہیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کے قتل عام پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے دوران گفتگو کہا کہ ہر طرف مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے سازشیں ہورہی ہیں۔ تمام مسلم دشمن قوتیں اپنے شدید اختلافات کے باوجود اسی بات پر متفق ہیں کہ مسلمانوں کو کسی نہ کسی طرح نقصان پہنچایا جائے خاص طور پر مسلمانوں کو لٹوایا جاسکتا ہے عالم اسلام ان تمام باتوں سے بے خبر گہری نیند سو رہا ہے خود مسلمان آپس میں فرقوں کے نام پر دست و گریباں ہیں۔ خود ہمارے اندر ہزاروں ایسی رسوم پیدا ہوگئی ہیں ہمارے خدا کی وحدانیت اور اس کے مختار کل ہونے پر یقین کی کیفیت مختلف وجوہات کی بنا پر کم ہورہی ہے حالانکہ اللہ کی مرضی کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہل سکتا انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان کو ہندوستان سمیت دنیا بھر میں مسلمانوں کے قتل عام کو رکوانے کے لئے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا مذہبی فریضہ ادا کرنا چاہیے۔ انہوں نے سندھ میں قوم پرست تنظیموں کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس کے پھلنے پھولنے کا ایک بڑا سبب ہماری تعلیمی پالیسی ہے جس میں اسلام کی بنیادی تعلیمات سے انحراف ہے۔ طلباء کو جو نصاب پڑھایا جاتا ہے اس میں اچھا مسلمان بنانے کے بجائے مغرب کی وہ چیزیں شامل کی گئی ہیں جو طلباء کے ذہنوں کو خراب کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طلباء میں وہ خیالات اور رجحانات پیدا ہو رہے ہیں جو نہ تو اسلام کے لئے اور نہ ہی ملک کے لئے فائدہ مند ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ نصاب میں پڑھائی جانے والی تمام کتب کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور اسے ممتاز علماء کی نگرانی میں تیار کیا جائے اور تمام تعلیمی اداروں میں اسلام دشمن سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔ اور ان کی مکمل بیخ کنی کی جائے تمام قوم پرست پارٹیوں اور تنظیموں پر مکمل پابندی لگائی جائے۔

پیر بدیع الدین نے سندھ میں بے روزگاری پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ خداوند قدس ہی دونوں جہاں کا مالک ہے پھر کسی کے آنے سے کسی کے رزق میں کمی کیسے آسکتی ہے۔ اب رہی ملازمتوں کی بات تو عرض ہے کہ ہر حاکم کو چاہیئے کہ وہ خدا کو حاضر ناظر جان کر ہر شخص کو اس کی اہلیت کے مطابق ملازمتیں دی جائیں۔

پیر بدیع الدین شاہ راشدی نے کہا کہ وہ سیاست سے دور بھاگتے ہیں وہ اور ان کے رفقائے کار ملک میں صرف اسلامی نظام چاہتے ہیں جو ہم کو اسلام سے مخلص نظر آیا ہم اس کے ساتھ ہیں مگر سیاست اور دین کوئی الگ چیز نہیں ہیں خلفائے راشدین کے دور میں تمام امور مسجد میں نمٹائے جاتے تھے۔ بہت سے اہم فیصلے مسجد میں ہوئے۔ اس لحاظ سے اگر ہم یہ کہیں کہ سیاست کو دین سے مکمل طور پر الگ کر دیا جائے تو یہ بہت غلط ہے۔ بلکہ ہمیں تو یہ چاہیئے تھا کہ ہم سیاست ہی وہ استعمال کریں جو ہمارے دین نے سکھائی ہے انہوں نے قاضی عدالتوں سے متعلق پوچھے جانے والے سوال کے جواب میں کہا کہ بے شک موجودہ قاضی عدالتیں اسلام کے بنیادی تقاضے پورے کرنے سے قاصر ہیں خاص طور پر آج کی کارکردگی ابھی قابل اطمینان نہیں ہے مگر کچھ نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے اسی نقطے کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے حکومت کے اس اقدام کو سراہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ عدالتیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنی کارکردگی بہتر بنائیں گی اور حکومت بھی ان عدالتوں کی سزاؤں پر عملدر آمد کو یقین بنانے کے لئے ہر ممکن اقدام کرے گی۔

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت ۲۹ دسمبر ۱۹۸۴ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

MODERN Jewellers

ماڈرن جیولرز

اعلیٰ زیورات کا واحد مرکز

فون:
874750

پروپرائیٹر:
عبدالستار پٹیل اینڈ سنز

المصطفیٰ شاپنگ سینٹر شاپ نمبر 5 کھسک پورہ میرپورخاص

فون: 874750

دانش جیولرز

Danish Jewellers

اعلیٰ زیورات
کا واحد مرکز

دکان نمبر 12
مسلم شاپنگ سینٹر میرپورخاص

پروپرائیٹر
ایم کاشف میمن

www.KitaboSunnat.com

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

(النحل: ۴۳)

فتاویٰ

جمع و ترتیب

مولانا عبداللہ سلیم حفظہ اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انداز فتویٰ

محترم حضرت مولانا شاہ بدیع الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ امابعد!

مطلوب الخیر للطرفین

عرض کہ آپ کی خدمت میں یہ چند سوالات پیش کر رہا ہوں تاکہ جواب سے نوازیں۔

① حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تینوں حضرات نے سوائے تکبیر اولیٰ کے کہیں بھی رفع یدین نہیں کیا۔ مصنف ابن ابی شیبہ، دارقطنی،

② عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے رفع یدین کرنے سے روکا کہ یہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے کیا اور ترک کیا۔ عینی شرح بخاری۔

③ امام طحاوی رحمہ اللہ نے سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سوائے تکبیر تحریمہ کے کہیں بھی رفع یدین نہیں کیا۔

④ جس نے تکبیر تحریمہ کے ساتھ رکوع پالیا رکعت پالی۔ مؤطا امام مالک

⑤ عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ امام کے پیچھے کوئی قرأۃ نہیں ہے اکیلا ہو تو قرأۃ کرے۔ مؤطا امام مالک۔

⑥ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ قرأۃ الحمدللہ سے شروع کرتے تھے۔ سورۃ فاتحہ قرأۃ میں شامل ہے یا نہیں۔

⑦ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں نماز پڑھاؤں جس طرح نبی ﷺ نے پڑھائی تھی اور سوائے تکبیر اولیٰ کے کہیں رفع یدین نہیں کی۔ ترمذی شریف

⑧ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو رکوع میں شامل ہوئے تھے انکو آپ ﷺ نے اعادہ صلوٰۃ کا حکم فرمایا تھا یا نہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑨ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جہاں سے قرأۃ چھوڑی تھی آپ ﷺ نے وہیں سے قرأۃ شروع کی آپ ﷺ کی نماز ہوئی یا نہ:

یہ روایات صحیح ہیں یا غلط برائے کرم جواب باحوالہ تحریر فرمادیں! بینوا توجروا۔

العارض

محمد زمان حیدرآباد

۱/۳/۱۹۸۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم مولانا محمد زمان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امابعد! آپ کا خط ملا آپ کے سوالوں کے جوابات حسب ذیل ہیں۔

① یہ روایت سخت ضعیف ہے اس کی سند میں محمد بن جابر الیمانی ہے جو بالکل ضعیف راوی ہے امام ذہبی میزان الاعتدال ص۴۹۲ ج۳ میں فرماتے ہیں: ضعفه ابن معین والنسائی وقال البخاری لیس بالقوی وقال ابوحاتم ساء حفظه فی الآخر وذهبت کتبه قلت: وأضر وقال احمد لایحدث عنه الاشرمنه وقال ابن حبان کان اعمی یلحق فی کتبه مالیس من حدیث ویسرق وما ذکر به فیحدث به

یعنی امام ابن معین اور نسائی نے اس کو ضعیف کہا ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ یہ قوی راوی نہیں ہے اور امام ابوحاتم کہتے ہیں کہ اس کے کتب ضایع ہوگئے اور اخیر میں حافظہ خراب ہوگیا تھا اور امام احمد کہتے ہیں کہ اس سے صرف وہی روایت لیتا ہے جو اُس سے بھی برا ہے اور امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ شخص نابینا تھا اس کی کتاب میں لوگ دوسری حدیثیں ڈال جاتے تھے اور یہ روایت کردیتا تھا نیز امام ابن مہدی، ابوداؤد، یعقوب بن سفیان، عجلی، ابوزرعۃ، عبداللہ بن مبارک سب نے اس پر جرح کی ہے اور عمرو بن علی کہتے ہیں کہ متروک الحدیث ہے۔ (تہذیب ص ۸۹-۹۰ ج۵) بلکہ امام ذہبی نے میزان صفحہ مذکورہ میں اس کی اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت جو کہ آپ نے ذکر کی ہے اس کو اس کی منکر روایات میں شمار کیا ہے اور امام ابن جوزی نے کتاب الموضوعات ص ۹۶ ج۲، ابن القیسر انی تذکرۃ الموضوعات ص ۸۷ اور امام شوکانی نے الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ص ۲۹ اور ابن القیم المنار المنیف ص ۱۳۸ اور السیوطی اللوٴالی المضوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ ج۲ ص ۱۹ اور ابن عراق تنزیہ الشریعۃ ج۲ ص ۱۰۱ میں ذکر کیا ہے اور سب اس کو موضوع اور بناوٹی ثابت کرتے ہیں۔ پس یہ روایت بناوٹی ہے کسی کام کی نہیں۔

(۲) یہ روایت علامہ عینی نے (عمدۃ القاری ص ۲۷۳ ج ۵ طبع منیریہ دمشق) میں بغیر سند کے ذکر کی ہے۔ نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے لہٰذا ایسی مجہول روایت پر کوئی اعتبار نہیں خاص طرح جب کہ صحیح روایات کے خلاف ہے خاص طرح کئی روایتوں میں خود عبداللہ بن زبیر سے رفع الیدین کا کرنا ثابت ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی التعلیق الممجد علی موٴطا الامام محمد ص ۹۱ طبع اصح المطابع میں فرماتے ہیں:

لکن هذا الاثر لم يجد المخرجون المحدثون مسندا في كتب الحديث مع انه اخرج البخاري في رسالة جزء رفع اليدين عن عبدالله بن الزبير انه كان يرفع يديه عندالخفض وللرفع وكذا اخرجه عن ابن عباس وابن عمر وابي سعيد و جابر وابي هريرة وانس انهم كانوا يرفعون ايديهم واخرج البيهقي عن الحسين قال سألت طاؤسا عن رفع اليدين في الصلوٰة فقال رأيت عبدالله بن عباس وابن الزبير وابن عمر يرفعون ايديهم اذا افتتحوا الصلوٰة واذا ركعوا واذا سجدوا واخرج ايضا عن عبدالرزاق قال مارأيت احسن صلوٰة من ابن جريج رأيته يرفع يديه اذا افتتح واذا ركع واذا رفع واخذ ابن جريج صلاته عن عطاء بن ابي رباح واخذ عطاء عن عبدالله بن الزبير واخذ ابن الزبير عن ابي بكر الصديق ومنهم ابن عباس حكى عنه بعض اصحابنا انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه كلما ركع وكلما رفع ثم صار الى افتتاح الصلوٰة وترك ماسوى ذلك لكنه انه لم يثبته المحدثون والثابت عندهم خلافه قال ابن الجوزي في التحقيق بعد ذكر ما حكاه اصحابنا عن ابن عباس وابن الزبير هذا ان الحديثان لايعرفان اصلا وانما المحفوظ عنهما خلاف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلک فقد اخرج ابو داؤد عن میمون انه رأی ابن الزبیر یشیر بکفیه حین یقوم وحین یرکع وحین یسجد وحین ینهض للقیام فانطلقت الی ابن عباس فقلت انی رأیت ابن الزبیر صلی صلاة لم اراحدا یصلیها فوصفت له فقال ان احببت ان تنظر الی صلواة رسول الله صلی الله علیه وسلم فاقتد بصلواة عبدالله بن الزبیر انتهی. ورده العینی بان قوله لایعرفان لایستلزم عدم معرفة اصحابنا هذا دعوی النافی لیست بحجة علی المثبت واصحابنا ایضا ثقات لا یرون الاحتجاج بما لم یثبت عندهم صحته انتهی وفیه نظر ظاهر فانه مالم یوجد سند اثر ابن عباس وابن الزبیر فی کتاب من کتب الاحادیث المعتبرة کیف یعتبر به بمجرد حسن الظن بالناقلین مع ثبوت خلافه عنهما بالاسانید العدیدة.

خلاصہ یہ کہ یہ روایت قابل قبول نہیں اس لئے کہ بے سند اور بے اصل ہے کسی حدیث کی کتاب میں مروی نہیں بلکہ اس کے برخلاف کئی روایات میں عبداللہ بن زبیر سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔

④ اس روایت کی خود علامہ عینی نے طحاوی سے سند اس طرح نقل کی ہے:

حدثنا ابن ابی داؤد قال اخبرنا احمد بن عبدالله بن یونس قال حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاهد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه الا فی التکبیرة الاولیٰ من الصلواة.

اولاً یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ ابوبکر بن عیاش کا آخر میں حافظہ بدل گیا تھا جیسا کہ امام ابن عجمی نے "الاغتباط بمعرفة من رمی بالاختلاط" ص ۲۶ میں ذکر کیا ہے اور امام بیہقی معرفۃ السنن والآثار ص ۲۲۱-۲۲۲ ج۱ (المصور) میں امام بخاری سے نقل فرماتے ہیں کہ:

قال صدقة ان الذی روی حدیث مجاهد انه لم یرفع یدیه الافی اول التکبیرة کان صاحبه قد تغیر بآخره یرید اباٰبکر ابن عیاش قال والذی رواه الربیع ولیث اولی مع روایة طاؤس وسالم ونافع وابی الزبیر ومحارب بن دثار وغیرهم قالوا رأینا ابن عمر یرفع یدیه اذا کبر واذا رکع واذا رفع رأسه قال البیهقی وهذا الحدیث فی القدیم کان یرویه ابوبکر عن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصين عن ابراهيم عن ابن مسعود مرسلا موقوفا ثم اختلط عليه حين ساء حفظه فروى ماقد خولف فيه فكيف يجوز دعوى النسخ فى حديث ابن عمر بمثل هذا الحديث الضعيف.

اور علامہ لکھنوی حنفی التعلیق الممجد ص ۸۹ میں فرماتے ہیں:

وفيه نظر لوجوه احدها: انه سند معلول لايوازى الاسانيد الصحيحة فقه اخرجه البيهقى من الطريق المذكور فى كتاب المعرفة واسند عن البخارى انه قال ابن عياش قد اختلط بآخره وقد رواه الربيع وليث وطاؤس وسالم ونافع وابوالزبير و محارب بن دثار و غيرهم قالوا رأينا ابن عمر يرفع يديه اذا كبر واذا رفع وكان ابوبكر بن عياش يرويه قديما عن حصين عن ابراهيم عن ابن مسعود مرسلا موقوفا انه كان يرفع يديه اذا افتتح الصلواة ثم لايرفعهما بعد وهذا هوا المحفوظ عن ابن عياش والاول خطأ فاحش لمخالفة الثقات عن ابن عمر انتهى وثانيها: انه لوثبت عن ابن عمر تركه ذلك فلايثبت منه نسخ فعل الرسول صلى الله عليه وسلم الثابت بالطرق الصحيحة عن الجمع العظيم الا اذا كان فيه تصريح من النبى صلى الله عليه وسلم واذا ليس فليس وثالثها: ان ترك ابن عمر لعله يكون لبيان الجواز فلا يلزم منه النسخ.

ثابت ہوا کہ یہ روایت کسی طرح صحیح نہیں ہے ثانیاً ابن عمر رضی اللہ عنہ رفع الیدین کی سختی سے پابندی کرتے اور کراتے تھے۔ بلکہ جو رفع الیدین نہیں کرتا تھا اس کو پتھر مارتے تھے چنانچہ جزء رفع الیدین للبخاری ص ۵۳ مع التعلیق جلاء العینین میں ہے۔

حدثنى الحميدى انبأ الوليد بن مسلم قال سمعت زيد بن واقد يحدث عن نافع ان ابن عمر رضى الله عنهما كان اذا رأى رجلا لايرفع يديه اذا ركع واذا رفع رماه الحصى.

یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کو دیکھتا تھا کہ رکوع کرتے یا رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کو پتھر مارتے۔ یہی روایت ان کتابوں میں بھی ہے۔ ''التمہید لابن عبدالبر ص ۶۵ ج ۵ قلمی'' اور ''معرفۃ علوم الحدیث'' للحاکم ص ۳۱ مسائل الامام احمد لعبداللہ بن احمد ص ۷۰ اور سنن دار قطنی ص ۲۸۹

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں الفاظ زیادہ ہیں کہ حتی یرفع یعنی جب تک وہ رفع الیدین نہیں کرتا تب تک۔ تاریخ جرجان ص ۴۳۳ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں وامرہ ان یرفع یعنی پتھریاں مارنے کے ساتھ اس کو رفع الیدین کرنے کا حکم دیتا تھا۔ پس اس کی طرف رفع الیدین نہ کرنے کی نسبت کسی طرح صحیح ہوسکتی ہے؟ ثالثاً آپ کی ذکر کردہ روایت کی سند میں ابن عمر سے نقل کرنے والا مجاہد مذکور ہے حالانکہ وہ خود مجاہد رفع الیدین کرتا تھا۔ جیسا کہ جزء رفع الیدین للبخاری ص ۱۳۷-۱۳۶، ۱۴۱ مع جلاء العینین میں روایتیں مذکور ہیں پس اگر ابن عمر کو رفع الیدین کرتے نہ دیکھا جیسا کہ اس روایت میں ہے تو پھر خود کیسے رفع الیدین کرتا لہٰذا یہ روایت بھی ناقابل قبول ہے امام بخاری جزء رفع الیدین مع جلاء العینین میں فرماتے ہیں کہ امام یحیٰی بن معین نے فرمایا کہ یہ روایت صرف وہم ہے اس کا اصل نہیں ہے۔

④ ان الفاظ کے ساتھ حدیث جس طرح آپ نے ذکر کی ہے مؤطا میں نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، نہ کسی صحابی کا قول ہے نہ ان لفظوں کے ساتھ کسی تابعی کا قول ہے۔

⑤ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت میں سورۃ فاتحہ کا ذکر نہیں اور دوسری روایتوں میں ابن عمر سے خاص فاتحہ پڑھنے کے بابت صریح روایتیں موجود ہیں چنانچہ جزء القراۃ بخاری ص ۷ طبع دہلی میں ابوالعالیہ سے روایت ہے:

⑦ **سالت ابن عمر بمكة اقرأ فى الصلواة قال انى لأستحيى من رب هذا البيت ان اصلى صلواة لا اقرأفيها ولو بأم الكتاب** اوردوسری روایت ہے **سئل ابن عمر عن القرأة خلف الامام فقال ما كانوا يرون بأسا ان يقرأ بفاتحة الكتاب فى نفسه**" اور یہی روایتیں جزء القرأۃ للبیہقی ص ۷۷-۷۸ میں بھی ہیں دونوں روایتوں سے ظاہر ہے کہ عبداللہ بن عمر امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کے قائل تھے۔ اور قاعدہ ہے کہ خاص عام پر مقدم ہوا کرتا ہے اور اس سے مستثنیٰ ہوتا ہے پس جو روایت آپ نے نقل کی ہے اس سے فاتحہ ان روایات کی وجہ سے مستثنیٰ ہے اور جو روایتیں ثابت ہیں ان سب کو ماننا چاہیئے۔

⑥ سورت فاتحہ قرأۃ میں شامل ہے لیکن آپ نے جہری نماز میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے اور باقی قرأت سے منع کیا ہے جیسا کہ مشکوٰۃ ص ۸۱ باب القرأۃ فی الصلوٰۃ الفصل الثانی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بحوالہ ابوداؤد، ترمذی) نسائی حدیث مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقتدیوں کو فرمایا اور نماز فجر کی تھی کہ آپ سورت فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھیں کیونکہ جس شخص نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہے پس فاتحہ کے علاوہ دوسری قرأت کی منع ہے نہ کہ فاتحہ بلکہ اس کا تو حکم ہے۔

⑦ یہ روایت بھی ضعیف ہے خود ترمذی جس سے آپ نے نقل کیا ہے اس میں امام عبداللہ بن مبارک تبع تابعی کا قول مذکور ہے کہ:

قد ثبت حديث من يرفع وذكر حديث الزهرى عن سالم عن ابيه ولم يثبت حديث ابن مسعود ان النبى صلى الله عليه وسلم لم يرفع الافى اول مرة (سنن ترمذی ص ۳۵ ج ۱)

یعنی رفع الیدین کرنے کی حدیث تو ثابت ہے یعنی ابن عمر والی اور ابن مسعود والی نہ کرنے کے بارے میں ثابت نہیں ہے۔ امام ابوداؤد سنن ص ۲۷۲ ج ا میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور امام ابن عبدالبر التمہید ص ۵۴ ج ۵ قلمی میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت حجت نہیں اور امام ابن تیمیہ منہاج السنہ ص ۱۱۵ ج ۴ میں اس کو جھوٹی اور بناوٹی روایت کہتے ہیں اور حافظ ابن قیم المنار ص ۴۹ میں اس کو باطل کہتے ہیں اور امام ابن ابی حاتم علل الحدیث ص ۹۶ ج ا میں امام ابوحاتم سے نقل کرتے ہیں کہ یہ روایت خطا ہے ص ۳۹۵ ج ا میں ائمہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ یہ روایت خطا ہے۔ (التلخیص الحبیر ص ۲۲۲ ج ا)

ثانیاً: امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میرے استاد امام یحییٰ بن آدم نے فرمایا کہ امام عبداللہ بن ادریس کی کتاب دیکھی جو عاصم بن کلیب سے مروی ہے (جو اس روایت کی سند میں ہے) اس میں یہ الفاظ نہیں تھے۔ ثم لم یعد یعنی تکبیر اولیٰ کے بعد پھر رفع الیدین نہیں کی) موجود نہیں تھے اسی طرح امام احمد کی کتاب العلل ص ۱۱۷ ج ا اور مسائل الامام احمد لعبداللہ بن احمد ص ۷۱ میں بھی مذکور ہے بلکہ امام احمد تو ذکر کرتے ہیں کہ یہ الفاظ وکیع راوی کے اپنے ہیں حدیث کے الفاظ نہیں ثابت ہوا کہ یہ الفاظ راویوں کے بڑھائے ہوئے ہیں اصل حدیث میں نہیں ہیں اور اس پر حفاظ حدیث کا اتفاق ہے کہ یہ الفاظ اس روایت میں مدرج یعنی راوی کی طرف سے بڑھائے ہوئے ہیں۔ (التلخیص الحبیر ص ۲۲۲ ج ا)

⑧ یہ روایت امام بخاری کے جزء القرأۃ ص ۲۲ طبع دہلی میں مرویہ ہے وہاں الفاظ زیادہ ہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صل ما ادرکت واقض ما سبقک یعنی جس نماز کو پہنچو وہ پڑھ لو اور جو آگے ہوگئی اس کو قضا کر لے۔

⑨ ان الفاظوں سے روایت صحیح نہیں یہ روایت ابن ماجہ، مسند احمد اور طحاوی میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اسد بن موسیٰ کی کتاب فضائل الصحابہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں لیکن دونوں کی سندیں صحیح نہیں۔ ابن عباس کی حدیث کی سند میں ابواسحاق السبیعی ہے جس کا نام عمرو بن عبداللہ ہے وہ آخر میں مختلط ہوگیا تھا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں بیان کیا ہے اور مختلط راوی کی روایت جب تک یہ یقین نہ ہو کہ اختلاط کے پہلے کی بیان کی ہوئی ہے تو روایت معتبر نہیں ہوا کرتی جیسا کہ اصول حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے بلکہ یہاں تو ابواسحاق سے دو راوی ناقل ہیں ایک اسرائیل جیسا کہ ابن ماجہ اور طحاوی اور مسند احمد کی دو سندوں میں مذکور ہے اور دوسرا زکریا بن ابی زائدہ جیسا کہ مسند احمد کی ایک سند میں ہے اور دونوں کا ابواسحاق سے روایت کرنا اس کے اختلاط کے بعد ہے جیسا کہ میزان الاعتدال میں امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین سے منقول ہے پس یہ روایت کسی لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ ثانیاً: یہ ابواسحاق مدلس بھی ہے جیسا کہ طبقات المدلسین لابن حجر ص ۱۴ میں مذکور ہے اور یہاں اپنے استاد الارقم بن شرحبیل الاودی سے عن کے ساتھ روایت کرتا ہے اور مدلس کی روایت عن کے ساتھ مقبول نہیں جب تک سماع کی تصریح نہ کرے مثلاً "حدثنا" یا "اخبرنا" یا "سمعت" وغیرہ جیسے صیغوں سے روایت نہ کرے جیسا کہ اصول حدیث کا قانون ہے پس یہ وجہ بھی روایت کے صحیح نہ ہونے کے لئے کافی ہے۔ ثالثاً: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کی نماز کا یہ قصہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت موجود ہے اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں رابعاً: بلکہ بخاری مسلم کی حدیث میں جن کی متفق علیہ حدیث سب سے اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے اس میں یہ صاف واضح ہے کہ یہ ظہر کی نماز تھی اس سے ثابت ہوا کہ یہ سری نماز تھی جس میں قرأت آہستہ کی جاتی ہے پس کیسے راوی کو پتہ لگا کہ ابوبکر نے جہاں سے قرأت چھوڑی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں سے شروع کی؟ ثابت ہوا کہ یہ الفاظ غلط اور نا قابل قبول ہیں۔

ہذا ما عندنا واللہ اعلم بالصواب۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ زید کے نکاح میں دو بیویاں تھیں بحالت بخار موسی دونوں عورتوں میں جھگڑا ہونے کی وجہ سے زید نے حالت غصہ میں مجلس واحدہ میں "طلاق" "طلاق" دونوں کو طلاق کہا۔ اور یہ دونوں عورتیں اس کے پاس موجود تھیں۔ یہ سن کر دونوں کو بڑا صدمہ ہوا۔ اور دونوں رونے لگیں۔ علماء نے زید سے دونوں عورتوں کو جدا کر دیا ہے۔ اور فرمایا کہ بغیر حلالہ کے یہ حلال نہیں ہوسکتیں۔

اب زید کہتا ہے کہ شریعت محمدیہ کی رو سے یہ عورتیں مجھ پر حلال ہیں یا حرام۔ دلائل قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ واقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تحریر فرمائیں تاکہ قیامت میں مجھے باعث شرمندگی نہ ہو۔ بیّنوا توجروا: متذکرہ بالا بیان حلفاً صحیح ہے۔

سائل

محمد ابراہیم قوم لغاری

ازقریہ داد لغاری تحصیل میرپور ماتھیلو

ضلع سکھر سندھ

الجواب:

بتوفیق الملک الوہاب بیک وقت تین ہو یا اس سے زیادہ ایک ہی طلاق شمار ہوتی ہے۔ فی القرآن العظیم ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ (سورۃ بقرہ) اور لغت عرب میں مرتان کا اطلاق مرّۃ بعد مرّۃ پر آتا ہے۔ جیسے ﴿أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ﴾ (توبہ:۱۲۶) اور ﴿وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ﴾ (نور:۵۸) نیز حدیث نبوی ﷺ سے بھی اسی طرح ظاہر ہے۔

"ماأخرج مسلم عن ابن عباس قال كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر و سنتين فى خلافت عمر طلاق الثلاث واحدة.

یعنی آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دو سال حضرت عمر کی خلافت تک تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں اگر کوئی کہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد میں تین طلاق کو معتبر قرار دیا تھا تو یہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا خیال بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ دو سال اس پر عمل کرتے رہے۔ کما مرّ علاوہ ازیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا کسی اور کے حکم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہرگز نہیں بدل سکتا۔ ولن تجد لسنة الله تبديلا۔

نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو یہ کام سیاستاً کیا تھا۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ:

فلما كان في عهد عمر تتابع الناس في الطلاق فاجازه عليهم.

یعنی جب لوگوں میں بار بار طلاق دینے کی شرارت بڑھ گئی۔ تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سزا کے طور پر ان کی تین طلاقوں کو بحال کرنے لگے، اب اس فعل سے استدلال کرنا سراسر غلط ہے۔ نیز خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رجوع ثابت ہے اور انہوں نے اس قانون کے نفاذ پر ندامت کا اظہار فرمایا ہے۔

فقد اخرج الحافظ ابوبكر الاسماعيلي في مسند عمر اخبرنا ابويعلیٰ حدثنا صالح بن مالك حدثنا خالد بن يزيد بن ابي مالك عن ابيه قال قال عمر بن الخطاب ماندمت علىٰ شيء ندامتي علیٰ ثلاث ان لا اكون حرمت الطلاق وعلیٰ ان لا اكون انكحت الموالي وعلى ان لااكون قتلت النواح. (اغاثة اللهفان لابن القيم ص ٣٣٦ جلد اوّل)

یعنی فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مجھے تین کاموں پر جتنی ندامت ہوئی اتنی ندامت کسی بات پر نہیں ہوئی، ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ کاش میں طلاق کو حرام نہیں کرتا۔ یعنی چونکہ لوگوں کی کثرت طلاق کو روکنے کے لئے میں نے بیک وقت تین طلاقوں کے نفاذ کا حکم دیا۔ میری غلطی تھی حالانکہ جو کام خدا کے قانون میں مباح تھا اس کے حرام کرنے کا مجھے حق حاصل نہیں تھا۔ اب دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔

اخرج ابوداؤد عن ابن عباس طلق عبد يزيد ابوركانة واخوته ابو ركانة ونكح امرة من مزينة فجاءت النبي صلى الله عليه وسلم الحديث وفيه فقال راجع امرئتك ابو ركانة فقال اني طلقتها ثلاثا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قد علمت راجعها وتلیٰ يا ايها النبي اذا طلقتم النساء فطلقوهن بعدّتهن احصوا العدة الأية

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رکانہ اور اس کے بھائیوں والا عبد یزید نے اپنی بیوی ام رکانہ کو طلاق دی تھی، آنحضرت ﷺ نے ابورکانہ کو حکم فرمایا کہ اپنی بیوی ام رکانہ کو واپس لوٹالو اس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں تو اس کو تین طلاقیں دے چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا، ہاں میں جانتا ہوں۔ تم لوٹا لو قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ طلاقیں اپنی میعاد میں دیا کرو۔ تیسری حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

اخرج الامام احمد فی مسنده عن ابن عباس قال طلق رکانة بن عبد یزید اخو المطلب امرأته ثلاثاً فی مجلس واحد فحزن علیها حزناً شدیداً فسئله رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کیف طلقتها قال طلقتها ثلاثا قال فی مجلسٍ واحدٍ قال نعم قال فانما تلک واحدة فارجعها ان شئت قال فراجعها قال کان ابن عباس یریٰ ان الطلاق عند کل طهر.

یعنی حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ عبد یزید کے لڑکے اور مطلب کے بھائی رکانہ نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دیں پھر اس پر اس کو بہت غم ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے رکانہ سے پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دی ہے۔ اس نے کہا، میں نے تین طلاقیں دی ہیں۔

آپ نے فرمایا بیک وقت اس نے کہا کہ ہاں'' آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایک ہی طلاق ہوئی اور اب اگر تو چاہے تو لوٹا سکتا ہے، پھر رکانہ نے اپنی بیوی کو لوٹا لیا اس حدیث شریف کے متعلق حافظ ابن القیم اغاثۃ اللہفان میں لکھتے ہیں کہ رواه الحافظ ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی فی المختارة التی هی اصح بن صحیح الحاکم. یعنی یہ حدیث شریف کتاب المختارۃ للمقدسی میں بھی ہے حالانکہ صحت میں اس کتاب کا درجہ امام حاکم کی صحیح سے بھی زیادہ ہے یہ حدیث مطلب میں بالکل صریح ہے، حضور ﷺ کے ماننے والے کے واسطے بالکل کافی ہے اس حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی مذکور ہے۔ نیز ابوداؤد میں صحیح سند کے ساتھ آپ سے مروی ہے۔ اذا قال انت طالقٌ بفمٍ واحد فهی واحدة.

یعنی ایک منہ سے تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہے۔ نیز خلافت صدیق رضی اللہ عنہ میں یہ عمل رہا اور پھر کسی کے اختلاف کا مذکور نہ ہونا اس پر شاہد ہے کہ بیک وقت تین طلاقوں کا ایک ہی شمار ہونے پر صحابہ کرام کا اجماع سکوتی ہے اور اختلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت میں دوسرے سال کے بعد پایا گیا ہے، اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اتفاق کا دعویٰ کرنا اور خلافت صدیق رضی اللہ عنہ میں اختلاف کا دعویٰ کرنا بھی صحیح نہیں کیونکہ بعد کا اجماع پہلے کے اختلاف کو رد نہیں کرسکتا۔

ففی العالمگیری اجماع المتأخرین لایرفع الاختلاف المتقدم. لیکن دراصل حضرت عمر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کے اس فتویٰ سے صرف اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ میں اختلاف تھا۔ چنانچہ ابن عباس کا فتویٰ معلوم ہوا اور خلیفہ اوّل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک تھا۔ اور قانون ہے کہ:

اذا اختلف الصحابة وجب الرجوع إلى المرفوع (فتح البارى)

یعنی صحابہ جس مسئلہ میں اختلاف کریں اس کو مرفوع حدیث کی طرف لوٹایا جائے گا۔ یہ سب باتیں تب ہیں جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی فتویٰ ثانی پر تا آخر دم رہے ہوں چونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے اس حکم سے رجوع فرمایا ہے۔ (فتدبر) نیز تابعین میں سے طاؤس سعید بن جبیر ابوالشعساء عطا عمرو بن دینار قتادہ وحمید کا بھی قول ہے (اغاثہ) نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی قول منقول ہے۔ (مسائل الامام احمد لابی داؤد) اور اغاثہ ص ۲۹۰ جلد اوّل میں ہے۔

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاقوں کا ایک شمار ہونا آئمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ امام مالک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قولوں میں ایک قول ہے چنانچہ محمد بن مقاتل جو حنیفہ کے طبقہ ثالثہ میں سے بلند پایہ کے مسلکا حنفی ہیں۔

وہ بھی اس کے قائل ہیں اسی طرح شیخ تلسمانی نے بھی احدالقولین فی مذہبہ کہا ہے بلکہ امام مالک سے ایسی روایت ہونے کی بھی تصریح کی ہے۔ اس طرح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بعض حنبلیوں سے یہی نقل کیا ہے نیز آپ کا اختیار بھی یہی تھا۔ حالانکہ آپ ان حنبلیوں سے بڑھ چڑھ کر جن کو اصحاب الوجوہ فی المذہب شمار کیا گیا ہے جیسے قاضی صاحب اور ابوالخطاب پس بلاشک یہ امام احمد کے مذہب کا بھی ایک قول ہے اس تقریب سے ظاہر ہے کہ صورت مسئولہ میں چونکہ بیک وقت طلاقیں دی گئیں ہیں۔ اس لئے وہ ایک ہی ہے اور طلاق رجعی ہے اور سائل کو بلا حلالہ رجوع کرنے کا حق حاصل ہے نیز الفاظ پر اگر غور کیا جائے تو فریق ثانی بھی اس کو رجعی کہے گا۔ کیونکہ الفاظ تو اس طرح ہیں کہ طلاق، طلاق دونوں کو طلاق۔ پہلے دو طلاقوں کی صراحت ہے اور کوئی مخاطب ظاہر نہیں ہے اور دو عورتیں ہیں۔ اس لئے یہ الفاظ بیکار رہ جائیں گے، البتہ آخری لفظ دونوں کو طلاق یہ تو لفظاً بھی ایک ہے جو کہ ہر ایک کے نزدیک رجعی کا حکم رکھتا ہے،

فقط

هٰذا آخر ما اردناه والله اعلم

(العبد ابو محمد بديع الدين شاه)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

AWAIS SIGN
اویس سائن
صرف
-/Rs.20 اسکوائرفٹ
میں بنوائیں
اسپیشلسٹ:
پینافلیکس، سائن بورڈ، بینرز
پروپرائیٹر
عارف انصاری
تاپ نمبر C-3/22
رون رائل سٹی گلستان جوہر
لاک 17 کراچی
ون: 021-4637976
0300-8909939

مرکزی جمعیت اہل حدیث میرپورخاص کے زیر اہتمام
بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے
جامعة اسلامية للبنات
4 سالہ کورس
اپنی بچیوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیجئے
بچیوں کی تعلیم و تربیت کا بہترین ادارہ
مخیر حضرات سے تعاون کی اپیل ہے
رابطہ: انتظامیہ جامعہ اسلامیہ للبنات جامع مسجد اہل حدیث لالچند باغ سرسید روڈ میرپورخاص

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّيْ أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيْمٌ

(النمل: ۲۹)

علمی خطوط

جمع وترتیب

مولانا محمد انور حفظہ اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم الشیخ غازی عزیر

(حفید مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ صاحب تحفۃ الاحوذی)

المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

سے مراسلہ

مکرمی ومحترمی جناب مولانا ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی المکی رحمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے، الحمدللہ اچھا ہوں۔

① کتاب ''ضعیف احادیث کی معرفت اور ان کی شرعی حیثیت'' کا ایک نسخہ آں محترم کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری بھجوایا گیا ہے۔ توقع ہے کہ ملا ہوگا۔ گزشتہ سال اس کا ''صحت نامہ'' بھی مرتب کر کے بھیجا تھا مگر کتاب نہ بھجوا سکا تھا۔ شاید کہ صحت نامہ محفوظ ہوگا۔ براہِ کرام مرسلہ کتاب پر اولین فرصت میں ''تبصرہ وتقریظ'' تحریر فرما کر مذکورہ بالا پتہ پر روانہ فرمادیں۔ مشکور ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ آپ کے وقیع ''تبصرہ'' کا شدت سے انتظار رہے گا۔

② تقریباً چار سال قبل آں محترم نے راقم کی ایک کتاب ''تحفۃ الأسماء'' پر مقدمہ تحریر فرمایا تھا۔ یہ کتاب اب تک غیر مطبوعہ حالت میں پڑی ہوئی تھی مگر اب کراچی کا ادارہ ہفت روزہ ''تکبیر'' اس کی کمپیوٹر کمپوزنگ کر رہا ہے۔ ان شاءاللہ ماہ رمضان تک مکتبۃ القاسمیہ مردان سے شائع ہو جائے گی۔ اطلاعاً عرض ہے۔

باقی سب خیریت ہے۔ جملہ احباب ومتعلقین کو سلام مسنون پیش ہے۔

فقط والسلام

غازی عزیر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ

کا پیرس فرانس سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے نام مراسلہ

محترم و مخدوم زاد فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آں محترم نے جو کتابیں روانہ فرمائی تھیں وہ الحمدللہ خیر و عافیت سے کل جمعہ کو جامع مسجد میں مل گئیں جزاکم اللہ احسن الجزاء متعنا اللہ بطول حیاتکم۔ ان شاءاللہ ان کو پڑھ کر ان سے استفادہ کروں گا اور دعا گو رہوں گا۔

مجھے بھولا نہیں کہ عرصہ قبل میں وہاں حاضر ہوا اور وہاں کے نفیس کتب خانے سے استفادہ کیا اور اوروں کو مستفید کرتا رہا۔ اس کا ثواب آپ ہی کو ملے گا۔

کوئی کار لائقہ ہو تو ضرور یاد سے شاد فرمائیں۔

خادم فقیر الی اللہ

محمد حمید اللہ

محترم ڈاکٹر صہیب عبدالغفار حسن حفظہ اللہ

ٹوٹینھام، لندن سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے نام مراسلہ

حضرۃ المکرم جناب سید بدیع الدین شاہ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے امریکہ سے واپسی پر یہ اندوہناک خبر ملی کہ آپ کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اللہ کی مشیت تھی کہ ایسے وقت میں وہ اپنے رب سے جاملیں جب کہ آپ خلق خدا کو اللہ کے دین کی تبلیغ کے لئے مصروف تھے۔

أعظم الله أجركم وأخلف الله لكم خيراً،

اللہ تعالیٰ آپ کو صبر اور تحمل سے اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق دے، وللہ ما أعطی وللہ ما أخذ

أمریکہ کے احباب آپ کو شدت سے یاد کر رہے تھے اور آپ سے ملاقات کرنے کے متمنی تھے، برطانیہ کا دورہ بھی آپ کا بہت کامیاب رہا، احباب نے اور خاص طور پر نوجوانوں نے بہت استفادہ کیا۔ وزادکم اللہ علماً وشرفاً۔

احباب کو سلام کہیں۔

والسلام

صہیب عبدالغفار حسن

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

کا محترم محمد بشیر انصاری صاحب کے نام مکتوب

مدیر الاسلام　　　محترم ومکرمی برادرم جناب محمد بشیر صاحب

السلام عليكم ورحمة الله وبركاتهٗ

خیریت ....

الغرض یہ کتاب بنام "تنقید سدید بر رسالہ اجتہاد وتقلید" محمد ادریس صاحب کاندھلوی کے رسالہ "اجتہاد وتقلید" کی تردید میں کافی دن سے لکھا ہے اسے چھپانے کی ہمت نہیں ہوئی اب آپ کی طرف ارسال کرتا ہوں اس کو "الاسلام" میں قسط وار شائع کردیں بڑی علمی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے جملہ احباب کو سلام عرض ہو۔

والسلام العبد ابو محمد بدیع الدین

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

کا شاہ صاحب رحمہ اللہ کے نام مراسلہ

مخدومی ومکرمی ومرشدی

حضرت الشیخ السید بدیع الدین شاہ صاحب

متعنا اللہ بطول حیاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دو چار روز ہوئے کہ یہ افسوسناک خبر ملی کہ محترم برادرم محمد شاہ صاحب کی والدہ محترمہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کو پیاری ہوگئیں ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بڑا صدمہ ہوا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطاء فرمائے اور انبیاء کرام، صدیقین وشہداء کی معیت ورفاقت بخشے اور آپ کو معہ جملہ پسماندگان کے صبر جمیل بخشے۔ آمین۔

گھر کا انتظام اہل خانہ پر ہوتا ہے۔ جس کا صدمہ آپ کے قلب ودماغ پر انتہائی زیادہ ہوگا مگر بغیر صبر واستقلال کے چارہ بھی نہیں۔ اس قسم کے صدموں نے بلاشبہ آپ کو کمزور سے کمزور تر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا بلکہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

والسلام

ارشاد الحق اثری

ادارۃ العلوم الاثریہ،

منٹگمری بازار فیصل آباد۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

کا محترم محمد بشیر انصاری کے نام مکتوب

مدیر مکرم انصاری صاحب

ہفت روزہ الاسلام کے اجراء پر ایک نظر: سید بدیع الدین شاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ. یہ دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی مزید تبلیغ و اشاعت کے لیے ہفت روزہ ''الاسلام'' کا ڈیکلریشن دلوادیا میں امید کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دین کی اشاعت کے لیے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے گا اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس رسالے کے ذریعے اپنے دین کی اشاعت میں مدد دے گا اور اس بات کی دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے یہ رسالہ جماعتی اختلافات ختم کرنے میں مدد ومعاون ثابت ہو میں دیکھتا ہوں کہ وہ جماعت جس کو حق کی اشاعت کے علاوہ دنیا میں کوئی کام نہیں کرنا چاہیے تھا وہ آج انتشار کا شکار ہوکر اپنے مقصد حقیقی کو بھول چکی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ''الاسلام'' میں کوئی ایسی بات شایع نہیں ہوگی جس سے جماعت میں اختلاف ہو بلکہ رسالہ میں ایسا اسلوب اختیار کیا جائے جس میں جماعت کو جلد سے جلد آپس میں متحد کرنے کی سعی ہو کیونکہ جب تک جماعت آپس میں متحد نہیں ہوگی تب تک یہ دین کی خدمت صحیح معنوں میں نہیں کرسکے گی خدا کرے وہ دن ہمیں دیکھنا نصیب ہو جب تمام جماعت ایک جگہ متحد ہوکر دین اسلام کی ترویج کے لیے کوئی مثبت قدم اٹھائے اور میں اہل قلم حضرات کی خدمت میں بھی گذارش کروں گا کہ وہ اپنے مضامین کو ''الاسلام'' میں بھیج کر دین کی اشاعت میں مدد کریں گے نیز میں جماعت کی خدمت میں بھی گذارش کروں گا کہ وہ ''اسلام'' کی مالی مدد فرما کر دین کی اشاعت کے لیے زیادہ سے زیادہ اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ یہ رسالہ جو کہ ''الاسلام'' کے نام سے سامنے آیا ہے واقعی اسلام ثابت ہو کیونکہ اس دور پرفتن میں اسلام کا بول بالا کرنا جہاد عظیم ہے۔ جبکہ دنیا ضلالت و گمراہی کی طرف کشاں کشاں کھنچی چلی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مل جل کر اپنے دین کی اشاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین۔

ابو محمد بدیع الدین شاہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان
کا شاہ صاحب رحمہ اللہ کے نام تعزیتی پیغام

مکرمی جناب شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں سری لنکا کے سفر سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ آپ کی اہلیہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مذکورہ سفر کی وجہ سے میں اس سے پہلے خط نہ لکھ سکا۔ جس کا مجھے افسوس ہے امید ہے تعزیت اور معذرت دونوں قبول فرمائیں گے۔

آپ کو یہ کہنا تحصیل حاصل اور سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے کہ موت برحق اور اٹل ہے۔ لیکن اللہ نے انسان کو جو جذبات دیئے ہیں ان کے زیرِ اثر اپنے عزیزوں کی وفات کا غم بھی فطری ہے لیکن

"ومن یؤمن باللہ یھد قلبہ"

کے مصداق امید واثق ہے کہ ان شاءاللہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریکِ حیات کی علیحدگی اور وفات کا عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عنایت ہوگی اللہ آپ کو صبر اور اس کے اجر سے نوازے۔ اور رفیق حیات کے بغیر زندگی کی مشکلات کو آسان فرمائے۔ آمین۔

والسلام

پروفیسر ساجد میر

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

راوی روڈ لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ محمد بن أحمد بن اسماعیل المقدم کا مصر سے

شاہ صاحب رحمہ اللہ کے نام مراسلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من العبد الضعيف عديد العيوب كثير الخطايا والذنوب محمد بن أحمد بن إسماعيل إلى أستاذة وشيخه وسيده وقدوته العلامه المحدث ناصر السنة، وقامع البدعة السيد الشريف أبي محمد بديع الدين شاه الراشدى المكى السندى بارك الله في علمه وعمره ووقته.

السلام عليكم ورحمة الله وبركاتهٔ وبعد:

فإني أحمد إليكم الله الذى لا إله إلا هو، ربنا ورب ابائنا الأولين، وأصلى وأسلم على خاتم أنبيائه ورسله، وعلى آله وصحبه أجمعين.

ثم "أما بعد" أيضاً

فجزاكم الله خيراً يا سيدنا و شيخنا لرسالتكم الكريمة، وقد كنت على وشك الكتابة إليكم للاطمئنان عليكم واستماحكم لتقصيرنا الشديد في حقكم أثناء تشرفي بصحبتكم المباركة في أمريكا، غير أن أهل الفضل والشرف سباقون دوماً إلى المكارم. وإني أسأل الله تبارك وتعالىٰ ان يمن علينا بصحبة أطول لفضيلتكم ننهل فيها من علمكم، وننتفع بلحظكم ولفظكم، ونتشرف بخدمتكم، ونتزلف إلى الله عزوجل بمحبتكم واقتباس الأدب الرفيع من خلقكم، أحسنه الله عاقبة لكم ولخادمكم وتلميذكم وسائر المسلمين، ونسألكم الدعاء لتلميذكم وخادمكم، وصلى الله وسلم وبارك على عبده ورسوله محمد وعلى آله وصحبه أجمعين والحمدلله رب العالمين.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاتهٔ

الإسكندرية في ۲۹/۶/۱۴۰۹ھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کا ہندوستان سے

شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے نام تعزیتی مکتوب

فضيلة الشيخ الموقر العلامة السيد بديع الدين شاه الراشدی حفظه الله وتولاه،

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته،

جریدہ ترجمان دہلی کے ذریعہ یہ خبر ملی کہ آں جناب کی اہلیہ محترمہ، رحمہا اللہ وغفرلہا، آپ کی غیر موجودگی میں انتقال فرماگئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے اس صدمہ میں ہم جامعہ سلفیہ کے متعلقین شریک ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے، آپ کو اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور سکون قلب کی نعمت سے بہرہ ور فرمائے۔

أعظم الله أجركم، وفقنا واياكم لما يحب ويرضى، والسلام عليكم ورحمة الله.

شریک غم

مقتدیٰ حسن ازہری

الجامعۃ السلفیہ مرکزی دارالعلوم

B18/1/g جامعہ سلفیہ مارگ، ریوڑی تالاب بنارس انڈیا

محترم برق التوحیدی صاحب کا محترم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام مراسلہ

مکرمی ومحترمی حضرۃ المخدوم جناب سید بدیع الدین شاہ راشدی

حفظكم الله تعالىٰ ومتعنا الله بطول حياتكم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد! گذارش آنکہ اس سے قبل بھی طلب سند کے لئے راقم الحروف نے بذریعہ خط درخواست کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی مگر شاید کہ وہ خط مل نہ سکا ہو۔ تاہم آج کی حاضری کا مقصد صرف یہ ہے کہ کل بیت اللہ میں جمعہ کی نماز پڑھنے گیا تو مولانا محمد اعظم صاحب سے ملاقات ہوئی وہ لندن میں تبلیغی پروگرام سے واپس آئے تھے دوران گفتگو انہوں نے کہا کہ سید صاحب بھی تشریف لائے تھے تو آپ کا ذکر خیر کافی دیر تک ہوتا رہا اس دوران انہوں نے یہ افسوس ناک خبر بھی سنائی کہ آپ کی اہلیہ کا انتقال اسی سفر کے دوران ہوگیا اور آپ کو اس کی خبر بھی لندن میں ملی۔

ظاہر ہے محترمہ ومخدومہ کے انتقال سے آپ کی عائلی زندگی میں جو خلا واقع ہوا ہے اس کی تلافی ناممکن ہے اور اندریں حالات آپ کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کے اثرات آپ کی انفرادی و عائلی زندگی کے ساتھ علمی و تبلیغی خدمات پر بھی مرتب ہوں گے۔

بنابریں یہ حادثہ آپ کی ذات سے ذاتی تعلق کی نسبت اور اجتماعی نسبت سے آپ کے اہل خانہ کی طرح ہمارے لئے بھی باعث افسوس و کرب ہے مگر مشیت ایزدی پر سر تسلیم خم کرنے کے علاوہ کیا چارہ ہے۔

راقم الحروف آپ کے اس صدمہ میں آپ کے لئے بارگاہ ایزدی سے صبر جمیل کا دعا گو ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صدمہ سے پیدا شدہ حالات میں آپ کا تعاون فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں پناہ دے۔ ان کی بشری لغزشوں سے درگذر فرماتے ہوئے اعلیٰ علیین، جنۃ الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور دیگر پسماندگان کو بھی صبر جمیل کی توفیق بخشے اور اس نقصان کی تلافی فرماتے ہوئے نعم البدل عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

والسلام

آپ کا خادم

برق التوحیدی

(پاکستان ایمبسی اسکول)

جدہ سعودی عرب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کی طرف سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت نامہ

فضيلة الشيخ الاستاذ / السيد بديع الدين شاه حفظه الله تعالىٰ

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، وبعد:

فيسرني أن أفيدكم علما بأن الحجزتم فى طيران الخليج رحلة رقم ۴۹۷۱ جي يف فى ۴/اغسطس يوم الاربعا من كراتشي الى لندن، وأرسلنا التذكرة الى كراتشي وهي موجودة الآن فى مكتب طيران الخليج بكراتشي ويمكن ان تحصلوها برقم الكمبيوتر SSMSPC GF 4971/005 الراشدى بديع الدين شاه.

نرجو المعذرة لعدم حصول الحجز فى الخطوط الجوية الباكستانية، فجزاكم الله احسن الجزاء.

ونود ان نخبركم عن موضوع المحاضرة فى يوم السبت ۷/اغسطس يوم الانجليزى "اهمية علم الحديث الشريف ودور المحدثين فى بناء المجتمع الاسلامى" و يمكن ان تلقوها فى اللغة العربية ونترجم فى الانجليزية، واما يوم الاحد (يوم الاردو) يكون الموضوع "ماهي الدعوة السلفية."

هذا والله يحفظكم ويرعاكم والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

اخوكم فى الله.

محمد عبدالهادى العمرى

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ بحرالعلوم السلفيہ تاريخ 29:01:1991

خدمت ۾ جناب عزت ماب شاه صاحب دائم اقبال وايمان

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

اميد تہ ڏاڍي تعاليٰ جي فضل و ڪرم سان اوهان خوش و خرم هوندا. اسان بہ سائنجن جي صحت ۽ زندگي لاءِ دعاڳو آهيون.

عرض هي آهي تہ مدرسہ جي امتحانن جي باري ۾ تحريري امتحان لاءِ پرچا ناهڻ واسطي شاگردن جو پڑهيل ڪورس جو تفصيل هن گڏ عرض آهي ۽ انهن سان ئي پرچا تيار ٿيندا. اهي تفصيل توهان جي حڪم موجب عرض رکجن ٿا.

ٻيو عرض هن وقت تاءِ سائينجن اسان جي مدرسي جي امتحان جي تاريخ 9 مارچ بمطابق 21 شعبان مقرر ڪرڻ فرمائي آهي. انهن لاءِ حاجي محمد اسماعيل صاحب جن روبرو سائينجن کي عرض ڪيو هو تہ تاريخ ڪجهہ 5 - 6 ڏينهن اڳواٽ مقرر ڪندا. مطلب تہ 10 شعبان ۽ 15 شعبان جي وچ ۾ ڪا بہ تاريخ مقرر ڪري مهرباني ڪري اسان کي اطلاع ڏيندا تہ عين نوازش ٿيندي.

ٻيو اسان جي لاءِ ڪوبہ حڪم احڪام هجي تہ حاضر.

سلام عرض رکجن ٿا. جماعت وارن جا سلام قبول ڪندا ۽ پڻ اتي جماعت وارن کي چوندا. زياده خير سلام.

نياز مند خادم

محمد هاشم ميمڻ

وڪيل ميرپورخاص

www.KitaboSunnat.com

هالا شريف سنڌ

تاريخ

محترمي و مڪرمي پير حاجي بديع الدين شاه راشدي صاحب

ڪجهه وقت اڳ طبيعت خوش نه هئڻ سبب اسان کي مجبورا حيدرآباد ۾ سول اسپتال ۾ ديوان مشتاق ۾ علاج لاءِ داخل ٿيڻو پيو. جتان بعد ۾ علاج لاءِ ڪراچيءَ ۾ جناح اسپتال ۾ دل واري شعبي ۾ داخل ٿياسون جتي ڪجهه وقت علاج ڪرڻ بعد هالا ۾ واپس آياسون وري رمضان جي مهيني ۾ طبيعت وڌيڪ خراب ٿي پيئي تنهن ڪري ڊاڪٽرن جي مشوري سان اسان علاج لاءِ ڪراچيءَ جناح اسپتال ۾ اپريل 91 جي پڇاڙيءَ ۾ داخل ٿياسون جتان هڪ مهيني کان وڌيڪ علاج بعد خير سلامتي بهتر طبيعت سان هالا پهتا آهيون. مٿيئن سموري عرصي دوران توهان اسان جي طبيعت پرسي لاءِ اسپتال ۾ آيا هئا. تنهن لاءِ توهانجي مهرباني ۽ اسان توهانجو شڪريه ادا ڪريون ٿا. دعا ڪندا ته الله سائين اسان کي مڪمل طور صحتياب ڪري ۽ مڪمل تندرستيءَ سان هلائي آمين! جيئن ته اسان جي طبيعت اهڙي نه آهي جو ماڻهن سان ملي سگهون تنهن ڪري اسان ملي نه سگهنداسون.

والسلام

جڏهين طبيعت اهڙي ٿيندي تڏهين سيني سان ملنداسون.

(مخدوم محمد زمان طالب المولي)

سجاده نشين

درگاهه حضرت مخدوم نوح رحمه الله عليه

هالا شريف سنڌ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام عرب فرمانرواں اور علمائے اکرام کے

مختلف مواقع پر تہنیتی پیغامات

خادم الحرمین الشریفین

شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

عیدالفطر کے موقع پر

تہنیتی پیغام

فهد بن عبد العزيز آل سعود

يشكر لكم ما أبديتموه من مشاعر صادقة

ودعوات مخلصة: مقدراً لكم إياها

ومقابلاً لها بأطيب التمنيات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا عیدالاضحیٰ کے موقع پر

تہنیتی پیغام

المملكة العربية السعودية
رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد
مكتب الرئيس

الرقم :
التاريخ :
المرفقات :
الموضوع

من عبدالعزيز بن عبدالله بن باز الي حضرة الأخ المكرم الشريف ابومحمد بديع الدين شاه الراشد المكي وفقه الله

سلام عليكم ورحمة الله وبركاته بعده :

وصلتني البطاقة المتضمنه التهنئة بعيد الاضحى المبارك . فأشكركم على ذلك وأبادلكم التهنئة به سائلا المولى عزوجل أن يعيده علينا وعليكم وعلى الأمة الإسلامية باليمن والبركات.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته ......

الرئيس العام
لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ محمد صالح العثیمین رحمہ اللہ کا عید کے موقع پر تہنیتی پیغام

بسم الله الرحمن الرحيم من عنيزة في ٢٤/ ١٢/ ١٤٠٩ھ

من محمد الصالح العثيمين إلى الأخ المكرم رئيس جمعية أهل الحديث في بلاد السند حفظه الله تعالى

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

وصلتني تهنئتكم بالعيد فجزاكم الله خيرا وتقبل الله منا ومنكم ومن جميع المسلمين وأعاده الله علينا وعليكم وعلى المسلمين بخير وعافية إنه على كل شيء قدير

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

محمد العثيمين

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی کا تہنیتی پیغام

بسم الله الرحمن الرحيم

أشكركم على تهنئتكم الكريمة

وأسأل الله تعالى أن يعيد هذه المناسبة الكريمة علينا وعليكم وعلى جميع المسلمين بالخير والعافية والبركات.

أخوكم

عبدالله بن عبدالمحسن التركي

مدير جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں بے شمار مضمون تحریر کیے ان میں سے دو کا انتخاب کر کے ہدیہ قارئین پیش خدمت ہے۔

نادر تحریریں

جمع وترتیب

مولانا محمد ریاض میمن حفظہ اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدر جمعیۃ کا پیغام عید

تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم

برادران ملت۔! دسویں ذی الحجہ کا وہ تاریخی دن ہے، جس پر ہم ایک جلوس کی شکل میں نکل کر اپنے آقا کے سامنے اپنے مطالبات پیش کرنے کو جاتے ہیں۔ اس سے ہمیں چند سبق حاصل کرنے چاہئیں۔

اول یہ کہ ہم سب ایک ہی جماعت ہیں اور ایک ہی جھنڈے جو کہ سرور کائنات ﷺ کا ہے اس کے نیچے جمع ہوں۔ ہم میں فرقہ بندی نہیں ہے ہم دو نہیں تین نہیں چار نہیں صرف ایک ہی ہیں۔ چنانچہ ارشاد رب العباد ہے کہ:

إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ (الأنبياء: ۹۲)

یعنی یہ آپ کی جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں اکیلا آپ کا رب ہوں۔ بس میری ہی بندگی کیا کرو۔

دراصل ہمارا نصب العین اشاعت دین تھا اس میں ہم اکثر اس لئے پست ہیں کہ ہم نے اپنے اندر فرقہ بندی کو پناہ دی ہے اور اسی وجہ سے خالص سنت پر عمل کرنے کے لئے ہمارا سینہ تنگ ہو رہا ہے ہمیں متنبہ ہونا چاہئے کہ ہم ایک ہی جماعت ہیں اور ہمارا ایک رب ہے وہی ہماری سب ضرورتوں کے لئے کافی ہے۔

الیس اللہ بکاف عبدہ اور ہمارا مرشد رہبر امام پیشوا مقتداء ہادی صرف ایک ہے اور وہ کامل انسانوں میں آخری انسان حضرت خاتم النبیین ﷺ ہے اور ہمارا قبلہ ایک ہے اور ہماری کتاب صرف قرآن وسنت ہیں یاد رکھو یہ ہی موقعہ ہے جس پر آں حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

ترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ لن تضلوا ابدا۔

آپ کے واسطے میں ایسی چیز چھوڑ جاتا ہوں جس کے مضبوط پکڑنے سے تم راہ حق سے ہرگز نہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھٹک سکتے ہو اور وہ ہے اللہ کی کتاب (قرآن) اور اس کے رسول کی سنت (حدیث) اگر آج بھی ہم متحد و متفق ہو کر اس فرقہ بندی کو خیر باد کہہ دیں اور کتاب و سنت پر عمل کرنا شروع کر دیں تو ہمارے اندر بھی اشاعت دین کے لئے وہ اسپرٹ پیدا ہو سکتی ہے جو کہ خیروں القرون کے زمانے کے لوگوں میں تھی آج یہ اسلام اس بیکسی کی حالت میں تم پر حسرت کر رہا ہے کہ افسوس میرے نگہبان نہیں رہے اور یہ زبان حال تمہیں بار بار کہہ رہا ہے کہ مجھ پر رحم کرو میری یہ غربت اور بیکسی غیروں کی نظروں میں حقیر دکھائی دینا ان سب کا موجد اور محرک آپ کا باہمی اختلاف اور مذہبی فرقہ بندی ہے خدارا آؤ میں تم کو وہ طریقہ بتاؤں جس سے آپ کے سب اختلاف دور ہو سکتے ہیں۔ سنو میں نہیں کہتا بلکہ میرے اور آپ سب کے آقا کا ارشاد گرامی ہے۔

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء: ۵۹)

یعنی جس چیز میں بھی تمہارا اختلاف ہو اس کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی طرف (فیصلہ کے لئے) لوٹاؤ۔ اگر تم خدا پر اور روز جزاء پر ایمان رکھتے ہو اور یہ بہت اچھا طریقہ اور بہتر انجام کار ہے۔

دوسرا سبق ہمیں یہ ملتا ہے کہ ہم آپس میں بغیر نسلی و وطنی امتیاز کے اتفاق و محبت کی زندگی بسر کریں اور ایک دوسرے کی جان و مال عزت کی حفاظت کریں۔ اس موقعہ کے خطبہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ: الا لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لاحمر على اسور ولا اسود على احمر یعنی خبردار آپ سب بھائی بھائی ہیں نہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت ہے نہ کسی عجمی کو عربی پر اور کسی گورے کو کالے رنگ والے پر اور نہ کالے کو گورے پر اور بعینہ یہ قرآن کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات: ۱۳)

یعنی اے لوگو تم کو ہم نے (ایک ہی جوڑے) نر مادہ یعنی ماں باپ سے پیدا کیا ہے اور تمہاری نسلیں اور قبائل محض تمہاری پہچان کے لئے بنائے گئے ہیں نہ کہ ایک دوسرے پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلت حاصل کرنے کے لئے سب سے زیادہ لالچ تعظیم خدا کے ہاں وہی ہے جو سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہے۔

اور نیز آپ نے یہ بھی خطبہ میں فرمایا:

الاوان دماء کم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا.

یعنی خبردار تم پر ایک دوسرے کی جان وعزت اتنی ہی حرام اور واجب الاحترام ہے جتنی کہ تم اس شہر (مکہ شریف) میں۔ اسی مہینہ ذی الحجہ اسی تاریخ دسویں کی عزت کرتے ہو اور نیز فرمایا:

لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض.

یعنی میرے بعد کافر ہو کے نہ لوٹنا کہیں ایک دوسرے کی گردن مارتے رہو۔ یہ ہے وہ اس سردار جہاں ﷺ کی تعلیم جس میں دنیا بھر کی امن وسلامتی مضمر ہے۔

تیسرا سبق ہمیں یہ مل رہا ہے کہ موجودات میں سب کے سب اللہ کے بندے ہیں اور مالک اکیلا وہی ہے جیسے کہ آپ ﷺ کی دعائیں ہے۔ وکلنا لک عبد یعنی اے مولا ہم سب تیرے بندے ہیں اور فرمان:

إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا (مریم: ۹۳)

یعنی آسمانوں اور زمینوں کے اندر جتنے بھی کچھ موجود ہیں سب اللہ کی خدمت میں بندے ہو کر آتے ہیں۔

پس بندے کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو خدا کی ملکیت اور خود کو اس کے قبضے میں تصور کرے جیسے فرمایا:

مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا (ھود: ۵۶)

یعنی ہر متحرک چیز کی پیشانی خدا کے قبضے میں ہے۔

اور عید نماز کو جاتے وقت وہی اپنی ہمت رکھیں جیسا کہ ایک مجرم تائب و نادم کی حیثیت سے اپنے مالک کے پاس جاتا ہے۔ ان اللہ یحب التوابین یہی ایک موقعہ ہے جہاں نبی سے لے کر امتی تک اور پیر سے مرید تک استاد سے شاگرد تک حاکم سے رعایا تک زمیندار سے مزارع تک امیر سے غریب تک سب کے سب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا ظاہری امتیاز ختم کر کے غلام اور فقیر کی حیثیت سے ایک خدا کو اپنے مولا اور نفع ونقصان کا مالک سمجھ کر ان کے حضور میں پہنچتے ہیں۔

چوتھا سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ یہ ہمارا ایک اسلامی تہوار ہے۔ جو صرف خدا کی حمد وثناء سے اور تکبیر و تحلیل سے مزین ہوتا ہے جب کہ دنیا بھر کے تہوار محض لہو ولعب وشور وشغل سے منائے جاتے ہیں ان سب چیزوں کو اسلام نے ناپسند کیا ہے۔ قرآن حکیم میں یوں ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ (لقمان: ٦)

یعنی بعض لوگ ایسے ہیں جو کھیل تماشہ کو مول لے لیتے ہیں تا کہ لوگوں کو راہ خدا سے ہٹایا جائے اور خدا کی راہ کو محض ایک مذاق سمجھا جائے جس طرح کہ عام امراء اور برسر اقتدار لوگ ایسے مواقع پر دنگل تماشہ کروا کر لوگوں کو ذکر اللہ وعبادات سے محروم کردیتے ہیں، ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

پانچواں سبق یہ کہ ہم مسلمانوں کا یہ امتیازی تہوار ہے جس پر ہم خاص کلمات کہہ کر میدان عید میں مجتمع ہیں پھر انہیں کلمات کو دہراتے ہوئے واپس آتے ہیں اور وہ یہ کلمات ہیں: اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا اور یہ بھی اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد یہ ایسے کلمات ہیں جن سے صرف اللہ تعالیٰ کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے چنانچہ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے اور وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور حمد وثناء اس کی شایان شان ہے اس سے ہمیں سبق لینا چاہئے کہ ہم کو تکبیر اور بڑائی کا کوئی حق نہیں بلکہ ہم اور تم سب ہیچ ہیں اور اکیلا وہ بڑا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من الكبر.

یعنی جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائیگا خدا ہم سب کو اس عیب سے بچائے۔

یہ وہ اسباق ہیں جن کے حاصل کرنے سے ہماری عید صحیح معنیٰ میں ادا ہوتی ہے ورنہ معمولی رسم سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں رکھتی میں اخیر میں اور سب کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں صحیح راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم اپنی اس عید مبارک کو صحیح طریقہ پر ادا کریں اور اس سے وہ سبق حاصل کریں جو کہ ہمارے لئے باعث ہدایت ہو۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابوالطیب محمد عطاء اللہ حنیف مرحوم کی یاد میں

علامہ مرحوم سے میری پہلی ملاقات قیام پاکستان سے پہلے ملتان شہر کے محلّہ قدیر آباد میں مرحوم علامہ الشیخ ابوالتراب عبدالتواب صاحب رحمہ اللہ کے مکتبہ میں ہوئی۔ اس وقت علامہ موصوف کے یہاں فروخت کے لئے مکتبہ موجود تھا۔ سال میں ایک دو مرتبہ میرا وہاں جانا ہوتا تھا اور کتابیں خریدتا تھا۔ اس مرتبہ مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم بھی اسی شوق سے وہاں پہنچے تھے۔ مولانا عبدالتواب صاحب نے ان کا تعارف کرایا۔ مولانا عطاء اللہ صاحب مجھے غائبانہ جانتے تھے۔ دونوں کو مل کر انتہائی خوشی ہوئی، خاص طور پر اس لئے کہ دونوں پر علمی کتابوں کا شوق غالب تھا۔ اسی جذبہ نے اور زیادہ قریب کردیا۔ وہاں سے روانہ ہونے تک ہمارے مابین کتابوں کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ کبھی کسی نئی کتاب کے دیکھنے کا ذکر ہوا تو کبھی کسی کتاب کے متعلق ایک دوسرے سے معلومات حاصل ہوئیں۔ کسی نئی کتاب کا سن کر دل میں انتہائی مسرت کی کیفیت پیدا ہوتی۔ میں نے اسی ملاقات میں کتاب اوجز المسالک کا نام سنا یہ تھی ہماری دوستی کی ابتداء۔

جذبہ عشق بحدے است میان من و تو
کہ رقیب آمد و شناخت نشان من و تو

میں واپس سندھ چلا آیا اور علامہ صاحب فیروز پور چلے گئے اور خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا اور خطوں میں بھی کتابوں کے بارے میں کوئی نہ کوئی خبر یا استفسار ہوتا رہا۔ ۱۹۴۵ء کا واقعہ ہے کہ مجھے بٹالہ ضلع گورداسپور میں سالانہ اہل حدیث کانفرنس میں شرکت کے لئے بواسطہ علامہ شیخ محدث ابومحمد عبدالحق بہاولپوری مرحوم کی دعوت موصول ہوئی۔ اور شیخ موصوف نے زبانی بھی شرکت کی تاکید کی سفر کی تیاری ہوئی، اور میرے ساتھ دس بارہ دوستوں کی جماعت تیار ہوئی۔ اس سفر کے دوران کانفرنس سے واپسی پر لاہور آ کر ساتھیوں سمیت فیروز پور روانہ ہوئے۔ مغرب کے قریب وہاں پہنچے۔ علامہ عطاء اللہ حنیف صاحب کی مسجد کا پتہ کرکے وہاں پہنچے اور مولانا سے ملاقات ہوئی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور جماعت والوں کا تعارف کروایا اور آپ نے سب کی اتنی خاطر تواضع کی کہ میرے ساتھی کافی زمانہ تک اس کو یاد کرتے رہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں وہ نقشے یاد ہیں
کیسی کیسی صحبتیں خوابِ پریشاں ہوگئیں

علمی شخصیت

آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم حدیث شریف اور اس کے فنون کے ساتھ شغف اور ان کی بابت وافر معرفت عطاء فرمائی تھی جو آپ کے وسعتِ مطالعہ کی واضح دلیل ہے۔ نسائی شریف پر حاشیہ جو ''التعلیقات السلفیۃ'' کے نام سے معروف ہے وہ غالباً پوری دنیائے اسلام میں جانی پہچانی ہوئی تعلیق ہے۔ ہر جگہ بلکہ امریکہ اور یورپ کے کئی ملکوں میں میں نے اس کے نسخے دیکھے۔ کینیڈا میں بھی شیخ محمود مراد کے مکتبہ میں یہ کتاب دیکھی سعودیہ میں تو اکثر اہلِ علم اسے جانتے ہیں۔ اس کی خصوصیات فی الوقت یہ ہیں۔

(الف) مختصر مگر عام فہم جس میں کوئی تکلف نظر نہیں آتا۔ یہی اسلاف کی تصنیفات کا نمونہ ہے۔

(ب) سلف صالحین کے مسلک کو اچھی طرح سمجھایا اور راجح ثابت کیا ہے۔

(ج) جابجا مسائل میں سلفیت کی ترجمانی کی ہے اور اسلاف کی طرح حدیث ہی کے مقتضیٰ کو راجح اور فائق ثابت کیا ہے۔

گویا کہ یہ تعلیق اسم بامسمّٰی ہے اور واقعی یہ کتاب التعلیقات السلفیۃ ہے۔ آپ سے پہلی ملاقات کے بعد جلد ہی میں نے روایت قرأۃ الامام لہ قرأۃ کی تعلیل اور تصنیف کے بارے میں کتاب بنام المرأۃ لکھی جو کہ آپ کو فیروز آباد تقریظ کے لئے ارسال کردی گئی۔ آپ نے اس پر جو تقریظ لکھی ہے وہ آپ کی علمیت اور سلفیت کا پتہ دیتی ہے اس سے اقتباس ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

فروایة قرأة الامام له قرأة كانت جديرة بان تفرد بالكلام عليها ليستوعب طرقها لان اكثر الحنفية لايزالون مولعين بالاستدلال بها مغترين بكثرة مخارجها فربما ينخدع من لاخبرة له بالفن وكان ذخر الله تعالىٰ هذا الامر الجليل. وكم ترك الاول للآخر. للشاب الصالح السعيد الرشيد اعنى به المولوى بديع الدين شاه نجل العلاّمة رشد الله السندهى رقاه الله الدرجات العلىٰ وبلغه غاية ما يتمناه فوفقه لجمع مافيها فحقق احسن التحقيق

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفصل خير تفصيل الا هو خير مراة يرى وجه مساع الحنيفة في تسييد مباني هٰذه الرواية والرسالة وان طال لكن لايخلو عن الافادة فجزاء الله علىٰ هٰذه الاجادة اللهم وفقه لنشر علوم السنّة واحياء مآثر السّلف كما كان جدّه رحمه الله جادا واجعله خير خلف.

اس عبارت میں سلاست کے ساتھ اس رسالہ کی ضرورت کو کس قدر اجاگر کیا ہے اور غور فرمائیں کہ آپ کو سلف صالحین ﷭ اور ان کے مسلک سے کتنی محبت ہے۔

''میری کتاب'' ''تنقید سدید بر رسالہ اجتہاد و تقلید'' پر آپ نے مقدمہ لکھا تھا، اس سے ایک اقتباس پڑھیے۔

اندریں صورت ولی الٰہی فکر کے حامل اصحاب دو حلقوں میں بٹ گئے۔ اہل تقلید اور اہل حدیث اوّل الذکر بعد میں دیوبندی احناف کی صورت اختیار کر گئے۔ جنہوں نے اہل الراء کی نمائندگی و ترجمانی کو اپنی تدریس و تالیف کا ہدف بنایا اور روایتی تاویلات کو خوب کام میں لائے اور اس کو اصلی حنفیت قرار دیا جب کہ اصحاب الحدیث کی تائید اور صدرِ اوّل کے طرزِ علم و عمل کی تبلیغ و اشاعت اہل حدیث کے حصے میں آئی۔ فللّٰہ الحمد وہ دن جاتا ہے اور یہ دن آتا ہے کہ آج تک ان دو طبقوں کی متقابل تالیفات کا ایک انبار لگا ہوا ہے اور یوں دونوں طرف کے دلائل و متمسکات پورے طور پر سامنے آگئے ہیں۔''

ناظرین!

ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح مختصر عبارت ہے لیکن الفاظ جامع ہیں اور دونوں فریقوں کا واضح طور پر تعارف کرادیا ہے۔ تصنیف شدہ رسالے ''امام شوکانی'' کے مقدمہ میں فرماتے ہیں۔

''ہندوستان کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ ہمارے ملک میں مسلمانوں کے دورِ حکومت میں عام مدارس اور خانقاہوں پر فقہ حنفی اور متاخرین کے تصوّف کی حکومت تھی اور اسلام کا صاف آئینہ خشک فقہاء کے فتاویٰ اور غالی صوفیوں کے مشاغل کے تہ در تہ پردوں سے غبار آلود تھا۔ دینی ضروریات کو خالص فقہی عینک اور باطنی حقائق کو مخترعہ تصوف کے نقطۂ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس قسم کے لوگ ہمیشہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہے کہ فقہ مروّجہ کتاب و سنّت کا نچوڑ ہے اور ان کا یہ تصوّف ''مغز شریعت''

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے اب براہِ راست کتاب وسنّت کے مطالعہ کی ضرورت ہے نہ ظاہر شریعت کی کوئی اہمیت۔

محققین صوفیہ اور فقہ وحدیث کے جامع علماء نے ہمیشہ اس غلطی پر متنبہ کیا اور کوشش جاری رکھی کہ مسلمان براہِ راست کتاب وسنت کو دستور العمل بنائیں اور اپنے عقائد واعمال کی بنیاد صحابہ وتابعین ہی کے طریق پر رکھیں۔

اس عبارت میں اہل حق اور اہلِ باطل دونوں کے طریق کار کو بہترین پیرایہ سے واضح کیا اور اسی علمی شوق کے تحت کافی کتابیں جمع کیں جو ایک شاندار کتب خانہ کی شکل میں آپ کی یادگار ہیں اور ایک ادارہ جو آپ نے بنام ''دارالدعوۃ السلفیہ'' قائم کیا تھا اسی کے نام یہ مکتبہ وقف کر گئے جو آج کل علماء کے مطالعہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ شائقین کتابوں کا مطالعہ کرکے اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں اور اصحابِ تحقیق علمی میدان میں رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔

بنا کر دند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں ''حاملانِ پاک سنّت'' را

آخری ملاقات

سال ۱۹۸۶ء میں جب مرکزی جمعیت اہل حدیث کی طرف سے لاہور میں نفاذِ شریعت کانفرنس میں شرکت کے لئے جانا ہوا۔ اس وقت مولانا مرحوم بوجہ علالت صاحبِ فراش تھے۔ میں عیادت کے لئے ان کے گھر پہنچا دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس طرح اُٹھ کر بیٹھے گویا بالکل تندرست تھے اور اس وقت بھی قدرے علمی گفتگو ہوئی اور میری کتاب ''المرأۃ'' کے بابت پوچھا کہ طبع ہوئی ہے یا نہیں۔ نیز میری کتاب انماء الزکن فی جواب انہاء السکن کے بارے میں پوچھا اور اکثر ملاقاتوں میں ان کا ذکر آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کی اولاد کو خلف صالح بنائے اور ان کی یادگار تا دیر قائم رکھے۔ آمین۔

خوش میدہد نشان جلال و جمال یار
خوش میکند حکایت عزّ و وقار یار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے۔ ایس ہومیو فارمیسی کی ادویات ملنے کا بہترین مرکز

الشہاب ہومیو اسٹور و کلینک

ٹور آباد روڈ اقبال نگر میر پور خاص سندھ

فون نمبر 92-231-72774

ہر قسم کی ہومیو پیتھک، الیکٹرو ہومیو پیتھک، بایو کیمک ادویات اور

ہر مرض کے ہومیو پیتھک علاج معالجہ کے لئے تشریف لائیں

وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (القرآن)

محمدی

کریانہ مرچنٹ

پروپرائیٹر عبد القیوم، عبد المجید مغل

مچھلی مارکیٹ دوکان نمبر 1، میر پور خاص

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر دنیا بھر کے علماء کرام و شیوخ عظام کے مضامین اور مختلف اخبارات و جرائد کے اداریہ جنہوں نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی موت کو ایک المیہ قرار دیا۔

وفات حسرت آیات

جمع و ترتیب

مولانا محمد عمر کھوسہ حفظہ اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افتخار احمد الازہری ☆

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر آخرت

قضا کس کو نہیں آتی ہے یوں تو سب ہی مرتے ہیں
پر اس مرحوم کی بوئے کفن کچھ اور کہتی ہے

۸ رجنوری بروز پیر، نو بجے شب دنیا کا یہ عظیم انسان، فضل وکمال کا پیکر دار فانی سے منہ موڑ کر دارِ قرار کو سدھار رہا تھا۔ قرآن کا یہ مفسر، حدیث نبوی کا محدث، علم وعرفان کا مہتاب ایک عالم کو روشن کر کے سرزمین سندھ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ لیکن نہیں نہیں دنیا کے چاند اور سورج کی طرح نہیں کہ جب ڈوبیں تو تمام عالم تاریک کردیں بلکہ اس چراغ کی مثل کہ جس سے دوسرے چراغ روشن ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو دوام بخشے! **اللھم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه**

شاہ صاحب نے یکم جنوری کو جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص میں امتحان لینے کے لئے آنا تھا کہ اچانک طبیعت کی خرابی کی وجہ سے کراچی روانہ ہونا پڑا۔ حاجی محمد اسماعیل وکیل مہتمم جامعہ کے رابطہ سے شاہ صاحب نے معذرت کرلی۔ شاہ صاحب کو اکثر اوقات ہاتھ میں شدید تکلیف ہوا کرتی تھی جس کے باعث ان کا کراچی آنا جانا رہتا تھا۔ اسی سلسلہ میں شاہ صاحب کراچی آئے ہوئے تھے لیکن شاہ صاحب کو کیا معلوم کہ یہ ان کی زندگی کا آخری سفر ہے۔ شاہ صاحب بالکل صحت یاب ہوگئے تھے اور جماعتی کام کے سلسلہ میں اب مقیم تھے۔ شاہ صاحب نے ۸ رجنوری بروز پیر راشدی مسجد لیاری میں عشاء کی نماز کے بعد درس بھی دیا اور ساتھیوں سے ملاقات کے بعد شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ سے مل کر ہنگورا ہال جو راشدی مسجد کے قریب تھا آرام کے لئے چلے گئے اور شاہ صاحب کی عادت تھی کہ جب بھی کراچی علاج، جماعتی یا تبلیغی پروگرام کے لئے تشریف لاتے تو ہنگورا ہال میں رات کو آرام فرمایا کرتے تھے۔ شاہ صاحب جب آرام فرمانے لگے تو چند لمحوں بعد شاہ صاحب کے سر میں شدید درد اٹھا جو جان لیوا ثابت ہوا اور گھر والوں نے فوراً ڈاکٹروں کو اطلاع دی اور شیخ ناصر صاحب بھی اطلاع ملنے پر تشریف لے آئے۔ ان کی آمد تھی اور شاہ صاحب ہمیشہ ہمیشہ کے

☆ شیخ الحدیث جامعہ بحر العلوم السلفیہ میر پور خاص سندھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے دنیا سے رخصت ہو رہے تھے۔ شیخ صاحب شاہ صاحب کے ہر سفر میں ان کے ساتھی ہوتے تھے اور یہ حسن اتفاق تھا کہ شاہ صاحب کا سفر آخرت تھا اور شیخ صاحب حاضر تھے۔ مسافر نے ''الوداع اے زندگی الوداع'' کہا اور راہی عدم ہوا اور انہیں الوداع کہنے والے سب مغموم اور افسردہ تھے۔ ان کی آنکھیں پرنم تھیں اور دل رو رہے تھے۔ آپ کی موت کی خبر نہ صرف کراچی بلکہ پورے پاکستان میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ اور بی بی سی لندن نے اپنی تیسری مجلس کی نشریات میں شاہ صاحب کی موت کی خبر دیتے ہوئے کہا کہ ''دنیا کے تین عظیم محدث اور عالم دین میں سے ایک ممتاز عالم دین اور جمعیت اہلحدیث سندھ کے امیر رحلت فرما گئے۔'' ان کی عمر ۷۰ برس کی تھی۔ مرحوم کی میت رات کو ہی کراچی سے نیو سعید آباد پہنچادی گئی اور لوگ بھی رات کو ہی پہنچنا شروع ہو گئے۔

نماز ظہر کے بعد شیخ عبداللہ ناصر رحمانی صاحب ﷾ نے نہایت رقت آمیز اور پرسوز جہری قرأت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ سورۃ الفاتحہ کے بعد جب انہوں نے سورۃ الفجر کی آخری آیات

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (الفجر: ۲۷-۲۸)

تلاوت کیں تو کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو آنسو نہ بہارہی تھی۔ نماز جنازہ کے بعد شاہ صاحب کا آخری دیدار کروایا گیا جو تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہا، لوگوں کا اژدہام اس قدر تھا کہ سب کے سب اس شرف سے مشرف نہ ہو سکے۔ اس کے بعد میت کو نیو سعید آباد سے دو میل دور شمال کی جانب ان کے آبائی گاؤں پیر آف جھنڈا لے جایا گیا۔ وہاں بھی لوگ کثیر تعداد میں اپنے محسن کے آخری دیدار کے منتظر تھے چنانچہ ان کی خواہش کو پورا کیا گیا اور گاؤں والوں کے اصرار پر ایک مرتبہ پھر نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اس مرتبہ جماعت غرباء اہل حدیث کے ممتاز عالم دین شیخ عبدالرحمٰن سلفی ﷾ نے امامت کروائی۔ اس کے بعد شاہ صاحب کو ان کے برادرو بزرگ سید محب اللہ کے پہلو میں سپرد خاک کردیا گیا۔ اس طرح یہ خزانہ علم وفن اور عالم باعمل ہمیشہ کے لئے لاتعداد سوگواروں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

بچھڑا کچھ اس طرح کہ رت ہی بدل گئی
ایک شخص سارے شہر کو ویراں کر گیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب کو سپرد خاک کرنے سے پہلے مختلف علماء کرام نے اظہار خیال فرمایا اور شاہ صاحب کی موت کو ایک عظیم المیہ قرار دیا۔ جامعہ ابی بکر کراچی کے شیخ الحدیث نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ شاہ صاحب دنیا و دین کی ایک عظیم ہستی تھی جن کی اسماء الرجال پر گہری نظر تھی، علم و عمل، نور بصیرت اور انتہائی مضبوط قوت حافظہ سے مالا مال تھے اور کہا جب ہمیں کسی مسئلہ میں وقت محسوس ہوتی تو ہم شاہ صاحب کی طرف رجوع کرتے لیکن اب ہم......

شاہ صاحب دنیا کے اندر ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور صاحب فضل و کمال تھے۔ مفسر کتاب ہدیٰ، فنون عقلیہ ونقلیہ کے ماہر، خزانہ علوم القرآن، محب رسول، عربی، دلدادہ حدیث نبوی، حاضر جواب، مقرر شیریں بیاں، خطیب نکتہ طراز، خلوت گزیں، مجمع کمال اور گوشہ نشیں، محفل آراء دنیا اور اہل دنیا سے بے نیاز، دولت، ثروت سے مستغنیٰ، عربی کے ادیب اور شاعر، اردو کے ماہر مصنف، متوکل علی اللہ، مجمع فہم و تدبر، اسلامی فلسفہ میں یکتا، علم و مطالعہ کے علاوہ ہر شی سے لاتعلق اور اسلاف کی بے شمار خوبیوں کے حامل تھے۔

شاہ صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے والد جناب احسان اللہ راشدی رحمہ اللہ سے حاصل کی لیکن جب آپ کی عمر ۱۴ سال ہوئی تو آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔ ان کے بعد شاہ صاحب مختلف اساتذہ سے مختلف جگہوں پر اخذ فیض کرتے رہے۔ اور ہر فن کی کتب آخر تک پڑھیں اور شاہ صاحب نے علامہ شیخ ابو محمد عبدالحق بہاولپوری رحمہ اللہ، اور مفسر قرآن، امام المناظرین حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ اور عمدۃ المحدثین علامہ حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ سے اسناد حدیث حاصل کیں۔

فراغت کے بعد شاہ صاحب کی عمر ۲۳ سال کی ہوئی تو شاہ صاحب نے صرف ۳ ماہ میں قرآن پاک حفظ کرلیا اور اپنے قائم کردہ مدرسہ میں تدریس کا کام سرانجام دینے لگے۔ اس کے بعد دارالحدیث مکۃ المکرمۃ کی خواہش پر وہاں تشریف لے گئے اور وہاں درس کا سلسلہ جاری رہا اور پھر شیخ عبداللہ بن حمید رئیس مجلس القضاء الاعلیٰ کی درخواست پر معہد الحرام میں تقریباً دو سال تک تدریس کا کام سرانجام دیتے رہے۔ وطن واپسی پر تبلیغی اور تصنیفی کام شروع کیا۔

شاہ صاحب نے مستقل تدریس کا کام نہیں کیا جس کی وجہ سے آج سندھ علماء سے محروم ہے لیکن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب نے تبلیغ اور تصنیف کی طرف بہت توجہ دی اور آپ نے اپنی پوری عمر توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں گزاردی اور مختلف ممالک کے دورے کیے جن ممالک کے دورے کیے ان میں ہندوستان، بنگلہ دیش، کویت، سعودی عرب، الامارات المتحدہ العربیہ، شارجہ، دبئی، ابوظہبی، خورفقان، عجمان، برطانیہ، امریکہ، شامل ہیں۔ آپ جہاں بھی گئے توحید کی دعوت اور شرک کی تردید کرتے رہے۔

شاہ صاحب کی تصانیف کی تعداد اس وقت مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تقریباً پونے دو سو تک پہنچ چکی ہے جن میں عربی، اردو اور سندھی کتب شامل ہیں۔ شاہ صاحب نے عربی کتابوں کا رد بڑے محققانہ، عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں کیا ہے اور ایک کتاب "**وصول الالهام لاصول الاسلام**" عربی میں لکھی ہے جس میں ایک بھی نقطہ نہیں ہے اس کتاب سے شاہ صاحب کی عربی زبان پر دسترس کا صحیح اندازہ ہوتا ہے اور ایک کتاب منظوم ہے جو کہ عربی میں ہے۔

اس کے علاوہ شاہ صاحب کا سب سے بڑا اور اہم کارنامہ بدیع التفاسیر ہے جو کہ سندھی زبان میں ہے۔ اس کی دس جلدیں منظر عام پر آئیں ہیں اور تقریباً تیرہ سپارے مکمل ہوئے تھے کہ زندگی نے مزید آپ کا ساتھ نہ دیا اور لوگوں کے اصرار پر آپ نے بدیع التفاسیر کو عربی میں لکھنا شروع کر دیا تھا اور اس کا بھی مقدمہ لکھا جا چکا تھا۔

بعد میں بدیع التفاسیر کو مکمل کرنے کا ذمہ ان کے بیٹے محمد شاہ راشدی رحمہ اللہ نے لیا تھا جن کی کنیت سے وہ ابو محمد کہلاتے تھے، لیکن زندگی نے ان سے بھی وفا نہ کی اور وہ بھی جلد ہی داغ مفارقت دے گئے۔

اللهم اغفر له.

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو ہمت دے اور وہ اس موتیوں کی لڑی کو مکمل کرے اور شاہ صاحب کی طرح تفسیر کے علمی جواہر سے لوگوں کو مستفید کرے آمین۔

وہ عالم تھا مجاہد تھا، محدث تھا زمانے کا
وہ ہر میدان کا غازی تھا مجدد تھا زمانے کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد عبدالہادی العمری ☆

جمعیت اہلحدیث پاکستان کا عظیم نقصان

ماہ رواں پاکستان کی جمعیت اہلحدیث کو زبردست نقصان کا سامنا کرنا پڑا، کہ ایک ہی ماہ میں اس کی دو عظیم شخصیتیں انتقال کر گئیں۔ ایک کے انتقال سے علمی و روحانی سہارا ختم ہو گیا تو دوسرے کی جدائی سے مالی و انتظامی ستون منہدم ہو گیا اور کسی دینی جماعت یا تنظیم کے لئے یہی دو سہارے اہم ہوتے ہیں۔ اس طرح اگر ہم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی سندھی اور جناب میاں فضل حق صاحب کی وفات کے باعث پاکستان کی جماعت اہلحدیث کو یتیم کہیں تو یہ لفظ اپنی پوری معنویت کے ساتھ صادق آئے گا۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو نعم البدل عطا فرمائے اور اس صدمہ سے جانبر ہونے کی توفیق بخشے۔

۸ر جنوری ۱۹۹۶ء کی شب علم و عمل، زہد و تقویٰ کی چٹان علامہ سید بدیع الدین شاہ سندھی کا انتقال ہو گیا۔ شاہ صاحب کی وفات نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کے لئے ایک زبردست نقصان ہے۔ اس وقت اگرچہ کہ علماء کی تعداد میں کمی نہیں لیکن ان علماء کی قلت ہر شہر اور ملک میں محسوس کی جارہی ہے جو علم کے ساتھ تقویٰ و پرہیزگاری کا بھی پیکر ہوں۔ جنہیں حق گوئی و بیباکی میں حجاب نہ ہو۔ جس کے قلب و دماغ توحید و سنت سے سرشار ہوں اور جو علمی گہرائی اور حکیمانہ بصیرت سے سرفراز ہوں۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کا شمار ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔

راقم کی ان سے پہلی واقفیت مدینہ یونیورسٹی کی طالب علمی کے دوران ان کے علمی اور تحقیقی مضامین کے ذریعہ ہوئی اور پھر برطانیہ میں قیام کے دوران کئی مرتبہ شخصی ملاقاتوں کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ مختلف کانفرنسوں میں رفاقت کی سعادت بھی رہی۔ علامہ موصوف بلند پایہ عالم ہونے کے باوجود ہمارے ساتھ اس طرح مشفقانہ انداز میں پیش آیا کرتے گویا ہم بڑے اور وہ چھوٹے ہیں۔ جب بھی ملاقات ہوتی، یہی کشمکش رہتی، دل چاہتا کہ اپنے زنگ آلودہ قلب و دماغ کو ان جیسے اہل دل کی صحبت سے کچھ جلا بخشی

☆ ایڈیٹر ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم لندن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔ لیکن دوسری طرف سے بہ یک وقت پدرانہ محبت اور مدرسانہ شفقت کے اثرات ماحول کو بوجھل بنا دیتے۔ شاہ صاحب کے ساتھ نمازیں ادا کرنے کا خاص لطف آتا کہ نماز کے ہر رکن کی ادائیگی وہ بڑے اہتمام سے کیا کرتے۔ بلکہ موصوف سے میری پہلی واقفیت ان کے مضمون، ''**زیادہ الخشوع فی وضع الیدین بعد الرکوع**'' (رکوع کے بعد ہاتھ کیسے رکھے جائیں) کے ذریعہ ہوئی۔ شاہ صاحب چونکہ عربی میں بھی زبردست صلاحیت رکھتے تھے۔ یہ مضمون عربی میں تھا جو اس وقت بہت سے معیاری عربی پرچوں میں شائع ہوا۔ شاہ صاحب کی علمی گہرائی کا یہ عالم تھا کہ سندھی زبان میں تفسیر لکھنی شروع کی تو کئی جلدیں لکھ دیں۔ بلکہ تقریباً سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہی میں ایک جلد مکمل ہوگئی۔ بسم اللہ۔ کے جہر سے پڑھنے کے مسئلہ پر قلم اٹھایا تو بیسیوں صفحات لکھ ڈالے۔ شاہ صاحب کی یہ بڑی آرزو تھی کہ سندھی زبان جس کے بولنے والوں کی برصغیر میں بہت بڑی تعداد ہے اس میں ایک مستند اور معتبر تفسیر ہونی چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے خود اس کا بیڑا اٹھایا۔ چونکہ سندھی زبان آپ کی مادری زبان تھی اس لے اس میں تیزی سے کام بڑھتا گیا اور کئی جلدیں تیار ہوگئیں۔ لیکن موت اس سے زیادہ تیز ثابت ہوئی اور اس عظیم تفسیر کے تکملہ کی آپ کو مہلت نہ مل سکی۔ اس طرح یہ اہم علمی کام ادھورا ہی رہ گیا۔ کاش کوئی اسے مکمل کردے۔

شاہ صاحب دینی امور میں غیر ضروری مداہنت اور مصلحت پرستی کے سخت خلاف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ دین میں جب مصلحت پرستی اور تساہل کا دروازہ کھل جاتا ہے تو اس پر کنٹرول نہیں کیا جاسکتا، ورنہ آج کل بڑے بڑے دینی رہنما مصلحت کے نام پر وہ تمام کام اپنے لئے جائز کر ڈالتے ہیں جو ایک بے دین اور ناعاقبت اندیش کیا کرتا ہے۔ شاہ صاحب کی قدر و قیمت نہ صرف اردو اور سندھی دان حلقوں میں تھی بلکہ عربی حلقوں میں بھی آپ کی بڑی پذیرائی تھی۔ ایک مرتبہ خود راقم کا مشاہدہ ہے کہ برمنگھم کے ایک اجتماع میں شیخ محمد بن اسماعیل جو مصر کے مشہور سلفی تنظیم، انصار السنۃ المحمدیہ کے روح رواں ہیں وہ اور مختلف اہل علم عرب حضرات جمع تھے اور شاہ صاحب کے سامنے اس طرح بیٹھے مسائل دریافت کرتے رہے جیسے ایک بارعب استاذ کے روبرو عقیدتمند شاگرد بیٹھے ہوں اور نماز کا وقت آیا تو کیا مجال کہ شاہ صاحب کی موجودگی میں ان مختلف بارعب علماء میں سے کوئی امامت کے لئے آگے بڑھے اور برمنگھم ہی میں منعقدہ ایک کانفرنس میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرکت کے لئے جب شاہ صاحب کانفرنس ہال میں داخل ہوئے تو امام کعبہ شیخ ڈاکٹر صالح بن حمید نے کھڑے ہو کر ان کے لئے اپنے قریب جگہ بنائی اور کہتے رہے کہ ایک زیادہ علم والے کے سامنے میں کیا کہوں۔ ظاہر ہے ایک غیر عربی کے عرب کے اہل علم وفضل اس طرح عزت کریں تو ہمارے دل تو مسرت سے جھوم رہے تھے۔ اس لئے نہیں کہ شاہ صاحب کی عزت ہو رہی ہے بلکہ اس لئے کہ آج بھی عالم باعمل چاہے وہ کسی بھی علاقہ کا ہوں اس کے لئے اونچا مقام ہے۔

یوں تو شاہ صاحب کے عرب وعجم میں شاگردوں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے جن میں بعضوں کو اللہ نے بڑے اونچے مرتبوں پر فائز کیا بلکہ ائمہ حرم میں سے شیخ عمر السبیل شاہ صاحب کے براہ راست شاگرد ہیں اور مدینہ یونیورسٹی کے کچھ اساتذہ نے شاہ صاحب سے روایت حدیث کی اجازت بھی حاصل کی۔ شاہ صاحب پیشہ ور مولویوں کی طرح بہت بولنے کے عادی نہیں تھے بلکہ مجلس میں عموماً اس وقت گفتگو فرماتے جب ان سے دریافت کیا جاتا اور بات کو طول دیئے بغیر مکمل کر کے خاموش ہو جایا کرتے۔

شاہ صاحب کے صبر وضبط کا ایک واقعہ جو شاید زندگی بھر بھلایا نہ جا سکے۔ وہ جمعیت اہلحدیث کے دفتر برمنگھم میں پیش آیا۔ شاہ صاحب دو سال قبل جمعیت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی اسلامی دعوت کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ واپسی کے دن وہ دفتر میں بیٹھے تھے کہ پاکستان سے فون آیا اس میں ایک افسوسناک اطلاع تھی۔ شاہ صاحب رسیور رکھ کر صرف اللہ فضل کرے گا۔ اللہ خیر کرے گا کہتے رہے۔ چہرہ سے کچھ پریشانی کے آثار ہویدا تھے۔ یہ دیکھ کر ہمیں قدرے تشویش ہوئی اور ان سے فون کے متعلق دریافت کیا گیا لیکن وہ اپنا وہی جملہ دہراتے رہے کہ اللہ خیر کرے گا۔ پھر اس کے کچھ دیر بعد ایک کانفرنس میں شرکت کرنی تھی جس میں امام کعبہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ شاہ صاحب وہاں پہنچے اور امام صاحب کے ساتھ دعوتی امور پر گفتگو کرتے رہے۔ لیکن چہرہ سے لگتا تھا کہ کوئی غیر تسلی بخش کیفیت ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ وہاں سے حسب پروگرام ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔ پھر دوبارہ پاکستان سے فون آیا جس میں دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ شاہ صاحب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے جنازے کی تفصیلات طے کرنی ہیں۔ ہم نے پوچھا کیا شاہ صاحب کو پہلے فون میں یہ بات بتا دی گئی تھی تو کہا گیا کہ جی ہاں!

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اللہ صبر و عزیمت کی باتیں ہم بہت سنتے اور پڑھتے رہے لیکن صبر و ضبط کا مظاہرہ اس طرح بروقت بہت کم دیکھنے کا اتفاق ہوا ورنہ لوگ خوب چیخنے چلانے کے بعد تھک ہار کر صبر کرنے لگتے ہیں۔ لیکن اس طرح صبر کرنا یقیناً عزیمت والوں کا کام ہے۔ علم و عمل کی یہ شمع تقریباً ستر سال کی عمر میں اپنے پیدائشی علاقہ سندھ ہی میں بجھ گئی۔ اللہ جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ان تمام کمالات اور اوصاف حمیدہ کے باوجود شاہ صاحب کے انتقال کی خبر یہاں اخبار جنگ کے اندرونی صفحات میں ڈھائی سطر میں چھپی اور عجیب اتفاق کہ اسی دن پنجابی فلموں کے اداکار سلطان راہی کا بھی انتقال ہوا اور اسی اخبار کے پہلے صفحہ کے تین کالموں میں سرخی لگی۔ اور پھر اس کے لئے متعدد خصوصی ایڈیشن شایع کئے گئے اور سربراہ مملکت خداداد پاکستان سے لے کر عام آدمی تک رنج و غم میں ڈوبے بیانات دیتا رہا کہ ان کی موت سے پنجابی فلموں کا سنہری دور ختم ہوگیا۔ لیکن جن کی وفات سے علمی اور روحانی خلا پڑ گیا وہ موجودہ اخباری صحافت کی نظروں میں لائق التفات نہ تھا۔ لیکن اس کا کیا غم جس نے جس کے بھیجے ہوئے دین کے لئے محنتیں کیں وہ اجر و ثواب کا متمنی بھی اسی ذات اعلیٰ سے ہوسکتا ہے اور جس کی محنتیں دنیا کے لہو و لعب کے گرد گھومتی رہیں اس کو اپنی محنتوں کا صلہ بھی تو یہیں لینا ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد اسلم سیف فیروزپوری ﷫☆

سید بدیع الدین شاہ راشدی ﷫ کی رحلت

علماء کرام کا یکے بعد دیگرے سانحہ ارتحال شاید رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد پر مہر تصدیق ثبت کررہا ہے کہ قرب قیامت میں علماء کے اٹھ جانے سے علم اٹھ جائے گا۔ شاہ صاحب ''ایک خانوادہ علم وفضل کے چشم و چراغ تھے۔ سندھ میں رہتے ہوئے ایک پیر خانے سے متعلق ہونے کے باوجود کتاب وسنت کے ترجمان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب میں بے شمار اوصاف حمیدہ ودیعت فرمائے تھے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا وہ علم وفضل کے پیکر، تحقیق و دانش کے مجسم، توحید وسنت کے داعی، مسلک اہل حدیث کے ترجمان اور پاسبان تھے۔ سندھی اور اردو پر یکساں عبور حاصل تھا۔ قرآن پاک کی سندھی میں تفسیر لکھ رہے تھے شاید وہ تشنہ تکمیل ہی رہ گئی ہے ان کا کتب خانہ سندھ کے چند عظیم کتب خانوں میں سے ایک تھا اس میں بڑی نایاب اور نادر کتابیں ہیں مخطوطے بھی بکثرت موجود ہیں۔ بڑے بڑے جویائے علم ان سے استفادہ کرتے رہے ہیں سندھی زبان کے اونچے مقررین میں شمار ہوتے تھے۔ عربی اور اردو میں بھی بلاتامل، بلاتوقف، بلاتکلف خطاب فرماتے تھے۔

پاکستان بھر میں ان کے خطاب عام ہوتے تھے۔ ہندوستان میں بھی بعض مواقع پر ان کا ورود مسعود ہوا اور مسلمانان ہند تک ان کی توحید وسنت کا پیغام پہنچا۔ متحدہ عرب امارات بھی ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے رہے۔ یورپ کے بعض ممالک میں بھی ان کے تبلیغی سفر جاری رہے۔ کئی سال حرم بیت اللہ میں بھی قیام کی سعادت انہیں حاصل رہی۔ دنیا بھر کے مسلمانوں سے عربی اردو میں خطاب فرماتے رہے افسوس یہ ہے کہ ان کی صلبی اولاد میں ان کا کوئی علمی، دینی اور روحانی جانشین دکھائی نہیں دیتا۔ ان کے بڑے صاحبزادے نور اللہ راشدی صاحب علم تھے اور ایک سانحہ میں قتل ہو گئے۔

شاہ صاحب کا اصلاً تعلق راشدی سادات سے تھا تیسری چوتھی پشت سے پیر پگاڑا کا خاندان ان سے جدا ہو گیا بزرگوں کے روحانی ترکہ سے ان کے ہاتھوں میں علم (جھنڈا) آ گیا پیر آف جھنڈا کے نام سے مشہور ہوئے اور دوسرے فریق کے ہاتھ میں پگڑی آ گئی سندھی پگڑی کو پگارا کہتے ہیں وہ سندھ میں پیر آف

☆ مدیر جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن، معروف ادیب، مقالہ نگار۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پگارا کے نام سے معنون ہوئے۔ لیکن راشدیوں کی یہ گدی امیر المؤمنین سید احمد شہید رحمہ اللہ کے وہاں سے گزرنے کے بعد توحید وسنت کی علم بردار بن گئی لیکن پگاروں کی گدی عام گدیوں کی طرح بن کر رہ گئی۔ ویسے یہ دونوں خاندان باہم دیگر بہت احترام سے پیش آتے تھے اور آتے ہیں دونوں خاندان حریت ماب ہیں، شاہ مردان پیر آف پگاڑا کے والد محترم اپنے حر جانبازوں کی معیت میں انگریزوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ شاہ صاحب راشدی کے والد گرامی پیر احسان اللہ راشدی ہمیشہ سیاسیات میں انگریز کے خلاف برسر پیکار رہے۔

راشدیوں کا یہ کتب خانہ عرب وعجم کے اہل علم میں متعارف تھا۔ پیر احسان اللہ راشدی کی وفات پر علامہ سید سلمان ندوی مرحوم نے معارف اعظم گڑھ میں وفیات کے کالم میں بہت خوبصورت لکھا تھا اور ان کے کتب خانے کو خراج تحسین پیش کیا تھا راشدیوں کی یہ گدی دو توحید پرست گروپوں میں تقسیم ہوگئی اس گدی کے اہل حدیث جانشیں مرحوم سید محب اللہ شاہ راشدی تھے۔ گدی کے ایک حصہ پر ہمارے دیوبندی بزرگ براجمان ہیں۔ سید وھب اللہ شاہ ان کے جانشین تھے اللہ جانے وہ وفات پاگئے یا بقید حیات ہیں۔

ضلع لاڑکانہ، شکار پور، سکھر، نواب شاہ، حیدرآباد، میر پور اور ان کے دیہات میں پنجابی مہاجر اور سندھی بحمد للہ خاصی تعداد میں ہیں لیکن ضلع تھرپارکر میں اہل حدیثوں کے خاصے بڑے مراکز ہیں۔ یہ تمام اضلاع پیر صاحب کی تبلیغی جولان گاہ تھے۔ ہر ہر مقام تک پیر صاحب پہنچنے کی کوشش کرتے۔ صوبہ بھر میں ان کے شیدائیوں کا خاصا بڑا حلقہ بن گیا۔

پیر صاحب نے تحصیل علم کی ابتداء اپنے بزرگوں سے کی۔ زیادہ تر علوم مولانا عبدالحق محدث بہاولپوری نزیل مکہ مکرمہ سے پڑھے۔ حضرت العلام محدث روپڑی سے بھی انہیں شرف تلمذ حاصل تھا۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ان کی اٹھتی جوانی میں ان پر بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے اور ان کو بڑی بڑی کانفرنسوں میں اپنے ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔ پیر صاحب میں ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کے مصداق ذہانت وفطانت، فصاحت وبلاغت، جرات وشجاعت، شرافت ونجابت اور فہم وفراست بدرجہ اتم موجود تھی۔

ہمارے یہاں جامعہ کی متعدد کانفرنسوں میں شمولیت فرمائی۔ وہ لباس وخوراک میں بالکل سادہ بلکہ صحرائی انسان تھے دین دار لوگوں سے انہیں محبت تھی اہل توحید کا مرکز و مامن تھے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مرجع خلائق بنایا تھا۔ وہ متعدد کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ (بشکریہ ''ماہنامہ تفہیم الاسلام ماموں کانجن)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب گورداسپوری رحمہ اللہ

برصغیر کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت کا انتقال پرملال

ابھی ابھی اخبار نوائے وقت لاہور بابت ۱۱ر جنوری ۱۹۹۶ء میں خبر پڑھ کر دل کو سخت صدمہ ہوا کہ سید بدیع الدین شاہ پیر آف جھنڈا انتقال فرما گئے اور ان کا جنازہ غائبانہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں ادا کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ الجنۃ پیر صاحب جن کو مرحوم لکھتے ہوئے قلم کانپتا ہے۔ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ باب الاسلام سندھ کی تاریخی اہلحدیث یونیورسٹی کے چانسلر تھے۔ علمی اور روحانی طور پر ان کا بہت اونچا مقام تھا۔ حضرت پیر صاحب علیہ رحمۃ بیک وقت دور حاضرہ کے بہت بڑے مفسر، محدث، مناظر، خطیب اور بے مثال مقرر تھے۔ ان کی وفات سے جو جماعت کو نقصان پہنچا ہے بظاہر اس کی تلافی ناممکن ہے۔ لیکن مسلک حقہ اہلحدیث کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک دنیا میں موجود رکھنا ہے وہ اس تلافی کو دور کرنے پر قادر ہے۔ حضرت پیر صاحب مغفور کی زیارت اور ملاقات کا پہلا موقع آج سے ۵۵ سال پہلے انجمن اہلحدیث بٹالہ ضلع گورداسپور کے سالانہ جلسہ پر نصیب ہوا۔ پیر صاحب مرحوم حضرت مولانا عبدالخالق (رحمہ اللہ) محدث بہاولپوری (شیخ عبدالوکیل صاحب مدرس مکہ معظمہ احمد پوری سلمہ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی تھے) کے ہمراہ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ دو رائفل بردار خادم بھی تھے۔ رات کے اجلاس میں جب اسٹیج پر تشریف لائے۔ تو اسٹیج پر بڑے بڑے سلاطین علم اور اہلحدیث کی عظیم شخصیتیں موجود تھیں مثلاً شیخ الاسلام فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، علامۃ الدھر حضرت میر سیالکوٹی، محدث دوراں حافظ عبداللہ صاحب روپڑی، حضرت مولانا محمد دہلوی، حضرت مولانا عبدالحق صاحب محدث بہاولپوری رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر بڑے علمی مقام کے مالک لوگ موجود تھے۔

حضرت شیخ الاسلام نے کھڑے ہو کر اپنے پاس حضرت پیر صاحب کے لئے کرسی کا انتظام کیا اور آپ کے کندھوں پر تھپ تھپاتے ہوئے فرمایا یہ ہمارے مجاہد اعظم کا مجاہد بیٹا ہے۔ اللہ ان کو سلامت رکھے اور دین حق کی زیادہ سے زیادہ توفیق مرحمت فرمائے۔ تمام حاضرین نے بلند آواز سے آمین کہا۔ آج ان کی روح کو تڑپانے والی وفات کی خبر پڑھ کر وہ نصف صدی سے زائد کا واقعہ آنکھوں کے سامنے آیا تو آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔ ان پر بہت کچھ کہہ سکتا ہوں۔ اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور جماعت کو ان کا بدل دے۔ آمین ثم آمین۔

(بشکریہ ہفت روزہ ''اہلحدیث'' لاہور)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیل الرحمن قاضی حفظہ اللہ

حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

سانحہ ارتحال

حضرت مولانا سید ابومحمد بدیع الدین راشدی پچھلے دنوں، داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ جیسی نابغہ عصر اور نابغہ روزگار شخصیت کی وفات حسرت آیات پر جس قدر رنج والم کا اظہار کیا جائے کم ہے آپ کا یوں چلے جانا کسی سانحہ سے کم نہیں مگر قدرت کا اپنا نظام ہے جس سے کسی کو انکار و فرار کی گنجائش نہیں۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ہمیں ان کا علمی وارث بننے کی توفیق دے۔ شاہ صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ عصر حاضر میں محدثین کرام کے صحیح جانشین اور سلف صالحین کی نشانی تھے۔ علم وعمل کا مجموعہ اور بے پناہ خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ بلا کا قوت حافظہ تھا قوت فہم وبصیرت مثالی تھی۔ دین اسلام کی سربلندی اور مسلک حقہ اہلحدیث کی نشر واشاعت آپ کی زندگی کا نصب العین تھا۔ سندھ کے معروف علمی وسیاسی گھرانے (راشدی) کے آپ گل سرسبد تھے۔ ۱۲ر مئی ۱۹۲۶ء کو آپ پیر جھنڈو نامی بستی میں پیدا ہوئے جو کہ نیوسعید آباد سے دو میل آگے جانب شمال واقع ہے۔ آپ کے والد سید احسان شاہ راشدی اور آپ کے جد امجد سید ابوتراب رشد اللہ شاہ راشدی جھنڈے والے اپنے علم وفضل اور زہد وتقویٰ کی بنا پر پورے سندھ میں مشہور اور کتاب وسنت کے داعی تھے۔ سندھ پیری مریدی اور شرک وبدعات کا گڑھ تھا جگہ جگہ آستانے اور گدیاں آباد تھیں لوگ تقلید وجمود کی گرفت میں تھے ان حالات میں شاہ صاحب کے بزرگوں نے توحید وتقریر سے لوگوں کو مسلک حقہ اہلحدیث کی دعوت دی اور انہیں شرک وبدعات کی اندھیر نگریوں سے نکالنے میں اہم کردار ادا کیا اور سندھ میں توحید کا دیا روشن کیا۔ حضرت شاہ بدیع الدین راشدی چونکہ سفر وحضر میں آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ ہوتے تھے چنانچہ آپ کی تربیت میں والد گرامی کی شخصیت کے اثرات بہت نمایاں تھے اور آپ کی تربیت بھی انہی خطوط پر ہوئی جس پر

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے اسلاف گامزن تھے۔ آپ نے اپنی دعوت کا آغاز توحید کی اشاعت اور شرک و بدعت کی بیخ کنی سے کیا۔ چنانچہ اہل بدعت اور پیر پرستوں نے آپ کی مخالفت میں طوفان بدتمیزی برپا کر دیا۔ خطرناک نتائج کی دھمکیاں دینے لگے جب بات بنتی نظر نہ آئی تو لالچ وطمع کے جال پھینکنے لگے مگر شاہ صاحب کے پایہ استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی اور آپ پوری دلجمعی اور مزید حوصلے سے دعوت توحید کو عام کرنے لگے اور تبلیغ کا سلسلہ جاری وساری رکھنے پر کاربند رہے بالآخر آپ کی قربانیں رنگ لائیں اور اہل سندھ قرآن وحدیث کی دعوت سے آشنا ہونے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے توحید کا نور پورے سندھ میں پھیل گیا۔ (وللہ الحمد) اسی طرح آپ نے تقلید کے رد میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں اور **کشف الاختلاف فی رد الاحناف** کے نام سے ایک عربی رسالہ تحریر کیا جس میں **فاتحہ خلف الامام، آمین بالجهر، وضع الیدین علی الصدر** وغیرہ اہم مسائل کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا یہاں یہ امر دلچسپ ہے کہ شاہ صاحب کے جملہ اساتذہ باستثناء سید محب اللہ راشدی حنفی المذہب تھے اور آپ کو حدیث پڑھنے سے روکتے تھے یہ عذر تراشتے کہ حدیث بہت مشکل فن ہے آپ اسے نہیں سمجھ سکیں گے۔ مگر **ماشاءَ اللہ کان ومالم یشاء لم یکن** آپ کا حدیث پڑھنا مشیت الٰہی تھا آپ نے فن حدیث میں خوب مقام پایا۔ آپ نے علامہ ابومحمد عبدالحق بہاولپوری رحمہ اللہ سے سند حدیث حاصل کی اور پھر تقسیم ہند سے قبل آپ امرتسر تشریف لے گئے اور شیخ الاسلام امام المناظرین حضرت علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ اور فقیہ الوقت علامہ حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ سے اسناد حدیث حاصل کیں۔ درس وتدریس سے بھی آپ کو گہرا شغف تھا۔ زمانہ طالب علمی میں ہی آپ طالب علموں کو صرف ونحو اور حدیث کی کتابیں پڑھاتے تھے المدرسۃ المحمدیہ جس کا قیام آپ کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا اس میں بھی چند سال صحیح بخاری کا درس دیا اور پھر دارالحدیث مکۃ المکرمۃ میں دورہ حدیث پڑھانے کا شرف حاصل رہا اس طرح معہد الحرم میں بھی درس وتدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

چونکہ شاہ صاحب کا ذوق تحقیقی اور مزاج مناظرانہ تھا چنانچہ آپ اکثر وبیشتر اساتذہ اور علماء کرام سے بحث ومباحثہ کرتے رہتے بعدازاں یہی مباحثے مناظرے کی شکل اختیار کرتے چلے گئے اور شاہ صاحب کی آواز حق چاردانگ عالم سنائی دینے لگی آپ نے تمام اہم مسائل پر مناظرے کئے اور دلائل سے مسلک حقہ کو واضح کیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور باطل نظریات کا رد کیا۔ آپ کے چند مشہور مناظرے درج ذیل ہیں۔

ا۔ سانگھڑ کا مناظرہ: اس میں عرس، گیارہویں، نذر لغیر اللہ اور کرامات اولیاء کے موضوعات پر مناظرہ کیا گیا۔ آپ کے دلائل اس قدر پختہ اور ٹھوس تھے کہ مخالفین لاجواب ہو کر رہ گئے اور راہ فرار میں ہی عافیت جانی۔ اسی طرح وہاڑی میں فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر مناظرہ ہوا اور فریق مخالف آپ کے دلائل سن کر مبہوت ہو کر رہ گیا۔ شہداد کوٹ کے مناظرہ میں آپ نے مسئلہ توسل کا رد پیش کیا ایک اور مناظرہ میں آپ نے تقلید کے رد میں دلائل کے انبار لگا دیئے۔ الغرض آپ نے بے شمار مناظرے کئے جن کا تفصیلی ذکر یہاں محال ہے۔ نمونے کے طور پر چند ذکر کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تحریری مناظروں کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ الغرض شاہ صاحب کی دینی و علمی مسلکی اور تصنیفی خدمات اس قدر شاندار اور ان کا دائرہ کار اس قدر وسیع ہے کہ ان کا احاطہ کرنا محال ہے ہم تو یہاں ان کے چیدہ چیدہ کارہائے نمایاں زیر سطور لانے کی سعی کر رہے ہیں۔ آپ کے علمی فیضان سے صرف اہل پاکستان ہی نہیں اہل عرب بھی فیضیاب ہوئے اور عالم عرب میں آپ کو جو قدر و منزلت شرف و قبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آ سکی۔ تمام مشائخ اور علماء کرام آپ کی علمی صلاحیتوں کے معترف اور آپ کی صحبت کے متمنی رہتے تھے۔ شاہ صاحب ایک بہت بڑے ذاتی کتب خانے کے مالک بھی تھے جس میں دس ہزار سے زائد نادر و نایاب کتب موجود ہیں۔ ہر فن کی کتاب اس کتب خانے میں موجود ہے۔ شاہ صاحب خود بھی بڑے بلند پایہ ادیب اور مصنف تھے۔ آپ کا انداز تحریر بڑا جاندار اور موثر تھا۔ بڑی سلاست اور روانی سے عالمانہ و فاضلانہ اور محققانہ طور پر قلم اٹھاتے کہ کوئی پہلو تشنہ تکمیل نہ رہتا۔ آپ نے عربی اردو اور سندھی زبانوں میں قریب قریب ہر موضوع پر قلم اٹھایا۔ آپ کی تصانیف سو سے تجاوز کر چکی ہیں۔ جن میں سے نمونے کے طور پر چند کے نام درج ذیل ہیں۔ ۱۔ السمط الابریز حاشیة مسند عمر بن عبدالعزیز، ۲۔ عین الشین بترک رفع الیدین، ۳۔ اعفاء اللحی علی اعضاء اللحی، ۴۔ کشف المحو شرح هداية النحو، ۵۔ رفع الستر عن احکام الوتر یہ کتب عربی میں تھیں۔ سندھی میں ۱. ضرب الیدین علی منکر رفع الیدین ۲۔ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا ۳۔ سینہ پر ہاتھ باندھنا جبکہ اردو میں ۱۔ توحید خالص ۲۔ اتباع سنت ۳۔ مسلک

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث اور تقلید کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ کے چند مشہور اساتذہ اور تلامذہ کے اسماء گرامی۔

اساتذہ:

۱- الشیخ ثناء اللہ امرتسری، ۲- الشیخ حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی، ۳- الشیخ ابواسحاق نیک محمد، ۴- علامہ ابوسعید شرف الدین دہلوی، ۵- الشیخ عبیداللہ سندھی، ۶- الشیخ عبدالرحمٰن رامپوری

تلامذہ:

۱- الشیخ علی عامر یمنی مدیر دارالحدیث مکۃ المکرمۃ ۲- الشیخ عمر بن محمد بن عبداللہ بن سبیل (امام کعبہ) ۳- الشیخ عبدالقادر بن حبیب اللہ سندھی استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ ۴- شیخ حافظ فتحی محمد ۵- شیخ عبدالرب بن فیض اللہ، استاد دارالحدیث مکۃ المکرمۃ ۶- الشیخ عبدالعزیز نورستانی جامعہ اثریہ پشاور ۸- مولانا سید محمد شاہ راشدی ۹- مولانا سید نور اللہ شاہ راشدی ۱۰- مولانا سید رشد اللہ شاہ راشدی تینوں آخر الذکر آپ کے صاحبزادے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل اور جماعت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ (آمین) (بشکریہ ہفت روزہ اہلحدیث لاہور)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بشیر الطیب ﷾☆

شاہ بدیع الدین راشدی ﷫ کا سانحہ ارتحال

پاسبان مسلک اہلحدیث اور قوم کا عظیم سرمایہ جو کہ ایک ایک کر کے ہم سے جدا ہو گئے۔

علم کے گوہر اور مدبرانہ صلاحیتوں کے مالک وہ مسلک حقہ کی روح رواں شخصیات چند ہی ہفتوں میں جماعت کو یتیم کر گئیں، ابھی ایک ''غم بساط'' اکٹھی بھی نہیں ہوتی تھی تو دوسری دل فرسا خبر سنی جاتی رہی۔ جن کے غموں سے مرکزی جمعیت اہل حدیث کی کمر ٹیڑھی ہو کر رہ گئی ہے۔ ان شخصیات کی رحلت سے پیدا ہونے والا یہ خلا مدتوں پر نہیں ہوسکتا۔ کچھ دن قبل ہی یہ روح فرسا خبر سنی کہ حضرت مولانا شیخ الحدیث سلطان محمود ﷫ ہم کو محروم کر کے مالک حقیقی کو جا ملے ہیں، یہ خبر سن کر بہت صدمہ ہوا، باوجود اس کے راقم کو شیخ الحدیث سے شرف ملاقات نہ تھا، لیکن قدرتی طور پر ان کی نام اور علم وفضل کی وجہ سے ان سے محبت تھی، جب بھی ان کا نام آتا تو سر فخر سے اونچا ہو جاتا کہ الحمدللہ ہم میں اتنے بڑے شیخ الحدیث موجود ہیں جن کی تعریف اپنوں کے علاوہ ناقد بھی کرتے ہیں۔

چند دن ہی گذرے تھے کہ جماعت کے سرخیل، علم کے عظیم آفتاب اور شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی ﷫ کی خبر پاکستان سے محترم پروفیسر عبداللہ ناصر الرحمانی نے ٹیلیفون پر جناب عارف جاوید محمدی کو دی۔ انہوں نے اسی وقت میرے ساتھ رابطہ کیا اور بذریعہ ٹیلیفون مجھے خبر دی، جس کا آنا فاناً عرب دوستوں کو بھی پتہ چل گیا۔ میں نے عرب دوستوں کو بھی سخت افسردہ اور غم میں ڈوبا ہوا دیکھا۔ جو شیخ العرب والعجم کے بہت مداح تھے۔ ان یکے بعد دیگرے دونوں خبروں نے بہت غمگین کیا۔ اس وقت شدید احساس ہو رہا ہے کہ ہم قحط الرجال کے دور میں ہیں کیونکہ اب انگلیوں پر بھی گنتی سے ایسے بزرگ نہیں ملتے کہ جو ہمارے درمیان موجود ہوں۔

یہ علم کے عظیم گوہر تھے جو کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے گم ہو گئے اور ایسی صلاحیتوں کے مالک بیک وقت محدث، مدرس، مناظر ومقرر تھے اور جن کے علمی تبحر کے اغیار بھی معترف تھے۔

دو سال قبل جب محدث العصر سید بدیع الدین ﷫ کویت تشریف لائے اور انہوں نے جہاں

☆ فاضل درس نظامی، نائب امام مسجد خالد بن بکیر الجہراء (کویت)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربوں کے علاوہ ہمیں بھی اپنے دروس سے مستفید کیا اور شرف زیارت بخشا، وہاں کئی ایک محاضرات عربی اور اردو زبان میں بھی ہوئے۔

حضرت شاہ راشدی رحمہ اللہ نے فی البدیہہ خطابت سے جس طرح عربوں کو متاثر کیا یہ ان کا ہی خاصہ تھا۔عرب حضرت شاہ صاحب کے بہت مداح ہوئے باوجود اس کے کہ وہ پہلے ہی سے شاہ صاحب کے مدح خواں تھے، لیکن اب بالمشافہ سننے سے جوان پر اثر ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔میں نے کئی عرب دوستوں کو یہ کہتے سنا کہ سبحان اللہ شیخ بدیع فی الواقع ایک عظیم محدث ہے جو بغیر کتاب کے عربی عبارتوں کو اس طرح پڑھتے ہیں ویسا تو عرب بھی نہیں پڑھ سکتے۔عربوں کے علاوہ یہاں پاکستانی اور ہندی حنفی لوگ بھی بہت متاثر ہوئے۔آپ رحمہ اللہ کم گو تھے لیکن سوال کا جواب بروقت اور مدلل دیتے تھے اور ہر حدیث کو باحوالہ پیش کرتے اور دوسرے فقہ کی کتب کے صفحات تک بتاتے۔

آپ ایک مدبر اسکالر ہونے کے ساتھ ساتھ بااخلاق، خوش مزاج اور حق بات کہنے کے عادی تھے۔ جماعتی معاملات کے بارے میں بڑی کھلی سوچ کے مالک تھے۔گفتگو میں شائستگی اور اخلاص میں پختگی کا یہ عالم تھا کہ جو شخص آپ کے حلقہ میں ایک مرتبہ آتا تو آپ ہی کا ہو کر رہ جاتا۔آپ کے چہرہ سے رعب کی کرنیں نمایاں رہتی تھیں جس سے بڑے بڑے لوگ بھی خائف تھے اور آپ سے بات کرتے وقت لرزتے تھے۔

شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

پیر آف جھنڈا کی وفات حسرت آیات

یہ خبر بڑے کرب اور افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ پاکستان کے ممتاز عالم دین اور محقق العصر علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی گذشتہ دنوں دار فانی سے دار بقاء کو سدھار گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون.

آپ کی علمی، دینی اور ملی خدمات قابل قدر ہیں۔خاص کر صوبہ سندھ میں آپ نے اسلام کی دعوت وتبلیغ میں مثالی کام سرانجام دیا۔آپ کی رحلت سے پورے مسلمانوں کا ناقابل بیان نقصان ہوا ہے۔دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔آمین

ادارہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد

(بشکریہ ترجمان الحدیث)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی ﷾☆

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی باب الاسلام سندھ میں ذوالحجہ ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۲ مئی ۱۹۲۶ء کو پیر جھنڈوی نامی بستی میں پیدا ہوئے جو کہ نیوسعید اباد سے دو میل آگے جانب شمال واقع ہے جو مدتوں سے علماء کا مرکز اور صلحاء کا مخزن رہا ہے۔شاہ صاحب کے آباؤاجداد میں سید محمد راشد شاہ ایک نہایت ولی اللہ بزرگ گزرے ہیں جنھوں نے ساری زندگی اسلام کی تبلیغ اور خدمت میں گزاری ان کی وفات کے بعد ان کی پگڑی ان کے بیٹے سید حزب اللہ کو دے دی گئی اور جھنڈا دوسرے بیٹے سید محمد یٰسین شاہ کو اسی نسبت سے اس خاندان کی دو شاخیں معروف ہوگئیں۔ پیر آف پگاڑو، پیر آف جھنڈو، سید یٰسین شاہ سے سید احسان اللہ شاہ کے والد قرآن وحدیث کی تعلیمات کی تبلیغ وتدریس میں معروف رہے۔

سید احسان اللہ شاہ کے تین بیٹوں سید محبّ اللہ شاہ، سید بدیع الدین شاہ، سید محی الدین شاہ میں سے یہ منجھلے بیٹے تھے۔سید محمد راشد شاہ ولی اللہ خدا ترس متقی انسان تھے۔آپ کو جس عمل کے سنت ہونے کا علم و یقین ہوجاتا اس پر عمل پیرا ہوجاتے اور اس کی تعلیم وتبلیغ سود وزیاں سے بے نیاز ہوکر شروع کردیتے، اس جذبہ ایمان سے انہوں نے مدرسہ دارالرشاد بھی قائم کر رکھا تھا جس میں جملہ علوم وفنون کی تعلیم کا مکمل انتظام تھا۔ علامہ سید بدیع شاہ نے بھی جملہ تعلیم اسی مدرسہ میں حاصل کی۔ اس مدرسہ میں مولانا عبیداللہ سندھی جیسی فاضل شخصیت بھی مدرس رہی۔شاہ صاحب کے جملہ اساتذہ علمائے احناف تھے سوائے ان کے برادر بزرگ مولانا سید محبّ اللہ شاہ کے۔شاہ جی نے جملہ علوم کی تکمیل تو مدرسہ ہی میں کی لیکن حدیث کی سند حاصل کرنے کے لئے تقسیم ہند سے قبل وہ امرتسر تشریف لے گئے جہاں انہوں نے علامہ ثناء اللہ امرتسری حافظ عبداللہ محدث روپڑی، الشیخ ابواسحٰق نیک محمد علامہ ابوسعید شرف الدین دہلوی، الشیخ عبدالرحمٰن رامپوری سے فیض حاصل کر کے حدیث کی اجازت حاصل کی۔

۱۹۴۷ء کے بعد مولانا عبیداللہ سندھی کی خدمت میں حاضر ہوکر پارہ عم کی تفسیر کے سلسلے میں

☆ ضلع قصور کے معروف صحافی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استفادہ کیا اور ۲۳ سال کی عمر میں آپ نے صرف تین ماہ کے قلیل عرصہ میں مکمل قرآن مجید کو بھی یاد کرلیا تھا۔ پیر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خاندانی شرف وجاہت کے علاوہ غیر معمولی حافظہ، دعوت وتبلیغ کے ولولوں اور جذبوں، تصنیف وتالیف کے سلیقے اور اخلاق وکردار کی رفعتوں سے نوازا تھا۔ وہ ہر بات کو خوب پرکھتے جانچتے اور اسے دلائل کی میزان میں تولتے تمام ذخیرہ حدیث اور فقہ اسلامی کھلی کتاب کی طرح ان کے سامنے تھی حتیٰ کہ مجموعہ حدیث کے قلمی نسخوں پر بھی ان کی نظر تھی اس لئے بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ پاک و ہند ہی نہیں پورے عالم اسلام میں وسعت مطالعہ نقد وتحقیق کی بے پناہ صلاحیتوں کے اعتبار سے سید بدیع الدین شاہ جیسے عالم، محدث، محقق چند ایک ہی ہوں گے ان کی ذاتی لائبریری بھی بہت وسیع ہے جسے عالمی شہرت حاصل ہے کیونکہ اس میں حدیث وفقہ، اصول حدیث، اصول فقہ، اسماء الرجال، تفسیر اور تاریخ سیر سے متعلقہ بیشتر مطبوعہ کتابیں اور بہت سی غیر مطبوعہ کتب موجود ہیں جن کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ پوری دنیا سے محققین، اہل علم و اہل قلم اس لائبریری سے استفادہ کے لئے حاضر ہوتے ہیں درس و تدریس سے بھی آپ کو گہرا شغف تھا زمانہ طالب علمی میں ہی آپ طالب علموں کو صرف ونحو اور حدیث کی کتابیں پڑھاتے تھے۔ المدرسہ الحمدیہ جس کا قیام آپ کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا جس میں دوسرے مدرسین کے علاوہ خود بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ چند سال اس میں صحیح بخاری شریف کا درس بھی دیا۔ ان کی علمی قابلیت کی شہرت کو سن کر عرب ممالک کے طلباء بھی ان سے استفادے اور ان کے خوان علم کی ریزہ چینی کے لئے ان کے پاس آئے اور کئی کئی سال ان کے پاس مقیم رہتے ہوئے ان کے سرچشمہ علم سے فیض یاب ہوئے۔ بیس سال قبل علمی اور تحقیقی ذوق کے پیش نظر شیخ عبداللہ بن حمید رئیس مجلس القضاۃ الاعلیٰ سعودی عرب کی دعوت پر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے۔ دار الحدیث مکہ مکرمہ میں ایک سال اور معہد الحرم میں دو سال تک تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ اس دوران آپ کو بیت اللہ شریف میں قرآن و حدیث کا درس دینے کی خصوصی اجازت تھی وہاں ہزاروں تشنگان علم شاہی سعودی خاندان کے افراد سمیت یمنی، ترکی، شامی، افریقی ممالک وغیرہ کے طلباء واصحاب شامل ہیں جنہوں نے اپنی علمی وتحقیقی پیاس آپ کے ہاں سے بجھائی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ سید بدیع الدین شاہ کی مادری زبان سندھی تھی لیکن عربی، اردو زبانوں پر بھی انہیں مکمل عبور تھا یہی وجہ ہے کہ تینوں زبانوں میں آپ کی تحریر کردہ کتب تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب موجود ہیں۔ آپ کا انداز تحریر بڑا جاندار اور موثر تھا۔ بڑی سلاست اور روانی سے عالمانہ و فاضلانہ اور محققانہ طور پر قلم اٹھاتے کہ کوئی پہلو تشنہ تکمیل نہ رہتا۔ چند برسوں سے وہ قرآن پاک کی بدیع التفاسیر کے نام سے سندھی میں تفسیر لکھ رہے تھے جس کے تیرہ پارے مکمل ہو چکے ہیں جو ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں۔ چودھواں پارہ شروع تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ اور ۸/ جنوری ۱۹۹۶ء کو انتقال فرما گئے ان کے تلامذہ کی اندرون و بیرون ملک میں ہزاروں میں ہیں۔

(بشکریہ نوائے وقت لاہور، ۸/ جنوری ۲۰۰۲ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمن عاجز

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال

ایک اندوہناک خبر یہ ملی کہ علامہ سید بدیع الدین شاہ بھی دنیائے دوں سے عالم آخرت کی طرف رحلت فرماگئے رحمۃ اللہ علیہ آپ علم دین کے دریا تھے، بہت ساری کتابیں تصنیف فرمائیں، آپ علمائے حرمین میں بھی بخوبی متعارف تھے۔ آپ کی وفات سے انہیں بھی دلی قلق ہوا۔

ہے علم ہی اللہ کے نبیوں کی وراثت　　یہ علم ہی اللہ کے ولیوں کی ہے وراثت
ہوتی ہے جہاں علم شریعت کی اشاعت　　آتی ہے وہاں جھوم کے اللہ کی رحمت
ہوسکتی نہیں علم کی دولت پر قناعت　　اک علم ہے جائز ہے جہاں رشک و رقابت
وہ دل نہیں جنت ہے جو ہے علم سے روشن　　وہ گھر نہیں دوزخ ہے کہ ہے جس میں جہالت
اک عالم دین کا ہے دہن نافہ آہو　　کھلتا ہے وہ جس وقت بکھر جاتی ہے نکہت
مرجاتا ہے جو علم کی تحصیل میں عاجز　　اللہ سے پاتا ہے مقامات شہادت

اللہ تعالیٰ آپ کو خلد بریں میں انبیاء واولیاء، شہداء واتقیاء اور اصفیاء وعلماء کی صحبت نصیب فرمائے اور ہم سب کو بھی وہاں اپنے دیدار رشک بہار سے بھی متمتع فرمائے جو جملہ ''نعیم جنت'' سے اعلیٰ وبالا ہے۔

انسان قانون الٰہی کی زنجیر میں جکڑا ہوا موت کی دہلیز پر پڑا ہوا ہے۔

کل شئی ھالک قانون ہے اللہ کا　　جس میں مضمر ہیں رموز انقلاب زندگی
حیف چھاتا جارہا ہے رہگزاروں پر دھواں　　ہائے ڈھلتا جارہا ہے آفتاب زندگی
کررہی ہے کس طرح بن بن کے ہر موج حیات　　مٹ رہا ہے کیسے بن بن کر حباب زندگی
اختتام زندگی اور موت پر؟ ممکن نہیں　　موت تو خود کھولنے آتی ہے باب زندگی
قلزم ہستی کی گہرائی میں عاجز ڈوب کر　　موت سے تو کررہا ہے اکتساب زندگی
جانا ہی جب یاد نہیں پھر آنا بھی ناکام گیا　　آنے والا جائے گا آخر صبح گیا یا شام گیا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم شکیل الرحمن ناصر حفظہ اللہ

علم وعمل کا چراغ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

یہ خبر پاکستان سمیت پورے عالمِ اسلام میں بڑے رنج وغم کے ساتھ سنی گئی کہ موجودہ دور کا عظیم محدث حافظ الحدیث استاد العلماء السید بدیع الدین شاہ راشدی (پیر آف جھنڈا) انتقال فرما گئے۔ عالمِ اسلام میں اس وقت تین عظیم محدث موجود تھے جن سے لوگ دنیا کے کونے کونے سے آکر اپنی علمی پیاس بجھایا کرتے تھے ان میں مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ، دوسرے الشیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ اور سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ تینوں نے اس دور میں بڑے سے بڑے شرک و بدعت کے طوفان کا مقابلہ کیا خصوصاً سندھ میں جہاں کے لوگ اپنے آپ کو بڑے فخر کے ساتھ راجہ داہر کی اولاد کہلوایا کرتے تھے، شرک و بدعت میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو قرآن وحدیث کی تعلیمات سے روشناس کروایا، شاہ صاحب کے بزرگوں نے بھی مسلک کی خدمت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت کو پھیلانے کے لیے سندھ کے علاقوں جہاں میلوں پانی کا نشان تک نہیں ایسے دور دراز علاقوں میں دین اسلام کی کھری اور سچی دعوت کو پھیلانے میں مصروف رہے قرآن وحدیث سے باہر کی بات پر یقین نہ رکھتے تھے۔ ذاتی شان وشوکت سیاسی واخباری شہرت سے بہت دور تھے۔ زمانہ طالب علمی مین تعلیم کے ساتھ لگاؤ اور اساتذہ کا بہت احترام کرتے تھے ان کو مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ اور مولانا محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی کا شرف حاصل تھا۔

تحریری میدان میں بھی الحمدللہ بہت کام کیا ۱۲۵ کے قریب اردو، سندھی اور عربی میں تصانیف مرتب کیں موجودہ دنوں میں قرآن پاک کی تفسیر لکھ رہے تھے تیرہ سپارے مکمل ہو چکے تھے جن میں سے چند نسخے چھپ چکے ہیں یہ سندھی زبان میں لکھی ہے۔ ایک ایک سپارے کی تفسیر سینکڑوں صفحات پر مشتمل ہے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ لکھ رہے تھے ان کی لائبریری میں ہزاروں کی تعداد میں کتب دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے سینکڑوں سال پرانی کُتب بھی بڑے پیارے طریقے سے رکھی ہوئی تھیں ان کی لائبریری

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے مثال ہے راقم الحروف دوسرے دن پہنچا تو شاہ صاحب کے بیٹوں سے ملاقات ہوئی لوگ غم کی تصویر بنے ہوئے تھے ان کے بیٹوں کے ساتھ ان کے روحانی فرزند الشیخ عبداللہ ناصر الرحمانی بھی تھے اور وہ بھی شاہ صاحب کی جدائی میں نڈھال تھے شاہ صاحب کے بیٹے ہر بات پر الشیخ عبداللہ ناصر سے مشورہ کر رہے تھے۔ شاہ صاحب کے بڑے بیٹے سید محمد شاہ بھی اچھے علمی آدمی ہیں ان کے ساتھ لوگوں کا رش زیادہ ہونے کی وجہ سے تفصیلی ملاقات نہ ہو سکی۔

الحمدللہ شاہ صاحب نے سندھ میں تقریباً چھ سو کے قریب مساجد تعمیر کروائیں اور تھر کے علاقوں میں جہاں پانی نہیں ملتا وہاں پانی کے لئے کنویں بنوائے تاکہ لوگ وضو بھی کریں اور پیاس بھی بجھائیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ان کے لواحقین کو صبر کے ساتھ ساتھ اسی طرح کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح شاہ صاحب رحمہ اللہ نے کیا، آمین۔

(ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ احمد شاکر رحمہ اللہ ☆

حضرت سید بدیع الدین شاہ راشدی رحلت فرما گئے

محترم سید بدیع الدین شاہ راشدی (پیر آف جھنڈا) رحمہ اللہ کے انتقال کی خبر گزشتہ ہفتہ الاعتصام کے قارئین پڑھ چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

حضرت شاہ صاحب کے آباؤ اجداد میں سید محمد راشد شاہ ایک نہایت ولی اللہ بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے ساری زندگی اسلام کی تبلیغ اور خدمت میں گزاری۔ ان کی وفات کے بعد ان کی پگڑی ان کے بیٹے سید حزب اللہ شاہ کو دے دی گئی اور جھنڈا دوسرے بیٹے سید یٰسین کو۔ اس نسبت سے اس خاندان کی دو شاخیں معروف ہوگئیں۔ پیر آف پگاڑو، پیر آف جھنڈا۔ سید یٰسین شاہ رحمہ اللہ سے سید احسان اللہ۔ شاہ صاحب کے والد۔ تک تمام بزرگ مشرکانہ رسوم و رواج اور بدعات کی مخالفت، اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کی تبلیغ و تدریس میں مصروف رہے۔

سید احسان اللہ کے تین بیٹوں۔ سید محب اللہ شاہ، سید بدیع الدین شاہ، سید محی الدین شاہ رحمہم اللہ میں سے یہ منجھلے بیٹے تھے۔ سندھ میں راشدی خاندان عموماً اور ان میں سے پیر جھنڈو والے خصوصاً ایک ذی علم اور رُشد و ہدایت کے مرکز کے طور پر معروف ہیں۔ خصوصاً سندھ میں عمل بالحدیث کا رواج اور تعارف اس خاندان (پیر آف جھنڈو) کا رہینِ منت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ صاحب کے والد رحمہ اللہ کا لقب ہی ''سنت والا'' معروف ہوگیا تھا۔ اور وہ صرف اس لئے کہ انہیں جس عمل کے سنت ہونے کا علم و یقین ہوجاتا وہ اس پر عمل پیرا ہوجاتے اور اس کی تعلیم و تبلیغ سود وزیاں سے بے نیاز ہوکر شروع کردیتے۔ اس جذبے سے انہوں نے مدرسہ ''دارالرشاد'' بھی قائم کر رکھا تھا۔ جس میں جملہ علوم وفنون کی تعلیم کا مکمل انتظام تھا۔ حضرت بدیع الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی جملہ تعلیم اسی مدرسہ میں حاصل کی۔

اس مدرسہ میں مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ جیسی فاضل شخصیت بھی مدرس رہی۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے جملہ اساتذہ علمائے احناف تھے۔ سوائے ان کے برادرِ بزرگ مولانا سید محب اللہ شاہ رحمہ اللہ کے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے جملہ علوم کی تکمیل تو مدرسہ ہی میں کی لیکن حدیث کی سند حاصل کرنے کے لئے وہ امرتسر

☆ مدیر ہفت روزہ الاعتصام لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف لے گئے۔ جہاں انہوں نے مولانا ثناء اللہ امرتسری، حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ اور مولانا نیک محمد رحمہ اللہ سے اجازت حاصل کی۔ ۴۷ء کے بعد گردش ایام سے جب مولانا ابوسعید شرف الدین رحمہ اللہ مدرسہ ''دارالرشاد'' میں مسندِ حدیث پر جلوہ آرا ہوئے تو پھر ان سے بھی سند حاصل کی۔ مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر پارہ عم کی تفسیر کے سلسلہ میں استفادہ بھی کیا۔ ۲۳ سال کی عمر میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے صرف ۳ ماہ کے قلیل عرصہ میں قرآن حکیم بھی یاد کرلیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحب کو غیر معمولی حافظہ، نادر ذہانت، اخاذ ذہن اور مضبوط قوتِ استحضار کی نعمتوں سے نواز رکھا تھا۔ مسائل کے مالہ و ماعلیہ پر ان کی نظر بہت وسیع تھی۔ اور ہر وقت دلیل مہیا کرنے میں ان جیسا صاحب علم کوئی کم ہی ہم نے دیکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی رائے ہمیشہ واضح اور دو ٹوک ہوتی تھی۔ اپنی رائے پر اعتماد تو وہ بے پناہ رکھتے تھے لیکن اس پر اصرار کے بجائے مخاطب سے دلائل طلب کرتے اور جب کسی صحیح حدیث یا دلیل سے ان کو اطمینان اور تشفی ہوجاتی تو اپنی رائے فوراً تبدیل کرلیتے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات لوگوں تک پہنچانے اور اللہ کی مخلوق کو جہنم کی آگ سے بچانے کی خواہش و کوشش اور ان کی ہدایت کیلئے دعا و دعوت کرتے رہنے والی انبیاء کی صفت سے موصوف تھے۔ دینی لحاظ سے پسماندہ خصوصاً سندھ کے دُور دراز علاقوں میں ان کی خدمات بے مثال ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ جب تقریر فرماتے تو ان کا علم بے کراں نظر آتا اور جب مناظرہ کرتے تو دلائل کا انبار لگادیتے۔

ایسے ہی تحریر میں بھی ان کے بیان کی روانی اور علم کی جولانی بلا کی ہوتی تھی۔ چند سال قبل تک ان کی ۶۰ تصانیف عربی ۲۸ سندھی اور ۱۹ اردو میں تھیں جو اکثر مختلف اوقات میں طبع ہوچکی ہیں اب چند برسوں سے وہ بدیع التفاسیر کے نام سے سندھی میں تفسیر لکھ رہے تھے جس کے ۱۳ پارے ہوچکے ہیں جو ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں۔ چودواں پارہ شروع تھا کہ بلاوا آگیا۔ ایسے ہی ان کا کتب خانہ بھی عدیم المثال ہے جس میں بلاشبہ ہزاروں کتب بلکہ امہات الکتب (کتب حوالہ) ہیں مخطوطات اور ان کی فوٹو کاپیاں بھی ان کے اس کتب خانہ کا امتیاز ہیں۔ ایسے ہی اب وہ نیو سعید آباد میں ایک وسیع و عریض یونیورسٹی (درسگاہ) کی تعمیر شروع کئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پس ماندگان کو اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

علم ان کی زندگی، مطالعہ ان کی خوراک اور توکل وقناعت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، ہر حال میں وہ اللہ سے راضی اور اس کا شکر ہی ادا کرتے رہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نئی تصانیف اور تازہ مطبوعات کی تلاش انہیں ہمیشہ رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی یہاں لاہور تشریف لاتے تو اُردو بازار کے کتب خانوں میں ضرور تشریف لے جاتے۔ شاہ صاحب طبعاً نیک سرشت اور سادہ دل تھے۔ اکھاڑ پچھاڑ، سیاسی داؤ پیچ اور تنظیمی تگ وتاز سے نا آشنا صاف گو، اعتماد کرنے والے بلکہ دین کے نام پر تو فوراً اعتماد کر جانے والی شخصیت تھے۔ اپنی اسی خوبی یا کمزوری کی وجہ سے عمر بھر وہ ''مہربانوں'' کے چرکے کھاتے اور دکھ اٹھاتے رہے۔

جماعت کے تنظیمی معاملات سے ان کو کبھی دلچسپی نہیں رہی۔ ہاں ان کے نیازمندوں نے ایک بار ان کو اتحاد کا مژدہ سنا کر کچھ عرصہ کے لئے ان کو امیر نامزد کیا۔ لیکن جب مقصود (اتحاد) حاصل ہوتا دکھائی نہ دیا تو انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔

تعزیت کے سلسلے میں راقم الحروف سید بدیع الدین شاہ صاحب کی رہائش گاہ پر حاضر ہوا تو ان کے دو بیٹوں سے ملاقات ہوئی۔ بڑے بیٹے محمد شاہ کے بارے میں معلوم ہوا کہ فاضل شخصیت ہیں۔ دوسرے بیٹے رشد اللہ شاہ کے متعلق بھی پتہ چلا کہ ماشاءاللہ دینی علوم سے بہرہ ور ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا فرمائے کہ ان کے جاری کئے ہوئے صدقات جاری رہ سکیں اور ان کے لئے زادِ آخرت بنیں۔ آمین یارب العالمین۔ (بشکریہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمود احمد غضنفر ﷾☆

سبیل الموت غایۃ کل حیی!

سید بدیع الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ پیر آف جھنڈا کا سانحۂ ارتحال

جماعت اہلحدیث کے نابغۂ روزگار عالمِ دین، مفسرِ قرآن، محدث، محقق، مصنف، سنت کے شیدائی، توحید کے داعی، قامع شرک و بدعت، راست گوئی، مستقل مزاجی اور دینی حمیت کے خوگر جناب سید بدیع الدین شاہ پیر آف جھنڈا سندھ مختصر علالت کے بعد ستر سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

شاہ صاحب نے عربی، اردو اور سندھی زبان میں مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ اور اب قرآنِ حکیم کی مفصل تفسیر (بدیع التفاسیر) کے نام سے سندھی زبان میں تحریر کر رہے تھے۔ ابھی اس عظیم الشان تفسیر کے تیرہ پارے ہی مکمل ہو پائے تھے کہ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اس تفسیر کا چرچا پاکستان کے علاوہ عرب ممالک کے علمی حلقوں میں بھی ہو رہا تھا۔ بعض علم دوست عرب احباب نے مرحوم سے مطالبہ کیا کہ یہ تفسیر عربی زبان میں بھی تحریر کریں تاکہ عرب دُنیا بھی اس علمی ذخیرے سے استفادہ کر سکے۔ شاہ صاحب نے ان مخلص احباب کا مطالبہ منظور کرتے ہوئے عربی زبان میں بھی مفصل تفسیر لکھنے کی حامی بھر لی تھی۔ لیکن اجل نے مہلت نہ دی۔

دو سال قبل شاہ صاحب تبلیغی دورے پر برطانیہ تشریف لے گئے، راقم الحروف کو اس دورے میں ان کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کی سالانہ دعوتی کانفرنس برمنگھم میں آپ نے مفصل خطاب کیا جو کتاب وسنت کے دلائل سے مزین تھا۔ آپ کا نام سن کر برطانیہ کے مختلف شہروں سے سینکڑوں نوجوان برمنگھم پہنچے ان کے سامنے عربی زبان میں مفصل خطاب کیا انگلش میں ترجمانی کے فرائض امریکہ سے آئے ہوئے سلفی نوجوان ڈاکٹر علی تمیمی نے سرانجام دیئے۔ یہ نوجوان امریکہ میں سلفی دعوت کی پرچار میں دن رات مصروف ہیں۔

☆ سابق مدیر اعلیٰ تنظیم اہلحدیث لاہور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برطانیہ میں بڑی تیزی سے کالجز اور یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم نوجوان کتاب وسنت کی تعلیمات کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔

اجتماع میں تقریباً سبھی نوجوان اسلامی لباس اور متشرع شکل سے آراستہ دیکھ کر خوشگوار تاثر پیدا ہوا۔

مجھے یہ جان کر بھی خوشی محسوس ہوئی کہ جب موجودہ دور کے متجر عالم دین علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سے یہ دریافت کیا گیا کہ آپ کی عدم موجودگی میں علمی تشنگی کو دور کرنے کے لیے کس سے رابطہ کیا جائے تو انہوں نے بے ساختہ یہ جواب دیا کہ سید بدیع الدین شاہ سے رابطہ کیا جائے بلاشبہ یہ شاہ صاحب کے علم کا برملا اعتراف ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ شاہ صاحب کی علمی خدمات کو قبول فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

(بشکریہ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور ۲۶ جنوری ۱۹۹۶ء)

(وفات حسرت آیات)

ہم نہایت رنج وغم کے ساتھ آپ کو یہ خبر دے رہے ہیں کہ پاکستان سے بذریعہ فیکس یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ شیخ الحدیث علامہ بدیع الدین شاہ راشدی کا ۸/جنوری ۹۶ء مطابق ۱۷/شعبان ۱۴۱۶ھ بروز منگل کراچی میں انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف پاکستان کے علاقہ سندھ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا خاندان بیحد شہرت کا حامل ہے، آپ علم وفن اور تقویٰ وطہارت میں سلف کا نمونہ تھے، اسی طرح علوم شرعیہ اور بالخصوص تفسیر حدیث اور عقیدہ وغیرہ علوم میں عمیق و ماہرانہ نظر تھی، مسجد حرام میں آپ کو طویل عرصہ تک تدریس وتبلیغ کا شرف حاصل رہا، آپ کی وفات دینی وعلمی حلقوں کا زبردست سانحہ ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے آمین۔

جامعہ سلفیہ بنارس (ہند) کے اراکین واساتذہ اور طلبہ مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ آئندہ ان شاءاللہ موصوف کے حالات زندگی پر مفصل روشنی ڈالی جائے گی۔ (ادارہ)

(بشکریہ ماہنامہ محدث فروری ۱۹۹۶ء بنارس ہندوستان)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی کا سانحۂ ارتحال

یہ خبر نہایت حزن و ملال سے سنی جائے گی کہ پاکستان کی معروف علمی شخصیت اور وادیٔ سندھ کے راشدی خاندان کے علمی ورثہ کے امین حضرت سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی پیر آف جھنڈا مورخہ ۸/ جنوری ۱۹۹۶ء کو بروز سوموار رات دس بجے قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رئیس التحریر "حرمین" علامہ محمد مدنی نے ان کی وفات پر گہرے دکھ اور رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا ہے کہ شاہ صاحب پاکستان ہی میں نہیں، بلکہ پوری اسلامی دنیا میں انتہائی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، آپ کا علمی مقام مسلّمہ تھا اور آپ کی دینی خدمات ہم سب کے لیے قابلِ رشک!...... ویسے تو موت ہر ذی روح کا مقدر ہے، تاہم ان کی وفات سے علمی دنیا میں جو بہت بڑا خلا واقع ہوا ہے، شاید مدتوں پُر نہ ہو سکے۔ انہوں نے کہا، گزشتہ سال ان کے بھائی سید محبّ اللہ شاہ صاحب راشدی اللہ کو پیارے ہو گئے تھے اور اب شاہ صاحب عالمِ جاودانی کو سدھار گئے ہیں۔ انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ جماعت کی حالت پر رحم فرمائے، تھوڑے ہی عرصہ میں اسے اپنے علماء و زعماء کی وفات کے پے در پے صدمات سہنے پڑے ہیں۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے کہ اعلیٰ علیین میں مقامِ رفیع عطا فرمائے۔

اللهم اغفرلهٗ وارحمه وعافهٖ واعف عنه. آمین ثم آمین!

(بشکریہ حرمین فروری ۱۹۹۶ء)

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر
جمعیت اہلحدیث بریڈفورڈ (انگلینڈ) میں تعزیتی اجلاس

گذشتہ روز جمعیت اہلحدیث بریڈفورڈ کا ایک اجلاس جامع مسجد اہلحدیث کیمڈن ٹیرس بریڈفورڈ ۸ میں منعقد ہوا جس میں پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی پیر آف جھنڈا صاحب کی وفات پر گہرے رنج و افسوس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اظہار کیا گیا۔ عالم اسلام کی وہ علمی شخصیت جن کے علم سے لاکھوں فرزندان توحید نے فیض حاصل کیا۔ سال باسال تک شاہ صاحب حرم شریف میں درس قرآن وحدیث دیتے رہے۔ آخر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ موت اٹل ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان خیالات کا اظہار مولانا منیر قاسم خطیب جامع مسجد محمدی نے کیا۔ جمعیت اہلحدیث بریڈفورڈ کے جنرل سیکریٹری حاجی شوکت علی نے شاہ صاحب کی وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا اظہار کیا جس کا ازالہ مستقبل قریب میں ناممکن ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی علمی اور دینی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے شرکاء اجلاس کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ شاہ صاحب سے علمی فیض حاصل کرنے والے ہزاروں نوجوان اسکالر، انجینئرز آج برطانیہ اور امریکہ و یورپ کے کونے کونے میں تبلیغ اسلام کی دعوت میں مصروف عمل ہیں جو کہ شاہ صاحب کا صدقہ جاریہ ہے۔

نماز جمعہ کے بعد پیر سید بدیع الدین شاہ صاحب کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ آہوں اور سسکیوں میں بارگاہ خداوندی میں مرحوم کے لئے دعا مغفرت کی گئی اور بلندی درجات کی دعائیں کی گئیں۔ اللہ پاک انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے (آمین) جمعیت کے احباب صوفی عبدالمالک، میر صفدر علی، سلیم خان، حاجی عبدالغفور، نواب علی، سجاول خان، برکت علی، محمد رمضان، حمید اختر اور دیگر احباب نے شاہ صاحب کی وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا۔ نیز احباب نے میاں فضل حق جنرل سیکریٹری جمعیت اہل حدیث پاکستان کی وفات پر اپنی دلی تعزیت کا اظہار کیا۔

مولانا عارف جاوید محمدی ﷾ (لجنة دعوة الجاليات۔ كويت)

علامہ سید بدیع الدین راشدی (سندھ پاکستان) کی وفات

مورخہ ۸؍جنوری ۱۹۹۶ء بروز پیر برادر مکرم الشیخ عبداللہ ناصر الرحمانی ﷾ نے فون پر اطلاع دی کہ عالم ربانی اور دنیائے اسلام کے ممتاز عالم دین علامہ السید بدیع الدین شاہ الراشدی ہمیں داغ مفارقت دے کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو اب وہ بھی خموش ہے

یہ اندوہناک خبر دل و دماغ پر بجلی بن کر گری قحط الرجال کے اس دور میں ایسی نابغۂ روزگار ہستی کا دنیا سے چلا جانا علم و اہل علم کے لئے کسی بڑی مصیبت سے کم نہیں۔ اور سچ ہے کہ "موت العالِم موت العالَم" مدتوں بعد ایسی شخصیات پیدا ہوتی ہیں۔

السید الراشدی اس علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے جنہوں نے سرزمین سندھ میں توحید و سنت کی شمع فروزاں کی جس کی روشنی سے نہ صرف سندھ بلکہ پورے عالم نے رہنمائی حاصل کی۔ حضرت پیر صاحب کے والد ماجد السید احسان اللہ الراشدی بھی اپنے دور کی اہم شخصیت تھی۔

حضرت پیر صاحب بیک وقت محدث بھی تھے فقیہ بھی، محقق بھی تھے خطیب بھی...... مدرس بھی اور مبلغ بھی۔ نیز علم الرجال کے علاوہ کتاب اللہ کے حافظ اور شب زندہ دار بھی تھے۔ وہ اپنے دور کے مرجع خلائق تھے۔ ان کی یادگاریں ان کا علمی مکتبہ ہے جس میں لاکھوں علمی کتب اور سینکڑوں مخطوطات موجود ہیں۔ انہوں نے بہت سے علمی موضوعات پر قلم اٹھایا۔ اور عربی اردو اور سندھی میں کئی کتب تصنیف فرمائیں۔ وہ ساری عمر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی خدمت میں گذار کر راہی ملک بقا ہوئے۔ تقبل اللہ جهوده الطيبة

ما کان قیس هلکه هلک واحدٍ
ولکنه بنیان قومٍ تهدّما

کویت میں موجود تمام احباب نے اس صدمے کو شدت سے محسوس کیا۔ "لجنة دعوة الجاليات" کی طرف سے مختلف مساجد میں نماز جمعہ کے بعد حضرت شاہ صاحب کی غائبانہ نماز جنازہ کا اہتمام کیا گیا۔ اسی دن بعد نماز مغرب مسجد شاہ کویت سٹی میں نماز جنازہ سے قبل برادر عزیز الشیخ عبدالخالق محمد صادق صاحب اور فضیلۃ الشیخ صلاح الدین مقبول صاحب نے شاہ صاحب کی علمی و دینی خدمات کا تذکرہ کیا۔ غفر اللہ لہٗ واسکنه فسيح جناته. آمین۔

راقم الحروف اور جملہ احباب حضرت شاہ صاحب کے پسماندگان اور احباب جماعت کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت پیر صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (بشکریہ ماہنامہ السراج نیپال فروری، مارچ ۹۶ء)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالاحتشام حمزہ طور ﷾☆

شیخ العرب والعجم

مولانا پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

علمائے کرام کا یکے بعد دیگرے سانحہ ارتحال شاید رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے۔ کہ قرب قیامت میں علماء کے اٹھ جانے سے علم اٹھ جائے گا۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ ایک خونوادہ علم و فضل کے چشم و چراغ تھے۔ سندھ میں رہتے ہوئے ایک پیر خانے سے متعلق ہونے کے باوجود کتاب و سنت کے ترجمان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب رحمہ اللہ میں بے شمار اوصاف حمیدہ ودیعت فرمائے تھے۔ بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ علم و فضل کے پیکر تحقیق و دانش کے مجسم، توحید و سنت کے داعی، مسلک اہل حدیث کے ترجمان اور پاسبان تھے۔ سندھی اور اردو پر یکساں عبور حاصل تھا۔ قرآن پاک کی سندھی میں تفسیر لکھ رہے تھے۔ لیکن وہ تشنۂ تکمیل ہی رہ گئی ہے۔ ان کا کتب خانہ سندھ تو کیا بلکہ پورے ملک کے چند عظیم کتب خانوں میں سے ایک تھا۔ اس میں بڑی نایاب اور نادر کتابیں ہیں مخطوطے بھی بکثرت موجود ہیں۔ بڑے بڑے جویائے علم ان سے استفادہ کرتے رہے اور کر رہے ہیں اور کریں گے۔ سندھی زبان کے اونچے مقررین میں شمار تھے۔ عربی اور اردو میں بھی بلا تامل، بلا توقف، بلا تکلف خطاب فرماتے تھے۔ راقم الحروف ان کی زندگی میں کراچی گیا۔ دل میں ملاقات کی خواہش لیے ہوئے کہ شرف زیارت ہو جائے۔ ان کی مسجد کا رخ کیا مگر ملاقات نہ ہو سکی۔ اور ملاقات کی تمنا ہی لیے ہوئے واپس پنجاب لوٹا۔ جو کہ بہت دکھ کا لمحہ تھا۔ بعد ازاں ان کے پنجاب آنے کا انتظار کرتا رہا۔ تو مرکز طیبہ مریدکے میں شاہ صاحب رحمہ اللہ کی آمد کا معلوم ہوا۔ تو اسی طرح پھر ملاقات کی تمنا دل میں لئے ہوئے سفر پر رواں دواں ہوا۔ لیکن آخر کار بلمشافہ ان سے ملاقات کا شرف نہ حاصل ہو سکا۔ مایوسی کے عالم میں پھر گامزن منزل ہوا پورا سال انتظار کیا کہ کہیں شاہ صاحب رحمہ اللہ کی پنجاب میں آمد ہو۔ کہیں بھی ان کا قریب ترین پروگرام نہ سن سکا۔ آخر کار آئندہ سال مرکز طیبہ مریدکے

☆ ناظم ادارۂ نصر الائمہ پاکستان گوجرانوالہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں محترم شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ مولانا پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ اور ولی کامل حضرت حافظ محمد یحییٰ صاحب مدظلہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور تب جا کر دل کو سکون پہنچا۔

پاکستان بھر میں ان کے خطاب عام ہوتے تھے۔ ہندوستان میں بھی بعض مواقع پر ان کا ورود مسعود ہوا اور مسلمانانِ ہند تک ان کی توحید کا پیغام پہنچا۔ متحدہ عرب امارات بھی ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے رہے۔ یورپ کے بعض ممالک میں بھی ان کے تبلیغی سفر جاری رہے۔ کئی سال حرم بیت اللہ میں بھی قیام کی سعادت انہیں حاصل رہی۔ دنیا بھر کے مسلمانوں سے عربی اردو میں خطاب فرماتے رہے۔ افسوس یہ ہے کہ ان کی صلبی اولاد میں ان کا کوئی علمی، دینی اور روحانی جانشین دکھائی نہیں دیتا۔ ان کے بڑے صاحبزادے نور اللہ راشدی صاحب علم تھے۔ اور ایک سانحہ میں قتل ہو گئے۔ ہاں البتہ ان کے شاگردوں کی بڑی تعداد ہے۔ جن میں سے مایہ ناز اور جید علمائے دین اور شیوخ کی کافی تعداد ہے۔ جن میں سے جماعت کے پائے کے عالم مفکر اور شیخ الحدیث محترم مولانا عبداللہ ناصر رحمانی صاحب امیر جمعیت اہل حدیث سندھ اور میرے قابل قدر دوست ابوخزیمہ الشیخ محترم مولانا محمد حسین الظاہری صاحب آف اوکاڑہ اور کئی ایک اس طرح کے علمائے کرام شامل ہیں۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ کا اصلاً تعلق راشدی سادات سے تھا۔ تیسری چوتھی پشت سے پیر پگاڑا کا خاندان ان سے جدا ہو گیا۔ بزرگوں کے روحانی ترکہ سے ان کے ہاتھوں میں علم (جھنڈا) آ گیا پیر آف جھنڈا کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور دوسرے فریق کے ہاتھ میں پگڑی آ گئی۔ سندھی پگڑی کو پگارا کہتے ہیں۔ وہ سندھ میں پیر آف پگارا کے نام سے معنون ہوئے۔ لیکن راشدیوں کی یہ گدی امیر المؤمنین سید احمد شہید رحمہ اللہ کے وہاں سے گزرنے کے بعد توحید وسنت کی علم بردار بن گئی۔ لیکن پگاڑوں کی گدی عام گدیوں کی طرح بن کر رہ گئی۔ ویسے یہ دونوں خاندان باہم دیگر بہت احترام سے پیش آتے تھے۔ اور آتے ہیں دونوں خاندان حریت مآب ہیں۔ شاہ مرادن پیر آف پگارا کے والد محترم اپنے حر جانبازوں کی معیت میں انگریزوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ شاہ صاحب راشدی کے والد گرامی پیر احسان اللہ راشدی ہمیشہ سیاست میں انگریز کے خلاف برسرِ پیکار رہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راشدیوں کا وہ کتب خانہ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ راشدیوں کا یہ کتب خانہ عرب وعجم کے اہل علم میں متعارف تھا۔ پیر احسان اللہ راشدی کی وفات پر علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم نے معارف اعظم گڑھ میں وفیات کے کالم میں بہت خوبصورت لکھا تھا۔ اور ان کے کتب خانے کو خراج تحسین پیش کیا تھا۔ راشدیوں کی یہ گدی دو توحید پرست گروپوں میں تقسیم ہوگئی۔ اس گدی کے اہل حدیث جانشین مرحوم سید محب اللہ شاہ راشدی تھے۔ گدی کے ایک حصہ پر ہمارے دیوبندی بزرگ براجمان ہیں سید وھب اللہ شاہ ان کے جانشین تھے۔ اللہ جانے وہ وفات پا گئے یا بقید حیات ہیں۔ معلوم نہیں ہے۔

ضلع لاڑکانہ، شکارپور، سکھر، نواب شاہ، حیدرآباد، میرپورخاص اوران کے دیہات میں پنجابی مہاجر اور سندھی بحمداللہ خاصی تعداد میں ہیں لیکن ضلع تھرپارکر میں اہل حدیثوں کی خاصے بڑے مراکز ہیں۔ یہ تمام اضلاع پیر صاحب کی تبلیغی جولان گاہ تھے۔ ہر ہر مقام تک پیر صاحب پہنچنے کی کوشش کرتے۔ صوبہ بھر میں ان کے شیدائیوں کا خاصا بڑا حلقہ ہے۔

پیر صاحب نے تحصیل علم کی ابتداء اپنے بزرگوں سے کی۔ زیادہ تر علوم مولانا عبدالحق محدث بہاولپوری نزیل مکہ مکرمہ سے پڑھے۔ حضرت العلام محدث روپڑی سے بھی انہیں شرف تلمذ حاصل تھا۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری ان کی اٹھتی جوانی میں ان پر بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے۔ (بحوالہ مجلہ تعلیم الاسلام مئی ۱۹۹۶ء) اوران کو بڑی بڑی کانفرنسوں میں اپنے ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔ پیر صاحب میں ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کے مصداق ذہانت و فطانت، فصاحت و بلاغت، جرات و شجاعت، شرافت و نجابت اور فہم و فراست بدرجہ اتم موجود تھی۔

ہمارے یہاں جامعہ کی متعدد کانفرنسوں میں شمولیت فرمائی۔ وہ لباس و خوراک میں بالکل سادہ بلکہ صحرائی انسان تھے۔ دین دار لوگوں سے انہیں محبت تھی۔ اہل توحید کا مرکز و مامن تھے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مرجع خلائق بنایا تھا۔ وہ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ کسی زمانے میں کراچی سے نکلنے والے پندرہ روزہ ''الہدیٰ'' کے نگران اور سرپرست بھی رہے۔ اس کے ایڈیٹر عبدالمنان صاحبؒ تھے۔ ۱۹۹۶ء میں تقریباً ستر یا پچھتر سال کی عمر میں فوت ہوئے اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ اور جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ (آمین)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوشخبری

آپ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی حاصل کریں

آپ کے اپنے بچوں اور بچیوں کے روشن مستقبل کے لیے

بیت السلام اسکول ابتدائیہ

بیت السلام ہائیر سیکنڈری اسکول کی بے مثال کامیابی کے بعد

بیت السلام تعلیمی انتظامیہ کے تحت بمقام "مرکز الفرقان" میں

ابتدائی جماعتوں کا اجراء

● بیت السلام پلے گروپ (Montessori) (عمر کی حد ساڑھے تین سال) ● بیت السلام PP I (عمر کی حد ساڑھے چار سال)

یاد رکھیے!
ان بچوں کو ترجیح دی جائے گی
جو اسکول کے قریب رہتے ہوں یا
اپنی کوشش سے اسکول آ جا سکتے ہوں۔

داخلے جاری ہیں

[illegible]

صدقۂ جاریہ کا موقع

بیت السلام مدرسہ اسکول میں مستحق بچے بھی زیر تعلیم ہیں۔ جن کے تعلیمی اخراجات ادارہ برداشت کرتا ہے
آپ بھی کسی بچے کی تعلیم کے ذریعے اعانت کر کے صدقہ جاریہ میں حصہ لے سکتے ہیں۔

دفتری اوقات: صبح 8:00 [redacted]

(1) [illegible] 18838

(2) آفس بیت السلام ہائیر سیکنڈری اسکول بمقام جامع مسجد بیت السلام، [illegible]

زیر نگرانی: جمعیت اہلحدیث کراچی سوسائٹی (رجسٹرڈ)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت التقی حیاۃ لا انقطاع لہا
قد مات قوم وہم فی الناس احیاء

تعزیت نامے

جمع و ترتیب
مولانا ذوالفقار احمد کھوسہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ اما بعد!

سندھ کو اگر باب الاسلام ہونے کا شرف ہے تو نیوسعید آباد کی مناسبت سے اس دور میں اسے باب العلم کی فضیلت حاصل ہے۔ سلطان المحدثین استاذ الاساتذہ حضرت الشیخ السید بدیع الدین شاہ صاحب سے ایک عرصہ سے نیاز حاصل ہے آج ان کے ماتم کے لئے حاضر ہوا اہل نیوسعید آباد نے بدیع الدین کو نہیں بلکہ علم کو دفن کیا۔ آپ اسم با مسمیٰ تھے سندھ کی سنگ لاخ وادی میں دین اسلام کو زندہ کرنے اور کتاب وسنت اور توحید کی آواز ہر سو پہنچانے میں ان کی خدمات نصف النہار کی طرح عیاں ہیں اس کی بدولت آج شہر شہر قریہ قریہ بستی بستی توحید وسنت سے لہرا رہا ہے۔ والحمد للہ علی ذلک.

اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور سب پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ آمین ثم آمین۔

ارشاد الحق اثری

فیصل آباد

ادارۃ العلوم الاثریہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

برصغیر میں اسلام کی بقا اور احیاء اور اسلام کو زندگی میں عملاً جاری وساری کرنے کے لئے جن نفوس قدسیہ نے تن من دھن قربان کیا اور عامۃ المسلمین کو اس راہ پر گامزن کرنے کے لئے زندگیاں وقف کیں وہ اصحاب تحریک شہیدین یعنی سید احمد شہید اور سید اسماعیل شہید رحمہما اللہ کی ذات گرامی تھیں۔ راشدی خاندان کو اس قافلۂ دعوت و جہاد کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا گویا کہ اس تحریک کے آثار علمیۃ ودینیۃ کے حسنات جاریہ میں اس خاندان کا برابر کا حصہ ہے۔ پھر دور حاضر میں اس خاندان نے علوم قرآن وحدیث کی نشر و اشاعت دل وجان سے کی اس میں ہمارے محترم سید بدیع الدین شاہ راشدی کی ذات کا بہت بڑا حصہ ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ ایک محدث بھی تھے اور مفسر بھی، اسماء الرجال کے حافظ بھی تھے جو غریب الحدیث پر بھی ان کی مکمل نظر تھی۔ تحریکی بلکہ جامع کمالات شخصیت تھیں جن سے ہم محروم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بال مغفرت فرمائے ان کے جاری کیے ہوئے صدقات جاریہ کو جاری رکھے کہ ان کی اولاد کو توفیق سے نوازے اور امت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ جس پر وہ قادر ہے۔ وماذلک علی اللہ بعزیز

والسلام

(احمد شاکر)

مدیر ہفت روزہ الاعتصام لاہور

سید بدیع الدین شاہ کے جسد خاکی کی صورت میں علم وعمل کا آفتاب غروب ہوگیا۔ مگر اس کی کرنیں وحدانیت کے متلاشی حضرات کو مدت مزید تک راستے کی راہنمائی کرتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے آمین۔ اور ان کی لائبریری کی حفاظت اور اہل علم کو استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔

میاں محمد جمیل لاہور

ڈپٹی جنرل سیکریٹری

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد!

مَضَتِ الدُّهُورُ وَمَا اَتَيْنَ بِمِثْلِهٖ

وَلَقَدْ اَتَى فَعَجَزْنَ عَنْ نُظَرَائِهٖ

عالم اسلام کی عظیم علمی شخصیت جناب پیر سید بدیع الدین شاہ صاحب الراشدی رحمہ اللہ کی وفات سے پورا عالم اسلام ایک بہت بڑے علم کے سمندر اور پہاڑ سے محروم ہوگیا ہے۔ محترم فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ پوری دنیا میں سلفی احباب کے دلوں کی دھڑکن اور علمی طور پر ایک معتمد مستند اور مرجع خلائق تھے۔ تشنگان علوم اسلامیہ کے لیے آپ کی ذات اور آپ کی عظیم عالمی لائبریری وقف تھی جس سے طلاب علم اور اصحاب تحقیق رجوع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے علمی ضروریات پوری اور پیاس اتارا کرتے تھے۔

آپ بذات خود ایک مستقل امت تھے۔تعلیم و تدریس تحریر و تقریر الغرض ہر میدان کے شہسوار تھے۔ اب ہر میدان ان کی وفات کے بعد خالی ہے۔ جماعت اہل حدیث کی اس علمی یتیمی پر جماعت اور جملہ پسماندگان اہل خاندان اعزہ و اقارب اور متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز ان کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا فِیْ مُصِیْبَتِنَا وَاخْلُفْنَا خَیْراً مِنْهَا

العبد العاجز الفقیر الی اللہ

ابوالأمین عبدالرحمٰن شاہین

خطیب جامع مسجد ابوبکر اہل حدیث

صادق کالونی ملتان

مدرس جامعہ دارالحدیث رحمانیہ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفسر قرآن، محدث العصر، شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ ایک باعمل عالم دین تھے ان کی موت سے دینی اور علمی حلقوں میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل ہے ایسی ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں شاہ صاحب مرحوم کی خدمات اہل علم کے لئے مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہیں ان کی ناگہانی موت سے نہ صرف اہل پاکستان بلکہ عالم اسلام کو رنجیدہ کر دیا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب العزت ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب کرے اور ان کے نسبی و روحانی پسماندگان کو ان کی دینی و علمی میراث کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ادنیٰ عقیدت مند

محمد یوسف قصوری

ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدث کراچی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلاۃ والسلام علی اشرف الانبیاء وسید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وبعد!

آج مورخہ ۸ مئی ۱۹۹۶ء بروز بدھ مولانا محمد یوسف قصوری صاحب کے ہمراہ شیخ العرب والعجم محدث زماں حضرت مولانا پیر ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ ونور مرقدہ کی شہرہ آفاق درسگاہ میں حاضر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے اس مقام پر حاضر ہونے کی میری دیرینہ آرزو کو پورا فرمادیا۔ حضرت پیر صاحب مرحوم کی کمی اور ان کی وفات حسرت آیات کا صدمہ اور جدائی تو نہایت شدت سے محسوس ہوئی۔ مگر ولا نقول إلا مایرضی ربنا

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

لیکن درسگاہ میں حضرت پیر صاحب کی مسند پر ان کے فرزند اور خلف الرشید مخدوم حضرت پیر مولانا محمد شاہ الراشدی حفظہ اللہ کو تشریف فرما دیکھا تو ہو بہو حضرت پیر صاحب کی تصویر ہی نظر آئی۔ الولد سر لابیہ کا مقولہ بالکل درست دکھائی دیا۔

حضرت پیر صاحب کی وفات سے جو علمی دنیا میں خلاء واقع ہوا ہے بظاہر اس کا پُر ہونا مشکل دکھائی دیتا ہے۔ مگر ہم بارگاہ صمدی میں التجاء کرتے ہیں کہ وہ ذات قدس حضرت پیر سید محمد شاہ راشدی حفظہ اللہ کو ہر لحاظ سے ان کا جانشین بنادے۔ اور سندھ کے ظلمت کدہ میں توحید وسنت کی شمع کو روشن رکھنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور ان کے لگائے ہوئے گلشن کو آباد رکھے۔ آمین ثم آمین۔

کتبہ

سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

ساہیوال

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موت العالِم موت العالَم

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمیں پیر سید ابو محمد بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات کا علم تھر کے تبلیغی دورہ پر ہوا۔ جہاں سے فوری طور پر آنا ممکن نہ ہوسکا۔ آج حاضری دی کہ اللہ رب العزت مرحوم کو جنت الفردوس میں مقام عطا فرمادے اور جماعت اہل حدیث کے اس نقصان پر ہمیں اجر جمیل سے نوازے۔ رحم اللہ امرأ قال آمین العبد الضعیف محمد سلفی عبدالستار الدھلوی الجامعۃ الستاریۃ الاسلامیہ کراتشی اوران کے ساتھی قاری حافظ محمد حسین وحافظ محمد احمد وحکیم مطیع الرحمٰن ومحمد اسحٰق شاہدو (مولوی) محمد احمد تھر والے۔

ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا.

محترم پير سائين بديع الدين شاه صاحب راشدي پنهنجي وقت جو عالم ۽ بزرگ دين جي خدمت جو انتها کان وڏيڪ ڪرڻ وارو شخص هوئو. سندس وفات جي ڪري جيڪو خلا پيدا ٿيو آهي اهو تمام وڏو آهي. اميد ته سندن صاحبزادي انهي ڪري پر ڪندا ۽ ملڪ جي ماڻهن جي اها ساڳي خدمت ڪندا.

پير صاحب جي مون سان خاص مهرباني سان پيش ايندا هئا. ۽ هر وقت پنهنجو تعاون ڪندا رهندا هئا.

الله تعاليٰ کين جنت ۾ جاءِ ڏئي ۽ پوين کي صدمو برداشت ڪرڻ جي توفيق ڏي. آءٌ هن ڏک ۾ سائن شريڪ آهيان.

امين فهيم

سابقه وفاقي وزير هالا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقد علم من الاعلام

بقلم علی الشبل المملكة العربية السعودية

فی هذه الايام فقد علم من اعلام الحديث والسنة فی ارض من بلاد المسلمين هو الشيخ العلامة ابو محمد بديع الدين شاه السندی الحسينی، محدث السند بلاد الباكستان عن عمر يناهز النيف والسبعين سنة حديث توفی رحمه الله فی ليلة الاربعاء ١٩/٨/١٤١٦هـ وكان الفقيد من العلماء الذين اعتنوا بالتعليم والتدريس والدعوة والجهاد بالبيان فی منابر عديدة فی بلاده السند والباسكتان وفی ارض الحرمين حيث هاجز الی مكة فی سنة ١٣٩٥هـ ودرس فی المسجد الحرام نحو خمس سنين فی حلقة له مشهورة انقفع بها كثير من المشايخ وطلبة العلم ثم رأى الرجوع الی وطنه لنشر العلم وترسيخ دعوة التوحيد والسنة ومجاهدة اعدائهما ومواصلة التعليم والتاليف حيث أسس جمعية اهل الحديث فی السند ورأسها حتى ادركه ماقضى الله عليه من المرض والضعف الی ان تفاقم عليه آخر سنی عمره فعات ماسو فا عليه بكراتشی فی جنوب الباكستان وكان الشيخ قد لقی جماعة من العلماء تعلم عليهم كالشيخ ثناء الله الأمرتسری والشيخ المحدث عبدالحق الهاشمی المكی وأخاه الكبر المحدث محب الله السندی الراشدی وقد توفی قبله بسنة وكان اخوه ايضا ممن تتلمذ عليه حيث كان للشيخ بديع شيخا له باجازة الهديث له وكنت ممن استجاز الشيخين الاخوين ما أجازنی مناولة وكتابة كما ترك الشيخ بديع الدين واخوه المجد الراشدی مكتبيين زاخرئين بقديم المطبوع وحديثه مع اصول المخطوطات ومصورائها ومما رأيته فی مكتبة الشيخ بديع كتاب والبدر التمام شرح بلوغ المرام فی مجلدين خطيين وهاتان المكتبتان من اكبر مكاتب الباكستان لاسيما فی كتب الحديث والسنة كما للشيخ مؤلفات كثيرة مطبوعة ومخطوطة فی اللغات العربية والاردية والسندية منها "توحيد خالص، وفتاوی كثيرة ورسائل فی مسائل متعددة".

كما فقد. فی تلك الارض الطيبة، من العلماء الاعلام شيخنا الشيخ المعمر المحدث سلطان محمود بن حسن الكسراتی فی قرية من مضافات مدينة ملتان بوسط

www.KitaboSunnat.com

البنجاب بالباكستان قضى الشيخ نحبه قبل اشهر قليلة بعد عمر مديد فى التدريس والدعوة فقد اخبرنى هو وغيره انه درس صحيح البخارى ازيد من سبعين سنة حتى ختمه نحوا من ستين مرة على طريقهم فقد بدأ يدرسه وعمره اربعا وعشرين سنة الى ان اثلقه المرض فى آخر سنتين من عمره فمات بسببه مأسوفا على فقده وله طلاب كثيرون درسوا عليه تحملوا عنه اسانيد الاجازة، حتى ذكر لى انه توفى كثير منهم قبله وشرفنى الله بتحمل اسناده بالكتابة والمناولة والمشافهة، ولم يعتن الشيخ سلطان بالتأليف لانشعاله بالدعوة والتعليم وكان من تأليفه القليلة وشرح كتاب التوحيد من صحيح البخارى، نعم الشهود على تحريف الغالبية لسُنن ابى داؤد، اقول بعد هذا الجمال، أحسن الله عزاء المسلمين عموما واهل العلم خصوصا وخاصة المتوفين على وجه اخص، احسن الله عزاء الجميع بموت اعلامنا وخبر المصاب بهم وألهم الجميع الصبر والعبرة والسلوان ورفع درجتهم فى الآخرين وجمعهم بمن يحبون فى اعلى علين وانا لله وانا اليه راجعون ولله مااخذوله ما اعطى وكل شيء عنده باجل مسمى والحمد لله على قصانه وقدره.

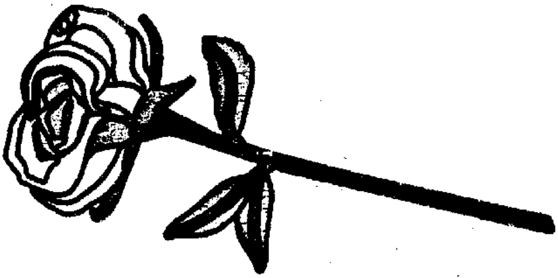

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاه صاحب جي شخصيت تي سنڌ جي

مشهور اديبن، علماءِ ڪرامؒ

عقيدتمندن جا مضمون

سنڌي مضمون

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد اسماعيل ميمن ☆

شاه بديع الدين راشدي رحمة الله عليه

ڪجھ يادون ڪجھ ڳالهيون

سائين بديع الدين شاه صاحب راشدي سان ملاقات تڏهن ٿي جڏهن شاه صاحب قرآن شريف جي تفسير جي ڇپائي جي سلسلي ۾ پهرين ميٽنگ ۾ مرحوم حاجي محمد مٺواڻي جي جاءِ تي نئي ڪوٽ ۾ جماعتي احبابن کي خطاب ڪيو هو. سائين جي خطاب کان آءٌ بلڪل گهڻو متاثر ٿيس. مرحوم حاجي احمد علي نئي ڪوٽ واري سائين سان منهنجو تعارف ڪرايو. پوءِ ته شاه صاحب دل سان دعوت ڏني ته جڏهين حيدرآباد اچو ته ضرور ملندا رهجو. آءٌ به پوءِ شاه صاحب وٽ وڃڻ لڳس ۽ سائين جي ڪچهرين ۾ هميشه ديني ڳالهيون ٿي ٿينديون هيون ۽ انهن مان فيض حاصل ڪندو رهيس. جڏهين جامعه بحرالعلوم السلفيه سيٽلائيٽ ٽائون جي عمارت تيار ٿي ويئي تڏهين شاه صاحب وٽ ويس ۽ ڪيس مدرسه جو افتتاح ڪرڻ لاءِ عرض ڪيم. جنهن جي سائين مثبت موٽ ڏني. شاه صاحب تاريخ 18 اپريل 1983ع بمطابق 15 رجب المرجب 1403ھ تي جامعه جو افتتاح فرمايو ۽ حاضرين کي پنهنجي خصوصي انداز ۾ خطاب فرمايو. ان بعد به شاه صاحب سان وقت بوقت ملاقاتون ٿينديون رهيون. شاه صاحب جي خطاب واسطي ميرپورخاص ۾ ڪانفرنسون ڪيون. هڪ ڀيري ته حضرت علامه پروفيسر عبدالله ناصر رحماني صاحب حفظه الله به ساڻن گڏ هوا.

جامعه بحر العلوم جو نصاب پڻ سائين جي مشوره سان تيار ڪيو. ۽ پهرين

☆ مدير جامعه بحرالعلوم السلفيه ميرپورخاص. ناظم تعليمات جمعيت اهلحديث سنڌ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعليمي سال جي افتتاح تي امتحان لاءِ بہ سائين کي عرض ڪيو جو خوشي سان قبول فرمايائون. سائين تاريخ 17 شعبان سال 1404ھ مطابق 19 مئي 1984 تي امتحان ورتو ۽ نتيجہ مان بلڪل مطمئن ٿيا ۽ پاڻ پنهنجا تاثرات قلمبند ڪيا جيڪي هن ريت هئا.

اڄ تاريخ 17 شعبان سال 1404 مطابق 19 مئي 1984 هن مدرسي ۾ اچڻ ٿيو ۽ انتهائي خوشي ٿي تہ جنهن مدرسي جو آءٌ افتتاح ڪري ويو هئس سو آب و تاب سان هلي رهيو آهي. الله تعاليٰ جا وڏا احسان آهن جو جماعت اهلحديث سنڌ جو هي نئون ادارو ڪاميابي جي طرف قدم وڌائي رهيو آهي. امتحان جو سٺو نتيجہ ڏسي وڏي خوشي ٿي. آءٌ سڀني اصحاب خير دوستن کي اپيل ڪندس تہ هن ڪار خير ۾ وڌ ۾ وڌ حصو وٺن ۽ دعا آهي تہ الله تعاليٰ هن مدرسي کي سدائين آباد رکي ۽ ترقي بخشي. آمين.

شاه صاحب جي ان وقت جي مجلس اسان جو حوصلو وڌايو. مون بہ وقت بہ وقت جامعہ جي باري ۾ سائين سان ملاقاتن جو سلسلو وڌايو. استادن جي اٺاڻ بابت سائين ڪان مدد وٺندو رهيس. هڪ ڀيري معلوم ٿيو تہ مولانا محمد علي صاحب ٽنڊي ڄام وارو فارغ ويٺو آهي. ان ڪري سائين وٽ ويس تہ مولوي صاحب کي جامعہ بحرالعلوم سلفيہ ۾ خدمت لاءِ آماده ڪري. سائين بروقت تيار ٿيو ۽ ڪيس ٽنڊي ڄام وٺي آيس. سائين مولوي صاحب سان ڳالهايو ۽ مولوي محمد علي صاحب جامعہ ۾ خدمت شروع ڪئي. تعليم دوران هڪ دفعي مولوي محمد علي صاحب ناراض ٿي ويو ۽ نئين سال جي شروع ۾ اچڻ کاں انڪار ڪيائين. آءٌ وري شاه صاحب وٽ ويس ۽ سائين مون سان گڏ جي ٽنڊي ڄام آيو ۽ مولوي صاحب کي راضي ڪري جامعہ ۾ پهچايو. جامعہ جا امتحان شاه صاحب ئي هر سال وٺندو هو. اهو سلسلو جيستائين سائين جي حياتي هئي قائم رهيو.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وچ ۾ هڪ يا ٻه سال سائين ٻاهرين ملڪ دوري جي ڪري يا طبيعت جي ناسازي ڪري امتحان نه وٺي سگهيو هو. سائين جي جامعه سان ڏاڍي محبت هئي ۽ اسان کي وقت بوقت پنهنجي قيمتي مشورن سان مستفيد فرمائيندا رهيا.

سائين سان ملاقات لاءِ سندن حيدرآباد واري رهائش گاه تي ڪئين دفعا وڃڻ ٿيو. ڪڏهن ماني کارائڻ کان سواءِ نه ڇڏيائون. سندن دسترخوان ڪشاده هوندو هو.

اهڙي نموني مون کي سائين جي ويجهڙائپ نصيب ٿي. سائين جي محبت ان حد تائين هئي جو هڪ ڀيري منهن جي گهر ۾ ڌاڙو (ڌاڙيل) پيا هئا ۽ ڪافي نقصان رسايو هئائون. ان جي ڪجهه ڏينهن بعد هڪ ڏينهن ٻن پهرن جو گرميءَ جي موسم ۾ دروازي جي گهنٽيءَ تي آءٌ ٻاهر نڪتس ڏسان ته شاه صاحب جن بيٺا آهن. کين گهر وٺي ويهاريم. فرمايائون ته تنهن جي گهر ۾ ڌاڪوئن جي اچڻ ۽ نقصان رسائڻ جي خبر ٻڌم ته دل چاهيو ته توهان سان ملي اچان. مون عرض ڪيو سائين توهان جا وڏا احسان. گرمي جي موسم ۾ تڪليف فرمائي اٿو. جواب ۾ چيائون بابا تڪليف ڇا جي، دل گهرين ماڻهن سان اهڙن وقتن تي ٻه ملاقات نه ڪجي؟

مون ڏٺو ته سيني جماعتي ساٿين سان سائين جو اهڙوئي قرب وارو رويو هوندو هو جماعت ۾ ٻه اضافي جو هڪڙو اهوئي سبب هو.

سائين جي سڏايل ساليانی سيرت ڪانفرنس تي ڪافي ڀيرا حاضري ڀري هئم ۽ اهو سڀ سائين جي محبت ۽ قرب جي نتيجي ۾.

سائين جو ٻه مون ۾ اعتماد ٿي ويو جڏهين جماعت جو دستور تيار ڪرڻ جو وقت آيو تڏهين سائين ڪميٽي مقرر ڪئي جنهن ۾ حضرت علامه پروفيسر عبدالله ناصر الرحماني، حضرت علامه حافظ ادريس صاحب، ڊاڪٽر سومار صاحب سان گڏ مون ناچيز کي ٻه گڏ نامزد ڪيو. الحمدلله حافظ صاحب جي گهر ۾ گڏجاڻين ۾ دستور جو مسوده مڪمل ڪيوسون. سائين اهو ڏسي پسند فرمايو جڏهين عهديدارن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جي تقرري جو وقت آيو تڏهين ٻين سائين سان گڏ مون کي ٻہ ناظم تعليمات جي عهدي لاءِ منتخب ڪيو. مون هٿ ٻڌي عرض ڪيو تہ سائين آءٌ ان عهدي لاءِ اهل نہ آهيان ـ جواب ڏنائون بابا ڪم اسان پاڻهي ڪنداسون. اسان کي ماڻهو ڀروسي وارا گهرجن ۽ اهڙا ماڻهو نہ ٿا رکي سگهون جي سياڻي اسان سان وڙهن. ائين چئي مون کي خاموش ڪرائي ڇڏيائون. جمعيت اهلحديث صوبہ سنڌ رجسٽر ڪرائڻ جو ڪم بہ منهن جي ذمي ڪيائون جو مون ڪراچيءَ ۾ رجسٽر ڪرايو. جڏهن رجسٽريشن سرٽيفڪيٽ سائين جي حوالي ڪيو تڏهين ڏاڍو خوش ٿيا ۽ مون کي دعا ڏنائون.

سائين جي وفات کان ڪجهہ وقت اڳ سائين طبيعت جي ناسازي ڪري صاحبِ فراش هئا. آءٌ ڪجهہ ميرپورخاص جي احباب جماعت سان گڏ جي مزاج پرسيءَ لاءِ سائين جي ڪاري موري واري گهر ويس. سائين کي ڏٺم تہ سائين محب الله شاه سائين جا پير ٻانهون ۽ پيو جسم دٻائي رهيا هوا. ان بيماريءَ مان الله تعاليٰ جي فضل سان جڏهين سائين جن صحت مند ٿيا تہ مون عرض ڪيو تہ سائين تفسير جو ڪم توهان جي هٿ ۾ آهي ۽ ڪافي ڪم رهيل آهي توهان جيڪڏهين ان ڪم کي مڪمل ڪيو تہ بهتر ٿيندو. انسان جي زندگي تي ڪو ڀروسو نہ آهي ۽ جي اهو ڪم رهجي ويو تہ ان جي پورو ڪرڻ وارو ڏسڻ ۾ ڪونہ ٿو اچي. ان جي جواب ۾ سائين فرمايو تہ ادا جماعتي ساٿي ڇڏين نہ ٿا ڪيترائي جماعتي اچن ٿا تہ سائين اسان جي ڳوٺ پروگرام رکو بلڪل گهڻي ضرورت آهي. تہ پوءِ انهن کي نااميد نہ ٿو ڪري سگهان توهان پنهنجي ڀائرن کي سمجهايو تہ مون کي وقت ڏين تہ تفسير وارو ڪم مڪمل ڪيان.

نتيجو اهو نڪتو جو سائين کي الله پاڪ گهرائي ورتو ۽ تفسير جو ڪم وچ ۾ رهجي ويو. جمعيت جي ميٽنگ ۾ شاه صاحب جي وفات بعد اهو ذڪر آيو ۽ تفسير مڪمل ڪرڻ جو ڪم حضرت علامہ پروفيسر عبدالله ناصر رحماني صاحب جي

محكمہ دلائل سے مزين متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالي ڪيو مگر 10 سال کان وڌيڪ عرصو گذرڻ بعد بہ ڪا پيش رفت ڪونہ ٿي ڏسجي.

شاه صاحب جي ڏينهن رات جي ڪوشش سان جمعيت اهلحديث بهترين تنظيمي صورت اختيار ڪئي. دعا آهي تہ الله تعاليٰ سندن محنت قبول فرمائي ۽ کين اجر عظيم عطا فرمائي. آمين

ذاتي طرح شاه صاحب جن مون تي ڏاڍو مهربان ۽ شفيق هوا ۽ سائين جن راه رباني وٺڻ بعد مون ڏاڍو خال محسوس ڪيو ۽ مون کي شاه عبداللطيف ڀٽائي جو بيت هيءُ ياد آيو تہ

ماڻهو سڀ نہ سهڻا پکي سڀ نہ هنج
ڪنهن ڪنهن ماڻهو منجهہ اچي بوءِ بهار جي

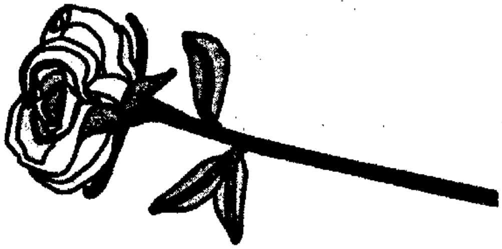

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالجبار کوري ☆

شاهه صاحب ۽ پيري مريدي

نحمده ونصلي علي رسوله الكريم

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْاْ إِلَى كَلَمَةٍ سَوَاء بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّهِ فَإِن تَوَلَّوْاْ فَقُولُواْ اشْهَدُواْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

ترجمون: (اي پيغمبرﷺ) چئو ته اي ڪتاب وارؤ هڪ ڳالهه ڏانهن اچو جا اسان ۽ اوهان جي وچ ۾ هڪ جهڙي آهي ته الله کانسواءِ ڪنهن جي عبادت نه ڪريون ۽ نڪي ساڻس ڪنهن شيءِ کي شريڪ ڪريون ۽ نڪي اسان مان ڪو ڪنهن کي الله کان سواءِ پالڻهار ڪري مڃي. پوءِ جيڪڏهن ڦرن ته چئو ته شاهد هجو ته اسين پڪ مسلمان آهيون.

انهيءَ آيت سڳوري تي عمل ڪندي منهنجو استاذ شيخ العرب والعجم فقيد المثال عالم ابومحمد بديع الدين شاه رحمة الله عليه پيري مريديءَ واري نظام جو سخت مخالف هو. ڪي ڪي ماڻهو ڪيس پرپٺ پير صاحب چوندا هئا مگر شاه صاحب رحمه الله کي انهيءَ نالي کان تمام گهڻي نفرت هئي. مون کي ياد آهي ته بدين شهر ۾ حاجي احمد ملاح رحمه الله واري مسجد ۾ عشاءَ نماز کان بعد شاه صاحب جو خطاب هو. اسٽيج سيڪريٽري اعلان ڪيو ته هاڻ پير صاحب توهان جي سامهون خطاب ڪندو. شاه صاحب تقرير ڪرڻ کان پهرين ناراض ٿي چيو ته اسٽيج سيڪريٽري مون کي گار ڏني آهي. نه آئون پير آهيان نه مريد ناهيان تو. بلڪ انهيءَ کي پاڻ لاءِ برو لفظ سمجهان تو. جيڪي پير آهن انهن کي چئو مون کي نه چئو.

☆ خطيب محمدي مسجد اهل حديث ماتلي. فاضل مدرسه المحمديه آزاد پير جهنڊو نيو سعيدآباد

محکمه دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جيڪڏهن پير لفظ سنو هجي ها، پيري مريدي وارو طريقو صحيح هجي ها ته پاڻ سڳورا پير سڏائين ها. ابوبڪر، عمر، عثمان، علي وغيرهم رضي الله عنهم پير سڏائين ها. پوءِ تقرير شروع ڪيائين.

شاه صاحب رحمه الله اڪثر ڪري حافظ شيرازيءَ جا هيٺيان شعر پڙهي مريدن جا عقيدا ٻڌائيندو هو.

بمے سجاده رنگیں کن گرت پیر مغان گوید
که سالک بے خبر نه بود زراه و رسم و منزلها

يعني پير توکي حڪم ڪري ته مصلي کي شراب ۾ ٻوڙي پوءِ استعمال ڪر ته به فورا حڪم جي تعميل ڪر ڇو ته سالڪ انهيءَ راهه جي نشانن ۽ منزلن ڪان بي خبر نه آهي.

ما مریدان روبسوئے کعبه چوں آریم چوں
رو بسوئے خانه خمار دارد پیر ما

يعني اسين مريد ڪعبي ڏانهن منهن ڇو ڪريون، جڏهن ته اسان جي پير جو توجه شراب خاني ڏئي آهي.

اهي شعر چئي پوءِ چوندو هو ته مقلدن وانگر مريد به انڌا آهن. پير جي هر هڪ حڪم کي برحق ۽ صواب سمجهن ٿا. چاهي شريعت جي خلاف هجي پر چوندا ته مرشد جو ڪو حڪم غلط نه آهي. بلڪ سندن هر حڪم واجب الاتباع آهي. مريد ڪيتري قدر به بظاهر صالح ۽ نيڪ هوندو. مگر پنهنجي پير جي حق ۾ يقينا غلو ڪندڙ هوندو. ڪيس غلطيءَ کان معصوم سمجهندو ۽ سندس قول کي عين شريعت ڄاڻندو. حالانڪ اهو مقام صرف رسول الله ﷺ جن جو آهي ۽ صديقن ۽ شهيدن ۽ صالحن اهو مقام صرف رسول الله ﷺ جن لاءِ خاص سمجهيو آهي. نه ڪنهن ٻئي لاءِ ۽ پيري مريدي تي تفصيلي بحث شاه صاحب رحمه الله پنهنجي مشهور تفسير بديع

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التفاسير ص 281 ج1 ۾ ڪيو آهي.

شاه صاحب رحمه الله چوندو هو ته پيرن جي مريديءَ ۾ عورتون به هونديون آهن ۽ اهي پيرن کان پردو نه ڪنديون آهن. انهن کي ٻڌايو ويو آهي ته مرشد اوهان کي قيامت جي ڏينهن بهشت ۾ وٺي ويندو ۽ جي هتي ان کان منهن لڪائينديون ته پوءِ قيامت ۾ اوهان کي مرشد ڪيئن سڃاڻيندو؟ ايئن ڇئي مريدن جي ٻيڙي ٻوڙيندا آهن. شاه صاحب رحمه الله کي ڪو چوندو هو ته اسان جي گهر هلي زيارت ڪرايو ته سختيءَ سان انڪار ڪندو هو.

منهنجي چاچي فيض محمد ڪوري رحمه الله چيو ته تقريبا 1974ع ۾ اسان جي دعوت تي اسان جي ڳوٺ جيڪو پٽ شاه ۽ ٽنبو آدم جي وچ تي آهي اُتي سائين بديع الدين شاه رحمه الله تقرير ڪرڻ لاءِ آيو. رات جو تقرير ڪيائين صبح جو جڏهن اسان کان موڪلايائين تي ته مون عرض ڪيو ته سائين گهر هلي برڪت جا قدم پريو ۽ زيارت ڪرايو. شاه صاحب چيو چا تو چوين؟ مون وري ساڳيو عرض ڪيو. شاه صاحب رحمه الله چيو ايئن شريعت ۾ جائز نه آهي. ڌارئي ماڻهو کي گهر ۾ ڪو نه وٺي وڃبو. چاچا فيض محمد چيو ته اسان ان وقت نوان نوان اهل حديث ٿيا هئاسون. پهرين اسان اهڙن پيرن جا مريد هئاسون جيڪي بي عمل بي دين، موالي ۽ شڪاري هئا. انهن کي ڇڏي ڏنوسون هي ته شاه صاحب به آهي ۽ عالم سڳورو به آهي دل ۾ چيم ته هن کي زيارت لاءِ گهر ۾ نه وٺي وڃبو ته باقي ڪنهن کي وٺي وڃبو. مون سمجهيو ته شاه صاحب پوڳ تو ڳالهائي ۽ زيارت ضرور ڪرائيندو. ڇو ته پير جيسين پراُون گهرن ۾ وڃي انهن جون عورتون نه ڏسن تيسين انهن جي دعوت اڌوري آهي. ڀلا جنهن پير کي ماڻهو خوشيءَ سان پنهنجيون عورتون ڏيکارين ۽ بسترا رليون ۽ پيسا به ڏين ۽ سنا سنا ڪاڏا به ڏين اُهو گهر ۾ زيارت ڪرائڻ کان انڪار ڪيئن ڪندو؟ هرگز نه. سوچيم ته شاه صاحب جيڪڏهن گهر نٿو هلي ته ويندي وينديِ

محكمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنهنجين عورتن کي شاه صاحب جي زيارت ڪرايان. اهو ارادو رکي شاه صاحب جي اڳيان تڪڙو هلي وڃي پردي وٽ بيهي بيهنس ۽ عورتن کي چيم ته اچو هتي گڏجي بيهو. آئون پردو مٿي ڪندس توهان شاه صاحب جي زيارت ڪري وٺجو. شاه صاحب مون کي اتي بيهل ڏسي منهنجي چر ڦرتي گهري نظر وجهي منهنجي غلط ارادي کي محسوس ڪري ريو. پردي وٽ پهچڻ کان پهرين بيهي رهيو ۽ ڏنائين ته قرب ۽ محبت سان هي نه سمجهندو تنهن ڪري سختيءَ سان ڏک وارا ۽ نه وسارڻ وارا تاريخي جملا چيائين. او فيض محمد جيڪڏهن تنهنجي مرضي آهي ته بديع الدين شاه هن ڳوٺ ۾ وري اچي ته پوءِ انهيءَ جاءِ کان هٽي پري ٿي وڃ ته آئون مٿي وڃان ۽ پوءِ آئون جلدي پري ٿي ويس ۽ شاه صاحب هليو ويو ۽ مون کي ڳالهه سمجهڻ ۾ اچي ويئي ته اهل حديث ٿيڻ کان پوءِ غيرت ڪبي ۽ زيارت ڪرائڻ لاءِ گهر ۾ ڪنهن کي به ڪو نه آڻبو. ايئن شاه صاحب اڻ پڙهيلن کي به غيرت سيکاري ۽ پيري مريديءَ واري طريقي کان نفرت ڏياري. حالانڪ انهيءَ ساڳئي ڳوٺ ۾ شاه صاحب تقرير لاءِ جڏهن سعيدآباد مان ريل گاڏيءَ تي ايندو هو ته ڪلاڪن جا ڪلاڪ گاڏي جي انتظار ۾ سعيدآباد جي اسٽيشن تي ويٺو هوندو هو. وري سعيدآباد مان چڙهي جڏهن ملا مکڻ لهندو هو ته مٽيءَ ۾ پيرين ويندو هو ۽ هر هڪ مسافر سان اها حالت هئي انهيءَ جي ڪري جو ڪچي لين هئي ۽ لوڪل گاڏي هوندي هئي. چوڻ جو مقصد ته اهي سڀ تڪليفون بار بار برداشت ڪندو هو. مگر هڪ پيرو به عورتن کي زيارت نه ڪرايائين. ايئن پاڻ باعمل ٿي ڪري ماڻهن کي پيري مريديءَ جي ڦندي مان آزادي ڏيارايائين.

تقريبا 1984ع ۾ اسان جيپ ۾ شاه صاحب سان هڪ ڳوٺ ۾ وياسون اهو ڳوٺ ٽنڊو آدم کان تقريبا ست اٺ ڪلوميٽر پري ڏکڻ طرف قيصر گهوٽ جي بلڪل ويجهو آهي. اتي احمد نالي هڪ پوڙهو شخص هو ان جي گهر واري فوت ٿي ويئي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هئي تنهن ڪري شاهه صاحب ان وٽ تعزيت لاءِ آيو هو. تعزيت ڪري ڪچهري ڪري جڏهن شاهه صاحب رحمه الله ان کان موڪلايو. تڏهن ان چيو تہ سائين عورتون توهان جي زيارت لاءِ تيار آهن تنهن ڪري توهان زيارت ڪرايو! شاهه صاحب ڪلي ان کي چيو تہ احمد تون عورتن کي وجي چئو تہ مون کي ڏسي ڇڏيو شاهه صاحب مون جهڙو آهي. احمد ٺهڪ ڏنو ۽ سمجهي ويو تہ شاهه صاحب ڪو نہ هلندو. ايئن ڪلندي ڪلندي بہ بهترين ڳالهہ سمجهائي ڇڏيندو هو.

تقريبا 1985ع ۾ آئون سعيدآباد ۾ شاهه صاحب جي ڪتب خاني جي ڪتابن جي جلد سازي ڪندو هوس هڪ ڏينهن مون عرض ڪيو تہ سائين هاڻ پيسا ڪجهہ وڌائي ڏيو! چيائين تہ ابا منهنجي حال تي هل جي آئون پير هجان ها تہ هي سڄو ڪتب خانو پيسن سان ڀريل هجي ها. شاهه صاحب رحمه الله جو مقصد هو تہ مون بہ لالچ کي ڇڏيو آهي تون بہ ڇڏ. ان کان پوءِ وري ڪڏهن بہ ڪيس پيسن وڌائڻ جو نہ چيم.

س 1991ع ۾ منهنجي شادي ٿي. سعيدآباد جي ڀرسان وڏي ڪنڊياري جي نالي سان هڪ ڳوٺ آهي اُتي منهنجو نڪاح شاهه صاحب پڙهيو.

1995 تي حيدرآباد ۾ شاهه صاحب کي اطلاع ڏنم تہ الله سائين مون کي ڇوڪرو عطاءُ ڪيو آهي. شاهه صاحب رحمه الله ايترو تہ خوش ٿيو جڻ تہ ڪيس پوٽو يا ڏهٽو ڄائو آهي. پڇيائين تہ عبدالجبار ننڍڙي جو نالو ڇا رکيو اٿئي؟ عرض ڪيو تہ سعيد. چيائين تہ صحيح آهي. پنهنجي وڏي ڏهٽي محمد امين شاهه کي اشارو ڪيائين تنهن هڪ بهترين جوڙو آٽي ڏنو ۽ چيائين تہ هي توهان جي ننڍڙي لاءِ آهي. خوشيءَ ۾ اکين مان پاڻي اچي ويو. سوچيم تہ شاهه صاحب جي اسان جهڙن خسيس ماڻهن سان بہ وڏي محبت آهي.

الله پاڪ جي قدرت ويهن ڏينهن تائين اُهو ننڍڙو سعيد اسان جو مهمان هو.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوءِ فوت ٿي ويو. تقريبا ويهن ڏينهن کان پوءِ شاه صاحب جي خدمت ۾ حاضر ٿيس. شاه صاحب پڇيو ته ننيڙي جا ڪهڙا حال آهن؟ مون عرض ڪيو ته سائين اهو فوت ٿي ويو. پاڻ انا لله وانا اليه راجعون پڙهندا رهيا ۽ ڪافي دير تائين ڏک جو اظهار فرمايائون. ۽ تسلي به ڏيندا رهيا. موڪلائڻ وقت چيائين ته ماتلي مان ٽنڊو آدم ڪڏهن ايندؤ؟ مون عرض ڪيو ته 17 مارچ 1995ع تي چيائين انهيءَ ڏينهن تي آئون شام جو تو وٽ ٽنڊو آدم ايندس. ان شاء الله. شام جو اسان سڀئي انتظار ۾ ويٺا هئاسون. شاه صاحب جا ڪويت مان مهمان آيل هئا تنهن ڪري ڪيس دير ٿي وئي. عشاءَ کان پوءِ پهتا. منهنجو والد ۽ چاچا ۽ ٻيا مائٽ گهر هليا ويا مگر آئون سائين بديع الدين شاه صاحب رحمه الله جي انتظار ۾ گهر کان ٻاهر ويٺو هوس. اوچتو ڪار مان ٻين مهمانن سان گڏ لٿا. منهنجي خوشيءَ جي ڪا حد نه رهي. وڏي چاهت ۽ محبت سان مليا. مون انهن کي مسجد ۾ ويهاريو اسان سڀني سمجهيو ته هيءَ مسجد شريف نئي ٺهرائي ڏني اٿس تنهن ڪري مسجد ڏسڻ ۽ چڪر هڻڻ آيا آهن. مون کي يا ٻين عزيزن کي اها خبر نه هئي ته شاه صاحب منهنجي ويهن ڏينهن جي فوت ٿيل ننيڙي جي تعزيت لاءِ آيا آهن. بهرحال شاه صاحب جن ويٺا ۽ جنهن جنهن ٻڌو اهو به مسجد ۾ آيو. مون کي شاه صاحب چيو ته تنهنجي والد صاحب کي وٺي اچ. آئون فورا بابا سائين کي وٺي آيس. ملڻ کان بعد شاه صاحب منهنجي والد صاحب کي چيو ته عبدالجبار جو ننيڙو فوت ٿي ويو. رضا الله جي هئي. الله پاڪ جي فيصلي تي راضي رهبو ۽ صبر ڪبو. الله سائين پنهنجي مهربانيءَ سان شال توهان کي ٻيو عطا فرمائي. ويٺل سڀئي حيران ٿي ويا ته ويهن ڏينهن جي فوت ٿيل ٻار لاءِ برادر به ڪانه ايندي آهي. مگر لک لک شاباس هجن شاه صاحب رحمه الله کي جو صبح جو حيدرآباد مان نڪتو آهي ۽ جمعو سعيدآباد ۾ پڙهايو اٿس ۽ وري مهمانن کي عشاءَ تائين منهن ڏنو اٿس. طبيعت صحيح نه هئڻ جي باوجود واعدي جي وفا ڪندي هتي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پهتا آهن اجان حيدرآباد وڃڻو اٿن. سيئي چوڻ لڳا تہ واقعي جماعت سان شاه صاحب جي محبت آهي. جماعت کي سنڀالي ٿو. جماعت جي ان جي دل ۾ اهميت آهي. اڄ ڪلهہ جماعت جي وڏن عهديدارن جي اها حالت آهي جو ٽائيم بہ پاڻ ڏيندا ۽ انهن جون رڪيل فرمائشون ۽ نخرا بہ پورا ڪيا ويندا. پر بئي ڏينهن جماعتي ويچارا يادگيري ڏيارڻ جي بهاني سان فون ڪري پڇندا تہ سائين توهان اسان وٽ ڪهڙي وقت پهچندا؟ سائين جن فورا چوندا تہ مون توهان کي ٽائيم ڏنو آهي ڇا؟ جماعتي ويچارا گهبرائجي مايوس ٿي عرض ڪندا آهن تہ سائين ڪلهہ خاص پروگرام وٺڻ لاءِ توهان جي خدمت ۾ پهتاسون اهو بہ مشڪل سان ۽ گهڻي عاجزي ۽ منٿ ڪان پوءِ توهان راضي ٿيو ۽ ٽائيم بہ ڏنو ۽ مون توهان کي عرض بہ ڪيو هو تہ سائين توهان کي اسان مسڪينن جو پروگرام وسري ويندو تنهن ڪري پنهنجي ڊائري ۾ لکي ڇڏيو تہ مهرباني! توهان چيو هو تہ وسرڻ جو سوال ئي پيدا نٿو ٿئي تنهنجو پروگرام منهنجي دل ۾ لکيو پيو آهي. هڪ ڏينهن مس گذريو آهي تہ اهو دل تي لکيل پروگرام بہ وسري ويو؟ سائين مجبور ٿي چوندو تہ پلا تقرير ڪهڙي ٽائيم تي شروع ٿيندي؟ جماعتي ويچارو ڏڪي ڏڪي چوندو تہ سائين تقريرن جو سلسلو تہ عشاءَ ڪان پوءِ فورا شروع ڪيو ويندو ان شاء الله تعالیٰ. پر توهان کي آخر ۾ تقرير جو نمبر ڏنو ويندو. تہ جيئن توهان جي آسري ۾ جماعت منتظر ٿي ويهي هڏي ۽ جلسو درهم برهم بہ نہ ٿئي. آخر ۾ پراڻا ۽ نوان جماعتي توهان سان ملاقات ڪن اسان سيني جي حوصلہ افزائي ٿئي ۽ دل خوش ٿئي. روز هي پروگرام ڪونہ ٿا ٿين ۽ نڪو توهان سان عام جماعتي عام ڏينهن ۾ آسانيءَ سان ملي سگهي ٿو. اچوڪو سائين جواب ڏيندو تہ جي عشاءَ ڪان فورا بعد پهرين مون کي تقرير جو نمبر ڏين تہ اچان نت نهيو. هڪڙي ڳالهہ ڪر. ها يا نہ؟ جماعتي ويچارو چوندو تہ سائين پهرين نمبر توهان کي ڏينداسون مگر مهرباني ڪري اچجو ضرور.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائين جواب ڏيندو تہ آئون توهان وٽ عشاءَ نماز تي يا عشاءَ کان پوءِ فورا پهچي ويندس توهان انتظار ڪندا ۽ بندوبست پورو ڪندا. جماعتي چوندو تہ حاضر سائين جيئن چوندؤ تيئن ڪنداسون مگر پروگرام ۾ دير يا سوير شريڪ ضرور ٿجو مهرباني مهرباني! اسان جو عهديدار چوندو تہ ها. الله ڀلو ڪندو. هي جماعتي خوش ٿي فون يا موبائل بند ڪري. پروگرام جي تيارن ۾ لڳي ويندا. رات ڏينهن اها دعا هوندي تہ الله سائين پروگرام کي ڪامياب ڪجا هوڏانهن سائين جن کي وري بہ ڳالهہ وسري ويندي. ۽ جيڪڏهن جماعتي ويچارو موبائل نمبر ڏئي ويو هوندو تہ ان کي عين موقعي تي چوندو تہ او فلاڻا آئون پروگرام ۾ شريڪ ٿيڻ کان معذرت ڪريان ٿو. وري ٻئي پيري. جماعتي ويچاري جا حوصلہ ختم ٿي ويندا. چپ ٽڙڪائي چوندو تہ سائين ڇو ڀلا؟ سائين چوندو تہ آئون ٿڪل آهيان. جماعتي وري سوين منتون ڪندو تہ سائين توهان صرف شريڪ ٿيو ڀلي تقرير نہ ڪريو. پر اسان جو ڪارو منهن نہ ڪريو. سائين جواب ڏيندو تہ توهان ماڻهن کي منهنجي طبيعت جو ذرو بہ احساس ڪونهي توهان جي ڪري پاڻ کي مارائڻو آهي ڇا؟

اهو حال آهي اڄو ڪي عهديدارن جو.

ڳالهہ شاه صاحب رحمہ الله جي هلي رهي هئي اتي مسجد ۾ منهنجا رکيل ڪتاب ڏسي چوڻ لڳو تہ عبدالجبار ڪهڙا ڪتاب رکيا اٿئي؟ ڪتاب ڪيندو نالا ٻڌائيندو وڃ. مون ڪنهن ڪتاب جو سائين جي رعب جي ڪري غلط نالو ورتو ٿي تہ شاه صاحب ڪلي ان جو صحيح نالو ٻڌايو ٿي ۽ مختصر هر ڪتاب تي روشني وجهي رهيا هئا. اهو صرف منهنجي حوصلہ افزائي جي لاءِ ڪري رهيا هئا. مون اٿڻ جو ارادو ڪيو چيائين تہ نہ ڪاٺڻ جي ضرورت آهي نہ پيئڻ جي. ويهو تہ گهڙي ڪن ڪچهري ڪريون. اهڙيون بغير لالچ جي بيشمار ڪچهريون مون شاه صاحب جون ڏنيون. آئون ٻارهن تيرهن سال شاه صاحب وٽ رهيس مگر ڪڏهن بہ واعدي خلافي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڪندي مون ڪيس نہ ڏنو. اهي محبت ڀريون علمي ڪچهريون ۽ واعدي تي پهچڻ واريون شاه صاحب جون ڳالهيون جڏهن اڄ ياد اچن ٿيون تہ اکين مان لڙڪ ڪري پون.

الله جو قسم شاه صاحب جي اهڙي تہ ڪچهري هئي جو سڄي رات گذري وڃي مگر اڪتجي نہ.

اڌ ڪلاڪ کان پوءِ چيائين تہ دير بہ ٿي وئي آهي ۽ اڃا اڳتي بہ وڃڻو آهي ۽ طبيعت بہ صحيح نہ آهي تنهنڪري اجازت ڏيو! سڀني شاه صاحب کان موڪلايو. موڪلائيندي شاه صاحب سان گڏ جيڪو ماڻهو هو ان منهنجي هٿ ۾ پنجن سون جو نوٽ وجهي ڇڏيو. ٻيو ڪنهن بہ ڪو نہ ڏنو. دل ۾ چيم تہ اهڙن عالمن سان محبت رکجي. هن وٽ وڃجي تڏهن بہ ڏي ٿو ۽ جيڪڏهن اسان وٽ اچي ٿو تڏهن بہ ڏي ٿو. جي پير هجي ها تہ اسان کي ڪجھ نہ ڪجھ ضرور ڏيڻو پوي ها.

شاه صاحب اسان کان موڪلائي ويو پر هر هڪ شاه صاحب جي نيڪي ڪري رهيو هو ۽ ڪيس دعائون ڪندا رهيا ۽ ڪن چيو تہ پلي ان کي ماءُ ڄڻيو ۽ اها بہ خبر ڪانہ هئي تہ شاه صاحب جو اهو اچڻ اسان وٽ آخري هو.

جڏهن شاه صاحب فوت ٿي ويو ان وقت آئون ٽنڊو آدم شهر جي بازار ۾ دڪان جو سامان وٺي رهيو هوس. هڪ ماڻهو پريشاني جي حالت ۾ مون کي چوڻ لڳو تہ توکي خبر آهي؟ مون چيو ڪهڙي چيائين تہ سائين بديع الدين شاه صاحب رحمہ الله جدائيءَ جو داغ ڏئي ويو. مون ڪيس چيو تہ تون ڪير آهين چيائين تہ آئون عبدالله شيخ آهيان مون سامان وٺڻ جي ڇڏي ڏني. شاه صاحب ڇڏي تہ اکين سان ڏسي رهيو آهيان فورا نيو سعيدآباد فون ڪري پڇيم ڳالهائڻ کان پهرين مون کي فون مان ماڻهن جي سڏڪن جو آواز ٻڌڻ ۾ آيو. يقين ٿي ويو تہ شاه صاحب هي جهان ڇڏي ويو آهي. ۽ جن کان پڇيم انهن بہ تصديق ڪئي. آئون فورا گهر آيس. بابا دڪان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تي وينل هو. بابا کي ٻڌايم تہ شاه صاحب فوت ٿي ويو. بابا بي ساختہ اوڇيڳارون ڏئي روئڻ لڳو. دريءَ کان جڏهن بابا جي روئڻ جو آواز گهر وارن ٻڌو تہ سيئي اچي دريءَ وٽ گڏ ٿيا ۽ بار بار پڇندا رهيا تہ ڇو ٿو روئين بابا کان ڳالهائڻ نہ ٿي سگهيو نڪري جو ٻڌائي سگهي. گهر وارا حيران ٿي ويا تہ اهڙو تہ ڪڏهن بہ نہ رنو اڄ ڇو پيو روئي؟ آخر مون چيو تہ سائين بديع الدين شاه صاحب اڄ فوت ٿي ويو آهي اُهو ٻڌي ۽ روئي رهيو آهي. شاه صاحب جي فوت ٿيڻ جو ٻڌي سڀ گهر وارا بہ روئڻ ۾ شروع ٿي ويا ايئن محسوس ٿي رهيو هو ڄڻ تہ اسان جي گهر جو سربراهہ فوت ٿي ويو آهي. اهو انهيءَ جي ڪري جو شاه صاحب وٽ اهڙو اخلاق هو جو جماعتين کي مريد ڪو نہ سمجهندو هو بلڪ انهن کي پنهنجو پاءُ سمجهندو هو. اهو سبب هو جو امير، غريب، عالم، طالب، ننڍو وڏو، پنهنجو پرائو هر هڪ ايئن سمجهندو هو تہ شاه صاحب جي فقط مون سان محبت آهي. فقيد المثال عالم شيخ العرب والعجم تي ڪري. سيني سان محبت رکي اها وڏي ڳالهہ آهي. اسان جا سڀ وڏا ڇون تا الله تعاليٰ جون ڪروڙين مهربانيون جو شاه صاحب جون تقريرون ٻڌيون سين. شاه صاحب سيد ٿي ڪري سيدن ۽ پيرن جي غلامي ۽ مريديءَ کان نجات ڏياري. نت اهڙن پيرن جا اسان مريد هئاسون جن جو اڄ چهرو بہ ڏسڻ لاءِ تيار نہ آهيون پر پهرين انهن جي آڏو جهڪندا هئاسون ۽ انهن کي پيرين پوندا هئاسون ۽ انهن کان دعائون گهرائيندا هئاسون. انهن کان ڌاڳا وٺائيندا هئاسون ۽ انهن کان تعويذ لکرائيندا هئاسون. مشڪل ۾ انهن کي پڪاريندا هئاسون. شاه صاحب کي الله پاڪ علم ڏنو جنهن اسان کي نصيحت ڪئي تہ پاڻ مسلمان سڀ ياتر آهيون. الله تعاليٰ جا ٻانها آهيون ۽ محمد رسول الله ﷺ جا امتي آهيون نہ جيئرن نہ مئلن پيرن کان ڊڄڻو آهي. خوف ۽ عبادت صرف الله تعاليٰ جي ۽ طريقو صرف محمد رسول الله ﷺ جو وٺڻو آهي جنهن ۾ دنيا ۽ آخرت جي ڪاميابي آهي. شال الله تعاليٰ شاه صاحب کي سندس غلطيون معاف فرمائي ۽ کيس جنت الفردوس نصيب فرمائي. آمين.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتاق احمد منواڻي ☆

جيءَ جهروڪا

پاڙي ويچ هئام، تان مون مور نه پڇيا
تيلاهين پيام، موريسر اکين ۾

ڪٿان ڪا ڪٿڪ پئجي وئي هيم ته جناب حاجي محمد اسماعيل ميمڻ وڪيل جي بنايل مدرسي بنام ”مدرسه بحرالعلوم“ وارا سنڌن نڪرندڙ ”مجله بحرالعلوم“ طرفان شيخ العرب والعجم علامه سيد بديع الدين شاه بابت ڪو خاص نمبر پيا شايع ڪن. بهرحال مجله جي انتظاميه طرفان مون کي شاه صاحب بابت ڪنهن مضمون لکڻ جي لاءِ چيو ڪو نه ويو آهي پر منهنجي نن‌ڍپڻ جي ساٿي ۽ ننڍي ياءُ عبدالغفار جوڻيجو ڪن تي پڙاءُ وجهي چڏيو ته توهان به مضمون لکي ڏيو. هاڻي هيڏيءَ وڏيءَ عظيم شخصيت تي هيڏن وڏن عالمن هوندي آءٌ مضمون ته ٺهيو پر مضمون جي ميم تي به لکي ڪونه ٿو سگهان. باقي ٻارڙن جي گهاراڙن وانگر رنڊيا روڙي سگهان ٿو. سنهون ڪتڻ ته مون سکيوئي ڪونهي. ڪتي مون کي ڪلڻهاب بنائڻ جو پروگرام ته نه ٺاهيو ويو آهي. اوچتو ئي اوچتو منهنجي من اندر مان جوت جو اُهاءُ پڙڪو ڪائي باهر نڪتو. حياتيءَ جا ٻاويهه سال پوئتي جو لوٽو ڦيريم ته پاڻ کي آغا خان اسپتال جي پبلڪ ڪال آفيس جو ريسور هٿ ۾ ورتل محسوس ڪيم، پريان وڻندڙ، مٺي ۽ روح کي ريلو ڏياريندڙ آواز ۾ ماما سائين سيد بديع الدين شاه ڳالهائي رهيو هو. اهو ٻاويهين مئي 1995ع جو ٺاڪ منجهند جو وقت هو آغا خان اسپتال ڪراچيءَ ۾ اهو منهنجي زندگيءَ جو ڏکن ڀريو ڏينهن هو ۽ نهايت دکدائڪ گهڙي هئي. ڇيلهه ۾ شديد درد جي ڪري هلڻ، ڦرڻ، سنئون ٿي وهڻ ۽ نماز پڙهڻ

☆ معروف اديب، سکر، ڪالم نگار، مدير مدرسة المحمدية دارالحديث والقرآن ڏيپلو.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڪان ڇڪي ويو هوس. ڊاڪٽر احمد علي شاه نيورو سرجن آپريشن تجويز ڪئي هئي ۽ اهو بہ چيو ويو تہ هاڻي جو هاڻي داخلا وٺو تہ ٽيسٽون ڪري صبحاڻي آپريشن جو انتظام ڪجي. باقي رهي داخلا.... اها بنا پئسن جمع ڪرائڻ جي نہ ٿي ملي سگهي. سين پائرن ڪان جواب مليو پر

قد سمع الله قول التي تجادلک في زوجها وتشتکي .... بصير (قرآن)

الله پاڪ ان جي، سئي سموري ڳالهہ.
سندس ور جي ويڙهہ جو، ذڪر ڪيو جنهن زال،
اوري پيئي الله سين، اندر جو احوال،
الله اوهان جو پاڻ ۾، ٿو ٻڌي بائيتال،
سٽنڊڙ سڀ سوال، ڏسندڙ آهي ڏيهہ ڌڻي.

واريءَ عورت وانگر منهنجي لاءِ دنيا جا سڀ دروازا بند ٿي چڪا هئا. فقط هڪ دروازو آسمان جي هن پار واري جو کليل هو. جيڪو ڪنهن جي لاءِ ڪڏهن بہ بند ڪو نہ ٿو ٿئي.

ڪذالک ننجي المؤمنين

مون سنپريو هو تہ "امڙ اچ موڪلائي وئي آهي."

ماما سائينءَ جو وٺندڙ آواز ٻڌي من اندر ۾ ائين ماٺائي اچي وئي، جيئن سمنڊ خوفناڪ ڇولين بعد ماٺو ٿي ويندو آهي.

ماما سائين!! آغا خان اسپتال مان ڳالهايان ٿو. چيلهہ جي آپريشن ڪرائڻي اٿم. جنهن لاءِ داخلا وٺڻي اٿم. پئسا ڪو نہ اٿم. توهان مون ڪي هڪ لک روپيہ ڪنهن هٿان ڏياري موڪليو. ورندي ڏنائين تہ پٽ پئسا ڏيان ٿو پر تو تائين پهچن ڪيئن؟ ڪو ماڻهو موڪل، دل ۾ ڏڳندڙ ڪوري تي ڄڻ ڇنڊو پئجي ويو.

پر پوءِ ستن آسمانن جي مٿان عرش عظيم تي مستوي ٿيل الله رب العزت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنهنجي ٻانهي کي سٺي ۽ سڳي سوڏو سمورو انتظام ڪري ڏنو.

هتي انهيءَ ڪتا ڪرڻ جو مقصود ته آءُ ماما سائين جي ذري ذري جو واقف هوس ته سنڌس گهر ۾ پيسا پيل هئا يا نه پر مون سان هائو ڪري منهنجي چڪنڊڙ ڇهڪن تي پهو رکي ڇڏيائين. ذاتي مقصد لاءِ ڪڏهن ڪنهن جي اڳيان هٿ نه ڏگهيريائين، باقي جمعيت اهل حديث جو ڪو فرد ڪم وجهي ويو ته اهو پورو ٿيندو، ان جي لاءِ ڪنهن جي اڳيان به لنگهي ويندي عار محسوس نه ڪندو هو.

آخرڪار مجله بحر العلوم ماما سائين سيد بديع الدين شاه تي خاص نمبر پيو ڪڍي، سو ان لاءِ ته پاڪستان، هندوستان، سعودي عرب ۽ دنيا جي ٻن ملڪن جا عالم، اڪابر فيلسوف قرآني آيتن ۽ حديثن جي روشنيءَ ۾ قلم ڪشائي ڪندا. هاڻي آءُ نه ڪو آهيان عالم ۽ نه ڪو آهيان ڪو فيليسوف ۽ نه ڪو وڏو اديب. بس اها سعادت ضرور نصيب ٿي اٿم جو امان مريم جون عالمن سان ڪچهريون ننڍپڻ سان ٿي ٻڌيون اٿم. پر ماما سائين جڏهن ٿر جي واحد امان مريم واري مدرسي المدرسة المحمديه دارالحديث والقرآن (المؤسسة مريم) ڏيپلو جي امتحان تي ايندا هئا ته امان مريم جي اوطاق تي عالمن جا ميڙا متل هوندا هئا. انهن جي ميزباني ته جيجل ڪندي هئي، پر دستر خوان تي جمع ٿيندڙ عالمن کي هٿن ڌوئارڻ جو شرف هن ناچيز کي حاصل ٿيندو هو انهيءَ حساب سان شيخ اياز جي هن شعر

هيءُ چوڻيءَ چوڻيءَ تي مشعل، هيءُ جهوليءَ جهوليءَ ۾ گل ڦل
وياسانول ڇا ڇا سڳ ڇڏي، ڇا جنڊڙيءَ کي جرڪائي ويا
سان آئون شاه صاحب کي پرکيندس.

هن وقت ٿر جي ڪنڊ ڪڙڇ ۾، وڳر واهڻ ۾، پٽ پٽ جي ٻُڪڙ، پوڄانڌا، أيي پٽ، نوٽون، ٽڙڪول، گوڄار ۽ مٺاڇرا قال الله تعالیٰ في القرآن المجيد والفرقان الحميد ۽ قال قال رسول الله ﷺ جون سدائون پڙاڏا ٻڌجي ڪنن ۾ گونجي رهيون آهن.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اهي ڪوششون ۽ ڪاوشون سنڌ جي هن ناميا ري عالم، اسڪالر، مفڪر، مفسر ۽ محدث، مناظر علامه سيد بديع الدين شاه الراشدي جون آهن. جيڪو هر رجب مهيني ۾ راقم کي خط لکندو هو ته فلاڻي جمعة المبارڪ کان ٽڙ جو دورو رکيو اٿئون. توهان سڀ ٽڙ جو پروگرام ٺاهي اسان کي موڪلي ڏيو. اسان ٽڙيا جمعة المبارڪ ڏيپلي ۾ ۽ باقي ٻين ڳوٺن جو پروگرام ٺاهيندا هئاسون. پروگرام نهڻ بعد مون کي نه ٿو سجهي ته ماما سائين ڪڏهن ليٽ ٿيو هجي.

يقين ڪريو ته هن وقت هيءَ سٽون لکندي اکڙيون وڏڦڙو وسائي رهيون آهن. پنو ڏنڏلو ڏسڻ ۾ اچي ٿو بس ائين ٿي هٿ جي جنبش سان لکي رهيو آهيان. راقم تي اها الله رب العزت جي مهرباني هئي جو سڄو پروگرام ترتيب ڏيئي واسطيدارن کي موڪليندو هو ۽ پوءِ هر ڪو ٽيڪسي وٺي سائينءَ کي ويجهي ڳوٺ مان وٺي ويندو هو. سڄو هفتو يا ڏهه ڏينهن آءُ شاه صاحب سان گڏ هوندو هوس جمعة المبارڪ ڏيپلي جي جامع مسجد يا مدرسي واري مسجد (حاجي محمد صالح مسجد) ۾ پڙهبو هو. منجهند جي ماني ڪائي آرام ڪبو هو. عصر جي نماز بعد المدرسة المحمديه دارالحديث والقرآن (المؤسسة مريم) جو ساليانو امتحان شروع ٿيندو هو. مغرب جي نماز تي امتحان جو نتيجو ظاهر ڪيو ويندو هو ۽ عشاءَ نماز بعد جلسو منعقد ٿيندو هو. ٻئي ڏينهن ناشتي کان پوءِ شاه صاحب جو جنهن ڳوٺ ۾ پروگرام هوندو هو ته اهي ڳوناڻان ٽيڪسي ڪري ايندا هئا ۽ سائين کي وٺي ويندا هئا. سڄي ٽڙ ۾ ان وقت امان مريم وارو واحد مدرسو هوندو هو. جيڪو توحيد ۽ سنت جي وڻ جي آبياري ۽ اعلاءِ ڪلمة الله جو واحد ذريعو هو. علامه سيد بديع الدين شاه راشدي صاحب جن آخري ڏينهن تائين انهيءَ مدرسي ۾ چانسلر جي حيثيت ۾ مدرس ۽ ممتحن ٿي رهيا. هن مدرسي مان ڪيترائي مولوي حضرات ۽ مولانا صاحبان مستفيد ٿي ڪتاب ۽ سنت سان منور ٿيا ۽ اڄ پنهنجن پنهنجن علائقن ۾

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسا ڪولي الله جي وحدانيت جي پرچار ڪري رهيا آهن. انهن مان مولوي احمد الساڪت ڳوٺ پيلوڙو سمون هن مدرسي ۾ 13 سال صدر مدرس ٿي رهيو. جنهن بعد پنهنجي ڳوٺ ۾ مدرسو ڪوليائون جيڪو اڄ به ترقيءَ جي راهه تي گامزن آهي. ان ڪانپوءِ ڏونجهه، چيچاري، ڦانٽ فارم، ڳوٺ ابراهيم سمون، سينهري جي ڪوهي، اسلام ڪوٽ، گرڙاٻهه، مٺي، ڪاروبجير، پانيلي ۽ پانيلو وغيره ڳوٺن جا شاگرد يا مدرس به هن ئي مدرسي مان فارغ التحصيل آهن. اهو سڄو ڪريڊٽ اسان جي هن ناماياري اسڪالر ڏانهن وڃي ٿو، جنهن ڏينهن رات هڪ ڪري پٿون پوري، ڪڪر ڪوري، ڏرڙ ۽ ڏهر ڏوري، جبل جهاڳي، پهڻ ۽ پٿرن سان پير پٿون ڪري واريءَ جي داڙن ۾ جتي وڪ وڪ تي ڪو نه ڪو ڪوڙو الـه ڪڙو ٿيل آهي. پنهنجي تبليغ سان جهاد ڪري دين اسلام جي جوت جلائي آهي. ڪويت، سعودي عرب ۽ ٻين هنڌن تان مسجدن ۽ مدرسن لاءِ ملندڙ پئسا سڀ جا سڀ ٿر ۾ استعمال ٿيا ڳوٺ پيلوڙو سمان، اسلام ڪوٽ، مٺي، ڪلٺهار منو، ڪلٺهار ڪارو، گرڙاٻهه، سينهري جي ڪوهي، ڦانٽ فارم، ابراهيم سمون، ڪلوئي، ڏونجهه، ماجيٺي، گوليو، چيڙيال، مانڌياڪر، ميهاري، چيچاري، ڏيپيار، ڪڏائي، سڏوئي، ڪاروبجير، منو داپڙو، پانيلي، ڇهو وغيره ۾ هلندڙ مدرسا سندن مرهون منت آهن. اڄ توهان نئون ڪوٽ واري قلعي ڪان هيٺ لهو، سڄو ٿر جهاڳي ڏسو، اڳي توهان کي اسلام عليڪم جو جواب ماليڪم سلام سان ملندو هو پر اڄ هر پٽ تي توهان کي ٿر يا رفع اليدين ڪندي، آمين بالجهر چوندي، صف بندي ڪندي نظر ايندا. اهو ڇا آهي؟ اهو هن شعر جو بلڪل چٽو عڪس آهي.

هيءَ چوٽيءَ چوٽيءَ تي مشعل، هيءَ جهوليءَ جهوليءَ ۾ گل ڦل،
ويا سانول ڇا ڇا سڳ ڇڏي، ڇا جنڊڙيءَ کي جرڪائي ويا

8 جنوري 1996ع کان پوءِ ڪر ٿر ۾ تبليغ جو سلسلو ئي بند ٿي ويو آهي.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اهو شاه صاحب وارو جذبو ڪٿان آڻيون. جيڪو شاه صاحب پنهنجي واعظ ۽ تبليغ سان رکيو هو. اهو پکهر ٿي وهي ويو. اهي ڏينهن ۽ هيءَ ڏينهن وري ٿر ۾ ههڙيون ايمان افروز مجلسون منعقد نہ ٿي سگهيون آهن.

لڏي ويا چڙهي، ڪري هيڪلائي هاڻ،
سجو پانئيان سپيرينءَ ري، ملڪ هيءُ مساڻ،
جانب جُوءِ چڙهي ويا، آءُ ڪنهن جي ڪيان ڪاڻ،
گهوري وڃان گلوچئي، انين پڌن مٿان پاڻ،
جنهن جي سدا مند سواڻ، اڄ ڪونهي ڪڙوا تن جو

☆ علامہ سيد بديع الدين شاه مناظري جو امام هو.
☆ علامہ سيد بديع الدين شاه خاتم المناظرين هو
☆ علامہ سيد بديع الدين شاه برصغير ۾ اهلحديث جو وڪيل هو.
☆ علامہ سيد بديع الدين شاه پنهنجي ذات ۾ مڪمل انجمن هو.
☆ علامہ سيد بديع الدين شاه مفسر قرآن هو.
☆ علامہ سيد بديع الدين شاه محدث هو.
☆ علامہ سيد بديع الدين شاه تمام وڏو مبلغ هو.
☆ علامہ سيد بديع الدين شاه مقرر هو.
☆ علامہ سيد بديع الدين شاه مؤرخ هو.
☆ علامہ سيد بديع الدين شاه محقق هو.
☆ علامہ سيد بديع الدين شاه اسماءُ الرجال جو ماهر هو.

1975ع ۾ مٺياري جي انڌي ملان.

”ونحشره يوم القيامة اعمي. قال رب لم حشرتني اعمي، وقد كنت بصيرا. قال كذالك اتتك آيتنا فنسيتها و كذالك اليوم تنسي“

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۽ انڈو اٽاريندا سون ان کي، مھندان محشر وار،
چي انڈو اٽارينم ڪينئن؟ سائيم!! رب ستار،
۽ ھوس آءُ ھموار، ڏاڍو ڏسندڙ ڏيھ ڏٺي،
چي ان پر اسان جون آيئي نيشانيون نروار،
سي وساريئي ويسلا، ٻوٽي اکيون ٻيھار
۽ اڄ جيري منجھ جمار، ويندين تينئن وساريو

عبدالخالق ميمڻ "ضل واضل" حنفيت جي حميت ۾ اچي پنھنجي مذھب جي دفاع ۽ ان جي ثبوت ۾ جڙتو، ھٿ ٺوڪيل، من گھڙت ۽ ضعيف روايتن جو سھارو وٺي آيت يحرفون الكلم عن مواضعه موجب تحريف ۽ ترجمي ۾ گھڻ وڌائي ڪري قرآن جي آيتن ۽ حديثن کي ذبح ڪري منٺ سنز جي مالي مدد سان ھڪ ڪتاب بنام تحفة الحديث شايع ڪري اھل حديثن کي جاڳايو، جنھن ۾ جا بجا صحيح ۽ مرفوع روايتن جو مقابلو ضعيف بلڪ ھٿن سان ناھيل روايتن ثم يقولون هذا من عندالله سان پنھنجي مسلڪ کي ثابت ڪرڻ جي ناڪام ڪوشش ڪئي آھي. ھيءَ ڪتاب دراصل علامہ سيد بديع الدين راشدي صاحب ۽ علامہ مولوي محمد عمر جوڻيجو ڏيپلائيءَ جي رد ۾ لکيو ويو آھي. سڄي ڪتاب ۾ ٻنھي قابل احترام شخصيتن لاءِ نامناسب، اٺوٽندڙ ۽ نازيباً الفاظ استعمال ڪري، پنھنجو پاڻ کي اگھاڙو ڪري ماڇيپڻي جو ثبوت پيش ڪيو آھي. اسان بہ 3 سيپٽمبر 1975ع مطابق 25 شعبان 1396ھ تي مفسر قرآن، مبلغ ۽ مناظر اھل حديث علامہ سيد بديع الدين شاہ صاحب کي گھرائي ڪتاب بابت جامع مسجد اھل حديث ۾ بعد نماز عشاءُ مدلل جوابي تقرير ڪرائيسين. جنھن ۾ شاہ صاحب ھڪ ماھر سرجن وانگر ڪتاب جو پوسٽ مارٽم ڪيو آھي. شاہ صاحب حوالا ۽ ڪتابن جا صفحا زباني ائين پيش ڪري رھيو ھو، جو ڄڻ تہ شاہ صاحب قرآن، صحاح ستہ ۽ اسماءُ الرجال جو ھلندڙ ڦرندڙ انسائيڪلو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پيبديا يا لغت هجي. اسان سامعين دنگ رهجي ويا هئاسون. اهو ڪتاب تقرير لا جواب جي نالي سان ڇپايو هوسون. ان بعد شاه صاحب جي طرفان تفصيلي جواب ڪتاب بنام تميز الطيب من الخبيث 1987ع ۾ ميدان تي آيو. جيڪو شاه صاحب جو هڪ شاھڪار ڪتاب آهي. هن ڪتاب جي طباعت جو سڄو خرچ راقم الحروف ادا ڪيو هو.

انهيءَ موقعي تي شاه صاحب پاڪستان مان لڏي سعودي عرب ۾ مستقل رهائش جو پنهنجو ذڪر جيجل سان ڪيو. بس ان وقت جيجل جو اضطراب ڏسڻ وٽان هو. جيڪو اضطراب سيدنا ابوبڪر صديق رضہ کي هجرت جي موقعي تي غار ثور ۾ ان الله معنا واري آيت نازل ٿيڻ کان اڳ هو. امان مريم تي اهو ڪرب 25 ڊسمبر 1975ع (شاه صاحب جي هتان لڏي وڃڻ جي تاريخ) 14 جنوري 1979ع (سعودي عرب مان واپسيءَ جي تاريخ) تائين 3 سال ويهه ڏينهن هليو. جنهن امڙ جي اعصابن تي ڪرڙ وارو ڪم ڪيو هو. جيڪو وڏڙو جيجل جي اکين مان انهن ڏينهن ۾ وهيو هو. اهڙو سڄي ڄمار ڪو نہ وهيو هو ۽ مون جيجل جي شاه صاحب جي واپسي لاءِ گهريل دعا قبوليت جي روپ ۾ ڏٺي هئي. سعودي عرب جا حالات اهڙا ٿي ويا هئا جو شاه صاحب کي هميشہ لاءِ واپس اچڻو پيو. سائين جي واپسيءَ وارو ڏينهن (اڱارو 14 جنوري 1979ع) جيجل جي لاءِ عيد جو ڏينهن هو. جيئن تہ شاه صاحب هتان ويندي پنهنجو ڪتب خانو بہ سعودي عرب ڪٽائي ويو هو. ان جي واپسيءَ جو ڪرايو جيجل پنهنجي پاءِ الحاج غلام محمد لاٽ هتان ادا ڪرايو هو. جيڪو لکين روپيہ هو.

شاه صاحب جو لکيل بديع التفاسير اهڙو املهہ ۽ عظيم ڪارنامون آهي.

ع   املهہ آهي ان جي، ڪٽوريءَ جهڙي ڪيهہ

جنهن جهڙو تفسير ڪنهن زبان ۾ ڪونهي، اهڙو تفسير لکي سگهجي ٿي ڪو نہ ٿو. انهيءَ تفسير جي ابتدا جو پيرو ڪٽبو تہ ان جي شروعات بہ امان مريم جي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعائن ۽ محنت جو نتيجو آهي.

14 جنوري 1979ع شاه صاحب واپس پاڪستان پهتو ۽ ترت امان مريم سان ملڻ جي لاءِ ڏيپلي پهتو هو. اهوئي موقعو هو جو بديع التفاسير جي لکڻ لاءِ امان مريم جي اوطاق تي ميٽنگ ٿي هئي، جنهن ۾ چيده چيده عالمن شرڪت ڪئي هئي، خاص ڪري مولوي جان محمد نوهڙي گرڙاٻهه وارو ۽ ماما حاجي محمد منن منواڻي شامل هئا.

پير علي محمد راشديءَ پنهنجي تصنيف اهي ڏينهن اهي شينهن جي ٻئي جلد ۾ کهڙو نہ سهڻو لکيو آهي تہ ٻج جو داڻو ننڍڙي شئي آهي، جيڪو مٽيءَ ۾ ملي پاڻ مٽجي وڃي ٿو. منجهانئس جيڪو وڻ ڦٽي ٿو، دنيا ان کي ڏسندي ان جي تعريف ڪندي رهي ٿي پر ٻج جي داڻي کي ڪو ياد ڪو نہ ٿو ڪري، وانگر اڄ بديع التفاسير جا ڏهہ جلد شايع ٿي چڪا آهن، الله رب العزت کي شاه صاحب جي هٿان ايتروئي ڪم وٺڻو هو. اهي لکي جا ليک آهن. تقدير جا اڻ ٽر فيصلا آهن. اڄ امان مريم تہ ڪنهن کي ياد ئي ڪونهي، بديع التفاسير جي هر پني تي فقط جمعيت اهل حديث جو نالو لکيل آهي. بديع التفاسير جي ڏهن ئي جلدن جي مهاڳن ۾ امان مريم کي ڪنهن بہ دعا جي ٻن لفظن ۾ ياد ڪو نہ ڪيو آهي.

1971ع واري تہ جنگ ۾ ڏيپلو تہ خالي ٿي ويو هئو پر شهر جو سڄو نظام درهم برهم ٿي ويو هئو. امان مريم واري مدرسي جا طالب علم ۽ مدرس بہ في الحال تہ پاسيرا ٿي ويا هئا. فقط مولوي عبدالرحيم لوڌو مدرسي جي چوڪيداري پيو ڪندو هو. جيجل جي حياتيءَ ۾ مدرسي جي ڪمن ڪارين ۾ حصو نالي ماتر وٺندو هوس پر جڏهن علامہ سيد بديع الدين شاه صاحب ڏيپلي ايندو هو تہ الله جي ڪبريائيءَ جو سوڳند، سائين جي خدمت ڪندي وڏي سعادت سمجهندو هوس. وضوءَ لاءِ گرم پاڻي، تهجد نماز لاءِ مصلو، دوا لاءِ ڪير، پيٽ جو پاڻي مطلب تہ گهر ۾

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملازم موجود هوندي بہ سائين جي خدمت پنهنجي ذمي سمجهندو هوس. دستر خوان تي سترچيون موجود هوندي سائين ٻاجهر جي ماني کير سان کائيندو هو. ڪڏهن ڪڏهن تتر ملي ويندا هئا تہ شاه صاحب اهي شوق سان کائيندو هو. دستر خوان تي شاه صاحب سان گڏ شهر جا ڪافي معزز ماڻهو ۽ ذات ذات جا علماءِ مدعو هوندا هئا.

1973ع اسسٽنٽ مختيارڪار جو مليل آرڊر جيجل جي حڪم تي واپس ڪري ڇڏيم ۽ پوءِ جيجل جي خدمت کي آخرت جي نجات ۽ ڇوٽڪاري جو باعث سمجهي ڏيپلي ۾ ساڻس گڏ رهيس. 23 آڪٽوبر 1979ع تي جيجل هيءُ فاني جهان ڇڏيو. منواڻي خاندان ۽ پائرن و امرهم شوريٰ بينهم بعد مدرسي جو مهتمم بڻيس 25 آڪٽوبر 1979ع تي ماما سائين بديع الدين شاه جيجل جي تڏي تي اسان سان عذر خواهي تہ ڪرڻ آيو ليڪن هو تہ خود بہ اسان وانگر شديد ڏک ۾ ورتل. ان مهل مون پڇيو مانس تہ "ماما سائين جنهن امان مريم خاطر پنهنجو رشتو جڙيو، اها تہ هن دنيا ۾ رهي ڪانهي، هاڻي اسان سان رشتو نباهيندا يا اهو رشتو بہ ڪلهہ جيجل سان گڏ ٿيو ڏرتيءَ داخل."

ورندي ڏنائين تہ رشتي نباهڻ لاءِ ٻنهي ڌرين ۾ اخلاص جو هجڻ ضروري آهي. گهر تہ گهرئين جي مصداق اوهان ساڳئي خلوص سان گهرائيندا تہ گهوٽي ڪائيندو رهندس.

24 آڪٽوبر 1979ع کان 8 جنوري 1996ع تائين سائين مون سان سڀ فرض نباهيا ۽ مون بہ 17 سال زندگيءَ جا راشدي خاندان جي هن، پيري مريديءَ واري ڳٽ کي ڳچين مان ڪيندڙ "محمود غزنوي" علامہ سيد بديع الدين شاه کي ارپي ڇڏيا.

دنيا جي مائرن جي برخلاف انس رضہ جي ماءُ بہ الله جي در تي اچنا ڪئي هئي تہ "مولا . پٽڙو ڏينم تہ تنهنجي آخري رسول ﷺ جو نوڪر ڪنديس او انس رضہ جي ماءُ! تنهنجي بخت ۽ نصيب جو ڇا چئجي؟" انس رضہ جو چوڻ آهي تہ منهنجي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماءُ جي منٿ کي الله پورو ڪيو.

آءُ جوان ٿو تہ انس رضہ کي نبي ﷺ جي خدمت لاءِ ماءُ وقف ڪو نہ ڪيو هو پر عرش واري وقف ڪرايو هو. ٻار پسند اچي ويو. حڪم ڪيو ويو تہ وڃي نبيءَ ﷺ جي خدمت ڪر.

پٽڙو چاڻو تہ سندس تربيت ان انداز ۾ ڪيائين تہ جيئن هو نبي اڪرم ﷺ جي طبيعت تي پورو لهي. سمجهہ پريو ٿيو تہ اچي الله جي نبي ﷺ جي حوالي ڪيائين. ڏهہ سال آسمانن ۽ زمينن جي مالڪ ۽ مالڪ يوم الدين واري مالڪ "لله الواحد القهار" جي آخري پيغمبر جي خدمت ڪئي اٿس. ڏهہ سال زندگيءَ جو عرصو ڪو معمولي عرصو ڪونهي. ڪانئس هڪ دفعو پڇيو ويو تہ انس!! ڏي خبر تنهنجي نبيءَ جي (ﷺ). ورنديءَ ۾ انس رضہ چوي ٿو تہ "هڪ دفعي وضو ڪرائيندي هٿن مان پاڻيءَ سانَ ڀريل لوٽو ڪري پيو. ڊڄي ويو هوندس تہ هاڻي الا جي ڇا چوندو. ڏڄي ڏڄي مٿي ٿونهاريان، ڇا ٿو ڏسان تہ پاڻ ﷺ مُشڪن پيا. سڄي دنيا جون ڪلون ۽ خوشيون، مُرڪون ۽ ٽهڪ انهيءَ هڪڙيءَ مُشڪ ۽ مُرڪ تان قربان!! انهيءَ مُشڪ ۽ مُرڪ منهنجي ڊنل دل تي پهو رکي ڇڏيو."

انک لعلي خلق عظيم

هن ڪان مٿي ڪنهن جا بلند اخلاق ٿي سگهن ٿا. وانگر مون بہ سترهن سال سنڌ جي هن مايہ ناز عالم شيخ العرب والعجم علامہ سيد بديع الدين شاہ جا هٿ ڏٺاريا آهن ۽ خدمت ڪئي آهي جنهن لاءِ آءُ پنهنجو پاڻکي خوش نصيب سمجهان ٿو.

بلي!! ڪتان جو ڪتان وڃي نڪتس. پر اهي ڳالهيون بہ تہ ڪرڻ جهڙيون آهن. اهي سور بہ نيٺ سلڻ وٽان آهن. دل جو چاڪ چڪي چڪي جڏهن ناسور تي پوي، تڏهن شڪايت ڪٿي نہ ڪجي، پر ان جي حڪايت جو حق تہ هجڻ گهرجي.

ليڪن اها مجيل ۽ ڪليل حقيقت آهي تہ اسلام ۽ پيغمبر اسلام جي خلاف

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنهن به زبان کولي آهي يا قلم هٿ ۾ کنيو آهي ته ان حملي کي روڪڻ جي لاءِ سيد بديع الدين شاه جي زبان، تقرير، دماغ ۽ قلم شمشير بي نيام ثابت ٿيو آهي. ۽ شاه صاحب جي ان ۾ زندگي گذري ويئي آهي.

دين اسلام جي آبياريءَ لاءِ رسول اکرم ﷺ 24 لڙايون ڪيون خلفاءِ راشدين ۽ جليل القدر صحابن به پنهنجي خون سان آبياري ڪئي. سيدنا حمزه رضہ ته پنهنجا سڀ عضوا نذراني ۾ ڏيئي اسلام جي بنيادن کي مضبوط ڪيو. تاريخ اسلام تر جي ڏرڙن ۽ ڏهرن ۾ اسلام ڦهلجڻ جي تاريخ ڪان سواءِ اڌوري، اڻ پوري ۽ نامڪمل آهي. تاريخ اسلام ۾ جڏهن به اهڙن واقعن جو ذڪر ٿيندو ته ان ۾ مبلغ توحيد وسنت علامہ مولوي عبدالرحيم پچمي، فاتح لنواري علامہ مولوي احمد ملاح، امان مريم منواڻي، فاتحہ مناظره ڏونجهه ۽ شارح مشڪوات مولوي محمد عمر جوڻيجو، مولوي علي محمد جوڻيجو ڏونجهائي، مولوي نصير الدين نوهڙي ٽاڌات، مولوي جان محمد مورو گرڙابهه وارو، مولوي گل محمد هگورجو ڏيپيار وارو، حاجي صاحب ڏنو ميمڻ عالياڻي ڏيپلائي، مولوي خير محمد نظاماڻي بديڻائي، مولوي عبدالرحيم جنائي سرهيءَ وارو، مولوي محمد هاشم نوهڙي سڌوئيءَ وارو ۽ مولانا محمد عثمان ميمڻ ڪمناڻي ڏيپلائي جي ڪيل خدمتن جو ذڪر ضرور ٿيندو. ليڪن انهن سين ۾ علامہ سيد بديع الدين شاه صاحب جون ڪيل خدمتون وسارڻ جهڙيون نه آهن ۽ پوءِ تر جي ڳوٺ ڳوٺ ۾

يدخلون في دين الله افواجا

ڏئي ته ماڻهو ملڪ جا، قطار و قطار،
گهڙن ڏٺيءَ جي دين ۾ ڇڏي ڪفر جي ڪار،

وانگر جمعيت اهل حديث ۾ داخل ٿيندا ويا ۽ پوءِ ماڻهو ايندا ويا ۽ ڪاروان نهندو ويو.

آ ڪنهن ڪنهن ماڻهوءَ منجهه مٽيا، پر مون کي اهڙا مڙس وٽيا.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جي سارو جڳ جرڪائي ويا، پر پنهنجو پاڻ پلائي ويا

هڪڙو قاعدو آهي ته محقق جڏهن ڪنهن فن تي تحقيق ڪندا آهن، تڏهن ئي خود تحقيق تي ويندا آهن. تاريخ تي تحقيق ڪندي ڪندي خود تاريخ بنجي ويا. علم جي تحقيق ۾ خود علم بنجي ويا. علامه سيد بديع الدين شاه ڪهڙي فن ۾ تحقيق ڪونه ڪئي هئي؟ فن اسماءِ الرجال، فن تفسير، فن تشريح، فن توضيح، فن توصيف، فن ادب، فن تاريخ، فن سيرت، فن دعوت، فن تبليغ، فن تقرير، فن خطابت، ۽ ٻيا ڪيترا فن، هر فن ۾ هر فن مولا ۽ پوءِ شاه صاحب جون اهي صلاحيتون اجاگر ٿيو پون.

اهڙن ماڻهن کي ڏسڻ لاءِ هينئر نيڻ پيا سڪن پر اچو ڪيون ماڻرون ڪٽي ٿيون سيد بديع الدين شاه جهڙا پٽ ڄڻين. آءُ دعوي سان چوان ٿو ته علامه سيد بديع الدين شاه جهڙي شخصيت ڄٽي سگهجي ئي ڪونه ٿي. سندس مجلس هر وقت سفر هجي چاهي حضر هجي، باغ و بهار جو نمونو هئي. واقعا، لطيفا، ٽيڪاٽپٽي، کل مذاق، سڀ مهيا، گفتگوءِ مان فقط ڪنهن جي تحقير، ڪنهن سان تلخي ۽ ترشيءَ جهڙيون شيون غائب هونديون هيون. هڪ دفعي ننگرپارڪر جي سفر دوران ٽويوٽا جيپ ۾ آءُ ۽ شاه صاحب اڳيان ويٺل هئاسون. حافظ محمد ڪٽي ۽ مولوي عبدالغني پسايو ۽ ٻيا پويان ويٺل هئا. شاه صاحب کي ڪنهن ٻڌايو ته مشتاق منوانيءَ وٽ فقير عبدالله ۽ چانهه متعلق مزاحيه شعر آهي، اهو ٻڌڻ جهڙو آهي، سائينءَ جو حڪم ٿيو ته مون ٻڌائڻ شروع ڪيو

ساراهيان صاحب کي، ساراهيان رب سبحان،
قادر وٽ قدرت جي ڪمي آهي ڪانه
چوڏهين سڻ ۾ چانهه هلي، تنهن جو پاڙ ٻڌ جو بيان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۽ پوءِ ڪل جا تاڙيا تي ويا ۽ سڄي ڳاڏي ڪلن جي انهن تاڙين ۾ گونجي اٿي هئي ۽ سائين وري وري پيو حڪم ڪري ته اهو چانهه وارو شعر پڙهائي ننگر پارڪر پهچڻ تائين اهو شعر پڙهائي منهنجو ڪاڪڙوئي لهي ويو هو.

اتفاق سان 8 جنوري 1996ع سومر جي منحوس ڏينهن به آءُ ننگر پارڪر جي دوري تي هوس جو PCO تان جهڏي ادا علي محمد کان خيريت جي خبر پڇي هيم ته ادا علي محمد خيريت جي خبر بدران ڇڻ ته تير وهائي ڪڍيو "ماما سائين بديع الدين شاه موڪلائي ويو." رسيور هٿ مان ڪري ويو هو. پاڻ کي ڪرٽ ۾ چيرجندو محسوس ڪيم. ماما الحاج غلام محمد لاٽ صاحب سان گڏ دوري تي هئاسون. ۽ ڪيس سڏڪن ۾ اها وحشت انگيز خبر ٻڌائي ڪو نه سگهيو هوس. پر پوءِ ويٺلن مان ڪنهن ٻڌايو ته سڄي ڪچهري ڏڪاري تي سراپجي ويئي هئي.

وڳر ويا وهي، ڪالهه تنهنجا ڪونجهڙي،
ڪندينءَ ڪوهه رهي، سر ۾ سپيرينءَ ري.

جمعيت اهل حديث ته يتيم تي وئي هئي، جو جمعيت اهل حديث جو ابو ۽ باني گذاري ويو هو. ليڪن تريا ته صفا ڇورا تي ويا هئا.

آخر ڪار بديع الدين شاه به انسان هو. فاني ۽ بي بقا!

ڪل من عليها فان ويبقيٰ وجه ربک ذوالجلال والاڪرام

رهي نانءُ الله جو.

نيٺ هتئون هلڻون ته هئس. آخر رهي به ڪيترو رهي ها. موت سندس مرڪ هو. من فاني جسم جو معاملو آخر ته مٽيءَ سندو ماسرو هو. شاه صاحب جي وفات سان سنڌ جو نقصان تيو. اهل اولاد جو نقصان تيو. پر ترين جو الهه تلهه ناس تي ويو. جهڙو ڪر زلزلو نازل تي ويو. جنهن ۾ پٽن ۾ ڏار پئجي ڏرڙ نهي ويا.

علامه سيد بديع الدين شاه راشديءَ جي نالي سان عليه الرحمه لکندي جيڪو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احساس محرومي ۽ احساس يتيمي پيدا ٿئي ٿو سو هنئين کي ڏاريو ٿو وجهي. جنهن سبب مون سڄي مضمون ۾ مرحوم يا رحمة الله عليه کو نه لکيو آهي.

علامه سيد بديع الدين شاه جو دور هڪ زماني جو عڪس ۽ آئينه دار هو. سائين هڪ دور جو نمائندو هو. جيڪو سندس موت تي ختم ٿيو.

علامه سيد بديع الدين شاه راشدي هڪ عالم ته هو ته اها ڳالهه عالم آشڪار هئي، ليڪن سائين هڪ بهترين سنديافته حڪيم به هو ۽ هوميوپيٿيءَ جو به ماهر هو پر اها ڄاڻ انهن ماڻهن کي هئي، جيڪي سائين کان اهي نسخا وٺي مستفيد ٿيندا رهندا هئا.

ناز منجهان را نڪري، جڏهن پرين ڪري ٿو پنڌ،
پون پڻ بسم الله چئي، راهه چمي ٿي رند،
اپيون گهٽي ادب سين، حورون حيرت هنڌ،
سائينءَ جو سوڳنڌ، ساڄن سينڌان سهڻو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام الدين جونيجو☆

اسماءُ الرجال جو امام

سيد بديع الدين شاه راشدي رحہ

1925ع کان 1996ع تائين!

1947ع ۾ پاڪستان وجود ۾ آيو! (مونکي سڀ ڳالهيون ياد آهن) ۽ 1957ع ۾ 10 سالن اندر مون کي الله تعاليٰ ڪراچي پهچايو. آئون ان مالڪ الملڪ جا ٿورا ۽ ڳڻ ڳائي به نٿو سگهان جنهن ڏٺيءَ مون کي تر جهڙي پوئتي پيل ۽ وسريل علائقي مان ڪڍي ڪراچي جهڙي بين الاقوامي شهر ۾ پهچايو تنهن کان پوءِ ٻي نمبر تي اتي جماعت غرباءُ اهل حديث جي مدرسہ دارالسلام ۾ مون کي داخلا بہ ملي ويئي. مون کي جيڪو بہ فيض پهچڻو هو ۽ هدايت جو رستو جنهن جي ڳولا لاءِ نڪتو هئس اهو بہ ملي ويو. الحمدلله ثم الحمدلله!

ڳائي چاتم ڳڻ نہ تنهنجا
غم اهو غمگين ڪي

اتي جماعت غرباءُ اهل حديث وارن جو ساليانو جلسہ بہ ٿيندو هو جنهن ۾ سنڌ ۽ پنجاب جا نالي وارا عالم ايندا هئا. پنجاب وارن ۾ شيخ القرآن مولانا محمد حسين شيخوپوري رحہ. مولانا عبدالقادر روپڙي رحہ ۽ سندس ڀاءُ حافظ محمد اسماعيل روپڙي رحہ. مولانا محمد رفيق خان پسروري رحہ ايندا هئا. سنڌ مان اسماءُ الرجال جو امام شاه بديع الدين راشدي رحہ جن بہ ايندا هئا. جنهن جو جماعت جي جلسہ کي ڪامياب بنائڻ ۾ وڏو هٿ هوندو هو. منهنجي سائين مرحوم سان سڀ کان پهرين واقفيت ۽ ملاقات بہ اتي ڪراچي ۾ ٿي تنهن کان پوءِ تہ محبت وڌندي ويئي. منهنجي ملاقات وقت ساءِ جي ڦوهہ جواني هئي. مون سائين مرحوم ۽ مغفور کي

☆ امام و خطيب جامع مسجد اهل حديث جهڏو. مترجم فوائد ستاريہ.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڪراچي ۾ گھمندي ڏنو چند نوجوان ساٿي گڏ هوندا هئا. مون اڪثر فضل ربي رحه جي جاءِ تي ويٺل ڏٺو. ۽ بنس روڊ تي جڏهن ايندا هئا تڏهن اسان طالب علمن سان ڪچهري ڪندا هئا. هڪڙو دفعه هوٽل تي وياسون چانهه جا پئسا به سائين مرحوم ڏنا اسان کي سدائين جيڪا خاص وصيت ڪندا هئا اها هي هئي ته اسلام جو زور عقيده توحيد تي آهي. تنهن ڪري عقيدهٔ توحيد ۾ ڪوبه فرق اچڻ نه ڪپي.

الله تعاليٰ ڪيس وڏو ذهن عطا فرمايو هو، جنهن جو اندازو توهان هن ڳالهه سان لڳايي سگهوتا جو شاه صاحب مرحوم ٽن مهينن اندر قرآن مقدس حفظ ڪيو.

الله اڪبر!

شاه صاحب مرحوم پنهنجي پوري ڄمار توحيد جي تبليغ ڪندي گذاري. سنڌ کان ٻاهر وڃي ماڻهن کي توحيد باري تعاليٰ جو درس ڏنو، سعودي عرب، ڪويت، مصر، شام، سوڊان، عمان، دبئي، ابوظهبي، شارجه، بنگلہ ديش، ۽ هندوستان ۽ افغانستان وغيره تائين سفر ڪيائين ٿر ۽ ٿر وارن سان ته وڏي دلي دوستي هئي. ڏيپلو، ڏونجهه، ڏيپار، گرڙاٻهه، پيلوڙو، وارن وٽ سدائين ايندا ويندا هئا.

ڏيپلو ۾ مولوي محمد عمر جوٽيجو رحه، امان مريم رحه، ڊاڪٽر محمد شفيع، حاجي رمضان رحه، حاجي محمد منواڻي، محمد عثمان ڏونجهه، مولوي علي محمد رحه، حاجي عباس رحه، محمود رحه ۽ راقم الحروف منهنجن تقريبا سيني ڪتابن تي شاه صاحبؒ به اکر لکي ڏيندو هو. اڄان تائين اهي موجود آهن. ڏيپار ۾ مولوي گل محمد جو اولاد مولوي عنايت الله رحه حاجي محمد رحه، سائين محمد حسن رحه، گرڙاٻهه ۾ مولوي جان محمد، سندس لائق فرزند مولوي عبدالرحمن ۽ ٻيا. پيلوڙي ۾ مولانا احمد الساعت سمون، مولوي خير محمد رحه، جان محمد رحه، محمد مبين رحه ۽ ٻيا توحيد وارن سان وڏي محبت ڪندا هئا. سائين مرحوم ڪچهريءَ جو ڪو ڏيو هوندو هو نصيحت آميز واقعه ٻڌائي کلندا ۽ کلائيندا هئا.

ڪراچي ۾ هڪڙو ڇوڪرو نالو جمال الدين هو اهو مفتي محمد شفيع جي

محكمہ دلائل سے مزين متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ جو طالب العلم هو دارالعلوم لانڍيءَ ۾ پڙهندو هو. جمال الدين جي راقم سان بہ واقفيت هئي. مون کان هڪڙو ڪتاب مطالعي لاءِ ڪٽي ويو ان ڪتاب ۾ رفع اليدين، سورة فاتحہ آمين، جو حوالن سان ذڪر هو. جمال الدين انهن حديثن تي عمل ڪرڻ شروع ڪيو امام پٺيان آمين وڏي آواز سان چوڻ شروع ڪيائين ۽ رفع اليدين سان نماز پڙهڻ لڳو. اها ڳالهہ مدرسہ وارن کي سٺي نہ لڳي جمال الدين کي چوڻ لڳا تہ ائين نہ ڪر. جمال الدين چيو تہ توهان مون کي دليل سان تہ بند ڪري سگهو ٿا، باقي فقط توهان جي چوڻ سان آئون اهو سنت طريقو نہ ڇڏيندس. آخر ڪار مدرسہ وارن هن کي رات جو ايتري تہ مار ڏني جو جمال الدين جو هڪڙو ڏند بہ ٽٽي پيو رت سان ڪوڙا پرجي ويا، جمال الدين رات جوئي ٿاڻي تي ويو ۽ رپورٽ داخل ڪيائين مگر ٿاڻي وارن مدرسہ وارن جي چوڻ تي رپورٽ داخل نہ ڪئي انهي صبح جو جمال الدين مون وٽ مدرسہ دارالسلام ۾ آيو چيائين تہ مون تہ هيءَ حالت ڪئي وڃن هاڻي ڪنهن سان اها ڳالهہ ڪريون اتفاق سان سائين مرحوم بہ ڪراچي آيل هو محترم فضل ربيءَ رحہ (ريڊيو وارو) جي جاءِ تي موجود هو اسان هئي گڏجي وياسين سائين سان سڀ حال ورڻيوسون.

شاہ صاحب بروقت فون ڪيو ۽ مدرسہ جو ناظم ملي ويو سائين ساڻس حال احوال ڪيو هنن کي تہ خبر سچي هئي ناظم صاحب بروقت معذرت چاهي ۽ شاہ صاحب لاءِ پنهنجي گاڏي رواني ڪيائين چيائين تہ سائين توهان مهرباني هٽ اچو روبرو جيڪو توهان فيصلو ڪيو اهو اسان کي منظور آهي پر اچو ضرور. شاہ صاحب مون کي حڪم ڪيو تہ امام الدين تون روڊ تي وڃي بيهي گاڏي اچڻ واري آهي. آئون ويس ٿوري دير کان پوءِ گاڏي اچي ويئي شاہ صاحب رحہ مولوي عبدالحق جوڻيجو ۽ راقم الحروف اسان ويا سون مدرسہ وارن سائين جو بهترين آڌر ڀاءُ ڪيو ناشتي جو ٿائر هو. ناشتو ڪيو سون، تنهن کان پوءِ هنن جو ساليانو امتحان هلي رهيو هو آخري سال وارن جو پرچو سائين پڙهيو. پوءِ اڳتي هلياسون، مسجد شريف جيڪا نئين

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تيار ٿي هئي ان ۾ وياسون. اتي هڪڙو تمام ننڍڙو ڇوڪرو وٺي آيا ناظم صاحب جو. شاه صاحب هن ننڍڙي جي عمر ڏسو!! هن قرآن مقدس حفظ ڪيو آهي توهان هن هڪڙي ڪان امتحان وٺو پر توهان هن ڪان جيئن ۽ جتان به سوال پڇندا اتان ڪان پڙهندا و ان شآءَ اللّٰه! شاه صاحب ڪي به عجب ٿيو ته اهڙو هوشيار نه به هجي پوءِ سائين ننڍڙي جو امتحان ورتو شاه صاحب جتان به پڇيو ٿي جيڪو به رڪوع يا آيت نمبر پڇيائين ٿي اتان ڪان پڙهي ويو ۽ ڪٿي به هن ڪان غلطي نه ٿي. شاه صاحب ننڍڙي جي هوشياري ڪان ايترو ته خوش ٿيو جو سائين چيو توهان جي مدرسه جي پيڊ ڏيو ته آئون لکي ڏيان. سائين کي مدرسه جي پيڊ پيش ڪيائون ان ۾ سائين اهو لکيو ته اڄ تاريخ مون هن ننڍڙي جو امتحان ورتو مون کي منهنجي زندگي ۾ اهڙيو پيو ذهين ٻار نظر نه آيو.

مدرسه وارن به اهو ساڳيو مضمون اخبار جنگ ۾ شايع ڪرايو، ٻي ڏينهن جمال الدين جو فيصلو اهو ٿيو ته جيڪا هن تي مار ڪٽ ڪيائون ان جي معافي ورتي وئي ۽ ڏند جو اهو لڪرايو ته سون جو چاهيو يا چانديءَ جو لڳايو تا ڏيون.

شل مالڪ الملڪ جنت الفردوس ۾ جاءِ ڏي آمين!

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بلال جوڻيجو☆

توحيد ۽ سنت نبوي جي پرچار لاءِ خطيب حرم جي جاکوڙ

هن سونهاري سنڌڙيءَ جن سپوت پٽن ۽ فرزندان توحيد ۽ سنت نبويءَ جي پروانن کي جنم ڏنو انهن مان راشديءَ خاندان جو چشم چراغ) بنت العرب (نيو سعيد آباد) جو رهواسي جمعيت اهل حديث سنڌ جو امير اول شيخ العرب والعجم مرحوم پڻ هڪ هئا. حقيقيت ۾ اسلام جي عظيم اسڪالر جي متعلق هن ناچيز جو ذڪر خير لاءِ قلم کڻڻ چھوٹا منہ بڑی بات جي مصداق آهي. مگر جامعہ بحرالعلوم السلفيہ جي طلباءَ و اساتذه جن کي بفضل لله تعاليٰ مجلہ شيخ العرب والعجم خاص نمبر شايع ڪرڻ جو اعزاز حاصل ٿي رهيو آهي انهيءَ جامعہ جي تعليمي باغ جي پاڇي ۾ ڪجھ عرصو علم حاصل ڪرڻ ۽ شيخ العرب والعجم جي مجلس ۾ امتحان ڏيڻ جي غرض سان ويھڻ ۽ سندن ڪئي بار ڪلمات خير ٻڌڻ جو اعزاز هن حقير بندي کي بہ حاصل آهي.

تنهن ڪري الامر فوق الادب تحت هي بہ اکر قارئين ڪرام جي پيش نظر پيش ڪجن ٿا.

قارئين ڪرام جن دوستن، بزرگن شيخ العرب والعجم کي ڏٺو اهي بغير ڪنهن وڏاءَ جي گواهي ڏيندا تہ پاڻ سلف صالحين جي ڪيترين ئي خوبين جا نمونو هئا. هر ميدان ۾ پنهنجو مٽ پاڻ هئا. پاڻ بيڪ وقت جيڪڏهن خطابت جي ميدان ۾ شهسوار هئا تہ حق گوئي ۾ ننگي تلوار هئا ۽ اسماءَ الرجال جا ماهر هئا تہ قرآن داني ۾ وقت جا استاد الاساتذه هئا. توحيد جي پرچار ۽ سنت نبوي جي ترويج لاءِ هر جڳھ

☆ مدرس المرڪز الاسلامي اسلام ڪوٽ، فاضل جامعة دارالحديث المحمديه جلالپور پيروالہ.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تي بغير ڪنهن لالچ ولچڪ جي صدا بلند ڪندا هئا. مسلڪ اهلحديث جي ترجماني ۾ سلف صالحين جو دوڙ ياد ڏياري ڇڏيندا هئا. ڪنهن به سيرة النبي ﷺ ڪانفرنس ۾ جڏهن هزارن جي تعداد ۾ حاضرين اڳيان اسٽيج تي ايندا هئا ته پنهنجي موضوع کي قرآن مجيد جي سوين آيتن سان پروڙي حاضرين کي موهي ڇڏيندا هئا. مون کي ياد آهي ته غالبا 1992ع ۾ پاڻ پنجاب جي شهر لودهران ۾ هڪ ڪانفرنس ۾ مدعو هئا ناچيز به خاص خطاب ٻڌڻ لاءِ جلال پور کان پنهنجي استاد سلطان محمود رحمة الله عليه کان اجازت وٺي آيو پاڻ پنهنجي مسلڪ جي ترجماني ڪندي ثابت ڪيو ته جماعت اهل حديث اهل وحي آهي. يعني هن مسلڪ جي عمل جو مآخذ وحي آهي. پاڻ جڏهن موضوع جي اصل ميدان ۾ لٿا تڏهن قرآن مان پنهنجي موضوع جي تائيد ۾ آيتن جو ايتري قدر وسڪارو ڪيائون جو پاڻ جي نعرن جي مخالفت باوجود مسلڪ اهلحديث جا غيور نوجوان پنهنجي پاڻ تي ڪنٽرول نه ڪري سگهيا ۽ لودهران شهر جي فضا اپ ڏاريندڙ نعرن سان گونجڻ لڳي بالاخر اسٽيج تي ويٺل انائونسمينٽ جا فرائض سرانجام ڏيندڙ مولانا عبدالرحمان چيمه کي اسٽيج کان نعرا بند ڪرڻ لاءِ اعلان ڪرڻو پيو.

سامعين تي ايتري قدر حاوي ٿي ويا جو وقت جي قلت جي ڪري ڪلاڪ سوا جي تقرير چند منٽ محسوس ٿي. اهل الرئ جي اٿين گرفت ڪندا هئا جو اُهي مجڻ تي مجبور ٿي ويندا هئا. هڪ دفعو حيدرآباد جي مارڪيٽ جي مين چوڪ تي احناف جي رد ۾ پاڻ جو خطاب هو اسٽيج تي پاڻ جي ٻنهي سائيڊن تي سامعين کي حوالا ڏسڻ لاءِ ڪتابن جا ڍير هئا پاڻ جڏهن ديوبند جي مدرسي جي صد ساله موقعي تي رکيل ڪانفرنس جنهن جي صدارت اندران گاندي ڪئي ۽ تصوير سميت انهيءَ ڪتاب جو حوالو ڏيڻ تي شرپسندن طرفان جهيڙو ٿي پيو جنهن کي ختم ڪرڻ لاءِ پاڻ جماعت جي مشهور مبلغ ۽ پنهنجي دوست شهيد حافظ ادريس کي تلاوت لاءِ چيو جيئن ئي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ مرحوم خداداد مني لهجي ۾ خشوع خضوع سان پر تلاوت شروع ڪئي ته آهستي آهستي خاموشي ٿي ويئي جيئن ئي پاڻ تقرير شروع ڪئي ته وري شرپسندن شرارت شروع ڪئي وري حافظ مرحوم تلاوت شروع ڪئي. بالاخر انتظاميه جي مدد سان شرپسندن کي هٽايو ويو ۽ ڪانفرنس پنهنجي پڄاڻي تي پهتي. جيئن ته ڪافي ڪجھ حوالا باقي رهجي ويا انهيءَ ڪري ٻئي ڏينهن به مسجد دارالسلام سريگهاڻ ۾ پروگرام رکيو ويو جيڪو صبح تا شام جاري رهيو ۽ باقي علمي بحث ۽ حوالا مڪمل ڪيا ويا.

الغرض توحيد جي پرچار لاءِ سنت نبوي جي ترويج لاءِ هر جڳھ تي علي الاعلان صدا بلند ڪيائون. ڪڏهن به سفر جي تڪليف ۽ سواري جي اڻاٺ کي عذر طور پيش ڪري پوئتي نه هٽيا واعدي مطابق مطلوب منزل تي هر قسم جي قرباني ڏيئي پهچڻ جي ڪوشش ڪندا هئا. پوءِ چاهي اها مطلوب منزل پنجاب جي ڪنهن ڪند ڪڙڇ ۾ هجي يا سنڌ جي صحرا ٿر جي پٽن ۾ هجي پاڻ واعدي کي امانت سمجهي انهيءَ کي ادا ڪندا هئا. پوءِ خواه بعض اوقات ريل گاڏي ۾ رش ۾ بيهڻو پوي يا صحراءِ ٿر ۾ اٺ تي سفر ڪرڻو پوي. مولانا انيس الحق افغاني صاحب نيو سعيدآباد ڪانفرنس ۾ خطاب ڪندي ٻڌايو ته شاه صاحب وٽ هڪ درويش صفت ماڻهو ملتان جي ڀرواڙي ڪان آيو ۽ پاڻ کان تقرير لاءِ تاريخ وٺي ويو انهيءَ ماڻهو نه اسان کي ۽ نه جماعت کي پنهنجي پروگرام جو اطلاع ڪيو واعدي مطابق شاه صاحب اچانڪ ملتان پهتو ۽ پنهنجي پروگرام جو ٻڌايائون. اسان شاه صاحب کي چيو ته اهو ماڻهو پنهنجي ڳوٺ ۾ اڪيلو آهي نه ئي جماعت کي اطلاع ڪيو آهي تنهن ڪري توهانجو پروگرام هتي ملتان شهر ۾ ڪيو وڃي ته بهتر ٿيندو. شاه صاحب انڪار ڪري ڇڏيو ته جيڪڏهن منهنجي تقرير سان هڪ شخص به هدايت تي آيو ته منهنجو پروگرام ڪامياب آهي. چئبو ته: توحيد جي پرچار لاءِ سنڌ جي ذرتي ڪئي ماڻهو

محڪمه دلائل سے مزين متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبه

www.KitaboSunnat.com

پيدا ڪيا پر ڪري توحيد بغير رياءَ جي صحيح سنت جي ترويج لاءِ ويهئين صدي شيخ العرب والعجم ڪي ئي جنم ڏنو بلڪ آئون ببانگ دهول چوان ٿو ته جيڪڏهن ائين ڪٿي چيو وڃي ته ڪري توحيد جي پرچار لاءِ پاڪستان جي جماعت اهل حديث:

شيخ العرب والعجم

شهيد ملت علامه احسان الاهي ظهير

پروفيسر عبدالله بهاولپوري مرحوم

جهڙن جوڌن کي صدين تائين پيدا ڪرڻ لاءِ ترسندي ته مبالغو نه ٿيندو.

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حق گوئيءَ ۾ پنهنجن کي به معاف نه ڪندا هئا

جيئن ته هڪ دفعو سيالڪوٽ ۾ آل پاڪستان اهل حديث ڪانفرنس جي موقعي تي مدعو هئا شهيد ملت احسان الاهي ظهير جي شهادت جي صدمي جا زخم اجا سلفي نوجوانن جي دلين تان مٽيا ڪو نه هئا شيخ العرب والعجم جيئن ئي جلسي گاه ۾ پهتا تقرير ڪان اڳ پاڻ ڏٺو ته جلسي گاه ۾ علامه مرحوم جي تصويرن جا پوسٽر ۽ فريم ڪيل تصيرون لٽڪيل هيون پاڻ تصويرن جي سخت خلاف هئا جيئن ئي پاڻ تقرير لاءِ اسٽيج تي آيا ته مسنون خطبي بعد تمهيداً ئي پنهنجي تقرير جي موضوع جو رخ انهن تصويرن خلاف ڪيائون پنهنجي تقرير ۾ ايتري قدر ايماني جذبو ڏسيائون جو فوراً تقرير دوران ئي سلفي نوجوانن پنهنجي هٿن سان اهي تصويرون ٽڪرا ٽڪرا ڪري ڇڏيائون ۽ جوش ۾ اچي نعري تڪبير جي صدا بلند ڪيائون انهن اپ ڏاريندڙ نعرا هڻندڙ نوجوانن تي شيخ العرب والعجم اهو جملو چئي ۽ حاوي ٿي ويو. چپ کرو نعرے لگانے کا دور گیا۔ پاڻ جي اها تقرير سيالڪوٽ جي تقرير نالي سان مشهور تقرير آهي. اڄ به ڪيسٽ ٻڌڻ سان اهل ايمان جي ايمان ۾ اضافو ضرور

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڪري ٿي ۽ سلف جو دؤر ياد ڏياري ٿي.

انهيءَ قسم جي حق گوئي جا ڪئي واقعا آهن. هڪ دفعي نيو سعيدآباد جي ساليانې ڪانفرنس جي موقعي تي پاڻ جي لائيبريري سامهون عيدگاه ۾ دعوت تبليغ جي حوالي سان مولوي صاحبانن سان ميٽنگ هئي، ميٽنگ دوران مدرسي جي فراغت بعد عربي ٽيچر لاءِ گورنمينٽ سروس وڻڻ جو موضوع هليو ته هڪ دوست تائيد ڪندي پنهنجي مشوري دوران اهو جملو چيو ته پيٽ جو مسئلو آهي جيئڻ ئي اهو جملو چوڻ هو ته پاڻ ڪاوڙ ۾ اچي ويا ۽ پڙڪي اهو چوندي اٿي هليا ويا ته جيڪڏهن اڄ منهنجو سڄو اهل هلاڪ ٿي وڃي ته ايترو ڏک نه ٿيندو جيترو هن ڳالهه جيڪري ٿيو آهي. انهيءَ دوران هڪ سامهون ڏاڙهي ڪوڙيو(ڪلين شيو) ماڻهو ويٺو هو ته انهي جي ڏاڙهي طرف اشارو ڪري چيائون ته عربي ٽيچرن جو هي حال هوندو آهي.

اڄ ڪلهه جي اهل حديث نوجوانن جي بي عملي جو پاڻ کي ڏک هوندو هو. مريدڪي ۾ هڪ دفعو عام اجتماع کي پاڻ خطاب ڪري رهيا هئا. پاڻ کي موضوع ڏنو ويو هو ته "اصلاح اهلحديث"

پاڻ تمهيداً فرمايائون ته افسوس جن کي ٻين جي اصلاح ڪرڻي هئي اڄ اهي خود پنهنجي اصلاح جا محتاج آهن. انهي خطاب ۾ اهي مثال پڻ ڏنائون ته اڄ ڪلهه جا دوست مسجد ۾ نماز لاءِ رکيل ٽوپين وانگر آهن.

مسجد ۾ آيا ته رفيع اليدين به ڪندا ته آمين به چوندا مسجد کان ٻاهر نڪتا ته پنهنجي مرضي.

استغنائي مزاج جا مالڪ هئا

شيخ العرب والعجم ۾ اها ڳالهه فطري طور وديعت فرمايل هئي جو بي غرض مزاج جا مالڪ هئا. ڪنهن ۾ لالچ طمع جي غرض ڪونه رکندا هئا نه ئي ڪنهن وڏيري چوڌري جي طمع خاطر خوش آمديد ڪندا هئا. انهيءَ ڪري ڪيس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرت طرفان في البديه حق گوئي جو ملڪو حاصل هو جنهن جي شاهدي لاءِ پاڻ جا حرم وارا درس تقريرون ڪافي آهن. پاڻ تقرير ۾ ٻڌائيندا هئا تہ مڪي دوڙ ۾ حج جي موقعي تي ماڻهو مسئلا پڇندا هئا تہ سائين مون کان حج جو فلاڻو عمل طواف وغيره رهجي ويو آهي آئون شافعي المسلڪ آهيان هاڻي مونکي شافعي مسلڪ مطابق ڇا ڪرڻ گهرجي يا حنفي آهيان، مالڪي آهيان ڇا ڪرڻ گهرجي پاڻ جواب ڏيندا هئا تہ آئون محمدي آهيان. انهيءَ ڪري مون کان محمدي طريقو پڇو پر ڪڏهن بہ عربي شيخن جي ريالن جو لحاظ ڪندي جواب ۾ لچڪ نہ ڏسيندا هئا. ناچيز ڪي سائين جي قريبي دوست ٻڌايو تہ سائين جڏهن مڪي کان موٽي آيو تہ هڪ سنڌ جو ٻيو دوست جيڪو سائين سان گڏ مڪي ۾ رهندو هو مڪة المڪرمہ جي دوڙ ۾ اهو سائين جو اندروني طور مخالف هو پر سائين کي انهيءَ باالواسطه ڪجهہ رقم ڏيڻ چاهي، جيڪا سائين سختي سان واپس ڪري ڇڏي ۽ ان جو احسان ڪونہ ڪنيائون.

1984ع ۾ شيخ العرب والعجم جي ٿر جي تبليغي سفر جي موقعي تي خراج تحسين طور چيل بيت جيڪو منهنجي مضمون جي ترجماني ڪري ٿو.

سن 18 ذوالحج 1404هجري بمطابق 15 سيپٽمبر 1984 ۾ شيخ العرب والعجم ٿر جي تبليغي دوري تي ٿر پارڪر جي مختلف ڳوٺن ۾ آيا جڏهن مذڪوره تاريخ ۾ ٿر جي مشهور ڳوٺ ڏيپيار هنگورجہ جي علمي گهراڻي مولوي گل محمد مرحوم جي خاندان وٽ آيا تڏهن مولوي عنايت الله بن مولوي گل محمد مرحوم طرفان شيخ العرب والعجم جي تبليغي دوري تي خراج تحسين طور سائين محمد محسن بن مولوي گل محمد مرحوم هي بيت چيو جيڪو منهنجي ٻن اکرن جي عڪاسي ڪري ٿو.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معيارِ عنوان: سرشتہ چشم مسلم میں ہے نشاں کا اثر پیدا
خلیل اللہ کے دریاء میں ہوں گے پھر گوہر پیدا

چون بخواني حكمت ايگريزويان، حكمت ايمانيان راهم نجوان
ما مسلمانيم از فضل خدا مصطفى مارا نبي و رهنما

1- آورثة الانبياء عالم يلي آئين تون جي آئين،
علمبردار وحدت جا يلي آئين تون جي آئين.

2- امير كاروان امجد، يلين آئين تون جي آئين،
محدث اي حديثن جا، يلي آئين تون جي آئين

3- بلند جهنڊو آ سنت جو، كيو تو راشدي،
جيئين تون شل جهنڊي وارا، يلي آئين تون جي آئين.

4- امام الشافعي ادريس جا، اهڃاڻ تو ۾ تيا،
حديثن تي عمل كيو تو، يلين آئين تون جي آئين.

5- سلو سنت جو پوكيو تو، وڌو سنڌ كي تو سونو نك
سهاڳڻ سنت سان سنڌ تي، يلي آئين تون جي آئين

6- فصاحت ۽ بلاغت ۾ ٿئين سعبان تون سنڌ جو،
بدعتي كئين پڇايا تو، يلي آئين تون جي آئين.

7- اَجَـرَ لاهور مان آيو، عمر اڙبنگ هاٿي جيئن!
حديثن سان هٽايو تو، يلي آئين تون جي آئين

8- بلاغت بلغو عني وديعت آ، امانت آ،
امانت كي نياڻ لئي، يلي آئين تون جي آئين.

9- عليكم سنتي وصيت كئي، آهي رسول الله،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملي اهميت وصيت کي، پلي آئين تون جي آئين.

-10 حڪم قرآن ۾ آيو، اطيعو الله واطيعو الرسول،
اهي موتي ڏيڍ آئين، پلي آئين تون جي آئين.

-11 مئل سنت جيارڻ لئہ، تيو رتبو سوءِ 100 شهيدن جو،
اهي سنتون جيارڻ لئہ، پلي آئين تون جي آئين.

-12 عليڪم سنتي وصيت ڪئي آهي رسول الله،
ڪئي اهڙي تبليغ تو، پلي آئين تون جي آئين.

-13 فجر جو وقت مشهودا، ملائڪ ان تي ٿيا شاهد
دعا ان ۾ گهرين ٿوتون، پلي آئين تون جي آئين

-14 بخاري ۽ قشيريءَ، جاتون ماهر، همت پلين آئين،
رسول الله جا تابع، پلين آئين تون جي آئين

-15 رفع اليدين رڪوع ۾، اها تمجيد رب جي آ،
اهو مفهوم سمجهيو تو، پلي آئين تون جي آئين.

-16 چوڻ آمين ۽ ربنا، ٿيو پيغام پيغمبرﷺ،
رسولي رسم رائج ٿي، پلي آئين تون جي آئين.

-16 صفون سرڪيون جماعت جون، عجب ٿيو يعجب الزراع،
اهو سينگار ٿيو سنت، پلي آئين تون جي آئين.

-17 تنهنجو شجر و شجاعت سان، ڪيو تحرير تاريخن،
قبيلي هاشمي وارا، پلي آئين تون جي آئين.

-18 مڪه مان هڪ مبلغ ۽ مجاهد سنڌ ۾ آيو،
سب أن جي نشاني تون، پلي آئين تون جي آئين.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

19- پاڳارا ۽ جهنڊي وارا، نسب هڪ مان ٿيا نرمل،
پلارا تون پلي پيرن هيءَ، پلي آئين تون جي آئين.

20- ظلم سنڌ ۾ مچايو هو، مها راجا دلورا هو،
وڏا تنهنجا آيا ان لئي، پلي آئين تون جي آئين.

21- انهن جي اجڙ ڪان ٿي اڳ، اهو ظالم غرق ٿي ويو،
هي قدرت جو عجوبا هو، پلي آئين تون جي آئين.

22- شهر شهدادپور وٽ، ٿيا ڪندر اثرات عبرة جا،
اها تصديق تاريخي، پلي آئين تون جي آئين.

23- وڏا احسان ۽ ٿورا، تو ٿر وارن تي ڪيا آهن،
علم وارا علم وارا، پلي آئين تون جي آئين.

24- عمر جوٽيجو عالم هو، اسين طالب آهيون ان جا،
پيارا علم جا پارس، پلي آئين تون جي آئين.

25- طلب تنهنجي ورهين ڪان هئي، واٽون نهاريون عنايت الله،
سين سائين سان تون آئين، پلي آئين تون جي آئين.

26- تعارف تنهنجو ڇا ڪريان؟ تون جڳ مشهور ملڪن ۾
ٿيا احسان محسن تي، پلي آئين تون جي آئين.

27- فخر آهي مرڪ آهي، سمورن ميزبانن جو،
پلا مهمان اڄ آيا، پلي آئين تون جي آئين.
ڪراچي ۽ سکر مان، چند محقق علم جا آيا،
سين سرواڻ تون آئين، پلي آئين تون جي آئين.
پروفيسر پرت مان، ٿا ٻڌن، تقرير تنهنجي ڪي،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اهو اعجاز قرآني، پلي آئين تون جي آئين.

-28 تنهنجي واعظ نصيحت سان، لاکيٽو لاٽ ٿيو ميمڻ،
ڪري پيو حج ۽ عمرا، پلي آئين تون جي آئين.

-29 حاجي محمد حواري ٿيو، وقف لاريون ٿيون وحدت لئہ،
انهي نيڪيون سيئي ترنديون، پلي آئين تون جي آئين.

-30 منور ٿيو ابن مريم، منو مشتاق ميمڻ اڃ،
پذيرائي ٿي تنهنجي، پلي آئين تون جي آئين.

-31 گلستان ٿيو آ گرڙا ٻہ، گوهر ان ۾ ٿيو پيدا،
پاسي تنهنجي ۾ سونهي پيو، پلي آئين تون جي آئين.

-32 ويو ستون ميل سڌري ۽ هجي شاباس دلّ① کي پڻ ڪئي جنهن آجيان تنهنجي
پلي آئين تون جي آئين.

-33 مليو سلمان جين رتبو سڌو سئون سليمان کي،
ڪٽي ويو گوئي ڪتري آ، پلين آئين تون جي آئين.

-34 صبغة الله رباني رنگ نئون ونگو رچي ٿيو لعل،
ٿيا واحد جا وسڪارا، پلي آئين تون جي آئين.

-35 نبيءَ سان نينهن لايو آهي، ملڪاٽين ۽ لاشارين،
ٻروچن کي سڌاريو تو، پلي آئين تون جي آئين.

-36 اڃڻ تنهنجي سان ٿيو روشن، ڏيئوارچن ۾ ٿيو ڏيپار،
مهرباني ٿئي محسن تي، پلي آئين تون جي آئين.

---

① هي ذات آهي.

محكمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سيد عيسن شاه هاشمي☆

"جنب گذاريم جن سين"

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم

شيخ العرب والعجم امام المفسرين سلطان المحدثين علامہ السيد بديع الدين شاه صاحب راشدي رحمہ الله عليہ جن جي شخصيت ڪنھن تعارف جي محتاج نہ آھي اسلامي دنيا ۾ ڪين وڏو مقام حاصل ھو. منھنجي ساڻن باقاعده ملاقات سال 1953ع ۾ ڳوٺ پير جھنڊو نمبر 2 ۾ ٿي. منھنجي عمر ان وقت 17 سال ھئي. شاه صاحب رحمہ الله عليہ جي عمر 27 سال ھئي، پاڻ مون کان عمر ۾ ڏھ سال وڏا ھئا. اھو ڳوٺ پير سائين محب الله شاه صاحب رحمہ الله عليہ جن جو ھو ان ڳوٺ ۾ ھڪ مدرسو دارالرشاد جي نالي سان ھو. جنھن جو مھتمم مولانا ولي محمد صاحب ڪيريو مرحوم ساڪن ڳوٺ قبول ڪيريو لڳ ماتلي ھو ۽ مولانا غلام قادر صاحب ميمڻ نوشھرافيروز وارو صدر مدرس ھو. ۽ ھڪ ٽيون بہ مولانا ھدايت الله صاحب ھو. ان وقت مدرسہ کي سنڌي ماستر جي ضرورت ھئي ۽ سنڌي فائنل امتحان پاس ڪري ويٺو ھوس. مون کي مولانا ولي محمد صاحب ڪيريو مرحوم چيو تہ جيڪڏھن تون مدرسہ ۾ ننڍن طالبن کي سنڌي پڙھائين تہ مدرسہ طرفان تو کي 40 روپيہ ماھوار معاوضو ملندو. مون ھا ڪئي ۽ آئون مدرسہ "دارالرشاد ۾ پھتس. مذڪوره علمائن ڪرامن سان ملاقات بہ ڪئي ٻئي ڏينھن مدرسہ جي ڪمري ۾ 10 - 12 طالب علم ڏنائون جن کي مون پڙھائڻ شروع ڪيو. نماز جو اھتمام تمام گھڻو ھو ۽ سخت بہ ھو نماز باقاعده جماعت سان پڙھندا ھئاسين. ھڪ ڳالھ ياد رکڻ گھرجي اسان جا وڏا پير جھنڊي وارن سان پيري مريديءَ ۾ منسلڪ ھئا. تنھن ڪري منھنجي ذھن ۾

☆ ڳوٺ شريف شاھ لڳ ضلع ٽنڊو محمد خان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پيري مريدي وارو اثر هو. تہ پير سائين جن سان ڪٺ تي گڏ نہ ويهجي. انهن جي اڳيان گوڏا پچي ويهبو وغيره. نماز ۾ پير سائين محب الله شاه رحمہ الله عليہ ۽ سائين رحمہ الله عليہ رفع اليدين ڪندا هئا ۽ شايد هڪ بيو ماڻهو بہ رفع اليدين ڪندو هو. مگر مولوي صاحبان مان ڪوبہ رفع اليدين ڪونہ ڪندو هو افسوس جو مولوي و لي محمد صاحب مرحوم شاه صاحب جن جو استاد بہ هو مگر رفع اليدين ڪونہ ڪندو هو. مون دل ۾ سوچيو تہ پيرن لاءِ نماز شايد اها نماز آهي ۽ اسان لاءِ شايد اها نماز آهي آئون ڪيجي ڪونہ سگهندو هوس. مگر نماز مون کي اها پسند ايندي هئي. وچين نماز بعد پير سائين محب الله شاه رحمہ الله عليہ مسجد ۾ جماعت سان ويهندا هئا مولوي صاحبان مدرسہ ۾ هليا ايندا هئا. آئون ڪجهہ وقت تبرڪ خاطر پير سائين محب الله شاه رحمہ الله جن وٽ ويهي پوءِ مدرسہ ۾ ايندو هوس علامہ السيد بديع الدين شاه رحمہ الله عليہ مدرسہ ۾ مولوي صاحبان سان ڪچهري ڪرڻ ايندو هو. اهو شاه صاحب جو معمول هو. چند ڏينهن ڪانپوءِ مون محسوس ڪيو تہ سواءِ مولوي ولي محمد صاحب ڪيريو ڪان بيا مولوي چاهيندا هئا تہ سيد بديع الدين شاه صاحب رحمہ الله عليہ نہ اچي تہ چڱو. جو تہ شاه صاحب مولوين سان بحث مباحثہ شروع ڪندو هو. ۽ علمي سوالات ڪندو هو شاه صاحب رحمہ الله جي رعب و تاب سبب مولوي هيبسيل هوندا هئا. هڪ دفعي مولانا غلام قادر صاحب سان رفع اليدين جي باري ۾ ڏي وٽ تي دراصل مولانا غلام قادر صاحب شيخ الحديث سڏبو هو. شاه صاحب مولوي غلام قادر کي رفع اليدين جي باري ۾ چيو تہ جڏهن ڪافي صحيح حديثون رفع اليدين جي باري ۾ آهن تہ پوءِ اوهان جو نہ تا ڪريو؟ مولوي صاحب جواب ڏنو تہ اسين امام ابوحنيفہ جا پوئلڳ آهيون شاه صاحب چيو تہ چئبو تہ اوهين رسول الله ﷺ جن جي پويان ڪو نہ آهيو. پوءِ اوهان ڪلمو جيڪو لا الہ الا الله محمد رسول الله پڙهو ٿا پوءِ ان ڪلمي ۾ محمد ﷺ جن جي بجاءِ ابوحنيفہ رسول الله چئو؟ مولوي صاحب وڏيڪ ڪجهہ ڪونہ ڪچيو.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر دل ۾ ناراض ٿيو. ان بحث مباحثي کانپوءِ منهنجون بہ ڪجھ اکيون کليون ۽ مون بہ ڏٺي ڏٺي رفع اليدين شروع ڪئي منع مون کي ڪنھن کا، ڪئي. علي ڪل حال وچين نماز بعد شاہ صاحب مولوي صاحبان وٽ ايندو رهندو هو. ڪنهن نہ ڪنهن مسئلہ ۾ مولوين سان بحث شروع ڪري ڇڏيندو هڪ دفعي سائين محب الله شاہ صاحب رحہ جن سفر تي ويل هئا. جمعہ جي ڏينهن سائين محب الله شاہ صاحب جن کوئہ پهتا جمعہ جو خطاب سائين بديع الدين شاہ صاحب رحہ جن پڙهايو اهو پهريون خطبہ هو جيڪو مون پڌو سامعين جي ڪنن مان دونها ڪڍي ڇڏيائين ۽ مولوين جاٽين ڪڙڪائي ڇڏيائين. ان خطبہ بعد مون سائين جن وٽ وڃڻ پسند ڪيو جتي پاڻ هوندا اتي وڃڻ جي ڪوشش ڪندو هوس مون کي هڪ ٻن ماڻهن چيو تہ سائين وٽ گهڻو نہ وهندو وڃ سائين تمام سخت ماڻهو اٿئي؟ خير سال کن مدرسہ ۾ رهيس مولوي ولي محمد صاحب ڪيريو جن وٽ فارسي عربي بہ ٿوري گهڻي پڙهندو رهيس. سال 1954ع ۾ سائين جي ڪوشش سان سرڪاري اسڪول منظور ٿيو ۽ آئون واپس پنهنجي ڳوٺ قبول ڪيريو ۾ آيس ۽ اتي مون کي بہ سرڪاري نوڪري پرائمري ملي ويئي ۽ ڪڏهن ڪڏهن سائين جن سان ملڻ لاءِ ايندو رهندو هوس. ماتلي کان سعيدآباد تائين اوٽ موٽ ساڍا ڇهہ رپيہ ڪرايو هوندو هو. سائين محب الله شاہ صاحب جن جي ڳوٺ ۾ ايتري اظهار خيال جي آزادي سائين رحمہ الله عليہ جن کي نہ هوندي هئي ڇاڪاڻ تہ سائين پيري مريدي جي سخت خلاف هو مجبورا سائين نيوسعيدآباد ۾ پنهنجو ڳوٺ ٻڌو ۽ سائين توحيد تي زوردار تقريرون جنهن ۾ ابن ڏاڏن جي رسمن ۽ پيري مريديءَ کي رڱڙيندو هو. الله جي مهرباني سائين رحہ جن سان شامل هئي اذا جاء نصر الله تحت ماڻهو سائين وٽ ايندا رهيا. سائين کي ڳوٺ ٻڌڻ ۾ ڪافي دشواريون پيش آيون. سائين پنهنجي ٻچن جي رهائش لاءِ جهوپڙيون نهرايون سڀ کان پهرين مسجد جي تعمير تي ڌيان ڏنو. مسجد تمام وڏي سنئي مضبوط طريقي سان نهرائڻ شروع ڪيائون ڪاٿين مسجد ۾ جمعہ جي خطبہ لاءِ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجا ۽ پري جا ڪافي ماڻهو ايندا هئا. سيني ماڻهن کي پنهنجي غربت حال سادو مائي ٽڪر ڪارائيندا هئا ۽ آئون بہ اڪثر جمعن تي ايندو رهيس. سائين جي خطبہ ٻڌڻ جو شوق هوندو هو. توحيد ۽ سنت جي حق ۾ سندس خطاب هئا ۽ پيري مريدي ۽ بدعت جي خلاف سندس خطاب هئا. ان عرصہ ۾ سائين کي پنهنجن پراون ايذائڻ شروع ڪيو. ايتري تائين جو سائين تي ڪوڙا ڪيس ڪيا ويا هڪ طرف ڪيسن کي منهن ڏيندو هو ٻئي طرف تبليغ کي جاري رکيائين ٽيئن طرف معاشي حالت تنگ هئي سائين الله جي فضل سان توڪل علي الله سان پنهنجي همت مردانگي سان مقابلو ڪندو آيو ۽ الله ڪيس سوڀارو ڪندو رهيو. جيڪو ڳوٺ سائين ٻڌو هو ان تي هڪ ماڻهو ڪوڙي دعوي ڪئي. انڪوائري لاءِ ان وقت ضلع حيدرآباد ڪليڪٽر جناب انور عادل صاحب پاڻ انڪوائري ڪرڻ لاءِ سرزمين تي پهتو انڪوائري ڪيائين مدعي ڪوڙو نڪتو ڪليڪٽر صاحب اتي جو اتي مدعي کي مارڻ شروع ڪيو. هي ڏاڍو ڏکيو دور هو. انهي سال 1955ع ۾ هڪ بريلوي مولوي محمد عمر اڇروي لاهور وارو حيدرآباد ۾ آيو هفتو کن حيدرآباد ۾ رهيو وڏو فتنو ڪڙو ٿيو. حيدرآباد جو سڄو شهر ٻري رهيو هو ديوبندي حضرات کي ڏاڍو سوڙهو ڪيائين. مجبوراً حيدرآباد جا ماڻهو ٻي ڪا واهہ نہ ڏسي سائين وٽ آيا. چيائيون تہ سڄو شهر فتنہ جي لپيٽ ۾ اچي ويو آهي ڪيترن ماڻهن عورتن کي طلاقون ڏيئي ڇڏيون آهن هاڻي ڪا واهہ ڪريو. سائين توڪل علي الله جو ترهو ٻڌي حيدرآباد آيو حالات جو جائزو ورتو معلوم ڪيائين حيدرآباد جي ڪنهن علائقہ ۾ عشاءَ بعد مولوي عمر جو خطاب آهي. سائين چند ماڻهن کي تيار ڪيو ڪين سمجهايو تہ سڀ گڏ نہ ويهجو مختلف هنڌ ويهجو جنهن مهل مناظري جو چئلينج ڏي تہ اوهان اتي ٻيهي چئلينج قبول ڪجو ۽ ٽائيم وٺجوس ۽ جڳهہ جو معلوم ڪجوس. مولوي عمر جي تقرير ۾ ماڻهو پهتا هن تقرير دوران جذبات ۾ اچي ڪري چيو تہ ہے کوئی مائی کا لال جو ہیرے سے مناظرہ کرے۔ مختلف هنڌن تان ماڻهو اٿي بيٺا مناظري جو چئلينج قبول ڪيو. هاڻ مولوي قاسي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ويو. جڳهه پريم پارڪ جو انتخاب ڪيو ويو ٽائيم بعد نماز عصر. ٻئي ڏينهن پريم پارڪ ۾ شايد مولوي نہ آيو موحد ان جي پويان. مولوي عمر حيدرآباد ۾ تقريرون ڪرڻ بند ڪيون. الله تعاليٰ جي مدد سان مولوي ڪيٰ موحدن سوڙهو ڪيو. آخر ڪار مولانا غلام مجدد سرهندي مٽيارين واري جي جاءِ تي مناظرو رکيو ويو پر مولوي شرط اهو رکيو تہ ڪليل مناظرو نہ ٿيندو بند ڪمري ۾ ٿيندو طرفين جا 14 - 14 ماڻهو مناظره ۾ ويهندا. اهو ٽائيم سائين جي جوانيءَ جو هو. ٻئي طرف علمي طاقت هئي ٻيئن طرف رب جي رحمت هئي سائين رعب تاب سان مناظره جي جاءِ تي پهتو. مولوي عمر سائين کان تعارف پڇو. سائين رحہ تعارف ڪرايو مولوي عمر پڇيو تہ *آپ کون ہیں؟* سائين جواب ڏنو تہ *میں مسلمان ہوں*. مولوي عمر *آپ کا مسلک کیا ہے*. سائين جواب ڏنو *میں مسلکاً اہل حدیث ہوں*. مولوي عمر چيو *اچھا یہ لوگ کسی اور کو کرائے پر لائے ہیں۔ ورنہ ان لوگوں میں کیا دم تھا۔* بحرحال مناظرصحيح طريقہ سان نہ ٿي سگهيو. ان ڏينهن کان پوءِ مولوي اڇروي وري حيدرآباد نہ آيو ڪٿي آيو بہ هجي تہ بہ ايترو سرگرم نہ هو. شاه صاحب رحمہ الله عليہ عمر اڇروي جي اثر کي زائل ڪرڻ لاءِ حيدرآباد ۾ هڪ ڪانفرنس ڪوٺائي جنهن ۾ پنجاب جي علماءِ ڪرامن بہ تمام شدومد سان حصو ورتو رات جو حيدرآباد پراڻي مارڪيٽ ۾ اجلاس عام هلندا هئا ۽ ڏينهن بسنت هال حيدرآباد ۾ اجلاس ٿيندا هئا پنجاب جي جن علمائن ڪرامن ڪانفرنس ۾ شرڪت ڪئي. انهن ۾ ٽن علماءِ ڪرامن جا نالا مون کي ياد آهن (1) مولانا محمد اسماعيل صاحب ذبيح راولپنڊي (2) مولانا محمد اسماعيل صاحب روپڙي لاهور (3) مولانا ابو البيان عبدالمنان ڪراچي. ان ٽائيم ۾ حيدرآباد ۾ منهنجي سمجھ ۾ 5 - 4 دوست اهل حديث هئا. مرڪز فضل ربي ريڊيو هائوس فوجداري روڊ حيدرآباد هو. مولوي عمر اڇروي سان مناظره ۽ ڪانفرسن بعد حيدرآباد ۾ اهل حديث جو بنياد پيو. ڪانفرنس بعد شاه صاحب رحہ تبليغي پروگرام جاري رکيو سنڌ جي ڳوٺن ۽ شهرن ۾ شاه صاحب جا جلسہ ٿيندا رهندا هئا ۽ ماڻهو شوق سان شرڪت ڪندا هئا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال 59 - 60 ۾ آئون حيدرآباد ٽريننگ ڪاليج ۾ S.V ڪورس ڪندو هوس. شاه صاحب رحہ هر جمعرات شام عشا بعد قلع واري مسجد ۾ خطاب ڪندو هو آئون هڪ ٻہ دوستن ڪي مسجد ۾ وٺي ايندو هوس. هڪ دفعي آئون ڳوٺ تي ويس حيدرآباد اسٽيشن جي پليٽ فارم تي شاه صاحب رحہ جن ڪي ڏٺم مون چيو سائين اوهان جو پروگرام ڪيڏانهن آهي؟ شاه صاحب فرمايو اوهان جي علائقي ڏي مون پڇيو تہ ڪٿي؟ شاه صاحب چيو تہ بدين لڳ پيرولشاري اسٽيشن جي پر سان مخدوم جي ڪني. اتي جلسو ڪرڻو آهي. اهو علائقو مشرڪن ۽ بدعتين جو ڳڙهہ هو. جتي سال بہ سال پير غلام مجدد سرهندي ماتليءَ وارو ايندو هو ۽ ماڻهن ڪي 2 رپين ۾ جنت جي ٽڪيٽ ڏيندو هو مون ڪي دل ۾ ڪجهہ خوف ٿيو تہ علائقو مشرڪن ۽ بدعتين جو آهي الله خير ڪري بدين جي گاڏي آئي چڙهي ويناسين رات جو تقريبا 8 بجہ پيرولشاري اسٽيشن تي لٿاسين. تر جي مشهور معروف زميندار حاجي محمد اشرف صاحب ٽيپي مرحوم جيپ موڪلي جنهن اسان ڪي مخدوم جي ڪنيءَ تي پهچايو سائين صورتحال جو جائزو ورتو. ماڻهن چيو تہ فساد جو امڪان آهي جلسہ گاهہ ۾ ڳوٺ قبول ڪيريو ۽ ڏوڪياهہ واهہ جا ڪيريا ۽ تلهار جي جمالي قوم جا ماڻهو هئا. سائين رحہ پاڻ سان ٻہ باڊي گارڊ (1) دين محمد ڪاڪو (2) ڏاهو بروهي جيڪي ڪنهن وقت ۾ مشهور معروف ڌاڙيل هئا. جيڪي وٺي آيو هو.

شاه صاحب جي تقرير ٻڌڻ کان پوءِ راهہ راست آيا هئا جيئن رسول الله ﷺ جن ٻن ڌاڙيل ڪي بل انتم مڪرمان چيو هو ۽ ڳوٺ قبول ڪيريو جا ماڻهو چو طرف جلسہ گاهہ ڪي ڦري بيٺا. دين محمد ڪاڪي مرحوم ۽ ڏاهي بروهي جي هٿن ۾ بہ رائفلون هيون مشرڪن ۽ بدعتين جا حوصلہ پست ٿيا. شاه صاحب توحيد جي موضوع تي ٻہ ڪلاڪ تقرير ڪئي. واپس شاه صاحب ڪي وڏيري مرحوم جي جيپ اسٽيشن تي ڇڏي ويئي. اسان بدين گاڏيءَ ۾ واپس ٿياسين. گاڏي ۾ ڳوٺ قبول ڪيريو جا ماڻهو بہ گڏ هئا. انهن سان هڪ نيڪ مرد نالي حاجي محمد عثمان مولودي شاه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کي دعوت ڏني ته سائين منجهند جي ماني اسان وٽ کائو پوءِ شاهه جو خيرن سان وڃجو. شاهه صاحب دعوت قبول فرمائي. ڳوٺ قبول ڪيريو جيڪو ڪنهن وقت منهنجو به ڳوٺ هو شاهه صاحب تشريف فرما ٿيو. درس ڏنائين. شاهه صاحب رحه شام جو روانو ٿيو ان تاثير ڳوٺ قبول ڪيريو ۾ پيري مريديءَ جو اثر هو هڪ دفعي مولوي ولي محمد صاحب ڪيريو جيڪو شاهه صاحب جو استاد به هو جنهن جو تذڪرو مٿي ڪري چڪو آهيان ان مون کي چيو ته نظام سمون ڳوٺ ۾ هلٽو آهي. حافظ پريو سمون جيڪو بريلوي عقيدي جو هو ان وقت مخدوم محمد هاشم ٺٽوي رحه جو ڪتاب ذبح ۽ شڪار جنهن ۾ چپ کي حلال ڪيو اٿس اهو ڪتاب ڏسون تحقيق ڪريون اسان ڳوٺ کان نڪتاسون ايندي ويندي نماز متعلق مولوي صاحب مرحوم کان پڇندو رهيس. رفع اليدين جي باري ۾ مولوي صاحب مرحوم کان پڇيم چيائين بلڪل صحيح آهي رسول الله ﷺ جن رفع اليدين کان سواءِ نماز پڙهي نه آهي پوءِ چيم ته اوهان ڇو نه ٿا ڪريو؟ ان ڏينهن کان مولوي صاحب مرحوم نماز رفع اليدين سان شروع ڪئي ۽ اسان ڳوٺ قبول ڪيريو ۾ اهلِ حديث جو باقاعده بنياد وڌو سال 1963ع ۾ شاهه صاحب عمري ۽ حج جي خيال سان 80 رفيقن سان ماهه شعبان ۾ بحري جهاز ذريعي سعودي سفر تي روانه ٿيا. جن ۾ سندن قريبي دوست دست راست مولوي محمد قاسم صاحب نوڙهن وارو ۽ هالن جا انصاري صاحب به شاهه صاحب سان سفر ۾ شامل هئا. شاهه صاحب حج بعد واپس آيو. ان سال مون پنهنجي ڳوٺ ۾ هڪ جلسو رکيو هو جنهن ۾ ماتليءَ جي ماڻهن ڪافي تعداد ۾ شرڪت ڪئي اسان تبليغ جو ڪم شروع ڪيو شاهه صاحب نهايت خوش ٿيا ته جماعت ۾ شعور اچي ويو آهي.

ان بعد سال سال تي شاهه صاحب جن حج تي روانه ٿيندا هئا ۽ ڪين حرم ۾ تقرير جي اجازت ملي چڪي هئي. 3 - 4 مهينا سال جا شاهه صاحب حج تي گذاريندا هئا. باقي عرصه ملڪ ۾ تبليغ جو ڪم ڪندا هئا. الله جي فضل و ڪرم سان جماعت وڌندي ويئي ۽ مضبوط به ٿيندي ويئي هر ڳوٺ ۽ شهر ۾ جان نثار پيدا ٿيندا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ويا خاص طور تي سعيدآباد سان ملحق ڳوٺن جا ماڻهو جمالي. ڪاڪا. ڪوريجہ هالن جا انصاري. ڳوٺ نوڙهن جا احمداڻي خاصخيلي. راهو مرحوم خير محمد ماڇي ڳوٺ الله رکيو ماڇي تعلقہ حيدرآباد هي مرحوم شاه صاحب رحہ سان تمام گهڻي محبت ڪندو هو سڪرنڊ جا خاص ابو الخير رحہ ۽ عبدالرحمن صاحبان منگيا. سيد مقبول شاه صاحب سڪرنڊ وارو. وڏيرو رئيس رسول بخش ڪيريو. حاجي ميوو حافظ محمد شاه ڳوٺ اڳرو راهو. فيض محمد انڙو سڪرنڊ. هالن جي انصارين مان قاضي عبدالحق صاحب انصاري. ٽر جي دوستن ۾ جناب مولوي جان محمد صاحب نهڙي گرڙاپهہ. ڏيپلہ جا حاجي منواڻي صاحبان حاجي محمد ڪٽي صاحب ارباب صاحبان جناب احمد علي صاحب ميمڻ نئون ڪوٽ ۽ سندس عزيز محترم محمد اسماعيل صاحب ميمڻ وڪيل. سيد عبدالستار شاه ۽ سيد حسين شاه ڳوٺ جهيجا لڳ ماتلي. رئيس حيدر خان نظاماڻي مرحوم ماستر فيض محمد صاحب نظاماڻي مرحوم وڙيلو جا لاشاري صاحبان. حيدر خان مهڪاڻي ٽنڊو آدم. عبدالرحمن صاحب واڍو ٽنڊو آدم. چوٽيارين وارا ڪيريا محمد اعظم لاڪبر ڊاڪٽر عبدالرشيد صاحب سانگڙ ۽ ٻيا جن جا نالا طوالت سبب لکي نہ ٿو سگهان اهي شاه صاحب جا هڏ ڏوکي ۽ همدرد جماعتي دوست هئا. مون کي انهن دوستن کان اڳ ۾ حيدرآباد جي جماعتي دوستن جا نالا لکڻ کپن ها. جن ۾ جناب حافظ محمد ادريس شهيد رحمہ الله عليہ جناب عبدالغفار صاحب انصاري حافظ محمد صاحب لياقت ڪالوني. عبدالڪبير صاحب. اقبال شاه مرحوم عبدالوحيد صاحب ناغڙ. شاه صاحب جا قريبي جماعتي دوست رهيا. آئون اڳ ۾ عرض ڪري چڪو آهيان تہ شاه صاحب رحہ سال 1963ع کان سال بہ سال حج تي 3 مهينا رهندا هئا.

وطن عزيز پاڪستان ۾ تبليغ ڪندا هئا ايام حج ۾ شاه صاحب جي هڪ شخص عبدالرحمن خاصخيليءَ سان ملاقات ٿي جيڪو مديني ۾ رهندو ۽ سندس ڳوٺ بخشو نظاماڻي عرف انداڻي لڳ راڄو خاناڻي هو. اهو اتي سعودي عرب ۾ شاه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب جي تقريرن کان متاثر ٿي پنهنجي ڳوٺ وارن کي سائين متعلق خط لکي واقف ڪيائين ته شاه صاحب اوهان وٽ تقرير لاءِ ايندو ۽ اوهان جلسو تمام سٺي نموني سان ڪرائجو. شاه صاحب جن وطن پهچي مون کي ڳوٺ بخشو ۾ نظاماڻين سان ملڻ لاءِ موڪليو ۽ جلسو جي تاريخ مقرر ڪري ڏنائين. آئون شاه صاحب جو پيغام کڻي ڳوٺ بخشو نظاماڻي پهتس جتي منهنجي ملاقات مرحوم رئيس حيدر خان سان ۽ ماسٽر فيض محمد صاحب مرحوم سان ٿي شاه صاحب جو پروگرام ڏنم ٻئي صاحب ڏاڍا خوش ٿيا. هڪ ڳالهه ياد رکڻ کپي ته رئيس حيدر خان مرحوم کنهن وقت ۾ هڪ اڙدو ماڻهو هو پوءِ تمام نيڪ ماڻهو ٿي ويو. يهدي من يشاءُ الي صراط مستقيم.

جلسي جي پروگرام تي شاه صاحب سان گڏ هئاسون. جلسو ڀريون هو پر تمام ڪامياب رهيو پوءِ سال سال تي جلسہ ٿيندا رهيا. ان ڳوٺ جي ٻن ماڻهن (1) گل محمد نظاماڻي (2) فتح محمد نظاماڻي جيڪي ٻئي پائر هئا انهن شاه صاحب جي سخت مخالفت ڪئي. ۽ ٻه دفعا بدين ضلع ۾ شاه صاحب تي پابندي لڳي. انهن پابندين باوجود ملڪي قانون جي دائري اندر رهي ڪري تبليغ جو ڪم جاري رکيو. سنڌ جي ٽر واري علائقي ۽ سنڌ جي لاڙ واري علائقي کي شاه صاحب خاص ترجيح ڏني. جڏهن به پروگرام ٿيندو هو ته مون کي گهرائيندا هئا پروگرام مرتب ڪندا هئاسون. ان زماني ۾ بدين ضلع ۾ ٻه شخص خاص طور سرگرم هئا هڪ سيد سليم شاه صاحب مرحوم ۽ ٻيو محترم عبدالمجيد صاحب ملاح. انهن صاحبن جي ڪوشش سان بدين ۾ تمام گهڻو تبليغي ڪم ٿيو هڪ دفعي بدين ضلع جي شهرن ڳوٺن ۾ ڏهن ڏينهن جو پروگرام هو انهي پروگرام ۾ شاه صاحب جا 3 خطاب لاجواب هئا. هڪ سليم شاه جي ڳوٺ ۾ ٻيو گولاڙچي شهر ۾ بعد نماز ظهر. گولاڙچي جي جلسي جو انتظام محترم عصمت الله صاحب جن ڪيو هو. جنهن ۾ حنفي مولوي صاحبان به شريڪ ٿيا هئا. ڳوٺ پوڪيءَ ۾ محترم محمد ابراهيم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرگڙي جي ڪوشش سان بدين کان موٽندي هڪ دوست شاه صاحب کي دوستانه دعوت ڏني منجهند جي مانيءَ جو انتمام چوڌري بشير احمد صاحب ڪيو هو. ماتلي ڪشميري محلي جا ڪافي دوست شريڪ ٿيا ۽ ڪافي متاثر ٿيا. ٻه ٽي ڪلاڪن تائين شاه صاحب مسلڪ اهل حديث تي ڳالهائيندو رهيو. موڪلائڻ مهل شاه صاحب مون کي هٿ کان وٺي خاص هدايت ڏني ته ماتليءَ جي شهر ۾ اڄ اهل حديث جو ٻج پوکيو وڃان هاڻ ان کي پاڻي ڏيڻ ڪم اوهان جو. اسان پنهنجي حال سارو تبليغ جو ڪم جاري رکيو. جنهن ۾ سيد عبدالستار صاحب ۽ سيد حسين شاهه جهيجن وارن ۽ ڳوٺ قبول ڪيريو جي جماعت ڀرپور تعاون ڪيو. هڪ ڳالهه ياد رکڻ گهرجي ته سال 1972ع ۾ ڳوٺ قبول ڪيريو جي وڏيري محمد عثمان ڪيريو مرحوم هڪ عجيب ڪارنامو سرانجام ڏنو ڳوٺ قبول ڪيريو کان ٻن ميلن تي هڪ نظربور جو وڏو ڳوٺ آهي جيڪو سڄو ڳوٺ اهل تشيع جو آهي ۽ صاحب ثروت ماڻهو آهن ان ڳوٺ ۾ وڏيري محمد عثمان مرحوم ذاتي ڪوشش سان جلسو ڪرايو جنهن ۾ ماتليءَ جي ڪشميري محلہ جي ماڻهن ڪافي تعداد ۾ شرڪت ڪئي شاه صاحب 2:30 ڪلاڪ تقرير ڪئي تقرير کان پوءِ هڪ ڪلاڪ سوال جواب ٿيندا رهيا. الحمدللہ جلسو نهايت ڪامياب رهيو علائقي ۾ اهل حديث جي ڌاڪ ڄمي ويئي خاص طور ماتلي جا ماڻهو وڏيڪ متاثر ٿيا. ماتليءَ جي ڪشميري محلہ ۾ ديوبندي حضرات جو هڪ مدرسو آهي ان زماني ۾ مدرسي جو مهتمم مولوي فيض الله صاحب هو هي هڪ سلجهيل ۽ سمجهدار ۽ صاف دل ماڻهو هو. هن مون کي چيو ته 27 رمضان جي رات اسان جي مسجد ۾ ختمو آهي اوهان مهرباني ڪري شاه صاحب کي وٺي اچجو. ٻي ڳالهه کان اوهان ڪوبه فڪر نه ڪريو. آئون نيو سعيدآباد آيس شاه صاحب جن سان ملي حقيقت ڪيم. طبيعت ناساز باوجود شاه صاحب جن آيا مغرب نماز مهل مدرسي ۾ پهتاسون عشاء نماز شاه صاحب جي امامت ۾ سيني ادا ڪئي. تراويحون به پڙهيون

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ويو وتر سنت مطابق پڙهيو ويون هڪ ٻن ماڻهن ٿورو اعتراض. ڪيو شاه صاحب حديثون پيش ڪيون اعتراض ختم ٿيو.

عشاء نماز بعد 2 ڪلاڪ تقرير ٿي الحمدالله تمام سٺو اثر ٿيو. صبح جو فجر نماز ڪانپوءِ درس ڏنو ويو تنهن بعد شاه صاحب روانو ٿيو. 3-4 مهينن بعد ڪشميري محله ماتليءَ ۾ ٻيو دفعو شاه صاحب جي تقرير جو پروگرام ڪيو ويو ۽ شاه صاحب جي لاڳيتي پروگرامن هٽ ڪري ڪن ماڻهن کي خدشو ٿيو ته شايد ديوبند مسلڪ کي ختم نه ڪيو وڃي. لهذا انهن ماڻهن مولوي فيض الله صاحب کي چيو ته هاڻي شاه صاحب کي مدرسي ۾ نه گهرائجان. جنهن تي مولوي صاحب ۽ مدرسه انتظاميه ۾ اختلاف ٿيو مولوي کي مدرسڻ مان ڪڍيو ويو ۽ ان جي جاءِ تي مولوي ڪليم الله کي رکيو ويو. جنهن شاه صاحب ۽ جماعت اهل حديث جي سخت مخالفت ڪئي. نوبت مناظري تائين پهتي. ماتليءَ جي ديوبندين مناظري لاءِ مولوي امين اوڪاڙويءَ کي گهرايو مناظرو ڳوٺ قبول ڪيريو ۾ ٿيو 28 شعبان 1979ع تي مناظري ۾ ماتلي ٽنڊو محمد خان ۾ آسپاس جي ماڻهن وڏي انگ ۾ شرڪت ڪئي. 4 مسئلن (1) تقليد (2) فاتحه خلف الامام (3) آمين بالجهر (4) رفع اليدين تي مناظرو رکيو ويو. جنهن ۾ پهرين 3 مسئلن تي مناظرو ٿيو جنهن ۾ مولوي امين اوڪاڙوي کي بري شڪست نصيب ٿي مغرب جي ٽائيم تائين مناظرو هليو. رفع اليدين جي مسئلي تي مولوي امين هيئن چئي جان ڇڏائي ته مٿان رمضان شريف جو مهينو اچي رهيو آهي. منهنجي سيٽ بڪ ٿيل آهي تنهن ڪري ٻئي موقعي تي رهيل مسئلي تي ڳالهائبو. ان ٽائيم تي ماتليءَ جي مدينه مسجد جي خطيب پيش امام مولوي علي محمد صاحب چانگ عوام کي مخاطب ٿيندي چيو ته هي علمي بحث هو عوام جي سمجهه کان مٿي هو منهنجي راءِ مطابق قوي دليل شاه صاحب ڏنا ۽ هوڏانهن مجادله هو ۽ مولوي علي محمد صاحب مسلڪ اهل حديث قبول ڪيو ۽ ڪيس ماتليءَ جي مسجد ڇڏڻي پيئي ۽ پاڻ گولاڙچي هليو ويو. پاڻ اڃا زنده آهي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجاول ۾ رهائش پذير آهي منهنجي ساڻس ملاقات ٿيندي رهندي آهي. مناظري بعد نتيجو اهو نڪتو ته ماتليءَ ۾ مسجد اهل حديث قائم ٿيڻ گهرجي. جيڪا الحمدلله قائم ٿي. مناظري ۾ ٽنڊو محمد خان جا 2- 3 ماڻهو هٿا اهي ڪافي متاثر ٿيا. جن هڪ مهيني بعد شاه صاحب جي تقرير جو بندوبست ڪيو تقرير جامع مسجد واڻ بازار ۾ وسيلي جي موضوع تي هڪ دلپذير تقرير ٿي. تقرير بعد ٽنڊو محمد خان ۾ ڪافي چوبول ٿيندو رهيو. موافق ۽ مخالف پنهنجو پنهنجو اظهار خيال ڪندا رهيا. الله جي فضل و ڪرم سان به تبليغ جو ڪم زور شور سان پوري سنڌ ۾ هلندو رهيو تان جو منهنجي خيال ۾ سال 72 يا 73 ۾ ٽنڊو آدم ۾ ديوبندين ۽ بريلوي حضرات جو اذان کان اڳ ۾ صلاة والسلام تان ٽسل شروع ٿيو. ٽسل شدت اختيار ڪئي قتل و غارت گري جي نوبت تائين معاملو پهتو. انتظاميه نوٽيس ورتو ٻنهي ڌرين جو امين ڊي. سي سانگهڙ جناب محمد اسماعيل بلوچ شاه صاحب کي مقرر ڪيو. جماعت اهل حديث جلسي جو انتظام ڪيو. شاه صاحب هڪ جامع مدلل تقرير ڪئي. سامعين جو تمام گهڻو تعداد هو. حالات جو جائزو وٺي انتظاميه جي پنهنجي پوليس انتظام سنڀاليو. 3 ڪلاڪ تقرير ٿي. تقرير بعد هڪ چٺي تي سوال آيو ته اذان کان اڳ ۾ الصلاة والسلام چئجي يا نه؟ شاه صاحب الحمدلله پنهنجي علمي مهارت ۽ ذڪاءَ سان ايڏو ته سهڻي نموني سان جواب ڏنو جو ٻئي ڌريون مطمئن ٿيون. ان کان علاوه شاه صاحب جي هر ننڍي وڏي تقرير پنهنجو مٽ پاڻ هئي تنهن هوندي به ٽنڊو آدم جي تقرير کان سواءِ سڪرنڊ شهر ۾ محترم عبدالرحمان منگيو جلسو ڪرايو هو اها تقرير هالن ۾ شهادت حسين جي موضوع تي هئي، جنهن جو انتظام انصاري برادري ڪيو هو. نظرپور واري تقرير جنهن جو ذڪر مٿي ڪري چڪو آهيان. ڏيپلو ۾ تقرير، "عوامي عدالت" ۾ سال 1978ع ۾ ٿي هئي ۽ منهنجي ڳوٺ شريف شاه ۾ هڪ لاجواب تقرير ٿي هئي جنهن ۾ اهل حديثن کان سواءِ بريلوي ديوبندي اهل تشيع، بهائي فرقه جي ماڻهن شرڪت ڪئي جنهن ۾ نور ۽ بشر جي موضوع تي شاه صاحب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطاب فرمايو هو. جهيجن جي ڳوٺ ۾ سال بہ سال سيد حسين شاه صاحب ۽ سيد عبدالستار شاه صاحب جلسو ڪرائيندا هئا. ان ۾ هڪ سال عظمت قرآن جي موضوع تي مڪ لاجواب خطاب هو. جنهن ۾ آسپاس جي ڳوٺن کان علاوه ٺنڊو محمد خان ۽ ماتليءَ جي ماڻهن ڪافي تعداد ۾ شرڪت ڪئي. سامعين کان شاه صاحب التماس ڪيو تہ فيصلو ڪري پوءِ اتجو ان تاثر ماتليءَ جو هڪ ماڻهو اڌ تقرير مان اٿي هليو ويو. ان کان سيد عبدالستار شاه ماتليءَ ۾ پڇيو تہ ڇو؟ اڌ تقرير مان هليو وئين جواب ڏنائين تہ تقرير ۾ اهڙو تہ ڪرنٽ هو جو جيڪڏهن سڄي تقرير ٻڌان ها تہ اهل حديث ٿي وڃان ها!.

ان کان پوءِ ٻي رات ٺنڊو غلام علي ۾ جناب مولوي سلطان احمد صاحب جي ڳوٺ تقرير رکيل هئي. جنهن ۾ ديوبند مولوي صاحبان کي بہ دعوت ڏيئي گهرايو ويو هو. اتباع سنت ۽ رد تقليد جي موضوع تي هڪ پر اثر خطاب فرمايو هو. هتي هڪ ڳالهہ ياد رکڻ گهرجي تہ جناب مولوي سلطان احمد صاحب رحمہ الله شاه صاحب جي قريبي دوستن ۾ان هڪ هو. هن شخص پنهنجي علائقي ۾ دين جي وڏي خدمت ڪئي. هڪ دفعي تہ امام ڪعبہ سبيل صاحب جن کي پنهنجي ڳوٺ ۾ گهرايو هو. ماڻهن جو سمنڊ اٿلي پيو هو. جماعت اهل حديث جو وڏو شان ظاهر ٿيو هو. امام ڪعبہ جي تقرير جيئن عربيءَ ۾ هئي مترجم اردو ۾ تقرير جو ترجمہ ٻڌائيندو رهيو امام ڪعبہ جا هي الفاظ مون کي چڱي طرح ياد آهن. دنيا جي تختي تي جيڪڏهن ولي الله آهن تہ اهل حديث ئي آهن جيڪڏهن اهل حديث ولي نہ آهن، تہ پوءِ دنيا جي تخت تي ولي نہ آهي. انهن الفاظن ٻڌڻ کان پوءِ پورو پنڊال جنهن ۾ هزارين ماڻهو هئا الله اڪبر جي نعري سان گونجي ويو ۽ جماعت اهل حديث زنده باد جا نعرا لڳا حالانڪ سيد بديع الدين شاه صاحب رحمہ الله نعرن کي پسند ڪو نہ ڪندو هو. مگر ان تاثير تي خاموش رهيو. ان موقعي تي امام ڪعبہ جو ابن الڪريم بہ گڏ هو جيڪو شاه صاحب جو شاگرد هو. ان موقعہ تي شاه صاحب مون کي ڪي ڪتاب پني

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تي لکي ڏنا هئا تہ هي ڪتاب رات جو رات ۾ ڪتب خانہ مان ڪڍي حيدرآباد پهچاءِ صبح جو امام صاحب جي فرزند کي ڏيڻا آهن سائين جي حڪم جي تعميل ڪئي ويئي، ڪتاب فجر مهل پهچايا ويا جيڪي امام صاحب جي فرزند ارجمند کي ڏنا ويا.

اهو وقت جماعت اهل حديث سنڌ لاءِ هڪ سونهري دور هو. سال 1974ع جي ڳالهہ آهي اسين شاه صاحب سان ڪتب خانہ جي لان ۾ سائي چٻر تي ويٺا هئاسون (1) آئون (سيد عيسن شاه) (2) حاجي خدا بخش سيال (3) حيدر خان مهڪاڻي مرحوم اسان عرض ڪيو تہ سائين حياتيءَ تي ڀروسو نہ آهي. اوهان جي دنيا مان موڪلائي ويا تہ جماعت جو ڇا ٿيندو؟ ان لاءِ اسان جو عرض آهي تہ قرآن جو سنڌيءَ ۾ تفسير لکو جو اسان کي ڪنهن مولوي وٽ وڃڻ جي ضرورت نہ ٿئي. سائين رحمہ الله ها ڪئي وري ڪجهہ مشڪلاتون بہ درپيش آيون هڪ تہ اخراجات جي ڪمي، (2) ڪاتب نہ ملڻ (3) تہ مون ۾ ايترو علم ڪو نہ هو. بهرحال الله تعاليٰ مشڪلاتون دور ڪيون شاه صاحب مقدمو لکڻ شروع ڪيو. مولانا عبدالله صاحب رتي ديري واري جو فرزند عيسيٰ مسيح ڪتابت شروع ڪئي. چند مهينن بعد سال 1975ع ۾ مقدمو پريس ۾ ويو ۽ هو ڏانهن شاه صاحب سعودي عرب هجرت جو ارادو ڪيو. هاڻي جماعت لاءِ وڏو مسئلو پيدا ٿيو پروف ڪير چيڪ ڪري. تفسير جو ڪم اڳتي ڪيئن هلي. جماعت جي خاص دوستن (1) سيد صالح محمد شاه (2) سيد قادن شاه مرحوم (3) فيض محمد انڙ مرحوم (4) عبدالرحمن منگيو مرحوم ۽جملہ جماعت سائين کي عرض ڪيو تہ اوهان هجرت نہ ڪريو حسب معمول سال سال تي پلي حج تي ويندا ڪريو 3 مهينا اتي رهو 9 مهينا ملڪ ۾ رهو هتي اوهان جي سخت ضرورت آهي. مگر سائين پنهنجي ارادي تي اٽل رهيو سائين هجرت جي تياري ڪئي. جماعت سڄيءَ کي گهرايو بعد نماز عصر سائين جماعت کي الوداعي خطاب فرمايو. هي منظر جماعت لاءِ قيامت صغرا کان گهٽ نہ هو پوري جماعت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روئي رهي هئي. سائين هڪ ڪاميٽي تشڪيل ڏني ته ڪوٺ، ڪتب خانه، مسجد ۽ مدرسي جي سنڀال لاءِ ڪاميٽي ذميوار رهندي. ڪاميٽي ۾ هي بندو به ميمبر هو. ان رات حيدرآباد ۾ لياقت ڪالوني ۾ حافظ محمد صاحب ڪپڙي واري سائين ۽ جمله جماعت جيڪا سائين سان گڏ هئي تنهنجي الوداعي دعوت ڪئي ان سان گڏ تقرير جو به بندوبست هو. ان دعوت ۽ پروگرام ۾ محترم و مڪرم علامه سيد محب الله شاه صاحب رحمه الله به موجود هئا. جيڪي ڪراچيءَ تائين گڏ ويا. سائين جن جي رواني ٿيڻ ڪانپوءِ جماعت اهل حديث سنڌ ۾ مايوسي پکڙجي ويئي. هوڏانهن پريس واري مون کي گهرايو ته هاڻي اوهان جي تفسير جا پروف چيڪ ڪير ڪندو. مون کي چيائين ته جيڪڏهن پروف چيڪ ڪرائڻ لاءِ مولانا قاسمي صاحب سرپرست شاه ولي الله اڪيڊمي کي ڏجن ته بهتر ٿيندو. قاسمي صاحب عربي جو ماهر آهي مون ها ڪئي مقدمه جو مسودو قاسمي صاحب وٽ پهتو هن حيرت جو اظهار ڪيو شاه صاحب جو علم ڏسي عجب ۾ پئجي ويو. تنهن پروفيسر سيد صالح محمد شاه کي گهرائي تفسير جي باري ۾ چيائين ته سنڌين لاءِ لاجواب تحفو آهي. اوهان سڀ ڪم ڇڏي هن طرف توجهه ڏيو. سائين جڏهن سعودي مان هتي آيو ته سيد صالح محمد شاه قاسمي صاحب جي خيالات ڪان واقف ڪيو. سائين جواب ۾ چيو ته اهو سڳورو ڪنهن کي مڃيندوئي نه آهي.

خير مقدمو تيار ٿي پريس مان نڪتو جماعت جي هٿن ۾ پهتو سال 1977ع ۾ رونمائي ٿي. جناب منصور ويراڳي ابڙي جو مقالو سنڌس پاءُ محترم عبدالرحيم صاحب ابڙي پڙهيو هو جماعتي غير جماعتي دوستن رونمائي جي تقرير ۾ حصو ورتو هتي هي ڳالهه ڪرڻ به فرض سمجهان ٿو ته هالا جي ابڙا برادريءَ ۾ جناب منصور ويراڳي صاحب ۽ سندس پاڻرن خان صاحب عبدالله خان ابڙو مرحوم اسسٽنٽ ڪمشنر حيدرآباد جناب عبدالرحيم صاحب ابڙو مرحوم ايجوڪيشن آفيسر صاحب، جناب عبدالرشيد صاحب ابڙو موجوده اي. ڊي او ريوينيو ٽنڊو محمد خان جن جي شاه

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب جن سان خاص محبت هئي.

شاه صاحب جن 1977ع ۾ ملڪ ۾ آيا خاندان اجان سعودي ۾ هو. هتي جمل جماعت، شاه صاحب تي زور پريو ته اوهان جو هتي رهڻ تمام ضروري آهي اوهان هتي نه هوندا ته جماعت ڪمزور ٿي ويندي ۽ تفسير جو ڪم رهجي ويندو. سائين به انهن ڳالهين کي محسوس ڪيو. خاندان کي واپس گهرايو خاندان کي واپس گهرائڻ ۾ خاص طور جناب غلام محمد لاٽ صاحب ۽ سندس ياءُ محترم حاجي محمد منواٽي صاحب خاص بهرو ورتو. شاه صاحب جن جي پنهنجي وطن ۾ رهڻ ڪري جماعت سک جو ساهه کنيو. مسئلو وري به تفسير جو پنهنجي جاءِ تي اٽڪيل رهيو. 1980ع ۾ شاه صاحب جن جماعت جي خاص خاص ماڻهن جي ميٽنگ ڪوٺائي جنهن ۾ تفسير متعلق صلاح مشورو ڪرڻو هو. ڪاتبن جو مسئلہ سر فهرست هو ڊيپلو جي جماعتي احبابن جيڪي صاحب ثروت به هئا انهن تفسير جو بار پنهنجي ڪلهن تي کنيو. ڪتابت لاءِ ٽر جا ٻه ذهين نوجوان هوشيار جيڪي ديني دنيوي علم ۾ چڱي ڄاڻ رکندڙ هئا انهن کي تنخواه منواٽي صاحب جن ڏني ۽ ڪتابت جو ڪم چڱي نموني سان شروع ٿيو. (1) محترم عبدالعزيز صاحب نهڙيو موجوده ليڪچرار گورنمنٽ ڪاليج ڪاري موري (2) محترم عبدالغفار صاحب جوٽيجو ليڪچرار گورنمنٽ ٽيڪنيڪل ڪاليج وحدت ڪالوني حيدرآباد (3) محترم محمد جمن ڪنڀر صاحب ڳوٺ ٻاگو جمالي لڳ نيو سعيدآباد. تفسير جو ڪم ڪندا هئا ۽ ان سان گڏ تبليغ جو ڪم به ڪندا رهندا هئا ۽ شاه صاحب جي ذاتي ڪمن ۾ هٿ ونڊائيندا هئا. انهن صاحبان جي ڪري شاه صاحب تان ڪافي بوجهه هلڪو ٿيو. ٽيون دوست محمد جمن ڪنڀر ليڪچرار زرعي ڪاليج سڪرنڊ بنان معاوضي جي تفسير جي ڪم ۾ هٿ ونڊائيندو هو. شاه صاحب جي واپس وطن اچڻ جي ڪري نيو سعيدآباد جي هڪ ٻن مشرڪن کي تڪليف ٿي. انهن وري مولوي امين اوڪاڙوي کي گهرايو. جنهن اچي اهل حديثن تي بي فائده تنقيد ڪئي. ان کي جواب ڏيڻ لاءِ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نيو سعيدآباد جي جماعت اهل حديث محترم محمد ملوڪ ڪيريو جي اڳواڻيءَ ۾ هڪ عظيم الشان سيرت ڪانفرنس ڪوٺائي جيڪا نهايت ڪامياب ويئي ۽ اڄ تائين هلندي اچي ٿي. اڄ تائين ڪانفرنس جي ڪاميابيءَ جو سهرو محترم محمد ملوڪ ڪيريو صاحب جي سر تي آهي. نيو سعيدآباد سيرت ڪانفرنس هڪ ٻه سال سنڌ تائين محدود رهي ليڪن شاه صاحب جي ذاتي ڪوشش سان بين الاقوامي مقام حاصل ڪري چڪي آهي. ڪافي نوان دوست سال سال تي مسلڪ اهل حديث قبول ڪن ٿا. جنوري 1985ع ۾ جناب سردار عبدالقيوم صاحب صدر آزاد ڪشمير نيو سعيدآباد ۾ شاه صاحب جن سان ملڻ لاءِ منهنجي سمجهه ۾ ميان فضل حق صاحب رحمه الله لاهور وارو ۽ سردار صاحب گڏ هو. سرڪاري پروٽوڪول هئڻ سان گڏوگڏ هن وٽ T.V عملو ۽ فوٽو گرافي جو سامان به هو. مگر شاه صاحب ان جي اجازت ڪنهن کي به ڪانه ڏني. سردار صاحب عملي کي هدايت ڪئي ته ڪوبه فوٽو وغيره نه ڪڍي.

انهي سال شأيد ميان فصل حق صاحب لاهور ۾ هڪ ڪانفرسن ڪوٺائي جنهن جي دعوت شاه صاحب جن کي ڏيڻ آيو ۽ ساڻ گڏ فضيلة الشيخ عبدالله ناصر رحماني موجوده امير جمعيت اهل حديث سنڌ جن هئا. لاهور جي هڪ عظيم شخصيت شاه صاحب جن کي ڪانفرنس ۾ شرڪت ڪرڻ ڪان منع ڪئي شاه صاحب جواب ڏنو ته هڪ ته ديني دعوت آهي اوهان دعوت نه ڏيندا ته به شريڪ ٿيندس. ٻي ڳالهه ته جناب شيخ عبدالله ناصر رحماني صاحب ميان صاحب سان گڏ آيو هو تنهن ڪري آئون جواب ڏيئي نه سگهيس. آئون شيخ صاحب کي انهيءَ وقت ڪان وٺي سڃاڻان. شاه صاحب ڪراچيءَ ته سگهو سگهووبندو هو. آئون به گهڻو ڪري شاه صاحب جن سان گڏ هوندو هوس. هنگوره جماعت ۾ پاڻ رهندا هئا شيخ صاحب هر دفعي شاه صاحب جن سان ملڻ لاءِ موسيٰ لين ايندو هو. شيخ صاحب جي ملڻ بعد الله جي فضل و ڪرم سان شاه صاحب جن کي پيٺي طاقت ملي. انهي دور ۾ ڪويت جي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت جمعيت اهل حديث سنڌ سان سهڪار شروع ڪيو هو. مسجدون، مدرسه، کوهه ڏيڻ شروع ڪيا هئا. سال 1986ع جي آخر ۾ مون کي شاه صاحب فون ڪري گهرايو چيائين ته ڪي مسجدون ڪويت کان آيون آهن. منهنجو خيال آهي ته هڪ مسجد ٽنڊو محمد خان کي ڏجي مون چيو سائين جماعت ته آهي ڪانه پاڻ چيائيون الله تي توڪل رک جماعت ٺي پوندي تون جلد از جلد نقشو ۽ ضروري ڪاغذات ڪٺي اچ شيخ صاحب ڪويت وڃي پيو. هٿ و هٿ ڪاغذ ڪنيو وڃي آئون ٻئي ڏينهن ڪاغذ تيار ڪري موسيٰ لين ڪراچيءَ پهتس هنگورا هائوس ۾ شاه صاحب شيخ صاحب ٻئي موجود هئا. مون ڪاغذ پيش ڪيا شاه صاحب ڪاغذ شيخ صاحب حوالي ڪيا مسجد منظور ٿي. شاه صاحب ۽ شيخ صاحب پهرئين فيبروري 1987ع تي مسجد جو سنگ بنياد رکيو. مئي 1989ع ۾ مسجد جڙي راس ٿي 17 مئي 1989ع بعد نماز عصر شاه صاحب جامع مسجد اهل حديث ابوهريرة رضي الله عنه لاڪاٽ چوڪ ٽنڊو محمد خان جو افتتاح ڪيو. اسان ٽنڊو محمد خان ۾ ڪافي دوستن کي دعوت ڏني جن شرڪت ڪئي. شاه صاحب جي خطاب ٽنڊو محمد خان جي ماڻهن تي تمام سٺو اثر ڪيو. جماعت وڌڻ لڳي. جمع جي خطاب کان علاوه ٻه ٽي جلسه به ٿي گذريا آهن جن ۾ ممتاز علماءِ ڪرام خطاب ڪري چڪا آهن (1) جناب فضيلة الشيخ عبدالله ناصر رحماني صاحب موجوده امير جمعيت اهل حديث سنڌ (2) فضيلة الشيخ پروفيسر ابراهيم ڀٽي صاحب (3) فضيلة الشيخ ابو جابر عبدالله دامانوي صاحب (4) فضيلة الشيخ ڊاڪٽر عبدالحفيظ سمون صاحب (5) پروفيسر محمد جمن ڪنڀر صاحب وغيره.

سال 1987ع ۾ ڪانفرنس جي موقعي تي پاڻ جمعيت اهل حديث سنڌ جي تنظيم سازي ڪئي. جنهن ۾ فضيلة الشيخ پروفيسر عبدالله ناصر رحماني صاحب جن کي ناظم اعليٰ جمعيت اهل حديث سنڌ مقرر ڪيو ويو. نائب ناظم اعليٰ ڊاڪٽر عبدالحفيظ سمون صاحب کي مقرر ڪيو ويو مرحوم قاضي عبدالحق انصاري صاحب

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هالا کي نائب امير سنڌ مقرر ڪيو ويو. جناب حافظ محمد ادريس صاحب شهيد رحمہ الله کي حيدرآباد ڊويزن جو امير مقرر ڪيو ۽ بنده کي ناظم حيدرآباد ڊويزن جو عهدو ڏنو ويو ۽ پوري سنڌ جي ضلعن جا امراءُ مقرر ڪيا ويا. مگر ٺٽہ ۽ دادو ضلعن لاءِ ڪو ماڻهو ملي نہ سگهيو. محترم عبدالواحد ڪوسہ صاحب جيڪو گورنمنٽ ڪاليج ٺٽہ ۾ ليڪچرار هو ان کي ٺٽہ ضلع جو امير مقرر ڪيو ويو شاه صاحب دعا ڪئي تہ ان شاءَ الله ٺٽہ ضلع ۾ جماعت قائم ٿيندي الله تعاليٰ اها دعا اگهائي الحمدلله ٺٽہ ۾ جماعت قائم ٿي چڪي آهي. ٺٽہ جي جماعت جا خاص دوست (1) محترم عبدالحفيظ ميمڻ صاحب (2) حافظ محترم عبدالعزيز ميمڻ صاحب (3) محترم عبدالرزاق ميمڻ صاحب (4) محترم سڪندر جهتيال صاحب وغيره ۽ خاص طور تي جناب مولانا پروفيسر عبدالله صاحب سمون جن جو تذڪره ضروري سمجهان ٿو. جيڪو حنفي مذهب جو وڏو عالم هو. تحقيق جي ميدان ۾ پير پاتو پاڻ ڪراچيءَ جي حنفي مدرسي ۾ مدرس هئا. ڪيس رهائش لاءِ فري بنگلو مليل هو. تنخواه تمام سٺي ڳاڌو پيتو مفت هي سڀ سهوليتون ختم ڪري محدث بنجي ڪاروان حديث جي قافلہ ۾ شريڪ ٿيو. مٿيان دوست مولانا عبدالله سمي صاحب کي سجاول وٺي آيا. الله تعاليٰ کين سٺا مخلص نيڪوڪار اهل حديث ساٿي ملايا آهن جيڪي حديث جي پرچار زور و شور سان ٺٽہ ضلع کان علاوه ٻين ضلعن ۾ ڪري رهيا آهن. اسان جي دعا آهي تہ الله تعاليٰ کيس استقامت بخشي. آمين.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفيسر عبدالغفار جوڻيجو☆

شيخ العرب والعجم جو جنازو

اکين ڏٺو احوال

اڄ 8 جنوري 1996ع سومر جو ڏينهن آهي. بنده ناچيز فجر نماز جامع مسجد رباني اهل حديث سيٽلائيٽ ٽائون ميرپورخاص ۾ پڙهي آهي، هيءَ مسجد دوباره شاندار نموني تعمير ٿي آهي. مسجد جي پر سان جماعت جو مرڪزي ادارو جامعہ بحرالعلوم سلفيہ قائم و دائم آهي. جنهن ۾ قال الله وقال الرسول جون صدائون بلند ٿي رهيون آهن ۽ هڪ سؤ چاليهہ جي قريب طالب علم ديني تعليم جي زيور سان آراستہ ٿيڻ لاءِ شب و روز محنت ڪري رهيا آهن جن جي تعليم و تربيت، خوراڪ، لباس ۽ رهائش جا سمورا انتظام خدا جي نيڪ بندن جي خلوص ۽ ڪاوشن سان سرانجام ڏنا پيا وڃن. مذڪوره اداري جو افتتاح شيخ العرب والعجم علامہ سيد بديع الدين شاه راشديءَ جي مبارڪ هٿن سان اپريل 1984 ۾ ڪيل آهي. جامعہ جو مهتمم خادم نامور وڪيل حاجي محمد اسماعيل ڏيپلائي ميمڻ آهي. فجر نماز تي صاحب موصوف سان سلام دعا ٿي. پڇيائين تہ توهان جو هاڻي ڇا پروگرام آهي؟ مون عرض ڪيو تہ ڳوٺان اچان پيو ۽ سانگهڙ وڃڻ آهي، جتي منهنجي سرڪاري ڊيوٽي آهي. حاجي صاحب ٻڌايو تہ آئون بہ سانگهڙ وڃان پيو. 8"30 بجي گڏجي هلنداسون. مقرر ٽائيم تي حاجي صاحب جي گهر پهتاسين. جامعہ جي موجوده صدر مدرس ۽ شيخ الحديث مولانا افتخار احمد سلفي ۽ برادرم مولانا محمد مبارڪ نهڙي ڪان موڪلائي، ڪار ۾ حاجي صاحب سان گڏ پوئين سيٽ تي ويٺس. گاڏي ڊرائيور هلائي رهيو آهي، ميرپور خاص کان سانگهڙ پهچڻ لاءِ 1:30 ڏيڍ ڪلاڪ جو سفر چند گهڙين وانگر گذري ويو. گفتگو سائين بديع الدين شاه راشدي جي ذڪر خير سان هلندي رهي. حاجي صاحب بديع التفاسير لاءِ فڪر مند هو تہ: "ڪنهن بہ طرح اهو

☆ گورنمينٽ ڪاليج آف ٽيڪنالاجي حيدرآباد، ڪاتب شيخ العرب والعجم بديع الدين شاه راشدي رحمة الله عليه، هن وقت "تفسير بديع التفاسير جو منهج ۽ مصادر" جي عنوان تي پي. ايچ. ڊي جو مقالو لکي رهيو آهي.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بيان بي نظير ۾ قرآن جو تفسير جلد پايہ تڪميل کي پهچي، انهيءَ لاءِ ضرورت ان ڳالهہ جي آهي تہ شاه صاحب پنهنجون سموريون مصروفيتون ترڪ ڪري انهيءَ اهم ڪم کي سر انجام ڏي. جو تہ اهو تفسير هڪ عظيم خدمت سان گڏ جماعت لاءِ تاقيامت بهترين تحفو آهي. حقيقت هيءَ آهي تہ انهن محدثن ۽ عالمن جي اڻ ٿڪ محنتن، ڪاوشن، قربانين، خدمتن ۽ سندن خلوص جي بدولت هي دينِ حنيف تروتازه رهندو پيو اچي."

خير سان سانگهڙ پهتاسون، حاجي صاحب ڪورٽ جي طرف ويو ۽ آئون گورنمينٽ ڪمرشل ٽريننگ انسٽي ٽيوٽ پهتس، 11 بجہ ڌاري محترم برادرم عبدالعزيز نهڙيو ۽ ميرحسن آيا. عبدالعزيز جو چوڻ هو تہ آئون ڳوٺ پيو وڃان، شاه صاحب علاج خاطر ڪراچي ويل آهي ۽ پاءُ محمد زمان جوڻيجو بہ سائين جن جي خدمت ۾ آهي. تون شام سعيدآباد وڃ، متان سائين کو ڪم ڪار چوي، ٻيو تہ ڪجھ ضروري فون بہ ڪرڻا آهن ۽ برادرم محمد ملوڪ ڪيريو کي تنهنجي بدليءَ لاءِ ڪراچي موڪل. برادرم عبدالعزيز ڳوٺ روانو ٿيو. آئون ڪاليج کان نواب شاه رستي نيوسعيدآباد آيس. محترم محمد ملوڪ ڪيريو، خدابخش ڪاڪا ۽ ٻيا جماعتي مليا.

عشاءَ نماز پڙهي مسجد الفردوس جي لڳو لڳ مدرسي واري ماڙيءَ تي آئون ۽ خدابخش ويٺا آهيون. ايتري ۾ 9:30 بجي برادرم حاجي ڪوري اچي ٿو تہ پاءُ محمد زمان ڪراچيءَ مان فون ڪئي آهي تہ سائين شاه صاحب جي طبيعت اوچتو گهڻو خراب ٿي وئي آهي. آئون ڪتب خاني جي چابي کڻي راشدي مسجد موسيٰ لين جو فون ملايان ٿو، حاجي لال محمد هنگورو فون کڻندي افسوسناڪ خبر جو اطلاع ڏيندي چوي پيو تہ سائين بديع الدين شاه راشدي صاحب جن انتقال ڪري ويا آهن.

يڪدم قرآن ڪريم جي آيت ۾ ان جو مفهوم ياد اچي ٿو تہ مؤمنن تي جڏهن ڪا مصيبت يا آزمائش اچي ٿي تہ ان وقت اهي صبر کان ڪم وٺندي انا لله وانا اليہ راجعون چون ٿا. حوصلا خطا آهن، حواس ڇڏائي وڃن ٿا. دل اها ڳالهہ قبول ڪرڻ لاءِ تيار نہ آهي تہ واقعي شاه صاحب ايئن اسان کان جلدي موڪلائي ويندا؟ اجان تہ:

☆ جمعيت اهل حديث سنڌ جو امير پنهنجي سيني ۾ اعلاءِ ڪلمة الله ۽

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحيد و سنت جي آواز کي عام ڪرڻ جو آرزو مند آهي.

☆ جمعيت اهل حديث سنڌ جي زير انتظام مساجد ۽ مدارس جي تعمير و ترقي جو خواهشمند آهي.

☆ جمعيت اهل حديث سنڌ جو مرڪزي دفتر نيو سعيدآباد ۾ ٺهي چڪو آهي، جتي شوري جا اجلاس ٿي رهيا آهن ۽ سنڌ سطح تي جماعت کي فعال بنائڻ جون سوچون زير غور آهن. دفتر جي ديوارن تي نظر وجهڻ سان جمعية احياء التراث الاسلامي ڪويت جي تعاون سان تعمير ٿيندڙ مسجدن ۽ مدرسن جون خوبصورت تصويرون واڌاري جي انتظار ۾ آهن.

☆ نيوسعيدآباد جي آزاد پير جهنڊو ۾ واقع سنڌن حويلي لڳ جامع مسجد الفردوس، جنهن جي محراب ۽ منبر تي پاڻ جلوه افروز آهن انهيءَ جي مصلي تي امامت ڪرائي رهيا آهن ته وري عربي لباس ۾ هٿ ۾ عصا کڻي جمع جو خطبو ڏيئي رهيا آهن ۽ ڪڏهن وري ٽي روزه سيرت ڪانفرنس جي سالن کان هلندڙ سلسلي لاءِ ان جي ابتدا خطبہ جمع سان ڪري رهيا آهن ۽ پوري سنڌ مان جماعت جا قافلا وڏي اُڪير سان سنڌن خطبا ۽ تقريرون ٻڌڻ لاءِ ڪاهي اچي رهيا آهن. انهيءَ مسجد الفردوس جي تعمير نو جا مرحلا اڃا باقي آهن. ڇا مسجد الفردوس پنهنجي بي مثل امام ۽ لاجواب خطيب کان هميشہ لاءِ محروم ٿي ويئي آهي؟

☆ المڪتبـة الراشديـة: ڪتابي دنيا جو جڳ مشهور ڪتب خانو علم جي پياسن ۽ ڪتاب و سنت جي شائقين لاءِ مرجع الخلائق بڻيل آهي. جنهن مان عالم، فاضل، محقق ۽ مدبر دنيا جي مختلف خطن ۽ ملڪن مان اچي استفاده ڪري رهيا آهن. انهيءَ ڪتب خاني ۾ شاه صاحب جي بين الاقوامي دورن ۽ سفرن جي ڪري ڏينهن بہ ڏينهن اضافو ٿي رهيو آهي. انهيءَ مڪتبہ راشديہ جا ڪتاب ۽ انهن جا ورق بہ وقت جي محدث ۽ امام جي ورق گرداني جا منتظر آهن ۽ ان جي خستہ حال عمارت بہ تعمير نو جي شڪوه ڪري رهي آهي.

☆ بديع التفاسير جو مفسر، جنهن کي پنهنجي وقت جو امام ابن تيمية، يا امام ابن قيم يا امام ابن حزم چيو وڃي، اهو هر سورت جي ابتدا ۽ انتها تي رب ذوالجلال کان درد ڀريون دعائون گهري رهيو آهي ته مولا! ايتري حياتي ڏجانءِ جو تنهنجو هي ٻانهو، جيڪو فقط تنهنجي ئي در جو فقير آهي، هڪ فقير وانگر سنڌ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جي هر واهڻ ۾ وستي، هر ڳوٺ ۾ ڳام ۾ وڃي جيئڻ فقير ٽڪو ٽڪو خيرات گڏ ڪندو آهي انهيءَ مثل مون هڪ هڪ ماڻهو تيار ڪري، انهن کي توحيد و سنت جي آواز تي ريجهائي هيءَ جماعت تيار ڪئي آهي. انهن کي ويندي ويندي تنهنجي پاڪ قرآن جو تفسير تحفي ۾ ڏيئي، قيامت جي ڏينهن تنهنجي بارگاه ۾ بديع التفاسير کڻي حاضر ٿيان، اجان تہ اهو مڪمل ٿيڻ جي مهلت ڏي!

☆ آزاد پير جهنڊو ۾ واقع المدرسة المحمدية کي علمي دنيا ۾ متعارف ڪرائڻ بہ باقي آهي. شاه صاحب دعوت و تبليغ ۾ مصروفيتن سبب انهيءَ اداري تي خاطر خواه توجہ ڏيئي نہ سگهيو آهي. انهيءَ کي الجامعة الراشدية ۾ يونيورسٽي ليول تي کڻي وڃڻ جا ڪيترا منصوبا ۽ پروگرام هن محدث ڪبير جي سيني ۾ سمايل آهن انهيءَ خواب جي تعبير لاءِ نيوسعيدآباد جي پرسان 22 ايڪڙ زمين بہ حاصل ڪئي وئي آهي. يونيورسٽيءَ جا نقشا تيار آهن. ڪويت سميت عرب ملڪن سان رابطا جاري آهن. شيخ طارق العيسيٰ، شيخ مشعل سليمان السعيد، شيخ واد الرفاعي ۽ شيخ جاسم جهڙا شاه صاحب جا دوست ۽ گهڻ گهرا هر قسم جي تعاون لاءِ تيار آهن.

اڳڻ اهي ئي، جت نہ پسان جوءِ ۾
اوطاقون اوئين جون، سوجهيم سيئي
اڪثريون روئي، ماڳ نهاري موئيون

انهن سوچن ۾ گم آهيان. ڪئي ماضيءَ جون يادون ۽ محدث ڪبير سان 12 سال گڏ گذارڻ واريون گهڙيون حيران ۽ پريشان ڪري وڃيون آهن. حاجي لال محمد معلوم ڪري پيو تہ سائين محمد شاه ڪئي آهي؟ اسين هاڻي ڇا ڪريون؟ مون کيس چيو تہ توهان بنا ڪنهن دير جي سعيدآباد لاءِ سفر جو سعيو ڪريو. آئون فون بند ڪري حاجي ڪوريءَ کي ڪتب خاني کان ٻاهر وڃي اچان ٿو تہ سائين جي فرزندن کي سڏي اچ. دماغ مفلوج آهي، سوچون ساٿ نہ پيون ڏين، ليڪن سڀ کان پهرين سعيدآباد ۾ انتظامات ۽ جنازي نماز ۽ تدفين جا مسئلا ڪنن تي گونججي رهيا آهن. ٻئي طرف هي ناچيز ۽ برادرم خدابخش ڪاڪا ڇا ڄاڻن عظيم محدث جي سفر رحلت ۽ ان جي انتظامات بابت؟

سائين حافظ محمد ڪٽي صاحب امير جمعيت اهل حديث ٿرپارڪر کي فون

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڪيم، سائين پاڻ فون ڪٽي ته ۽ لاعلميءَ ۾ حال احوال ۽ خبرون پيو پڇي. مون سندن ڳالهه ڪٽيندي کين شاه صاحب جي وفات جو اطلاع ڏنو ۽ مزيد عرض ڪيم ته عبدالعزيز اچ ڳوٺ پهتو آهي توهان ان کي وٺي سعيدآباد فجر تائين پهچي وڃو.

سائين محمد شاه، سندن ياڻر ۽ فرزند به ڪتب خاني ۾ گڏ ٿي چڪا آهن. کين انالله وانا اليه راجعون چئي ۽ صبر جي تلقين سان اها خبر ٻڌايان پيو. ٻہ واضح لفظن ۾ شاه صاحب جي وفات جي خبر ڏيڻ لاءِ زبان ساٿ نہ پئي ڏئي. ايتري ۾ ٻيا جماعتي بہ پهچڻ شروع ٿيا آهن. روڄ راڙو ۽ حالت زار آهي ليڪن شريعت جي دائري اندر. شاه صاحب جي اولاد پٽن ۽ پوٽن جي دل تان ڇا وهي واپري رهيو آهي، ان جي خبر فقط انهن کي ۽ سندن پرور کي ئي آهي.

برادرم محمد ملوڪ بہ اطلاع ملڻ شرط مڪتبہ راشديہ پهتل آهي. حاجي ڪوريءَ کي موڪليم تہ برادرم محمد جمن ڪنير کي باگو جماليءَ مان وٺي اچي. آئون وري فون جي ٻرسان ويهي پوري جماعت کي اطلاع ڏيڻ جي ڪوشش ڪريان ٿو. جن جن دوستن جا فون نمبر آهن يا جتان ملي سگهن ٿا انهن کي اطلاع ڏيان پيو تہ اوهان ٻين دوستن کي بہ آگاه ڪريو تہ جيئن هر همدرد، دوست، ساٿي پنهنجي پياري امير ۽ قابل فخر قائد جي جنازه ۾ شرڪت جي تمنا پوري ڪري سگهي. جنهن جماعت لاءِ هن عالم رباني پنهنجي زندگي وقف ڪندي، تتي، ٿڌي، سردي گرمي، ڏينهن ۽ رات جي پرواه نہ ڪئي، ان جماعت جو هر فرد سندن جنازه نماز ۾ شريڪ ٿي کين دعائن سان الوداع ڪري ۽ سندن آخري ديدار پسي سگهي. فون ذريعي ڪراچي، حيدرآباد، قاسم آباد، ٽنڊو محمد خان، ماتلي، ڊاپي فارم، بدين، ڏيپلو، مٺي، نئون ڪوٽ، جهڏو، ميرپورخاص، سانگهڙ، ٽنڊوآدم، شهدادپور، سڪرنڊ، نواب شاه، هالا، ٻريا روڊ، سکر، شڪارپور، لاڙڪاڻو، ميهڙ مطلب تہ پوري سنڌ ۾ جماعت کي اطلاع ڏنم، لاهور ۾ بہ دوستن تي بار رکيم تہ سڄي جماعت کي اطلاع ڪجو.

راشدي مسجد ۾ فون تي وري رابطو ٿئي ٿو سائين محمد امين شاه ملي ٿو. شيخ عبدالله ناصر روئندي روئندي فون تي ڳالهائڻ جي همت نٿو ساري، مون سان ڳالهائين ٿا. وري سائين محمد شاه سان ڳالهائڻ جي ڪوشش ڪن ٿا پر سائين محمد شاه تہ ٻلڪا. پاڻ ۾ ڳالهائڻ جي سگهه نٿو ڏاري، شيخ صاحب چوي پيو تہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وري وري رابطو رکو ۽ جماعت کي اطلاع ڏيندا رهو ۽ هاڻي اسين ڇا ڪريون؟ مون عرض ڪيو تہ تدفين هتي ٿيندي تنهن ڪري جنازو کڻي سعيدآباد لاءِ روانا ٿيو. حيدرآباد ۾ ڊاڪٽر عبدالخالق ميمڻ جي فون تي برادرم محمد خان ملڪاڻي کي گهرائي نياپو ڏنم تہ حافظ محمد ادريس، ڊاڪٽر محمد سومار ميمڻ ۽ قاري عبدالستار جيڪي راشدي منزل ڪاري موري تي موجود آهن انهن کي چؤ تہ شاه صاحب جي گهر وارن کي جلدي سعيدآباد پهچڻ لاءِ انتظام ڪن.

برادرم محمد جمن ڪنير بہ 11 بجي ڌاري پهتو. سندس حال هيڻو، چهرو اداس، اکيون ڳاڙهيون، جيڪي جر جا نار هاري رهيون آهن. سائين جي فرزندن سان دل ملائي، هنجون هاري چوي پيو تہ هن غم ۾ توهان اڪيلا نہ پر جماعت جو وڏو تعداد شامل آهي، اهي بہ روحاني اولاد هجڻ جي ناتي پدري شفقت ۽ محبت کان يتيم ۽ ڇورا ڇنا ٿي ويا آهن. محمد جمن ۽ محمد ملوڪ ڪتب خاني ٻاهران شاميانا لڳائڻ جي ڪم ۾ آهن. مون سنڌ جي اخبارن جنگ، عبرت ۽ ڪاوش سميت ٻين اخبارن کي شاه صاحب جي ناگهاني وفات جي خبر لکرائي، جيئن عام ماڻهن کي صبح سويل بروقت اطلاع ٿي سگهي.

رات جا 12 ٿيا آهن ۽ تاريخ جا ڪانٽا بدلجي رهيا آهن. 9 جنوري شروع ٿيڻ واري آهي، ايتري ۾ راشدي مسجد جي هاڻ لائين تان اطلاع مليو تہ راشدي خاندان جي جهنڊي واري شاخ جو چشم و چراغ ۽ سائين ابوتراب رشدالله شاه راشدي ۽ سائين احسان الله شاه راشدي ۽ سائين محب الله شاه راشدي جي علمي مسند جو وارث ۽ توحيد و سنت جو جوشيلو پروانو، جنهن جي سموري زندگي دين حنيف جي خدمت ۽ تبليغ ۾ گذري، جنهن دنياوي منفعت کي پاسيرو رکي دين جي پرچار ڪئي، انهيءَ مجاهد ڪبير جو جسد خاڪي اڄ فاني دنيا جي دوکن ۽ دولابن، ڏکن ۽ صدمن کي هميشہ لاءِ خيرباد چئي، بنت العرب سعيدآباد جي سرزمين ۾ محو استراحت ٿيڻ لاءِ ڪراچيءَ مان پنهنجن جان نثار جماعتين ۽ دوستن خاص طرح هنگورن سان روانو ٿي چڪو آهي. هنگورا بہ اهي جيڪي پنهنجي امير سان وفاداريءَ کان سواءِ ٻي ٻولي ڄاڻن ئي ڪونہ. امير بہ اهو جنهن ڪراچيءَ جي سيٺين ۽ مالدارن وٽ پوش علائقن ۾ ترسڻ ۽ رهڻ جي بجاءِ هنن مزدور قسم جي غريبن وٽ رهڻ کي ترجيح ڏيئي ورهن جي وفا جو وچن ڪيو. شاه صاحب جن پنهنجي نندپڻ کان موسيٰ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لين ۽ ڪلري کي پنهنجو مرڪز بنايو، اٿڻ ويهڻ ۽ رهڻ سهڻ انهن وٽ رکيائون. 1984ع کان هي بنده ناچيز شاه صاحب جو خادم ۽ سفر ۽ حضر جو ساٿي رهيو. منهنجي يادگيري مطابق انتهائي غريب ۽ مسڪين ۽ بندرگاه ڪراچيءَ تي ڏهاڙي ڪمائيندڙ محمد سومار هنگوري جو ڪلريءَ وارو گهر، انهيءَ جا دروازا شاه صاحب جي آمد جا هر وقت منتظر رهندا هئا. ڪراچيءَ ۾ جڏهن به شاه صاحب جو اچڻ ٿيندو هو ته هن غريب جو گهر گوياڪ چمڪي ويندو هو ۽ جماعت وارا ڳولي شاه صاحب کي اچي هتي ملندا هئا. رات جو ڪراچيءَ جي ڪنهن به حصي مان جلسو ڪري شاه صاحب هن غريب خاني تي اچي قيام ڪندا هئا. صبح سويل ناشتي کان اڳ جنگ اخبار ميسر هوندي هئي. وهنجڻ لاءِ ٽوال صابڻ تيار ملندو هو. ناشتو ڪري مس فارغ ٿيندا هئاسون. ايتري ۾ ملاقاتي اچي ويندا هئا. ڪو ماڻهو ديني مسئلن پڇڻ لاءِ پيو اچي، ته ڪو جلسي لاءِ تائيم وٺڻ پيو اچي، ته ڪو مدرسي جو سفير تصديق وٺڻ لاءِ پيو اچي، ته ڪو مدرسي جي امتحان يا مسجد جي سنگ بنياد لاءِ تائيم وٺڻ پيو اچي، ته ڪو مختلف آفيسن ۾ پنهنجي ذاتي ڪمن ڪارن لاءِ پيو اچي، جهڙو به ٽائيم هجي پر هن غريب خاني تان ڪو به خالي نه ويندو هو. چانهه، پاڻي، ماني سان هر ڪنهن جي آذرياءَ ۽ خاطر تواضع ٿيندي هئي. حيران آهيون ته خدا هڪ مسڪين ماڻهوءَ جي دل کي ايترو غني ڪيو آهي جو روز هيترا سارا ماڻهو پيا اچن ۽ انهن جي خدمت ايتري قدر دل و جان سان ڪري رهيو آهي. ان کان علاوه ڪراچيءَ ۾ جتي به شاه صاحب جو جلسو هجي ته محمد سومار هنگورو پنهنجي سائيڪل سميت اچي پهچندو هو.

پوءِ جڏهن 1988 ڌاري راشدي مسجد تعمير ٿي ته انهيءَ کي پنهنجو مرڪز بنايائون ۽ اتي ئي قيام ڪندا هئا. هاڻي سفر آخرت تي اُسهي رهيا آهن ته به سندن آخري جمع جو خطبو راشدي مسجد جي منبر تان ڏنائون ۽ زندگيءَ جي آخري عشاءَ نماز به انهيءَ مسجد ۾ ادا ڪيائون.

انهيءَ محبت ۽ وفا جي انتها به اکين آڏو آهي جو سندن قدر دان قائد سندن ئي هٿن ۾ هنجن ۾ کين وفاداريءَ جي شاباس ڏيندي پنهنجي روح کي مالڪ حقيقي جي حوالي ڪندي چوندو پيو وڃي اصل حفاظت صحيح عقيدي جي ڪرڻي آهي باقي ته نيت هڪ ڏينهن پري پور ٿي مٽيءَ ۾ وڃڻو آهي تنهن ڪري اهوئي توحيد و سنت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارو سڌو رستو وٺيو هليا اچو ۽ اها ديني دوستي عارضي نہ بلڪ دائمي آهي.

اَلۡأَخِلَّاۤءُ يَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ إِلَّا ٱلۡمُتَّقِينَ (الزخرف : ٦٧)

رات جو هڪ بجي مڪ مڪرمہ مان حافظ خليفي جو فون اچي ٿو تہ هيءَ خبر اسان ٻڌي آهي. ڪيتري قدر صحيح آهي؟ جواب ۾ ڪيس ٻڌايان ٿو تہ ڳالهہ صحيح آهي.

قساوت قلبيءَ جي شڪايت ان ڪري اٿم جو اکيون آليون ضرور آهن پر روئاڙي ڍؤ نہ ڪرايو اٿن تہ جيئن اندر جا ارمان ۽ ڇهڪ جهڪا ۽ هلڪا ٿين، اها شڪايت عين انهيءَ وقت ختم ٿئي ٿي، جنهن مهل فجر وقت 4:45 تي امير جمعيت اهل حديث سنڌ علامہ سيد بديع الدين شاہ راشديءَ جو جسد خاڪي ڪراچيءَ کان نيو سعيدآباد جي آزاد پير جهنڊو ۾ واقع سنڌن حويليءَ جي مين گيٽ مان سڌو گهر آندو وڃي ٿو. رات جي خاموشيءَ ۾ مهمان نوازيءَ جي مثالي گهر جون رونقون مدهم پئجي ويون آهن. الفردوس مسجد جي مصلي تي جنهن منڙي ۽ ترنم واري آواز جي گونج ۾ قرآن شريف جي تلاوت پٿر دل انسانن کي ميڻ ڪري ڇڏيندي هئي، ان دؤر جي پڇاڙي ٿي رهي آهي. المڪتبة الراشديہ جو ڪتابن سان سٽيل ڪتاب گهر، يا ان جو وراندو ۽ ٻاهريون لان وارو حصو جنهن عبقري شخصيت جي وجود سان آباد هوندو هو، انهيءَ گلستان جو رکوالو پنهنجي ڪتابي باغ جي هر گل يعني موتئي، گلاب، چنبيلي ۽ سنبل کي مرجهايل ۽ اداس ڇڏي هميشہ لاءِ هليو ويو آهي. گلستان اهل حديث جي معمار جو لاش حويلي اندر ڪيتري دير اڳ ۾ وڃي چڪو آهي ليڪن منهنجا قدم حويليءَ جي ٻاهران هڪ ٿي هنڌ بيهي ويا آهن.اُداس ڪتب خاني ڏانهن موٽان ٿو تہ شاہ صاحب جا ڪيترا دوست ۽ احباب، همدرد ۽ غمگسار مون وانگر مايوس ۽ پريشان بيٺا آهن جن ۾ شيخ محترم عبدالله ناصر رحماني صاحب، شهيد حافظ محمد ادريس، عبدالرحمان هنگورو، شهيد عبدالشڪور جن، حاجي احمد ياڻي ميمڻ، حاجي لال محمد، حاجي محمد ۽ جعفر هنگورو ۽ ٻيا ڪافي دوست آهن. انهن تي جيئن ئي نظر پوي ٿي تہ اکين مان لڙڪن جو اڻ کٽ سلسلو شروع ٿي وڃي ٿو. يار جي يارن سان ۽ دل وارن سان ملندو پيو وڃان ۽ روئندو پيو وڃان. ايترو زور دار ۽ لڙڪن ڀريو روئڻ شروع ٿئي ٿو گوياڪ مون کي هاڻ ۽ هينئرئي اها اندوهناڪ خبر ملي هجي.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طوفانِ اشک چشمِ تر سے موجزن ہے آج
ہر قلب غم شناس مصروفِ حزن ہے آج
کل تھا جس چمن میں بہاروں کا اہتمام
بادِ خزاں کی زد میں وہ سارا چمن ہے آج
نالہ کناں ہے کس کی جدائی میں عندلیب
سینہ فگار کیوں یہ ہر برگِ چمن ہے آج
کون اٹھ گیا ہے دہر سے یہ غم گسار دین
ہر دل میں درد، لب پہ فریاد حزن ہے آج
خلد بریں میں حوروں کو کس کا ہے انتظار
کس نیک دل کی لاش ملبوسِ کفن ہے آج

5:15 تي ڪتب خاني جي اوله واري ورانڊي ۾ برادرم عبدالعزيز نهڙيو، سائين حافظ محمد ڪٽي ۽ سائين عبدالغني پسايو تي نظر پوي ٿي، ورهين جون يادون سامهون اچن ٿيون. اڙي ياءُ عبدالعزيز! توکي ۽ مون کي ڪنهن سڃاتو ٿي؟ اسان کي هيتري ساري عزت ڪتان ۽ ڪنهن جي هٿان ملي؟ بديع التفاسير لکڻ لاءِ عبدالغفار کي سڏيو. ڪو ڪتاب نه پيو ملي ته عبدالعزيز کي چئو ته فلاڻي رنگ جي پاني وارو ڪتاب ۽ فلاڻي سائيز جو ڳولي اچي، اڄ فلاڻي شهر ۾ جلسو آهي، اڄ فلاڻي مدرسي جو امتحان آهي، اڄ پنجاب جو دورو آهي، مون سان گڏ هلو. مسجدون ۽ مدرسا تعمير ٿي رهيا آهن انهن جي سنڀال عبدالعزيز کي ڪرڻي آهي. ها بابا! فلاڻي مسجد جو ٻڌاءِ، ڪيترو ڪم ٿيو آهي، ڪيترو خرچ ٿيو آهي، چا ڏيڻو آهي؟ تون ٻڌاءِ، هن کي هيتري رقم ڏي، چيڪ بڪ ڪٽي اچ. عبدالعزيز! منهنجي اڪائونٽ جي خبر چار ڏي، ٻني ٻاري جي آمدني ٻڌاءِ، وري جڏهن ٻاهرين ملڪن جي تبليغي دوري تي آهن، ڪڏهن آمريڪا، برطانيا، ڪئناڊا ۽ بيلجيم يا ڊينمارڪ مان خط پيو اچي ته ڪڏهن ڪويت، انڊيا ۽ بنگلاديش مان خط پيو اچي، ان جي ابتدا هن ريت آهي. محترم و مکرم برادرم مخلص دوست عبدالعزيز.... اهي خط هاڻي توکي ڪير لکندو؟ عبدالغفار شاه صاحب جو ڪاتب ۽ عبدالعزيز شاه صاحب جو ڪاتب. اهي سڃاڻپ جا اهڃاڻ انهيءَ بزرگ هستيءَ جي وجود سان ئي قائم هئا. ياڪر پاڻي خوب روئي لڙڪ اگهياسين. سائين حافظ محمد صاحب کي گوياڪ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معذرت ڪندي چئي رهيو آهيان تہ سائين! ڏيپلي کان سعيدآباد تائين آڏيءَ رات جو آئنده سفر جي تڪليف وري ڪانہ ڏبي.

فجر نماز شيخ عبدالله ناصر رحماني پڙهائي. 7 بجہ :يڊيو پاڪستان لاءِ حيدرآباد فون ڪري محترم امام الدين جماليءَ کي خبر لکرايم تہ وري وري نشر ٿئي. ڪتب خاني جي پاهران شاميانا لڳايا ويا آهن. تدفين لاءِ آبائي قبرستان جو فيصلو ٿي چڪو آهي، قبر جي تياريءَ لاءِ ماڻهو موڪليا ويا آهن. سعيدآباد توڙي سنڌ جي ڳوٺن ۽ شهرن مان جماعت وڏي پيماني تي پهچڻ شروع ٿي وئي آهي. راشدي برادريءَ جا افراد بہ اچي رهيا آهن. ڪتب خاني جي اڱڻ ۾ سائين محمد شاه سميت سائين جن جا پٽ، پوٽا ۽ ڏوهٽا غمزده ويٺل آهن. شيخ عبدالله ناصر ۽ حافظ محمد ادريس جن بہ ويٺل آهن ۽ پاهران اينڊڙ ماڻهوساڻن ڏک جو اظهار ڪري رهيا آهن. عبدالغفار انصاري، اسحاق ڀائي فروٽ وارو، حنيف ڀائي، عمر ڀائي، ڊاڪٽر محمد سومار ميمڻ، چوڌري محمود، عبدالڪبير گزدر، قمر الدين ٻٽ، مزمل ڀائي، ابراهيم موتيءَ وارو، اشرف ڀائي، چاچا آچر ۽ سائين مولوي محمد قاسم ۽ ٻيا نيڪ احباب جن کي حد کان وڌيڪ شاه صاحب سان محبت هئي ۽ شاه صاحب کي انهن سان والهانہ محبت هئي، انهن تي نظر پوڻ جي دير هئي تہ ڪئين يادون تري ۽ ڳوڙها ڳري آياٿي.

سائين عيسن شاه هاشمي تہ اپ ڏاريندڙ اوچنگارن سان بي حال ٿي مليو ٿو. اڙي شاه صاحب! 1950ع واري ڏهاڪي کان ذري گهٽ اڌ صدي تي مشتمل تنهنجي جگري يار کان هميشہ لاءِ وچڙي ويو آهين! تنهجا لطيفا ۽ خوش طبعي وارا ٽوڪ ڀوڳ هاڻي ڪير ٻڌندو؟ ٽنڊو محمد خان جي مين پرائمري اسڪول جي گيٽ تي سڏائي پنهنجي گاڏيءَ ۾ ويهاري توکي سنڌ جا سفر هاڻي ڪير ڪرائيندو؟ ننگرپارڪر جي سير سپاٽي تي توکي ڪير وٺي ويندو؟ خوب روئي هڪبٺي مان ڀاڪر ڪدياسين.

پھولوں کا نصیب کہ روئیں وہ روز و شب
غنچوں کی چشم غم سے بھی آنسو رواں ہوئے

جنگ اخبار نمايان خبر ڏني آهي، عبرت اخبار پهرئين صفحي تي وڏيءَ سرخيءَ ۾ خبر ڏني آهي. ڪاوش سميت ٻين اخبارن ۾ بہ خبر آئي آهي. پوري سنڌ جي ڪنڊ ڪڙڇ مان جماعتي ساٿي پنهنجي محبوب قائد ۽ پياري رهبر ۽ رهنما جي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخري ديدار خاطر ڪاهي اچي رهيا آهن. ٻهراڙيءَ جي ڳوٺن مان وڏي تعداد ۾ ماڻهو انتهائي غم ۽ ڏک ۾. آهون ۽ سسڪيون ۽ هچڪيون ڀريندي حاضر ٿي رهيا آهن. گوياڪ خبر سنڌ بلڪ پوري ملڪ ۽ ملڪ کان ٻاهر باهه وانگر پکڙجي وئي آهي. لاهور مان مياڻ محمد جميل ۽ حافظ محمد سعيد، خانپور مان قاري عبدالوڪيل ڪراچيءَ مان جامعه ابوبڪر جو مدير شيخ ظفر الله ۽ ڪشمير مان به هڪ ٻه مجاهد جنازه نماز کان اڳ پهچي چڪا آهن. مدينه منوره مان حاجي خالد ڪيريو صاحب وارن جون فونون پيون اچن، صبح سان ڪويت ۾ عارف جاويد محمدي ڪي فون ڪيم، موصوف ٻڌايو ته اسان کي رات ئي اها خبر ملي چڪي آهي. اهڙي طرح مختلف هنڌن تان ماڻهو فون ذريعي تعزيتي پيغام موڪلي رهيا آهن.

12:30 وڳي شيخ عبدالله ناصر رحماني، حافظ محمد ادريس شهيد، سائين محمد شاه ۽ سيد عيسن شاه کي مڪتبه راشديه ۾ جنازه نماز جي امامت ۽ قائم مقام امير مقرر ڪرڻ لاءِ عرض ڪيم. مشوري بعد شيخ عبدالله ناصر تي ذميواري رکي وئي. نيز جماعتي نظم و نسق هلائڻ لاءِ 19 جنوري جي تاريخ مقرر ٿي، انهيءَ ڏينهن نئون امير منتخب ڪيو ويندو ان شاءَ الله. ظهر نماز حافظ محمد ادريس شهيد جي امامت ۾ ادا ڪئي وئي. نماز کان فارغ ٿيڻ بعد نماز جنازه جي تياري ٿيڻي آهي. غسل سائين محمد قاسم شاه راشديءَ پنهنجن سائين سان گڏجي ڏنو هو. ڪتب خاني جي طرف ڊاڪٽر سچڻ ميمڻ صاحب ۽ ڊاڪٽر اڪبر علي شيخ صاحب تي نظر پوي ٿي، وڏي روئندي ملان ٿو. يڪدم مٿي تي هٿ ڦيري ٿڦڪي ڏيئي ٻئي ڄڻا صبر لاءِ همٿائي رهيا آهن. ٻيا به هزارين جماعتي احباب ڏسان ٿو، جيڪي مون وانگر پريشان حال ۽ ويڳاڻا آهن. گوياڪ مٿانئن شفقت جو هٿ کڄي چڪو آهي، باعمل عالم جي ڇانو پريو ڇپر مٿي تان ڊهي چڪو آهي، توحيد ۽ سنت جو سهڻو سبق ڏيندڙ. پيري مريدي ۽ تقليد جا طوق ۽ ڳٽ ڇنندڙ ڪين ڇورو ۽ يتيم ڪري راهي ٿي چڪو آهي. راشدي خاندان جا افراد به ڪين خراج تحسين پيش ڪرڻ لاءِ موجود آهن. تياريون مڪمل آهن. سڀ کان پهرين حويليءَ ۾ خاندان وارن کي سڏ ٿئي ٿو ۽ چند گهڙين بعد شيخ العرب والعجم جو جنازو ٻاهر آندو وڃي ٿو. لڙڪن ۽ هچڪين وچان ڪلهي ڏيڻ لاءِ هر محبتي آرزو مند آهي، تمام گهڻي رش ۽ هجوم آهي. آهستي آهستي جامع مسجد الفردوس جي هال ۾ محراب جي جاءِ تي بنت

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العرب جي سدا بهار هستيءَ جي جنازي کي آندو ويجي ٿو. الفردوس مسجد پنهنجي وسعت ۽ ڪشادگيءَ جي باوجود مجاهد ڪبير، عالم باعمل، متبع سنت، قاطع شرڪ و بدعت علامه راشديءَ جن جي صحبت ۽ محبت جي گرويدن جي سمنڊ کي پنهنجي هنج ۾ جاءِ ڏيڻ ۽ جنازه نماز جي سعادت حاصل ڪرڻ کان نابري واري چڪي آهي وري به گوياڪ آواز اچي ٿو ته هيءَ جنازه نماز آهي، جنهن ۾ رڪوع ۽ سجدو نه آهي تنهن ڪري صفن جي وٿي گهٽ ڪريو ان جي باوجود مسجد جو اندريون هال، ورانڊو ۽ ٻاهريون اڱڻ ڀرجي ويا آهن. وري ماڻهو مسجد جي مٿان خواتين لاءِ نهيل هال ۾ صفون ٻڌن ٿا. ليڪن ماڻهن جو سمنڊ مسجد ۾ نٿو ماپي، نيٺ ماڻهو ڪتب خاني ۽ عيدگاه ۾ صف بندي ڪن ٿا. ان کان علاوه مسجد جي اوپر طرف ديوار کان ٻاهران به صفون ٻڌيون وڃن ٿيون. تقريباً هر طرف صفون درست ڪيون ويون آهن ۽ نماز جي تياري بلڪل مڪمل آهي. محترم شيخ عبدالله ناصر رحماني ۽ سائين محمد امين شاه راشدي لائوڊ اسپيڪر تي اعلان پيا ڪن ته هن مرد مجاهد ۽ خدا جي نيڪ ٻانهي جي طرف ڪنهن جي ڏيتي ليتي يا قرض هجي ته اسين ادا ڪرڻ لاءِ حاضر آهيون. سائين امين شاه اهو به ٻڌائي پيو ته شاه صاحب جن وفات وارين گهڙين ۾ چيو هو ته مون کي واپس گهر وٺي هلو ۽ته جماعت وارن کي چئجو ته جيڪڏهن ڪا غلطي يا ڪوتاهي ٿي هجي ته مون کي معاف ڪجو.

انهيءَ دوران نماز جي لاءِ چوڌاري طرف صف بندي ٿي چڪي آهي. آئون اجا مسجد کان ٻاهر آهيان ۽ جلدي جلدي محراب واري طرف کان دريءَ مان داخل ٿي، جنازه جي برسان پهرين صف ۾ شهيد حافظ محمد ادريس سان گڏ اچي بيهان ٿو. سائين عيسن شاه هاشمي ٻڌائي پيو ته جمعيت اهل حديث سنڌ جي امير علامه سيد بديع الدين شاه راشديءَ جي جنازه نماز محترم شيخ عبدالله ناصر رحماني جن پڙهائيندا ۽ شاه صاحب جي اوچتي وفات سبب سنڌ جاءِ تي قائم مقام امير به شيخ صاحب جن کي مقرر ڪيو ويو آهي. شهيد حافظ محمد ادريس رحمة الله عليه جنازه نماز جو مسنون طريقو بيان ڪري رهيو آهي. ان کان پوءِ شيخ ناصر صاحب جن کي جنازه نماز شروع ڪرڻ لاءِ چيو وڃي ٿو ته پويان بيٺل ماڻهن جي سمنڊ جي اکين ۾ آب جاري ٿئي ٿو. شيخ موصوف سورت فاتحه دوران زارو قطار روئي رهيو آهي. منهنجي ڀر سان حافظ محمد ادريس جي به ساڳي ڪيفيت آهي. مسجد مان سڏڪن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پريو آواز اچي رهيو آهي، سورت جي پوري ٿيڻ بعد جڏهن شيخ صاحب آيت يا ايتها النفس المطمئنة.... الخ جا الفاظ اجا مس شروع ڪري ٿو محسوس ائين ٿي رهيو آهي جو گوياڪ سموري جماعت ان جي معنيٰ ۽ مفهوم کان آگاه ۽ باخبر آهي. موصوف اها آيت وري وري پڙهندو ۽ وري وري روئندو رهي ٿو. پويان مقتدي به روئي روئي نيڻ وهائي ۽ هنجون هاري رهيا آهن اهڙي رقت آميز گهڙيءَ مهل شايد ئي ڪا ڪنور دل هجي جيڪا ميڻ وانگر پگهري يا برف وانگر ڳرڻ شروع ٿي نه هجي. درود شريف بعد لڙڪن جي وسڪاري ۾ ڏکيون ڏکيون دعائون گهريون ويون ته روئي به ڏؤ ڪيوسين، نماز ختم ٿئي ٿي. وراندي ۾ شيخ العرب والعجم جي ديدار لاءِ ڪٽ رکي وجي ٿي، چاهيندڙ جيتن وانگر مڙي محبوب جي مرڪ پرئي منهن ۽ چوڏهين جي چنڊ جي چانداڻ ڏسڻ لاءِ بي تاب آهن. ڪراچيءَ مان آيل هنگورن جا چند نوجوان ۽ ٻيا ڪجهه ساٿي انتظام سنڀالين ٿا ۽ جنازه جي چوڌاري قطار ۾ بيٺا آهن ته جيئن هن آفتاب و ماهتاب جي ميڙاڪي ڪي آخري ملاقات آساني سان ڪرائي سگهجي متان زخمن سان چور هنن پيار ۽ پاٻوه جي پوپٽن ڪي ڪا خراش اچي ۽ اسين مياري ٿيون. رش ۽ هجوم سبب وري به شيخ العرب والعجم جي جنازي واري ڪٽ ڪي وراندي مان ٻاهر آٽي وضو خاني جي پرسان اوپر ۽ ڏکڻ واري ڪنڊ ۾ رکيو وجي ٿو. اتي به نوجوان ماڻهن ڪي قطار ۾ آٽي نمبروار پنهنجي امير ۽ محبوب قائد جي آخري ديدار ۽ موڪلاڻي واري ملاقات ڪي ڪنٽرول ڪري رهيا آهن. آئون به هجوم وچان اڳتي وڌندو محبوب جي منهن ڏسڻ لاءِ پريشان آهيان. پويان ماڻهن جي پيهاڻ ۽ ڌڪ ڌڪان آهي. علامه سيد بديع الدين شاه راشدي جي نوراني چهري مبارڪ تي نظر پوي ٿي، جلال و جمال جو صاحب پرسڪون ۽ ابدي ننڊ ۾ آرامي آهي. وڏيون ۽ خوبصورت ۽ رعبدار اکيون پنبڻ ورائي محو استراحت آهن. سونهاري مبارڪ ڪجهه وقت مهندي نه لڳڻ ڪري سفيديءَ ڏانهن مائل ڏسجي ٿي. سندن سينڊ هيرن ۽ جواهرن وانگر هرڪي ۽ جرڪي رهي آهي. عالي دماغ امام ۽ محدث جي عظمت ۽ محنت جي شاهدي سينڊ جا باقي رهيل چند سفيد وار ڏئي رهيا آهن. هن فقير حقير کي علامه راشديءَ جي بابرڪت چهري تي ٿڪاوٽ جا ڪجهه آثار نظر اچن ٿا، گوياڪ شڪايت ڪري رهيا هجن ته اي توحيد و سنت جا متوالؤ! اوهان کي خبر هجڻ گهرجي ته ميت کي ان جي اصل منزل تائين پهچائڻ ۾ دير ڪرڻ نه گهرجي.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنهن ڪري مون ڪي پنهنجي ماڳ تي پهچائڻ ۾ ايتري دير ڇو ٿا ڪريو؟ پويان هجوم جي پيهاٽ سبب دلبر جي پيشانيءَ کي چمي نه ڏيئي سگهيس، گوياڪ اها حسرت پوري نه ٿي، تنهن هوندي به مالڪ جا لک احسان جو محدث وقت جي آخري سفر ۾ شريڪ ٿي سگهيس. مولانا عبدالرحمان سلفي امير جماعت غرباءِ اهل حديث ۽ مولانا ڪمال الدين عثماني وارا به ڪراچيءَ مان وڏي جماعت سميت پهچي هن عالم رباني جو آخري ديدار ڪري رهيا آهن. ڪلاڪ ڏيڍ تائين ماڻهن جو هجوم سندن امير ڪاروان جو منهن مبارڪ ڏسندو رهيو. جنهن بعد علامہ راشديءَ جي جسد خاڪيءَ کي آبائي قبرستان نيڻ لاءِ ايمبولينس جو به انتظام ٿيل آهي. ليڪن وفا جي پيامبر ۽ امير جي دوستن، احبابن ۽ جماعتين جي خواهش ۽ آرزو آهي ته پنهنجي محبوب اڳواڻ جي امارت جو حق ادا ته ڪري نه سگهياسون، تنهن ڪري اسان کي وڏيڪ شرم سار نه ڪريو بلڪ اها سعادت اسان جي ڪمزور ڪلهن کي بخشيو ته پنهنجي امير کي سنت مطابق ڪلهو ڏيئي ابدي آرام گاه تائين پهچايون. نيٺ سندن راءِ جو احترام ڪندي پيادل پنڌ ڪري وڃڻ جو فيصلو ٿيو. دلبر جي ديدار واري جاءِ تان جنازه کنيو ويو. فردوس مسجد، مڪتبہ راشديہ، مدرسہ محمديہ ۽ راشدي حويليءَ جو وجود ۽ ان جا در ۽ ديوارون حسرت ۽ ارمان جو آخري نظارو پسي رهيون آهن ته اي محدثن جي قافلي جا سرواڻ! اسان کي هاڻي ڪير آباد ڪندو؟ اسان جي سار سنڀال ڪير لهندو؟ اسان جي پارت ڪنهن کي ڪري پيا وڃو؟ متان اسان جي موسمِ خزان شروع ٿيڻ واري آهي؟

حويلي ۽ ڪتب خاني جي وچان، پوءِ عيدگاه واري ديوار کان ٿيندو وقت جي عظيم محدث ۽ اسڪالر جو قافلو قومي شاهراه تي اچي ٿو ۽ اڳتي اتر طرف پير جهنڊو ۽ درگاه شريف جي طرف وڃي ٿو. قومي شاهراه تي انسانن جو چوليون هڻندڙ سمنڊ ڏسي ٽريفڪ پڪي تان ڪچي تي لهي وڃي ٿي. آئون ڪڻ کي ڪلهو ڏيان ٿو ۽ پويان لتاڙجڻ جو خوف به آهي. پوءِ برادرم محمد زمان جماليءَ سان موٽر سائيڪل تي درگاه شريف واري قبرستان تي اچان ٿو ۽ جائزو وٺون پيا ته ڪنهن به طرح بدانتظامي نه ٿئي. ٿوري دير ڪانپوءِ شيخ العرب والعجم جو جسد خاڪي پهچي ٿو. قبرستان جي ٻاهران ڪڻ رڪي وڃي ٿي. عصر نماز جو وقت ٿي ويو آهي. انهيءَ ڪري پهرين نماز جي جماعت ڪڙي ٿئي ٿي. نماز کان فارغ ٿي ٻاهر ٻيو دفعو مولانا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمان سلفيءَ جي امامت ۾ نماز جنازه ادا ڪئي وئي هئي. انهيءَ جماعت ۾ به ماڻهن جو وڏو تعداد آهي، اينڊڙ ڪي گمان ٿئي ٿو ته شايد هيءَ اجان پهرين جنازه نماز آهي. تدفين جي تياري مڪمل آهي، قبر بلڪل تيار آهي اهو شام جو 4:30 جو ٽائيم آهي جو علامہ راشديءَ جي جسد مبارڪ کي قبر ۾ لاٿو ويو ٿو ۽ سنت واري طريقي سان دفن ڪرڻ شروع ڪيو ويو ٿو. بسم الله وعلىٰ ملة رسول الله جي الفاظن سان مٽي وڌي ۽ قبر بند ڪئي پئي وڃي. جيئن جيئن تدفين پنهنجي آخري مرحلن ۾ داخل ٿئي ٿي ته ماڻهن جي بيقراري ۽ مايوسي وڌي ٿي، اکيون آليون آهن، پريشانيءَ جو عالم آهي. قبر مبارڪ کي بلڪل نبوي حڪم مطابق صرف اُٺ جي توهي برابر بلند ڪيو وڃي ٿو، جيئن عوام کي دين جي صحيح ڄاڻ ملي سگهي ته اهل حديث زنده هوندو آهي ته به اهل حديث ۽ جڏهن دنيا ڇڏيندو آهي ته به اهل حديث. ان جي قبر مٿان ڪنهن قبي بنائڻ ۽ ڪتبي لڳائڻ جي شريعت بلڪل اجازت نٿي ڏئي. علامہ راشديءَ کي سندن والد بزرگوار علامہ سيد احسان الله شاه ۽ برادر ڪبير سيد محب الله شاه جي پهلوءَ ۾ دفن ڪيو وڃي ٿو. تدفين کان فارغ ٿي آخري دعائون گهري روئي واپس موٽي رهيا آهيون آزاد پير جهندو ڏانهن. پاءِ محمد جمن به گڏ آهي. پر ڪا شيءِ مزو نٿي ڏي، غمن جا پهاڙ ۽ ڪارا ڪڪر دل تي ڇانيل آهن، افسردگيءَ جو عالم آهي ۽ دل بي قرار آهي محبوب قائد جي هميشہ واريءَ جدائيءَ تي، چوري ڇني ۽ يتيم ٿيڻ تي، علم جي سمنڊ کي پنهنجن هٿن سان دفن ڪرڻ تي، قوم جي بنيادن ڊهڻ تي ۽ عالِم جي موت سان عالَم جي موت تي.

فَانا لله وانا اليہ راجعون.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڊاڪٽر حسين بخش ميمڻ ☆

آه! علامه پير بديع الدين شاهه راشدي

هن جهوني آسمان جو جگر شاهد آهي ۽ تاريخ جا صفحا گواهه آهن ته دنيا جي نقشي تي قائم عظيم خطي سنڌ جي سيني مان هزارين انمول هستين جنم ورتو آهن، جن تي اڄ به دنيا جي تاريخ فخر ڪري ٿي. سنڌ صدين کان علم جو سمنڊ رهيو آهي. اهڙين ئي عظيم هستين مان هڪ عظيم هستي اسان کان موڪلائي وئي جنهن جي نالي وٺڻ سان اڄ به عالم اسلام ۾ سنڌ جو نانءُ وڏي احترام سان ورتو ٿو وڃي. اها شخصيت آهي علمي آفتاب، فخر سنڌ، رئيس المحققين، سلطان المحدثين، شيخ العرب والعجم حضرت علامه حافظ سيد ابومحمد بديع الدين شاهه راشدي السندي المڪي جن جي، جيڪا سنڌ وارن کي ڇڏي سنڌ جي سيني ۾ سمهي رهي.

علامه صاحب رح دور حاضر جا عظيم مبلغ، مفڪر، محقق، مجاهد ۽ عالم هئا. سندن تبليغي، تحريري ۽ فلاحي خدمتون تاريخ جي ورقن ۾ محفوظ آهن. الله رب العزت کين هڪ ئي وقت سوين صلاحيتن ۽ نعمتن سان نوازيو هو. پاڻ پنهنجي شخصيت ۾ هڪ مڪمل ادارو هئا.

منهنجي علامه صاحب جن سان پهرين ملاقات مسجد الحرام مڪ مڪرمه ۾ ٿي. ان وقت علامه صاحب رح جن جواني واري دور ۾ هئا. آئون ان وقت سعودي حڪومت جي وزارة الصحة ۾ ملازم هئس. منهنجي نظرن ڏٺو ته هڪ عالم، حرم پاڪ ۾ اردو ۾ خطاب ڪري رهيو آهي. سندن آواز ايڏو ته مٺو، سندن شخصيت ۾ ايڏي ته ڪشش آهي جو نه فقط پاڪستان ۽ هندوستان، آفريقا ۽ بنگلاديش وغيره جا رهاڪو سندن خطاب ٻڌي رهيا آهن پر هزارن جي تعداد ۾ عرب ملڪن جا ماڻهو به سندن عربيءَ ۾ بيان ٽيندڙ حديث ۽ قرآن جي آيتن مان ڏنل دليلن کي غور سان

☆ ڊڙو ضلع ٺٽو، اڳوڻو ڊائريڪٽر هيلٿ آبها / سعوديه عربيه.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماعت ڪري رهيا آهن. مون اڄرچ مان پنهنجي ڊاڪٽر دوست کان پڇيو تہ هي هيڏو وڏو اسڪالر ڪٿان جو آهي؟ سوال جو هي جواب ٻڌي تہ هي عظيم علمي آفتاب سنڌ جي پير جهنڊي واري خاندان مان آهي، خدا شاهد آهي تہ مون کي هن ڳالهہ تي تمام گهڻي خوشي محسوس ٿي جو اڄان بہ زرخير سنڌ ۾ اهڙا املهہ هيرا موجود آهن. جيڪي دنياءِ اسلام ۾ پنهنجي علم جو سڪو مڃرائي سگهن ٿا.

مون پاڪستان ۾ ڪفر جون فتوائون ۽ نور بشر تي علماءَ جا جذباتي خطاب ٻڌا هئا پر توحيد تي ايڏا وڏا دلائل فقط علامہ صاحب رح جن کان ئي ٻڌا. علامہ صاحب رحجن جي خطاب جي پڄاڻيءَ تي مون ساڻن پنهنجو تعارف ڪرائيندي ٻڌايو تہ آئون گذريل ڏهن سالن کان سعودي عرب ۽ مديني جي مير جي ملڪ ۾ طبي خدمتون انجام ڏئي رهيو آهيان. جواب ۾ سندن ادا ڪيل حلم ۽ عاجزي ڀريل لفظن مون کي فدا ڪري ڇڏيو. مون بروقت ڪعبة الله جي دروازي تي هٿ ٽنگي الله رب العزت آڏو عرض ڪيو تہ ڪاش! هي عظيم هستي منهنجي ڳوٺ ڏڙي ۾ اچي ۽ ڏشهر وارن کي ٻڌائي تہ اسلام ڇا آهي ۽ اسان اسلام جا ٺيڪيدار سڏائيندڙ ڪيترا مسلمان آهيون؟؟!!

منهنجي اها دُعا پنجويهن سالن بعد اگهامي، علامہ صاحب رح جن اسان جي دعوت قبول ڪندي غريب خاني کي عزت بخشي. اسان کي سندن علم مان فائدي ماڻڻ جو اعزاز نصيب ٿيو. سندن اهو حرم پاڪ وارو منٽو ۽ پر اثر آواز ڏڙي ۾ ٻڌي بيحد مسرت محسوس ڪيم.

مان دنياءِ اسلام جي مڙني معتبر تاريخن جو مطالعو ڪيو آهي. ان مان اهوئي نتيجو اخذ ڪيو اٿم تہ جيستائين دنيا جا هي مفڪر ۽ گنبذ خضراءِ واري نبي ﷺ جا وارث زنده رهيا آهن، دنيا وارن مٿن پٿر اڇليا آهن. سندن راهن ۾ ڪنڊا پکيڙيا آهن، سندن شان ۾ گستاخيون ڪيون آهن ۽ هر طرح سان ڪين تنقيد ۽ توهين جو نشانو بڻايو آهي. پر مرڻ بعد انهن هستين جي قبرن مٿان قبا اڏي، انهن آڏو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدا ڪيا اٿن ۽ سندن لاڏاڻي تي رت رنا آهن. اهوئي آهي اسان جي تاريخ جو نچوڙ.

منهنجي اها تمنا هئي تہ ڪاش! اسان ان روايت کي توڙي، هيڏي جليل القدر اسڪالر کي ڏيڪاريون تہ نہ. اوهان پنهنجي زندگيءَ ۾ قيمتي کان بي نياز هڪ اهڙي علمي ڪتب خاني جو سنگ بنياد رکو ۽ پنهنجي مقدس هٿن سان ان جو افتتاح ڪريو جو دنيا وارا ڏسن تہ سنڌ جي ماڻهن پراڻي روايت کي ٽوڙي نئون باب جوڙيو آهن. الحمدلله، 14 آڪٽوبر 1994ع تي جمعي جي مبارڪ ڏينهن تي علامہ صاحب جن پنهنجي مبارڪ هٿن سان ان لائبريري جو افتتاح ڪيو. سندن نالي سان شاهہ بديع الدين لئبرري ڏڙو ضلع ٽنڊو قائم ڪئي وئي. جنهن ۾ پنج هزارن کان وڌيڪ اسلامي ڪتاب، تفسير، حديث، فتوي، تاريخ ۽ سيرت سوانح سميت ڪيترن ئي موضوعن تي ناياب ڪتاب پڻ موجود آهن. اها منهنجي دل جي تمنا هئي تہ هي جهونو عالم جيستائين اسان شاندار جديد بلڊنگ نهرايون، تيستائين متان اسان کان جدا ٿي وڃي ۽ اسان جي دل ۾ اها حسرت رهجي وڃي. الحمدلله، اها لئبرري قائم ٿي وئي ۽ اڳتي هلي هيءَ لائبريري دنيا جي وڏين لائبريرين ۾ ڳڻي ويندي ۽ علامہ صاحب جو مبارڪ نالو هن لئبرري جي هر ڪتاب جي سيني تي لکيل هوندو ۽ دنيا گواهي ڏيندي تہ سنڌ جا مسلمان پنهنجي جيد ۽ جليل القدر هستين جو قدر زندگي ۾ بہ ڪرڻ ڄاڻين.

سنڌ جي تواريخ ۾ اسلامي دنيا ڄڻ ڪيئي هستيون گذري چڪيون آهن جن دنياءِ اسلام جي ايڏي تہ خدمت ڪئي آهي جو انهن سنڌي سڏائڻ تي فخر محسوس ڪيو آهي. مون مسجد الحرام مڪہ مڪرمہ جي لئبرري سميت عرب ملڪن جي ڪيترين ئي وڏين لئبررين مان سنڌ جي علمائن جون تاريخون گڏ ڪيون آهن. جن محمد بن قاسم رح جي سنڌ آمد کان بہ گهڻو اڳ، عرب جي صحرائن ۾ اسلامي تعليم ۽ تبليغ سان گڏوگڏ مشهور جنگين ۾ اسلام جا سچا سپاهي بڻجي مصطفي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ جي دين جي ڦهلاءُ ۾ ڪافرن سان مهاڏو اٽڪايو. آئون هميشه سنڌ جي نوجوانن کي چوندو آهيان ته هو فقط حضرت شاه لطيف ۽ سچل سرمست جا نالا ئي ٻڌائي سگهندا آهن. جڏهن ته اسان جي مادر سنڌ جي سيني مان جنميل ٻين لکين هستين جون تاريخون موجود آهن. جن تي پڻ صديون گذرڻ کانپوءِ به فخر ڪري سگهجي ٿو ۽ دنياءِ اسلام کين وڏي فخر سان تاريخ جي آڏو آڻي ٿي.

علامه بديع الدين رح موجوده دور جا انتهائي بلند پايه مجاهد هئا. پاڻ سنڌ اندر پکڙيل بدعتن ۽ هٿ ٺوڪين قصن ۽ ريتن رسمن خلاف پڻ جهاد ڪيائون. جنهن سبب سنڌ جو پڙهيل ڳڙهيل طبقو سندن تبليغ جي تحقيقي ۽ علمي انداز کان متاثر ٿي غير اسلامي نظرين کان بيزا ٿي توحيد پرستي واري جهنڊي هيٺ گڏ ٿيو.

علامه صاحب جن آمريڪا، برطانيا، ڪويت ۽ سعودي عرب کان علاوه ٻين به ڪيترن ئي ملڪن جا تبليغي دورا ڪيا. علامه صاحب جن ڪردار جا به غازي هئا، پاڻ به نفس نفيس عسڪري جهاد به ڪيائون. بوسنيا، چيچنيا، فلسطين ۽ ڪشمير سميت جتي به مسلمانن سان ظلم ٿيو ان خلاف موثر آواز اٿاريائون. علامه صاحب ملڪ اندر ڪيترين ئي مسجدون تعمير ڪرائي خدا جي ٻانهن کي سجدي جي جاءِ فراهم ڪيائون. ٿر جي بيابانن ۾ سنت عثماني رض تي عمل ڪندي ڪيترائي پاڻيءَ جا کوھ کوٽائي ٿر واسين کي پيئڻ لاءِ پاڻي فراهم ڪيائون.

جهور پوڙهو هوندي به آخر دم تائين ملڪ جي دور دراز ۽ ڪٺن مسافرين جون تڪليفون برداشت ڪري به تبليغ، امر بالمعروف ۽ نهي عن المنڪر جو فرض ادا ڪيائون. پاڻ هڪ ئي وقت قرآن ۽ حديث جا حافظ هئا. سندن علمي هاڪ سموري عالم اسلام ۾ پکڙيل هئي. پاڻ عربي، اردو ۽ سنڌي ٻوليءَ ۾ ڪتاب لکيائون. عربي زبان ۾ 60 اردو ۾ 32 ۽ سنڌي ۾ 21 ڪتاب سندن يادگار آهن. سندن شهرة آفاق تفسير بديع التفاسير جيڪو جديد دور جي تقاضائن ۽ علمي انداز ۾ انتهائي مدلل نموني لکي رهيا هئا. مڪمل نه ٿي سگهيو، پر ان جا جيڪي به جلد شايع ٿيا آهن. انهن جو عربي ۾ ترجمو شروع ٿي چڪو آهي. پاڻ نيوسعيدآباد

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۾ هڪ اعليٰ ۽ جديد اسلامڪ سائنٽيفڪ يونيورسٽي قائم ڪرڻ لاءِ پاڻ پتوڙي رهيا هئا ۽ ان سلسلي ۾ پلاٽ بہ حاصل ڪيو هئاون. علامہ راشدي رح جن جي لئبرري جيڪا مڪتبہ راشديہ آزاد پير جهنڊو ۾ موجود آهي. دنيا جي وڏين ۽ معتبر ترين قديم لئبررين ۾ شمار ڪئي وڃي ٿي.

علامہ صاحب رح جن آخر دم تائين درس تدريس جو سلسلو جاري رکيو جڏهن بہ وتن وڃڻ ٿيندو هو تہ نوجوانن کان وٺندي اسي سالن جي عمر جا پوڙها عالم بہ سندن علمي چشمي مان پنهنجي علمي اڃ اجهائيندا نظر ايندا هئا. پاڻ خوش خلق ۽ ملڻا جلڻا انسان هئا.

آئون دعويٰ سان چوان ٿو تہ سنڌ ۾ اهڙا هزارين عالم ٿي گذريا آهن جن تي اسين جيترو بہ فخر ڪريون، اوترو گهٽ آهي. پر هن دور جي زنده عالمن ۾ علامہ بديع الدين رح جن ئي اهي واحد عالم هئا جن کي دنياءِ اسلام ۽ عرب ملڪن ۾ تسليم ڪيو پئي ويو. ان جو زنده ثبوت هي آهي تہ اڄ بہ مسجد حرام جي خطيب ۽ امام جو فرزند علامہ رح جي شاگرد هئڻ تي فخر ڪري ٿو! عرب ملڪن ۾ علامہ صاحب جن جا ڪيترائي شاگرد آهن جنهن سبب عالم اسلام سنڌ وارن تي فخر ڪري رهيو آهي. پاڻ ملڪي توڙي غير ملڪي ڪيترن ئي علمي ادارن جا مدير اعليٰ ۽ سرپرست هئا. غير شرعي رسمن خلاف بغاوت جو علم بلند ڪيائون ۽ انهن خلاف وڏو جهاد ڪيائون. اڄ اسان جا گنهگار هٿ سندن مقدس نالي پويان مرحوم ۽ عليه الرحمه لکندي ڏکي رهيا آهن. اسان جون دليون سندن جدائي جي صدمي ۾ ٻڏل آهن. اسان سنڌ وارن جي اها بدنصيبي آهي جو علم جو ايڏو وڏو خزانو ۽ دين رسول ﷺ جو علم اڄ سنڌ مان ڪچي مٽن مٽيءَ هيٺ دفنائجي ويو، پر ان شاءَ الله سندن ڇڏيل علمي ذخيرو قيامت تائين اسلامي دنيا جي رهنمائي ڪندو رهندو.

الله رب العزت کين پنهنجي جوار رحمت ۾ جڳهہ ڏئي ۽ اسان کي سندن نقش قدم تي هلڻ ۽ قدر ڪرڻ جي توفيق بخشي، ۽ سندن ڪيل خدمتون قبول فرمائي. آمين. (بشڪريہ: ماهوار "السنڌ" اسلام آباد شمارو نمبر 52 جون 1996ع)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولا بخش محمدي ☆

بطل جليل جو وڇوڙو

انسان هن جيون ۾ مختصر مدت لاءِ موڪليو ويندو آهي. پوءِ يا تہ هو پنهنجي پويان حسين، دلفريب، ناقابل فراموش خوشگوار يادون ڇڏي سماج کي ڪستوريءَ جهڙي خوشبوءِ سان واسي ويندو آهي يا وري پنهنجي پويان پيڙائن ۽ پاپن جا زهريلا ڪنڊن ڀريا ٻوٽا پوکي عالمِ انسانيت لاءِ ناسور جا نشان باقي بچائي هليو ويندو آهي.

دلبر هن دنيا ۾ وڃي رهندو واس

جهڙيءَ ريت هن ڌرتيءَ جي سونهن ۽ سوڀيا سرسبز شاداب ساوڪ ڀريل فصلن، خوشبودار گلن ۽ ٻوٽن جي نينهن پرور نظارن سان ٽيندي آهي. اهڙيءَ ريت هن سنسار جي سونهن ۽ سوڀيا، سچائي، اورچائي، سهپ ۽ ساجاهہ وند موتيءَ مثل "ماڻهن" سان هوندي آهي جن جي جيءَ جهوريندڙ جدائيءَ ڪانپوءِ سندس ساروڻيون ستائينديون ۽ من ماندو ڪنديون رهنديون آهن. زمين جي گولي تي هن وقت اسان نظر ڦيرائي ڏسون تہ اسان کي هر طرف لوڀ، لالچ، ڪينو، ڪدورت، نفرت ۽ حقارت جا ڪاريهر ڦڻ ڪڍي امن ڀريل انسانيت ۽ عالم اسلام کي هڪ ئي ساهيءَ ۾ ڳڙڪائڻ جي فڪر ۾ نظر ايندا. دنيا جون متڪبر ۽ مغرور، هٺ ۽ هوڏ ڀريل قومون پنهنجي هڪ هٺي سبب انسانيت سوز قهري ڪاروايون ڪندي ڌرتيءَ تي رهندڙ پوري انسانيت خصوصاً مسلمانن لاءِ زمين ٽامو، ٻٽائڻ ۾ ڪابہ ڪسر ڪونہ ڇڏينديون آهن. انسانيت بنا اجهي ننهڻ اُس ۾ جلي رهي آهي. هن جي هر صدا بصحرا ثابت ٿي رهي آهي. اهڙي هولناڪ ۽ قيامت خيز ناڪاري جذبات ڀريل ماحول ۾ آهنسا، امن، ايڪي، اتحاد، سچ ۽ سپت جو سبق سيکاريندڙ قوميت، وطنيت، مسلڪي گروهہ بندين ۽ پارٽين جي ڪوڙڪي کان بالاتر ٿي سچ، سپت ساجاهہ ۽ وحي الاهي قال الله

☆ گورنمينٽ ڊگري ڪاليج مٺي.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقال رسول ﷺ جو عالمگير ۽ آفاقي رستو ڏسيندڙ "پيغام محبت" جو پرچار ڪندڙ. سچ ۽ سپت جو سوداگر علامہ سيد بديع الدين شاه راشدي رحمة الله عليه جي جدائي ۽ هولناڪ وڇوڙو هيترا ورهيه گذرڻ ڪانپوءِ بہ وسارڻ جي سگهہ نہ ٿا ساري سگهون. بلڪ جيئن جيئن عالمِ اسلام تي ڏکيا ڏينهن پيا اچن ۽ اُمت مسلمہ تي ڏرتي سوڙهي ٿيندي ٿي وڃي تيئن تيئن هن مرد مانجهي رجل رشيد لاءِ نيڻ ٿانير وهائين. هن وقت سامراجي قوتن جي سهڪار سان ملت مسلمہ لاءِ سمجهون ٿا تہ سج سوا نيزي تي اچي بيٺو آهي پر هن قوم جي ڪو پرسان حال نظر ڪونہ ٿو اچي. ڪنهن عظيم قائد لاءِ انسانيت واجهائي رهي آهي! موت برحق آهي مگر ڪنهن ڪنهن موتيءَ مثل ماڻهوءَ جون ساروڻيون جينئن پوءِ تيئن ٿيون وڌيڪ ستائين. اهڙي بطل جليل جي ذڪر خير سانۡ تتل هانءُ تي ڇنڊو ٿو پوي.

سندس حياتيءَ جو عڪس فيض ڪهڙو نہ خوبصورت ڇٽيو آهي.

جو رکے تو کوه گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گذر گئے
رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے یادگار بنا دیا — فیض

علامہ بديع الدين شاه راشدي رحمة الله عليه جون ڪهڙيون ڳالهيون ڪجن؟ هو تہ مهمير مڙس هو. منهنجي من کي تہ ايترو تہ وڻندو هو جو سندس صحبت جي سڪ سدائين سيني سان سانديل هوندي هئي. زمانيَ جون ڪيتريون سرديون توڙي گرميون هجن مگر هن جي مانائتيَ مک تي سدائين مرڪ سجايل نظر ايندي هئي. پنهنجون توڙي پراون جا ڏنل ڏونگر جيڏا ڏک ۽ ڏنجهہ وسارڻ جو فن هن الاجي ڪٿان سکيو هو؟ هن جو علمي پڙاڏو ڏيهہ توڙي پرڏيهہ تائين پهتل هو. سندس سعادت جي ڪهڙي ڳالهہ ڪجي! هدايت جي نور بلد الامين جي ڇانءُ ۾ پورا ٽي سال الله جي گهر اڳيان رهي قرآن ۽ حديث جو درس ڏيڻ جو ڪين مثالي شرف حاصل ٿيو. جنهن مان دنيا جي ڪنڊ ڪڙڇ ۽ عالم عرب جا فاضل بہ لاڀ حاصل ڪندا هئا. بيت الله شريف جي مانواري امام شيخ عبدالله بن سبيل جي فرزند ارجمند شيخ عمر کي بہ سندس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والد علامہ راشدي مرحوم اڳيان ادب جا گوڏا ڀڃي اسلامي علوم سان گڏ فهم ۽ فراست سکڻ جي پڻ هدايت ڪئي.

راشدي مرحوم سرزمين سنڌ جي ڪُک مان جنم وٺندڙ عظيم سپوت هو. هو وڏو مفڪر، مجتهد ۽ زبردست مقرر ۽ مثالي استاد. وقت جو محدث ۽ مفسر هو. هن جا سخن فصاحت ۽ بلاغت جون ڇوليون هڻندڙ سمنڊ نظر ايندا هئا. سندن بي پناهه علمي اوناهي ۽ استعداد شگفتہ مزاجي گڏجي جيڪو ماحول پيدا ڪنديون هيون ان جي اظهار لاءِ الفاظ اڻ ڪافي آهن. افسوس جو اهڙو املهه انسان مٺيادار موتي بہ علمي ادبي محفلون ويران ڪري ڪنهن بي پار هليو ويو. هن ماديا تي ۽ ملحدانہ ماحول ۾ سندس نصيحت ڀريا روح پرور گفتا ٻڌي تتل هانءَ تي ڇنڊو پوندو هو. هن مرد مانجهي اڌ صديءَ تائين بنا ڪنهن غرض انسان ذات جي ڀلائي لاءِ پاڻ پتوڙڻ ۾ ڪابہ ڪمي اچڻ ڪانہ ڏني. پيرسنيءَ بيماري ۽ ڪمزوري جي باوجود اُٺن، گهوڙن ۽ ڇڪڙن تي ڪڏهن وري پيرين پنڌ ٿر جهڙي پوئتي پيل علائقي ۾ الله ۽ پياري پيغمبر جو امن ڀريو آفاقي پيغام ترپندڙ انسانيت تائين پهچايائين. ٿر جهڙي نظر انداز ڪيل دردن ۽ ڏکن جي ديس ۾ جتي ٿر واسي پاڻيءَ بوند لاءِ ابر ۾ اکيون اڙايو ويٺا هوندا آهن. انهن کي بہ سندن جهوپڙين، لاڏين ۽ ڇونرن اڳيان هن اکيلي مرد متير پنهنجي ڪاوشن سان جمعيت احياءَ التراث الاسلامي ڪويت ۽ ٻين ديني ادارن جي تعاون سان اڏائي سئو ڪان متي کوهہ کوٽائي صاف ۽ شفاف پاڻي پياري دردونديءَ جي ديس واسين جون دعائون حاصل ڪيون. ٿر پار ڪر ڪان سواءِ سنڌ جي مختلف ڏورانهن ۽ پوئتي پيل علائقن جتي غريب ۽ بي پهچ مسلمان ننڍڙي چوديواري (ڪروٽ) ۾ نماز پڙهي سردي گرمي سهڻ جا عادي بنجي ويا هئا انهن کي سئوَن جي تعداد ۾ مثالي ۽ پرسڪون مسجدون سندن ئي اڱڻ اڳيان نهرائي ڏنيون.

انيڪ ڳوٺن ۾ اسلامي مدرسا پڻ کولائي ڏنا هن جي تحرير توڙي تقرير ۽ علمي ادبي ذوق اعليٰ پائي جي وسعت همہ گيري جوين تي نظر ايندي هئي. هن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سولي سنڌيءَ ۾ بديع التفاسير جهڙو جامع ۽ علمي تفسير لکي سنڌ واسين کي سهڻي سوغات سان سنئين واٽ ڏسي جنهن سان اسلامي ادب جو سنڌيءَ ۾ خصوصي اضافو ٿيو. سندن علمي مان ۽ مرتبي جو اندازو لڳائڻ مان مشڪل نہ آهي تہ صرف ساڍا چار سيپارن جو تفسير ستن ذخيم جلدن ۾ لکيائون يارهن جلدن تائين قرآن ۽ علوم قرآني جي سڪ پري سوغات ڏيئي هيءُ وڻجارو اُن در ويو جتي اسان سيني کي حاضر ٿيڻو آهي......

ڪاش! کين موت ڪان ايتري مهلت ملي ها جو سڄي ڪلام حميد جو تفسير لکي سگهن ها. بهرحال تيرهين سيپارن جو تفسير لکجي چڪو آهي. ان ڪانسواءِ مختلف موضوعات تي سنڌي، اردو، عربي ۽ فارسي ۾ ڏيڍ سئو ڪان مٿي ڇپيل ۽ اڻ ڇپيل علمي ڪتاب يادگار ڇڏيا اٿن. سندن ذاتي لائيبريري المڪتبة الراشديه پڻ جڳ ۾ مشهور آهي جنهن ۾ اڻ انداز علمي ناياب ۽ قلمي ڇپيل ۽ اڻ ڇپيل ڪتابن جو خزانو محفوظ آهي. جتان ڏيهہ ٺوڙي پرڏيهہ واسي علم جا جهول پري رهيا آهن هن مرحياتي مانجهيءَ مرد پيڙهياتي پير، سلڇڻي سادات، مفسر قرآن لاثاني ليکڪ، متڪلم دوران عظيم عالم جيءَ جهورينڊڙ جدائي بعد سعيدآباد ۾ علمي بزمون اجهامي ويون.

جن لاءِ نيڻ جهڄن سي آئون ڪٿ نهاريان

سائين راشدي صاحب گذاري ويو! انهن مختصر لفظن پويان ڪيڏو نہ جيءُ جهورينڊڙ دڪ ۽ درد آهي. موت اٽل سچ آهي، پر ڪنهن ڪنهن جي جدائي سان جيءَ کي اهڙي تہ جهبي ايندي آهي جو سڀ وڃائون وسري وينديون آهن. هو دوستن تان گهور ويندو هو ۽ دشمنن کي بخش ڪري ڇڏيندو هو هن جي ذات ۾ انيڪ گڻ اڇي ڪنو ٿيا هئا. هو شمس العلماءُ، محدث مقرر، مورخ، مناظر ۽ بيباڪ نقاد هو دنيا جي مذاهب تي عبور رکندڙ ڪتاب ۽ سنت جو شيدائي هن ڪانپوءِ جڏهن پنهنجي آسپاس ٿونهارجي تہ پڙ پالهو ٿو ڏسڻ ۾ اچي. هر وڏي ماڻهوءَ جو قدر اسان سنڌ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واسين وٽ ان جي مرڻ ڪانپوءِ ٿيندو آهي. پر آئون هڪ نماڻي جسارت ڪندو هلان ته ڇا اي سنڌ واسيو اسان شاه صاحب جهڙي عالم بي بدل کي اهي سهولتون ڏيئي سگهياسين جيڪي هن لهڻيون ٿي؟

ڇا هن پنهنجي لاثاني تحريرن ۽ تقريرن سان پڙهندڙن ۽ ٻڌندڙن جي جيءَ ۾ جا جاڳرتا جي جوت جلائي هئي ان جو اڄ ڪٿي عڪس نظر اچي ٿو؟ هن جي حياتيءَ ۾ ڪين پنهنجن ۽ پراون کان ڇا مليو؟ هن ساري حياتي سچائي اورڃائي ۽ سورهيائي سان نئين نسل ۾ جيڪا ايمان ۽ اسلام جي جاڳرتا جي جوت جلائي ۽ پوءِ پنهنجن ۽ پروان طرفان ڪيس ڪهڙو سلومليو؟ هن ته ڪڏهن ڪڏهن ڪنڌن جا موڙ سرتي سچائي صليبن ڏانهن سفر جاري رکيو مايوس ٿيڻ، مڙڻ ۽ موٽڻ ته هن لاءِ ڪو مهٽو هو. هو پيرتي ڏونڪو هٽي سدائين رات کي رات ئي چوندو رهيو. ڪوڙ ۽ ڪپٽ جي دنيا ۾ هن هميشه حق ۽ سچ جو علم بلند ڪيو. بهرحال علامه راشدي پنهنجي پويان هڪ وڏو خال ڇڏي ويو آهي. الله تعاليٰ ڪيس جوار رحمت ۾ جاءِ ڏي، آمين. شاه صاحب جي قادر الڪلامي ايجاز ۽ اختصار سان گڏ علوم شرقيه ۾ مهارت لاءِ هتي سندس بديع التفاسير جي ام الڪتاب جي خطبة الڪتاب جو صرف هڪ مختصر اقتباس (ٽڪرو) تبرڪ طور ڏجي ٿو جنهن مان هن جي فصاحت ۽ بلاغت جو اندازو لڳائڻ مشڪل ڪونهي. هو اُپائڻ هارجي حمد و ثنا بيان ڪندي لکي ٿو.

اي مالڪ حقيقي! معلم الڪتاب ملهم الثواب. تون انڌن کي دل جي بصيرت بخشين، ٻي اکين کي اکين وارن کان وڌيڪ نرت ڏين، تو پنهنجي خليل لاءِ نار گلزار ڪئي. ڪليم لاءِ پٿر مان انهار ڪيئي. يوسف کي انڌاهين کوهه مان جياريئي، يعقوب جون وڃايل اکيون وراڻي، ايوب کي درد جي دوا ڏنئي. ذڪريا کي اڻ مدو اولاد عطا ڪيئي. مسيح کي پليت هٿن کان بچائي مصطفيٰ لاءِ علم ثمير ۽ فتح مبين رکئي ۽ ڪين خاتم النبيين جو نسب عطا فرمائي

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلي الله عليه وسلم. بديع التفاسير جلد اول صفحه 2

بهرحال علامه راشدي پنهنجي علمي خاندان جي تابناڪ روايات کي برقرار رکندي پڇاڙي جي پساهن تائين ڪتاب و سنت جي بالادستي لاءِ جاکوڙ جاري رکندو آيو. بلاشڪ هو جامع الصفات انسان هو.

راشدي صاحب جڏهن به ڪنهن ڪچهريءَ کي رونق بخشيندو هو ته علمي ادبي ناصحانه ۽ ظريفانه نادر نقاط سان گڏ خوش مزاجي ۽ ظرافت جي پڻ دربار لڳل هوندو هئو. اهڙا املهه انسان جماعتن جا نه پرقومن جا اثاثه هوندا آهن ۽ قدرت وارو ڪڏهن ڪڏهن ڪرم ڪري اهڙا فياض انسان پيدا ڪندو آهي.

راشدي مرحوم ديني، اصلاحي ۽ تبليغي دورن جي سلسلي ۾ دبئي، اومان، تائليند، بيلجم، هاليند، آمريڪا، ڊينمارڪ، پارت، برطانيه جرمني، سعودي عرب، ڪويت، قطر ۽ بنگلاديش جا دؤرا ڪري اسلام جو امن پريو آفاقي نظام دنيا جي ڪند ڪڙڇ تائين پهچايو. اسلام خلاف اٿندڙ هر سازش جو مردانه وار تي مقابلو ڪندا رهيا. تفسير، حديث، اسماءِ الرجال، منطق، فلسفي، مناظره، ڪلام، ادب ۽ تاريخ جي مڙني ميدانن جا شهسوار هئا. سڄو قرآن صرف چار مهينن جي عرصي ۾ حفظ ڪيائون. حديثن جو پڻ سندن سميت عظيم ذخيرو حفظ هُيَـنَ. عربي خطابت ۾ وڏو مقام رکندا هئا. 72 ٻاهتر ورهين جي ڄمار ۾ 8 جنوري 1996ع بمطابق 16 شعبان 1416هه تي ڪراچيءَ ۾ انيڪ محبت ڪندڙ دلين کي دائمي جدائي ڏيئي خالق حقيقي سان وڃي مليا. پنهنجي والد علامه پير احسان الله شاه ۽ وڏي ڀاءُ فاضل جليل سيد محب الله شاه راشديءَ جهنڊي واري سان لڳ ابدي آرامي ٿيا. پنهنجي پويان ٽي فرزند سيد محمد شاه، سيد رشد الله شاه، سيد حاڪم شاه يادگار ڇڏيائون جن مان سائين محمد شاه به پنهنجي پيءُ جي جدائي جي جهوري ۾ سگهوئي جدائي جو داغ ڏئي ويو. الله تعاليٰ مرحوم کي جوار رحمت ۾ جاءِ عطا فرمائي. (آمين)

ننگر ۽ نارين، پڳهه ڪٽي پنڌ پيا
بندر بازارين، سڃا سامونڊين ري

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصور ويراڳي ☆

علامہ سيد بديع الدين شاه راشديءَ جي وڇوڙي ويل هڪ تاثر

موت العالم ـ موت العالم

موت هڪ اهڙو اٽل اجل آهي جنهن جو ذائقو هر نفس کي ضرور چکڻو آهي ۽ سچ پچ تہ هن سڄي سنسار جي ستا انهي هڪڙي لفظ جي محور تي رتي وئي آهي. انْ لحاظ کان موت نہ آهي مهڻو نہ وري ڪا نئين ڳالهہ ـ! هر روز هزارين ماڻهو مرندا رهن ٿا: پر انهن جي مرتئي تي فقط هڪ مخصوص گروهہ متاثر ٿئي ٿو: مگر جڏهن ڪي ملهائتا ماڻهو ۽ قانون فطرت جا جائز سائين: جي سڏ تي لبيڪ چئي پنهنجي هڪ وڏي حلقي کي وڇوڙو ڏني پنهنجي اصلوڪي ماڳ ڏي موٽن ٿا تہ ڪئين اشڪبار اکيون آليون ٿيو وڃن تہ بيقرار دليون تڙپڻ ٿيون لڳن. ويتر ماڻهپي جي اثاث واري هن المناڪ دور ۾ اهڙن جانين جون جدايون جيءَ تي جهوريو وجهن!

گذريل ٻارهن مهينن جي مختصر عرصي ۾ علامہ سيد محب الله شاهہ راشدي رحمة الله عليہ کان وٺي هيل تائين سنڌ سرنهاريءَ کي پنهنجي ڪجهہ سٺن عالمن ۽ اديبن جو وڇوڙو سر تي سهڻو پيو آهي. ان سلسلي ۾ 8 جنوري 1996ع تي سنڌ جو وڏي ۾ وڏو عالم، مفسر ۽ مدبر، مبلغ ۽ محدث، استادن جو استاد حضرت علامہ سيد ابو محمد بديع الدين شاه راشدي رحمة الله عليہ هن فاني دنيا مان موڪلائي راهہ بقا ڏانهن راهي ٿيو. انا لله وانا اليہ راجعون.

علامہ مرحوم اصل تہ سنڌ جو باشندو هو ۽ پاڻ سنڌي هجڻ جي حوالي سان ٿرڻ برن ۽ ٽتيءَ ٽڏيءَ الله ۽ ان جي رسول ﷺ جو پيغام لڳاتار اڌ صديءَ کان وڌيڪ وقت تائين تہ پهچائيندو رهيو: پر ان ڪانسواءِ سندس تبليغ جو سلسلو سنڌ کان ٻاهر پنجاب، بلوچستان، افغانستان، آزاد ڪشمير، ٿائلينڊ، ڀارت ۽ مغربي ملڪن کان علاوه سعودي عرب تائين پڻ جاري رهيو. حرم پاڪ ۾ سندس عربي زبان ۾ ڪيل

☆ اصل نالو عبدالروف بن جان محمد اڙو هالائي، اديب، شاعر، مورخ، مشهور مقالہ نگار

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقريرن مان ڪيترا عرب پڻ سالن تائين مستفيد ۽ مستفيض ٿيندا رهيا.

علامہ مرحوم سيد بديع الدين شاه راشدي مهراڻ جي انهيءَ مشهور معروف راشدي خاندان جو چشم چراغ هو. جنهن کي پاڳارا پير ڪري سڏين ٿا. سندن اصل مسڪن ڪنگري (پير جو ڳوٺ) هو. جتان هن خاندان جي هڪ شاخ علم ادب جو پيغام ساڻ کڻي اچي سعيدآباد سهڙي (جنهن جو تفصيلي احوال ان شاءَ الله العزيز ڌار مضمون ۾ ڏنو ويندو).

هن خاندان سعيدآباد سنڌ جي ويجهو نوان پٽ اچي وسايا. تڏهن کان سندن علم ۽ عمل جي روشني آس پاس جرڪڻ لڳي. پير جهنڊي جي انهيءَ پهرئين ڪوٽ تي شاه ولي الله جي فلسفي کي فروغ ڏيندڙ مولانا عبيدالله سنڌي کان علاوه ڪيترن ئي عالمن، واعظن ۽ مبلغن دين جو فيض حاصل ڪيو ته ان مان وحدت واريون ونڊيون به ورهايون.

اهڙي علمي، ادبي ۽ خالص ديني ماحول ۾ حضرت شاه صاحب پنهنجي والد محترم مرحوم احسان الله شاه راشدي جي رفاقت ۾ شريعت جي علم جون سموريون منزلون طئہ ڪري عملي ميدان تي پڻ اتانهون مقام ماڻيو. پاڻ پنهنجي وڏي ڀاءُ محبوب من حضرت محب الله شاه الراشدي رحمة الله عليه وانگيان ٽن مهينن ۾ سمورو قرآن پاڪ حفظ ڪري ورتو ۽ ٻنهي صاحبن پنهنجي ليکي سچي سنڌ اندر قرآن ۽ حديث جو جوت جلائي ڪيترن ئي جاهلن کي پير پرستي کان باغي بڻائي ڇڏيو. هزارين مريدن هوندي به پاڻ حضور انور عليه الصلاة والسلام جي فرمان جي روشنيءَ ۾ ڪڏهن به وڏ ماڻهپي ۽ مرشدي ڏيکارڻ کان ته ڪنهن کي پيرين پوڻ ڏنائون ۽ نہ ڪنهن کي پنهنجي آڏو ڪنڌ جهڪائڻ يا هٿ ٻڌڻ جي اجازت ڏنائون. اهڙيءَ ريت انسانيت جي عظمت ۽ بشريت جي شرف برقرار رکڻ لاءِ پيڇاڙي عمر تائين وڏا وس ڪيائون.

علامہ مرحوم ڪافي سالن کان سعيدآباد سنڌ ۾ سڪونت پذير هيا ۽ شاه صاحب تبليغ کان علاوه سنہ 1983ع کان سيرت ڪانفرنس جو اهتمام ڪري پنهنجن پروان کي پريڻ جي پار جو پختو ۽ پيارو پيغام پهچائڻ شروع ڪيائون. انهيءَ

Monthly MUHADDIS
99-J Model Town Lahore
Phone 5869470

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلي ۾ 1995ع تائين تيرهن ساليانہ ڪانفرنسون سندن صدارت هيٺ منعقد ٿيون ۽ هر هر موقعي تي گرانقدر صدارتي خطبا پيش ڪيائون نہ رڳو ايترو پر علامہ شاه صاحب رحمة الله عليه قرآن پاڪ جي تفسير جي سلسلي ۾ انتهائي اهم ۽ همت آزما مهم ۾ پڻ سر اڏيءَ تي رکي ڏينهن رات ڏاڍي جاکوڙ ڪان ڪم ورتو انهيءَ ارڙي راهہ ۾ سڀ ڪان پهريائين قرآن پاڪ جي سمجهڻ لاءِ هڪ جامع ۽ مفصل مقدمو لکيائون جنهن جو عنوان آهي:

بيان بي نظير - قرآن جو تفسير (بديع التفاسير)

هن مقدمي ڪان پوءِ پاڻ تفسير جي ڪم ۾ باقاعده هٿ ڳنڊيائون ۽ ڏينهن رات ڪ ڪري سورة الرعد تائين چوڏهن پاره پورا ڪري ڇڏيائون. جن مان هن وقت تائين ڇهہ جلد شائع ٿي چڪا آهن جيڪي سورة النساءِ جي تفسير تي مشتمل آهن. اڙ انسواءِ ستون جلد ڇپائي هيٺ آهي. ان شاءَ الله ٿوري ئي وقت اندر نبيءَ جي نينهن ۾ نهوڙيلن لاءِ نيڻن جو ٺار ۽ قلب جو قرار بڻجندو.

مرحوم پنهنجي پويان رت جي رشتيدارن ڪان علاوه ديني تعلقدارن جو هڪ اهڙو سرگرم حلقو ڇڏيو آهي. جيڪو ان شاءَ الله العزيز مرحوم جي جلايل شمع کي روشن رکڻ لاءِ وڏا وس ڪندو.

سچ پچ تہ هن وقت ذهن ايتريقدر تہ وس ڪان بيوس ۽ وائڙو ٿي پيو آهي جو مرحوم سان زندگيءَ جي گهاريل گهڙين جون ناقابل فراموش حسين يادن جي باري ۾ اکر بہ نہ ٿو اُڪهي ـــ اُٿلندو اهي ڳالهيون ۽ اهي ڳڻ. گهڙيءَ گهڙيءَ نئون گهاءُ بڻجي اندر کي گهائي رهيا آهن ۽ سندس ياد سان دکويل دلڙي ڳوڙها ڳاڙڻ شروع ڪيو ڏي ـ بس ـــ! اندر مان رڳو اهي ئي دعائون ٿيون نڪرن تہ قادر قدير ۽ منعم حقيقي سندس نيڪين جو ڪيس ڀرپور اجورو ڏي ۽ بشري لغزشن کي بخش ڪرڻ فرمائي ـ نہ رڳو ايترو: مگر سندس پونيرن مان اهڙو نعم البدل نمايان ڪردار ادا ڪرڻ لاءِ منتخب ڪرڻ فرمائي جيڪو سندس مشن (Mission) کي صحيح خطوط تي هلائي انسانيت کي جهالت جي ڀٽڪندڙ واديءَ مان بچائڻ لاءِ صحيح ۽ پورو حق ادا ڪري سگهي ـــ . (آمين) (بشڪريہ السنڌ شمارو: 53، جون 1996ع)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندرون سندھ کا سب سے بڑا دینی ادارہ

جامعة بحر العلوم السلفية

میرپور خاص

جہاں

صرف کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے۔

علماء کی ایسی جماعت تیار کی جاتی ہے جو قیادت وسیادت کا فریضہ انجام دے۔

ایسے مبلغ اور خطیب تیار کیے جاتے ہیں جو کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ کا پیغام کونے کونے تک پہنچائیں۔

تو آیئے!

ان اعلیٰ وارفع مقاصد کے حصول کیلیے ہمارے دست وبازو بنیے اور جامعة کیلیے دل کھول کر زرِ تعاون درج ذیل پتے پر ارسال فرمائیں۔

رابطہ:

جامعة بحر العلوم السلفية

فون: 0233-861070

حاجی محمد اسماعیل میمن فون: 0233-861666

محمد ہاشم میمن فون: 0233-861333

اپنے عطیات

جامعہ بحر العلوم السلفیة

میرپور خاص کے

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 279

حبیب بینک لمیٹڈ

سیٹلائیٹ ٹاؤن میرپور خاص

میں جمع کرائیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کے
مختلف اوقات میں حالات وواقعات کے متعلق
جاری کردہ اخباری بیانات

اخباری بیانات

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضیاء حکومت میں اسلام کی خدمت کی کوئی کمی نظر نہیں آتی

روزنامہ ''جسارت''
مورخہ 15-04-1986

عورت کو ووٹ دینے اور سربراہ مملکت

روزنامہ ''نوائے وقت''
مورخہ 8-07-1988

مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے کے بعد عام انتخابات کرائے جائیں

روزنامہ ''جنگ''
مورخہ 18-01-1984

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت محمدی نافذ کر کے خلافت راشدہ کی طرز حکومت قائم کیا جائے

تمام مکاتب فکر کے متفقہ ترمیمی شریعت بل منظور کر کے نافذ کرایا جائے، علماء اہلحدیث کی پریس کانفرنس

[illegible]

روزنامہ "نوائے وقت"

مورخہ 14-10-1986

ملک کو سیکولرازم کی نہیں اسلامی نظام کی ضرورت ہے

ریفرنڈم میں عوام نے نفاذ اسلام کے لیے ووٹ [illegible]

[illegible]

روزنامہ "نوائے وقت"

مورخہ 12-01-1985

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزنامہ "آفتاب حیدرآباد"

مورخہ 12-11-1990

ٻنهي پنهنجي خالق کي وساري ڇڏيو آهي

[illegible]

ٺٽي ۾ ١١-١١-١٩٩٠ع جمعيت اهلحديث سنڌ جي صدر حضرت علامه ابو محمد بديع الدين شاه راشدي (پير ڦڪ جهنڊو) ٺٽي ۾ هڪ آئيني واري سيرت النبي

صلعم ڪانفرنس کي خطاب ڪندي چيو ته جڏهن انسان مسلمانن الله تعالىٰ جي قانون کي وساري ڇڏيو ته هو انسان جي

ڏسو صفحو 8 ڪالم 7

راشدي

ناهيل هٿرادو قانون کي به نعمت نه سمجهي. هن چيو ته مالڪ الله تعالىٰ جي قانون تي عمل ڪرڻ بجاءِ غيرالله جي قانونن ۽ آئين جي ورق تي دعوى پنهنجيون مڙهيو آهي جڪر سر فقط الله تعالىٰ جي در تي نڪ گهڙيو هو سو اڄ ٺوڪر ته آهن تي جهڪيل آهي ۽ ٻنهي پنهنجي خالق کي وساري ڇڏيو آهي ان ڪري اڄ جو مسلمان در در ڀٽڪي رهيو آهي هن چيو ته الله تعالىٰ جي پيغمبر ﷺ جي ڪلام قرآن شريف ۽ سنتن مطابق عمل ٿي هلڻ لاءِ چيو آهي جنهن تي عمل ڪرڻ سان مسلم امت ۾ پهرين سنون قائم ٿي سگهندو هن چيو ته اڄ جتي ڪٿي مسلمان پاڙ ۾ وڙهيا پيا آهن جن کي ٻاهريون قوتون ڀڙڪائي رهيون آهن هن چيو ته عراق کي ڪويت مان نڪري وڃڻ کپي هن چيو ته الليتن جي منعن کي ساڄي جڳهه ۾ ٿاهي ان موقعي تي پروفيسر محمد ياسين محمدي مولانا محمد ابراهيم ڀٽي محمد اسماعيل مهزات ۽ عبدالمجيد ملاح به خطاب ڪيو.

اسلام کے خلاف سازش کرنے والوں کو خاک کر دیا جائے گا [illegible]

[illegible]

ملک کو سوشلسٹ قبرستان بنا دیا جائے گا، [illegible] انقلاب [illegible] مدینہ سے آئے گا

[illegible]

روزنامہ "جنگ لاہور"

مورخہ 11-01-1986

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک میں قرآن وسنت پر مبنی شریعت نافذ کی جائے

بعض عناصر شریعت بل کے بارے میں شبہات پیدا کر رہے ہیں

شریعت بل منظور نہ ہونے کی صورت میں تحریک چلائی جائے گی

روزنامہ "امروز لاہور"

مورخہ 11-01-1986

ملڪ ۾ اسلامي قانون لاڳو ڪري ڀائيچارو پيدا ڪري سگهجي ٿو - راشدي

نيو-حيدرآباد ۹- (ن-م)
ملڪ ۾ اسلامي قانون
لاڳو ڪري امن ۽ ڀائيچارو
قائم ڪري سگهجي ٿو.
اهڙو اظهار جمعيت اهل
حديث سنڌ جي صدر علامه
بديع الدين شاهه راشدي جمعه
جي مجلس شوريٰ جي اجلاس
بعد صحافين سان ڳالهائيندي
ڪيو. شاهه صاحب چيو ته
صدر ضياءَ جيڪو شريعت
آرڊيننس نافذ ڪيو آهي. ان
جو امن ۾ مقدم ڪندي
ڪاٺي مطالبو ٿا ڪريون ته
ملڪ شريعت جيسا محمود نافذ
ڪيا ويا.
هن چيو ته شوريٰ جي
اجلاس ۾ فيصلو ڪيو ويو ته
جلد نيو سعيد آباد ۾ الجامع الراشد
اسلامڪ يونيورسٽي قائم
ڪئي ويندي، جنهن ۾ ديني
تعليم سان گڏ سائنسي تعليم
ڏني ويندي.
ان کان علاوه سنڌ جي
ملڪي صورتحال تي غور ويچار
ڪندي فيصلو ڪيو ويو ته
امن ۽ ڀائيچارو قائم ڪرڻ
لاءِ ... ڪيا ويا ضلعي
ليول تي جمعيت طرفان جلسا
ڪيا ويندا.

روزنامہ "مہران حیدرآباد"

مورخہ 10-12-1988

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

روزنامہ "نوائے وقت"

مورخہ 16-07-1988

روزنامہ "نوائے وقت"

مورخہ 20-04-1986

www.KitaboSunnat.com

جن الله جو در ڇڏيو تن غيرن اڏو مٿو ٽيڪيو

جمعيت اهلحديث جي صدر ... سيد ابو محمد بديع الدين راشدي جو بيان

بدين ا ۽ را جمعيت اهلحديث صوبي سنڌ جي صدر حضرت علامه سيد ابو محمد بديع الدين شاهه راشدي پير آف [illegible] روزه جهڙت النبي ﷺ جي ڪانفرنس کي خطاب ڪندي چيو ته جڏهن انسان مسلمان الله تعاليٰ جي قانون کي وساري ڇڏيو ته پوءِ انسان جي بنايل مقرر قانون کي به اهميت نه ملندي. ساڳين جڏهن الله جي قانون تي عمل ڪرڻ بجاءِ غير الله جي قانون ۽ انهن جي در تي وڃي پنهنجو مٿو ٽيڪيو لڳي جيڪو سر صرف الله جي در تي نمڻ کپي لڳو سر اڄ غيرن ۽ تن تي جهڪيل لڳي جيڪو سندن پنهنجي خالق کي وساري ڇڏيو لڳي. تنهن ڪري اڄ جو مسلمان در در ڀٽڪي رهيو آهي. حضرت علامه بديع الدين شاهه راشدي چيو ته الله تعاليٰ جي پيغمبر صرف الله جي ڪلام قرآن شريف ۽ سندس بيان ڪيل حديث تي عمل لاءِ چيو آهي انهي تي عمل ڪرڻ سان مسلم لٺ ۽ پيل جي سموري خلفشار ختم ٿي ويندو. علامه چيو ته اڄ مٿي ڪٿي مسلمان پاڻ ۾ وڙهيا پيا آهن انهن کي وڙهائڻ وارين اسل قوتون پيون آهن جيڪي صرف پنهنجا الو سڌا ڪرڻ چاهين ٿيون. هن چيو ته بابري مسجد جو مسئلو ڀارت جي حڪومت ٺهرايو ۽ اهي ترت حل ڪرڻ گهرجي. هن چيو ته مٿي جي اقليت وارن جي مندرن کي ساڙڻ جو ڪم ڪيو ڏئي پيا انهن تي حملا ڪرن. اهو حڪومت تي فرض آهي ته اتي اقليت ۽ رهندڙ مسلمانن جو تحفظ ڪري.

روزنامہ "نوائے آسمان" حیدرآباد

مورخہ 12-11-1990

[illegible] بیانات [illegible] پاکستان اور اسلام کے مخالف [illegible]

[illegible]

روزنامہ "نوائے وقت"

مورخہ 8-02-1985

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از غمزدہ برق التوحیدی ﷾ جدہ

بتذکار سید بدیع الدین راشدی رحمۃ اللہ علیہ

نہ رہا چمنستان توحید کا گل تھا — اڑ گیا گلستان سنت میں بلبل تھا
اٹھ گیا دبستان حدیث کا کل تھا — نہ رہا سناتا درس قران جو کل تھا
حسب و نسب میں وہ آلِ رسول تھا — قول و عمل میں وہ اہل رسول تھا
انہی سے محبت اُس کا اُصول تھا — انہی سے ملا اسے شرف قبول تھا
مفسر بھی اور مناظر بھی لاجواب تھا — بلا کا حافظ گویا کھلی کتاب تھا
خطابت ہی نہیں سیاست کا ہمرکاب تھا — گفتگو کا شہنشاہ، وہ حاضر جواب تھا
کسب خانہ ان کا تو خزانہ علم تھا — خود وہ بھی تو صاحب لسان و قلم تھا
شرق و غرب سے آتا ہر پروانہ علم تھا — سعادت ہے اس کو وہ مدرس حرم تھا
غیرتِ دین میں وہ رہتا گرم تھا — اپنوں کی ہو محفل تو ہوتا نرم تھا
بدعت و تقلید کو ابنِ حزم تھا — ہوتا کیوں نہ ایسا وہ صاحب علم تھا
کردار میں ارفع اخلاق کا اعلیٰ تھا — کسی کے خوف و رجا سے بہت بالا تھا
حفظ دین کو گویا قدرت نے پالا تھا — کشتِ دین کا وہ یکتا گلِ لالہ تھا
ذکرِ الٰہی سے وہ رطب اللسان تھا — فرصت میں پڑھتے پایا قرآن تھا
عجب اوصاف کا حامل انسان تھا — ہمدرد بہت، طالبوں پے مہربان تھا
حدیث کا حافظ حامل کتاب مبین تھا — دور بدعت میں وہ حارس دین تھا
صحابہ کی طرح رکھتا وسام جبین تھا — ابو محمد سچ وہ بدیع الدین تھا
رحمت کرے خدا عجب مرد آزاد تھا — توحید و سنت کی وہ بلند آواز تھا
شاہین نظر و بلند پرواز تھا — مخصوص ہر ادا میں رکھتا انداز تھا
روایات اسلاف کا وہ نشان تھا — فقیہ و محدث حافظ قرآن تھا
قحط الرجال کے اس دور میں برق — تشنگان کیلئے چشمہ فیضان تھا

(شکریہ ترجمان ۲۹ رنومبر ۹۶ء دہلی انڈیا)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

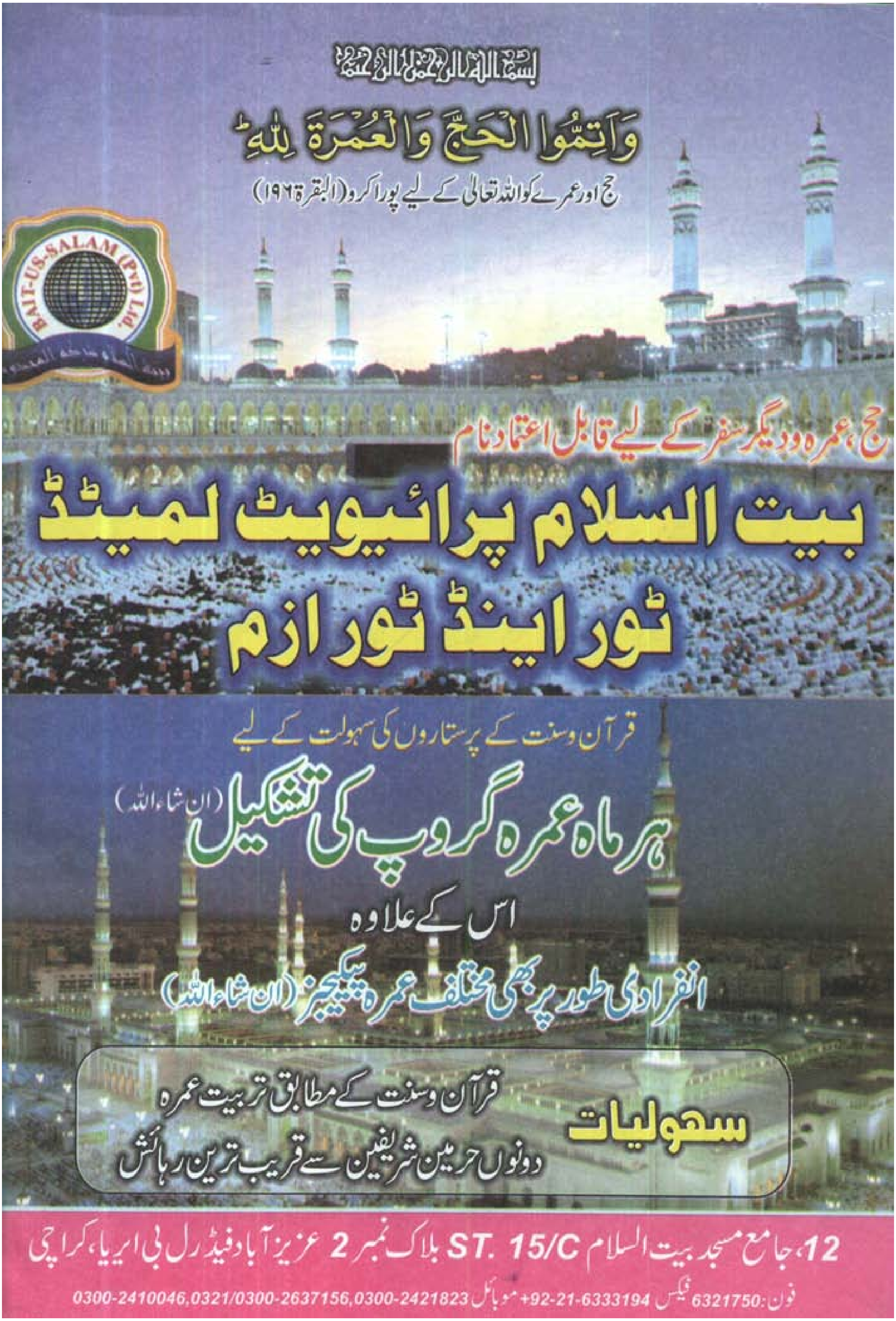

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان المبارک کیلئے ایڈوانس بکنگ جاری ہے

SHAFI SAMIE TRAVEL & TOUR OPERATOR

حکومت پاکستان سے منظور شدہ (لائسنس نمبر LHR-3814)

شفیع سمیع

ٹریول اینڈ ٹور آپریٹر

حج و عمرہ سروسز

گروپ میں شامل اللہ کے مہمانوں کیلئے
عمرہ کی ادائیگی کا طریقہ کار نیز تربیت کا اہتمام بھی کیا گیا ہے

ہر لمحہ ہمارا تعاون آپ کے ساتھ

نیز اندرون و بیرون ملک کے لئے
تمام ایئرلائینز کی کنفرم ٹکٹیں حاصل کریں۔

بیت اللہ اور مسجد نبوی ﷺ
کے قریب ترین رہائشوں اور
ٹرانسپورٹ کی سہولت کے ساتھ

شفیع سمیع ٹریول کا تعاون
آپ کے اچھے سفر کا معاون

SHAFI SAMIE TRAVEL & TOUR OPERATOR

شفیع سمیع ٹریول اینڈ ٹور آپریٹر

بیسمنٹ علی کمپلیکس 23- ایمپریس روڈ لاہور
فون 042-6309525-26,042-5084125
فیکس 042-6309521

عبدالسمیع 0300-0321-9421352
شکیل الرحمان ناصر 0300-0321-4317294

Email: sstravels@xcess.net.pk

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

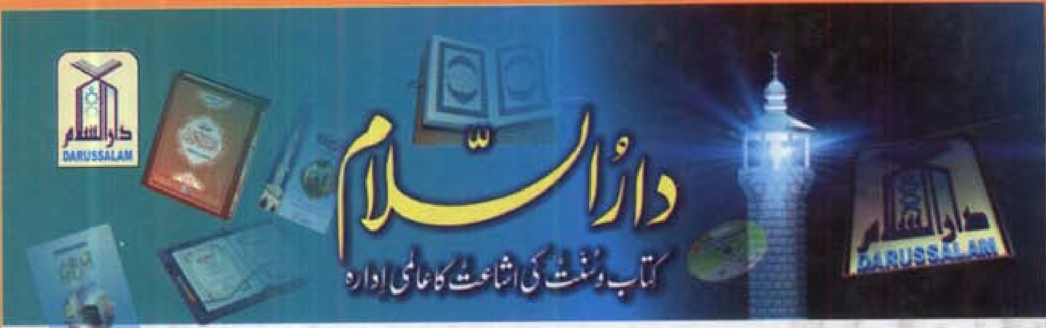

دارالسلام...... جس کی آٹھ سو سے زیادہ کتب دنیا کی بارہ زبانوں میں دستیاب ہیں

دارالسلام...... جس کا نیٹ ورک دنیا کے چار براعظموں میں 28 ممالک کے سینکڑوں شہروں تک پھیلا ہوا ہے

دارالسلام...... جس نے کتاب وسنت پر مبنی لٹریچر کے حوالے سے وحدت امت کا تصور پیدا کیا ہے

دارالسلام...... جس نے تفسیر وحدیث' تاریخ وثقافت اور تعلیم وتربیت کے موضوعات پر معیاری کتب شائع کی ہیں

دارالسلام...... جس نے اسلامی لٹریچر کی طباعت میں پہلی مرتبہ عالمی معیار قائم کیا ہے

دارالسلام...... جو محض ایک مثالی طباعتی ادارہ ہی نہیں بلکہ ایک عظیم تحقیقی مرکز بھی ہے

دارالسلام...... جس کے تحقیقی پروگرام کے ساتھ مختلف ممالک کے سینکڑوں علماء محققین اور مترجمین منسلک ہیں

دارالسلام...... جس نے صحاح ستہ کو ایک جلد میں شائع کر کے عالم اسلام کو سب سے بڑا تحفہ پیش کیا

دارالسلام...... جس کی کتب بیک وقت مرد وخواتین' طلبہ وطالبات' بچوں اور جوانوں میں مقبول ہیں

دارالسلام...... جس کی کتب میں فرقہ بندی اور مسالک کے تعصب کی بجائے کتاب وسنت کی حقانیت جھلکتی ہے

دارالسلام...... جس کے قرآن مجید' صحت متن اور کتابت وطباعت کا شاہکار ہیں

دارالسلام...... جس نے اپنے شوروم کی ایک منفرد اور دلکش فضا پیدا کی ہے

دارالسلام...... جس نے اسلامی موضوعات پر آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کا وسیع نظام ترتیب دیا ہے

دارالسلام...... جس نے اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے ''بابا سلام'' کمپیوٹر ایجوکیشنل سیریز پیش کی ہے

دارالسلام...... جس کی پرنٹنگ اور تقسیم کا نظام عالمی سطح پر قائم ہے

آئیے! آپ بھی دارالسلام کی علمی تحقیقی اور دیدہ زیب کتابوں کے ذریعے اسلام کے حقیقی اور حسین ادب کا مطالعہ کیجیے

36 لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور فون 7240024-7232400 فیکس 7354072 • غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون 7120054 فیکس 7320703

مین طارق روڈ (بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال) کراچی فون 021-4393936 فیکس 4393937 • F-8 مرکز اسلام آباد فون 051-2500237 فیکس 051-2281513

E-mail: info@darussalampk.com Website: www.darussalampk.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ